سسپنس ڈائجسٹ میں شائع ہونے والا مقبول ترین سلسلہ
دیوتا
38
اڑتیسواں حصہ
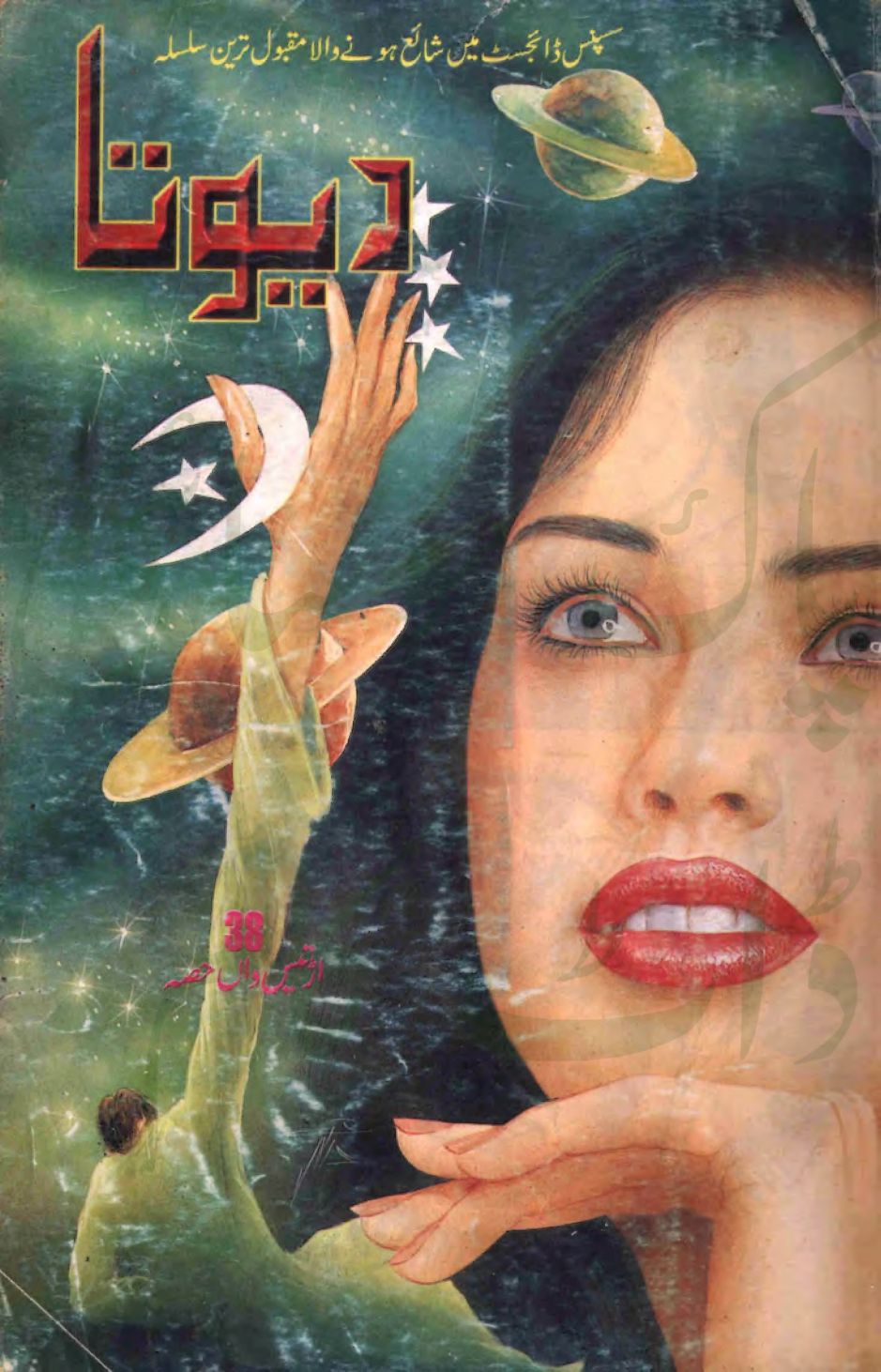
"ایسی ناممکن بات کہہ رہی ہو، جسے ایک پاگل عورت ہی کہہ سکتی ہے۔ مانا کہ اب فرہاد اس دنیا میں نہیں رہا لیکن یہ سن چکی ہو کہ اس کے بیٹے علی تیمور نے باپ کے قاتلوں سے کیسا انتقام لیا ہے؟ پارس کہیں گم ہوگا تو علی تیمور اسے تلاش کرنے کے لیے زمین آسمان ایک کردے گا۔"

"میں ایسی نادان نہیں ہوں کہ فرہاد کی فیملی کے کسی بھی فرد کو اپنا دشمن بنالوں۔ میں نے اسے غلام بنالیا ہے لیکن اسے اپنی فیملی میں جانے کی آزادی دوں گی۔ وہ جسمانی طور پر آزاد رہے گا لیکن ذہنی طور پر میرا غلام رہے گا۔ اپنی فیملی کے بزرگوں سے کہے گا کہ مجھے بہو تسلیم کریں۔ اگر مجھے تسلیم نہیں کیا تو اپنے خاندان والوں سے بغاوت کرے گا۔ اپنے بھائی علی سے عداوت کرے گا۔ ذرا تماشا دیکھتے جاؤ کہ میں کیا کرتی ہوں۔"

مہاراج نے قائل ہو کر کہا "اس میں شبہ نہیں کہ تم بہت مکار ہو۔ جب پارس جیسا مکار تمہارے شکنجے میں آگیا ہے تو تم علی تیمور وغیرہ کے خلاف بھی کیسی چالیں چلوگی، یہ بھگوان ہی جانتا ہے۔ تم ہو بڑی خطرناک۔ تم کہتی ہو، میں ذہین ہوں۔ بس اتنی ہی عقل کافی ہے کہ میں تمہاری جیسی عورت سے دور رہوں۔"

"زیادہ عرصے تک دور نہیں رہ سکو گے۔ کیا یہ دانش مندی نہیں ہوگی کہ بہت ہی بے بس اور مجبور ہونے سے پہلے ہی میرے پاس آجاؤ۔"

وہ ہنستے ہوئے بولا "جب تک آدمی بے بس اور مجبور نہ ہو، اسے بے بسی اور مجبوری محض سننے والے الفاظ لگتے ہیں۔ اس لیے تم مجھے ایسی باتیں نہ سناؤ۔ اب تم جاؤ۔ میں جلد ہی تمہارے پاس آکر یہ سناؤں گا کہ میں نے بھی تمہاری طرح ایک بہت بڑا کارنامہ انجام دیا ہے۔"

اس نے سانس روکی۔ وہ اس کے دماغ سے واپس آکر سوچنے لگی "یہ بالکل احمق نہیں ہے۔ ہماری طرح چالاکی سے کام لینا نہیں جانتا ہے مگر عقل رکھتا ہے اور اپنی زندگی کے تجربات سے کام لینا جانتا ہے۔ پتا نہیں یہ اپنے دعوے کے مطابق کون سا کارنامہ انجام دینے والا ہے۔"

وہ اپنی بہت سی مصروفیات کے دوران اس کوشش میں تھی کہ کسی طرح مہاراج کو ٹریپ کرے یا اس طرح کمزور بنادے کہ وہ اس کے سامنے سر نہ اٹھا سکے اور دشمنوں کا کوئی کام انجام دینے کیلئے اس کے خلاف کوئی قدم اٹھانے کی جرات نہ کرسکے۔

ٹیلی پیتھی کے حوالے سے ابھی صرف مہاراج اس کے مقابلے پر تھا۔ اسے یقین تھا کہ وہ جلد ہی اسے بے بس اور مجبور بنا

دے گی۔

مہاراج کے ایک آلۂ کار نے امریکی فوج کے ایک اعلیٰ افسر سے فون پر کہا "سر! مہاراج آپ سے گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔"

اعلیٰ افسر نے کہا "ہمیں خوشی ہے کہ مہاراج ہم سے رابطہ رکھنا چاہتے ہیں۔ تم دو منٹ کے بعد فون کرو۔"

اعلیٰ افسر نے رابطہ ختم کیا پھر فون کے ذریعے ریکارڈنگ کے انچارج سے کہا "ڈیڑھ منٹ کے بعد مہاراج سے گفتگو ہوگی۔ اپنے تمام ریکارڈرز کو الرٹ کردو۔ ریکارڈنگ کے کنکشن اعلیٰ حکام اور فوج کے اعلیٰ افسران کے پرائیویٹ اسپیکر سے منسلک کردو۔"

اس کے احکامات کی تعمیل ہونے لگی۔ آلۂ کار نے مقررہ وقت پر اعلیٰ افسر کو مخاطب کیا۔ اس نے کہا "میں حاضر ہوں اور مہاراج سے گفتگو کرنے کا شرف حاصل کررہا ہوں۔"

مہاراج نے کہا "میں پہلی میٹنگ میں یہ کہہ چکا ہوں کہ تمہارے تمام اہم مسائل ٹیلی پیتھی کے ذریعے حل کروں گا۔ لیکن کچھ عرصے تک محتاط رہنے کے لیے کسی اسلامی ملک کے خلاف کوئی کام نہیں کروں گا۔"

اعلیٰ افسر نے کہا "بے شک آپ کو محتاط رہنا چاہیے لیکن ایسا بھی تو ہوسکتا ہے کہ آپ اسلامی ملکوں کے خلاف کام کریں اور آپ کی ٹیلی پیتھی ظاہر نہ ہو۔"

"آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ میں نے الپا کی پیشکش کو ٹھکرا دیا ہے۔ میں کسی بھی اسلامی ملک میں آپ کی طرف سے کام کروں گا تو وہ انتقاماً یہ ثابت کردے گی کہ آپ لوگ رازداری سے مجھے میری ٹیلی پیتھی سمیت خرید چکے ہیں۔ آپ میری باتوں پر غور کریں۔ اگر میں کچھ عرصے تک اسلامی ممالک سے دور رہوں گا تو ہم دونوں کے لیے بہتر ہوگا۔ مثلاً ایران اور افغانستان میں مسلمانوں کے خلاف کوئی بڑی کارروائی ہوگی تو میں اس کا الزام الپا پر لگاؤں گا۔ علی تیمور اور فرہاد کی فیملی کے دوسرے افراد جانتے ہیں کہ میں فرہاد صاحب کا تابع دار تھا۔ میں اب بھی علی وغیرہ سے رابطہ کرکے اپنی خدمات پیش کرتا ہوں۔"

"تو پھر ایسی کوئی چال چلیں کہ علی وغیرہ الپا کا جینا محال کردیں۔"

"میں ایسی ایک چال چل چکا ہوں۔ الپا نے بڑی رازداری سے پارس کو ٹریپ کرنے کے بعد اسے اپنا معمول اور تابع دار بنالیا ہے۔ فرہاد کے بعد پارس جیسا اہم فرد اس فیملی میں نہیں رہا۔ الپا اس فیملی کو بڑی چالاکی سے ختم کررہی ہے۔ میں نے ابھی تھوڑی دیر پہلے علی کو بتایا ہے کہ الپا اس کے بھائی پارس کو اپنا غلام بنا چکی ہے۔"

اعلیٰ افسر نے کہا "پھر تو الپا بہت بڑا کام کررہی ہے۔ فرہاد کی فیملی ٹوٹ کر، بکھر کر ختم ہوجائے گی تو ہمارا بھی فائدہ ہوگا۔ آپ نے علی تیمور کو الپا کی موجودہ دشمنی کی اطلاع دے کر بہت بڑی غلطی کی ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ وہ خود کو فرہاد کی فیملی سے برتر بنا کر بڑے ممالک کو اسرائیل سے کمتر بنانا چاہتی ہے۔ ہم الپا سے آپ کے ذریعے نمٹ سکتے ہیں مگر برسوں گزر گئے، ہم کبھی فرہاد اور اس کے بیٹوں کو خود سے کمتر نہ بنا سکے۔"

"آپ کی بات میری سمجھ میں آرہی ہے۔ الپا نے پارس کو غلام بنا کر ہم سب کے لیے بھی ایک بہتر کام کیا ہے۔ میں نے صرف الپا سے دشمنی کرنے کے لیے علی تیمور کو اپنے اعتماد میں لیا ہے۔"

"آپ نے بھی اپنے طور پر علی تیمور کو اعتماد میں لے کر اچھا کام کیا ہے۔ مقتول فرہاد کی طرح اس کے بیٹے اور دوسرے فیملی ممبرز آپ پر اعتماد کرتے رہیں گے۔"

مہاراج اپنی تعریف سن کر خوش ہوا۔ اس نے کہا "میری چالاکی میں الپا سے کم نہیں ہوں۔ فرہاد کی فیملی نے پہلے ہی اسے بہو تسلیم نہ کرکے دھتکار دیا تھا۔ اب میں ثابت کررہا ہوں کہ وہ پارس کو غلام بنا کر انتقام لے رہی ہے۔"

"واہ مہاراج! آپ واقعی الپا سے زیادہ چالاک ہیں۔ اس وقت اگر آپ افغانستان میں چھپنے والے مسلمان دہشت گرد کو قتل کرادیں اور اس کا الزام الپا پر عائد کردیں تو علی تیمور، اس کی فیملی اور تمام اسلامی ممالک اس الزام کو درست تسلیم کرکے الپا اور اسرائیل کے پیچھے پڑ جائیں گے۔"

"یہ اچھی تدبیر ہے لیکن میں اس مسلمان دہشت گرد کو کیسے قتل کروں گا؟"

"آپ اسے قتل نہیں کریں گے۔ ہمارے کرائے کے قاتل وہاں موجود ہیں۔ آپ ٹیلی پیتھی کے ذریعے ان کے کام آئیں گے اور دنیا والوں پر یہی ظاہر کیا جائے گا کہ الپا ان کے کام آرہی ہے۔"

مہاراج نے قائل ہو کر کہا "ہاں۔ یہ زبردست سیاسی چال ہوگی۔ میں تو چاہتا ہوں کہ الپا کسی طرح ختم ہوجائے یا کمزور ہوجائے۔ پھر میں ہی ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا رہ جاؤں گا۔"

"ہم بھی صرف آپ کو ساری دنیا کا مہاراج بنانا چاہتے ہیں۔ اس سے بہتر موقع ہمیں نہیں ملے گا۔ الپا نے پارس کو غلام بنا کر فرہاد کی فیملی کے لیے مسئلہ پیدا کیا ہے۔ اس وقت افغانستان میں ہمارا مطلوبہ دہشت گرد مارا جائے گا تو اس کا الزام یقینی طور پر الپا اور اسرائیل کو دیا جائے گا۔ ہم سب ثابت کریں گے کہ اس دہشت گرد کے قتل کے پیچھے الپا کی ٹیلی پیتھی کام کررہی تھی۔"

مہاراج نے سوچا۔ بے شک الپا نے پارس کو غلام بلکہ یہودی بنا کر مسلمانوں کی غیرت کو للکارا ہے۔ ابھی لوہا گرم ہے۔ اس پر دوسرے ہتھوڑے کی چوٹ پڑے گی تو لوہا ٹوٹ جائے گا۔ فرہاد کی فیملی ختم ہوجائے گی۔ دوسری طرف الپا مصائب میں گھر جائے گی۔ علی تیمور اسے زندہ نہیں چھوڑے گا۔

اس نے پوچھا "مجھے کیا کرنا چاہیے یہ بات میری سمجھ میں ئی ہے کہ افغانستان میں موجود دہشت گرد جتنی جلدی مارا جائے ا اتنی ہی جلدی الپا کی شامت آئے گی۔ علی تیمور وغیرہ یہی سمجھیں گے کہ وہ ایک کے بعد دوسرے حملے کرتی جارہی ہے۔"

اعلیٰ افسر نے اس کی مزید تعریفیں کیں اور کہا "آپ پہلے ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں جو سیاسی چالوں کو اتنی جلدی سمجھ لیتے ہیں۔ آپ نے مقتول فرہاد کے آخری دنوں میں اس کے ساتھ رہ کر اس کی ذہانت اور حاضر دماغی کو خوب سمجھ لیا ہے۔ ہمیں پورا یقین ہے کہ آپ الپا کو ہر معاملے میں منہ توڑ جواب دیں گے۔"

مہاراج خوشی سے پھول رہا تھا۔ اسے فرہاد علی تیمور کی طرح ذہین اور حاضر دماغ سمجھا جارہا تھا۔ اس نے کہا "افغانستان میں آپ کے کرائے کے جو قاتل ہیں، آپ مجھے ان کے دماغوں تک پہنچائیں۔ لیکن اس سے پہلے آپ کو میری وہ بات یاد ہے نا؟"

"کون سی بات؟"

"میں نے بتایا تھا کہ ہماری خفیہ گفتگو جہاں ریکارڈ ہوتی ہے وہاں کے افسران کے دماغوں میں الپا پہنچ کر تمام راز معلوم کرلیتی ہے۔"

"ہمیں اچھی طرح یاد ہے۔ ہم نے اسی دن ریکارڈنگ کے تمام اسٹاف کو بدل دیا تھا۔ اب وہاں نیا اسٹاف ہے۔ الپا ان کے دماغوں میں نہیں پہنچ سکی ہے۔"

"اب میں مطمئن ہوں۔ آپ کا کام شروع کرنے سے پہلے اپنا ایک ضروری کام آپ سے لینا چاہتا ہوں اور وہ کام آپ کے لیے بہت آسان ہے۔"

"مہاراج! کام مشکل ہو تب بھی ہم کریں گے۔ آپ حکم دیں۔"

"میں اپنے جوان اور اکلوتے بیٹے کے لیے مکمل تحفظ چاہتا ہوں۔ اگر اس میں یوگا کی صلاحیت پیدا ہوجائے تو کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا اس کے دماغ میں نہیں پہنچ سکے گا۔ میں نے فی الحال اس کے دماغ کو لاک کردیا ہے۔ میں چاہتا ہوں، اسے ٹرانسفارمر مشین کے ذریعے ٹیلی پیتھی سکھائی جائے۔"

"یقیناً آپ کے بیٹے کو بھی ٹیلی پیتھی کا علم آنا چاہیے لیکن آپ نے دیکھا ہے کہ مشین کی کسی خرابی کی وجہ سے ہم آج تک کسی بھی امریکی کو ٹیلی پیتھی نہ سکھا سکے۔"

"آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ مشین میں خرابی نہیں ہے۔ مقتول فرہاد ٹرانسفارمر مشین کے اطراف پہرا دینے والے فوجیوں کو ٹریپ کیا کرتا تھا۔ جو نوجوان اس مشین سے گزرتا تھا اس عمل کے دوران میں مشین میں خرابی پیدا کردیتا تھا۔ جس کے نتیجے میں وہ نوجوان ہوش میں آنے تک پاگل بنا ہوجاتا تھا۔ اب تو وہ اس دنیا میں نہیں رہا ہے۔"

"ہاں۔ آپ کی بات سمجھ میں آرہی ہے۔ اب ہمیں پھر اپنی ٹرانسفارمر مشین کو آزمانا چاہیے۔"

"پہلے کسی جوان کو اس مشین سے گزارا جائے گا پھر میں اپنے بیٹے کو اس میں سے گزرنے دوں گا۔"

"یہی ہوگا۔ ہم پہلے آزمائش کے طور پر کسی جوان کو مشین سے گزاریں گے پھر آپ کے بیٹے مہیش کو یہ علم سکھائیں گے۔ آپ کسی بھی پہلی فلائٹ سے مہیش کو یہاں روانہ کردیں۔ وہ یہاں شاہی مہمان کے طور پر رہے گا۔"

"میں اپنے بیٹے کو روانہ کروں گا تو دنیا کی تمام مصروفیات چھوڑ کر اس کے دماغ میں رہوں گا۔ آپ برا نہ مانیں، ہمارے درمیان رفتہ رفتہ اعتماد پختہ ہوگا۔ میں بیٹے کا محافظ بن کر اس کے مشین سے گزرنے تک اس کے اندر رہوں گا۔"

اعلیٰ افسر نے کہا "مہاراج! آپ بہت دانش مند ہیں۔ آپ کا اندیشہ بھی غلط نہیں ہے۔ لوگ دوست بن کر پیٹھ میں چھرا گھونپ دیتے ہیں۔ ہم صاف لفظوں میں کہتے ہیں کہ آپ ہم پر بھی بھروسا نہ کریں۔ ایک فولادی قلعے کی طرح اپنے بیٹے کے اندر دن رات موجود رہیں۔ بلکہ میں ایک ایسا مشورہ دینا چاہتا ہوں، جس پر عمل کرنے سے آپ کے اندیشے بہت کم ہوجائیں گے۔"

"آپ کیا مشورہ دینا چاہتے ہیں؟"

"آپ اپنے بیٹے کے لیے چار چھ گارڈز مقرر کریں اور ان تمام گارڈز پر تنویمی عمل کرکے اپنا تابع دار بنالیں۔ ان کے دماغوں میں یہ نقش کردیں کہ وہ ہمارے بھی کسی حکم کی تعمیل نہ کریں۔ صرف آپ کے احکامات پر عمل کریں۔ اس طرح ہمارے سیکیورٹی گارڈز آپ کے بیٹے سے دور رہ کر اس کی حفاظت کرتے رہیں گے۔"

مہاراج نے خوش ہو کر کہا "آپ نے میرے منہ کی بات چھین لی۔ ابھی میں یہی کہنے والا تھا۔ واقعی آپ لوگ میرے لیے مخلص ہیں۔ میں کل صبح کی فلائٹ سے اپنے بیٹے کو چھ گارڈز کے ساتھ روانہ کروں گا اور بیٹے کے دماغ میں موجود رہا کروں گا۔"

ان کے درمیان یہ طے ہوگیا کہ مہیش دوسرے دن کی فلائٹ میں انڈیا سے روانہ ہوگا۔ تیسرے دن امریکا میں ہوگا پھر چوتھے دن اسے ٹرانسفارمر مشین والے جزیرے میں پہنچادیا جائے گا۔

الپا اب مہاراج کی تاک میں رہنے لگی تھی۔ یہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ مہاراج اور امریکا کس طرح کے معاملات طے کررہے ہیں۔ اور وہ لوگ مہاراج سے پہلے کون سا اہم کام کرانے والے ہیں؟

اسے معلوم تھا کہ ریکارڈنگ روم کا اسٹاف بدل دیا گیا ہے۔ اس لیے وہ کئی فوجی افسروں کے دماغوں میں جا کر معلوم کرنے کی کوششیں کرتی رہی کہ ریکارڈنگ روم کے نئے اسٹاف میں کون لوگ آئے ہوئے ہیں۔ وہاں سب ہی یوگا کے ماہر نہیں ہوسکتے تھے۔ الپا نے ایک افسر کے خیالات پڑھ کر معلوم کرلیا کہ مہاراج

کا بیٹا میش امریکا پہنچنے والا ہے۔ اسے جزیرے میں پہنچا کر ٹیلی پیتھی کا علم سکھایا جائے گا۔

الپا ہنسنے لگی۔ مہاراج بری طرح پھنسنے والا تھا۔ اس نے سوچ لیا کہ جب میش کو جزیرے میں لایا جائے گا تو وہاں کے تمام اہم فوجی افسران الپا کے احکامات کی تعمیل کریں گے۔ وہ ان سب کو اپنا تابع دار بنا چکی تھی اور آئندہ ان کے ذریعے میش کو ٹرانسفارمر مشین سے گزار کر پاگل بنانے کا ارادہ کر رہی تھی۔

وہ اپنے بیڈ روم میں تھی۔ اس کے بیڈ کے پاس ڈمی پارس بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے پوچھا "تم اچانک کیوں ہنس رہی ہو؟"

اس نے بتایا کہ وہ میش کو مشین کے ذریعے پاگل بنا کر مہاراج کو اپنے سامنے جھکانے والی ہے۔

ڈمی پارس نے اپنا سر تھام کر کہا "میری یادداشت بہت کمزور ہوگئی ہے۔ مجھے یاد نہیں آرہا ہے کہ یہ مہاراج اور میش کون ہیں۔"

"جب ضرورت سمجھوں گی تو یاد دلاؤں گی کہ وہ باپ بیٹے کون ہیں۔ ابھی تم اپنے مقتول باپ فرہاد اور اپنی فیملی کے تمام افراد کو یاد رکھو۔"

"وہ تو تم نے مجھے یاد کرایا تھا۔ مجھے سب یاد ہے۔"

"میں فرہاد کی فیملی اور بابا صاحب کے ادارے کی بہت سی باتیں تمہارے ذہن میں نقش کرتی رہوں گی۔ ابھی ادھر آؤ اور میرے پیروں کا مساج کرو۔"

وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر آیا پھر بستر کے سرے پر بیٹھ کر الپا کے پاؤں دابنے لگا۔ وہ مسکرا کر بولی "کتنے فرماں بردار شوہر ہو۔ ہائے ٹیلی پیتھی کے شہنشاہ فرہاد علی تیمور کا بیٹا اپنی بیوی کے پاؤں داب رہا ہے۔ تمہارے خاندان والے دیکھیں گے تو شرم سے ڈوب مریں گے۔"

وہ کھلکھلا کر ہنسنے لگی۔ اسی وقت موبائل فون کا بزر بولنے لگا۔ الپا نے اسے اٹھا کر آن کیا پھر اسے کان سے لگا کر بولی۔ "ہیلو۔"

دوسری طرف سے آواز آئی "میں الپا سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ اس سے کہو میرا نام علی تیمور ہے۔"

وہ چہک کر بولی "او۔ علی! تم ہو۔ میں الپا بول رہی ہوں۔ کیا تمہیں بھائی کی یاد آرہی ہے؟"

"مجھے پتا چلا ہے کہ تم نے پارس کو ٹریپ کیا ہے۔ اسے اپنا معمول اور تابع دار بنالیا ہے۔"

"میں جانتی ہوں' یہ آگ مہاراج نے لگائی ہوگی جبکہ میں نے تمہارے بھائی کو ٹریپ نہیں کیا ہے۔ تم جانتے ہو کہ میں اس کی بیوی ہوں۔ ہمارے درمیان علیحدگی ہوئی تھی لیکن طلاق نہیں ہوئی تھی۔ پارس کو اپنی غلطیوں کا احساس ہوا' وہ پھر میرے پاس چلا آیا۔ یقین نہ ہو تو خود اس سے پوچھ لو۔ میں اسے فون دے رہی ہوں۔"

اس نے فون بڑھاتے ہوئے کہا "پارس! یہ لو اپنے بھائی علی سے گفتگو کرو۔"

ڈمی پارس نے اس سے فون لیا۔ الپا نے اسے علی سے گفتگو کرنے دی۔ لیکن اس کے دماغ پر چھائی رہی۔ ڈمی اس کی مرضی کے مطابق بولنے لگا "ہیلو علی! کیسے ہو؟"

علی نے کہا "یہ مجھے پوچھنا چاہیے کہ عورت کی غلامی میں کیسے گزر رہی ہے۔"

"مجھے طعنے نہ دو۔ الپا کوئی پرائی عورت نہیں' میری بیوی ہے۔"

"ثانی بھی تمہاری بیوی ہے۔ کیا تمہیں اس کی کچھ خبر ہے؟"

"ثانی نادان بچی نہیں ہے۔ میری توجہ سے محروم ہو کر بابا صاحب کے ادارے میں پناہ حاصل کرلے گی۔ یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ میری الپا کو نہ بابا صاحب کے ادارے میں کبھی بلایا گیا اور نہ ہی اپنے خاندان میں اسے بہو تسلیم کیا گیا جبکہ ہماری باقاعدہ شادی ہوئی تھی۔"

"زیادہ نہ بولو۔ تمہیں بابا صاحب کے ادارے میں بلایا گیا ہے۔ تم جہاں بھی ہو' کل تک چلے آؤ۔"

"میرے ساتھ الپا کو اس ادارے میں آنے کی اجازت دی جائے گی تو میں آؤں گا۔"

"کیا تم جناب تبریزی کی نافرمانی کرو گے؟"

"میں ان کا احترام کرتا ہوں۔ ان کو اور تم سب کو سوچنا چاہیے کہ الپا ماں بن کر اپنی بچی سے محروم ہوگئی ہے۔ جب تم لوگ ایک ماں کی ممتا اور اس کے صدمات سمجھ کر اسے قبول کرو گے تو میں آؤں گا۔"

"تم اچھی طرح جانتے ہو کہ جس کے دل میں کینہ اور فریب ہو' اسے بابا صاحب کے ادارے میں قدم رکھنے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ وہ ہمیشہ یہودی رہنا چاہتی ہے۔ اپنی بچی کو بھی یہودی بنانا چاہتی تھی۔ جب بچی نہیں مل رہی ہے تو اس نے تمہیں تنویمی عمل کے ذریعے یہودی بنالیا ہے۔"

"کیا یہودی انسان نہیں ہوتے ہیں؟"

"بے شک انسان ہوتے ہیں لیکن ان پر کبھی اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔ یہ آسمانی کتاب میں لکھا ہے اور تاریخ گواہ ہے کہ یہودی جس کی آستین میں رہتے ہیں' اسی کو ڈستے ہیں۔"

"تم اپنی باتوں سے زہر اگلنا بند کرو ورنہ میں فون بند کردوں گا۔"

"ٹھیک ہے پارس! ابھی میں پاپا کے قاتلوں سے انتقام لینے میں مصروف ہوں۔ جب یہاں سے فرصت ملے گی تو تمہیں الپا کے تنویمی عمل سے نجات دلاؤں گا اور الپا کو ایسا سبق سکھاؤں گا کہ وہ سبق اس کی پوری یہودی قوم یاد رکھے گی۔"

دوسری طرف سے فون بند کردیا گیا۔ الپا نے ڈمی پارس سے فون لے کر کہا "ایک علی تو کیا' تمہارا پورا خاندان یہ سوچ کر انگاروں میں لوٹ رہا ہوگا کہ تم میرے غلام بن گئے ہو۔"

وہ بستر پر لیٹ گئی۔ وہ پھر اس کے پاؤں دابنے لگا۔

دوسری طرف پارس اپنا موبائل فون بند کرکے بولا "بھئی کیا کمال ہے۔ میں پارس ہوں اور فون پر پارس سے باتیں کررہا تھا۔"

ثانی نے مسکرا کر کہا "میں اس کے دماغ میں تھی اور سمجھ رہی تھی کہ وہ ڈمی اپنی مالکہ الپا کی مرضی کے مطابق باتیں کررہا تھا۔"

"چلو بے چاری کی برسوں کی آرزو پوری ہوگئی ہے۔ مجھے غلام بنا کر فاتحانہ انداز میں زندگی گزار رہی ہے۔ دوسروں کو خوش کرنا بہت بڑی نیکی ہے اور میں نیکی کما رہا ہوں۔"

ثانی نے کہا "اے نیکی کے فرشتے! اپنی اوقات میں آجاؤ۔"

اس نے ثانی کو اپنی آغوش میں بھرلیا۔ وہ خود کو چھڑاتے ہوئے بولی "میں نے اپنے پاس آنے کے لیے نہیں کہا ہے۔ آخر تم پورس کے بارے میں کیوں نہیں سوچ رہے ہو؟"

"میں کیا سوچوں؟ تم نے اس کی محبوبہ پر تنویمی عمل کرکے اسے دوبارہ پورس کے بنگلے میں پہنچا دیا تھا اور کہا تھا کہ اس کے دماغ میں رہ کر پورس کی مصروفیات معلوم کرتی رہو گی مگر تم مات کھا گئیں۔"

"جنگ میں ہار جیت ہوتی رہتی ہے۔ کیا تم کبھی سوچ سکتے تھے کہ کوئی اجنبی ٹیلی پیتھی جاننے والا ناصرہ کے دماغ میں سے میرے تنویمی عمل کو مٹا دے گا اور وہ پورس کے ساتھ کہیں گم ہوجائے گی۔"

ثانی اور پارس اس ٹیلی پیتھی اور آتما شکتی والے ملی دھر باندرے اور اس کے قائم کیے ہوئے ادارے کو نہیں جانتے تھے۔ دوسروں کی طرح وہ دونوں بھی ٹیلی پیتھی جاننے والے ملی دھر' ثنا پاشا اور سید جلال الدین پاشا سے بے خبر تھے۔ انہوں نے اپنے طور پر نیلماں اور پورس کو تلاش کیا تھا۔ اگر وہ جناب تبریزی یا آمنہ کی روحانی ٹیلی پیتھی کا سہارا مانگتے تو انہیں بہت کچھ معلوم ہوجاتا۔ لیکن بابا صاحب کے ادارے سے تعلق رکھنے والوں کو یہ ذہن نشین کرا دیا گیا تھا کہ جب کبھی جان پر بن آئے گی تو روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے اس کی مدد کی جائے گی ورنہ روحانیت کے علوم کے حامل دنیاوی معاملات میں نہیں پڑیں گے۔

ایسا کرنے سے یہ ہورہا تھا کہ میں' میرے بیٹے اور بہوئیں خود انحصاری کے عادی ہو کر اپنی ذہانت اور حاضر دماغی سے کام لیتے تھے۔ اس وقت ثانی اور پارس' نیلماں کا سراغ لگانے میں ناکام رہے تھے۔ ویسے بابا صاحب کے ادارے کے جاسوس مستعد تھے۔ انہوں نے دوسری صبح فون کے ذریعے پارس سے کہا "سر! میں تمام رات پورس کے بنگلے کی نگرانی کرتا رہا۔ رات دو بجے ایک جیپ اس بنگلے کے سامنے آئی تھی۔ اس میں ایک مسلح شخص بیٹھا ہوا تھا۔ اسی وقت ناصرہ (نیلماں) بنگلے سے باہر آئی۔ اس کے چلنے کا انداز ایسا تھا جیسے سحرزدہ ہو کر چل رہی ہو۔"

پارس نے پوچھا "تم نے اسی وقت مجھے اطلاع کیوں نہیں دی؟"

"سر! میں نے فون کیا تھا لیکن آپ نے اپنا موبائل بند کر رکھا تھا۔ میں نے سوچا آپ سو رہے ہیں۔ مجھے اس جیپ کا تعاقب کرنا چاہیے۔"

"تم نے تعاقب کیا تھا؟"

"یس سر! جب ناصرہ جیپ میں بیٹھ گئی اور وہ اسٹارٹ ہو کر جانے لگی تو میں نے دور ہی دور رہ کر اس کا تعاقب کیا مگر میں کیا بتاؤں' شاید آپ یقین نہ کریں۔ وہ جیپ مجھ سے دور جاتے جاتے آنکھوں سے اوجھل ہوگئی۔ جیسے جادو سے غائب ہوگئی ہو۔ جبکہ رات کے وقت راستہ صاف تھا۔ اسٹریٹ لیمپ کی روشنیاں تھیں۔ میں نے اپنی کھلی آنکھوں سے اسے غائب ہوتے دیکھا۔"

پارس نے کہا "جو بات سمجھ میں نہ آئے' اسے سمجھنے کے لیے ذہن کو نہ الجھاؤ۔ اپنی ڈیوٹی دوسرے کو دے کر سو جاؤ۔"

ثانی نے کہا "ہمارے جاسوس کے بیان سے ظاہر ہو رہا ہے جیسے واقعی نیلماں کو جیپ سمیت جادو سے غائب کردیا گیا ہے۔"

پارس نے کہا "تم صرف جادو کے بارے میں کیوں سوچ رہی ہو۔ کیا آتما شکتی کے ذریعے ہمارے جاسوس کو بھٹکایا نہیں

جاسکتا؟"

"آتما شکتی؟" ثانی نے چونک کر کہا "کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ ناصو نے ایسا کیا ہوگا؟"

"ہاں۔ ہمارا جاسوس بہت ذہین ہے۔ بے تکی رپورٹ نہیں دے گا۔ اس کی نظروں کے سامنے دور جانے والی جیپ غائب نہیں ہوئی۔ آتما شکتی کے ذریعے جاسوس کی نظروں کے سامنے پردہ ڈالا گیا ہوگا اور ایسا نیلماں ہی کرسکتی ہے۔"

ثانی نے تائید میں سرہلا کر کہا "نیلماں نے آتما شکتی سے معلوم کیا ہوگا کہ ناصو ٹیلی پیتھی جانتی ہے۔ زہر کے اثر سے اس صلاحیت کو بھولی ہوئی ہے۔ اب شاید نیلماں اسے لے جاکر آتما شکتی کے ذریعے اس کا علاج کرسکے۔"

"پھر یہ کہ نیلماں اور پورس ایک دوسرے کے دشمن ہیں۔ اس لیے بھی نیلماں' ناصو کو اس سے چھین کرلے گئی ہے۔"

ثانی اور پارس اپنے اپنے طور پر نیلماں اور پورس کے متعلق سوچ رہے تھے اور حقیقت سے دور بھٹک رہے تھے۔ دن کے گیارہ بجے دوسرے جاسوس نے فون پر کہا "سر! پچھلی رات میرے ساتھی جاسوس نے جس جیپ کا ذکر کیا تھا' اسے میں ابھی ہائی وے پر دیکھ رہا ہوں۔"

پارس نے پوچھا "تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ وہ وہی جیپ ہے؟"

"سر! میرے ساتھی جاسوس نے پچھلی رات اس جیپ کی نمبر پلیٹ پڑھی تھی اور مجھے وہ نمبر بتائے تھے۔ اس کے مطابق یہ وہی جیپ ہے۔ میں اس کے پیچھے جارہا ہوں۔ کیا میں تعاقب جاری رکھوں؟"

"ہاں۔ اس کا تعاقب کرو۔ ہم آرہے ہیں۔"

ثانی اور پارس رات کو سونے سے پہلے تک ایسے لباس میں تیار رہتے تھے کہ فوراً کہیں جانا ہو تو باہر جانے کی تیاری میں دیر نہ لگے۔ انہوں نے جوتے پہنے۔ موبائل فون اور کار کی چابی لی پھر وہاں سے چل پڑے۔

جب وہ وہاں سے چلے تو اس جیپ اور جاسوس سے تقریباً اسی کلومیٹر دور تھے۔ پارس تیز رفتاری سے ڈرائیو کرتے ہوئے فاصلہ کم کرنے کی کوشش کرتا رہا پھر حالات نے ساتھ دیا۔ ہائی وے پر جہاں راستے کی مرمت ہورہی تھی وہاں گاڑیاں آکر ایک قطار میں رک گئی تھیں۔ ٹریفک کے لیے ایک تنگ راستہ تھا۔ ہر دس بارہ منٹ کے بعد ایک طرف کی گاڑیوں کو گزرنے کا سگنل دیا جاتا تھا۔ اس کے بعد انہیں روک کر دوسری طرف کی گاڑیوں کو گزرنے کی اجازت دی جاتی تھی۔

اس طریقۂ کار کے باعث گاڑیوں کو آدھے گھنٹے تک اپنی باری کا انتظار کرنا پڑتا تھا۔ جاسوس وہاں گاڑیوں کی قطار میں پہنچا ہوا تھا۔ ثانی اور پارس بھی قریب سے قریب تر ہوتے ہوئے اسی جگہ پہنچ رہے تھے۔ اسی وقت نیلماں اپنی کار سے نکل کر ٹریفک پولیس والے کے پاس ناراض ہو کر پوچھ رہی تھی کہ ادھر والی گاڑیوں کو گزرنے کا موقع کب ملے گا؟

پولیس مین کہہ رہا تھا کہ ابھی گزرنے کا سگنل ملے گا۔ وہ اپنی گاڑی میں جاکر بیٹھے۔ جب وہ پلٹ کر جانے لگی تو اس نے جیپ کی پچھلی سیٹ پر سونے والی ورشا کو دیکھا۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ پارس کا جاسوس اپنی کار کی کھڑکی سے جھانک کر اسے دیکھ رہا ہے۔

اس نے فون کے ذریعے پارس سے کہا "سر! ہمارا اتنا لمبا سفر رائیگاں نہیں جارہا ہے۔ اس جیپ کے پیچھے دو گاڑیاں ہیں۔ ان دو گاڑیوں کے پیچھے ایک کار میں ناصو (نیلماں) ہے۔ میں نے ٹہلنے کے انداز میں ادھر جاکر دیکھا ہے۔ وہ اسٹیئرنگ سیٹ پر آکر بیٹھ گئی اور پچھلی سیٹ پر پورس لیٹا ہوا ہے۔ دونوں اسی میک اپ میں ہیں جس میں ہم انہیں پچھلے روز دیکھ چکے ہیں۔"

پارس نے کہا "تم اپنی کار میں چلے آؤ اور اب جیپ کو چھوڑ کر ناصو اور پارس کی کار کا تعاقب کرو۔ ہم بھی اس رکی ہوئی ٹریفک کی قطار میں آگئے ہیں مگر ذرا دور ہیں۔ راستہ صاف ہوگا تو قریب آجائیں گے۔"

راستہ صاف ہونے کے بعد وہ تمام گاڑیاں آگے بڑھنے لگیں۔ ٹوٹا ہوا مرمت کیا جانے والا راستہ پیچھے رہ گیا۔ کئی کلومیٹر کا فاصلہ طے کرنے کے بعد جاسوس نے فون پر کہا "سر! اگر آپ قریب آرہے ہیں تو دیکھ سکتے ہیں۔ جیپ دوسرے راستے پر جارہی ہے اور ناصو اجنتا کے راستے پر مڑ گئی ہے۔"

"ہاں۔ میں دیکھ رہا ہوں۔ تم جیپ کے پیچھے جاؤ۔ میں ناصو اور پارس کے پیچھے جارہا ہوں۔"

ایسی جدوجہد کے نتیجے میں ثانی اور پارس ہنومان جی کے مندر سے دور رک گئے کیونکہ مندر کے سامنے پورس کی گاڑی رکی ہوئی تھی۔ وہ ناصو کے ساتھ کار سے نکل کر مندر گئے۔ وہاں پوجا کرنے والوں کی خاصی بھیڑ تھی۔ ثانی اور پارس نے اس بھیڑ میں رہ کر انہیں دیکھا لیکن وہ دونوں یہ نہیں جانتے تھے کہ ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا جلال پاشا' پورس کے اندر رہ کر پنڈتوں اور پجاریوں کے دماغوں میں پہنچ کر ان کے خیالات پڑھ رہا تھا۔ وہ دونوں یہ بھی نہیں جانتے تھے کہ پورس اس مندر سے بہت ہی غیر معمولی دواؤں کے فارمولے حاصل کرنے آیا ہے۔

ابھی وہ دونوں صرف پورس کی مصروفیات کو سمجھنے کی کوششیں کررہے تھے اور یہ اچھی طرح جانتے تھے کہ پورس اتنا لمبا سفر کرکے اپنا وقت ضائع نہیں کررہا ہے۔ ضرور کسی اہم اور لمبے چکر میں ہے۔

ثانی نے پارس سے کہا "یہ بات سمجھ میں نہیں آرہی ہے کہ پورس ہنومان کی مورتی کے سامنے گیا۔ وہاں پنڈت اور پجاری سے باتیں کیں پھر واپس جارہا ہے۔"

پارس نے کہا "ہاں۔ پورس پوجا پاٹ کرنے والوں میں سے نہیں ہے۔ اس نے رسمی طور پر ہاتھ جوڑ کر ہنومان جی کے سامنے سر جھکایا تھا۔ پنڈت اور پجاری سے مختصری گفتگو کی تھی اور اب واپس جارہا ہے۔"

ثانی نے کہا "اس مندر سے پورس کی اتنی خاص دلچسپی ہے کہ اس نے اس جیپ کا پیچھا نہیں کیا جو پچھلی رات ناصو کو لے کر گئی تھی۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ اس مندر میں آکر واپس کیوں جارہا ہے؟"

پارس نے کہا "فوراً اپنی کار کی طرف چلو۔ وہ اپنی کار میں جارہا ہے۔ اس کا تعاقب کرکے معلوم ہوجائے گا کہ وہ کیا کرتا پھر رہا ہے۔"

"پارس! تم اس کا تعاقب کرو۔ میں تم سے دماغی رابطہ رکھوں گی۔ مجھے یہ مندر کھٹک رہا ہے۔"

پارس دوڑتا ہوا اپنی کار کی طرف چلا گیا۔ اسے اسٹارٹ کرکے ناصو اور پورس کے تعاقب میں روانہ ہوگیا۔ ثانی جینز اور شرٹ پہنے ہوئے تھی جبکہ وہاں کی عورتیں مقامی لباس میں تھیں۔ سب اسے سوالیہ نظروں سے دیکھتی ہوئی گزر رہی تھیں۔ کئی لوگ اسے ایک غیر ملکی عورت سمجھ کر نظر انداز کررہے تھے۔

وہ باہر جوتے اتار کر اندر آئی۔ مندر کے وسیع و عریض حصے سے گزرتی ہوئی اس بڑے کمرے کے دروازے کے سامنے آئی' جہاں ہنومان جی کی بڑی سی مورتی تھی۔ ہندو عورتیں اور مرد پوجا کی مختصری رسم ادا کرتے ہوئے کچھ رقم یا سونے چاندی کی کوئی چیز چڑھاوے کے طور پر دے کر جارہے تھے۔

ثانی نے دو ہزار ڈالر نکال کر ایک پجاری سے انگریزی میں پوچھا "میں ہندو نہیں ہوں مگر کیا یہ رقم دے سکتی ہوں؟"

پجاری نے پنڈت کو مخاطب کرتے ہوئے کہا "پنڈت مہاراج! یہ انگریجی میں بول رہی ہے۔ آپ تو مہاگنی ہیں۔ اس سے باتیں کریں۔"

پنڈت نے ثانی کے پاس آکر انگریزی میں پوچھا "تم پجاری سے کیا کہہ رہی ہو؟"

"میں ہندو نہیں ہوں مگر یہ دو ہزار ڈالر دینا چاہتی ہوں۔ کیا آپ کے یہ دیوتا اسے قبول کریں گے؟"

پنڈت نے اس سے دو ہزار ڈالر کے نوٹ لے کر کہا "دولت کا کوئی دھرم نہیں ہوتا۔ بھگوان تمہارا کلیان کریں گے۔"

ثانی وہاں سے پلٹ کر مندر کے ایک حصے میں ایک ستون کے پاس آکر کھڑی ہوگئی۔ وہ ہندی زبان بھی بڑی حد تک سمجھتی اور بولتی تھی۔ پنڈت انگریزی نہ بولتا تب بھی وہ پجاری کے خیالات پڑھ سکتی تھی۔

وہ پنڈت کے خیالات پڑھنے لگی۔ پتا چلا جہاں ہنومان کا مجسمہ ہے اس کے نیچے ایک تہ خانہ ہے۔ وہاں چڑھاوے کے طور پر آنے والا سونا چاندی اور ہیرے جواہرات جمع کیے جاتے ہیں۔ ہنومان کے بڑے سے مجسمے کے اندر بھی بیش قیمت ہیرے جواہرات ہیں۔

ثانی کا ذہن کہہ رہا تھا کہ پورس صرف ہیرے جواہرات حاصل کرنے نہیں آئے گا۔ جب وہ ٹیلی پیتھی جانتا تھا تو اس نے یہ معلومات حاصل کی ہوں گی کہ دنیا کے کتنے ملکوں کے کتنے علاقوں میں خفیہ خزانے ہیں۔

وہ ستون کے پاس سے چلتی ہوئی مندر کی سیڑھی پر آکر بیٹھ گئی۔ پنڈت کے اندر پہنچ کر اس کے دماغ کو کریدنے لگی۔ پتا چلا کہ اس سے پہلے دوسرے پنڈت اور پجاری تھے۔ اس مندر کو ایک کروڑپتی ہندو نے تعمیر کرایا تھا۔ نندو لال بھنڈاری اس علاقے میں اتنا خطرناک شخص ہے کہ پولیس والے بھی اسے سلام کرتے ہیں۔ اس کے تیس پہلوان چیلے ہیں۔ بعض اوقات وہاں غیر ملکی آتے ہیں اور اس کے مہمان بن کر رہتے ہیں۔ جب بھنڈاری کو معلوم ہوا کہ ہنومان جی کے مندر میں بے حساب دولت ہے تو اس نے مندر تعمیر کرانے والے کروڑپتی کے اکلوتے بیٹے کو اغوا کرالیا اور اس کی واپسی کی شرط رکھی کہ نندو لال بھنڈاری کو اس مندر کی انتظامیہ کا خود مختار سربراہ بنایا جائے۔ اس طرح وہ تحریری معاہدے کے مطابق اس مندر کی دولت کا مالک بن گیا۔ اس کروڑپتی کے بیٹے کو آزاد کردیا لیکن جب وہ کروڑپتی مندر کے سلسلے میں اوپر تک پہنچنے کی کوشش کرنے لگا تو اسے ایک حادثے میں ہلاک کردیا۔

ثانی سوچنے لگی کہ نندو لال بھنڈاری پہلوان بھی ہے۔ خطرناک بھی ہے۔ تیس پہلوانوں کی فوج بھی رکھتا ہے۔ اس علاقے کے پولیس والے اس کے سامنے ہاتھ جوڑتے ہیں اور غیر ملکی افراد اس کے مہمان بن کر رہتے ہیں۔ کیا اس خطرناک بھنڈاری سے پورس کا کوئی جھگڑا چل رہا ہے؟ کیا وہ اتنی دور بھنڈاری سے ٹکرانے آیا ہے؟

ثانی کے ذہن نے اسے تسلیم نہیں کیا۔ پورس تو بھنڈاری جیسے خطرناک مجرموں کو اپنے پاس آکر گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کردیتا تھا۔ پھر بھلا اتنی دور خود کیوں آئے گا؟ پچھلی رات کوئی ناصرہ کو جیپ میں لے گیا تھا۔ اسے چاہیے تھا کہ وہ جیپ والے کا گریبان پکڑتا۔ اس کا تعاقب کرتا لیکن وہ جیپ والوں کو چھوڑ کر ہنومان مندر میں آکر واپس گیا تھا۔

ثانی نے پارس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا "میں کچھ معلومات حاصل کررہی ہوں۔ لیکن یہ سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ پورس اتنی لمبی دوڑ کیوں لگا رہا ہے؟"

پارس نے کہا "اب میں تمہیں ایک حیران کرنے والی بات بتاتا ہوں۔ وہ جیپ ایک ہنومان مندر سے کچھ فاصلے پر رکی تھی اس میں ایک جوان عورت دو مسلح گارڈز کے ساتھ تھی۔ جب وہ جیپ سے باہر آئی تو اچانک چیخیں مارتی ہوئی زمین پر گر کر تڑپنے لگی۔

صاف پتا چل رہا تھا کہ کسی نے اس کے دماغ میں زلزلہ پیدا کیا ہے۔ بعد میں تصدیق ہوگئی۔ جب وہ دونوں مسلح گارڈز اس عورت کو سنبھالنے لگے تو اس نے ایک گارڈ سے گن لے کر اپنے دونوں گارڈز کو گولیاں ماردیں۔ اس وقت تک پولیس والے آگئے تھے۔ اس عورت نے خود کو پولیس کے حوالے کردیا۔"

ثانی نے پوچھا "ناصرہ اور پورس وہاں تھے؟"

"ہاں۔ اس جیپ سے دور تھے اور میں بھی ان سے دور تھا۔ اب وہ ناصرہ کے ساتھ واپس جارہا ہے اور میں پھر اس کا تعاقب کررہا ہوں۔"

ثانی نے کہا "میں نے پچھلے دن ناصرہ پر تنویمی عمل کرکے اس کے دماغ کو لاک کیا تھا۔ ایسے میں کوئی آتما شکتی جاننے والا ہی اس کے اندر آسکتا تھا۔ ناصرہ کے اندر میرے تنویمی عمل کو مٹا دیا گیا اور اس کے دماغ کو لاک کردیا گیا۔ میں بھی اس کے اندر نہیں جاسکتی۔ ہم دونوں نے یہ رائے قائم کی ہے کہ نیلماں ہی ناصرہ کو ہم سے چھین کر لے گئی ہے۔"

پارس نے کہا "اب ہمیں اپنی رائے بدلنی ہوگی۔ پورس اتنی آسانی سے ناصرہ کو نیلماں سے چھین کر نہیں لاسکتا تھا۔ اگر لاتا تو جیپ کا تعاقب کرتا ہوا یہاں تک نہ آتا۔ اگر وہ نیلماں تھی تو اس نے اس جیپ والی کے دماغ میں زلزلہ پیدا کیوں کیا۔ اس کے دونوں گارڈز کو ہلاک کیوں کیا؟ میرا ذہن کہتا ہے کہ پورس کے ساتھ کوئی خیال خوانی کرنے والی ہستی ہے۔"

ثانی نے کہا "اور وہ ہستی ناصرہ ہوسکتی ہے۔ یہ ہوسکتا ہے کہ ناصرہ کو اپنی پچھلی زندگی کے ساتھ ٹیلی پیتھی کا علم بھی یاد آگیا ہو۔"

"تمہاری بات درست ہوسکتی ہے لیکن اب دو باتیں سمجھنے کے لیے رہ گئی ہیں۔ ایک تو یہ کہ پورس اس جیپ کا تعاقب کیوں کررہا تھا؟ دوسری بات یہ کہ وہ ناصرہ کے ساتھ پھر اجنتا کی طرف جارہا ہے۔ وہاں سے صرف دو کلو میٹر کا فاصلہ ہے اور اب میں دیکھ رہا ہوں کہ اس بار وہ ہنومان جی کے مندر کے پچھلے حصے میں آکر اپنی کار روک کر مندر کے پچھلے دروازے کو دیکھ رہا ہے۔"

ثانی نے کہا "اندھیرا ہوچکا ہے۔ مندر کے سامنے والا دروازہ بند ہوگیا ہے۔ پوجا کرنے والے جاچکے ہیں۔ میں مندر کی سیڑھی پر بیٹھی ہوئی ہوں۔ اب یہاں سے اٹھ کر مندر کے پیچھے آؤں گی لیکن ایک بار پھر پنڈت کے خیالات پڑھنا چاہتی ہوں۔"

وہ پنڈت کے اندر پہنچی تو اسے محسوس ہوا کہ اس کے دماغ میں کوئی اور بھی موجود ہے۔ دراصل اس وقت جلال پاشا ان غیر معمولی دواؤں کے فارمولوں کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لیے پنڈت کی سوچ میں کئی طرح کے سوالوں کے جواب حاصل کررہا تھا۔ پنڈت کے خیالات اسے بھی نندو لال بھنڈاری کے بارے میں بتا رہے تھے پھر یہ اصل بات بتائی کہ بھنڈاری نے جب ہنومان جی کی مورتی کے اندر سے ہیرے جواہرات نکالے تو ہنومان جی کی دُم سے بہت سے کاغذات برآمد ہوئے تھے۔ وہ کچھ دواؤں کے فارمولے تھے' جنہیں نندو لال بھنڈاری نے یہ کہہ کر اپنے پاس رکھ لیا تھا کہ کبھی فرصت سے کسی تجربے کار ڈاکٹر سے ان فارمولوں کی اہمیت معلوم کرے گا۔ یہ بات موٹی عقل سے بھی سمجھی جاسکتی تھی کہ جو فارمولے اتنی رازداری سے چھپا کر رکھے گئے ہیں وہ یقیناً اہم اور غیر معمولی ہوں گے۔

پنڈت کے خیالات جلال پاشا کو بتا رہے تھے کہ نندو لال بھنڈاری کچھ دنوں کے لیے اٹلی گیا ہے اور اس کا تعلق انڈر گراؤنڈ مافیا سے ہے۔ اس پنڈت کو ان کاغذات کے بارے میں اور کچھ معلوم نہیں تھا اور اب وہ پنڈت پریشان ہو کر سوچ رہا تھا "میں چڑھاوے کا حساب کرتے کرتے کیوں خواہ مخواہ ان کاغذات کے متعلق سوچنے لگا ہوں۔ مجھے ان کاغذات اور بھنڈاری صاحب کے ذاتی معاملات سے کیا لینا ہے۔"

ثانی مندر کی سیڑھیوں سے اٹھ کر پارس کی طرف جاتے ہوئے بولی "پورس کی مصروفیت اور اس مندر سے دلچسپی کی وجہ معلوم ہوگئی ہے۔ اس نے غیر معمولی دواؤں کے فارمولے ہنومان جی کی دُم میں چھپا کر رکھے تھے۔ اب وہ فارمولے نندو لال بھنڈاری کی تحویل میں ہیں۔"

وہ پارس کو بھنڈاری کے بارے میں بتانے لگی۔ اسی دوران میں اس کے پاس آکر کار میں بیٹھ گئی۔ پارس نے کہا "بھنڈاری کچھ دنوں کے لیے اٹلی گیا ہے لیکن وہ اپنے ساتھ فارمولے لے کر نہیں گیا ہوگا۔ ایسی اہم چیزیں اپنی خفیہ پناہ گاہ کے خفیہ سیف میں رکھی جاتی ہیں۔"

ثانی نے کہا "پورس ان کاغذات تک پہنچ جائے گا کیونکہ اس کے ساتھ کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا ہے۔ مجھے بھی نندو لال بھنڈاری کی کوئی تصویر مل جائے تو میں اس کے دماغ میں پہنچ سکتی ہوں۔"

"تم بھول رہی ہو۔ بھنڈاری ہنومان کا بھگت ہے۔ پہلوان ہے' یقیناً پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرلیتا ہوگا۔"

"اٹلی میں رہ کر پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرے گا تو یہ نہیں سمجھ پائے گا کہ ہم ہندوستان سے خیال خوانی کررہے ہیں۔ ویسے پہلے یہ معلوم کیا جائے کہ بھنڈاری کی خاص رہائش گاہ یہاں ہے یا کسی دوسرے شہر میں ہے۔ اس کے بیوی بچے اور رشتے دار کہاں رہتے ہیں۔ انڈر گراؤنڈ سے تعلق رکھنے والوں کی داشتائیں بھی ہوتی ہیں۔ ہمیں کسی نہ کسی کے ذریعے بھنڈاری کے دماغ میں پہنچنے کی جگہ مل جائے گی۔"

"اور ایسی ہی کوششیں پورس بھی کرے گا۔"

"یہ میں سمجھتی ہوں لیکن ہمیں یہ بھی معلوم کرنا ہوگا کہ ناصرہ کی ٹیلی پیتھی کی صلاحیت واپس آگئی ہے یا پورس کے ساتھ کوئی دوسرا ٹیلی پیتھی جاننے والا ہے؟"

مہاراج ہوسکتا ہے۔ الپا یا نیلماں ہوسکتی ہے۔ نیلماں اور پورس کی دشمنی ختم ہوسکتی ہے۔ ان کے درمیان کوئی سمجھوتہ ہوسکتا ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ یہ ٹیلی پیتھی والا معاملہ الجھا ہوا ہے۔"

ان کے سامنے کچھ فاصلے پر ناصرہ اور پورس کی کار کھڑی ہوئی تھی۔ ثانی اور پارس سوچ رہے تھے' دو اہم باتیں معلوم کرنی ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ فارمولے کہاں ہیں اور پورس کس ٹیلی پیتھی جاننے والے کا سہارا لے رہا ہے؟

پارس اور پورس' دونوں میں پھر زبردست ٹکر ہونے والی تھی۔

O☆O

افغانستان کی سرحدی چوکی کے قریب ایک کھلے میدان میں دو ہیلی کاپٹر کھڑے ہوئے تھے۔ ان کے قریب ہی میں دوسرے مزدوروں کے ساتھ ایک قطار میں کھڑا ہوا تھا۔ وہاں چین سے آیا ہوا کرائے کا ایک قاتل پوشی وان اپنے دو شاگردوں کے ساتھ موجود تھا۔ میں اس کے متعلق بتا چکا ہوں کہ وہ کنگ فو کا خطرناک فائٹر تھا۔ اس کے ریکارڈ میں یہ درج تھا کہ وہ اپنے کسی بھی مقابل کو کبھی کسی ہتھیار سے نہیں بلکہ خالی ہاتھوں سے ہلاک کرتا تھا۔

وہ مجھے قتل کرنے آیا تھا لیکن وہاں پہنچنے پر معلوم ہوا کہ سومنا اور کارل نے مجھے ہلاک کرکے پہاڑ کی بلندی سے ہزاروں فٹ کی گہرائی میں پھینک دیا ہے۔ اس کے بعد میری موت کی تصدیق کرنے کے لیے مختلف ذرائع اختیار کیے گئے۔ ٹیلی پیتھی کے ذریعے بھی یقین دلایا گیا کہ میرا دماغ مردہ ہوچکا ہے۔ سرچنگ ٹیم دوبارہ ہیلی کاپٹر کے ذریعے ہزاروں فٹ کی گہرائی میں گئی تھی۔ وہاں انہیں ٹوٹی پھوٹی ہڈیاں ملی تھیں۔ لباس کے چیتھڑے پائے گئے تھے لیکن ایسی کوئی چیز ہاتھ نہیں آئی تھی' جس سے یہ ثابت ہوتا کہ وہ میری لاش ہے۔

پوشی وان چینی زبان بولتا تھا۔ انگریزی نہیں جانتا تھا۔ اس کے ساتھ ایک ترجمان رکھا گیا تھا' جو دوسروں کی باتیں پوشی وان کو چینی زبان میں سمجھاتا تھا اور پوشی وان کی باتوں کا ترجمہ ہمیں سنایا کرتا تھا۔ پوشی وان نے کہا تھا کہ فرہاد کی موت کی تصدیق ہوچکی ہے لیکن جہاں لاش کی ہڈیاں پائی گئی ہیں' وہاں کسی ٹھوس چیز کا ملنا بھی ضروری ہے۔ فرہاد کی انگلی میں انگوٹھی یا کلائی میں گھڑی بندھی ہوگی۔ پیروں کے جوتے بھی نہیں ملے۔ ان کے علاوہ بھی ایسی کوئی چیز مل سکتی ہے' جو فرہاد سے تعلق رکھتی تھی۔ پوشی وان نے کہا "آخری بار تصدیق کے لیے میں ہیلی کاپٹر لے کر تنہا جاؤں گا۔ میرے ساتھ میرے شاگرد بھی نہیں ہوں گے اور نہ ہی میرا کوئی ترجمان ہوگا۔ صرف ایک مزدور میرے ساتھ جائے گا اور وہ مزدور یہ ہے۔"

اس نے ایک انگلی سے میری طرف اشارہ کیا۔ مجھے یکبارگی ایسا لگا جیسے موت نے میری طرف انگلی اٹھائی ہو۔

وہ میرے ساتھ تنہا ہیلی کاپٹر کے ذریعے ہزاروں فٹ کی گہرائی میں جانے کا فیصلہ سنا چکا تھا۔ اور موت ہے کہ ہمیشہ تنہا ہمارے ساتھ چلتی ہے۔

سرچنگ ٹیم کے افسران نے کہا کہ پہاڑوں کے درمیان پرواز خطرناک ہوگی۔ کم از کم ہیلی کاپٹر کے پائلٹ کو ساتھ لے جائیں مگر پوشی وان نے کہا "میں ہیلی کاپٹر اڑاتا اور ایک مکینک کی طرح اسے ہینڈل کرنا بھی جانتا ہوں۔"

وہ سپر پاور امریکا اور خفیہ ایجنسی کے سربراہ رابرٹو کی طرف سے بھیجا ہوا ایک اہم شخص تھا۔ اس کے فیصلے سے کوئی انکار نہیں کرسکتا تھا۔ میں اس کے ساتھ ہیلی کاپٹر میں آکر بیٹھ گیا۔ اس نے انجن کو اسٹارٹ کیا۔ پنکھا تیزی سے گردش کرنے لگا اور ہیلی کاپٹر آہستہ آہستہ بلند ہو کر پرواز کرتا ہوا اس سرحدی چوکی سے دور ہوتا چلا گیا۔

مجھے وہ جگہ معلوم تھی' جہاں قبیلے کے سردار کو فرہاد علی تیمور سمجھ کر ہلاک کیا گیا تھا۔ پھر اس سردار کو پہاڑی کے نیچے پھینک دیا گیا تھا۔ جب ہیلی کاپٹر وہاں سے گزرنے لگا تو میں نے سوچا' وہ ہیلی کاپٹر کو گہرائی میں اتارے گا لیکن وہ پہاڑیوں پر سے پرواز کرتا ہوا آگے بڑھتا گیا۔ میں کھڑکی سے باہر دیکھ رہا تھا۔ کئی بلند پہاڑیاں تھیں' جن کے درمیان گہری پستی تھی۔ ہیلی کاپٹر کی مسلسل پرواز سے اندازہ ہو رہا تھا کہ پوشی وان گہری پستیوں میں جانا نہیں چاہتا یا پھر بھٹک رہا ہے۔ وہ اس جگہ کی تلاش میں ہے' جہاں مجھے ہلاک کرکے نیچے گرایا گیا تھا۔

اس نے میری طرف دیکھ کر اپنی زبان میں کہا "میں کسی سے پوچھنا ہی بھول گیا کہ فرہاد کو ہلاک کرکے کس پہاڑی سے نیچے گرایا گیا تھا۔ تم وہ جگہ تو جانتے ہی ہوگے؟"

میں اسے سوالیہ نظروں سے دیکھ رہا تھا جیسے اس کی زبان نہیں سمجھ رہا ہوں۔ وہ مسکرا کر بولا "اچھا اچھا سمجھ گیا۔ تم میری زبان نہیں سمجھ رہے ہو۔ کوئی بات نہیں۔ اب تم کچھ بولو۔ میں بھی نہیں سمجھوں گا۔"

میں نادان تو نہیں تھا۔ اُس کے اس انداز سے سمجھ چکا تھا کہ وہ مجھے کھلونا بنا کر کھیلنے کے لیے تنہا آیا ہے۔ یہ اس کی دلیری اور خود اعتمادی کا ثبوت تھا کہ وہ میرے ساتھ تنہا آیا تھا۔

پھر وہ ہیلی کاپٹر دو پہاڑیوں کے درمیان ہزاروں فٹ کی گہرائی میں اترنے لگا۔ نیچے چھوٹے بڑے پہاڑی ٹیلے بھی تھے اور ایک اتنی وسیع و عریض جگہ تھی جہاں اس نے ہیلی کاپٹر کو آسانی سے اتار لیا۔ انجن بند کرکے اس کی چابی لے کر نیچے اترنے لگا۔ میں بھی اپنی طرف کے سلائیڈنگ دروازے کو کھول کر نیچے اتر آیا۔ وہ دوسری طرف آکر ہیلی کاپٹر کی چابی دکھا کر بولا "اسے میں اندر کی جیب میں رکھ رہا ہوں۔ تم اس چابی کو جیب سے نکال کر اس ہیلی

کاپٹر کو لے جاؤ۔ اگر چابی نہ نکال سکے تو میں یہ ہیلی کاپٹر لے جاؤں گا اور سرچنگ ٹیم کو خوش خبری سناؤں گا کہ وہ دوسرے ہیلی کاپٹر میں یہاں آکر فرہاد علی تیمور کی لاش لے جاسکتے ہیں۔"

اس نے یہ کہہ کر اپنے لباس کی اندرونی جیب میں اس چابی کو رکھ لیا۔ میں نے بڑی معصومیت سے افغانی زبان میں کہا "بڑی مشکل ہے۔ اس کی زبان میں نہیں سمجھتا ہوں اور یہ میری زبان نہیں سمجھے گا۔ میں کس سے پوچھوں کہ یہ کیا کہہ رہا ہے؟"

میری بڑبڑاہٹ ختم ہوتے ہی اس نے فضا میں چھلانگ لگائی۔ میرا تجربہ مجھے سمجھا دیتا ہے۔ میں مقابل کی ابتدائی جنبش سے سمجھ لیتا ہوں کہ وہ کس طرح حملہ کرنے والا ہے۔ اس وقت میں انجان بن گیا۔ اس نے فضا میں چھلانگ لگاتے ہی میرے منہ پر ایک کک ماری۔ میرا منہ گھوم گیا۔ میں پلٹ کر ناہموار پتھریلی زمین پر گر پڑا۔ اس کے ساتھ ہی میں نے اپنی ناک اور باچھوں سے رستے ہوئے لہو کی حرارت محسوس کی۔ پھر میں نے یوں ظاہر کیا جیسے مار کھا کر کمزوری اور خوف محسوس کر رہا ہوں۔

میں نے اٹھتے ہوئے سہم کر پوچھا "صاحب! آپ نے مجھے کیوں مارا ہے؟ میرا قصور کیا ہے؟"

اس بار وہ انگریزی زبان میں بولا "میں کئی زبانیں جانتا ہوں۔ تم بھی مقامی زبان بولنے سے باز آؤ اور انگریزی میں باتیں کرو۔"

میں نے پھر افغانی زبان میں پوچھا "تم کیا بول رہے ہو؟ آخر کیا چاہتے ہو۔ مجھ غریب کو مار کر تمہیں کیا ملے گا؟"

اس نے جواب نہیں دیا۔ کئی پینترے بدلے پھر چشم زدن میں قریب آتے ہی یکے بعد دیگرے کراٹے کے دو ہاتھ مارے۔ میں مار کھا کر پیچھے ایک چٹان سے ٹکرا کر کھڑا رہ گیا۔ وہ پھر حملہ کرنے کے لیے پینترا بدل کر بولا "یہاں کے لوگ پلاسٹک سرجری کی وجہ سے تمہیں نہیں پہچان سکیں گے لیکن تمہاری لاش یہاں سے جائے گی تو تمہاری فیملی کے ممبرز اور بابا صاحب کے ادارے کے لوگ تمہیں ضرور پہچانیں گے۔ اس بار سچ مچ چالیس دنوں تک سوگ منائیں گے۔"

وہ اس بار اچانک زمین پر لیٹ کر چک پھیری کی طرح گھومتا ہوا آیا۔ پھر مجھے ایسا لگا جیسے میرے پیروں پر لوہے کی سلاخیں پڑی ہوں۔ میں تکلیف سے کراہتا ہوا اچھل کر زمین پر گر پڑا۔ وہ میری ٹانگ پر ٹانگ مارتے ہوئے چک پھیری کی طرح گھومتے ہوئے دور چلا گیا تھا۔ میرے پیروں کی ہڈیاں دکھنے لگی تھیں۔ اس کے زبردست فائٹر ہونے میں کوئی شبہ نہیں تھا۔ وہ مختلف انداز میں حملے کر رہا تھا اور میں مار کھاتے ہوئے تکالیف برداشت کرتے ہوئے اس کے حملوں کے انداز کو سمجھتا جا رہا تھا۔

اس نے پھر مقابلے پر آکر کہا "فرہاد! تم بری طرح پھنس گئے ہو۔ آج تک کوئی شکار مجھ سے بچ کر زندہ نہیں گیا۔ اگر میں فرض کروں کہ تم مجھے مار ڈالو گے تو تم تنہا واپس جا کر دنیا والوں سے کیا کہو گے کہ مجھے کیوں ہلاک کیا؟ ایک مزدور نے مجھ جیسے ناقابل شکست فائٹر کو بڑی مہارت سے کیسے مار ڈالا؟ اگر تم کسی کا سامنا نہیں کرو گے۔ ہیلی کاپٹر لے کر دوسری طرف کہیں چلے جاؤ گے تو میری لاش اٹھانے والے تمہارے فرار ہونے پر ضرور یہ رائے قائم کریں گے کہ مجھ جیسے کنگ فو کے ماہر کو فرہاد جیسا شخص ہی مار سکتا ہے۔ اس کے بعد تمہاری جھوٹی موت کا ڈراما ختم ہو جائے گا۔"

میں اس کی باتیں سن رہا تھا اور اس کی طرف سے محتاط تھا۔ اس نے پھر پہلے کی طرح فضا میں چھلانگ لگائی لیکن اس بار میرے منہ پر کک نہ مار سکا۔ میں ذرا جھک کر اس کی ٹانگ کو پکڑ کر ایک دائرے کی صورت میں گھوما پھر اسے ایک چٹان پر ایسے دے مارا جیسے دھوبی کپڑے کو بھگو کر پتھر پر مارتا ہے۔

وہ چٹان سے ٹکرا کر نیچے ناہموار زمین پر لڑھکتا ہوا ایک جگہ پہنچ کر رک گیا۔ اس کے حلق سے کراہیں نکل رہی تھیں۔ اس کے جسم کے علاوہ اس کا چہرہ بھی چٹان سے ٹکرایا تھا جس کے نتیجے میں پورا چہرہ لہولہان ہو گیا تھا۔ اس نے زمین پر لیٹے ہی لیٹے سر گھما کر مجھے دیکھا پھر ہنسنے لگا۔ "فرہاد! ہا ہا ہا۔ فرہاد! آخر میں نے تمہاری فرضی قبر سے تمہیں نکال ہی لیا۔ آخر تم جوابی حملہ کرنے پر مجبور ہو گئے۔ آؤ۔ اب مزہ آئے گا۔"

وہ جم کر کھڑا ہو گیا۔ مجھے حملہ کرنے کی دعوت دینے لگا۔ مجھے حملہ کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ لڑنے کا شوق اسے تھا۔ وہ مجھے ہلاک کر کے بہت بڑا اعزاز حاصل کرنا چاہتا تھا۔

میں نے اس کی انا اور برتری کو ٹھیس پہنچانے کے لیے اسے حقارت سے مسکرا کر دیکھا۔ اس نے پینترے بدل کر مجھ سے قریب ہوتے ہوئے حملہ کیا۔ میں نے ابتدا میں خواہ مخواہ مار نہیں کھائی تھی، اس کے انداز کو سمجھتا رہا تھا۔ اس کا حملہ ناکام ہوا۔ اس نے دوسرا پھر تیسرا حملہ کیا۔ میں جوابی حملے نہیں کر رہا تھا لیکن جب میں اچھل کر اس سے دور جا کر کھڑا ہوا تو اس کی سمجھ میں آیا کہ میں اپنے داؤ پیچ کیوں نہیں دکھا رہا تھا۔

اس کا منہ حیرت سے کھل گیا۔ میں اس سے دور کھڑا اپنی ایک چٹکی میں ہیلی کاپٹر کی چابی ہلا کر اسے دکھا رہا تھا۔ اس نے فوراً ہی اپنے لباس میں ہاتھ ڈال کر جیب کو ٹٹول کر دیکھا پھر مجھے غافل سمجھ کر ایک دم سے اچھل کر کک مارنے آیا۔ اس کی شامت آگئی۔ میں نے جھک کر پھر اس کی ایک ٹانگ پکڑی اور اسے گھمانے لگا۔ وہ دوسری لات چلا رہا تھا اور میں گھما رہا تھا۔ اس بار کئی چکر دینے کے بعد اسے پھینکا تو اس کے حلق سے چیخ نکل گئی۔ وہ نکیلے پتھر سے ٹکرایا تھا۔ پتھر کا ایک نکیلا حصہ اس کی پیشانی پر اور دوسرا نکیلا حصہ اس کے سینے میں پیوست ہوا تھا۔ وہ اپنے بوجھل جسم کے باعث زمین کی طرف لڑھکتا ہوا آیا پھر چاروں شانے چت ہو کر گہری گہری سانسیں لینے لگا۔ اس کی پیشانی اور سینے میں ایسے

سوراخ ہو گئے تھے جیسے اسے بھالے سے چھید اگیا ہو۔ پیشانی اور سینے سے لہو ابل رہا تھا۔ وہ زندہ تھا۔ دیدے پھیلا کر مجھے دیکھ رہا تھا اور اٹھنے کی ناکام کوششیں کر رہا تھا۔

میں نے اس کے بالوں کو مٹھی میں جکڑ لیا پھر اسے گھسیٹ کر ہیلی کاپٹر کے پاس لے آیا۔ پتھریلی زمین پر گھسٹنے کے باعث اس کا لباس پھٹ گیا۔ جسم پر جگہ جگہ سے خون نکلنے لگا۔ میں نے سلائیڈنگ دروازے کو کھول کر اسے دونوں بازوؤں میں اٹھا کر ایک سیٹ پر بٹھا دیا۔ وہ بہت سخت جان تھا اس لیے زندہ تھا ورنہ پیشانی اور سینے پر گڑھا سا پڑ جانے اور تیزی سے لہو بہنے کے باعث اسے اب تک دم توڑ دینا چاہیے تھا۔

میں دوسری طرف کا دروازہ کھول کر اس کے ساتھ والی سیٹ پر آیا۔ وہ ساکت بیٹھا ہوا گہری گہری سانسیں لے رہا تھا۔ میں نے انجن اسٹارٹ کیا۔ پنکھا گردش کرنے لگا پھر ہیلی کاپٹر دو پہاڑوں کے درمیان بلند ہو کر پرواز کرنے لگا۔

چند منٹوں کے بعد ہی ہم پرواز کرتے ہوئے اس سرحدی چوکی کی طرف آئے۔ نیچے کھڑے ہوئے مسلح گارڈز، سرچنگ ٹیم کے افسران اور پوشی وان کے شاگرد سر اٹھائے ہیلی کاپٹر کو دیکھ رہے تھے۔ میں نے بہت بلندی سے سر جھکا کر انہیں دیکھا۔ دوسری طرف کا سلائیڈنگ دروازہ کھلا ہوا تھا۔ میں نے پوشی وان کو ایک لات ماری۔ وہ ہیلی کاپٹر سے باہر گیا۔ پھر نیچے جاتے ہوئے تمام سرحدی چوکی والوں کے درمیان زمین پر ایسے گرا کہ منہ سے آواز تک نہ نکل سکی۔ نیچے پہنچنے تک دم اوپر چلا گیا تھا۔ البتہ سرحدی چوکی والے حیرت سے چیخ پڑے تھے۔ انہیں آنکھوں سے دیکھ کر بھی یقین نہیں آ رہا تھا کہ ناقابل شکست کہلانے والا پوشی وان سامنے مردہ پڑا ہے اور ایک جاہل گنوار مزدور ہیلی کاپٹر اڑا کر کہیں جا رہا ہے۔

یہ خبر تمام بڑے ممالک تک پہنچ گئی کہ ایک افغانی مزدور نے پوشی وان جیسے ناقابل شکست فائٹر کو ہلاک کر دیا ہے اور اس کی لاش سیکڑوں فٹ کی بلندی سے نیچے سرحدی چوکی پر پھینک کر اس ہیلی کاپٹر کو کہیں لے گیا ہے۔

پہلا شبہ تو مجھ پر ہی ہوا کہ تبت کے عجیب و غریب فائٹر شنگریلا کو میں نے ہی زخمی کر کے ناکارہ بنایا تھا اور میں ہی ناقابل شکست پوشی وان کو کسی ہتھیار کے بغیر ہلاک کر سکتا ہوں لیکن کسی کو میری زندگی کا ثبوت نہیں مل رہا تھا۔ بڑے بڑے اہم ذرائع استعمال کرنے کے بعد میری ہلاکت کی تصدیق ہو رہی تھی اور یہی رائے قائم کی جا رہی تھی کہ جس طرح سومنا اور کارل کو علی تیمور نے قتل کیا ہے، اسی طرح علی ایک مزدور بن کر سرحدی چوکی میں آیا تھا پھر پوشی وان کے ساتھ پہاڑوں کے درمیان ہزاروں فٹ کی گہرائیوں میں جا کر اسے ہلاک کیا ہے۔ پوشی وان کے ریکارڈ میں یہ درج تھا کہ وہ اپنے مقابل کو کسی ہتھیار سے نہیں بلکہ خالی ہاتھوں سے مار ڈالتا ہے۔

پارس نے میری ہدایت کے مطابق امریکی فوج کے اعلیٰ افسر سے فون کے ذریعے رابطہ کیا پھر کہا "تمہاری اطلاع کے لیے عرض ہے کہ علی اپنی شریک حیات کے ساتھ پیرس میں موجود ہے اور تم رابرٹو اور کنگ کا فوکی جن ایجنسیوں سے کام لیتے رہے ہو، ان ایجنسیوں کو نیست و نابود کر رہا ہے۔ اب تمہاری سمجھ میں آ جانا چاہیے کہ میرے پاپا کے ایک نہیں دو بیٹے ہیں۔ اگر علی پیرس میں ہے تو پھر پارس افغانستان کی سرحدی چوکی پر تھا۔ تمہارا کوئی کرائے کا قاتل افغانستان سے زندہ واپس نہیں جائے گا۔"

میرے لیے لازمی تھا کہ میں اس ہیلی کاپٹر کو کہیں لے جاتا اور اپنے لیے ایک محفوظ پناہ گاہ تلاش کرتا۔ دیر کرنے سے انٹرنیشنل ائر کنٹرولنگ لائن اور سیٹلائٹ کے ذریعے میرے ہیلی کاپٹر کا سراغ لگا لیا جاتا پھر مجھ پر فضائی حملے کیے جاتے۔

جب میں ریڈ کراس کی ٹیم میں ایک ڈاکٹر بن کر افغانستان گیا تھا اور کابل میں طالبان کے ایک کمانڈر سے دماغی رابطہ رکھتا رہا تھا تو اس دوران میں اسے بتایا تھا کہ طالبان میں چند افغان مجاہدین غیر ملکی آقاؤں کے لیے جاسوسی کر رہے ہیں اور آستین کا سانپ بنے ہوئے ہیں۔ میں نے ان غداروں کو ثبوت کے ساتھ گرفتار کرایا تھا۔ اور ان طالبان کو ایک ایسے خفیہ اڈے تک پہنچایا تھا، جہاں ایک تہ خانے میں بڑی رازداری سے افغان کرنسی چھاپی جاتی تھی۔ اس طرح وہ تمام طالبان اور کمانڈر وغیرہ مجھ پر اعتماد کرنے لگے تھے۔

میں نے موبائل کے ذریعے اس کمانڈر سے رابطہ کر کے پوچھا۔ "کیا آپ کمانڈر بہروز خان ہیں؟"

"ہاں۔ تم کون ہو؟"

"میں فرہاد علی تیمور کا ایک خاص ماتحت ہوں۔ آپ نے میرے استاد محترم فرہاد علی تیمور کی ہلاکت کے بارے میں سن لیا ہوگا۔"

"ہاں۔ مجھے تمہارے آقا کی ہلاکت کا بے حد صدمہ ہے۔ اس جاں باز نے آخری وقتوں میں ہمارے لیے بڑی خدمات انجام دی تھیں۔ کاش میں اس شہید جاں باز کے لیے کچھ کر سکتا۔"

"آپ میری مدد کر کے بہت کچھ کر سکتے ہیں۔ میں نے ان کے قاتلوں کو چن چن کر قتل کیا ہے۔ اب ان کا ایک ہیلی کاپٹر لے کر فرار ہو رہا ہوں۔ مجھے پناہ کی ضرورت ہے۔ کیا یہ ہیلی کاپٹر لے کر آپ کے پاس آ سکتا ہوں؟"

"تم نے فرہاد کے قاتلوں سے انتقام لیا ہے۔ ہم دل و جان سے تمہیں خوش آمدید کہتے ہیں اور یقین دلاتے ہیں کہ یہاں تم محفوظ رہو گے۔"

"میں افغانستان کی سرحد میں داخل ہو چکا ہوں۔ آپ تمام طالبان کو ہدایات دیں کہ میرے ہیلی کاپٹر پر کوئی فائر نہ کرے۔"

"میں اس وقت پروان شہر میں ہوں اور تمام طالبان کو ہدایت

دے رہا ہوں۔ تم بے خوف ہو کر چلے آؤ۔"

میں نے موبائل سے رابطہ ختم کیا پھر ہیلی کاپٹر میں پرواز کرتے ہوئے خیال خوانی کی پرواز کی اور کمانڈر کے دماغ میں پہنچ گیا۔ وہ فون کے ذریعے طالبان کو ضروری ہدایات دے رہا تھا۔ اس کے چور خیالات بتا رہے تھے کہ وہ مجھ پر شبہ کر رہا ہے۔ شبہ کرنے کی وجہ یہ تھی کہ تقریباً چھ گھنٹے پہلے ایک شخص پتلون، شرٹ اور جیکٹ پہن کر کہیں سے چھپتا ہوا آیا تھا۔ اس کے پاس ایک ٹی ٹی اور موبائل فون تھا۔ وہ غیر ملکی لگ رہا تھا مگر مقامی زبان اٹک اٹک کر بول رہا تھا، کہہ رہا تھا "میں آپ کی زبان ٹھیک طرح بول نہیں سکتا لیکن مقتول فرہاد کا خاص ماتحت بن کر رہتا تھا۔ ان سے یہ زبان سیکھی ہے۔ میں اپنے استاد فرہاد کے قاتلوں کو ہلاک کرکے چھپتا پھر رہا ہوں۔ ایک بار انہوں نے کہا تھا کہ پھر کبھی افغانستان آئیں گے تو کمانڈر بہروز خان کے پاس ضرور جائیں گے لیکن حالات نے مجھے مجبور کردیا ہے۔ میں صرف آپ سے ملاقات کرنے نہیں، بلکہ پناہ لینے آیا ہوں۔"

کمانڈر بہروز خان نے بڑی گرم جوشی سے اس کا استقبال کیا اور اسے اپنی رہائش گاہ کے قریب رہنے کی اجازت دے دی۔ اب بہروز خان سوچ رہا تھا "غیر ملکی جاسوس فرہاد کی ہلاکت سے فائدہ اٹھا کر ہمارے درمیان جاسوسی کرنے آرہے ہیں۔ میں اس دوسرے کو بھی آنے دوں گا پھر معلوم کروں گا کہ دونوں میں فرہاد کا اصل ماتحت کون ہے؟"

اس نے چند طالبان سے کہا "شہید فرہاد کا جو ماتحت ہمارا مہمان ہے، اسے گن پوائنٹ پر رکھ کر اس سے ٹی ٹی اور موبائل فون لے لو اور اس سے معذرت چاہو کہ ایسا احتیاطاً کیا جارہا ہے اور کیوں کیا جارہا ہے، یہ تھوڑی دیر بعد بتادیا جائے گا۔"

طالبان اس کی ہدایت پر عمل کرنے چلے گئے۔ میں نے بھی احتیاطاً خود کو فرہاد کا خاص ماتحت اس لیے کہا تھا کہ اوّل تو خود کو مردہ ظاہر کر رہا تھا دوسری بات یہ کہ غیر ملکی جاسوسوں سے یہی اندیشہ تھا کہ وہ کسی نہ کسی طور طالبان کے درمیان رہ کر جاسوسی کریں گے اور جب انہیں معلوم ہوگا کہ میں فرہاد کے قاتلوں کو ہلاک کرکے ایک ہیلی کاپٹر لے آیا ہوں تو وہ میری خواہش کے مطابق میرے پیچھے پڑجائیں گے پھر یہ بھی شبہ تھا کہ طالبان کے کمانڈر کو میری طرف سے کوئی غلط فہمی ہوسکتی ہے اور وہ تمام پناہ دینے والے میرے لیے پرابلم بن سکتے ہیں۔

میں آدھے گھنٹے میں کمانڈر بہروز خان کے پاس پہنچ سکتا تھا لیکن میں نے کچھ زیادہ دیر تک پرواز کی تاکہ اس جاسوس کے بارے میں کچھ معلوم کرسکوں...... چند طالبان اس جاسوس کے پاس گئے اور اسے گن پوائنٹ پر رکھ کر کہا "ہم مہمانوں کی عزت کرتے ہیں لیکن ہماری اس حرکت کا برا نہ منائیں۔ ہم احتیاطاً آپ سے ٹی ٹی اور موبائل فون مانگ رہے ہیں۔"

وہ پریشان ہوکر بولا "یہ ٹی ٹی میں نے اپنی حفاظت کے لیے رکھی ہے اور موبائل فون کے ذریعے شہید فرہاد کے ماتحتوں سے معلوم کرتا رہتا ہوں کہ کرائے کے قاتل مجھے تلاش کررہے ہیں یا نہیں؟ اگر کوئی میری تلاش میں نہیں ہوگا تو میں یہاں سے کسی دوسرے ملک میں چلا جاؤں گا۔"

طالبان کے ایک مجاہد نے اس سے ٹی ٹی لے کر کہا "آپ ہمارے درمیان محفوظ رہیں گے۔ ہمارے پاس اتنے ہتھیار ہیں کہ آپ کو کبھی ٹی ٹی کی ضرورت نہیں پڑے گی۔"

دوسرے مجاہد نے اس سے موبائل فون لے کر کہا "آپ جب بھی شہید فرہاد کے ساتھیوں سے رابطہ کرنا چاہیں، ہمارے دفتر چلے آئیں۔ وہاں سے آپ کسی سے بھی گفتگو کرسکیں گے۔"

وہ طالبان اس سے دونوں چیزیں لے کر چلے گئے۔ اس نے ان کے جاتے ہی دروازے کو اندر سے بند کردیا۔ واپس آکر ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ اپنا دایاں پیر اٹھا کر بائیں گھٹنے پر رکھ کر اس پیر کے جوتے کی ایڑی کو ذرا سا گھمایا۔ اس کے ساتھ ہی جوتے کے اگلے حصے سے ایک چھوٹا انٹینا نکل آیا پھر اس نے ایڑی کو پوری طرح گھمایا تو ایک چھوٹا سا مائیک اور اسپیکر نظر آنے لگا۔ اس نے بیٹری کا بٹن آن کیا پھر کہا "ہیلو ہیلو۔ کوڈ آر۔ ایچ فار مسلم ٹیررسٹ ہیلو۔ ہیلو۔ میں راک ہولڈر بول رہا ہوں۔"

اس نے پھر کوڈ ورڈز کو دہرایا۔ دوسری طرف سے آواز آئی "یس مسٹر راک! وی آر الرٹ فار مسلم ٹیررسٹ۔ کوئی پروگریس ہے؟"

"نہیں۔ میں خطرہ محسوس کررہا ہوں۔ طالبان نے اچانک مجھ سے ٹی ٹی اور موبائل فون لے لیا ہے۔ شاید وہ مجھ پر شبہ کررہے ہیں۔"

"ہوں۔ تمہیں نہتا کرنے اور موبائل فون لینے کا مطلب ہے کہ واقعی وہ تم پر شبہ کررہے ہیں۔ آخری حربہ استعمال کرو۔ کمانڈر سے ضروری باتیں کرنے کے بہانے اس سے ملاقات کرنے جاؤ اور اپنے دوسرے جوتے کے تلے سے منی پستول نکال کر کمانڈر کو یرغمال بنا کر وہاں سے نکلو۔ ہم ایک ہیلی کاپٹر بھیج رہے ہیں۔ اس میں کمانڈر کو لے کر چلے آؤ۔"

میں نے موبائل فون کے ذریعے کمانڈر سے کہا "آپ جانتے ہیں کہ شہید فرہاد کی فیملی میں دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں۔ انہوں نے ابھی مجھے اطلاع دی ہے کہ آپ کی رہائش گاہ کے قریب کوئی غیر ملکی مہمان ہے جس سے طالبان نے ٹی ٹی اور موبائل فون لے لیا ہے۔"

کمانڈر نے کہا "یہ درست ہے۔ ہمیں اس پر شبہ ہے۔"

"آپ کا شبہ درست ہے۔ اس کے دائیں جوتے کے تلے میں ایک جدید طرز کا فون ہے اور بائیں جوتے کے تلے میں دو انچ کا منی پستول ہے۔ وہ ابھی آپ سے ملاقات کرنے کے بہانے آکر اس پستول کے ذریعے آپ کو یرغمال بنا کر لے جائے گا۔ آپ کو وہاں

سے اغوا کرکے لے جانے کے لیے ایک ہیلی کاپٹر آنے والا ہے۔"

"تم جو کچھ کہہ رہے ہو، میں ابھی اس کی تصدیق کرتا ہوں۔"

"جب تک دشمنوں کا ہیلی کاپٹر آپ کے علاقے میں نہیں آئے گا، میں اپنا ہیلی کاپٹر نہیں لاؤں گا۔ مجاہدین غلطی سے دشمنوں کا ہیلی کاپٹر سمجھ کر مجھے نشانہ بنادیں گے۔"

"ٹھیک ہے۔ تم بعد میں آؤ۔"

ایسے ہی وقت اسے اطلاع دی گئی کہ جس کو مہمان بنا کر رکھا گیا ہے، وہ اس سے ملاقات کرنا چاہتا ہے۔ کمانڈر نے چار مجاہدین سے کہا "مہمان کے پاس جاؤ پھر اسے گن پوائنٹ پر رکھ کر اس کے دونوں جوتے اتار کر اسے کابلی سینڈل پہنا کر لاؤ۔ اگر وہ جوتے اتارنے پر اعتراض کرے تو اس کے دونوں پیروں میں گولیاں مار کر جوتے اتار لو۔ اور دونوں جوتے میرے پاس لے آؤ۔"

پھر اس نے فون پر کہا "ہمارے تمام مجاہدین سے کہہ دو جو بھی ہیلی کاپٹر ہماری اجازت کے بغیر پروان شہر میں داخل ہو، اسے مار گرائیں۔"

میں زیادہ دیر پرواز نہیں کرسکتا تھا۔ دشمنوں کے لڑاکا طیارے کسی وقت بھی آسکتے تھے پھر ایندھن بھی تھوڑا سا رہ گیا تھا۔ میں نے ایک جنگل کے ذرا سے کھلے ہوئے حصے میں ہیلی کاپٹر کو اتار لیا۔ وہ جنگل برف سے ڈھکا ہوا تھا۔ دور دور جو درخت نظر آرہے تھے ان کی شاخوں اور پتوں سے بھی برف کے موٹے موٹے قطرے ٹپکتے تھے اور نیچے گرنے تک ایک بڑے سے گولے کی صورت اختیار کرلیتے تھے۔

ہیلی کاپٹر کے پچھلے حصے میں بہت سا سامان رکھا ہوا تھا۔ ان میں اونی کنٹوپ، دستانے، فر والے اوور کوٹ اور ایسے جوتے تھے، جن کے تلوں میں آہنی موٹی کیلیں تھیں۔ کئی ایرو شوٹرز بھی تھے۔ یہ ایسی گنیں ہوتی ہیں جن کی نال پر نکیلے تیر لگا کر ٹریگر دبا دیا جائے تو وہ سیدھا جا کر اپنے شکار کے جسم میں پیوست ہوجاتا ہے۔ سرد اور تیز ہواؤں سے آنکھوں کو محفوظ رکھنے والے چشمے بھی تھے۔ کئی سربند ڈبوں میں کھانے کا سامان تھا۔ رات کو استعمال کرنے کے لیے فلیش لائٹس بھی تھیں۔ ان کے علاوہ ٹریسر گولیاں اور گنیں تھیں۔ یہ ٹریسر گولیاں ایسی ہوتی ہیں کہ انہیں نوّے ڈگری یعنی آسمان کی طرف رات کو فائر کیا جائے تو یہ اوپر جا کر پھٹ پڑتی ہیں پھر اس میں سے ایسی تیز روشنی پھیلتی ہے کہ دور تک دن کی طرح اجالا ہوجاتا ہے اور چھپے ہوئے دشمنوں کی پوزیشن معلوم ہوجاتی ہے۔

میں یقین سے نہیں کہہ سکتا تھا کہ پرواز کے دوران میں خیال خوانی کرتے ہوئے کس علاقے میں پہنچ گیا تھا۔ افغانستان، ایران، ازبکستان، تاجکستان وغیرہ کے درمیانی شمالی علاقوں میں ایسی ہی برف جمی رہتی تھی۔ میرے لیے یہ سمجھنا مشکل تھا کہ میں کس ملک کے کس علاقے میں ہوں۔

مجھے کسی ایسی جگہ پہنچنا تھا، جہاں میں آئندہ دشمنوں سے نمٹ سکوں۔ مجھے ہیلی کاپٹر میں پرواز کرتے ہوئے بہت دیر ہوچکی تھی اور میں سمجھ رہا تھا کہ اب تک کئی ممالک سے سراغ رساں طیارے اور ہیلی کاپٹرز میری تلاش میں نکل چکے ہوں گے۔ میں نے اس علاقے میں ایک دو منزلہ عمارت کو برف سے ڈھکا ہوا دیکھا تھا اور کچھ سوچ کر وہاں سے پانچ یا چھ کلو میٹر دور ہیلی کاپٹر کو ایک نشیب میں اتارا تھا۔ میرا اندازہ تھا کہ مجھے تلاش کرنے والے دس یا بارہ گھنٹے تک ادھر نہیں آئیں گے۔ اس وقت تک اس ہیلی کاپٹر پر اتنی برف جم جائے گی کہ وہ فضا میں پرواز کرنے والے سراغ رسانوں کو نظر نہیں آئے گا۔

میں نے تمام ضروری سامان ایک کٹ میں رکھ کر اسے پشت پر باندھ لیا۔ سہ پہر کا وقت تھا۔ دن کا اجالا پھیلا ہوا تھا۔ جب میں اس ہیلی کاپٹر کو چھوڑ کر اونچے ٹیلوں کی طرف جانے لگا تو سر سے پیر تک گرم لباس میں تھا۔ سر سے گردن تک اونی کنٹوپ آنکھوں پر بڑا سا چشمہ، گرم پتلون اور فر والا اوور کوٹ اونی جرابیں اور آہنی کیل والے جوتے پہنے تھے۔

میرا رخ اس دو منزلہ عمارت کی طرف نہیں تھا کیونکہ پرواز کے دوران میں میں نے دوربین سے دیکھا تھا۔ ایک عورت اور ایک مرد دوسری منزل پر سے سر اٹھا کر میرے ہیلی کاپٹر کی طرف دیکھ رہے تھے۔ اسی لیے میں وہاں سے تقریباً چھ کلو میٹر دور چلا آیا تھا۔ ان کی نظروں سے اوجھل ہوگیا تھا۔ اگر انہوں نے فون کے ذریعے کسی سے بات کی ہوگی تو یہی کہا ہوگا کہ ایک ہیلی کاپٹر وہاں سے پرواز کرتا ہوا نہ جانے کہاں چلا گیا ہے۔

رات ہونے میں دیر تھی اس لیے میں ایک لمبا چکر کاٹ کر اس دو منزلہ عمارت کی سمت جارہا تھا تاکہ وہاں کے مکینوں کے متعلق کچھ معلوم کرسکوں۔ راستے میں کہیں دور تک ہموار راستہ تھا۔ کہیں نشیب و فراز تھے اور کہیں اونچے نیچے پہاڑی ٹیلے تھے۔ سطح زمین ہو یا پہاڑی ٹیلے، ہر جگہ برف ہی برف جمی ہوئی تھی۔ سورج کی شعاعوں کے عکس سے دن بہت اجلا اور چمکیلا لگ رہا تھا۔ اچھا خاصا فاصلہ طے کرنے کے بعد ایک طیارے کی آواز سنائی دی۔ میں ایک پہاڑی کے چٹانی سائے میں آگیا۔ اس طرح کوئی مجھے طیارے سے دیکھ نہیں سکتا تھا۔

طیارے میں بیٹھنے والوں نے واقعی مجھے نہیں دیکھا ہوگا لیکن اس ہیلی کاپٹر کو ضرور دیکھ لیا ہوگا۔ کچھ دیر تک اس کی آواز سنائی دیتی رہی میرا اندازہ تھا کہ وہ طیارہ اس ہیلی کاپٹر کے اطراف چکر لگا رہا ہے پھر اس کی آواز دور ہوتی چلی گئی۔

میں نے سرحدی چوکی کی سرچنگ ٹیم کے سراغ رسانوں کے خیالات پڑھے۔ وہ بھی پرواز کرتے ہوئے یہ معلوم کرنا چاہتے تھے کہ میں ان کا ایک ہیلی کاپٹر کہاں لے گیا ہوں؟ ان میں سے ایک

سراغ رساں موبائل فون پر باتیں کر رہا تھا۔ جو طیارہ ابھی ادھر سے گزرا تھا' اس میں بیٹھا ہوا ایک جاسوس کہہ رہا تھا "ہم نے اس ہیلی کاپٹر کو دیکھ لیا ہے۔ وہ کرغان کے جنوب میں تین سو کلو میٹر دور ایک ویرانے میں ہے۔"

"پھر تو آپ لوگوں نے وہاں ایک دو منزلہ عمارت دیکھی ہوگی۔"

"ہاں۔ اس ہیلی کاپٹر سے چند کلو میٹر کے فاصلے پر دو منزلہ عمارت ہے۔ یہ حیرانی کی بات ہے' ویرانے میں وہاں کون رہتا ہوگا؟"

"وہاں جو رہتا ہے' اس کے ذریعے ہمیں سرحدی معلومات حاصل ہوتی ہیں اور وہ ہمارے بڑے کام آتا ہے۔ ہم اسے اپنی آمد کے بارے میں بتا رہے ہیں۔ وہ تمہاری ٹیم کو بھی خوش آمدید کہے گا۔ کیا وہاں آ رہے ہو؟"

"ہاں۔ رات کو برف باری ہوگی۔ ہمیں وہاں چار دیواری اور آتش دان کی گرمی بھی ملے گی۔ ہم وہاں آ رہے ہیں۔"

"ہم اپنے ہیلی کاپٹر کو اس عمارت سے دور اتاریں گے اور پوشی دان کے قاتل مزدور کو پہلے تلاش کریں گے پھر عمارت میں جائیں گے' آپ بھی اندھیرا ہونے سے پہلے اسے تلاش کرتے ہوئے آئیں۔"

"ہم یہی کریں گے۔ ویسے تمہاری اطلاع کے لیے بتا دوں وہ کوئی مزدور نہیں' مقتول فرہاد کا بیٹا پارس ہے۔"

"لیکن اب تک یہ کہا جا رہا تھا کہ ازبکستان کے سرحدی شہر میں علی تیمور ہے۔ اسی نے سومنا اور کارل کو ہلاک کیا ہے۔"

"وہ علی تیمور ہوگا لیکن اب وہ پیرس میں ہے اور فرہاد کا دوسرا بیٹا پارس یہاں آگیا ہے۔"

"یہ اطلاع ذرا پریشان کن ہے۔ علی تیمور تو ذرا شریف اور سنجیدہ ہے لیکن یہ پارس تو شیطان کا باپ ہے۔ اس سے تو بہت ہی محتاط رہنا ہوگا۔ کیا آپ لوگ اس کے طریقۂ کار کو جانتے ہیں کہ وہ کہتا کچھ ہے' کرتا کچھ ہے اور ہوتا کچھ ہے۔ ہم سوچ رہے ہیں اسے اندھیرا ہونے تک باہر تلاش کریں گے اور وہ اس عمارت میں آتش دان کے پاس آرام فرما رہا ہوگا۔"

"ہم نے بھی سنا ہے کہ وہ اچانک ہی ایسا کوئی کام کر جاتا ہے' جو کسی کے خواب و خیال میں بھی نہیں ہوتا۔ کوئی بات نہیں' آپ ہم سے پہلے وہاں پہنچیں گے۔ اس لیے پہلے عمارت میں جائیں۔ میں ابھی اس عمارت کے مکین کو آپ لوگوں کے بارے میں بتا رہا ہوں۔"

وہ طیارے والوں سے رابطہ ختم کرکے اس عمارت کے مکین سے رابطہ کرنے لگا۔ میں اس کے اندر موجود تھا۔ اس نے رابطہ ہونے پر کہا "ہیلو مسٹر پیری برٹن! میں امریکی سرچنگ ٹیم کا لیڈر یمسن بول رہا ہوں۔"

ایک زنانہ آواز سنائی دی "ہیلو مسٹر یمسن! میں مسز[illegible] برٹن بول رہی ہوں۔ یہاں سے ایک ہیلی کاپٹر اور پھر ایک [illegible] پرواز کرتا ہوا گیا ہے۔ ہم سمجھ گئے ہیں کوئی گڑبڑ ہو سکتی ہے۔"

"تم ٹھیک سمجھ رہی ہو۔ مسٹر برٹن سے بات کراؤ۔ مقتول [illegible] کا بیٹا پارس ادھر آیا ہوا ہے۔ وہ اسی ہیلی کاپٹر میں فرار ہو کر [illegible] پہنچا ہے۔ ہمارے چند ساتھی طیارے میں تمہاری طرف آ[illegible] ہیں۔ انہیں خوش آمدید کہنا ہے۔ ہم بھی وہاں پہنچ رہے ہیں۔ مسٹر برٹن سے بات کراؤ۔"

"مسٹر برٹن صرف آقاؤں سے باتیں کرتے ہیں اور ان [illegible] معاملات طے کرتے ہیں۔ تم اپنے طیارے والے ساتھیوں سے [illegible] دو۔ ہمارے ویران محل سے کم از کم دو کلو میٹر دور رہیں۔ مسٹر[illegible] جب تمہارے آقا سے لین دین کی بات طے کرلیں گے تو تم س[illegible] صرف ایک رات کے لیے یہاں پناہ ملے گی۔ ہم یہاں کسی کو دوسرے دن برداشت نہیں کرتے ہیں۔ تم آدھے گھنٹے بعد [illegible] کرو۔"

رابطہ ختم ہوگیا۔ میں مسز روی برٹن کے دماغ میں پہنچ گیا[illegible] فون بند کرکے پیری برٹن کو پارس کے وہاں پہنچنے کی بات بتا رہی اور اسے یہ بھی بتایا کہ اس سلسلے میں بہت منافع بخش سودا ہو رہا ہے۔ وہ فوراً امریکی حکام سے معاملات طے کرے۔

میں نے روی برٹن کے خیالات سے معلوم کرلیا تھا کہ اس[illegible] شوہر اس قدر سرد علاقے میں رہ کر بھی وہسکی یا برانڈی وغیرہ [illegible] پیتا ہے۔ وہ یوگا کا ماہر ہے اور اتنا چال باز مجرم ہے کہ اپنے [illegible] پاس سرحدی علاقے سے کسی مجرم اور اسمگلر وغیرہ کو گزرنے [illegible] دیتا ہے۔ اس نے ایسے انتظامات کر رکھے ہیں کہ بڑے بڑ[illegible] چالاک مجرم بھی اس کی لاعلمی میں ... سرحد پار کرنا چاہیں تو ا[illegible] کے بچھائے ہوئے آہنی شکنجوں میں پھنس جاتے ہیں۔

میرے لیے روی برٹن اہم تھی۔ میں اس کے چور خیالا[illegible] سے معلوم کرنے لگا کہ خطرناک جنگلوں میں ماہر شکاری کس طر[illegible] خونخوار جانوروں کے لیے آہنی شکنجے اور درختوں سے لگے ہو[illegible] پھندے میں پھنستا ہے۔ اسی لیے روی برٹن نے فون پر یمسن سے کہا تھا کہ وہ جب تک آنے کی اجازت نہ دے' تب تک وہ س[illegible] اس عمارت سے دو کلو میٹر دور رہیں۔ یعنی وہ تمام شکنجے اور پھند[illegible] دو کلو میٹر کے رقبے میں تھے اور میرے لیے بھی خطرے کا باعث [illegible] سکتے تھے۔

اس عمارت کے چاروں طرف لاؤڈ اسپیکر لگے ہوئے تھے[illegible] معاملات طے ہونے کے بعد جو مجرم اس کے گھر پناہ لی[illegible] آتے تھے' روی انہیں مائیک اور اسپیکر سے گائیڈ کرتی تھی [illegible] انہیں دو منزلہ عمارت میں پہنچنے تک کہاں سے سنبھل کر چ[illegible]

سوکھے گلاب

چاہیے اور کس راستے سے کترانا چاہیے۔

میں اس عمارت سے تقریباً تین کلو میٹر دور تھا۔ تب میں نے طیارے کی آواز سنی۔ وہ عمارت کے اوپر سے پرواز کرتا ہوا دور چلا گیا تھا۔ روی کے خیالات نے مجھے بتایا کہ وہ لوگ ایک سطح زمین پر طیارہ اتار رہے ہیں۔ فون پر کہہ دیا گیا ہے کہ جب تک لاؤڈ اسپیکر سے آنے کی اجازت نہ دی جائے' تب تک وہ دو کلو میٹر دور رہیں۔

میں نے روی کے دماغ میں رہ کر پیری برٹن کی آواز سنی۔ وہ کہہ رہا تھا "کل صبح تمہارے لندن والے بینک اکاؤنٹ میں ایک لاکھ ڈالر جمع ہو جائیں گے۔ طیارے میں سات اور ہیلی کاپٹر میں چار سراغ رساں اور کرائے کے قاتل آ رہے ہیں۔ میں پرائیویٹ روم میں جا رہا ہوں تم آنے والوں کو یہاں تک پہنچنے کے لیے گائیڈ کرو۔"

"برٹن! میں تو ہمیشہ کی طرح گائیڈ کروں گی لیکن اسپیکر سے دور تک جانے والی آواز پارس بھی سنے گا پھر وہ بھی بحفاظت یہاں تک چلا آئے گا۔"

"آنے دو۔ میں پرائیویٹ روم میں جا کر گھاس نہیں کاٹتا ہوں۔ وہ آئے گا تو آج رات کی صبح نہیں دیکھ پائے گا۔"

پیری برٹن یہ کہہ کر اس کمرے سے چلا گیا۔ میں منصوبہ بنا چکا تھا کہ اب مجھے کیسی چالیں چلنی ہوں گی۔ اسی وقت ہیلی کاپٹر کی آواز سنائی دی۔ سرچنگ ٹیم بھی بڑی خوش فہمی میں مبتلا ہو کر آ رہی تھی۔

○☆○

اس سے بڑی خوش قسمتی اور کیا ہو سکتی تھی کہ مہاراج تو ٹیلی پیتھی جانتا ہی تھا' اب اس کا اکلوتا بیٹا میش بھی یہ علم سیکھ لیتا تو الپا پر اور تمام بڑے ممالک پر باپ بیٹے کی دھاک بیٹھ جاتی۔ مہاراج بہت خوش تھا اور بڑا محتاط تھا کہ وہ اپنے بیٹے کے ساتھ کسی مرحلے پر دھوکا نہ کھائے۔

وہ بیٹے کے دماغ کو پہلے ہی لاک کرچکا تھا۔ اس کی آواز' لہجہ اور رچو بدل چکا تھا۔ جب وہ میرا احسان مند اور عقیدت مند بنا ہوا تھا تب ہی اس نے میرے مشورے کے مطابق بیٹے کی حفاظت کے لیے یہ سب کچھ کیا۔ یہ صرف مجھے اور مہاراج کو معلوم تھا کہ کس طرح ایک اجنبی لب و لہجے کو اختیار کرکے میش کے دماغ میں جا سکتے ہیں۔

میری ہلاکت کی تصدیق ہونے کے بعد مہاراج کو اطمینان ہوگیا تھا کہ میش کے دماغ میں جانے کا لب و لہجہ صرف وہی جانتا ہے۔ اس نے اپنے چھ جنگ جو ماتحتوں پر عمل کرکے ان کے دماغوں کو بھی لاک کر دیا تھا اور ان کے ذہنوں میں یہ نقش کر دیا تھا کہ وہ دن رات باری باری ڈیوٹی دیتے ہوئے میش کے قریب رہیں گے۔ کسی کو اس سے ملنے کی اجازت نہیں دیں گے۔ حتیٰ کہ امریکی حکام اور فوج کے افسران کے پاس بھی میش کو تنہا نہیں چھوڑیں گے۔

ہر طرح سے حفاظتی انتظامات کرنے کے بعد مہاراج خود کسی ---- باڈی گارڈ کے دماغ میں رہ کر بیٹے کی نگرانی کرنے لگا تھا۔ بیٹے کے دماغ میں اس لیے نہیں جاتا تھا کہ وہاں اس کی موجودگی کے باعث کبھی الپا آئے گی تو میش اس کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کر سکے گا۔

امریکی حکام میش کے لیے ایک مخصوص طیارہ بھیج سکتے تھے لیکن اس طرح میش کے متعلق یہ سوچنے لگتے کہ میش امریکی سرکار کے لیے بہت اہم ہے۔ وہ ایک عام طیارے سے واشنگٹن آیا تھا۔ اس کی رہائش کے لیے ایک عالی شان بنگلے کا انتظام کیا گیا تھا اور اس بنگلے کے اطراف خفیہ سیکیورٹی والے بھی موجود تھے۔ مہاراج سے یہ طے پایا تھا کہ ٹرانسفارمر مشین سے پہلے ایک امریکی جوان کو گزارا جائے گا۔ جب تجربہ کامیاب ہوگا اور مشین میں کوئی خرابی نہیں ہوگی تو اسی دن میش کو بھی اس مشین کے ذریعے ٹیلی پیتھی کا علم سکھا دیا جائے گا۔

مہاراج نہیں جانتا تھا کہ الپا کو اس کے تمام منصوبوں کا علم ہے اور جس جزیرے میں وہ ٹرانسفارمر مشین رکھی گئی ہے وہاں کے تمام فوجی افسران کو الپا اپنا معمول اور تابع دار بنا چکی ہے۔

وہ خوش اور مطمئن تھی۔ مہاراج اپنے بیٹے کی حفاظت کا ہر ممکن انتظام کرچکا تھا اور اس بات سے بے خبر تھا کہ الپا عین وقت پر بازی الٹنے والی ہے۔

سب ہی اپنے اپنے طور پر چالیں چل رہے تھے۔ مہاراج نے امریکی حکام کو یہ بتایا تھا کہ دراصل مشین میں خرابی نہیں ہے بلکہ فرہاد نے اپنی زندگی میں ٹرانسفارمر مشین کی نگرانی کرنے والے فوجی افسران کو اپنا معمول اور تابع دار بنا لیا تھا۔ وہ افسران مشین میں کوئی خرابی پیدا کر دیتے تھے اور انہیں خود پتا نہیں چلتا تھا کہ اپنے کسی امریکی جوان کو ٹیلی پیتھی سکھانے کے دوران میں مشین میں خرابی پیدا کر رہے ہیں۔

اب امریکی حکام نے سوچا' فرہاد تو نہیں ہے لیکن الپا کوئی گڑبڑ

کر سکتی ہے۔ ہو سکتا ہے' اس نے بھی فرہاد کی طرح مشین کی نگرانی کرنے والے افسروں کو اپنا تابع دار بنا لیا ہو۔ لہٰذا بہت سوچ سمجھ کر قدم اٹھانا چاہیے تاکہ ان کے امریکی جوان بھی پہلے کی طرح کافی تعداد میں ٹیلی پیتھی کا علم حاصل کر سکیں۔

مہیش سرکاری مہمان بنا ہوا تھا۔ پروگرام کے مطابق اسے اپنے محافظوں کے ساتھ اس جزیرے میں جانا تھا اور ٹرانسفارمر مشین سے گزرنا تھا۔ الپا جزیرے کے آلۂ کاروں کے ذریعے اس پروگرام کو سمجھ رہی تھی اور دوسرے دن مہاراج کی زندگی کا تمام سرمایہ اس کے بیٹے کی صورت میں لوٹ کر لے جانے والی تھی۔

آدھی رات کے بعد اچانک امریکی فوجیوں نے اس جزیرے کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ ان محاصرہ کرنے والے فوجیوں کو سختی سے حکم دیا گیا تھا کہ جب تک وہ جزیرے میں رہیں گے گونگے بن کر رہیں گے۔ تنہائی میں کبھی دیواروں سے بھی باتیں نہیں کریں گے۔ انہوں نے جزیرے کے سابقہ فوجیوں کو فوج کے جنرل کا تحریری پیغام پیش کیا اور انہیں ہتھیار ڈال کر اس جزیرے سے واپس ہیڈ کوارٹر جانے پر مجبور کر دیا۔ اگر الپا اس وقت کسی افسر کے دماغ میں ہوتی تو اپنے آلۂ کار افسروں کے اندر رہ کر بغاوت کرا دیتی۔ وہ امریکی فوجی آپس میں لڑنا شروع کر دیتے۔

لیکن امریکی حکام نے بڑے صحیح منصوبے کے مطابق اس وقت جزیرے میں فوجی آپریشن کیا۔ جب انہیں اندازہ تھا کہ رات کے وقت الپا سو رہی ہوگی اور اگر جاگ رہی ہوگی تب بھی وہ امریکی جزیرے میں خیال خوانی کے ذریعے دوسری صبح آئے گی اور ان امریکی حکام کا یہ اندازہ درست تھا۔ وہ دوسری صبح جزیرے میں رہنے والے تابع دار فوجیوں کے پاس آنے والی تھی۔

ویسے وہ تمام دن کوششیں کرتی رہی تھی کہ کسی طرح مہاراج کے بیٹے مہیش تک پہنچے۔ پتا چلا کہ اسے سخت حفاظتی انتظامات میں رکھا گیا ہے۔ اسے شاہانہ طرز کے ایک بنگلے میں رکھا گیا ہے۔ اس کے چھ محافظ یوگا کے ماہر تھے۔ وہ انہیں آلۂ کار نہیں بنا سکتی تھی اور جو فوجی افسران اس کے روبرو آتے تھے' وہ بھی یوگا کے ماہر ہوتے تھے۔ آخر اس نے یہ سوچ کر اسے نظر انداز کیا کہ دوسرے دن مہیش کو ٹرانسفارمر مشین سے گزارنے کے لیے لے جایا جائے گا تو وہ جزیرے کے فوجی تابع داروں کے ذریعے اسے ٹریپ کر لے گی۔

جب وہ دوسرے دن اپنے ایک آلۂ کار فوجی افسر کے دماغ میں پہنچی تو پتا چلا' وہ جزیرے میں نہیں بلکہ آرمی ہیڈ کوارٹر میں ہے۔ پچھلی رات اچانک فوجی آپریشن ہوا تھا اور جزیرے کے تمام فوجی افسروں اور سپاہیوں کو وہاں سے ہٹا کر اب نئے افسران اور سپاہیوں کی ڈیوٹیاں لگا دی ہیں اور وہ مہاراج کے بیٹے کو اپنے منصوبے کے مطابق ٹریپ نہیں کر سکے گی۔

وہ اپنے ایک بہت ہی اہم منصوبے میں ناکام ہو رہی تھی۔ اس میں ناکامی برداشت کرنے کی عادت نہیں تھی۔ اس نے مہاراج کو مخاطب کیا۔ وہ بولا "اچھا تو تم آ گئیں۔ تم کسی نہ کسی ذریعے سے میری مصروفیات پر نظر رکھتی ہو۔ اب کیا کہنے آئی ہو؟"

"یہی کہ تم نے اپنے بیٹے کی حفاظت کے لیے بڑے سخت انتظامات کرائے ہیں۔ جزیرے کے فوجیوں کو بھی تبدیل کرا دیا ہے۔ اس کے باوجود تم اپنے بیٹے کو ٹیلی پیتھی نہیں سکھا سکو گے۔"

مہاراج نے ہنستے ہوئے کہا "کھسیانی بلی کھمبا نوچے۔ جب ہر طرف سے ناکام ہو رہی ہو تو چیلنج کر رہی ہو کہ میرا بیٹا ٹیلی پیتھی نہیں سیکھ سکے گا۔ آج شام تک تمہیں اپنے چیلنج کا جواب مل جائے گا۔"

"مہاراج! تم نے کبھی اپنی ذہانت کا ثبوت نہیں دیا۔ میں تمہیں نادان کہتی تھی۔ آج بے وقوف کہہ رہی ہوں۔ یہ امریکی اپنے باپ کے نہیں ہوتے اور تم اپنے بیٹے کو ان کے ملک میں لائے ہو۔ کیا اسے واپس لے جا سکو گے؟"

"کیا تم میرے بیٹے کو یہاں سے واپس جانے سے روکو گی؟"

"بالکل عقل سے پیدل ہو۔ میں یہ زحمت نہیں اٹھاؤں گی۔ میری پیش گوئی یاد رکھو۔ تمہارے بیٹے کو قیدی بنا کر رکھا جائے گا اور تم اسے امریکا سے کبھی نہیں لے جا سکو گے۔"

"میں موٹی عقل والا ہوں پھر بھی سمجھتا ہوں کہ ان امریکیوں پر بھروسا نہیں کرنا چاہیے۔ میرے چھ یوگا کے ماہرین مہیش کے گارڈز ہیں اور میں ٹیلی پیتھی کے ذریعے اس کی نگرانی کر رہا ہوں۔ وہ میرے بیٹے کو اپنے پاس یرغمال بنا کر مجھ سے کوئی کام لینا چاہیں گے تو ان کے تمام منصوبے خاک میں ملا دیا کروں گا لیکن ایسی نوبت نہیں آئے گی۔ میں اپنے بیٹے کو کسی برے وقت میں اپنے پاس واپس بلانے کی ٹھوس پلاننگ کر چکا ہوں۔"

"میں دیکھوں گی کہ تم اپنے بیٹے کو کیسے واپس اپنے پاس لا سکو گے۔ مجھے تو خوشی ہے کہ اب تم امریکا کے بے دام غلام بننے والے ہو۔"

وہ یہ کہہ کر اس کے دماغ سے چلی گئی۔ مہاراج نے دل میں کہا "بڑی ہمدرد بن کر آئی تھی۔ جب میں اپنے بیٹے کو یہاں لا ہی چکا ہوں تو کیا اس کی نصیحت سننے سے مجھے عقل آ جائے گی۔ جتنی عقل میں بھگوان کے پاس سے لایا ہوں' اتنی ہی عقل سے کام کر رہا ہوں اور اتنی ہی عقل آخری سانس تک رہے گی۔"

مہیش کو اس کے چھ باڈی گارڈز اور دو امریکی فوجی افسر اس جزیرے میں لے آئے۔ ایک امریکی جوان کو پہلے ہی لایا گیا تھا۔ وہاں جو مکینک تھے' وہ ٹرانسفارمر مشین کو اچھی طرح چیک کر چکے تھے۔ کسی طرح کا شبہ نہیں تھا کہ اس مشین سے گزرنے والے کو نقصان پہنچے گا۔

کسی کو بھلا شبہ کیسے ہو سکتا تھا۔ میں ان کا سب سے بڑا دشمن مارا جا چکا تھا۔ اب اس مشین میں کوئی خرابی پیدا کرنے والا نہیں

تھا۔ ایک الپا کی طرف سے اندیشہ تھا۔ انہوں نے پچھلی رات فوجی آپریشن کے ذریعے اس اندیشے کو بھی ختم کر دیا تھا۔ اگر وہ لوگ الپا کو ناکام نہ بناتے تو میں اس معاملے میں مداخلت نہ کرتا۔ دور سے ان سب کا تماشا دیکھتا رہتا لیکن اب مداخلت پر مجبور ہو گیا تھا کیونکہ یہ منظور نہیں تھا کہ اب ہماری دنیا میں ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا ہوں۔

اس جزیرے میں کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا نہیں پہنچ سکتا تھا۔ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے راستے ہر طرف سے بند کر دیے گئے تھے اور مہاراج تو پوری طرح مطمئن تھا کہ اس کے بیٹے کے دماغ میں کوئی نہیں آ سکے گا۔ اس نے تنویمی عمل کے ذریعے جو لب و لہجہ اپنے بیٹے کے دماغ میں نقش کیا تھا' اسی لب و لہجے کو میں اختیار کر کے اس کے اندر پہنچا ہوا تھا اور مہیش مجھے محسوس نہیں کر رہا تھا۔ ویسے اس کے چور خیالات پڑھ کر میں بے اختیار مسکرانے لگا۔ مہاراج نے واقعی اپنے بیٹے کو مکمل طور پر محفوظ رکھنے کے بڑے ہی ٹھوس انتظامات کیے تھے۔

اس جزیرے میں تمام فوجیوں کو سختی سے تاکید کی گئی تھی کہ وہ سب گونگے بنے رہیں لیکن ٹرانسفارمر مشین کو ہینڈل کرنے والے مکینک کا بولنا ضروری تھا۔ وہ امریکی جوان اور مہیش کو سمجھا رہا تھا کہ ان کے ساتھ کیسا ٹریٹمنٹ کیا جائے گا۔ اس مشین کے دو حصے تھے۔ ایک حصے میں اس شخص کو لٹایا جاتا تھا جو پہلے سے ٹیلی پیتھی جانتا تھا اور مشین کے دوسرے حصے میں اس شخص کو لٹایا جاتا تھا جسے ٹیلی پیتھی سکھانا ہوتا تھا۔ اس طرح مشین کے ایک حصے سے ٹیلی پیتھی کا علم ٹرانسفر ہو کر مشین کے دوسرے حصے میں پہنچتا تھا۔

اس کے لیے لازمی تھا کہ پہلے سے ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا وہاں موجود ہو۔ جبکہ امریکا میں کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا نہیں رہا تھا لیکن یہ میری اور سب ہی کی لاعلمی تھی کہ جب ٹیلی پیتھی کو ختم کرنے والی دوا دنیا کے ہر حصے میں اسپرے کی جا رہی تھی تب یوگا کے ماہر چند امریکی فوجی افسران نے اپنے تین ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو قطب شمالی کی طرف بھیج دیا تھا۔ بعد میں اینٹی ٹیلی پیتھی دوا کا اثر ختم ہو گیا تو امریکی جوانوں کو یہ علم سکھانے کے لیے اس جزیرے میں لایا گیا تھا۔ ان دنوں میں اس جزیرے کے تمام اہم فوجی افسران کے دماغوں پر حاوی تھا۔ انہوں نے قطب شمالی سے اپنے دو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو بلا کر مزید خیال خوانی کرنے والوں کا اضافہ کرنا چاہا۔ لیکن میں نے مشین آپریٹ کرنے والے کے دماغ پر قبضہ جما کر مشین میں خرابی پیدا کر دی تھی۔

اس طرح قطب شمالی میں اب ان کا ایک ہی ٹیلی پیتھی جاننے والا رہ گیا تھا۔ اسے جزیرے میں لایا گیا۔ اب انہیں یقین تھا کہ ان کا امریکی جوان اور مہیش مشین کے ذریعے یہ علم سیکھ لیں گے تو پھر مزید ٹیلی پیتھی جاننے والے امریکی پیدا کیے جائیں گے۔

صبح دس بجے ٹیلی پیتھی جاننے والے امریکی جوان کو مشین کے ایک حصے کے بیڈ پر لٹایا گیا۔ دوسرے حصے کے بیڈ پر آزمائشی طور پر ایک امریکی جوان کو لٹا کر اس مشین کو آپریٹ کیا گیا۔ میں آپریٹ کرنے والے کے دماغ پر حاوی تھا۔ اسے پتا نہ چل سکا کہ وہ آپریٹ کرنے کے دوران میں کہاں غلطی کر رہا ہے؟

آپریشن کے اختتام پر ان دونوں کو اسٹریچر پر لے جا کر دو بستروں پر لٹایا گیا۔ آپریشن کے نتیجے میں دونوں بے ہوش تھے۔ ایسا سب ہی کے ساتھ ہوتا تھا پھر وہ ایک گھنٹے کے بعد ہوش میں آتے تھے۔ نارمل رہتے تھے پھر خیال خوانی کا مظاہرہ کر کے ثابت کرتے تھے کہ ٹرانسفارمر مشین کا تجربہ کامیاب رہا ہے۔

بہت عرصے کے بعد اس مشین کو پورے یقین کے ساتھ استعمال کیا گیا تھا۔ مہاراج بے چینی سے انتظار کر رہا تھا۔ امریکی اکابرین بھی بے چین تھے..... ایک گھنٹا گزارنا مشکل ہو گیا تھا لیکن وقت کو تو گزرنا ہی تھا۔ ایک گھنٹے بعد دونوں رفتہ رفتہ ہوش میں آئے۔ انہیں پینے کے لیے پھلوں کا جوس دیا گیا۔ آپریٹ کرنے والے نے امریکی جوان سے کہا "خیال خوانی کی پرواز کرو۔ میرے لب و لہجے کو اپنی گرفت میں لے کر میرے دماغ میں آؤ۔"

وہ جوان اس مشین کے آپریٹر کو تکنے لگا۔ خیال خوانی کی پرواز کرنے کی کوششیں کرنے لگا پھر مایوس ہو کر بولا "میں آپ کے دماغ میں نہیں پہنچ پا رہا ہوں۔"

اسی وقت قطب شمالی سے آنے والے جوان نے آپریٹر سے پوچھا "آپ نے مشین کو کیسے آپریٹ کیا ہے؟ میرے دماغ سے خیال خوانی کی صلاحیت ختم ہو گئی ہے۔ میں کئی بار آپ کے دماغ میں پہنچنے کی کوششیں کر چکا ہوں۔"

فوج کے ایک اعلیٰ افسر نے آپریٹر سے پوچھا "یہ کیا غضب ہو گیا؟ ہمارے پاس ایک ہی ٹیلی پیتھی جاننے والا رہ گیا تھا۔ ہم نے اسے بڑی راز داری سے چھپا کر رکھا تھا۔ مگر ٹیلی پیتھی کا علم تو اس کے دماغ سے بھی مٹ گیا ہے۔ یہ تجربہ تو ہمیں بہت مہنگا پڑا ہے۔"

وہاں کے تجربے کار مکینک پھر سے مشین کو چیک کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ انہیں مشین میں کوئی خرابی نظر نہیں آ رہی ہے۔ "ہم نے دیکھا ہے۔ ہمارا یہ تجربے کار آپریٹر بڑی مہارت سے مشین کو آپریٹ کر رہا تھا۔ ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس میں خرابی ہے یا کوئی دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والا خرابی پیدا کر رہا ہے۔"

دشمن کون ہو سکتا ہے۔ انہوں نے الپا کی چال کو ناکام بنا دیا تھا۔ مہاراج نے اپنے ایک آلۂ کار کی زبان سے کہا "میری سمجھ میں یہی بات آ رہی ہے۔ مشین کو ٹیلی پیتھی کے ذریعے ناکارہ بنایا جا رہا ہے۔ الپا نے نہ سہی' نیلماں نے اسے ناکارہ بنایا ہے۔"

ایک اعلیٰ افسر نے کہا "آمنہ فرہاد اور جناب تبریزی بھی ایسا کر سکتے ہیں۔"

مہاراج نے کہا "مجھے یقین نہیں ہے کہ وہ دونوں دنیاوی معاملات میں مداخلت دینے آئیں گے۔ انہیں مزید نئے ٹیلی پیتھی

جاننے والوں کو ختم کرنا ہوگا تو وہ اینٹی ٹیلی پیتھی دوا اسپرے کردیں گے۔ مجھے تو نیلماں پر پورا شبہ ہے۔"

"بہرحال ہم کسی پر بھی شبہ کریں، ناکامی ہمارا مقدر بن چکی ہے۔ ہمارے پاس ایک ہی ٹیلی پیتھی جاننے والا تھا۔ ہم نے بڑی رازداری سے چھپا کر اسے رکھا تھا۔ اب اس کے دماغ سے بھی یہ علم مٹ گیا ہے۔"

اس ... ناکامی کی روداد امریکا کے دوسرے اکابرین کو سنائی گئی۔ سب نے متفقہ طور پر یہ فیصلہ سنایا کہ اس ٹرانسفارمر مشین کو آج ہی کھول کر اس کے پرزے پرزے الگ کیے جائیں اور ان سب پرزوں کو آرمی ہیڈ کوارٹر کے گودام میں رکھ دیا جائے۔

آرمی کے جوان اس فیصلے کے مطابق عمل کرنے لگے۔ میش اپنے چھ باڈی گارڈز اور دوسرے افسران کے ساتھ واشنگٹن آگیا۔ الپا نے وہاں کے دوسرے اکابرین کے ذریعے معلوم کیا کہ مشین میں بظاہر کوئی خرابی نہیں تھی پھر بھی وہ ناکارہ ثابت ہوئی۔ اس نے مہاراج سے کہا "افسوس تمہاری حسرت پوری نہیں ہوئی۔ میش ٹیلی پیتھی کا علم حاصل نہ کرسکا۔ یوں تو کبھی کامیابی اور کبھی ناکامی ہوتی رہتی ہے لیکن تم مجھ سے اتحاد نہیں کروگے تو ہمیشہ ناکام ہوتے رہوگے۔"

مہاراج نے کہا "اگر تم بول چکی ہو تو جاؤ۔ ابھی میں بہت مصروف ہوں۔"

وہ چلی گئی۔ مہاراج نے فوج کے ایک اعلیٰ افسر سے کہا۔ "میری خواہش پوری نہ ہوسکی۔ میش اب وہاں رہ کر ٹیلی پیتھی نہیں سیکھ سکے گا۔ بہتر ہے کہ اسے پہلی فلائٹ سے میرے پاس بھیج دیں۔"

"آپ کا بیٹا جب چاہے واپس جاسکتا ہے لیکن اسے یہاں آئے ہوئے صرف دو دن ہوئے ہیں۔ وہ پہلی بار ہمارے ملک میں آیا ہے۔ اسے پورے امریکا کی سیر کرنے دیں۔"

"زندگی رہی تو وہ پھر کبھی پورے امریکا کی سیر کرلے گا۔ میں بہت مایوس ہوگیا ہوں۔ آپ اسے واپس بھیج دیں۔"

"مہاراج! آپ نے یہ کہاوت سنی ہے کہ مہمان اپنی مرضی سے آتا ہے لیکن میزبان کی مرضی سے واپس جاتا ہے۔ اب تو ہم دوست ہیں۔ پلیز ہمیں میزبانی کا موقع دیں۔"

"آپ نہیں جانتے" میں اپنے .... بیٹے کے بغیر نہیں رہ سکتا پھر یہ کہ الپا مجھے طعنے دے رہی ہے۔ پیش گوئی کررہی ہے کہ میرا بیٹا آپ کے ملک سے واپس نہیں آسکے گا۔ میں اس کے طعنوں اور پیش گوئی کو غلط ثابت کرنا چاہتا ہوں۔"

"اچھی بات ہے۔ آپ ایک گھنٹے بعد رابطہ کریں۔ میں معلوم کرتا ہوں کہ میش اور اس کے تمام گارڈز کو کس فلائٹ میں سیٹیں مل رہی ہیں۔"

مہاراج نے ایک گھنٹے بعد رابطہ کیا تو اس اعلیٰ افسر کے ساتھ یوگا کا ماہر ایک حاکم اور چند فوجی افسر بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے علاوہ ایک جونیئر افسر تھا، جس کے دماغ میں مہاراج جاکر ان اکابرین سے گفتگو کیا کرتا تھا۔

ایک اعلیٰ افسر نے کہا "مہاراج! ہم نے عرض کیا تھا کہ افغانستان میں ایک مسلمان دہشت گرد ہے۔ اسے جلد از جلد ہلاک کرنا ہے یا گرفتار کرا کے اسے یہاں پہنچانا ہے۔ آپ یہ کام کرنے کے لیے راضی ہوگئے تھے لیکن یہ شرط رکھی تھی کہ ہم آپ کے بیٹے کو ٹیلی پیتھی سکھائیں۔"

دوسرے افسر نے کہا "آپ نے دیکھ لیا کہ ہم نے آپ کی شرط کو تسلیم کیا اور میش کو ٹیلی پیتھی سکھانے کے لیے اس جزیرے میں لے گئے۔ یہ ہماری اور آپ کی بدقسمتی ہے کہ مشین ناکارہ ہوگئی ہے اور اب تو اس کے پرزے پرزے کردیے گئے ہیں۔ اتنی باتیں کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ہم آپ کی باتیں مان رہے ہیں لیکن آپ ہمارا ایک چھوٹا سا کام نہیں کررہے ہیں۔"

مہاراج نے کہا "میں نے آپ کا کام کرنے سے انکار نہیں کیا ہے۔ کل تک میرا بیٹا آجائے گا تو میں خیال خوانی کے ذریعے افغانستان، آپ کے کرائے کے قاتلوں کے پاس پہنچ کر ان کی بھرپور مدد کروں گا۔"

ایک حاکم نے کہا "آپ نے پہلے بھی زبانی وعدہ کیا۔ اب بھی زبان سے کہہ رہے ہیں لیکن عمل نہیں کررہے ہیں۔ آپ ایک بات پوری سچائی سے کہہ دیں کہ آپ وہاں فرہاد کے بیٹوں کی موجودگی سے خوف زدہ ہیں۔"

"بالکل نہیں۔ اگر افغانستان میں ٹیلی پیتھی کا عمل ظاہر ہوگا تو ہم اس کا الزام الپا پر عائد کریں گے۔ بے شک پہلے وہاں علی تیمور تھا۔ اب پارس پہنچا ہوا ہے لیکن میں ان سے خوف زدہ نہیں ہوں۔"

"تو پھر اپنے بھگوان کا نام لے کر ہمارا کام شروع کردیں۔ ہم کیسٹ کے ذریعے اپنے ایک جاسوس اور ایک کرائے کے قاتل کی آواز سنائیں گے۔ انہیں سن کر آپ ان کے دماغوں میں پہنچ جائیں گے۔ وہ افغانستان میں ہیں۔ ان کے ذریعے آپ دوسرے جاسوسوں اور کرائے کے قاتلوں کے دماغوں میں پہنچتے رہیں گے۔"

"آپ کیسٹ سے ان کی آوازیں سنائیں۔ میں ابھی ان سے رابطہ کروں گا پھر ان کی رہنمائی کرتا رہوں گا۔ اب یہ ایک دو دن کا کام تو نہیں ہے۔ پتا نہیں اس خطرناک دہشت گرد تک پہنچنے میں کیسی دشواریاں پیش آئیں گی۔ میرا بیٹا میرے پاس پہنچ جائے گا تو میں پورے دماغی سکون اور اطمینان کے ساتھ آپ لوگوں کے کام آتا رہوں گا۔"

"آپ تو بیٹے کے لیے ایسے پریشان ہیں جیسے وہ دشمنوں کے درمیان ہے۔ بھئی ہم دوست ہیں۔ میش ہمارا مہمان ہے۔ جب تک آپ ہمارے کام آتے رہیں گے، ہم اسے یہاں سرکاری مہمان بناکر رکھیں گے۔"

"اس کا مطلب کیا ہوا؟ کیا میں زندگی بھر تمہارے کام آتا رہوں گا اور میرا بیٹا زندگی بھر تمہارا مہمان بنا رہے گا؟"

"سرکاری مہمان ایسے ہی ہوتے ہیں۔ میزبان ان کی واپسی کا وقت نہیں جانتے۔ ویسے تمہارے لیے یہ فخر کی بات ہے کہ تمہارا بیٹا امریکا میں عیش و عشرت کی زندگی گزارتا رہے گا۔ تم جب چاہو گے، یہاں آکر اس کے ساتھ رہ کر زیادہ سے زیادہ اسے باپ کی محبتیں دے سکوگے۔"

"تم لوگ جو سمجھانا چاہتے ہو، اسے میں اچھی طرح سمجھ رہا ہوں۔ الپا کی پیش گوئی درست ہو رہی ہے۔ تم لوگ وہاں میرے بیٹے کے ساتھ کیسا بھی سلوک کرسکتے ہو۔ اس کے چھ گارڈز کو ہلاک کرسکتے ہو۔ صرف میرے بیٹے کو اس لیے زندہ رکھوگے کہ میں اس کی سلامتی اور طویل عمری کے لیے تمہارے ناجائز احکامات کی تعمیل کرنے پر مجبور ہوتا رہوں گا۔"

"بھئی تم جو بھی سمجھو۔ ہم تمہارے بیٹے کو اپنی اولاد کی طرح خوش رکھیں گے ــــ تمہیں بھی ایک باپ کے فرائض کے مطابق اس کی خوشی کے لیے قربانیاں دینا چاہئیں۔"

ایک افسر نے کہا "مہاراج! تمہارے تمام بھائی مارے جاچکے ہیں۔ انہوں نے شادیاں نہیں کی تھیں۔ وہ بے اولاد مرگئے مگر تمہاری آئندہ نسل کو بڑھانے کے لیے ایک ہی بیٹا میش رہ گیا ہے۔ اگر تم اس کی سلامتی نہیں چاہو گے تو تمہاری نسل نہیں بڑھے گی۔ خاندان یہیں ختم ہوجائے گا۔ یہ باتیں تم ہم سے زیادہ سمجھ سکتے ہو۔"

دوسرے اعلیٰ افسر نے کہا "ایک اور نیک مشورہ ہے۔ جب میش کو تمام عمر یہاں رہنا ہے تو پھر یہیں اس کی شادی کرادی جائے۔ تمہاری بہو آئے گی تو بچے پیدا کرتی رہے گی۔ مہاراج سوریہ راج کی آئندہ نسلیں امریکا میں پھلتی پھولتی رہیں گی۔"

ایک حاکم نے کہا "تم بہت دیر سے خاموش ہو۔ کچھ بولو؟"

"کیا بولوں؟ اتنی دیر سے تم لوگوں کی باتیں سن رہا ہوں اور یہ سمجھ رہا ہوں کہ میری بہت بڑی کمزوری تمہارے ہاتھ آگئی ہے۔ تم لوگوں نے مجھے بری طرح جکڑ لیا ہے۔"

"پھر کیا کہتے ہو؟"

"میں کیا کہہ سکتا ہوں؟ مجھے اپنے بیٹے کی سلامتی کے لیے تم لوگوں پر بھروسا کرنا ہوگا۔ بس ایک بار اور کہہ دو کہ میرا بیٹا وہاں عیش و آرام سے سلامت رہے گا۔"

وہ حاکم اور دوسرے فوجی افسران باری باری کہنے لگے۔ اسے یقین دلانے لگے کہ میش وہاں شاہانہ زندگی گزارتا رہے گا پھر مہاراج نے کہا "ٹھیک ہے۔ جب تک میرے بیٹے کو ذہنی یا جسمانی طور پر ایک ذرا بھی تکلیف نہیں پہنچے گی میں تمہارے تمام احکامات کی تعمیل کرتا رہوں گا۔"

جب مہاراج نے گھٹنے ٹیک دیے تو اسے ایک کیسٹ سنایا گیا۔ اس میں سے ایک جاسوس کی آواز ابھرنے لگی۔ وہ کہہ رہا تھا۔ "مہاراج! ہمیں یہ خوش خبری سنائی گئی ہے کہ تم ہمارے دماغ میں آکر ہماری مدد کرو گے۔ ہم اس دن اور اس وقت کا انتظار کر رہے ہیں۔"

اس جاسوس کی باتوں سے پتا چلا کہ امریکی پلان میکرز بہت پہلے سے یہ منصوبہ بنا چکے تھے کہ مہاراج کو کس طرح آہنی شکنجے میں جکڑا جائے گا۔ اسی کیسٹ سے پھر ایک کرائے کے قاتل کی آواز ابھری۔ وہ بھی یہی کہہ رہا تھا کہ وہ اپنے دماغ میں مہاراج کی سوچ کی لہروں کا انتظار کر رہا ہے۔

مہاراج نے ان دونوں کی آوازیں سننے کے بعد کہا "میں ان کے دماغوں میں جا رہا ہوں۔ وہاں کے حالات معلوم کرنے میں کچھ وقت لگے گا۔ ویسے آپ کو اپنے سراغ رسانوں کے ذریعے میری کارکردگی کی رپورٹ ملتی رہے گی۔"

افغانستان میں غیر ملکی ٹی وی رپورٹرز' اخبارات کے رپورٹرز اور فوٹو گرافرز' ریڈ کراس ٹیم اور دوسری امدادی ٹیموں کے اسٹاف میں درجنوں لوگ کام کر رہے تھے۔ اس اسٹاف میں جاسوس اور کرائے کے قاتل چھپ کر رہتے تھے۔ مہاراج پہلے جاسوس کے دماغ میں پہنچا۔ اس نے پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کیا۔ اس کا نام کچھ اور تھا لیکن پاسپورٹ میں ایک اخباری فوٹو گرافر کی حیثیت سے اس کا نام ہڈسن تھا۔ کرائے کا ایک قاتل جیراللہ ایک اخباری رپورٹر کی حیثیت سے ہڈسن کے ساتھ تھا۔ ان کے دوسرے ساتھی کچھ تو ان علاقوں میں تھے' جہاں طالبان کا قبضہ تھا اور کچھ سراغ رساں اور جرائم پیشہ افراد طالبان کے مخالف گروہ میں تھے۔ ان مخالف گروہوں میں اتحاد تھا۔ غیر ملکی سراغ رسانوں اور کرائے کے قاتلوں نے ان تمام گروہوں کے سرداروں کو یقین دلایا تھا کہ انہیں عین وقت پر اسلحہ سپلائی کیا جائے گا تو وہ موقع پاکر کبھی رات کی تاریکی میں طالبان کے علاقوں میں جایا کریں گے اور انہیں راز داری سے ہلاک کرکے واپس آجایا کریں گے۔ ان کا اصل ٹارگٹ وہ مسلمان دہشت گرد ہے جسے تمام مسلمان دہشت گرد نہیں بلکہ مجاہد اعظم کہتے ہیں۔

وہ سب یہ سراغ لگانے کی کوششیں کر رہے تھے کہ اس مسلمان مجاہد اعظم کو طالبان نے کہاں پناہ دے رکھی ہے۔ ان کی معلومات کے مطابق وہ مجاہد طالبان کے کسی ایک علاقے میں نہیں رہتا تھا۔ اچانک اپنی رہائش کی جگہ بدلتا رہتا تھا۔

ان سراغ رسانوں اور کرائے کے قاتلوں کے لیے ایک بڑا مسئلہ یہ تھا کہ وہ افغانی زبان نہیں جانتے تھے۔ ان کی باتیں سمجھنے کے لیے وہ اپنے ساتھ ایسے تعلیم یافتہ افغان ترجمان رکھتے تھے' جو مقامی باشندوں کی باتیں انہیں سمجھایا کرتے تھے۔

واشنگٹن' نیویارک' لندن اور اسکاٹ لینڈ میں ایسے اسکول قائم کیے گئے تھے' جہاں سراغ رسانوں کو دنیا کے تمام ممالک کی زبانیں سکھائی جاتی تھیں۔ ہڈسن اور دوسرے چند جاسوس افغانی زبان روانی سے بولتے تھے اور کسی بھی مناسب موقع پر افغانی باشندوں کا بھیس بدل کر طالبان کے درمیان کسی شک وشبہے کے بغیر رہ سکتے تھے۔ ان میں ہڈسن اور دو جاسوس طالبان کے مختلف مقبوضہ علاقوں میں خالص افغانی بنے ہوئے تھے۔

مہاراج نے ہڈسن کے خیالات سے معلوم کیا کہ افغانی بن کر رہنے والے ایک جاسوس کا نام گیری پیکر اور دوسرے کا نام بیڈن تھا۔ مہاراج نے ہڈسن کو مائل کیا کہ وہ اپنے بند کمرے میں رہ کر موبائل فون کے ذریعے دوسرے سراغ رسانوں گیری پیکر اور بیڈن سے رابطہ کرکے اس مسلمان مجاہد کے بارے میں کچھ معلوم کرے۔

وہ اپنے کمرے کا دروازہ بند کرکے رابطہ کرنے لگا۔ فون پر پہلے گیری پیکر کی آواز سنائی دی۔ اس نے کوڈ ورڈز ادا کیے۔ ادھر سے ہڈسن نے کوڈ ورڈز ادا کرنے کے بعد کہا "کیا اس مسلمان دہشت گرد کا کوئی ٹھکانا معلوم ہوا ہے؟"

گیری پیکر نے کہا "ہاں اس علاقے کا کمانڈر کہہ رہا تھا کہ وہ دہشت گرد آج رات آٹھ بجے ان کا مہمان بنے گا۔ رات کا کھانا ان کے ساتھ کھائے گا پھر کل صبح دوسرے علاقے میں چلا جائے گا۔"

"یہ اچھی خبر ہے۔ جو کرائے کا قاتل یہاں ہے' میں اسے رپورٹنگ کے لیے دوسری جگہ جانے کا کہوں گا لیکن وہ راستہ بدل کر تمہارے پاس چلا آئے گا۔"

"تمہارے پاس قاتلوں کی تعداد زیادہ ہو تو بہتر ہے۔ میں نے دو قاتلوں کو یہاں راز داری سے آنے کے لیے کہہ دیا ہے۔ اب میں بیڈن سے کہوں گا کہ وہ اپنے ساتھ رہنے والے قاتلوں کو بھی میرے پاس بھیج دیں۔ آج رات طالبان کے اس علاقے میں اس دہشت گرد کا آخری کھانا ہوگا۔"

گیری پیکر نے اس سے رابطہ ختم کرکے بیڈن سے رابطہ کیا اور اس سے وہی باتیں کیں' جو ہڈسن سے کر چکا تھا۔ بیڈن نے کہا۔ "میرے کرائے کے قاتل اندھیرا ہوتے ہی تمہارے پاس پہنچ جائیں گے۔ یہاں مجھے سب ہی افغان باشندہ سمجھتے ہیں اور یہ میری بہت بڑی کامیابی ہے۔"

گیری پیکر نے کہا "مجھے بھی یہاں افغانی سمجھا جا رہا ہے۔ میں بہت محتاط رہتا ہوں اور کوشش کرتا ہوں کہ مجھ پر کوئی شبہ نہ کرے۔ بہرحال شام ہونے والی ہے۔ دو یا ڈھائی گھنٹے بعد رات ہوتے ہی وہ دہشت گرد یہاں ضرور پہنچے گا۔ اب ہم اس کا کام تمام کرنے کے بعد ہی رابطہ کریں گے۔"

انہوں نے فون کا رابطہ ختم کر دیا۔ گیری پیکر نے فون بند کرکے اپنی شلوار کا ازار بند کھول کر موبائل فون کو اپنے انڈر ویئر کے اندر

چھپالیا۔

مہاراج بیڈن کے ذریعے طالبان کے مخالف متحدہ گروہ میں رہنے والے سراغ رسانوں اور قاتلوں کے دماغوں میں پہنچتا رہا پھر اس نے گیری پیکر کے دماغ پر قبضہ جمایا۔ وہ اپنے کمرے سے نکل کر ایک گلی میں آیا۔ کچھ دور جا کر ایک مکان کے دروازے پر دستک دی۔ وہاں کرائے کا قاتل اخباری رپورٹر کی حیثیت سے دو طالبان کی نگرانی میں رہتا تھا۔ اس نے ان طالبان سے کہا "میں اس پریس رپورٹر کو لے کر کمانڈر کے پاس جا رہا ہوں۔ اسے میرے ساتھ جانے کی اجازت دیں۔"

وہ دونوں نگرانی کرنے والے طالبان بھی ان کے ساتھ وہاں سے چلتے ہوئے کمانڈر کی رہائش گاہ میں آئے۔ کمانڈر ایک وسیع صحن میں اپنے خاص ساتھیوں کے ساتھ بیٹھا ہوا کہہ رہا تھا "آج رات ایک ایسا مجاہد اعظم ہمارا مہمان رہے گا' جس نے اپنے عزم اور حوصلوں سے ساری مغربی دنیا کو لرزتے رہنے پر مجبور کر دیا۔ ہمارے مہمان کی حفاظت اور میزبانی میں کوئی کمی نہ ہو۔ ہم صبح تک آہنی قلعہ بن کر اپنے مہمان کی حفاظت کرتے رہیں گے۔"

کمانڈر نے گیری پیکر اور اخباری رپورٹر کو دیکھ کر پوچھا "کیوں آئے ہو؟ کوئی خاص بات ہے؟"

گیری پیکر نے کہا "جی ہاں۔ میں آپ سے عرض کرنے آیا ہوں کہ میرا دماغ اب میرا نہیں رہا ہے۔ میرے اس دماغ پر کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے نے قبضہ جمایا ہے۔"

کمانڈر نے پوچھا "تم افغانی ہو۔ اپنی زبان چھوڑ کر انگریزی کیوں بول رہے ہو؟"

"میرے اندر جو ٹیلی پیتھی جاننے والا گھسا ہوا ہے' وہ مقامی زبان نہیں جانتا ہے۔ اس لیے وہ میرے ذریعے انگریزی بول رہا ہے اور میں کوئی افغان باشندہ نہیں ہوں۔ ایک غیر ملکی جاسوس ہوں اور میرا نام گیری پیکر ہے۔"

اس کے ساتھ کھڑے ہوئے کرائے کے قاتل نے کہا "یہ تم کیا بکواس کر رہے ہو؟ فار گاڈ سیک ہوش میں رہ کر باتیں کرو۔"

گیری پیکر نے کمانڈر سے کہا "یہ کسی اخبار کا رپورٹر نہیں ہے بلکہ کرائے کا قاتل ہے۔ آج آپ کے مجاہد مہمان کو قتل کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ میں ثبوت پیش کر رہا ہوں۔ ہم دونوں کے کپڑے اتار کر دیکھیں' آپ کو میری باتوں کا یقین آجائے گا۔"

کمانڈر نے ان کے کپڑے اتارنے کا حکم دیا۔ جب لباس اتارا گیا تو اندر سے ایک منی پستول اور موبائل فون برآمد ہوا۔ دونوں کو فوراً حراست میں لیا گیا۔ گیری پیکر نے کہا "مزار شریف میں بھی طالبان کے درمیان جو جاسوس اور پریس رپورٹر ہے' ان کے نام ہڈسن اور جیراللہ ہیں۔ آپ وہاں کے کمانڈر سے رابطہ کرکے انہیں اچانک حراست میں لینے کا مشورہ دیں۔ ان کے لباس کے اندر سے بھی ایسی ہی چیزیں نکلیں گی۔"

مہاراج نے گیری پیکر کے ذریعے جاسوس بیڈن کے بارے میں بھی بتایا۔ کمانڈر اور اس کے خاص ساتھی فوراً ہی ایک دوسرے کے علاقوں کے کمانڈروں سے رابطہ کرنے اور انہیں خطرات سے آگاہ کرنے لگے۔ تھوڑی دیر بعد ان کمانڈروں نے رابطہ کرکے کہا "آپ نے درست نشان دہی کی تھی۔ ہم نے ان جاسوسوں اور کرائے کے قاتلوں کو گولیوں سے بھون دیا ہے۔ اب ہمارا بھی ایک مشورہ ہے۔ آج رات آپ مجاہد اعظم کی میزبانی کا شرف حاصل نہ کریں۔ پتا نہیں یہ خبر اور کتنے غیر ملکی جاسوسوں تک پہنچ گئی ہوگی۔"

کمانڈر نے کہا "آپ صحیح مشورہ دے رہے ہیں۔ ہم مجاہد اعظم کو یہاں آنے سے پہلے ہی دوسرے علاقے میں پہنچا دیں گے۔"

یہ کہہ کر کمانڈر نے فون بند کیا پھر طالبان کو حکم دیا کہ گیری پیکر اور اس کرائے کے جاسوس کو باہر لے جا کر جہنم میں پہنچا دیں۔ اس کے حکم کی تعمیل کی گئی۔ طالبان انہیں باہر لے گئے پھر گئی گولیاں چلنے کی آوازیں آئیں اور مہاراج گیری پیکر کے مردہ دماغ سے نکل آیا۔

پھر وہ خیال خوانی کی پرواز کرکے ان جاسوسوں اور کرائے کے قاتلوں کے اندر پہنچا۔ اور ان کی کھوپڑیاں الٹنے لگا۔ وہ اپنے ہتھیار اٹھا کر مختلف گروہ کے لوگوں پر فائرنگ کرنے لگے۔ جواباً ان پر بھی فائرنگ ہونے لگی' وہ بھی حرام موت مرنے لگے۔ چند جاسوس اور کرائے کے قاتل پریشان ہو کر وہاں سے بھاگنے لگے لیکن متحدہ گروہ کے سرداروں کے حکم سے ان کا تعاقب کرکے انہیں بھی مار ڈالا گیا۔

مہاراج وہاں کئی گھنٹوں تک مصروف رہا۔ اس ملک میں جتنے سراغ رسانوں اور قاتلوں کے دماغوں میں پہنچا ہوا تھا' ان سب کو نیست و نابود کرتا رہا پھر وہ فوج کے ایک جونیئر آلۂ کار افسر کے ذریعے اعلیٰ افسر کو مخاطب کیا۔ اعلیٰ افسر نے کہا "ہم نے دو گھنٹے پہلے کئی بار جاسوس ہڈسن اور قاتل جیراللہ سے فون پر رابطہ کیا۔ وہ ہر بار یہی کہتے رہے کہ مہاراج ابھی تک ان کے دماغوں میں نہیں آئے۔ کیا تم کسی دوسری جگہ مصروف ہو گئے تھے؟"

"ہاں۔ آپ نے افغانستان میں اتنے سراغ رسانوں اور کرائے کے قاتلوں کو ہر علاقے میں پہنچا دیا ہے کہ مجھے ہر ایک کے دماغ میں پہنچنے کے لیے گھنٹوں لگ گئے۔ آپ میری کارکردگی کی رپورٹ ابھی جاسوس ہڈسن سے یا قاتل جیراللہ سے لے سکتے ہیں۔"

اعلیٰ افسر نے فون کے ذریعے ہڈسن سے رابطہ کیا۔ تھوڑی دیر تک دوسری طرف فون کا بزر بولتا رہا پھر کسی نے افغانی زبان میں کچھ کہا۔ اعلیٰ افسر نے پوچھا "تم کون ہو؟ یہ موبائل فون تمہارے پاس کیسے آیا؟"

تھوڑی دیر بعد ایک افغانی نے انگریزی میں کہا "یہ فون ایک جاسوس ہڈسن کے پاس تھا۔ ہم نے اسے اور جیراللہ کو جہنم میں پہنچا

دیا ہے۔ تم کون ہو؟"

اعلیٰ افسر نے اپنا فون بند کردیا پھر مہاراج کے آلۂ کار سے بولا۔ "ان طالبان نے ہڈسن اور جیرالڈ کو مار ڈالا ہے۔"

مہاراج نے کہا "یہ بڑی تشویش کی بات ہے۔ تم تمام امریکی اکابرین سے کہو کہ وہ یہاں سے کنکٹڈ فون کے اسپیکر آن رکھیں تاکہ ہماری گفتگو سن سکیں۔"

آدھے گھنٹے کے اندر تمام اکابرین ایک ہی کنکٹڈ فون سے منسلک ہو گئے۔ انہیں بتایا گیا کہ جاسوس ہڈسن اور قاتل جیرالڈ مارے گئے ہیں اور مہاراج سے ابھی گفتگو ہو رہی ہے۔

مہاراج نے کہا "میں ہڈسن اور جیرالڈ کے ذریعے تمہارے تمام سراغ رسانوں اور کرائے کے قاتلوں کے دماغوں میں گیا تھا مگر تم لوگوں کے لیے یہ بڑے صدمے کی بات ہے کہ میں جس کے بھی دماغ میں پہنچتا رہا' وہ بے موت مرتا رہا۔ اب تم سب اپنے دوسرے فون کے ذریعے ان تمام سراغ رسانوں اور قاتلوں سے رابطہ کرو۔ اگر وہاں تمہارا کوئی کتا بچ گیا ہو تو کیسٹ کے ذریعے اس کی آواز بھی سنا دو پھر اس کی آواز بھی بند ہو جائے گی۔"

"او۔ اب سمجھ میں آیا۔ اتنا بڑا نقصان تم نے پہنچایا ہے۔"

"اسے بڑا نقصان نہ کہو۔ آئندہ اس سے بھی بڑے نقصانات پہنچنے والے ہیں۔ ذرا دیکھتے جاؤ۔ تم لوگوں پر ابھی دل کے دورے پڑنے والے ہیں۔"

ایک حاکم نے پوچھا "کیا تمہارا دماغ چل گیا ہے؟! اپنے بیٹے کو بھول گئے ہو؟ کیا اس کی سلامتی نہیں چاہتے ہو؟"

"بے شک وہ میرا اکلوتا بیٹا ہے۔ میں اس کی سلامتی اور واپسی چاہتا ہوں اور اس کی بخیریت واپسی کے لیے میں نے افغانستان میں یہ چھوٹا سا نقصان بھرا نمونہ پیش کیا ہے۔ اب اگر میرے بیٹے کے جسم پر ایک خراش بھی آئے گی یا اسے ایب نارمل بنایا جائے گا تو تمہارے آرمی ہیڈ کوارٹر میں ایسی تباہی آئے گی کہ ایک افسر اور ایک سپاہی بھی زندہ نہیں ملے گا اور یہ تو میں جانتا ہوں کہ تم لوگوں نے ایٹم بم کہاں اسٹور کیے ہیں۔ اس کے آگے اور کچھ نہیں بولوں گا۔ صرف چوبیس گھنٹے تک اپنے بیٹے کی واپسی کا انتظار کروں گا۔ اپنے اعمال درست کرنے کے لیے چوبیس گھنٹے بہت ہوتے ہیں۔"

اس نے یہ کہہ کر دماغی رابطہ ختم کردیا۔ تمام امریکی اکابرین اپنے اپنے فون کے اسپیکر کے سامنے گم صم بیٹھے ہوئے تھے۔ جب وہ لوگ نیش کو جزیرے میں لے گئے تو میں نہیں چاہتا تھا کہ مزید ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا ہوں۔ انہیں اس سلسلے میں ناکام بنانے کے لیے میں مبیش کے دماغ میں آیا اور اس کے چور خیالات پڑھے تو اس وقت مسکرا کر رہ گیا اور یہ تسلیم کیا کہ اب مہاراج کو بھی چالیں چلنے کا تجربہ ہو رہا ہے۔

وہ اپنے اکلوتے بیٹے کے لیے کوئی بھی خطرہ مول لینا نہیں چاہتا تھا۔ اس لیے ایک نوجوان پر تنویمی عمل کرکے اسے مبیش بنایا تھا اور اس کے دماغ کو اس طرح لاک کیا تھا کہ الپا بھی اس کے اندر نہیں جاسکتی تھی یہ راز امریکی اکابرین بھی اب تک نہیں سمجھ پا رہے تھے کہ ان کے پاس امریکا میں ڈمی مبیش پہنچا ہوا ہے اور اصلی مبیش ہندوستان میں اپنے باپ کے پاس محفوظ ہے۔

ایسی کامیاب چال چلنے کے باوجود مہاراج یہی ظاہر کر رہا تھا کہ امریکی اکابرین نے اس کے اپنے مبیش کو یرغمال بنا کر رکھا ہے اور ایسا کرکے وہ آئندہ بھی بڑے بڑے نقصانات اور صدمات برداشت کرنے والے ہیں۔

اس نے الپا کے دماغ پر دستک دی اور کہا "میں ہوں مہاراج"

وہ بولی "ٹھیک ہے۔ ابھی آرہی ہوں۔"

اس نے سانس روک لی۔ مہاراج چلا گیا۔ وہ کبھی کسی کو اپنے دماغ میں ٹھہرنے نہیں دیتی تھی۔ اس نے مہاراج کے پاس آکر کہا۔ "لوگ اپنی کامیابی کے قصیدے پڑھنے آتے ہیں۔ کیا تم اپنی ناکامی کا مرثیہ سنانے آئے تھے۔"

"میں جانتا ہوں' تم نے مختلف ذرائع سے معلوم کیا ہوگا کہ وہ ٹرانسفارمر مشین ہمیشہ کی طرح ناکارہ رہی۔ میرے بیٹے کو ٹیلی پیتھی کا علم حاصل نہ ہوسکا۔"

"مجھے تم سے ہمدردی ہے۔ اب ایک نیک مشورہ دے رہی ہوں۔ اپنے بیٹے کو فوراً اپنے پاس بلالو۔"

"تمہارا نیک مشورہ کام نہیں آئے گا۔ تم نے درست پیش گوئی کی تھی کہ وہ میرے بیٹے کو قیدی بنالیں گے اور یہی ہو رہا ہے۔"

وہ قہقہے لگانے لگی "پھنس گئے مہاراج! آخر پھنس گئے۔ میں نے یہ بھی درست کہا تھا کہ پہلے تمہیں نادان سمجھتی تھی مگر تم بڑے بے وقوف ہو۔"

"مجھے گدھا بھی کہہ سکتی ہو۔ میں بہت ٹوٹ کر تمہارے پاس آیا ہوں۔"

"ہائے۔ آخر تمہیں میری ضرورت پڑ ہی گئی۔ کیا امیدیں لے کر میرے پاس آئے ہو؟"

"اتنی بڑی دنیا میں ایک ہی امید کا دیا ہے' میرا بیٹا مبیش۔ میں اسے ہر قیمت پر حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ تم مجھ سے زیادہ ذہین اور چالاک ہو۔ بھگوان کے لیے میری آئندہ نسل کو مٹنے سے بچالو۔"

"یعنی تم چاہتے ہو' میں تمہارے بیٹے کو ان کی قید سے نجات دلاؤں۔ جبکہ یہ بات ناممکن سی ہے۔ جہاں مبیش کو رکھا گیا ہوگا' وہاں اندر اور باہر الیکٹرانک آلات کے ذریعے نگرانی ہو رہی ہوگی۔ جتنے مسلح گارڈز ہوں گے وہ سب یوگا کے ماہر ہوں گے اور اس رہائشی چار دیواری کے باہر شام سے صبح تک تربیت یافتہ خوں خوار کتے ٹہلتے رہیں گے۔ تمہارے بیٹے تک پہنچنا ناممکن ہوگا۔"

یہ تو میں بھی جانتا ہوں کہ ہماری توقع سے بھی زیادہ سخت ...نی میں مبیش کو رکھا جائے گا۔ وہاں انسان نہیں جاسکے گا لیکن ...کا ذہن تو جاسکتا ہے؟ بھئی پارس کے ساتھ رہ چکی ہو' کوئی ...ی دکھاؤ تو میں ہمیشہ کے لیے تم سے اتحاد کرلوں گا۔"

وہ ہنستے ہوئے بولی "مجھے تمہارے اتحاد کی ضرورت نہیں ہے۔ ...تمہارے بیٹے کو امریکی قید سے نکال کر اسرائیل لے آؤں گی تو ...بیٹے کی خاطر خود ہی میرے احکامات کی تعمیل کرتے رہو گے۔ تم ...گے کہ میں دو چار دنوں میں کس طرح مبیش کو وہاں سے لاکر ...یدی بنالوں گی۔"

یہ کہہ کر اس نے سانس روک لی۔ مہاراج اپنی جگہ دماغی طور ...ضر ہو کر مسکرانے لگا۔ دل میں کہنے لگا "کچھ دنوں تک فرماد کی ...داری کرنے سے یہ فائدہ ہوا کہ اب میں بھی دوہری چالیں چلنے ...لں۔ اگر الپا کسی طرح مکاری سے ڈمی مبیش کو امریکا سے ...ئیل لے آئے گی تو دونوں ملک اس ڈمی کے لیے آپس میں ...ں کی طرح لڑتے رہیں گے۔"

اس نے آلۂ کار کے ذریعے امریکی اکابرین کے اعلیٰ افسر سے ..."تم لوگوں نے میرے بیٹے کو قیدی بنایا ہے۔ اس غصے میں' میں ...م لوگوں کا بہت بڑا نقصان کیا ہے لیکن اب میں ٹھنڈے دماغ ...سوچ رہا ہوں کہ ہندوستان میں بھی میرے کئی دشمن میرے بیٹے ...نقصان پہنچانے کی تاک میں رہتے ہیں۔ بہتر ہے کہ مبیش یہاں ...میں تم لوگوں کی نگرانی میں رہے لیکن قیدی بن کر نہ رہے۔ ...ش و آرام سے رکھو گے تو میں اپنا یہ چیلنج واپس لیتا ہوں کہ ...ہ تم لوگوں کو کسی طرح کا بھی نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔ جب ...نہ انداز میں کوئی کام کرنے کے لیے کہو گے تو اسے ضرور ...ں گا۔"

اعلیٰ افسر نے خوش ہو کر کہا "مہاراج! آپ نے بڑی دانش ...کی بات کی ہے۔ آپ دن رات مبیش کے دماغ میں جاکر ...ہ گے کہ وہ یہاں ایک شہزادے کی طرح زندگی گزار رہے

مہاراج اور امریکی اکابرین کے درمیان پھر مذاکرات ہوئے ...ر ان کی دشمنی' دوستی میں بدل گئی۔ مہاراج اپنے منصوبے ...میاب ہو رہا تھا۔ آئندہ الپا سے امریکی اکابرین کی دشمنی کی ...وار ہو چکی تھی۔

O☆O

...نمی اور علی نے پیرس میں حشر بپا کیا تھا۔ بڑے بڑے ممالک ...ی مسائل حل کرنے' فوجی راز چرانے اور بڑی شخصیتوں کو ...رانے کا سودا طے کرنے اور ان سے بھاری معاوضہ لینے والی ...ہ ایجنسیاں پیرس میں تھیں۔ ایک ایجنسی کا سرکردہ رکن ...اور دوسری ایجنسی کا سرکردہ رکن کنگ کافو تھا۔ پچھلے باب ...ن کی تفصیلات بیان کی جاچکی ہیں اور اس اہم بات کا ذکر بھی ہو چکا ہے کہ ثمی نے کس طرح جمنازیم کلب میں ڈان ون اور ڈان ٹو کو آپس میں لڑا کر زخمی کرایا تھا اور ثانی کو ان کے دماغ میں پہنچایا تھا پھر ثانی نے کنگ کافو اور اس کے دستِ راست ہرمول بیکر کو بھی گولی مار کر زخمی کیا تھا۔

ایک طرف دو خفیہ اور خطرناک ایجنسیاں تھیں اور دوسری طرف ان کے مقابلے پر ثمی اور علی تھے۔ ثانی اپنا کام کرکے چلی گئی تھی۔ علی نے دونوں ڈان بھائیوں کے لیے موت کا ایسا سامان کیا تھا کہ انہیں اپنی موت کا یقین ہو گیا تھا۔ امریکا اور اسکاٹ لینڈ کے سراغ رساں اور کرائے کے کئی قاتل علی تک نہیں پہنچ پا رہے تھے اور علی نے ڈان ون کی موت کا وقت مقرر کردیا تھا کہ وہ صبح پانچ بجے قتل کردیا جائے گا۔

اس سے پہلے خفیہ ایجنسی کے سربراہ رابرٹو اور اس کی محبوبہ مورینا کو قتل کیا گیا تھا۔ دوسری ایجنسی کا سربراہ کنگ کافو چاہتا تھا کہ رابرٹو کی طرح دونوں ڈان بھائی بھی ہلاک کردیے جائیں گے تو امریکا اور دوسرے بڑے ممالک کنگ کافو کی ایجنسی کے محتاج ہو کر انہیں جرائم کے بڑے بڑے ٹھیکے دیں گے۔

جب علی کو معلوم ہوا کہ کنگ کافو نے رابرٹو کو قتل کیا ہے تو اس نے اپنا منصوبہ بدل دیا۔ ڈان ون اور ڈان ٹو سے کہا "تم لوگوں نے کرائے کے قاتلوں کے ذریعے میرے پاپا کو قتل کرایا تھا۔ میں اس قتل کا بدلہ تم سے لوں گا۔ تمہارا سربراہ رابرٹو بھی میرا شکاری تھا لیکن کنگ کافو نے اسے قتل کرکے میرے شکار کو چھین کر اپنی موت کو دعوت دی ہے۔ لہٰذا اب میں ڈان ون کو صبح پانچ بجے قتل نہیں کروں گا۔ تم دونوں ڈان بھائیوں کو اس وقت تک زندہ رہنے دوں گا' جب تک کنگ کافو اور اس کی خفیہ ایجنسی کو نیست و نابود نہیں کروں گا۔ جاؤ ابھی کچھ دن اور جی لو۔"

دونوں ڈان بھائیوں کو اطمینان ہوا کہ ابھی وہ دو چار روز علی کے انتقام سے محفوظ رہیں گے لیکن انہیں کنگ کافو اور اس کے دستِ راست ہرمول بیکر سے خطرہ تھا۔ ان کے کئی کرائے کے قاتل دونوں کو قتل کرنے کے لیے انہیں کئی اطراف سے گھیرنے کی کوشش میں تھے۔ ایسے ہی وقت ثانی نے ایک کرائے کے قاتل کے دماغ میں رہ کر اسے ہرمول بیکر کے پاس پہنچا کر زخمی کردیا۔ ہرمول نے اس کرائے کے قاتل کو گولی ماردی۔ اس وقت تک ثانی زخمی ہرمول کے اندر جگہ بنا چکی تھی۔ اس نے ہرمول کے ذریعے کنگ کافو کو بھی گولی مار کر زخمی کردیا۔

اس طرح دونوں خفیہ اور خطرناک ایجنسیوں کے اہم افراد یا تو ہلاک کردیے گئے یا پھر انہیں زخمی کردیا گیا۔ اس طرح ثانی جب چاہتی' ان کے دماغوں میں پہنچ جاتی۔ انہیں یہ معلوم ہی نہ ہوسکا کہ ثانی نے ان اہم زخمی افراد پر تنویمی عمل کیا ہے اور اب زخم بھر جانے کے بعد بھی وہ ثانی کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرسکیں گے۔

امریکی اکابرین کو تشویش تھی کہ فرہاد علی تیمور کی ہلاکت کے بعد اس کے دونوں بیٹے ایسا خطرناک سیلاب بن گئے ہیں، جن کے آگے کوئی بند نہیں باندھ سکے گا۔

ان کی معلومات کے مطابق علی نے اپنے باپ کے قاتل کارل کو ہلاک کیا تھا اور تمام بڑے ممالک مل کر بھی کارل کو ہلاکت سے نہیں بچا سکے تھے۔ اس کے بعد پارس نے وہاں پہنچ کر پوشی وان جیسے خطرناک فائٹر کو مار کر ہیلی کاپٹر کی بلندی سے نیچے سرحدی چوکی میں پھینک دیا تھا اور اب کرعان سے کئی سو کلو میٹر دور ایک ویرانے میں پہنچا ہوا تھا۔

یہ سب کچھ وہ لوگ اپنے طور پر سوچ رہے تھے۔ جبکہ پارس اور ثانی ہندوستان میں تھے اور پورس کے پیچھے پڑے ہوئے تھے کرعان سے کئی سو کلو میٹر دور میں ہیلی کاپٹر لے کر گیا تھا۔ میں نے پوشی وان کو ہلاک کیا تھا۔ چونکہ میں مردہ سمجھا جا رہا تھا۔ اس لیے دشمنوں کا خیال تھا کہ میرے بیٹے انتقامی کارروائی کر رہے ہیں۔ فہمی اور علی کی حد تک دشمنوں کا یہ خیال درست تھا۔ امریکی اکابرین کو یہ ثبوت مل چکا تھا کہ علی اپنے باپ کا انتقام لے رہا ہے۔ پہلے وہ رابرٹو اور اس کی خفیہ ایجنسی کے تمام اہم افراد کو ہلاک کرنے والا تھا۔ اب اس نے دونوں ڈان بھائیوں کو دو چار روز تک جینے کا موقع دیا تھا اور کنگ کافو کی خفیہ ایجنسی کے پیچھے پڑ گیا تھا۔

کنگ کافو نے امریکی فوج کے اعلیٰ افسر سے ہاٹ لائن پر رابطہ کر کے بتایا تھا کہ وہ اور اس کا خاص ماتحت ہرمول بیکر زخمی ہو گئے ہیں۔ اگرچہ زخم گہرا نہیں ہے لیکن اب وہ صحت مند ہونے تک دونوں ڈان بھائیوں کے مقابلے پر نہیں رہے گا۔

اعلیٰ افسر نے کہا "تم سے پہلے ڈان ٹو سے رابطہ ہو چکا ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ علی نے دونوں بھائیوں کو چند روز تک جینے کی مہلت اس لیے دی ہے کہ پہلے وہ تمہیں اور تمہاری ایجنسی کو خاک میں ملانا چاہتا ہے۔ یہ جو تم زخمی پڑے ہو تو یہ زخم دونوں ڈان کے کرائے کے قاتلوں نے نہیں دیے ہیں۔ یہ علی کا تحفہ ہیں۔"

"کیا واقعی ڈان نے ہمارے آدمی کو خرید کر ہم پر حملہ نہیں کرایا ہے؟"

"نہیں۔ تم دونوں زخمی ہو مگر اتنے اطمینان سے بستر پر نہ پڑے رہو۔ جب علی نے تم دونوں پر حملے کرائے ہیں تو یقیناً تمہاری خفیہ رہائش گاہ دیکھ چکا ہو گا۔ وہ کسی وقت بھی وہاں پہنچ سکتا ہے۔"

"سر! آپ ہم پر مہربان ہیں۔ ہمیں اپنے بچاؤ کی تدبیر بتا رہے ہیں۔ کیا ہماری اس غلطی کو معاف کر چکے ہیں کہ ہم نے رابرٹو کو قتل کیا ہے؟"

"تم تمام خفیہ ایجنسیوں والے ایک دوسرے کے جانی دشمن ہوتے ہو۔ ہمیں اس سے کیا مطلب کہ کون کسے قتل کر رہا ہے۔ ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ خفیہ ایجنسیوں کی صورت میں ہمارا کام کرنے والے ایجنٹس زندہ رہیں۔ جس طرح ہم تمہیں زندہ چاہتے ہیں، اسی طرح ہم تمہارے جانی دشمن دونوں ڈان بھا[ئیوں] کی بھی حفاظت کر رہے ہیں۔"

رابطہ ختم ہونے پر کنگ کافو نے اپنے دستِ راست [کو بتایا] کہ انہیں ڈان کے کرائے کے قاتل نے نہیں، علی کے [زر خرید] قاتل نے زخمی کیا ہے۔ اس کا مطلب ہے، علی ان کی ا[س] رہائش گاہ کو جانتا ہے اور وہ کسی وقت بھی یہاں پہنچ سکتا ہے۔

اس کے دستِ راست نے کہا "میں بڑی دیر سے سوچ ر[ہا ہوں] کہ ہم زخمی کس انداز میں ہوئے؟ ہمارے ہی ایک ماتحت [نے] آ کر پہلے مجھ پر گولی چلائی۔ میں نے جواباً اسے گولی مار دی۔ ا[س کے] بعد تم دروازے پر آئے اور میں نے بے اختیار تم پر فائر [کر کے] تمہیں زخمی کر دیا۔ تم نے مجھ سے پوچھا کہ میں نے ایسا کیوں [کیا؟ میں] اس وقت میں جواب نہیں دے سکا۔ اب یہ سمجھتا ہوں کہ [میرے] دماغ پر کوئی حاوی تھا۔ کسی نے ٹیلی پیتھی کے ذریعے مجھے تم [پر گولی] چلانے پر مجبور کیا تھا۔"

"جو ہونا تھا، وہ ہو گیا۔ اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ [علی نے] ہمیں صرف زخمی کیوں کیا ہے۔ وہ اپنے آلۂ کار کے ذریعے [ٹیلی] پیتھی کے ذریعے ہمیں ہلاک بھی کر سکتا تھا۔"

وہ دونوں سر جھکا کر سوچنے لگے پھر کنگ کافو نے کہا "ایک [ڈان] نے مجھ سے فون پر کہا تھا کہ علی نے ان دونوں ڈان بھائیوں [کو چند] روز تک جینے کی مہلت دی ہے۔ جب علی ہمیں اور ہماری ا[یجنسی کو] تباہ کر دے گا تو پھر ان دونوں ڈان بھائیوں کو بھی زندہ نہیں چھو[ڑے] گا۔ اب سوچو کہ علی ایسا کیوں کر رہا ہے؟ ان بھائیوں کو [کیوں] مہلت دے رہا ہے اور ہمیں جان سے نہیں مار رہا ہے۔ ا[س نے] ہمیں صرف زخمی کر کے چھوڑ دیا ہے۔"

فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ ہرمول بیکر نے ریسیور اٹھا [کر کہا]

"ہیلو؟"

"میں ہوں، صرف زخم دینے والا۔ تم دونوں کے زخ[م] مرہم پٹی ہو چکی ہے۔ تم چل پھر سکتے ہو۔ کسی بھی ذریعے سے ایک سرے سے دوسرے سرے تک اپنی جان بچانے جا [سکتے ہو] لیکن یہاں آرام سے اپنی موت کا انتظار کر رہے ہو۔"

ہرمول نے کہا "میں سمجھ گیا۔ تم علی تیمور ہو۔"

"جب آخری وقت آتا ہے تو دوسرے کی آواز بھی پہ[چانی] نہیں آتی۔ میں ڈان بول رہا ہوں۔ مجھے علی نے فون پر بتایا [کہ] تمہیں اور تمہارے باس کنگ کافو کو زخمی کر دیا گیا ہے۔ [وہ آدھے] گھنٹے بعد مجھے بتائے گا کہ تم دونوں کس علاقے کے کس [مکان میں] ہو۔ یہ معلوم ہوتے ہی ہم دونوں بھائی موت بن کر تمہار[ے پاس] پہنچیں گے۔"

ہرمول بیکر نے گرج کر کہا "میں ہرمول بیکر ہوں۔ [مجھے] کبھی نہ ٹلنے والا موت کا فرشتہ کہتے ہیں اور تم مجھے چیلنج کر ر[ہے ہو]۔ اگر میں زخمی نہ ہوتا تو یہاں ضرور تمہارا انتظار کرتا لیکن اب احتیاطی تدابیر کے ساتھ تم دونوں بھائیوں کو موت کے گھاٹ اتاروں گا۔"

اس نے ریسیور رکھ کر کنگ کافو کو فون والی باتیں بتائیں۔ کنگ کافو نے کہا "علی ان دونوں بھائیوں کو ہمارا یہ ٹھکانا بتائے گا۔ جبکہ وہ خود ہماری بے بسی سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ جب زخمی کیا ہے تو ہلاک بھی کر سکتا تھا لیکن وہ ہم دونوں ایجنسیوں کے افراد کو ایک دوسرے سے لڑا کر پہلے کسی کے ختم ہونے کا تماشا دیکھے گا پھر جس ایجنسی کے افراد زندہ رہ جائیں گے، ان سے وہ خود نمٹنے آئے گا۔"

ہرمول نے کنگ کافو سے کہا "باس! یہاں سے اٹھیں۔ ان دونوں ڈان بھائیوں کو جہنم میں پہنچا کر علی سے ٹکرانا پڑے گا تو تمہارا یہ ہرمول بیکر اس پر بھی بھاری پڑے گا۔"

کنگ کافو نے اٹھتے ہوئے کہا "چلو۔ کیا میں ان سے کم ہوں۔ میں نے ایک زخم کھایا ہے۔ انہیں ہزار زخم دوں گا۔"

ثانی تھوڑی دیر کے لیے فہمی کے پاس آ کر اس کے اور علی کے لیے کام کر رہی تھی۔ ڈان ون، ڈان ٹو، کنگ کافو اور ہرمول بیکر کے دماغوں میں جھانک کر فہمی اور علی کو بتا رہی تھی کہ ان میں سے کون کیا کر رہا ہے۔ ثانی نے پہلے علی کو بتایا کہ کنگ کافو اور ہرمول بیکر کی خفیہ رہائش گاہ کہاں ہے؟

علی نے ایسی معلومات کے مطابق ڈان ٹو بن کر ان سے کہا کہ وہ آدھے گھنٹے کے بعد علی کے ذریعے ان کی خفیہ رہائش گاہ کا پتا معلوم کر لے گا۔ یہ سن کر کنگ کافو اور ہرمول بیکر اس رہائش گاہ سے نکلنے کے لیے اپنا ضروری سامان سمیٹنے لگے تاکہ وہاں سے جا سکیں۔

دونوں ڈان اپنی ایک ایسی رہائش گاہ میں آئے جس کا علم کسی کو نہیں تھا۔ وہاں پہنچتے ہی فون کی گھنٹی سنائی دی۔ دونوں بھائی نے ایک دوسرے کو حیرانی سے دیکھا۔ ایک نے کہا "اس فون کا نمبر ہم نے کسی کو نہیں دیا پھر کون ہمیں اس فون پر کال کر رہا ہے؟"

دوسرے ڈان نے کہا "رانگ کال ہو سکتی ہے۔"

ڈان ون نے کہا "کسی عاشق کی کال ہوئی تو محبوبہ کے انتظار میں یہ گھنٹی بجتی ہی رہے گی۔ بہتر ہے عاشق کو رانگ لائن پر سے ہٹا دیا جائے۔"

اس نے فون اٹھا کر کہا "آپ کوئی بھی ہوں۔ آپ نے غلط نمبر ڈائل کیا ہے۔"

"تم نے میرا نام پوچھے بغیر کیسے کہہ دیا کہ میں غلط کال کر رہا ہوں۔"

علی آواز بدل کر بول رہا تھا۔ ڈان ون نے کہا "تمہاری آواز میں پہچان رہا ہوں۔ کیا تم ہرمول بیکر ہو؟"

"پھر مان لو کہ میں نے غلط نمبر ڈائل نہیں کیا ہے۔"

ڈان ون نے اسپیکر آن کر دیا تاکہ ڈان ٹو دوسری طرف کی آواز سن سکے پھر وہ گرج کر بولا "ہرمول! تمہیں یہ فون نمبر کیسے معلوم ہوا؟"

"مجھے تو یہ بھی معلوم ہے کہ تم دونوں بھائی کہاں کہاں بھاگتے رہے اور ہمارے کرائے کے قاتل تم دونوں کو کس طرح دوڑاتے رہے۔ آخر تم دونوں یہاں لاویلا اپارٹمنٹ میں چھپنے آ گئے ہو۔"

"کیا تم اس اپارٹمنٹ کے بارے میں بھی جانتے ہو؟ کیسے جانتے ہو؟"

"بالکل اسی طرح جانتا ہوں، جیسے موت اپنے شکار کا پتا جانتی ہے۔"

"باتیں نہ بناؤ۔ سچ بتاؤ ہمارا یہ پتا کیسے جانتے ہو؟"

"اتنے بے قرار کیوں ہو؟ میں اپنے چند خاص درندوں کے ساتھ آ رہا ہوں۔ وہاں پہنچ کر تمہارے سوال کا جواب دوں گا۔"

ڈان ون نے ریسیور کو کریڈل پر پٹخ دیا۔ ڈان ٹو نے امریکی سیکیورٹی انچارج سے رابطہ کر کے پوچھا "یہ کیا ہو رہا ہے۔ امریکا بہادر یقین دلا رہا ہے کہ سراغ رساں اور سیکیورٹی گارڈز سول ڈریس میں ہماری نگرانی کر رہے ہیں۔ کیا تم اور تمہارے گارڈز بتا سکتے ہیں کہ ابھی ہم کہاں ہیں؟"

دوسری طرف سے کہا گیا "ابھی آدھے گھنٹے کے اندر تین سیکیورٹی گارڈز کے فون آ چکے ہیں۔ وہ سب کہہ رہے ہیں کہ تم دونوں اچانک کہیں گم ہو گئے ہو۔ اپنا پتا بتاؤ۔ ہمارے گارڈز ابھی وہاں پہنچ جائیں گے۔"

"مسٹر انچارج! بڑے شرم کی بات ہے۔ ہمارا دشمن ہرمول بیکر ہماری خفیہ رہائش گاہ کا پتا معلوم کر چکا ہے۔ اس کے تعاقب کرنے والے ماتحتوں نے ہمیں یہاں دیکھ لیا ہے لیکن ہماری حفاظت کرنے والوں نے ہمیں اپنی نظروں سے گم کر دیا ہے۔ لعنت ہے تم پر اور تمہارے امریکا پر۔ جب سے فرہاد کو قتل کیا گیا ہے، تب سے کتنے ہی کرائے کے قاتل کتوں کی طرح دوڑتے پھر رہے ہیں۔ دنیا کی تمام بڑی طاقتوں نے اپنے حفاظتی ذرائع استعمال کر کے پہلے سومنا اور کارل کو تحفظ دینا چاہا مگر ناکام رہے۔ پوشی وان جیسا فائٹر جو ہمیشہ کسی ہتھیار کے بغیر اپنے شکار کو ہلاک کرتا رہا، وہ خود کسی ہتھیار کے بغیر ہلاک کر دیا گیا۔ اب کرائے کے قاتلوں سے کام لینے والی خفیہ ایجنسی کے سربراہ رابرٹو اور سومنا کو قتل کر دیا گیا۔ یہ بتاؤ کہ تم لوگوں نے کس کی حفاظت کی؟ کس کی جان بچائی؟ کیا اب ہماری موت کا تماشا دیکھنے کا انتظار کر رہے ہو؟ تمہاری اطلاع کے لیے بتا دوں کہ ابھی ہمیں قتل کرنے کے لیے علی تیمور نہیں بلکہ مخالف ایجنسی کا کنگ کافو اور ہرمول بیکر آ رہے ہیں اور تم لوگ ان سے بھی ہماری جان نہیں بچا سکو گے؟"

انچارج نے پوچھا "مسٹر ڈان! آپ کو احساس ہے کہ غصے میں کتنی دیر سے بولتے جا رہے ہیں۔ میری ایک بات سن لیں اور مطمئن ہو جائیں۔ کنگ کافو اور ہرمول بیکر زخمی ہیں۔ ان کی کیا

مجال ہے کہ وہ زخمی ہو کر تم دونوں بھائیوں کے مقابلے میں آئیں۔"

"ابھی ہرمول نے فون پر کہا تھا کہ وہ آدھے گھنٹے تک یہاں آرہا ہے اور۔۔۔ اور تم سے باتیں کرنے میں پتا ہی نہیں چلا کہ آدھا گھنٹا گزر چکا ہے۔"

"میں دعوے سے کہتا ہوں۔ وہ دونوں کبھی نہیں آئیں گے۔"

اسی لمحے۔۔۔ ٹھائیں کی آواز کے ساتھ گولی چلی اور ایک کھڑکی کا شیشہ ٹوٹ کر فرش پر آیا۔ دونوں بھائی فوراً ہی فرش پر لیٹ گئے۔ ایک فرش پر رینگتا ہوا گیا اور مین سوئچ آف کرکے تمام لائٹس بجھا دیں۔ ڈان ٹو نے فون پر پوچھا "کیا یہ فائرنگ کی آواز سن رہے ہو۔ ابھی تم نے ہمارے تحفظ کا دعویٰ کیا اور ابھی گولیاں چلنے لگی ہیں۔ کیا تم نے گولی چلنے اور شیشے ٹوٹنے کی آواز سنی ہے؟"

"ہاں سنی ہیں۔ فوراً اپنا پتا بتاؤ۔ میں تمام سیکیورٹی ٹیموں کو اطلاع دوں گا۔ وہ تم دونوں کی حفاظت کے لیے وہاں پہنچ جائیں گی۔"

"تمہارے اطلاع دینے اور ان کے یہاں پہنچنے تک ہماری لاشیں ملیں گی۔ تمہاری ہمدردیوں کا شکریہ۔ اگر آج ہم زندہ بچ گئے تو اپنی اولاد کو اور اولاد کی اولاد کو یہ نصیحت کرکے جائیں گے کہ شیطان پر بھروسا کرنا مگر امریکا پر کبھی نہ کرنا۔"

اس نے موبائل فون کو بند کیا پھر وہ دونوں بھائی پنسل ٹارچ کی روشنی میں اپارٹمنٹ کے مختلف حصوں سے گزرتے ہوئے پچھلے حصے میں آئے۔ وہاں ٹارچ بجھا دی۔ پیچھے ایک زینہ تھا۔ وہ تیسرے فلور سے اتر کر وہاں سے فرار ہوسکتے تھے۔ انہوں نے دروازے کو ذرا سا کھول کر دیکھا۔ تھوڑی دیر میں صبح ہونے والی تھی۔ فی الوقت اندھیرا تھا مگر دوسرے کئی اپارٹمنٹ اور بنگلوں کی لائٹس آن ہوگئی تھیں۔ کئی لوگوں کے بیدار ہونے کا وقت ہوگیا تھا اور کئی لوگوں نے فائرنگ کی آواز سنی تھی۔ کوئی کسی سے پوچھ رہا تھا "یہ فائرنگ کی آواز کہاں سے آئی ہے؟"

کسی نے کہا "اس اپارٹمنٹ کے سامنے والے حصے میں کسی نے گولی چلائی تھی۔ وہ گولی چلانے والے کار میں تھے۔ کار جاچکی ہے۔"

دونوں بھائیوں کو اطمینان ہوا۔ وہ زینے سے اترتے ہوئے پچھلی گلی میں آئے۔ ڈان ٹو نے موبائل کے ذریعے اپنے ماتحتوں کو بتایا کہ وہ کہاں ہیں۔ ان کے لیے فوراً گاڑی لائی جائے۔

انہوں نے گاڑی لانے کی جس جگہ کی نشان دہی کی تھی' وہاں ایک تاریک گوشے میں کھڑے ہوگئے۔

کنگ کافو اور ہرمول بیکر کو پتا نہیں تھا کہ دونوں ڈان کے ساتھ کیا ہورہا ہے۔ وہ تو دونوں بھائیوں سے اپنی جانیں بچانے اور ان پر جان لیوا حملہ کرنے کے لیے اپنے خفیہ اڈے سے نکل گئے تھے اور ایک کار میں جارہے تھے۔

ثانی نے علی کو بتایا کہ وہ دونوں کار میں کس جگہ سے گزر رہے ہیں۔ علی تیزی سے کار ڈرائیو کرتا ہوا ادھر لے جانے لگا۔ تقر ایک گھنٹے کی ڈرائیو کے بعد اس کار کے قریب پہنچ گیا۔ کنگ کافو ہرمول آگے جارہے تھے۔ علی نے کھڑکی سے ہاتھ نکال کر ایک کیا۔ اگلی کار کا پہیا ایک دھماکے سے پھٹا۔ ہرمول کے ہاتھوں اسٹیرنگ بہک گیا۔ اس نے کار کو قابو میں کرنے کی کوششیں کیں لیکن اس کا ایک بازو پہلے ہی زخمی تھا۔ کار بے قابو ہوکر فٹ پاتھ آئی۔ وہاں ایک دکان کا سامان بڑے ڈبوں میں پیک ہوا رکھا تھا کار اس پر چڑھتے ہی ایک طرف الٹ گئی اور پھر سڑک پر آکر پچھلی کی طرف سے گھسٹتی ہوئی جانے لگی۔

پولیس موبائل کے سائرن بجنے لگے۔ ان گاڑی والوں کی سے پولیس والوں نے کنگ کافو اور ہرمول بیکر کو الٹی ہوئی کار اندر سے کھینچ کر نکالا۔ وہ پہلے ہی زخمی تھے۔ اس واردات انہیں اور زیادہ زخمی بنا کر لہولہان کردیا تھا۔ پولیس افسر نے "انہیں فوراً قریبی اسپتال میں لے چلو۔"

کنگ کافو نے سہم کر کہا "نہیں۔ ہم اسپتال نہیں جائیں گے وہ قاتل وہاں بھی پہنچ جائیں گے۔"

افسر نے کہا "میرے ساتھ پولیس فورس ہے۔ کوئی قا تمہارے قریب نہیں آئے گا۔"

"آفیسر! ہمیں بچانا چاہتے ہو تو پولیس اسٹیشن لے چلو۔ ہم حوالات میں بند کردو۔ ہم زخم سہنا جانتے ہیں۔ وہاں ہماری م پٹی ہوجائے گی۔"

کنگ کافو اور ڈان بھائیوں جیسے بڑے مجرموں کو پولیس بڑے بڑے افسران جانتے تھے۔ وہ افسر بھی اسے جانتا تھا۔ اس خواہش کے مطابق ان دونوں کو پولیس اسٹیشن میں لے آیا۔ وہا انہوں نے مرہم پٹی کے دوران بتایا کہ ڈان ون اور ڈان ٹو اسے ا ہرمول بیکر کو قتل کرنا چاہتے ہیں۔ ایک نے اپنے بازو پر ا دوسرے نے اپنی ٹانگ پر گولیوں کے زخم کے نشان دکھائے۔

ہرمول بیکر نے کہا "میں بزدل نہیں ہوں لیکن اس حادثے میں اتنا زخمی ہوگیا ہوں کہ دونوں ڈان کا مقابلہ فی الحال نہیں کرسکوں گا۔ آپ ہمیں صرف چوبیس گھنٹے کے لیے حوالات میں پناہ دے دیں۔ ذرا آرام آجائے تو پھر دشمنوں سے نمٹ لوں گا۔"

وہاں کے افسران نے انہیں یقین دلایا کہ انہیں پوری طرح سیکیورٹی دی جائے گی اور ان کا علاج بھی ہوتا رہے گا۔ اس کے علاوہ دونوں ڈان بھائیوں کو تلاش کرکے اس معاملے کو اعلیٰ حکا تک پہنچایا جائے گا کیونکہ وہ عام مجرم نہیں تھے۔ بڑے افسرا جانتے تھے کہ وہ حکومتِ فرانس کے علاوہ امریکا کے لیے بھی تا سیکرٹ رکھنے والے کام کرتے ہیں۔

ثانی نے علی کو بتایا کہ دونوں ڈان ایک گاڑی میں کس علا سے گزر رہے ہیں۔ علی نے کہا "ڈرائیو کرنے والے ڈان پر حاو

کرا نہیں بھی اسی پولیس اسٹیشن کی طرف لے آؤ۔"

ثانی نے ان کی گاڑی کا راستہ بدل دیا۔ علی پولیس اسٹیشن سے کچھ فاصلے پر تھا۔ جب ان کی گاڑی آنے لگی تو اس نے چھپ کر نشانہ لیا پھر ونڈ اسکرین پر گولی ماری۔ ڈان ون کے ہاتھوں سے بھی اسٹیرنگ بہکنے لگا۔ وہ گاڑی کو اپنے قابو میں کرتے کرتے پولیس اسٹیشن کے احاطے میں گھس کر اس وقت رکا جب گاڑی ایک دیوار سے ٹکرا گئی۔

کئی سپاہی دوڑتے ہوئے آئے۔ دونوں ڈان بھائی اگلی سیٹوں پر تھے۔ گاڑی دیوار سے ٹکرائی تو وہ دونوں اپنی جگہ سے اچھل کر ونڈ اسکرین کے شیشے سے ٹکرا کر گاڑی کے بونٹ پر آگئے تھے۔ سپاہیوں نے انہیں بھی کھینچ کر وہاں سے نکالا۔ وہ بھی لہولہان ہوگئے تھے۔ ان کی بھی وہاں مرہم پٹی کی گئی۔ انہوں نے کہا کہ کنگ کافو اور ہرمول بیکر نے ان کی کار پر گولی چلائی تھی۔

ایک افسر نے کہا "آپ غلط سمجھ رہے ہیں۔ کنگ کافو اور ہرمول بیکر تمہاری دشمنی سے بچنے کے لیے یہاں حوالات میں پناہ لے رہے ہیں۔"

دوسرے افسر نے کہا "ان کا بیان ہے کہ تم نے ان کی کار پر فائر کرکے ان کی کار الٹا دی تھی۔ وہ دونوں بھی بری طرح زخمی ہیں۔"

ہرمول نے کہا "وہ جھوٹ بولتے ہیں۔ ہم نے ان کی کار پر گولی نہیں چلائی تھی۔ جس اپارٹمنٹ میں ہم رہتے ہیں' وہاں کے لوگ گواہ ہیں۔ آپ انکوائری کریں۔ ہمارے اپارٹمنٹ کی کھڑکی کے شیشے ٹوٹے ہوئے ملیں گے اور وہیں کسی جگہ فائر کی ہوئی گولی بھی مل سکتی ہے۔"

دونوں ڈان کو اس آہنی سیل کے پاس لایا گیا' جہاں کنگ کافو اور ہرمول بیکر آرام سے لیٹے ہوئے تھے۔ انہیں دیکھتے ہی اٹھ کر کھڑے ہوگئے۔

افسران ان چاروں کو سمجھانے لگے۔ وہ چاروں ایک دوسرے کو غلط سمجھ رہے ہیں لیکن ثانی ان چاروں کے دماغوں میں باری باری جارہی تھی اور انہیں یہ تسلیم نہیں کرنے دے رہی تھی کہ وہ غلطی پر ہیں اور چاروں بھی خوب سمجھتے تھے کہ ایک دوسرے کی خفیہ ایجنسی سے برتری حاصل کرنے کے لیے وہ ہمیشہ سے ایک دوسرے کے دشمن رہے ہیں اور پچھلی رات سے یہ دشمنی اتنی بڑھ گئی کہ وہ اپنی مخالف ایجنسی کو نیست و نابود کردینے کے لیے خون کی ہولی کھیلتے کھیلتے صبح کرچکے تھے۔

ڈان ون نے کہا "آفیسر! آپ لوگ ہمارے درمیان نہ آئیں۔ آج آخری فیصلہ ہوگا۔ اس پار یا اس پار۔ ہم میں سے کسی ایک کی ایجنسی باقی رہے گی اور دوسری ہمیشہ کے لیے اپنے سربراہ اور اس کے چمچوں کے ساتھ نابود ہوجائے گی۔"

یہ کہتے ہی ڈان ون نے ریوالور نکالا۔ ثانی نے ایک افسر کے دماغ پر قبضہ جمایا۔ اس افسر نے ثانی کی مرضی کے مطابق اپنا اور اپنے ساتھی افسر کا ریوالور بڑی پھرتی سے نکال کر آہنی سلاخوں کے پیچھے کنگ کافو اور ہرمول بیکر کے پاس پھینک دیا۔ اس وقت تک دونوں ڈان نے فائرنگ کی۔ کنگ کافو اور ہرمول بیکر کو گولیاں لگیں لیکن ان میں اتنی جان تھی کہ انہوں نے بھی افسران کے ریوالور فرش پر سے اٹھا کر دونوں ڈان بھائیوں پر تڑا تڑ گولیاں چلائیں دونوں ڈان بھی دم توڑتے توڑتے گولیاں چلاتے رہے پھر ایک دم سے خاموشی چھا گئی۔ گولیاں چلانے والوں میں سے کوئی زندہ نہیں رہا تھا اور دوسرے افسران اپنی جانیں بچانے کے لیے اِدھر اُدھر چھپتے پھر رہے تھے۔

علی نے ہاٹ لائن پر امریکی فوج کے اعلیٰ افسر سے رابطہ کیا پھر کہا "میں علی تیمور بول رہا ہوں۔ حکومتِ فرانس سے رپورٹ حاصل کرو۔ رابرٹو اور کنگ کافو دونوں کی ایجنسیاں نہیں رہیں کیونکہ تمہارے اشاروں پر ناچنے والے ایجنسیوں کے سربراہ بھی موت کے گھاٹ اتر گئے ہیں اور وہ سب قانون کے محافظوں کی آنکھوں کے سامنے پولیس اسٹیشن میں مارے گئے ہیں۔ تم خوش تھے کہ ہمارے پاپا کو قتل کردیا گیا ہے لیکن اس قتل کے بعد کتنے قاتل مارے گئے ہیں اور تمہارے کتنے کروڑوں ڈالر ان پر خرچ ہورہے ہیں۔ ان کا حساب کرتے رہو کیونکہ آئندہ بھی حساب کا یہ کھاتہ کھلا رہے گا۔ کبھی بند نہیں ہوگا۔"

یہ کہہ کر علی نے ریسیور رکھ دیا۔

O☆O

حالات نے پھر پارس اور پورس کو ایک ہی جگہ پہنچا دیا تھا۔ پورس ابھی بے خبر تھا کہ پارس اس کے تعاقب میں ہے اور وہ اوس کے جن فارمولوں کو حاصل کرنے وہ ہنومان جی کے مندر میں آیا تھا' وہاں پارس نے بھی پہنچ کر ثانی کی خیال خوانی کے ذریعے اُن فارمولوں کے متعلق معلوم کرلیا ہے۔

ادھر ثانی اور پارس یہ سمجھ نہیں پارہے تھے کہ ایسا کون خیال خوانی کرنے والا ہے' جو پورس کی مدد کررہا ہے۔ وہ اندازہ کررہے تھے کہ شاید اس کے ساتھ رہنے والی زہریلی ناصواب خیال خوانی کرنے لگی ہے اور اسے اس کی پچھلی زندگی یاد آگئی ہے۔

ان کا دوسرا اندازہ تھا کہ نیلاں اور پورس کے درمیان پہلے بہت دشمنی تھی۔ شاید اب صلح ہوگئی ہے اور وہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے پورس کے کام آرہی ہے۔

تیسرا اندازہ الپا کے سلسلے میں تھا مگر یہ اندازہ کمزور تھا۔ پارس نے کہا "پورس ان فارمولوں کا رازدار الپا کو کبھی نہیں بنائے گا۔ وہ اتنی مکار ہے کہ اس پر کوئی بھروسا نہیں کرے گا۔ ویسے ثانی تم پورس پر نظر رکھو۔ جب بھی اسے خلا میں تکتے ہوئے اور سوچتے ہوئے دیکھو تو سمجھ لو کہ اس کے دماغ میں کوئی بول رہا ہے۔ ایسے وقت تم پورس کے دماغ میں جاؤ گی تو وہ تمہاری سوچ کی

لہوں کو محسوس نہیں کرے گا۔"

ثانی نے کہا "ہاں پہلے بھی میں نے یہی کیا تھا۔ آئندہ بھی یہی کروں گی اس کے دماغ میں کوئی بولتا رہے گا تو پتا چلے گا کہ وہ کون ہے۔ کبھی کبھی مہاراج کی طرف دھیان جاتا ہے مگر بات وہی ہے کہ پورس ان فارمولوں کے سلسلے میں مہاراج کو بھی اپنا رازدار نہیں بنائے گا۔"

پورس نے تقریباً تین برس پہلے ان فارمولوں کو ہنومان جی کے بڑے سے مجسمے کی دُم میں چھپا کر رکھا تھا اور وہاں کے پنڈتوں اور پجاریوں پر تنویمی عمل کیا تھا۔ ان کے دماغوں میں یہ بات نقش کی تھی کہ کبھی وہ مجسمے کے اندر سے سونا' چاندی' ہیرے جواہرات نکالیں گے تو ان فارمولوں کے بنڈل کو نظرانداز کریں گے اور اس بنڈل کو اسی دُم میں رہنے دیں گے۔

اس نے فارمولوں کو محفوظ رکھنے کا اچھا طریقہ اپنایا تھا لیکن اچانک مندر کی انتظامیہ بدل گئی۔ وہاں نندولال بھنڈاری نام کا ایک بڑا اثر رسوخ والا آدمی تھا۔ بعد میں پتا چلا کہ بھنڈاری کے تعلقات انڈر گراؤنڈ مافیا سے ہیں۔ جب اسے معلوم ہوا کہ مندر کے تہ خانے میں اور ہنومان جی کے مجسمے کے اندر خزانہ بھرا ہوا ہے تو اس نے مجرمانہ انداز میں اس مندر پر قبضہ کرلیا تھا اور وہاں کی انتظامیہ کا سربراہ بن گیا تھا۔ اس نے مجسمے کے اندر ہیرے جواہرات کے علاوہ کاغذات کا ایک بنڈل دیکھا۔ اسے کھول کر ایک سرسری نظر اس پر ڈالی تو پتا چلا کہ وہ غیر معمولی ادویات کے بہت اہم فارمولے ہیں۔ اس نے سوچا اسے اپنے مجرمانہ معاملات سے جب بھی فرصت ملے گی تو وہ کسی بہت تجربے کار ڈاکٹر کو ٹریپ کرکے ان فارمولوں سے دوائیں تیار کرائے گا۔

پورس نے جن پنڈتوں اور پجاریوں کو اپنا معمول اور تابع دار بنایا تھا' ان سب کو نندولال بھنڈاری نے وہاں سے ہٹا دیا تھا اور اپنے مطلب کے پنڈتوں اور پجاریوں کو وہاں کی ذمے داریاں سونپ دی تھیں۔ ان نئے آنے والوں نے بھنڈاری کو وہ فارمولے لے جانے سے نہیں روکا کیونکہ وہ بھنڈاری کے نمک خوار تھے اور فارمولوں کی اہمیت کو بھی نہیں سمجھتے تھے۔

پورس یہ سوچ کر آیا تھا کہ وہ فارمولے آسانی سے مل جائیں گے لیکن سید جلال الدین پاشا نے خیال خوانی کے ذریعے معلومات حاصل کرکے اسے بتایا کہ فارمولے بھنڈاری کے پاس ہیں اور وہ اٹلی گیا ہوا ہے۔

یہ بات سمجھ میں آنے والی تھی کہ بھنڈاری وہ فارمولے اٹلی لے کر نہیں گیا ہوگا۔ اپنے گھر کے کسی سیف میں حفاظت سے رکھا ہوگا۔ ثانی نے بھی پنڈتوں اور پجاریوں کے خیالات پڑھ کر یہی باتیں معلوم کی تھیں۔ لہٰذا پارس اور پورس کے لیے لازمی ہوگیا تھا کہ بھنڈاری کی تصویر حاصل کریں پھر اس تصویر کی آنکھوں میں جلال پاشا اور ثانی جھانک کر معلوم کریں کہ اس نے فارمولے کہاں رکھے ہیں۔ اس کے رشتے داروں کے خیالات پڑھنے سے بھی معلوم ہو سکتا تھا۔

ان پجاریوں کے خیالات سے معلوم ہوگیا کہ بھنڈاری کی حویلی کہاں ہے؟ اس حویلی میں اس کی ایک بیوی اور دو جوان بیٹے ہیں۔ وہ اپنے دونوں بیٹوں کو بہت چاہتا تھا اور جتنی دولت کماتا ان دونوں میں آدھی آدھی تقسیم کردیا کرتا تھا۔ یہ کہتا تھا کہ جیسی مجرمانہ زندگی گزار رہا ہے ایسی زندگی اچانک مختصر ہو جاتی ہے۔ کوئی بھی دشمن بے خبری میں گولی مار دیتا ہے۔ اس لیے وہ اپنی زندگی میں دولت اور جائداد دونوں بیٹوں میں تقسیم کرچکا تھا۔ اب بھی جو کچھ حاصل کرتا تھا' وہ سب ان کے حوالے کردیتا تھا۔

ثانی اور پارس نے ایک ہوٹل میں قیام کیا تھا۔ ان کے ساتھ ہی نیلماں اور پورس دوسرے ہوٹل میں تھے۔ ایک آدھ بار آتے جاتے ان کا سامنا ہوا تھا لیکن پورس انہیں پہچان نہیں پایا۔ بھنڈاری کی حویلی میں ملازم اور مسلح پہرے دار تھے۔ ثانی اور پاشا ان کے ذریعے بھنڈاری کی دھرم پتنی پشپا دیوی کے دماغ میں پہنچ گئے تھے۔

پشپا دیوی کے خیالات نے بتایا کہ بھنڈاری اگرچہ مجرمانہ زندگی گزارتا ہے اور اپنے دشمنوں کے لیے نہایت خطرناک ہے تاہم ایک محبت کرنے والا شوہر اور نہایت شفیق باپ ہے۔ شراب اور شباب سے دور رہتا ہے۔ اس نے اپنے دونوں بیٹوں کو بھی شراب اور عورتوں سے دور رکھنے کی کوششیں کیں لیکن بے انتہا دولت کے باعث ان کی عادتیں کچھ بگڑ گئی تھیں۔ فلمی ہیروئنوں کو پھانسنے کے لیے فلم ساز بن کر کروڑوں روپے خرچ کرتے تھے اور ممبئی میں زیادہ رہتے تھے۔

پارس اور پورس کا طریقہ کار تقریباً ایک جیسا تھا۔ ان کے خیال خوانی کرنے والے جلال پاشا اور ثانی نے دو ملازموں کے دماغوں پر قبضہ جمایا۔ انہیں مجبور کیا کہ پشپا دیوی کے پاس تصاویر کی جو البم ہے' اس میں سے ان کے دونوں جوان بیٹے آنند اور کشور کی تصویریں چرا کر لے آئیں۔

اس حویلی کے تمام ملازم وفادار تھے۔ پشپا دیوی اطمینان سے اور بے فکری سے رہتی تھی۔ کسی چور کی مجال نہیں تھی کہ اس حویلی کے احاطے میں قدم رکھتا لیکن اس رات اس کی آنکھ کھلی تو اس نے اپنے ایک ملازم کو دیکھا۔ وہ ایک شیلف سے البم لے کر کھول رہا تھا اور اس میں سے تصویریں نکال رہا تھا۔ وہ بستر سے اٹھ کر حیرانی سے بولی "رامو! تو میرے کمرے میں؟"

رامو ایک دم سے گھبرا کر دونوں ہاتھ جوڑ کر بولا "معافی چاہتا ہوں مالکن! میں دل سے مجبور ہو کر آیا ہوں مگر روپے پیسے چرانے نہیں آیا ہوں۔"

"اس البم میں سے کیا نکال رہا ہے؟"
اس نے وجے آنند اور کشور کی تصویریں دکھا کر کہا "میں دونوں چھوٹے سرکار کی تصویریں لینے آیا ہوں۔"
"تصویریں کیوں لینے آیا ہے؟ کیا میرے بچوں پر جادو ٹونہ کرائے گا؟"

وہ دونوں کانوں کو پکڑ کر پھر توبہ کے انداز میں اپنے گالوں پر تھپڑ مار کر بولا "رام رام! میں نے بچپن سے اس گھرانے کا نمک کھایا ہے۔ کبھی ایک پیسے کا لالچ نہیں کیا۔ جب سے چھوٹے سرکار کشور جی نے میرے بھائی کو ممبئی شہر میں نوکری دلائی ہے تب سے میں آپ کے دونوں بیٹوں کو بھگوان ماننے لگا ہوں۔ آج میرے دل نے مجبور کیا کہ میں یہ تصویریں لے جا کر رام لکشمن اور سیتا دیوی کی تصویروں کے ساتھ دیوار پر لگاؤں اور ان کی بھی پوجا کرتا رہوں۔"

"میں جانتی ہوں تو بہت وفادار ہے مگر تصویریں مانگ کر لے جاسکتا تھا۔"

"مالکن! مجھے ڈر تھا، اگر میں آپ کے دیوتاؤں جیسے بیٹوں کی پوجا کی بات کروں گا تو آپ تصویریں دینے سے انکار کردیں گی۔ آپ میرے دھارمک جذبات کو نہ سمجھ کر ان دیوتاؤں کی پوجا کرنے سے منع کریں گی۔ بس آپ یہ سمجھیں کہ میں ان دیوتاؤں کی محبت میں اندھا بن کر زندگی میں پہلی بار ایک چور کی طرح آپ کے کمرے میں آیا ہوں۔"

وہ آخر ایک ماں تھی۔ اپنے بیٹوں کو دیوتاؤں کا درجہ دینے پر بہت خوش ہوئی۔ اس نے رامو کے شانے کو تھپک کر کہا "جا۔ لے جا۔ دونوں کی تصویریں لے جا لیکن خبردار! پھر کبھی اجازت کے بغیر میرے کمرے میں نہ آنا۔"

وہ دونوں کی تصویریں لے کر جانے لگا۔ اسے اتنی باتیں بنانی نہیں آتی تھیں۔ اس کے اندر جلال پاشا رہ کر اس کی زبان سے پشپا دیوی کو قائل کرچکا تھا۔ جب وہ کمرے سے باہر چلا گیا تو پشپا دیوی نے دروازے کو بند کردیا۔ جلال پاشا، اسی ملازم رامو کے دماغ میں رہا تاکہ وہ ابھی ہوٹل کی طرف آکر دونوں تصویریں اس کے حوالے کردے۔

پشپا دیوی دروازے کو بند کرکے بستر کی طرف جانے لگی پھر سینٹر ٹیبل پر رکھے ہوئے البم کو دیکھ کر رک گئی۔ وہاں سے گھوم کر البم کے پاس آئی۔ اسے اٹھا کر شیلف میں رکھنے سے پہلے بیٹوں کی تصویروں کو دیکھ کر مسکرانے لگی۔ اس البم میں صرف دونوں بیٹوں کی تصویریں تھیں۔ ان کی غیر موجودگی میں انہیں دن رات دیکھتی تھی۔ یعنی اتنی بار دیکھ چکی تھی کہ اسے بیٹوں کی ایک ایک تصویر یاد تھی۔ ابھی ان میں سے دو تصویریں رامو لے گیا تھا۔ اس نے البم کے دو چار اوراق الٹ کر دیکھے تو ایک جگہ مزید دو تصویروں کی جگہ خالی تھی۔

وہ حیرانی سے سوچنے لگی "اس میں سے ابھی [illegible]
تصویریں نکالی گئی ہیں لیکن یہ اور دو تصویریں کہاں ہے؟
صبح پوجا کرنے کے بعد دیکھا تھا۔ یہاں وہ تصویریں تھیں
ہے میں نے صرف دو تصویریں دیں اور یہاں چار تصویروں [illegible]
خالی ہوگئی۔"

وہ سوچتی رہتی، حیران ہوتی رہتی لیکن کبھی سمجھ نہیں [illegible]
دوپہر کو جب وہ سو رہی تھی تو ثانی کے ایک آلۂ کار ملازم [illegible]
البم سے وہ دو تصویریں نکال لی تھیں۔ وہ تصویریں شام [illegible]
اور پارس کے پاس پہنچ گئی تھیں۔ ثانی نے ان دونوں بھائی[illegible]
آنند اور کشور کے خیالات پڑھے پھر پارس سے کہا "دونوں [illegible]
مزاج نہیں ہیں۔ لیکن باپ کے ڈر سے مل جل کر رہتے ہیں [illegible]
کو باپ کی تمام دولت مل جائے تو وہ باغی ہو جاتی ہے۔ حتیٰ [illegible]
کو بھی دھکے مار کر گھر سے نکال دیتی ہے لیکن وہ دونوں [illegible]
خوف زدہ رہتے ہیں۔ یہ جانتے ہیں کہ باپ نے اتنی دولت [illegible]
دھندوں سے کمائی ہے اور اپنی زندگی میں نہ جانے کتنے [illegible]
ہیں۔ اگر وہ بغاوت کریں گے تو وہ نافرمان بیٹوں کو بھی قتل [illegible]
ہے۔"

پارس نے پوچھا "وہ آج کل ممبئی میں کیا کر رہے ہیں؟"
"انہوں نے ایک نئی فلم بنانے کا اعلان کیا ہے۔ وہ [illegible]
میں دو ہیروئن ضرور رکھتے ہیں کیونکہ ایک بھائی اپنی پسند کی [illegible]
کو سائن کرتا ہے اور دوسرا بھائی اپنی پسند کی ہیروئن لیتا [illegible]
اپنی فلم کی کہانی سنانے کے لیے ان دو ہیروئنوں کے سا[illegible]
پہاڑی علاقے میں ایک آدھ ہفتے کے لیے چلے جاتے ہیں [illegible]
بار دونوں میں اختلافات پیدا ہو رہے ہیں۔"
"کیا ہیروئنوں کی وجہ سے؟"
"ہاں اس بار ایک بھائی وجے آنند، مادھوری ڈکشت [illegible]
ہو رہا ہے اور دوسرا بھائی منیشا کوئرالہ کے لیے بے چین [illegible]
ہے۔"
"تو پھر پرابلم کیا ہے؟ وہ لاکھوں روپے لٹا کر دونوں [illegible]
کرسکتے ہیں۔"
"ایسا کرسکتے ہیں مگر انڈین فلم انڈسٹری میں نمبر ون [illegible]
لیے منیشا، مادھوری اور کرشمہ کپور میں بڑا زبردست مقا[illegible]
ہے۔ کرشمہ کپور تو ایک بار مادھوری کے ساتھ آچکی ہے لیک[illegible]
انکار کر رہی ہے۔ کہتی ہے 'اس کا رول ذرا بھی مادھوری [illegible]
جائے گا تو اسے نقصان پہنچے گا۔"
پارس نے کہا "لاحول ولا قوۃ ہم اپنے مقصد سے ہٹ [illegible]
ہیروئنوں کے بکھیڑے میں کیوں پڑ رہے ہیں؟"
"اس لیے کہ اس طرح دونوں بھائیوں کا مزاج معلو[illegible]
وہ اپنے چھچھورے پن کی وجہ سے ایک دوسرے کی مخالف[illegible]
رہتے ہیں۔ ان کا باپ نندو لال بھنڈاری ان کی عادتوں [illegible]

طرح جانتا ہے اور ان سے کہتا ہے کہ اگر اس نے اپنی زندگی میں دونوں کے ساتھ برابر انصاف نہ کیا تو وہ دولت اور جائداد کے لیے ایک دوسرے کے دشمن بن جائیں گے۔"
"ہوں۔ اسی لیے اس نے اپنی زندگی میں ہی دونوں کو اپنی ساری کمائی کے دو برابر حصے کرکے انہیں دے دیے ہیں۔"
کیا وجے آنند اور کشور ان غیر معمولی ادویات کے فارمولے کے بارے میں کچھ جانتے ہیں؟"
"ہاں بھنڈاری نے وہ تمام کاغذات دونوں بیٹوں کو دکھائے ہیں۔ ان سے کہا کہ وہ ان فارمولوں کے ذریعے لاکھوں کروڑوں روپے کما سکتے ہیں۔ ان دیسی دواؤں کے فارمولے بھی ہیں جن کے ذریعے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو خیال خوانی کی صلاحیتوں سے محروم کیا جاسکتا ہے اور ایسی دوا کے فارمولے بھی ہیں کہ وہ دوا جس پر اسپرے کردی جائے وہ تقریباً ایک گھنٹے کے لیے ساکت ہو جاتا ہے۔ اگر وہ کھڑا ہے تو کھڑا ہی رہ جاتا ہے۔ اگر بیٹھا ہے تو بیٹھا ہی رہ جاتا ہے۔ ایسے وقت خیال خوانی بھی کرنے کے قابل نہیں رہتا۔ اس نے سمجھا دیا ہے کہ امریکا جیسا ملک ایسے فارمولوں کو حاصل کرنے کے لیے انہیں کروڑوں ڈالرز دے سکتا ہے۔ ان فارمولوں کو بڑی احتیاط سے سنبھال کر رکھنا ہوگا۔ دونوں بیٹے دعویٰ کرنے لگے کہ وہ اپنے لاکر میں انہیں چھپا کر رکھیں گے۔"
پارس نے پوچھا "کیا بھنڈاری نے وہ فارمولے اپنے کسی بیٹے کو دے دیے ہیں؟"
"وہ بیٹوں سے کبھی ناانصافی نہیں کرتا ہے۔ اگر وہ کسی ایک کو فارمولے دیتا تو دوسرا ناراض ہو جاتا اور ماں کے پاس جا کر شکایتیں کرنے لگتا۔ اس لیے بھنڈاری نے ان فارمولوں کے جو تیس کاغذات ہیں، انہیں دونوں میں تقسیم کردیے ہیں۔"
پارس نے پوچھا "یعنی فارمولوں کے پندرہ کاغذات وجے آنند کو اور پندرہ کاغذات کشور آنند کو دیے ہیں؟"
"نہیں۔ یہی تو گڑبڑ ہے۔ بھنڈاری نے تیس کاغذات کو درمیان سے کاٹ کر ساٹھ کاغذات کردیے پھر ان میں سے اوپر کے تیس کاغذات کے حصے وجے آنند کو اور نیچے کے تیس کاغذات کے حصے کشور آنند کو دے دیے ہیں۔"
"ارے۔ بھنڈاری نے یہ کیا حماقت کی؟"
"بھنڈاری نے اپنے طور پر سمجھ داری سے کام لیا ہے۔ دونوں میں سے کوئی بھائی تنہا ان فارمولوں سے فائدہ ... نہیں اٹھا سکے گا۔ انہیں دوائیں تیار کرنے کے لیے آپس میں متحد رہنا پڑے گا پھر کوئی دشمن انہیں چرانا چاہے تو چرانے والے کو کبھی مکمل فارمولے نہیں ملیں گے۔"
"ہمیں تو مکمل چاہئیں۔ کیا وہ ممبئی کے بینکوں کے لاکروں میں ہیں؟"
"ہاں دونوں کے اکاؤنٹس الگ الگ بینکوں میں ہیں۔ میں

دونوں کو باری باری ٹریپ کرکے ان کے بینک میں لے جا کر لاکرز سے وہ فارمولے نکلوالوں گی۔"
"تم پورس کو کیوں بھول رہی ہو؟ کیا وہ ہاتھ پر ہاتھ دھرا بیٹھا ہوگا۔ اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے نے بھی تمہاری طرح معلومات حاصل کی ہوں گی۔ ہمیں فوراً ممبئی کے لیے روانہ ہونا چاہیے۔"
ثانی نے ہوٹل سے نکلنے سے پہلے اس ہوٹل کے کاؤنٹر مین کے خیالات پڑھے، جہاں پورس، ناصرہ کے ساتھ ایک کمرے میں تھا۔ پتا چلا کہ ان کے کمرے کی چابی کاؤنٹر کی بورڈ پر نہیں ہے۔ اس کا مطلب تھا کہ پورس ناصرہ کے ساتھ کمرے میں ہے۔
وہاں سے ممبئی کی طرف روانہ ہوتے وقت رات ہو رہی تھی۔ ثانی نے کہا "پورس بہت تیز طرار ہے۔ کسی معاملے میں دیر نہیں کرتا ہے لیکن ابھی وہ اس ہوٹل میں ہے۔ کیا اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے نے ابھی تک ان فارمولوں کا سراغ نہیں لگایا ہوگا؟"
"بات یہ ہے کہ پورس کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہیں ہے کہ میں اس کے فارمولے لے جانا چاہتا ہوں۔ معلوم ہوتا تو وہ کسی نہ کسی طرح تیر بن کر مجھ سے پہلے اپنے ٹارگٹ تک پہنچنے کی کوشش کرتا۔"
"دوسری بات یہ ہے کہ اس کا ٹیلی پیتھی جاننے والا کچھ سست رفتار ہے یا پھر اس کی راہ میں کوئی رکاوٹ پیدا ہو رہی ہے۔"
"ثانی! ہم کل صبح بینک کھلنے سے پہلے ممبئی پہنچ جائیں گے لیکن ہمیں ہر لمحے پورس کے بارے میں کچھ نہ کچھ معلوم کرتے رہنا چاہیے۔"
"میں سمجھ رہی ہوں کہ اپنے مخالف سے بے خبر نہیں رہنا چاہیے۔ مشکل یہ ہے کہ پورس کی طرح ناصرہ بھی پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرلیتی ہے۔ مجھے یہ معلوم نہیں ہوسکتا کہ ان کا ٹیلی پیتھی جاننے والا کب ان کے دماغوں میں آتا ہے اور کب مجھے ان کے اندر جا کر ان کی مصروفیات معلوم کرنا چاہیے۔ بس ایک ہی صورت ہے کہ ان کا ٹیلی پیتھی جاننے والا وجے آنند اور کشور کے دماغ میں پہنچے تو اپنا راستہ بھی کھلے گا۔"
"وہ ضرور ان بھائیوں کے دماغوں میں جائے گا۔ تم بھی ان بھائیوں کے اندر جھانکتی رہو۔ جلد ہی کچھ معلوم ہوسکے گا۔"
وہ کار ڈرائیو کرتے ہوئے ہائی وے پر پہنچ گئے۔ رات کے دس بجے ثانی نے کہا "میں کئی بار وجے آنند اور کشور کے دماغوں میں جا چکی ہوں۔ وہاں کسی خیال خوانی کرنے والے کی موجودگی کا پتا نہیں چل رہا ہے۔"
"ہوسکتا ہے۔ وہ ان بھائیوں کے اندر رہ کر ان کے خیالات پڑھ رہا ہو۔"
"ایسے وقت میں بھی ان کے خیالات سن سکتی ہوں، جو پہلے

ہی فارمولوں کے سلسلے میں سن چکی ہوں۔ اب میں بار بار ان کے پاس نہیں جانا چاہتی۔"

"بار بار جانے میں کیا حرج ہے؟"

"سمجھا کرو۔ دونوں پکے عیاش ہیں۔ دو حسین لڑکیوں کو فلم میں چانس دینے کا جھانسا دے کر اپنے اپنے بیڈ روم میں لائے ہیں۔ کیا مجھے ایسے وقت جانا چاہیے۔"

پارس نے ہنستے ہوئے کہا "اچھا آرام کرو۔ دو گھنٹے کے لیے سو جاؤ۔ وہ دونوں تب تک مستیاں کرتے کرتے تھک جائیں گے۔"

ثانی پچھلی سیٹ پر جا کر لیٹ گئی پھر دماغ کو ہدایات دے کر سو گئی۔ پارس سوچنے لگا "یہ پورس ابھی تک ہوٹل میں کیوں ہے؟ کوئی چال ضرور چل رہا ہے۔ شاید وہ ممبئی شہر جانا ضروری نہ سمجھتا ہو۔ وہ اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والے اور دوسرے ماتحتوں کے ذریعے وجے آنند اور کشور کو ٹریپ کرے گا۔ ان سے فارمولے حاصل کرنے والے ماتحت اور اس کا ٹیلی پیتھی جاننے والا ساتھی، وہ فارمولے لے کر ممبئی سے واپس اسی ہوٹل میں آئیں گے، جہاں وہ ناصرو کے ساتھ ہے۔"

وہ مختلف پہلوؤں سے سوچ رہا تھا "ثانی بھی ٹیلی پیتھی کے ذریعے ان دونوں بھائیوں کے لاکروں سے فارمولے نکلوا سکتی تھی۔ میں بھی اپنے ماتحتوں کے ذریعے ان کاغذات کو اپنے پاس ہوٹل میں منگوا سکتا تھا لیکن اس کے برعکس پورس ہوٹل میں آرام کر رہا ہے اور میں سیکڑوں میل دور ممبئی جا رہا ہوں۔"

وہ پورس کے مزاج پر اور چالیں چلنے کے انداز پر غور کرنے لگا تو یہ سوچ کر اطمینان ہوا کہ وہ اہم معاملات میں کامیابی حاصل کرنے تک مطمئن نہیں ہوتا۔ غیر معمولی فارمولوں کا معاملہ اتنا اہم تھا کہ وہ سکون سے ہوٹل میں نہیں رہ سکتا تھا۔ اس ہوٹل میں رہنے سے یہی بات سمجھ میں آ رہی تھی کہ اسے مطلوبہ معلومات مکمل طور پر حاصل نہیں ہوئی ہیں اور وہ اس لیے ہوٹل میں مطمئن ہے کہ اسے اپنے اس اہم معاملے میں پارس کی مداخلت کی توقع نہیں ہے۔

ثانی رات کے ایک بجے بیدار ہوئی۔ وہ پچھلی سیٹ پر لیٹی ہوئی تھی۔ جاگتے ہی یاد آیا کہ وہ پارس کے ساتھ ممبئی جا رہی ہے۔ اس نے لیٹے ہی لیٹے خیال خوانی کی پرواز کی اور وجے آنند کے دماغ میں پہنچی۔ وہ پینے کے بعد ایک حسینہ کے ساتھ بڑی مدہوشی میں سو رہا تھا۔ اس کے دماغ میں خاموشی تھی۔ ایسی کوئی سوچ نہیں تھی، جس کا تعلق ان بھائیوں سے اور فارمولوں سے ہو۔

اس نے کشور کے پاس جا کر اس کے خیالات پڑھے تو وہ بھی سو رہا تھا مگر اس کے چور خیالات بول رہے تھے۔ ان فارمولوں کے بارے میں کہہ رہے تھے کہ ان کے باپ بھنڈاری نے ان تمیں کاغذات کے ٹکڑے کر کے ساٹھ کاغذات بنا دیے ہیں۔ ان فارمولوں کو درمیان سے دو برابر حصوں میں تقسیم کر کے دونوں بیٹوں کو انصاف کے مطابق برابر حصہ دیا ہے۔

ثانی سمجھ رہی تھی کہ کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا کشور کے دماغی چور خانے سے یہ باتیں اگلوا رہا ہے۔ ایسے ہی وقت ثانی نے اس کے دماغ میں ایک لڑکی کی آواز سنی۔ وہ کہہ رہی تھی "ابو! میں وجے آنند کے دماغ میں گئی تھی۔ اس نے اتنی زیادہ پی ہے کہ بالکل مدہوش ہے۔ میں اس کے چور خیالات اگلوانا چاہتی ہوں تو اس کے خیالات ایسے بے ترتیب ہوتے ہیں کہ کچھ سمجھ میں نہیں آتا ہے۔"

اس کے جواب میں ٹیلی پیتھی جاننے والے کی آواز سنائی دی "بیٹی! کوئی بات نہیں ہے۔ میں نے کشور کے خیالات سے بہت سی معلومات حاصل کی ہیں۔ آؤ ہم پورس کے پاس چلیں۔"

اس کے بعد خاموشی چھا گئی۔ یہ سمجھ میں آنے والی بات تھی کہ وہ دونوں پورس کے پاس گئے ہیں۔ ثانی نے بھی وہاں پہنچ کر معلوم کیا، پورس نے اس کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کیا کیونکہ اس کے دماغ میں ثنا پاشا اور جلال پاشا پہلے سے موجود تھے اور اسے ان فارمولوں کے بارے میں بتا رہے تھے۔

پورس نے اپنی جگہ سے اٹھ کر ناصرو کو نیند سے جگایا پھر کہا۔ "اپنا سامان اٹیچی میں رکھو۔ ہم ابھی ممبئی چلیں گے۔"

پھر اس نے سوچ کے ذریعے کہا "پاشا انکل! آپ دونوں باپ بیٹی ہماری خاطر رات کو جاگ رہے ہیں اور شاید کل تک بھی سونے کا موقع ہی نہیں ملے گا۔"

ثنا نے پورس سے کہا "بھیا! آپ ابو کو انکل اور مجھے بہن کہتے ہیں پھر غیروں کی طرح یہ کیوں سوچتے ہیں کہ ہم آپ کے لیے زحمت اٹھا رہے ہیں؟"

"ثنا! میری سگی بہن ہوتی تو میں اس سے بھی زیادہ تمہیں مان اور مرتبہ دیتا۔ تمہیں ایسے معاملات میں شامل ہو کر تجربات حاصل کرنا چاہیے لیکن ابھی تمہارے ابو کا ساتھ کافی ہے۔ تم جا کر سو جاؤ۔ کل تمہاری ضرورت پڑے گی۔"

جلال پاشا نے کہا "ہاں بیٹی! تم اب آرام کرو۔ میں پورس کے ساتھ رہوں گا۔ کل دونوں بھائیوں کے دماغوں میں جانے کے لیے تمہاری ضرورت ہوگی۔ ایک کے اندر میں اور دوسرے کے اندر تم رہو گی۔ ہم دونوں بھائیوں کے دماغوں پر قبضہ جما کر ان کے لاکروں سے وہ فارمولے نکلوائیں گے۔"

پورس نے کہا "پاشا انکل! ممبئی پہنچنے تک آپ کی بھی ضرورت نہیں ہوگی۔ پلیز آپ بھی جا کر نیند پوری کریں۔ کل صبح سات بجے تک میرے پاس آ جائیں۔"

ثانی ... دماغی طور پر پچھلی سیٹ پر حاضر ہو کر بیٹھ گئی۔ پارس نے ڈرائیو کرتے ہوئے اسے عقب نما آئینے میں دیکھ کر کہا "میں سوچ رہا تھا کہ تمہیں آواز دے کر جگا دوں۔"

"میں جاگ رہی تھی۔ لیٹی ہوئی خیال خوانی کر رہی تھی۔

پورس کو ابھی تو ھا گھنٹا پہلے ان فارمولوں کے متعلق معلوم ہوا ہے۔ وہ بھی ناصرو کے ساتھ ممبئی کی طرف روانہ ہو چکا ہے۔"

پارس نے کہا "وہ اتنی دیر سے روانہ ہوا ہے۔ کل بینک بند ہونے کے بعد ممبئی پہنچے گا۔ اس کا ٹیلی پیتھی جاننے والا بینک کے اوقات میں ان دونوں بھائیوں کو باری باری ٹریپ کر کے ان کے لاکروں سے فارمولے نکلوائے گا۔"

"تمہارے لیے ایک نئی اطلاع ہے۔ پورس کے ساتھ ایک نہیں دو ٹیلی پیتھی جاننے والی ہستیاں ہیں۔"

پارس نے حیرانی سے پوچھا "یہ دو ٹیلی پیتھی جاننے والے کہاں سے پیدا ہو گئے ہیں؟ کیا وہ ہمارے جانے پہچانے ہیں؟"

"ہمارے لیے نئے ہیں۔ وہ خیال خوانی کرنے والے باپ بیٹی ہیں۔ بیٹی کا نام ثنا پاشا ہے۔ باپ کا پورا نام نہیں معلوم ہو سکا۔ پورس اسے پاشا انکل کہتا ہے۔"

"اس کا مطلب ہے کہ پورس کا پلڑا بھاری ہو رہا ہے۔ کسی دن اس کی محبوبہ ناصرو بھی خیال خوانی کرنے لگے گی۔"

"کل ان کی پلاننگ یہ ہوگی کہ وجے آنند اور کشور میں سے ایک کے دماغ پر پاشا قبضہ جمائے گا اور دوسرے بھائی کو ثنا ٹریپ کر کے بینک لے جائے گی۔"

"ہاں پورس بہت لکی ہے۔ موجودہ معاملے سے نمٹنے کے لیے دو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی ضرورت ہے اور اس کی ضرورت کے مطابق باپ بیٹی اس کا سہارا بن گئے ہیں۔"

"پورس کی خوش قسمتی کے ساتھ بد قسمتی بھی ہے۔"

"وہ کیسے؟"

"وہ کل دوپہر سے پہلے ممبئی نہیں پہنچ سکے گا۔ وہ باپ بیٹی اس کے لیے کام کریں گے۔ ان میں سے ایک وجے آنند کو اور ایک کشور کو ٹریپ کرے گا۔ میں ان کے دماغوں میں رہ کر بتا دوں گی کہ پاشا کس بھائی کے دماغ میں ہے۔ تم اس بھائی کا تعاقب بینک تک کرو گے اور ثنا جس بھائی کے دماغ میں رہے گی، اس کا تعاقب میں کروں گی۔ جب وہ دونوں بھائی اپنے اپنے بینک کے لاکر سے فارمولے نکال کر بینکوں سے باہر آئیں گے تو ہم اور ہمارے ماتحت ان سے فارمولے چھین کر لے جائیں گے۔"

"یہی کرنا ہوگا۔ پورس کو ممبئی پہنچنے سے پہلے ہی اپنی ناکامی کی اطلاع مل جائے گی۔"

ثانی نے کہا "گاڑی روکو۔ اب میں ڈرائیو کروں گی۔ تمہیں صبح تازہ دم رہنے کے لیے سونا چاہیے۔"

اس نے سڑک کے کنارے گاڑی روک دی۔ وہ پچھلی سیٹ پر آ گیا۔ ثانی اسٹیئرنگ سیٹ پر آ کر ڈرائیو کرنے لگی۔

آدمی اپنی کامیابیوں کے لیے بہت کچھ سوچتا ہے اور ذہانت سے کام لے کر کامیاب بھی ہوتا ہے لیکن ہمیشہ کامیاب نہیں ہوتا۔ کبھی کبھی ذہانت سے بھرپور تدابیر کے باوجود بد قسمتی رنگ لے آتی ہے۔

بے چارے پورس کے ساتھ بھی یہی کچھ ہوا۔ وہ دونوں باپ بیٹی اسی ملی دھریاندرے کے ادارے میں تھے۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے، پورس نے زہریلی گولی سے ملی دھریاندرے کو زخمی کر کے اسے ٹیلی پیتھی اور آتما شکتی سے محروم کر دیا تھا۔ اس کی بہن ورشا زخمی بھائی کا علاج کرنے کے لیے ان غیر معمولی دواؤں کے فارمولے لانے گئی تھی لیکن جلال پاشا نے ٹیلی پیتھی کے ذریعے ورشا کے دونوں گارڈز کو ہلاک کر دیا تھا اور ورشا کو خودکشی کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔

ادھر زخمی بھائی ملی دھریاندرے اپنی بہن ورشا کی واپسی کا انتظار کر رہا تھا۔ بار بار جلال پاشا کو بلا کر پوچھتا تھا کہ اس کی بہن کس حال میں ہے؟

شام کو جلال پاشا نے کہا "بہت بری خبر ہے۔ میری سوچ کی لہروں کو ورشا اور اس کے باڈی گارڈز کے دماغ مردہ مل رہے ہیں۔ میری خیال خوانی کی لہریں بار بار واپس آ رہی ہیں۔"

ملی دھر کے لیے یہ ناقابلِ برداشت صدمے والی بات تھی۔ ایک تو پورس نے اسے زخمی کر کے اسے ٹیلی پیتھی اور آتما شکتی سے محروم کر دیا تھا اور اب اس کا علاج کرانے والی بہن کہیں مر چکی تھی۔

ملی دھر کو شبہ تھا کہ جلال پاشا نے اس کی بہن کو ہلاک کیا ہے تاکہ اس کی بہن زہر کا توڑ کرنے والی دوا کا فارمولا نہ لا سکے اور وہ اپنی بیٹی ثنا کے ساتھ اس ادارے کا سربراہ بن کر رہ سکے۔

ویسے جب ملی دھر ٹیلی پیتھی اور آتما شکتی کا علم رکھتا تھا۔ تب وہ بھی جلال پاشا اور ثنا کو اپنے سے کم تر جان کر رکھتا تھا اور اپنے اہم راز ان سے چھپایا کرتا تھا۔ اس نے آتما شکتی کے ذریعے پارس کے خیالات پڑھ کر ان غیر معمولی دواؤں کے فارمولوں کے متعلق معلوم کیا تھا اور یہ اہم راز ان باپ بیٹی سے چھپایا گیا تھا۔ جب وہ زخمی ہو کر بستر پر پہنچ گیا تو جلال پاشا نے موقع سے فائدہ اٹھا کر پورس سے دوستی کی تھی۔

جلال پاشا اب ٹیلی پیتھی کے ذریعے ادارے کے مسلح گارڈز کو اپنے قابو میں رکھتا تھا لیکن ان میں سے چار گارڈز یوگا کے ماہر تھے۔ ان میں سے دو ورشا کے ساتھ فارمولے لانے گئے تھے اور مارے گئے تھے۔ باقی دو گارڈز ملی دھر کے وفادار تھے۔ جلال پاشا پورس کے کام آنے کے دوران میں اپنی بیٹی ثنا کو سمجھایا کرتا تھا کہ ادارے کے تمام گارڈز کے دماغوں میں جاتی رہے تاکہ اسے دوستوں اور دشمنوں کی پہچان ہوتی رہے۔

جب جلال پاشا نے ملی دھر کو اس کی بہن ورشا کی موت کی خبر سنائی تو اس کے دماغ میں بھی جھانکتا رہا۔ آتما شکتی رکھنے والا ملی دھر زہریلی گولی کے زخم کے باعث پاشا کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کر سکتا تھا اور اپنے منفی خیالات کو کسی طرح چھپا بھی

نہیں سکتا تھا۔ اس طرح پاشا نے اس کے چور خیالات سے معلوم کیا تھا کہ مرلی دھر اندر ہی اندر جلال پاشا کو اپنی بہن کا قاتل سمجھ رہا ہے۔

اس ادارے میں باپ بیٹی کو خطرہ تھا۔ لہٰذا جس شام ورشا کی موت ہوئی، اس رات باپ نے بیٹی کو اس ادارے سے باہر پورس کے ممبئی والے بنگلے میں پناہ لینے کے لیے بھیج دیا۔ ثنا کے وہاں سے جانے کے آٹھ گھنٹے بعد مرلی دھر پانڈے کو معلوم ہوا کہ پاشا کی بیٹی ادارے سے باہر گئی ہے۔ وہ زخمی حالت میں بستر پر پڑا تھا۔ اس ادارے کے ڈاکٹر اس کا علاج کر رہے تھے۔ رات کے دو بجے دونوں یوگا جاننے والے وفاداروں نے مرلی دھر کو بتایا کہ ثنا پاشا رات کے آٹھ بجے کہیں گئی تھی۔ اب تک واپس نہیں آئی ہے۔

مرلی دھر نے ان سے کہا "جب وہ جا رہی تھی، تب تم نے کیوں نہیں بتایا۔ اب رات کے دو بجے آ کر بتا رہے ہو؟"

ایک مسلح گارڈ نے کہا "مالک! ہم دونوں ہی وفادار رہ گئے ہیں اور ہمیشہ آپ کے قریب رہتے ہیں۔ آپ ہی نے کہا تھا کہ کبھی جلال پاشا آپ کے دماغ میں آ کر نقصان پہنچانا چاہے تو ہم فوراً یہاں سے جا کر اسے گولی مار دیں۔"

دوسرے گارڈ نے کہا "پاشا صاحب نے اب تک آپ کو نقصان نہیں پہنچایا ہے۔ اس لیے ہم ان باپ بیٹی کی طرف سے مطمئن تھے۔ ابھی مین گیٹ پر نائٹ چوکی دار کی ڈیوٹی بدلی ہے۔ اس نے اپنے کوارٹر کی طرف جاتے وقت بتایا ہے کہ ثنا رات کے آٹھ بجے ایک کار میں کہیں گئی ہے۔"

مرلی دھر نے کہا "میں خطرہ محسوس کر رہا ہوں۔ تم میں سے ایک میرے پاس رہے اور دوسرا جا کر جلال پاشا کو یہاں بلا کر لائے۔ اگر جلال پاشا کا انداز ذرا سا بھی مخالفانہ ہو تو فوراً اسے گولی مار دے۔ اگر وہ میرے دماغ میں زلزلہ پیدا کرے تو میری پروا نہ کرنا۔ ہر حال میں اس دشمن کو قتل کر دینا۔"

جلال پاشا نے پورس سے مشورہ کرنے کے بعد ہی ثنا کو اس ادارے سے باہر بھیج دیا تھا اور پورس نے اسے ایک ایسے ذاتی بنگلے کا پتا بتایا تھا جس کا علم پارس کو نہیں تھا۔ اس طرح جلال پاشا اپنی بیٹی کی سلامتی کی طرف سے مطمئن ہو گیا تھا۔

پھر رات کے دو بجے پورس نے جلال پاشا سے کہا کہ وہ بھی مزید خیال خوانی کے ذریعے اس کے پاس نہ رہے اور جا کر سو جائے اور صبح سات بجے پھر آ جائے۔

جلال پاشا دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہوا پھر اس نے احتیاطاً مرلی دھر کے دماغ میں جھانک کر دیکھا تو اس وقت وہ اپنے یوگا جاننے والے دو گارڈز سے یہی کہہ رہا تھا کہ ان میں سے ایک جلال پاشا کے پاس جائے اگر اس کا انداز مخالفانہ ہو تو اسے گولی مار دے ورنہ اسے مرلی دھر کے سامنے پیش کرے۔ یہ جواب طلب کیا جانے والا تھا کہ اس نے اپنی بیٹی کو ادارے سے باہر کہاں بھیج دیا ہے۔

جلال پاشا ایک ٹی ٹی اور کئی کارتوس لے کر فوراً اپنے کمرے سے نکلا اور گیراج کی طرف جاتے ہوئے خیال خوانی کے ذریعے پورس سے بولا "بیٹے! میرے لیے جان کا خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ میں یہاں سے ثنا کے پاس تمہارے بنگلے میں جا رہا ہوں۔ کل وہیں تم سے ملاقات ہوگی۔"

اس نے گیراج میں پہنچ کر ایک جیپ اسٹارٹ کی۔ خیال خوانی کے ذریعے بیٹی سے بولا "میں ابھی ادارے سے نکل کر تمہارے پاس آ رہا ہوں۔"

وہ اور بھی کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن ٹھائیں کی آواز کے ساتھ ایک گولی چلی۔ اس کے منہ سے ایک چیخ نکلی۔ گولی اس کی پسلیوں میں لگی تھی۔ اس نے یوگا جاننے والے گارڈ پر جوابی فائر کیا۔ وہ بھی چیخ مار کر گر پڑا۔ گولی اس کے سینے میں لگی تھی۔ فوراً ہی اس کا دم نکل گیا۔

جلال پاشا کی دائیں پسلیوں میں جلن ہو رہی تھی۔ گولی چھو کر ذرا سا گوشت ادھیڑتی ہوئی گزر گئی تھی۔ پسلیاں سلامت تھیں۔ وہ تیزی سے ڈرائیو کرتا ہوا احاطے کے مین گیٹ کی طرف جانے لگا۔ وہاں کے پہرے دار اسے اس ادارے کا سربراہ سمجھتے تھے اس لیے گیٹ کھول دیا۔ اس سے پہلے کہ دوسرا یوگا جاننے والا گارڈ فائرنگ کی آوازیں سن کر ادھر آتا، وہ تیزی سے ڈرائیو کرتا ہوا اس ادارے سے دور ہوتا چلا گیا۔

اس کی دائیں پسلیوں کی طرف سے لہو بہہ رہا تھا اور وہ بڑی تکلیف محسوس کر رہا تھا۔ اس نے ایک جگہ جیپ روک کر اپنی شرٹ اتار کر اسے پسلیوں پر سختی سے باندھ لیا تاکہ خون کا بہاؤ رک جائے پھر وہ دوبارہ ڈرائیو کرتے ہوئے پورس کو اپنے حالات بتانا چاہتا تھا مگر پتا چلا کہ زخمی ہونے کے باعث خیال خوانی کے قابل نہیں رہا ہے۔ جسمانی کمزوری کے باعث دماغی توانائی میں بھی قدرے کمزوری پیدا ہو گئی تھی۔

ثنا بستر پر لیٹ کر سونے کے لیے اپنے دماغ کو ہدایات دینے والی تھی۔ ایسے ہی وقت باپ نے اس کے دماغ میں آ کر کہا تھا کہ وہ ادارے سے نکل کر اس کے پاس آ رہا ہے اور ایسا کہتے ہی اسے گولی چلنے اور باپ کے چیخنے کی آواز سنائی دی تھی اور وہ ہڑبڑا کر بستر پر اٹھ بیٹھی تھی۔

اس نے چند سیکنڈ تک باپ کے کچھ کہنے کا انتظار کیا پھر خود ہی خیال خوانی کی پرواز کر کے جلال پاشا کے دماغ میں پہنچی۔ پتا چلا کہ وہ یوگا جاننے والے ایک گارڈ کو گولی مار کر جیپ ڈرائیو کرتا ہوا جا رہا ہے۔ وہ پریشان ہو کر بولی "ابو! میں آپ کے اندر رہ کر سمجھ رہی ہوں، آپ کو گولی لگی ہے۔"

"ہاں بیٹے! مگر تمہیں پریشان نہیں ہونا چاہیے۔ ایسے وقت ذہانت اور حاضر دماغی سے کام لو۔ میرے پہنچنے تک مرہم پٹی کے لیے فرسٹ ایڈ کا سامان تیار رکھو۔"

ثنا نے پورس کو مخاطب کیا "بھیا! ابو کی پسلیوں میں گولی لگی ہے۔ وہ ادارے سے نکل کر میری طرف آ رہے ہیں۔ کیا آپ کے اس بنگلے میں فرسٹ ایڈ کا سامان ہے؟"

پورس نے کہا "ایک اسٹور میں مرہم پٹی کا تمام سامان موجود ہے۔ میری نصیحت یاد رکھو، باپ کے زخمی ہونے پر جذباتی ہو کر ماتم نہ کرنا۔ ہم سب کو ایک دن مرنا ہے۔ تمہارے ابو کو کچھ نہیں ہوگا۔ میں ممبئی پہنچتے ہی سیدھا تمہارے پاس آؤں گا۔"

وہ ایک بیڈ روم کے اسٹور میں آ کر بولی "بھیا! میں حوصلے سے کام لوں گی لیکن مجھے مرلی دھر پر غصہ آ رہا ہے۔"

"یہ ایک فطری امر ہے۔ غصہ آنا چاہیے۔ تم بھی انتقامی کارروائی کر سکتی ہو مگر ایسے وقت ہر پہلو پر نظر رکھو۔ وہاں ایک اور یوگا کا ماہر گارڈ رہ گیا ہے۔ وہ اپنے کچھ مسلح افراد کے ساتھ تمہارے ابو کا تعاقب کر سکتا ہے۔ فوراً مرلی دھر کے خیالات پڑھ کر وہاں کے حالات معلوم کرو۔"

وہ خیال خوانی کی پرواز کر کے مرلی دھر کے دماغ میں پہنچی۔ وہ یوگا کے ماہر گارڈ سے کہہ رہا تھا "تم جاؤ گے تو میں تنہا رہ جاؤں گا۔ ہم دوسرے مسلح گارڈز کو اس کے تعاقب میں بھیجو۔"

اس وقت ایک ملازم مرلی دھر کے پاؤں داب رہا تھا۔ ثنا اسے اچھی طرح جانتی تھی۔ اس کے دماغ پر قبضہ جماتے ہی وہ اچھل کر یوگا کے ماہر گارڈ کے پاس آیا۔ بڑی پھرتی سے اس کی گن کو جھپٹ کر اس سے چھینتے ہوئے ذرا دور گیا پھر تڑا تڑ گولیاں چلانے لگا۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ سر جھکا کر رہنے والا معمولی ملازم یوں باغیانہ انداز میں ایکشن دکھائے گا۔

اس نے ایکشن تو خوب دکھایا۔ یوگا کا ماہر آخری گارڈ بھی گولیاں کھا کر لڑکھڑاتے ہوئے دروازے سے ٹکراتے ہوئے فرش پر گر کر ٹھنڈا پڑ گیا۔ مرلی دھر نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اپنے آخری وفادار کو دیکھا پھر ملازم سے گرج کر بولا "نمک حرام! یہ تو نے کیا کیا؟! اسے کیوں مار ڈالا۔ کیا تیرے دماغ میں جلال پاشا ہے؟"

ثنا نے اس کے دماغ میں آ کر کہا "تمہارے لیے جلال پاشا کی بیٹی کافی ہے۔ شیطان کے بچے! میرے ابو نے پوری ایمان داری کے ساتھ اس ادارے کو قائم کرنے میں تمہارا ساتھ دیا۔ ہم یہ ثابت کرنا چاہتے تھے کہ ہندو مسلمان ایک ہو کر بابا صاحب کے ادارے کی طرح ایک بہت بڑا ادارہ قائم کر سکتے ہیں لیکن تم اپنی آتما شکتی سے ہم باپ بیٹی کو اپنے زیرِ اثر رکھتے تھے۔ آج دیکھو، تم ایک زخمی کتے کی طرح یہاں پڑے ہوئے ہو۔ تمہارے تمام وفادار مرے جا چکے ہیں۔ اب تمہاری باری ہے۔"

گولیاں چلنے کی آواز پر وہاں بہت سے مسلح گارڈز آ گئے تھے۔ اس نے کہا "ان سب سے گڑگڑا کر کہو کہ تمہارے اندر موت گھسی آئی ہے۔ ان میں سے کوئی تمہاری جان بچا لے۔"

وہ ایک گہری سانس لے کر بولا "موت کو کوئی نہیں ٹال سکتا۔ میں اچھی طرح سمجھ گیا ہوں کہ مجھے مرنا ہے اور ابھی مرنا ہے۔"

اس نے اپنے کمرے میں آنے والے درجنوں مسلح گارڈز کو دیکھا پھر کہا "میں نے تم سب کو اپنی حفاظت کے لیے رکھا تھا لیکن اب حکم دیتا ہوں کہ مجھے گولی مار دو۔"

ایک نے کہا "مالک! یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ ہم آپ پر جان قربان کر دیں گے لیکن آپ پر آنچ نہیں آنے دیں گے۔"

ثنا نے اس کے دماغ میں زلزلہ پیدا کیا۔ وہ چیخیں مارتے ہوئے بستر پر تڑپنے لگا۔ تمام حفاظت کرنے والے اسے حیرانی اور پریشانی سے دیکھ رہے تھے۔ کچھ اسے سنبھالنے اور اس کی تکلیف معلوم کرنے کے لیے سوالات کر رہے تھے۔ جب دماغی تکلیف ذرا کم ہونے لگی تو وہ کراہتے ہوئے بولا "کیا تم لوگ چاہتے ہو کہ میں موت سے پہلے ایسی تکلیفیں اٹھاتا رہوں؟ جب زندہ رہنے کی کوئی صورت باقی نہیں رہتی اور تکالیف ناقابلِ برداشت ہو جاتی ہیں تو اس مریض کو زہر کا انجکشن دے دیا جاتا ہے۔ میں دونوں ہاتھ جوڑ کر تم سب سے التجا کرتا ہوں۔ مجھے گولی مار دو۔"

ایسا پہلے کبھی نہیں ہوا کہ درجنوں محافظ اپنے ہی آقا کو گولی ماریں۔ وہ تمام محافظ بھی اسے نہیں مارنا چاہتے تھے۔ ثنا نے مرلی دھر کے دماغ میں پھر زلزلہ پیدا کیا۔ وہ ایک ذبح ہونے والی بکری کی طرح حلق سے آوازیں نکالتے ہوئے بستر پر تڑپتے ہوئے نیچے فرش پر آ کر گر پڑا۔ پہلے جو محافظ اسے سہارا دے رہے تھے، وہ پریشان ہو کر ذرا پیچھے ہٹ گئے تھے۔ ان کی سمجھ میں آ رہا تھا کہ ان کے مالک کو کیسی موت آ رہی ہے کہ اس کے حلق سے زندگی کی آخری چیخیں نکلتی ہیں لیکن وہ مرتا نہیں ہے۔

رفتہ رفتہ پھر اس کی دماغی تکلیف کم ہونے لگی تو وہ فرش پر لیٹے ہی لیٹے آگے رینگتے ہوئے اپنے ایک ایک محافظ کے پاؤں پکڑتے ہوئے گڑگڑانے لگا "مار ڈالو۔ بھگوان کے لیے مجھے گولیوں سے چھلنی کر دو، مار ڈالو۔"

ثنا نے اس کے اندر کہا "اپنی ٹیلی پیتھی اور آتما شکتی کے غرور میں آسمان پر اڑتے رہتے تھے اور ابھی مٹی کے کیڑے کی طرح رینگ رہے ہو۔ موت کی بھیک مانگ رہے ہو اور تمہیں کوئی موت بھی نہیں دے رہا ہے۔"

وہ دونوں ہاتھ جوڑ کر بولا "میں تم سے معافی نہیں مانگ رہا ہوں۔ موت مانگ رہا ہوں۔ میرے دماغ کو پھوڑا نہ بناؤ۔ تڑپا تڑپا کر نہ مارو۔ میں تمہارے ابو سید جلال الدین پاشا کی قسم دیتا ہوں، مجھے مار ڈالو۔"

باپ کی قسم دینے پر ثنا نے ایک گارڈ کے دماغ پر قبضہ جمایا۔ اس نے اپنے مالک کو گولی مار دی۔ وہ ایک آخری چیخ کے ساتھ فرش پر تڑپ کر ہمیشہ کے لیے ساکت ہو گیا۔

وہاں کئی زندہ انسان تھے۔ اس کے باوجود موت کی سی خاموشی

چھا گئی تھی۔ کوئی کچھ نہیں بول رہا تھا۔ بولنے کے لیے کسی کے پاس کچھ تھا بھی نہیں۔ ثنا نے ایک گارڈ کی زبان سے کہا "میں اس سیکیورٹی گارڈ کی زبان سے ثنا بول رہی ہوں۔ تم سب کو معلوم ہونا چاہیے کہ ورشا باندرے مرچکی ہے۔ میں نے اور ابو نے یہ ادارہ چھوڑ دیا ہے اور اس کا مالک کہلانے والا مرلی دھر باندرے مردہ پڑا ہوا ہے۔ گویا یہاں کے تمام کرتا دھرتا اب نہیں رہے۔ ہم باپ بیٹی بھی واپس نہیں آئیں گے۔ لہٰذا تم سب ممبئی یا کسی دوسرے شہر جا کر اپنے روزگار کا انتظام کرلو۔ یہاں سے تم سب کا آب و دانہ اٹھ چکا ہے۔ اس ادارے کو جتنی نیک نیتی سے شروع کیا گیا تھا' اتنی ہی بدنیتی سے یہ ختم ہوچکا ہے۔ خدا حافظ۔"

وہ دماغی طور پر پورس کے ایک ذاتی بنگلے میں حاضر ہوگئی۔ اس بنگلے میں ایک چوکی دار رہا کرتا تھا۔ پورس نے ثنا کو سمجھایا تھا کہ چوکی دار اسے نہیں پہچانتا ہے۔ لہٰذا وہ چوکی دار کے دماغ پر قبضہ جما کر وہاں رہے پھر وہ خود دوسرے دن وہاں پہنچ جائے گا۔

ثنا نے یہی کیا تھا۔ رات کو سوتے وقت وہ چوکی دار کے دماغ کو قابو میں نہیں رکھ سکتی تھی۔ اس لیے اس نے ایک مختصر سا تنویمی عمل اس پر کیا تھا پھر اس کی طرف سے مطمئن ہوگئی تھی۔ رات کے سوا تین بجے جلال پاشا وہاں زخمی حالت میں آیا۔ چوکی دار نے ثنا کے حکم پر گیٹ کھول دیا۔ اس نے بنگلے کے باہر آکر باپ کو سہارا دیا۔ اسے اندر ایک بیڈ روم میں لاکر لٹایا پھر اس کے زخم کی مرہم پٹی کرنے لگی۔ زخم زیادہ تشویش ناک نہیں تھا۔ پہلی طبی امداد کے طور پر اس نے خون کا بہاؤ روک دیا۔ دوائیں لگا کر پٹیاں باندھ دیں لیکن دوسرے دن کسی ڈاکٹر سے باقاعدہ علاج کرانا ضروری تھا۔ اسے جو گولی لگی تھی' وہ پسلیوں کی طرف تھوڑا سا گوشت اور کھال ادھیڑ کر گزر گئی تھی۔ جب تک وہ زخم نہ بھرتا یا آرام نہ آتا' تب تک وہ خیال خوانی نہیں کرسکتا تھا۔

ثنا رہ رہ کر پورس سے رابطہ کررہی تھی اور اسے جلال پاشا کے بارے میں بتاتی جارہی تھی۔ پورس نے کہا "فکر نہ کرو۔ میں جلد سے جلد تمہارے پاس پہنچنے کی کوشش کررہا ہوں۔"

اس نے یہ بھی بتایا کہ کس طرح مرلی دھر کا کام تمام کردیا ہے اور اس ادارے کو ہمیشہ کے لیے ختم کردیا ہے لیکن کل صبح ان دونوں بھائیوں وجے آنند اور کشور کو ٹریپ کرکے بینک لے جانا ہے۔ اس معاملے کو کیسے نمٹایا جائے گا۔ پورس نے کہا "کل بینک کے اوقات تک پاشا انکل کا زخم زیادہ تکلیف دہ نہیں رہے گا اور تم اپنے ابو کی حالت سے مطمئن رہو گی تو خیال خوانی کے ذریعے پہلے کسی ایک بھائی کو ٹریپ کرکے بینک لے جاؤ گی۔ اس کے لاکر سے فارمولے نکلوا کر اس سے وہ فارمولے لینے کے بعد دوسرے بھائی کو ٹریپ کرکے بینک لے جاؤ گی پھر اس سے بھی اسی طرح فارمولے کا آدھا حصہ حاصل کرو گی۔"

"آپ جیسی ہدایات دیتے رہیں گے' میں اس پر عمل کرتی رہوں گی لیکن آپ کب تک یہاں پہنچ سکیں گے؟ میں خود کو تنہا اور بے یار و مددگار سمجھ رہی ہوں۔"

"ایسی باتیں نہ کرو۔ تمہارا یہ بھائی تمہارے ساتھ ہے اور زندگی کے ایسے ہی حالات سے تم تنہا رہ کر بھی معاملات سے نمٹنے کے تجربات حاصل کرتی رہو گی۔ میں جلد سے جلد پہنچتے ہی پاشا انکل کو اسپتال لے جاؤں گا یا کسی ڈاکٹر کو بلاؤں گا۔ میری اچھی بہن! ایسے وقت پریشان نہیں ہونا چاہیے بلکہ ذہانت سے مسائل کو حل کرنے کی تدابیر سوچنا چاہیے۔"

پورس اس کا حوصلہ بڑھاتا رہا۔ وہ رات اسی طرح جاگتے ہوئے گزر گئی۔ ثنا نے باپ کی مرہم پٹی کرنے کے بعد اسے دو خواب آور گولیاں کھلائی تھیں۔ وہ بے خبر سو گیا تھا۔ صبح سات بجے پورس کی ہدایات کے مطابق ثنا وجے آنند کے دماغ میں گئی اور اس کی سوچ کے لب و لہجے میں اسے قائل کرتی رہی کہ دو گھنٹے بعد بینک کھلے گا تو وہ بینک جائے گا اور اپنا لاکر کھول کر اس میں رکھی ہوئی تمام اہم چیزوں کو چیک کرے گا۔ اسے کبھی کبھی لاکر کھول کر اپنی اہم چیزوں کو دیکھ کر اطمینان حاصل کرنا چاہیے۔

وہ پورس کی پلاننگ کے مطابق وجے آنند کو ٹھیک بینک کھلنے کے وقت لے جانے والی تھی۔ لاکر سے فارمولوں کا آدھا حصہ حاصل کرنے میں ایک گھنٹے سے زیادہ وقت نہیں لگتا۔ اس کے بعد وہ کشور کو ٹریپ کرکے اس کے بینک لے جانا چاہتی تھی۔ ابھی اس نے کشور کو نظرانداز کیا تھا۔ ایک کام ہوجانے کے بعد وہ کشور کے دماغ پر پوری طرح قبضہ جماتی تو وہ اس کی مرضی کے مطابق لاکر سے فارمولوں کا باقی آدھا حصہ نکال کر لے آتا۔

ثانی اور پارس صبح آٹھ بجے ممبئی پہنچے۔ اس نے پورس سے کہا "وجے آنند کے خیالات بتا رہے ہیں کہ وہ بینک جانے والا ہے لیکن کشور کے چور خیالات پڑھنے کے بعد پتا چل رہا ہے کہ اس نے ابھی تک بینک جانے کا ارادہ نہیں کیا ہے۔ جبکہ وہ دونوں باپ بیٹی خیال خوانی کے ذریعے ایک ایک بھائی کے اندر رہ کر انہیں بینک جانے پر مائل کرسکتے ہیں پھر کیا بات ہے کہ کشور بینک جانے کے متعلق نہیں سوچ رہا ہے؟ کیا ان باپ بیٹی میں سے کوئی ایک ابھی خیال خوانی نہیں کررہا ہے؟"

"ہاں۔ یہ بات غور طلب ہے۔ پورس ایسی حکمتِ عملی کیوں اختیار کررہا ہے۔ وہ اپنے دونوں خیال خوانی کرنے والوں سے کام کیوں نہیں لے رہا ہے؟"

ثانی نے کہا "یہ اتنا اہم معاملہ ہے کہ پورس کے بس میں ہوتا تو وہ دو کی جگہ دس ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے کام لیتا۔ اگر وہ دو کے ہوتے ہوئے ایک سے کام لے رہا ہے تو اس کا مطلب یہ کہ ان دونوں میں سے کوئی اچانک بیمار پڑ گیا ہے اور خیال خوانی کے قابل نہیں رہا ہے۔"

"ہوں۔ پورس کی ایسی ہی کوئی مجبوری ہے۔ اگر تم ان دو میں سے کسی ایک دماغ میں یہ معلوم کرنے جاؤ گی کہ کون بیمار ہے؟ تو وہ اپنے اندر پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرکے پورس کو بتائے گا اور پورس چوکنا ہوجائے گا کہ اس کے پیچھے دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں۔ بہتر ہے پہلے ہم فارمولے حاصل کریں پھر پورس کے کسی بیمار خیال خوانی کرنے والے کے اندر پہنچنے کی کوشش کریں۔"

وجے آنند اپنے بینک کے ضروری کاغذات اور لاکر کی چابی لے کر ساڑھے آٹھ بجے بینک جانے کے لیے بنگلے سے نکلا۔ ثانی نے اس وقت کشور کے دماغ میں جھانک کر دیکھا۔ اس وقت وہ نیند سے بیدار ہونے کے بعد باتھ روم جانے والا تھا۔ اس کے دماغ میں اس وقت بھی بینک کی طرف جانے کا خیال نہیں تھا۔

وجے آنند اپنی کار ڈرائیو کرتا ہوا بینک پہنچا۔ نو بج کر پندرہ منٹ ہوچکے تھے۔ بینک کھل گیا تھا۔ اس وقت ثانی اور پارس بھی اس بینک کے سامنے پہنچ گئے تھے۔ ثانی کار کی اگلی سیٹ پر بیٹھی وجے آنند کے اندر پہنچی ہوئی تھی اور پارس آہستہ آہستہ چلتا ہوا بینک کے اندر جارہا تھا۔ اس وقت وجے آنند بینک منیجر کو اپنے شناختی کاغذات دکھانے کے بعد لاکرز روم میں آگیا تھا۔ اس نے اپنی چابی لاکر میں ڈالی پھر اسے گھما کر نکال لیا۔ بینک منیجر نے اپنی چابی ڈال کر اسے گھمایا۔ وہ لاکر کھل گیا۔ اس کے اندر اور کئی دستاویزات' قیمتی اور نایاب ہیرے تھے۔ اس نے صرف فارمولوں والے کاغذات کا بنڈل اٹھایا پھر لاکر کو بند کردیا۔

ثانی پارس کو بتاتی جارہی تھی کہ وجے آنند نے فارمولوں کے کاغذات نکال لیے ہیں اور اب لاکرز کے رجسٹر پر دستخط کرکے کاؤنٹر کی طرف آرہا ہے جب وہ بینک منیجر کے کمرے سے نکل کر آیا تو پارس نے اسے پہچان لیا کیونکہ اس کی تصویر اچھی طرح دیکھ چکا تھا۔ جیسے ہی وہ قریب آیا۔ پارس نے کہا "میں پورس ہوں۔ مجھے میرے لب و لہجے سے پہچانا جاسکتا ہے۔ اس کو مائل کرو کہ مجھے یہ کاغذات دے دے۔"

ثنا نے خوش ہوکر وجے آنند کی زبان سے کہا "بھیا! آپ اتنی جلدی ممبئی پہنچ گئے؟ چلیں اچھا ہوا۔ ہم اس کے دوسرے بھائی سے فوراً ہی فارمولے حاصل کرکے ابو کو اسپتال لے جائیں گے۔"

وجے آنند کا دماغ ثنا کے قبضے میں تھا۔ اس نے ثنا کی مرضی کے مطابق فارمولے کے کاغذات پارس کو دے دیے۔ ثنا نے کہا۔ "بھیا! آپ نے کہا تھا آپ کے دو خاص ماتحت اپنی گاڑی میں وجے آنند کا انتظار کریں گے اور اسے اس گاڑی تک پہنچاؤں گی۔"

"جب میں یہاں موجود ہوں تو ماتحتوں کی کیا ضرورت ہے۔ تم وجے آنند کو اس کی کار میں پہنچا کر چند منٹ تک اس کے دماغ میں رہو۔ جب یہ بینک سے کچھ دور چلا جائے تو اس کے دماغ سے نکل آنا۔ میں ابھی تمہارے اور پاشا انکل کے پاس آرہا ہوں۔"

ثنا اس کے دماغ میں رہ کر اسے اس کی کار کی طرف لے گئی۔ پارس تیزی سے چلتا ہوا اپنی کار کی اسٹیئرنگ سیٹ پر آیا' اسے اسٹارٹ کیا۔ ثانی کو یہ بتانے کی ضرورت نہیں تھی کہ وہ آدھے فارمولے حاصل کرچکا ہے کیونکہ وہ اس دوران اس کے دماغ میں موجود رہی تھی' وہ بولی "ابھی تھوڑی دیر میں پورس کو معلوم ہوجائے گا کہ تم نے ثنا کو دھوکا دے کر یہ کاغذات حاصل کیے ہیں۔ اب وہ ثنا کو تاکید کرے گا کہ کشور کے دماغ پر قبضہ جما کر رہے اور اس کے ممبئی پہنچنے تک اس دوسرے بھائی کو کسی طرح بھی بینک کی طرف نہ جانے دے۔"

"ہاں۔ فارمولے کے باقی دوسرے حصے کو حاصل کرنا میرے لیے ناممکن تو نہیں ہوگا۔ مگر دشوار ضرور ہوگا۔ پورس میری چال بازی کا انتقام بھی لینا چاہے گا اور فارمولوں کے باقی حصے کو بھی حاصل کرنے کا موقع نہیں دے گا۔"

ثانی نے پوچھا "پھر کیا ارادہ ہے؟"

"ابھی ہم اپنی رہائش گاہ میں چل رہے ہیں۔ تم ثنا کے بیمار باپ جلال شاہ کے دماغ میں پہنچ کر ان باپ بیٹی کی ہسٹری معلوم کرو۔"

ثانی خیال خوانی کی پرواز کرکے جلال شاہ کے دماغ میں پہنچ گئی۔ وہ اس کے خیالات پڑھتی چلی گئی۔ دوسری طرف ثنا نے وجے آنند کے دماغ میں رہ کر اسے کار میں بٹھایا۔ بینک سے ذرا دور پہنچا کر پورس کے دماغ میں آئی پھر بولی "میں نے وجے آنند کو آپ کے کہنے کے مطابق بینک سے دور چھوڑ دیا ہے۔"

پورس نے چونک کر پوچھا "میرے کہنے کے مطابق؟ میں نے کب یہ کہا تھا کہ اسے بینک سے دور چھوڑ دو؟"

"ابھی آپ نے بینک میں کہا تھا کہ فارمولوں کے کاغذات تمہیں دے دوں اور وجے آنند کو یہاں سے......"

وہ بات کاٹ کر بولا "ثنا! یہ کیا کہہ رہی ہو۔ میرے اندر رہ کر دیکھ رہی ہو کہ میں کار ڈرائیو کررہا ہوں۔ ممبئی سے ابھی پچاس کلو میٹر دور ہوں پھر تمہارے پاس بینک میں کیسے پہنچ۔"

وہ کہتے کہتے رک گیا پھر چونک کر بولا "جس نے تم سے وہ فارمولے لیے ہیں' کیا وہ میری آواز اور لب و لہجے میں بول رہا تھا؟"

"جی ہاں۔ میں آپ کو مرلی دھر کے ادارے میں دیکھ چکی ہوں دھوکا کیسے کھا سکتی ہوں۔ وہاں بینک میں آپ موجود تھے اور آپ کی یہ بات بھی جھوٹ نہیں مان سکتی کہ آپ ابھی ممبئی نہیں پہنچے ہیں۔ بھیا! یہ کیا ہوگیا ہے؟ آپ کی باتیں سن کر مجھے یاد آرہا ہے۔ میں نے ابو سے سنا تھا کہ آپ اور پارس ہم شکل ہیں۔ ایک ہی طرح بولتے اور حرکتیں کرتے ہیں۔"

پورس نے شکست خوردہ آواز میں کہا "ہاں ثنا! پارس نے ہم

شکل ہونے کا فائدہ اٹھایا ہے۔ اب تم فوراً کشور کے دماغ میں جاؤ۔ میں جانتا ہوں' وہ مکار ابھی کشور کو ٹریپ نہیں کرے گا۔ یہ سمجھ گیا ہوگا کہ مجھے اس کی دھوکے بازی کا علم ہوچکا ہوگا۔ لیکن وہ کشور پر نظر رکھے گا۔ اب تمہاری کوشش یہ ہونا چاہیے کہ کشور بینک نہ جائے۔ اگر اپنے ضروری کام سے جائے تو لاکر سے فارمولوں کے باقی حصے نہ نکالے ورنہ وہ شیطان انہیں بھی چھین کر لے جائے گا۔"

"بھیا! میں کشور کے دماغ میں جارہی ہوں لیکن پارس آپ کی طرح ٹیلی پیتھی سے محروم ہوچکا ہے۔ بابا صاحب کے ادارے میں جو روحانی ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں' وہ ہمارے معاملات میں نہیں پڑیں گے پھر پارس کو ہماری مصروفیات کا علم کیسے ہورہا ہے؟"

"جس طرح میرے ساتھ تم باپ بیٹی ہو اسی طرح کوئی خیال خوانی کرنے والا ضرور اس کے ساتھ بھی ہے۔ میں اس مسئلے پر غور کرتا ہوں' تم کشور کے پاس جاؤ۔"

وہ کشور کے پاس گئی پھر واپس آکر بولی "بھیا! ایک اور بڑا دھوکا ہوا ہے۔ میں نے پارس کو بھائی سمجھ کر کہا تھا کہ آپ اتنی جلدی ممبئی پہنچ گئے ہیں تو ہم ابھی ابو کو اسپتال لے جائیں گے۔"

"او گاڈ! وہ کم بخت سمجھ گیا ہوگا کہ پاشا انکل بیمار ہیں۔ اس کا کوئی خیال خوانی کرنے والا ضرور تمہارے ابو کے خیالات پڑھ چکا ہوگا۔ اسے تم باپ بیٹی کی رہائش گاہ کا علم ہوچکا ہے۔ میری ہدایت پر فوراً عمل کرو۔ اپنے ابو کو اس بنگلے میں چھوڑ کر ایک لمحہ بھی ضائع کیے بغیر وہاں سے نکلو اور ہائی وے کی طرف آؤ۔"

"بھیا! یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ میں اپنے ابو کو ایسی حالت میں تنہا چھوڑ دوں؟"

"اگر تم بھائی سمجھ کر مجھ پر اعتماد کرتی ہو تو فوراً وہاں سے نکلو۔ پارس کے آلۂ کار کسی لمحے میں بھی وہاں پہنچ سکتے ہیں۔ تمہارے وہاں سے نکلنے کے بعد میں پاشا انکل کی حفاظت کروں گا اور ان کا علاج کراؤں گا۔ فار گاڈ سیک دیر نہ کرو۔"

اس نے اپنے باپ کو پورس کی باتیں بتائیں۔ جلال پاشا نے کہا "وہ بالکل درست کہہ رہا ہے۔ تم یہاں وقت ضائع کررہی ہو۔ فوراً یہاں سے جاؤ۔ اللہ نے چاہا تو مجھے کچھ نہیں ہوگا۔"

وہ مجبور ہوکر وہاں سے نکلی مگر کار ڈرائیو کرتے وقت باپ کو ایسی حالت میں چھوڑنے کی وجہ سے روتی رہی اور آنسو پونچھتی رہی پھر اس نے ہائی وے پر کار ڈرائیو کرتے ہوئے پورس سے کہا "بھیا! میں آپ کا حکم مان کر ہائی وے پر آرہی ہوں مگر میں ابو کے لیے رو رہی ہوں۔ میرے آنسو نہیں رک رہے ہیں۔"

"زندگی کے زہریلے تجربات اسی طرح حاصل ہوتے ہیں۔ اب ذرا عقل سے سوچو۔ وہاں رہتیں تو پارس تمہیں ٹریپ کرتا۔ اب آزادی سے خیال خوانی کے ذریعے اپنے ابو کی حفاظت کرسکو گی۔ میں بھی تمہارے ساتھ رہوں گا تو تمہارے حوصلے اور بڑھتے رہیں گے۔"

"مجھے آپ جیسے بھائی پر ناز ہے۔ آپ میری اور ابو کی حفاظت کے لیے ایسی تدبیریں کررہے ہیں۔ کیا ایسا نہیں ہوسکتا کہ کوئی ڈاکٹر جلد سے جلد ابو کو اٹینڈ کرے اور ان کا باقاعدہ علاج شروع کرائے؟"

"ایسا ہوسکتا ہے۔ پہلے مجھے اس شہر میں پارس کی موجودگی کا علم نہیں تھا۔ اس لیے سوچ رہا تھا کہ خود ہی انہیں کسی اسپتال میں لے جاؤں گا۔ اب حالات بدل گئے ہیں۔ میں ایک ڈاکٹر کو فون کررہا ہوں۔ تم سنو پھر اس کے دماغ میں رہ کر اسے اس بات پر مائل کرو کہ وہ تمہارے ابو کے علاج پر خصوصی توجہ دے۔"

پورس نے موبائل کے ذریعے ایک ڈاکٹر کو مخاطب کیا۔ اسے اپنے بنگلے کا پتا بتا کر کہا کہ ایک زخمی شخص وہاں تنہا ہے اور اسے فوری طبی امداد کی ضرورت ہے۔ یہ بھی بتایا کہ پسلیوں کی طرف تھوڑا سا گوشت اور کھال ادھڑ گئی ہے۔

ڈاکٹر نے کہا "مسٹر! یہ پولیس کیس ہے۔ میں اسے اٹینڈ نہیں کروں گا۔"

پورس نے فون بند کرکے ثنا سے کہا "ڈاکٹر کو مجبور کرو کہ وہ ابھی ضروری ادویات لے کر اس بنگلے میں جائے۔"

ثنا نے ڈاکٹر کے دماغ میں پہنچ کر اسے مجبور کیا۔ اس پر پوری طرح قبضہ جمایا۔ وہ دواؤں کا بیگ لے کر اپنی کار میں بیٹھ کر اس بنگلے میں جلال پاشا کے پاس پہنچا تو وہاں پہلے سے ایک ڈاکٹر موجود تھا۔ وہ اس کے زخم کو اچھی طرح صاف کرکے مرہم لگانے اور پٹیاں باندھنے کے بعد اس کے بازو میں انجکشن لگا رہا تھا۔ وہ دونوں ڈاکٹر اس کے زخم کے بارے میں باتیں کرنے لگے۔ پہلے ڈاکٹر نے کہا "زخم گہرا نہیں ہے۔ مسلسل علاج ہوتا رہے تو ایک ہفتے میں زخم بھر جائے گا۔"

ثنا نے اس ڈاکٹر کے خیالات پڑھے۔ اس کے خیالات نے بتایا کہ کسی پارس نام کے شخص نے اسے فون کیا تھا پھر وہ بے اختیار وہاں آکر اپنا فرض ادا کرنے لگا تھا۔

ثنا جس ڈاکٹر کو لائی تھی' وہ واپس چلا گیا تھا۔ دوسرے ڈاکٹر نے کہا "ثنا! میں جانتا ہوں' تم میری آمد پر حیران ہو اور میرے خیالات پڑھ رہی ہو۔ یہ تو معلوم ہوچکا ہے کہ پارس تمہارے ابو کا علاج کرا رہا ہے۔ پورس سے جا کر کہو کہ تم صرف اس کی نہیں' میری بھی بہن ہو اور تمہارے ابو میرے بزرگ ہیں اور یہ ایک بھائی کا وعدہ ہے کہ پاشا انکل پر نہ کبھی تنویمی عمل کیا جائے گا اور نہ ہی انہیں کسی کا معمول اور تابعدار بننے دیا جائے گا۔"

وہ ڈاکٹر بھی اپنی گاڑی میں بیٹھ کر چلا گیا۔ ثنا نے پورس کے پاس آکر اسے بتایا کہ ان سے پہلے ہی پارس نے ایک ڈاکٹر کو اس کے ابو کے علاج کے لیے بھیج دیا تھا۔ اس ڈاکٹر کی سوچ کے ذریعے پارس نے کہا ہے کہ وہ صرف پورس کی نہیں' پارس کی بھی بہن ہے

...نے وعدہ کیا ہے کہ اس کے ابو پر نہ تنویمی عمل کیا جائے گا ...انہیں کسی کا تابعدار بننے دیا جائے گا۔

...رس نے تمام باتیں سن کر کہا "ثنا! تم اور تمہارے ابو خوش ...ہیں۔ مجھے تم دونوں کی طرف سے اطمینان ہوگیا ہے کہ ...ی تم باپ بیٹی کو نقصان نہیں پہنچائے گا۔"

...انے حیرانی سے پوچھا "جو پارس آپ سے دشمنی کررہا ہے' ...ن کے بارے میں یقین سے کہہ رہے ہیں کہ وہ ہمیں نقصان ...نچائے گا؟"

...ہاں' دشمنوں میں بھی اعلیٰ ظرفی ہوتی ہے۔ اس کی دشمنی مجھ ...، تم باپ بیٹی سے نہیں ہے۔ ہم ایک دوسرے کے دشمن ...کے باوجود ایک دوسرے کی خوبیوں کو جانتے ہیں۔"

...میں پہلی بار ایسے دو دشمن دیکھ رہی ہوں جو ایک دوسرے کی ...پر اعتماد بھی کرتے ہیں۔"

...میری بہن! ابھی تمہاری عمر ہی کیا ہے؟ آئندہ بہت کچھ دیکھو ...ی الحال تمہیں اپنے ابو کی طرف سے اطمینان ہوگیا ہے۔ ...ب کشور کے دماغ میں جاؤ پھر میں جیسا کہوں' ویسا کرتی جاؤ۔"

...پورس نے اسے ایک کوڈ ورڈ یاد رکھنے کو کہا اور تاکید کی۔ ...تک میں تمہارے دماغ میں یہ کوڈ ورڈ ادا نہ کروں تب تک تم ...نہ کرنا کہ تمہارے سامنے آنے والا یا تمہارے دماغ میں کوئی ...خوانی کرنے والا تمہارا بھائی پورس ہے۔"

"...میں آپ کی ہدایت پر عمل کروں گی۔ ویسے آپ اس ہائی ...پر کہاں ہیں؟ مجھ سے کتنی دور ہیں؟"

...پورس نے جگہ کی نشان دہی کی۔ ثنا نے کہا "پھر تو ہم ایک ...ے کے بالکل قریب آگئے ہیں۔"

...دونوں نے ایک دوسرے کو اپنی اپنی کار کے نمبر بتائے پھر ایک ...پہنچ کر مل گئے۔ ثنا کار سے اتر کر دوڑتی ہوئی آکر پورس کے گلے ...گئی۔ ناصرہ نے بھی اسے گلے لگا کر پیار کیا۔ پورس نے کہا۔ ...ناصرہ تمہاری کار ڈرائیو کرے گی اور تم اس کے پاس بیٹھ کر ...خوانی کے ذریعے کشور کو اس کے بینک لے جاؤ گی۔ میں ...ما اسی بینک کی طرف جارہا ہوں۔ دیر نہ کرو' ناصرہ کے ساتھ ...ورنہ بینک کا وقت ختم ہوجائے گا۔"

...وہ ناصرہ کے ساتھ اپنی کار میں چلی گئی۔ پورس اپنی کار ڈرائیو ...تا ہوا بینک کی طرف جانے لگا۔ اب وہ اپنے تازہ منصوبے کے ...بق پارس کو ٹریپ کرنا چاہتا تھا۔ یہ تو یقینی بات تھی کہ پارس کے ...جو بھی خیال خوانی کرنے والا ہے' وہ ضرور کشور کے دماغ میں ...اور پارس بھی یقین کے ساتھ سمجھ رہا ہوگا کہ فارمولوں کا باقی ...حاصل کرنے کے لیے پورس ضرور کشور کو بینک پہنچائے گا۔

...اور جب پہلے کی طرح پارس فارمولے لینے کے لیے بینک ...ئے گا تو اسے فارمولے نہیں ملیں گے۔ اس کے برعکس وہ زخمی ...رجائے گا۔ ناصرہ نے جو گولیاں اپنے منہ میں چوس کردی ہیں'

ان ہی میں سے ایک زہریلی گولی کا زخم ایسے لگے گا کہ پارس پھر کبھی اس کے مقابلے پر نہ آسکے گا۔ ہمیشہ لاعلاج مریض کی طرح بستر پر پڑا رہے گا۔

وہ تیزی سے کار ڈرائیو کرتا ہوا اس بینک کے قریب پہنچ گیا۔ اپنی کار ایسی جگہ پارک کی جہاں سے وہ بہ آسانی پارس کو نشانے پر رکھ کر گولی مار سکے۔ یہ تو معلوم ہوچکا تھا کہ وہ اس کی طرح اصلی شکل و صورت میں ہے۔ اسی لیے ثنا دھوکا کھا گئی تھی۔ اگر وہ دوسری بار بھیس بدل کر آتا تو فارمولے حاصل کرنے کے وقت ثنا فوراً ہی پورس کو اس کا نیا حلیہ بتا دیتی۔

ان فارمولوں کا وہ دوسرا حصہ بہت اہم تھا۔ اس کے بغیر پارس کا حاصل کردہ آدھا فارمولا آدھی کامیابی تھی۔ باقی آدھے حصے کے بغیر وہ فارمولے پارس کے کسی کام نہ آتے۔

پورس نے تھوڑی دیر انتظار کرنے کے بعد ناصرہ اور ثنا کو دیکھا۔ وہ اپنی کار میں بیٹھی ہوئی تھیں۔ دوسری کار سے کشور نکل کر بینک کے اندر جارہا تھا۔ پورس پوری طرح محتاط رہ کر اپنی کار میں بیٹھا بینک کے اندر جانے آنے والوں کو اور بینک کے باہر کھڑے رہنے والوں اور اپنی کاروں میں بیٹھنے والوں کو دیکھ رہا تھا۔ یہ سمجھ رہا تھا کہ پارس نادان نہیں ہے۔ اس بار وہ بھیس بدل کر آئے گا یا اس کا ٹیلی پیتھی جاننے والا کسی کو آلۂ کار بنا کر کشور سے فارمولوں کے ان کاغذات کو حاصل کرنا چاہے گا۔

ویسے پارس نے اسے ذہنی کرب میں مبتلا کردیا تھا۔ وہ کئی پہلوؤں سے سوچ رہا تھا کہ پارس اور کیسی مکاریوں سے چالیں چل سکتا ہے؟ شطرنج کے کھیل میں بڑے بڑے شاطروں کے ذہن اسی طرح الجھتے ہیں اور پارس اسے خوب الجھا رہا تھا۔

ثنا نے اس کے اندر آکر کہا "کشور نے لاکر سے وہ کاغذات نکلوا لیے ہیں اور اب منیجر کے کمرے سے نکلنے والا ہے۔ جیسے ہی کوئی کشور کو روکنے یا اسے باتوں میں الجھانے آئے گا' میں آپ کو فوراً اطلاع دوں گی۔"

وہ پھر کشور کے دماغ میں گئی۔ وہ ہاتھوں میں ایک فائل اٹھائے بینک سے باہر آیا۔ پورس اسے اپنی کار کی کھڑکی سے دیکھ رہا تھا۔ وہ سیدھا چلتا ہوا ثنا اور ناصرہ کی کار کے پاس آیا۔ اس نے وہ فائل ثنا کو دی پھر پلٹ کر اپنی کار کی طرف جانے لگا۔ ناصرہ نے کار اسٹارٹ کی پھر اسے تیزی سے ڈرائیو کرتی ہوئی جانے لگی۔

پورس نے بھی اپنی کار اسٹارٹ کی پھر ثنا اور ناصرہ سے دور رہ کر ان کی نگرانی کرتا ہوا جانے لگا۔ جب ثنا اس کے دماغ میں آئی تو اس نے کہا "میں دیکھ رہا تھا۔ کشور تمہیں فائل دے کر چلا گیا ہے۔ اب جوہو کے ساحل کی طرف چلو۔ میں اپنے ایک اور ذاتی بنگلے کی طرف تمہاری راہنمائی کروں گا۔"

ابھی دن کے بارہ بج کر بیس منٹ ہوئے تھے۔ بینک ابھی بند نہیں ہوا تھا۔ کشور وہ فائل ثنا کو دے کر اپنی کار کے پاس آیا پھر

دروازہ کھول کر اسٹیئرنگ سیٹ پر بیٹھ گیا لیکن کار اسٹارٹ نہیں کی۔ دور ثنا اور ناصرو کی کار کو جاتے دیکھتا رہا پھر ان کے پیچھے پورس کی کار جانے لگی تھی۔ ثانی اس کے دماغ میں بیٹھی یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی پھر اس کی مرضی کے مطابق کشور کار کا دروازہ کھول کر باہر آیا پھر بینک کے اندر جانے لگا۔

منیجر نے اسے دیکھ کر کہا "ارے کشور صاحب! آپ پھر آگئے۔ کوئی اور میرے لائق خدمت ہے؟"

کشور نے کہا "ہاں۔ چند اور ضروری کاغذات لاکر میں بھول گیا ہوں۔ آپ کو پھر زحمت دینے آیا ہوں۔"

"آپ کے لیے زحمت کیسی؟ آیئے لاکر روم میں چلیں۔"

وہ دونوں جانے لگے۔ اصل واقعہ یوں ہے کہ جب ثنا کشور کے دماغ میں تھی تو وہاں ثانی بھی بالکل خاموش تھی۔ جب کشور ان فارمولوں کے کاغذات اٹھانے لگا تو ثانی نے بڑی خاموشی سے اس کے دماغ کو بھٹکا دیا۔ کشور نے ایک فائل اٹھائی تھی۔ اب ثنا یہ تو نہیں جانتی تھی کہ کس فائل میں اور کن کاغذات میں وہ فارمولے درج ہیں۔ کشور فائل کو اٹھاتے وقت ثانی کی مرضی کے مطابق سوچ رہا تھا "ہاں یہی وہ اصل کاغذات ہیں۔"

ثنا مطمئن ہو کر وہ فائل لے کر چلی گئی تھی۔ اب کشور اصل فارمولوں کے باقی کاغذات لے کر اپنی کار میں آیا پھر اسے اسٹارٹ کر کے آگے بڑھاتے ہوئے ایک چوراہے پر سرخ سگنل کی وجہ سے رک گیا۔ اس کے ساتھ ہی ایک کار آکر رک گئی۔ اسے پارس ڈرائیو کر رہا تھا۔ اس کے ساتھ ثانی بیٹھی ہوئی تھی۔ ثانی نے اپنی کار کی کھڑکی سے باہر ہاتھ بڑھایا۔ کشور نے اپنی کار کی کھڑکی سے باہر ہاتھ نکال کر فارمولے کے باقی کاغذات اس کے حوالے کردیے۔ ثانی نے اسے لے کر اپنے پاس رکھا لیکن کشور کے دماغ میں موجود رہی۔ سبز سگنل ہوتے ہی کشور کار آگے بڑھاتا چلا گیا۔ پارس نے چوراہے سے اپنی کار دوسرے راستے پر موڑلی۔

تھوڑی دیر پہلے جب پورس بینک سے ذرا دور اپنی کار میں بیٹھ کر پوری ذہانت سے غور کر رہا تھا کہ پارس جیسا شاطر اب شطرنج کی بساط پر کون سی چال چلے گا؟ وہ کتنے ہی پہلوؤں سے اس کی مکاریوں کے بارے میں سوچتا رہا تھا۔ کار میں بیٹھ کر چاروں طرف دیکھتا رہا تھا۔ وہ پارس کے کسی بھی آلۂ کار کی ذرا سی لغزش سے اور ثنا کی خیال خوانی سے وہاں پارس کی موجودگی کو سمجھ سکتا تھا۔

لیکن نہ سمجھ سکا کیونکہ پارس نہ خود بینک کی طرف گیا تھا اور نہ ہی کسی آلۂ کار سے اس نے کام لیا تھا۔ وہ بینک سے تقریباً دو کلو میٹر دور ثانی کے ساتھ کار میں بیٹھا ہوا تھا۔ کہیں جانے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ ثانی اپنے شکار کو چوراہے کے سرخ سگنل پر لے آئی تھی۔ دوسرے لفظوں میں پورس کو سرخ جھنڈی دکھا دی تھی کہ جہاں ہو' اسی حد میں رہو۔

وہ ناصرو اور ثنا کے ساتھ اپنے ایک بنگلے میں آیا۔ اندر آتے ہی اس نے بڑی بے قراری سے وہ فائل ثنا سے لی پھر اسے پہلا صفحہ پڑھا۔ وہ زمین کے کاغذات تھے۔ اس نے جلد کاغذات کو الٹ پلٹ کر سرسری سی نظر ڈالی پھر گھوم کر ا... کو دیوار پر دے مارا۔

ناصرو نے پوچھا "کیا ہوا؟"

"دھوکا ہوا ہے۔ یہ زمین کے کاغذات ہیں۔ ہمارے کاغذات نہیں ہیں۔"

ناصرو نے ثنا سے پوچھا "تم دوسری بار بھی دھوکا کھا گئیں؟"

پورس نے کہا "نہیں۔ ثنا کیا ہے؟ ابھی بچی ہے۔ اسے نہیں مجھے دھوکا دیا ہے۔ میں وہاں موجود تھا۔ تم بھی ... نے خیال خوانی کرنے میں غلطی نہیں کی ہے۔ پارس کے ... خوانی کرنے والے نے بڑی چال بازی سے دھوکا دیا۔ ثنا! کشور کے خیالات پڑھو۔ یہ معلوم ہونا چاہیے کہ وہ فارمو... لاکر میں ہیں یا نہیں؟"

وہ کشور کے خیالات پڑھنے لگی۔ وہ اپنے بنگلے میں پہنچ ... اس کے خیالات نے کہا "پتا نہیں مجھے کیا ہو گیا ہے۔ آج ... بینک گیا۔ پہلی بار لاکر سے فائل نکالی۔ مجھے یاد نہیں آرہا ... فائل کسی کو دی ہے یا اسے کہیں پھینک دیا ہے۔ دوسری ... غیر معمولی دواؤں کے فارمولوں والے کاغذات نکالے۔"

ثنا نے کشور کی سوچ میں پوچھا "وہ فارمولے کہاں ہیں؟"

کشور کی اپنی سوچ نے پوچھا "ہاں۔ وہ فارمولے کہاں ہیں؟"

وہ اپنے ذہن پر زور دینے لگا لیکن اسے یاد نہیں ... فارمولے کس کے حوالے کیے ہیں۔ ثنا نے پورس کو یہ تمام ... بتائیں۔ وہ ایک صوفے پر گرنے کے انداز میں بیٹھتے ہو... "تعجب ہے۔ یہ بات میرے ذہن میں نہیں آئی کہ وہ ثنا کا ... بننے کے بعد ہمارے جاتے ہی کسی دوسرے کا آلۂ کار بن ... گا۔"

ناصرو غصے سے دانت پیسنے لگی پھر بولی "وہ شیطان ا... میرے سامنے آجائے تو میں اسے ڈس لوں گی۔"

پورس نے کہا "اس فائل کو دیکھ کر مجھے بھی تھوڑی د... لیے غصہ آیا تھا مگر اب میں نارمل ہوں۔ تم بھی غصہ تھوک ... نے غیر معمولی دواؤں کے فارمولوں کو کھو دیا ہے۔ بہت بڑا ... اٹھایا ہے لیکن غصہ کرنے سے وہ ہمیں واپس نہیں ملیں گے ... دماغ ٹھنڈا رکھنے سے ہاری ہوئی بازی جیتی جاسکتی ہے۔"

"پتا نہیں تم کس دل اور دماغ کے آدمی ہو۔ اتنی بڑی با... کر نرمی اور سکون سے بول رہے ہو۔"

پورس نے جواب نہیں دیا۔ وہ خلا میں تک رہا تھا۔ ... رہا تھا اور زیرِ لب مسکرا رہا تھا۔

O☆O

میں نہیں جانتا تھا کہ اس برفانی علاقے میں مجھے ایک ...نی ہے یا دس راتیں؟ یا پھر وہ میری زندگی کی آخری رات بھی ... تھی کیونکہ ایک طیارے میں سات اور ایک ہیلی کاپٹر میں ... سراغ رساں اور کرائے کے قاتل آرہے تھے۔ مجھے تلاش ...ے ہوئے اس دو منزلہ عمارت میں رات گزارنے والے تھے' ایک عالمی سطح کا مجرم اور امریکی ایجنٹ پیری برٹن اور اس کی رومی برٹن رہتے تھے۔

پیری برٹن اس سرد علاقے میں رہنے کے باوجود شراب اور ... سے پرہیز کرتا تھا۔ یعنی وہ یوگا کا ماہر تھا۔ اس نے ایک لاکھ ... میں میری ہلاکت کا سودا کیا تھا۔ اس لیے وہاں آنے والے ...غ رسانوں اور کرائے کے قاتلوں کو اپنی دو منزلہ عمارت میں ...کی اجازت دے رہا تھا۔

اس عمارت کے اطراف دو کلو میٹر کے رقبے سے کوئی فرار ...نے والا مجرم یا اسمگلر نہیں گزر سکتا تھا۔ ان حصوں میں اس نے ...ت کا جال بچھا رکھا تھا' اس کا ذکر میں پچھلے باب میں کر چکا ہوں۔ ... کے علاوہ پیری برٹن وہاں آنے والوں کا سامنا نہیں کرتا تھا۔ ... عمارت کے تہ خانے میں جا کر رہتا تھا۔ تہ خانے میں ایسے ...ٹرانک آلات تھے' جن کی موجودگی میں کوئی اس عمارت کے ...ب یا تہ خانے کی طرف آتا تو پیری برٹن اسے ٹی وی اسکرین پر ...لیا کرتا تھا۔ وہاں بجلی نہیں تھی لیکن ایک طاقت ور جنریٹر تھا ...شام سے صبح تک آن رکھا جاتا تھا۔

وہاں مجھے تلاش کرنے والا ایک طیارہ پہلے ہی آچکا تھا۔ جہاں ...نے اپنا ہیلی کاپٹر اتارا تھا اس سے کچھ فاصلے پر طیارے کو اتارا ...یا تھا۔ اس میں سے سات افراد پوری طرح مسلح ہو کر اور ضروری ...مان کی کٹس لے کر عمارت کی طرف جا رہے تھے۔ عمارت میں ...ہنے والی رومی برٹن ان سب کو فون پر کہہ چکی تھی کہ وہ سب ...ارت سے دو کلو میٹر دور رک جائیں۔ وہ مائک اور اسپیکر کے ...یعے انہیں گائیڈ کرے گی کہ اس علاقے کے کس حصے سے کترا کر ...ربچ کر گزرنا چاہیے کیونکہ وہاں برف میں چھپے ہوئے جان لیوا ...ہنی شکنجے تھے۔ جہاں اونچے درخت تھے' وہاں نائیلون کی رسیوں کے پھندے تھے۔ ان میں پھنسنے والا ایک جھٹکے سے درخت کی ...ندی پر جاتے ہوئے دم توڑ دیتا تھا۔ اس کے علاوہ کہیں کہیں ...رودی سرنگیں چھپی ہوئی تھیں۔

طیارے میں آنے والے جب فون پر رومی برٹن سے باتیں ...کر رہے تھے تب ہی میں ان کے دماغوں میں پہنچ گیا تھا۔ جو باقی رہ ...گئے تھے' ان کے اندر بھی پہنچتا جا رہا تھا۔ پھر ہیلی کاپٹر کی آواز ...سنائی دی۔ اس میں سرچنگ ٹیم کے چار افراد آرہے تھے۔ میں ان کے دماغوں میں بہت پہلے ہی پہنچ چکا تھا۔ اس طرح پیری برٹن کو ...چھوڑ کر سب ہی میری ٹیلی پیتھی کے نشانے پر تھے۔

ہیلی کاپٹر سے ایک سراغ رساں نے رومی برٹن سے فون پر کہا۔ "طیارے والے عمارت کے اگلے حصے سے پارس کو تلاش کرتے آرہے ہیں۔ ہم عمارت کے پچھلے حصے میں ہیلی کاپٹر اتار رہے ہیں اور ادھر سے پارس کو تلاش کرتے ہوئے آئیں گے۔"

میں نے خود کو پارس ظاہر کیا تھا۔ اس لیے وہ سب مجھے پارس ہی کہہ رہے تھے۔ ابھی دن کی کچھ روشنی تھی۔ ایک آدھ گھنٹے بعد اندھیرا ہونے والا تھا۔ میں ان سب سے پہلے اس عمارت کے قریب پہنچ گیا تھا اور ایک ایسی چھوٹی سی پہاڑی کے غار میں تھا' جہاں دور سے مجھے دیکھا نہیں جاسکتا تھا۔ میں وہاں آرام سے بیٹھ کر رومی برٹن کے دماغ میں پہنچا ہوا تھا۔ طیارے میں آنے والا ایک سراغ رساں فون پر کہہ رہا تھا "ہم عمارت سے دو کلو میٹر دور ہیں۔ یہاں ایک درخت پر تختی لگی ہوئی ہے۔ اس پر لکھا ہوا ہے۔ خبردار یہاں سے گزرنا منع ہے۔"

رومی برٹن نے پوچھا "تختی کا نمبر بتاؤ؟"

اس نے کہا "اس پر بارہ نمبر ہے۔"

رومی نے کہا "اس تختی سے سیدھے چلے آؤ۔ سو گز کے فاصلے تک کوئی خطرہ نہیں ہے۔ جہاں برف کا ایک پتلا بنا ہوا ہے اس کے قریب سے دائیں طرف مڑ کر ایک برفانی ٹیلے کے پاس آؤ۔ وہاں سے دائیں جانب ہماری عمارت کے سامنے گھوم جاؤ اور احاطے کے گیٹ کے سامنے آکر میری دوسری ہدایت کا انتظار کرو۔"

وہ ساتوں تختی سے آگے چلنے لگے۔ سو گز کے فاصلے پر ایک برفانی پتلا دونوں ہاتھ پھیلائے کھڑا تھا۔ وہ سب وہاں رک گئے۔ اب انہیں دائیں طرف مڑ کر برفانی ٹیلے کی طرف جانا تھا۔ میں نے ایک سراغ رساں کے دماغ پر قبضہ جما کر اسے دائیں طرف مڑنے نہیں دیا۔ برفانی پتلے سے آگے دوڑا دیا۔ دو قدم آگے جاتے ہی ایک دھماکا ہوا۔ ادھر بارودی سرنگ تھی۔ وہ بھاگنے لگے۔ بھاگنے والے تین بچے باقی چار وہیں فنا ہو گئے۔

رومی نے مائیک اور لاؤڈ اسپیکر سے چیخ کر پوچھا "یہ تم لوگوں نے کیا حماقت کی ہے؟ کیا میری ہدایت سمجھ میں نہیں آئی تھیں؟"

زندہ بچنے والے تینوں افراد اپنے چار مردہ ساتھیوں کو دیکھ رہے تھے۔ ان مرنے والوں میں سے دو کے پاس موبائل فون تھے۔ زندہ رہنے والوں میں اتنی جرأت نہیں تھی کہ وہ ان مُردوں سے موبائل فون لینے کے لیے خود مرنے جاتے۔ اب وہ رومی برٹن سے فون پر باتیں نہیں کرسکتے تھے۔ وہ لاؤڈ اسپیکر کے ذریعے پوچھ رہی تھی "تمہیں موبائل سے رابطہ کر رہی ہوں لیکن تمہارے موبائل خاموش ہیں۔ کیا تم سب مرچکے ہو؟"

وہ تینوں جواب نہیں دے سکتے تھے۔ انہیں رومی کی ہدایات یاد تھیں۔ وہ برفانی ٹیلے کی طرف سہم سہم کر جانے لگے۔ اس ٹیلے کے پاس پہنچ کر انہیں بائیں جانب عمارت کے سامنے گھوم کر سیدھے گیٹ تک جانا تھا۔ فاصلہ بہت تھا مگر گیٹ کے پاس پہنچنے تک کوئی خطرہ نہیں تھا۔ میں نے کرائے کے ایک قاتل کو بائیں

جانب گھومنے نہیں دیا۔ وہ اپنے ساتھیوں کے پیچھے تھا۔ سیدھا ٹیلے کے اس پار چلا گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کی چیخ سنائی دی۔ اس کا پیر آہنی شکنجے میں پھنس گیا تھا۔ میں نے دوسرے کے دماغ میں پہنچ کر اسے ساتھی کی مدد کے لیے دوڑایا۔ برف میں چھپے ہوئے دوسرے آہنی شکنجے میں دوسرے کا پیر پھنس گیا۔ دونوں تکلیف کی شدت سے چیخ رہے تھے۔ تیسرے نے اپنی گن کا رخ ان کی طرف کرتے ہوئے کہا "گدھے کے بچو! ادھر جانے کی ضرورت کیا تھی۔ لو اب مرو۔"

اس نے دو فائر کیے۔ شکنجے میں پھنسے ہوئے دونوں ساتھیوں نے دم توڑ دیا۔ فائر کرنے والے نے اپنا سر کھجاتے ہوئے سوچا "یہ میں نے کیا کیا؟ اپنے ہی دوستوں کو مار ڈالا۔ مجھ جیسے کمینے دوست کو زندہ نہیں رہنا چاہیے۔"

اس نے سوچا "فرہاد کی ہلاکت کے بعد میں نے کتنے ہی خطرناک کرائے کے قاتلوں کو مرتے دیکھا ہے۔ اس کے دونوں بیٹے کسی کو نہیں چھوڑیں گے۔ ہم یہاں پورے حفاظتی سامان کے ساتھ پارس کو قتل کرنے کے ٹھوس منصوبے بنا کر آئے ہیں۔ اس کے باوجود میری آنکھوں کے سامنے میرے چھ ساتھی مارے گئے۔ صرف میں بچا ہوا ہوں۔ آگے جاؤں گا تو ضرور مارا جاؤں گا۔ دانش مندی یہ ہے کہ یہاں سے واپس چلا جاؤں۔"

یہ سوچتے ہی وہ پلٹ کر جانے لگا۔ تیزی سے چلتا ہوا اس تختی کے پاس پہنچا، جس پر لکھا تھا "خبردار! یہاں سے گزرنا منع ہے۔"

وہ تختی کے پاس سے گھوم کر ادھر دوڑتے ہوئے جانے لگا، جہاں طیارے کو اتارا گیا تھا۔ وہ طیارہ تقریباً چار کلو میٹر کے فاصلے پر تھا۔ میں نے روبی برٹن کے خیالات پڑھے۔ وہ ہیلی کاپٹر میں آنے والی سرچنگ ٹیم کے سراغ رساں سے کہہ رہی تھی "ہماری بچھائی ہوئی ایک بارودی سرنگ پھٹ گئی ہے۔ تم لوگوں نے دھماکے اور دو فائروں کی آواز سنی ہوگی۔"

دوسری طرف سے سراغ رساں نے کہا "ہم نے دھماکے کی آواز سنی ہے لیکن فائرنگ کی آواز سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ پارس ادھر ہے۔ اسی نے ہمارے آدمیوں پر گولیاں چلائی ہیں۔"

روبی نے کہا "موبائل کے ذریعے ادھر کسی سے رابطہ نہیں ہو رہا ہے۔ گاڈ بلیس آل آف یو۔ معلوم ہوتا ہے، طیارے کے سب لوگ مارے گئے ہیں۔"

"ہمارا بھی یہی خیال ہے۔ اب پارس ہماری طرف آئے گا۔ اس نے ہمارے ہیلی کاپٹر کو عمارت کے پیچھے اترتے دیکھا ہوگا۔"

"ہم لوگوں کو بہت ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔ رات کی تاریکی ہے اور تم لوگوں کو ادھر آنے کے لیے ٹارچ روشن رکھنا ہوگی۔ وہ تمہاری ہی ٹارچ کی روشنی سے تمہارا نشانہ لے سکتا ہے۔"

"ہم محتاط ہیں۔ ٹارچ کو جلا کر چند قدموں تک راستہ دیکھ کر اسے بجھاتے ہی برف پر لیٹ جاتے ہیں یا جگہ بدل دیتے ہیں۔"

میں نے اس شخص کو دیکھا، جو اپنی جان بچانے کے لیے ہوا طیارے کے پاس آیا تھا۔ اب اس میں سوار ہو کر وہاں سے جانا چاہتا تھا۔ طیارے کے پچھلے حصے میں جہاں اسلحہ اور کھانے کی چیزیں اسٹور کی گئی تھیں، وہاں سے اس نے ایک بھاری ٹائم بم نکالا۔ اسے آن کر کے پانچ منٹ کا وقت بلاسٹنگ کے لیے مقرر کیا۔ پھر پائلٹ سیٹ پر آ کر طیارے کو برف کی سخت ہموار سطح پر دوڑانے لگا۔ بم کا مقررہ وقت گزر گیا۔ یک بارگی ایسا زوردار دھماکا ہوا کہ روبی برٹن چیخیں مارتی ہوئی اِدھر سے اُدھر بھاگنے لگی۔ طیارہ عمارت سے ایک کلو میٹر دور تھا مگر عمارت کی دیواریں لرز رہی تھیں۔ دروازے اور کھڑکیوں کے شیشے ٹوٹ گئے تھے۔ طیارے کے بھاری بھرکم بڑے ٹکڑے جہاں آ کر گرے وہاں بارودی سرنگیں تھیں۔ ان کے باعث وہ سرنگیں دور تک مزید دھماکے کرتی گئیں۔

وہاں تو جیسے قیامت آ گئی تھی۔ مسلسل دھماکوں کے باعث برف پگھل کر سیلاب کی طرح نشیب کی طرف بہنے لگی۔ روبی انٹر کام کے ذریعے پیری برٹن سے کہہ رہی تھی "تم تہ خانے میں ہو اگر یہ عمارت کھنڈر بنے گی تو تم کبھی تہ خانے سے باہر نہیں نکل سکو گے۔ تم نے مجھے یہاں تنہا چھوڑ دیا ہے۔"

پیری برٹن نے کہا "حوصلہ کرو۔ کچھ نہیں ہوگا۔ میں اسکرین پر دیکھ رہا ہوں۔ وہ طیارہ ہماری عمارت سے دور بلاسٹ ہوا ہے۔ صرف یہ پریشانی ہے کہ ہماری بچھائی ہوئی بارودی سرنگیں پھٹ رہی ہیں اور یہ ہمارے گھر سے ایک کلو میٹر کے فاصلے پر ہیں۔ اگر پارس اس ہیلی کاپٹر کو ہماری عمارت پر لا کر بلاسٹ کرائے گا تو ہم بھی زندہ نہیں بچیں گے۔"

"یہ تو بتاؤ کہ ہم کیا کر سکتے ہیں؟"

"تم لاؤڈ اسپیکر سے پارس کو مخاطب کر کے صلح کی بات کرو۔ اسے یقین دلاؤ کہ اس عمارت میں سرچنگ ٹیم کے سراغ رساں اور کرائے کے قاتلوں کو نہیں آنے دیا جائے گا۔ میں امریکی فوج کے اعلیٰ افسر سے رابطہ کر رہا ہوں۔ اسے یہاں کے حالات بتاؤں گا۔"

میں اس دوران میں اس پہاڑی غار سے نکل کر پنسل ٹارچ کی روشنی میں اس عمارت کے پیچھے جا رہا تھا۔ میں نے اس عمارت سے دو کلو میٹر دور کا فاصلہ رکھا ہوا تھا۔ ایسے وقت روبی لاؤڈ اسپیکر سے پارس کو مخاطب کرنے لگی "ہیلو۔ ہیلو پارس! میں اس عمارت کی مالکہ بول رہی ہوں۔ تم سے سمجھوتا کرنا چاہتی ہوں۔ ہماری تم سے کوئی دشمنی نہیں ہے۔ تم نے توقع سے زیادہ دشمنوں کو ہلاک کیا ہے۔ اب تمہارے جو دشمن ہیلی کاپٹر سے آئے ہیں، میں انہیں اپنی عمارت میں داخل نہیں ہونے دوں گی۔ انہیں یہ نہیں بتاؤں گی کہ میں نے عمارت کے باہر کہاں کہاں موت کا جال بچھایا ہے۔

وہ ادھر آنے سے پہلے ہی بے موت مارے جائیں گے۔ میں تم سے درخواست کرتی ہوں کہ میری عمارت کے اطراف تباہی نہ پھیلاؤ۔ میں تم سے دوستی کرنا چاہتی ہوں۔ پلیز میرے موبائل کا نمبر نوٹ کرو اور ابھی مجھ سے رابطہ کرو۔"

اس کے موبائل فون نمبر کو یاد رکھنے کی ضرورت نہیں تھی۔ میں جب چاہتا اس کے دماغ سے معلوم کرلیتا۔ دوسری طرف سرچنگ ٹیم کے سراغ رساں نے فون پر کہا "میڈم! یہ آپ پارس سے کیا کہہ رہی ہیں؟ کیا آپ ہماری عمارت تک پہنچنے کے لیے راہنمائی نہیں کریں گی؟"

رومی نے کہا "ذرا عقل سے سمجھا کرو۔ میں اس سے دوستی کرکے اسے یہاں کی چاردیواری میں بلاؤں گی تو تم سب آسانی سے اس کا خاتمہ کرسکو گے۔ اب فون پر مختصر گفتگو کرو کیونکہ وہ مجھ سے اسی فون پر باتیں کرنے والا ہے۔"

اس نے فون بند کردیا۔ میرے جواب کا انتظار کرنے لگی لیکن میں نے اسے نظرانداز کیا۔ عمارت سے دو کلو میٹر دور رہ کر چلتا ہوا اس حصے میں پہنچا جہاں دوسری سرچنگ ٹیم کے چار افراد تھے۔ میں نے ایک بار ٹارچ کی روشنی دیکھی پھر وہ روشنی بجھ گئی۔ وہ چاروں آگے تک راستہ دیکھ کر پھر اندھیرے میں سنبھل سنبھل کر چل رہے تھے۔

لاؤڈ اسپیکر سے پھر رومی کی آواز گونجنے لگی "ہیلو۔ ہیلو مسٹر پارس! میں تمہاری فون کال کا انتظار کررہی ہوں۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ تم پارس ہو اور اپنے مقتول باپ کا انتقام لے رہے ہو۔ یہ تم اچھی طرح سمجھتے ہو کہ ان کی ہلاکت میں ہمارا ہاتھ نہیں ہے۔ ابھی میں عملی طور پر تم سے دوستی کا ثبوت دینے کے لیے تمہارے باقی دشمنوں کا راستہ روک رہی ہوں۔ وہ لوگ اس عمارت میں داخل ہونے سے پہلے ہی جگہ جگہ موت کے جال میں الجھ کر فنا ہوجائیں گے یا پھر یہاں سے بھاگ جائیں گے۔"

وہ ابھی کچھ اور بھی کہنا چاہتی تھی مگر ایک چیخ سن کر چپ ہوگئی۔ سرچنگ ٹیم کا سراغ رساں نائیلون کی رسی کے پھندے سے الجھ کر ایک درخت کی بلندی تک چیختا ہوا گیا تھا پھر ہمیشہ کے لیے خاموش ہوگیا تھا۔ وہ لوگ جہاں سے گزرتے ہوئے عمارت کی طرف جارہے تھے وہاں خطرے سے آگاہ کرنے والی تختی نظر نہیں آئی۔ وہ تختی ان کے قریب ہی تھی لیکن تاریکی میں آگے بڑھنے کے باعث وہ اندازہ نہ کرسکے کہ کتنی دور آگئے ہیں۔ ایک شخص نے برف پر لیٹ کر درخت کی بلندی کی سمت ٹارچ روشن کی۔ انہیں بہت بلندی پر وہ مردہ سراغ رساں لٹکتا اور جھولتا ہوا نظر آیا۔ اس کے ایک ہاتھ میں ٹی ٹی اور دوسرے ہاتھ میں موبائل فون تھا۔ وہ دونوں چیزیں اس کے ہاتھوں سے نکل کر بلندی سے گرتی ہوئی نیچے برف پر آگئیں۔

ان کے لیے ٹی ٹی جیسا ہتھیار ضروری نہیں تھا۔ وہ سب پوری طرح مسلح تھے لیکن موبائل فون ایک ہی تھا۔ وہ سراغ رساں کے پاس رہتا تھا۔ باقی تین کرائے کے قاتل اس کی راہنمائی میں تک آئے تھے۔

فون برف پر آگرا تھا۔ اس میں سے بزر کی آواز ابھر رہی تھی۔ ایک نے کہا "میڈم رومی ہم سے رابطہ کررہی ہیں۔"

دوسرے نے کہا "وہ فون ہمارے لیے ضروری ہے۔ ہم اس کے ذریعے میڈم سے راہنمائی حاصل کرکے عمارت تک پہنچ سکتے ہیں۔"

فون سے مسلسل بزر کی آواز ابھر رہی تھی۔ میں نے اسے بے اختیار ادھر دوڑنے پر مجبور کیا۔ وہ دوڑتا ہوا فون کے پاس پہنچا پھر ایک چیخ مار کر گر پڑا۔ برف میں ذرا دھنستے ہوئے تڑپنے لگا۔ اس کا ایک پیر فولادی شکنجے میں پھنس گیا تھا۔ تیسرے نے کہا "ہم جنہیں مارنے آئے تھے، اس کے سائے تک بھی نہ پہنچ سکے لیکن ہم موت کے سائے میں سانس لے رہے ہیں۔ ہماری بھی سانسیں کسی بھی پوری ہوسکتی ہیں۔"

چوتھے نے کہا "جب ہماری اور طیارے میں آنے والی اسے نہ مار سکیں تو ہم دونوں اس کا کیا بگاڑ لیں گے۔"

"ہم دو نہیں، تین ہیں۔ تیسرا فولادی شکنجے میں تڑپ رہا ہے، زندہ ہے۔ اسے کیسے بچایا جائے؟"

"اسے ایسے بچایا جاسکتا ہے۔"

ایک نے شکنجے میں تڑپنے والے کو گولی ماردی پھر کہا "ہم اسے بچانے جاتے تو بے موت مارے جاتے۔ اب تو واپسی میں ہے۔"

اس نے سامنے کھڑے ہوئے تیسرے ساتھی کو گولی ماری پھر وہاں سے دوڑتے ہوئے ہیلی کاپٹر کی طرف جانے لگا۔ میں میں کھڑا ہوا تھا۔ وہ مجھے دیکھ کر ٹھٹک گیا۔ میں نے آگے بڑھ کر اپنا موبائل فون دے کر کہا "یہ فون تمہارے کام آئے گا۔ موت ہے۔ جاؤ یہاں سے بھاگو۔"

وہ میرا موبائل فون لے کر دوڑتا ہوا ہیلی کاپٹر میں آیا میں سوار ہوکر فون کے ذریعے رابطہ کرتے ہوئے کہا "طیارے میں سات اور ہیلی کاپٹر میں چار آئے تھے۔ آپ لگائیں۔ دس مارے گئے ہیں۔ صرف میں رہ گیا ہوں۔ اس کہ وہ موت بن کر مجھ تک پہنچے میں یہاں سے جارہا ہوں۔ اب ایک منٹ نہیں رہوں گا۔"

یہ کہتے ہی اس نے فون کو آف کرکے ہیلی کاپٹر سے باہر پھینک دیا۔ انجن کو اسٹارٹ کیا۔ گردش کرتے ہوئے پنکھے رومی برٹن سن رہی تھی پھر اس پرواز کرنے والے ہیلی کاپٹر کی دور ہوتی چلی گئی۔ حتیٰ کہ وہ آواز معدوم ہوگئی۔ اس عمارت رومی برٹن اور اس کے تہ خانے میں پیری برٹن خاموش بیٹھے کررہے تھے۔ ان کا خیال تھا۔ وہ ہیلی کاپٹر واپس آسکتا ہے۔

میں نے برف پر پڑے ہوئے اپنے موبائل فون کو اٹھالیا پھر کی طرف جانے لگا۔ برف میں پاؤں دھنس رہے تھے۔ میں پہنچ گیا، جہاں تین کرائے کے قاتل مردہ پڑے تھے اور سراغ درخت کی بلندی پر مردہ لٹک رہے تھے۔ میں نے پنسل ٹارچ روشنی سے دائیں بائیں دیکھا۔ وہاں ایک تختی نظر آئی۔ میں قریب جاکر پڑھا۔ اس پر وہی تاکیدی فقرہ لکھا ہوا تھا "خبردار! یہاں سے گزرنا منع ہے۔"

اس تختی پر نمبر نہیں لکھا ہوا تھا۔ رومی کے خیالات بتانے نہیں نمبر کی تختی سے آگے بڑھ کر کہاں دائیں اور کہاں مڑنا ہے۔ کہاں موت ہے اور کہاں زندگی کی ضمانت ہے؟

وہ نہیں جانتی تھی کہ اس کے چور خیالات میری راہنمائی کررہے ہیں۔ وہ کافی دیر تک انتظار کرنے کے بعد انٹرکام کے ذریعے بولی "پیری! اب وہ ہیلی کاپٹر واپس نہیں آئے گا۔ جتنے لوگ یہاں آئے تھے، وہ سب مردہ پڑے ہیں۔ اب تم تہ خانے سے چلے آؤ۔"

پیری برٹن کی آواز سنائی دی "کیا تمہاری عقل گھاس کھانے گئی ہے؟ یہ کیوں بھول رہی ہو کہ پارس اس عمارت کے باہر کہیں موجود ہے۔ وہ یہاں آسکتا ہے۔"

"کیسے آسکتا ہے؟ اس نے اپنے دشمنوں کا انجام دیکھا ہے کہ جو میری راہنمائی کے بغیر آتا ہے، موت اس کا مقدر بن جاتی ہے۔"

"رومی! اس سے بھی آگے سوچا کرو۔ اس کے پاس ڈیٹیکٹر آلات ہوسکتے ہیں۔ وہ ان آلات کے ذریعے آہنی شکنجوں اور زمین دوز سرنگوں کا سراغ لگا سکتا ہے۔ میری ذہانت کہتی ہے کہ اسے صاحب کے ادارے سے کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے کا سہارا مل رہا ہے اور وہ خیال خوانی کرنے والا تمہارے دماغ میں آسکتا ہے۔ تمہارے چور خیالات پڑھ کر بہت کچھ معلوم کرسکتا ہے۔"

رومی نے سہم کر کہا "تم مجھے ڈرا رہے ہو اور مجھے یہاں تنہا چھوڑ کر خود تہ خانے میں محفوظ ہوگئے ہو۔ پلیز مجھے بھی اپنے پاس بلالو۔"

"تم جانتی ہو کہ تم سے پہلے بھی میری جو بیویاں تھیں، وہ بھی تہ خانے کا راستہ نہیں جانتی تھیں اور نہ میں کسی کو یہاں لایا کرتا تھا۔ تم نے بھی آج تک اس تہ خانے کو نہیں دیکھا ہے اور نہ کبھی دیکھو گی۔"

"پیری! یہ کیا کہہ رہے ہو؟ کیا مجھے خطرات سے بچانا تمہارا فرض نہیں ہے؟"

"میں تمہیں بچانے کے لیے یہاں چھپا ہوا ہوں۔ تم سوچ بھی نہیں سکتیں کہ اس تہ خانے میں کیسے کیسے آلات ہیں۔ میں یہاں سے بھی تمہاری حفاظت کرسکتا ہوں اور کسی بھی بڑے خطرے کا مقابلہ کرسکتا ہوں۔ اس عمارت میں داخل ہونے والے کو مرنے پر یا یہاں سے بھاگنے پر مجبور کرسکتا ہوں۔ تم خود کو تنہا نہ سمجھو۔ وہاں اطمینان سے رہو۔ چھت کی چاروں سرچ لائٹس کو آن کرو۔ اگر وہ کسی طرح چھپ کر آنا چاہے گا تو میں اسے ٹی وی اسکرین پر دیکھ لوں گا۔"

رومی نے اس کی ہدایت پر عمل کیا۔ اس عمارت کے چاروں طرف چار عدد سرچ لائٹس دائیں سے بائیں گھومنے لگیں۔ دور تک روشنی جاتی رہی۔ اس روشنی میں کوئی برف پر لیٹ کر رینگتا ہوا آتا تب بھی دیکھ لیا جاتا لیکن انہوں نے سرچ لائٹس آن کرنے میں دیر کی تھی۔ میں اس وقت تک عمارت کے ایک نیم تاریک برآمدے میں پہنچ گیا تھا۔

رومی کے خیالات نے بتایا کہ جنریٹر آن کرنے کے بعد کم سے کم روشنی کی جاتی ہے۔ عمارت کے اندر جہاں رہنا ہوتا تھا یا جہاں سے گزرنا ہوتا تھا، وہاں کی لائٹس آن کرکے واپسی میں بجھا دی جاتی تھیں۔ کچن اور بیڈ روم میں کبھی گیس لائٹ اور کبھی لالٹین روشن رکھی جاتی تھیں تاکہ جنریٹر پر زیادہ بوجھ نہ پڑے۔ خطرہ محسوس کرتے وقت سرچ لائٹس اور الیکٹرانک آلات استعمال کیے جاتے تھے۔

میرے لیے یہ معلومات ضروری تھیں۔ جب وہ جنریٹر خرید کر لایا گیا تھا تو آٹھ برس تک اس کی کارکردگی ٹھیک رہی تھی پھر اس میں کبھی کبھی خرابی پیدا ہونے لگی۔ پیری برٹن ایک اچھا مکینک تھا۔ اس کی خرابیاں دور کرلیا کرتا تھا۔ وہ جنریٹر پھر کام کرنے لگتا تھا۔ میں برآمدے کی نیم تاریکی میں کھڑا رومی کے خیالات پڑھ رہا تھا۔ اس عمارت کے گراؤنڈ فلور پر گیراج کے پاس وہ بہت بڑا جنریٹر تھا اور میں قریب ہی اس کی آواز سن رہا تھا۔

اگر اس میں اچانک خرابی پیدا ہوجاتی تو اس کی مرمت کرنے کے لیے پیری برٹن کو تہ خانے سے باہر اس جنریٹر روم میں آنا پڑتا۔ رومی کچھ نہیں کرسکتی تھی۔ اس کی خرابی پیری برٹن ہی دور کرسکتا تھا۔ میں نیم تاریکی میں رہنے کی کوشش کرتے ہوئے جنریٹر روم میں آیا۔ اتنا تو سمجھتا تھا کہ پیری برٹن کے پاس ایک یا ایک سے زیادہ ٹی وی ہوں گے تب بھی اسے چینل بدل بدل کر دیکھنا پڑے گا کہ میں عمارت کے باہر کس سمت سے آرہا ہوں اور وہ عمارت اتنی بڑی تھی کہ اس کے اندر ایک ایک حصے کو دیکھنے کے لیے بھی بار بار چینل کو بدلنے کی ضرورت پڑتی رہتی۔

فی الحال ان کے خیال میں، میں عمارت کے باہر تھا۔ اس لیے اسکرین پر باہر کے ہر حصے کو دیکھا جارہا تھا۔ میں نے جنریٹر روم میں پہنچتے ہی مین سوئچ کو آف کردیا۔ یک بارگی جنریٹر کا شور تھم گیا اور ہر طرف تاریکی چھاگئی۔ پیری برٹن انٹرکام کو استعمال نہیں کرسکتا تھا کیونکہ وہ انٹرکام جنریٹر سے منسلک تھا۔ رومی اچانک تاریکی سے سہم گئی تھی۔ اس نے موبائل کے ذریعے پیری سے کہا "جنریٹر میں کوئی خرابی پیدا ہوگئی ہے۔ مجھے اندھیرے میں ڈر لگ رہا ہے۔ پلیز

فوراً آکر اس کی خرابی دور کرو۔"

وہ بولا "کیروسین لیمپ جلاؤ۔ مجھے ذرا سمجھنے دو کہ جنریٹر میں خرابی پیدا ہوئی ہے یا پیدا کی گئی ہے۔"

"کیا تم سمجھتے ہو کہ پارس جنریٹر روم تک آسکتا ہے؟ جبکہ کوئی عمارت کے باہر دو کلو میٹر دور تک قدم رکھنے کی جرأت نہیں کرسکتا پھر تم اسکرین پر سرچ لائٹس کی روشنیوں میں دیکھتے رہے ہو۔ کیا وہ تمہیں نظر آیا تھا؟"

"پلیز مجھے حالات کو سمجھنے دو۔ میں چینل بدل بدل کر عمارت کے چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔ وہ باہر ایسے حصوں سے بھی گزر کر آسکتا ہے' جہاں کے چینل بدل کر میں دوسرے حصوں میں اسے تلاش کررہا تھا۔"

میں ان کی گفتگو کے دوران ہی اس کرائے کے قاتل کے پاس پہنچ گیا جو ہیلی کاپٹر لے جارہا تھا۔ وہ تقریباً پون گھنٹے تک پرواز کرتا رہا تھا۔ اس کے خیالات بتا رہے تھے کہ وہ افغانستان کی اسی سرحدی چوکی کے قریب پہنچ رہا ہے جہاں میں نے بلندی سے پوشی وان کی لاش پھینکی تھی۔

وہ کرائے کا قاتل میری مرضی کے مطابق ہیلی کاپٹر کو اور بلندی پر لے گیا پھر اس نے اچانک انجن کو بند کردیا۔ پنکھے کی گردش ختم ہوگئی۔ وہ ہزاروں فٹ کی بلندی سے تیر کی طرح آتا ہوا سرحدی چوکی کے پاس گرا۔ ایک زبردست دھماکے کے ساتھ بھڑکتے ہوئے شعلوں کی روشنی دور تک گئی اور وہاں کے مسلح گارڈز دور تک بھاگتے چلے گئے۔

میں نے دماغی طور پر واپس آکر روبی کے خیالات پڑھے۔ وہ ایک کے بعد دوسرا کیروسین لیمپ روشن کررہی تھی۔ احتیاطاً ایک ٹارچ ...... اور پستول بھی لے لیا تھا۔ پیری برٹن نے اس سے کہا تھا کہ وہ ٹارچ اور پستول لے کر جنریٹر روم میں جائے اور یقین کرے کہ وہاں اندر یا باہر پارس موجود نہیں ہے۔

روبی جس طرح اس کی ہدایات پر عمل کررہی تھی اس سے مجھے شبہ ہوا جیسے وہ سحر زدہ ہو اور کسی اعتراض کے بغیر اس کی ہدایات پر عمل کرتی رہتی ہو۔ میرے مقابلے پر آنے والے دس افراد وہاں مارے گئے تھے۔ وہ خوف زدہ تھی۔ اس کے باوجود ٹارچ اور پستول لے کر پیری برٹن کی ہدایت کے مطابق جنریٹر روم کی طرف آرہی تھی۔ یہ ممکن تھا کہ اس پر تنویمی عمل کیا گیا ہو اور یہ عمل کرنے والا پیری برٹن ہو۔

میرے شبے کو اس طرح بھی تقویت مل رہی تھی کہ دن رات اس کے ساتھ رہنے والی کو تہ خانے کے چور دروازے کا علم نہیں تھا اور نہ ہی اس نے ضد کی تھی کہ وہ کبھی اسے تہ خانے میں لے جائے یا اسے تہ خانے کا کوئی راز بتائے۔ اس نے جس حال میں اسے رکھا تھا' وہ اسی حال میں کوئی سوال کیے بغیر یا کوئی اعتراض کیے بغیر وہاں زندگی گزار رہی تھی۔

میں نے اس حد تک سمجھ لیا کہ عالمی سطح کا مجرم ا[...] غیر معمولی صلاحیتیں بھی رکھتا ہے۔ مجھے اس عمارت میں [...] رہنا ہوگا۔

وہ ٹارچ روشن کرتی ہوئی جنریٹر روم میں آئی۔ میں [...] دماغ پر حاوی تھا اور اس کے پیچھے چل رہا تھا۔ وہ جنریٹر [...] طرف تلاش کرنے کے بعد باہر آئی پھر موبائل کے ذ[...] برٹن سے رابطہ کیا۔ اس بار وہ میری مرضی کے مطابق [...] جنریٹر روم کے دروازے پر ہوں۔ اندر اچھی طرح دیکھ [...] کوئی نہیں ہے لیکن دروازے کے پاس آتے ہی میں نے [...] سنی ہے جیسے کوئی دوڑتا ہوا ایک جگہ سے دوسری جگہ گیا [...] کوئی آواز نہیں ہے۔ میں ٹارچ کی روشنی میں دور تک [...] ہوں۔"

پیری برٹن نے کہا "ٹارچ بجھا کر دس پندرہ منٹ [...] کھڑی رہو۔ پوری توجہ سے کوئی آہٹ سننے کی کوشش کر[...]

میں نے روبی کی باتوں سے پیری برٹن کے دل میں شب[...] تھا کہ وہاں کوئی ہے اور اسے جنریٹر کی مرمت کے لیے تہ [...] باہر نہیں آنا چاہیے۔

روبی اس کی ہدایت کے مطابق وہاں کھڑی رہی۔ [...] میں اس کے قریب سے گزر کر عمارت کے اندر گیا۔ چونکہ [...] دماغ پر حاوی تھا اس لیے نہ مجھے دیکھ سکی اور نہ میرے [...] آہٹ سن سکی۔ میں نے اندر آکر ایک کیروسین لیمپ کو [...] کچن میں آکر کیروسین چولہا جلا کر کچھ کھانے کی چیزیں گرم [...] کھانے کے دوران ہی چولہے پر گرما گرم کافی تیار کی پھر کافی [...] کیروسین لیمپ اٹھا کر بڑے سے ڈرائنگ روم میں آکر [...] کے شعلوں کے قریب ایزی چیئر پر بیٹھ کر کافی پینے لگا۔

میں روبی سے غافل نہیں تھا۔ اس کے دماغ میں جا[...] تھا۔ وہ پیری برٹن کی ہدایات کے مطابق عمارت کے [...] حصوں میں مجھے تلاش کرتی ہوئی اوپری منزل کی طرف چلی [...] میں اس دوران میں پیٹ بھر کر کھانے کے بعد کافی پی رہا تھا [...] دان کی گرمی سے لطف اٹھا رہا تھا۔

پیری برٹن کے لیے بہت زیادہ تجسس پیدا ہوگیا تھا۔ [...] یقیناً امریکی اکابرین سے رابطہ کیا ہوگا۔ یہ معلوم کرنا ضرور[...] پیری برٹن کی حفاظت کے لیے آئندہ کس طرح کے اقدا[...] جارہے ہیں۔

پہلے میں نے معلوم کیا کہ روبی اوپری منزل میں ا[...] تلاش کرنے کے بعد گراؤنڈ فلور میں میری طرف آرہی [...] اس کمرے سے نکل کر دوسرے کمرے میں آیا۔ جب وہ [...] اتر کر بڑے سے ڈرائنگ روم میں جانے لگی تو میں سیڑھیاں [...] اوپر بڑے کمرے میں آیا۔ وہاں آتش دان میں سوکھی ہوئی [...] رکھ کر جلانے کے دوران ہی روبی کے دماغ میں بھی جاتا [...]

ڈرائنگ روم میں پہنچ کر ٹھٹک گئی۔ فوراً موبائل کے ذریعے بولی۔ "پیری! یہاں کوئی ہے۔ میں کیروسین لیمپ کارنس پر رکھ کر گئی تھی۔ اب وہ میز پر ہے اور ایک خالی مگ ہے جس میں تھوڑی سی کافی رہ گئی ہے۔"

پیری نے کہا "اگر کافی کا مگ ہے تو کچن میں جا کر دیکھو وہاں کافی تیار کی گئی ہوگی۔"

"پیری! تم مجھ جیسی تنہا عورت کو خطرے کا سامنا کرنے کہاں کہاں بھیجتے رہو گے۔ کیا تم چاہتے ہو کہ میں مرجاؤں۔"

"فضول باتوں میں وقت ضائع نہ کرو۔ کچن میں جاؤ۔ جیسے ہی کوئی نظر آئے' ایک لمحہ بھی ضائع کیے بغیر اسے گولی ماردو۔"

وہ نہ چاہنے کے باوجود کچن میں آئی پھر بولی "یہاں کھانے کی کچھ چیزیں یوں بچی ہوئی ہیں جیسے کسی نے کھانے کے بعد انہیں چھوڑ دیا ہو۔"

"بس۔ اب کسی شبہے کی گنجائش نہیں ہے۔ ہماری اس بڑی سی چار دیواری کے اندر پارس پہنچ گیا ہے۔ اسے آواز دو۔ اس سے دوستی کرو۔ میں ابھی امریکی فوج کے اعلیٰ افسر سے باتیں کرتا ہوں۔"

میں ایک اعلیٰ حاکم کے دماغ میں پہنچ گیا۔ ان کا طریقۂ کار جانتا تھا کہ جب کوئی اہم بات ہوتی تھی تو ان تمام اکابرین کو خفیہ سگنل مل جاتا تھا اور وہ اپنے اس فون کا اسپیکر آن کردیتے تھے' جو فوج کے اعلیٰ افسر سے منسلک رہتے تھے۔

اس اعلیٰ حاکم نے بھی یہی کیا تھا اور فوج کے اعلیٰ افسر سے ہونے والی باتیں سن رہا تھا۔ دوسری طرف سے پیری برٹن کی آواز سنائی دی۔ وہ پریشان ہو کر بولا "میں بڑی مصیبت میں پڑگیا ہوں۔ آپ نے کس قسم کے کرائے کے قاتلوں کو بھیجا تھا؟ سات طیارے میں اور چار ہیلی کاپٹر میں آئے تھے۔ ان میں سے دس مارے گئے ہیں اور گیارھواں ہیلی کاپٹر میں فرار ہوگیا ہے۔"

اعلیٰ افسر نے کہا "ہمیں فرہاد کے دونوں بیٹوں کی رپورٹیں مل رہی ہیں۔ علی تیمور نے پیرس میں ہماری دو بڑی خفیہ ایجنسیوں کو بالکل ہی تباہ کردیا ہے۔ تمہاری طرف آنے والوں میں گیارھواں شخص فرار ہوا تھا۔ وہ ہیلی کاپٹر سمیت افغانستان کی سرحدی چوکی کے پاس جگہ آکر گرا ہے جہاں پوشی وان کی لاش کو بلندی سے پھینکا گیا تھا۔ تمہاری طرف آنے والے سب ہی مارے گئے ہیں پھر تمہیں کیا پریشانی ہے؟"

"پریشانی ہی پریشانی ہے۔ کیا آپ اتنی سی بات نہیں سمجھ رہے ہیں کہ یہاں آنے والے ہمارے آدمی مارے گئے ہیں اور انہیں مارنے والا دشمن میرے سر پر سوار ہوگیا ہے۔ میری عمارت میں گھس آیا ہے۔ میں تہ خانے میں چھپا ہوا ہوں۔ یہاں الیکٹرانک آلات کے ذریعے اس چھپنے والے کو دیکھ کر ایک خفیہ تکنیک سے ہلاک کرسکتا ہوں لیکن اس نے جنریٹر میں خرابی پیدا کردی ہے۔

میرے لیے بڑے مسائل پیدا کیے ہیں۔ میں اس جنریٹر کی مرمت کرنے کے لیے تہ خانے سے باہر نہیں نکل سکوں گا۔"

"ہوں۔ ہم مطمئن تھے کہ فرہاد مرچکا ہے لیکن وہ اپنے دونوں بیٹوں کی صورت میں زندہ ہے اور وہ دونوں اپنے باپ سے بھی زیادہ تباہی مچا رہے ہیں۔ فرانس' تاجکستان' ازبکستان اور افغانستان ہر ملک میں ہمارے لیے مسائل پیدا کررہے ہیں۔ اگر انہیں نہ روکا گیا تو یہ امریکا تک پہنچیں گے۔"

"پلیز آپ ابھی صرف میرا مسئلہ حل کریں۔ میرے گھر میں گھس آنے والے کو کسی طرح مار ڈالیں یا یہاں سے بھگادیں۔"

"ایک طرح سے یہ اچھا ہے کہ وہ تمہاری چار دیواری میں چھپا ہوا ہے۔ ہم اسے چاروں طرف سے گھیر سکتے ہیں۔"

"میں چاروں طرف سے گھیرنے والوں کا انجام دیکھ چکا ہوں۔ آپ یہ کیوں نہیں سمجھ رہے ہیں کہ اس سے فوجی انداز کی لڑائی نہیں لڑی جاسکے گی۔ وہ گوریلا جنگ لڑتا ہے۔ پلیز آپ کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے کی خدمات حاصل کریں۔"

"ہم اس پر ٹیلی پیتھی کے ذریعے بھی حملہ کرائیں گے اور اس بار گوریلا فائٹرز اور کمانڈوز بھیجیں گے۔ ہمارے کمانڈوز خفیہ آلات اور تکنیک سے بارودی سرنگوں اور فولادی شکنجوں کو آسانی سے دریافت کرلیتے ہیں۔ اس وقت تمہاری گھڑی کے مطابق نو ساڑھے نو بجے ہوں گے۔ ہمارے گوریلے اور کمانڈوز رات کے تین بجے تک وہاں پہنچنے کی کوشش کریں گے۔"

"آپ کی مہربانی ہے۔ ویسے آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ میں اپنے لیے کیسی کیسی حفاظتی تدابیر کرتا ہوں۔ آپ شاید سمجھ رہے ہوں کہ امریکا' فرانس' روس اور جرمنی وغیرہ کے اہم راز دستاویزات کی صورت میں یہاں میرے تہ خانے میں ہوں گے۔ اگر آپ پارس کو ہلاک کرنے کے لیے میرے گھر کی چار دیواری کو کھنڈر بنادیں گے تو میں بھی پارس کے ساتھ ہلاک ہوجاؤں گا پھر کبھی کھدائی کرنے کے بعد وہ تمام اہم اور خفیہ دستاویزات آپ کو مل جائیں گی تو آپ ایسی رائے قائم کرکے بہت بڑی غلطی کریں گے۔"

"تم خواہ مخواہ ہم پر شبہ کررہے ہو۔"

"میں آپ کو ایسی کسی غلطی سے بچانا چاہتا ہوں کیونکہ اس عمارت کو کھنڈر بنایا جائے گا اور میری موت کی اطلاع میرے بھائی تک پہنچے گی تو وہ گھر کا بھیدی بن کر آپ کی لنکا ڈھادے گا۔ بہرحال میں رات تین بجے تک اس تہ خانے میں قید رہ کر آپ کے گوریلوں اور کمانڈوز کا انتظار کروں گا۔"

"وہ اعلانیہ نہیں آئیں گے لیکن موبائل فون کے ذریعے تمہیں ان کی آمد کی اطلاع مل جائے گی۔"

پیری برٹن نے رابطہ ختم کردیا۔ میں اسی اعلیٰ حاکم کے دماغ میں رہ کر ان کی پلاننگ سننے لگا۔ فوج کے ایک افسر نے کہا "ہمیں

مہاراج سے کام لینا چاہیے۔ اس طرح دو فائدے حاصل ہو سکتے ہیں۔ ایک تو مہاراج پیری برٹن کی بیوی روی برٹن کے دماغ سے معلوم کرتا رہے گا کہ پارس اس عمارت میں کب تک رہے گا اور وہاں سے کہاں جانے کا ارادہ رکھتا ہے؟ اسے تو ہمارے کمانڈوز ہلاک کریں گے۔ مہاراج کمانڈوز کو بتائے گا کہ پارس اس عمارت کے کس حصے میں چھپتا پھر رہا ہے۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ مہاراج ٹیلی پیتھی کے ذریعے کسی کو بھی آلۂ کار بنا کر پیری برٹن کو زخمی کرے گا پھر اس کے دماغ میں پہنچ کر معلوم کرے گا کہ تمام بڑے ممالک کے اہم خفیہ راز اس کے تہ خانے میں ہیں یا واقعی اس نے ان تمام خفیہ دستاویزات کو اپنے کسی بھائی کے پاس چھپا رکھا ہے۔ ہمیں اس کے بھائی کی پوری ہسٹری معلوم ہو جائے گی۔"

سب نے اس مشورے کی تائید کی۔ فوج کے اعلیٰ افسر نے ایک میجر سے کہا "ہمارے چالاک اور مستعد گوریلوں اور کمانڈوز کی ٹیمیں بنا کر ابھی انہیں کرغان کی طرف روانہ کرو۔ انہیں پیری برٹن کی دو منزلہ عمارت کے بارے میں تمام باتیں تفصیل سے سمجھا دو۔ یہاں سے روانگی میں دیر نہ ہو۔ انہیں وہاں کے وقت کے مطابق رات کے تین بجے پہنچنا چاہیے۔"

پھر اعلیٰ افسر نے فون کے ذریعے مہاراج کے آلۂ کار سے کہا۔ "ہم مہاراج سے ابھی ضروری گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔ انہیں اطلاع دو۔ ہم سب یہاں ان کے منتظر ہیں۔"

تھوڑی دیر بعد مہاراج نے ایک جونیئر فوجی افسر کی زبان سے کہا "میں یہاں موجود ہوں۔"

اعلیٰ افسر نے کہا "ہمیں خوشی ہے کہ آپ یاد کرتے ہی چلے آتے ہیں۔ آپ دیکھ رہے ہوں گے کہ ہم نے آپ کے بیٹے کو ایک شہزادے کی طرح رکھا ہے۔ وہ یہاں بہت خوش ہے۔"

"ہاں میں بیٹے کے دماغ میں پہنچ کر معلوم کرتا رہتا ہوں۔ وہ خود کو یہاں قیدی نہیں سمجھ رہا ہے۔ خود کو مہمان سمجھ کر خوش رہتا ہے۔"

"پلیز آپ اپنے بیٹے کے لیے قیدی کا لفظ استعمال نہ کریں۔ جب تک آپ ہمارے کام آتے رہیں گے، آپ کا بیٹا امریکا کا ایک معزز شہری بن کر رہے گا۔"

"میں اس سلسلے میں بحث نہیں کروں گا۔ آپ فرمائیں، کس لیے مجھے یاد کیا ہے؟"

وہ مہاراج کو بتانے لگا کہ کرغان کے جنوب میں سیکڑوں میل دور برفانی علاقے میں ایک دو منزلہ عمارت ہے جہاں ایک میاں بیوی رہتے ہیں۔ وہاں پارس نے دس افراد کو قتل کیا ہے اور اس عمارت میں گھس کر ان میاں بیوی کے لیے پرابلم بنا ہوا ہے۔ شاید وہ ایک رات وہاں گزار کر کہیں چلا جائے گا لیکن ایسی ویران جگہ اسے ایک مکان کی چار دیواری میں گھیر کر ہلاک کیا جا سکتا ہے۔ فرہاد کے بعد اس کے دونوں بیٹے درجنوں کرائے کے قاتلوں اور ان کے خفیہ ایجنٹوں کو ہلاک کر چکے ہیں۔

اعلیٰ افسر نے فون کے ذریعے پیری برٹن سے کہا "اپنی بیوی مسز روی برٹن کی آواز فون پر سناؤ۔ مہاراج، روی کے دماغ میں رہ کر تمہارے تمام مسائل حل کریں گے۔"

کچھ دیر بعد روی کی آواز فون پر سنائی دی۔ مہاراج نے کہا۔ "ٹھیک ہے، میں اس کے دماغ میں جا رہا ہوں لیکن آپ کی طرف سے بھی مجھے پوری معلومات حاصل ہونی چاہیے کہ آپ پارس کے خلاف کیا اقدامات کر رہے ہیں؟"

اعلیٰ افسر نے کہا "وہاں کے وقت کے مطابق رات تین بجے تک ہمارے گوریلے اور کمانڈوز وہاں پہنچ جائیں گے۔ وہ پارس کو وہاں سے زندہ نہیں جانے دیں گے۔"

مہاراج خیال خوانی کی پرواز کر کے روی کے دماغ میں آیا۔ اسے مخاطب نہیں کیا۔ خاموشی سے وہاں کے تمام حالات معلوم کرنے لگا۔ اسے وہ تمام واقعات معلوم ہوئے کہ ازبکستان، افغانستان کی سرحدی چوکی اور اس برفانی علاقے تک کتنے ہی کرائے کے قاتل، سراغ رساں اور خفیہ ایجنسیوں کے ایجنٹس پھیلے ہوئے ہیں۔ پہلے انہوں نے علی تیمور کو ہلاک کرنا چاہا۔ وہ پیرس جا کر وہاں کی خفیہ ایجنسیوں کے لیے موت کا فرشتہ بن گیا ہے اور اب پارس اس برفانی علاقے میں ہے اور وہ بھی یوشی وان جیسے نامی گرامی قاتلوں کو ہلاک کر رہا ہے۔ اب تک وہ کسی قاتل کے نشانے پر نہیں آیا ہے لیکن اب امریکی اکابرین کو یقین ہے کہ ان کے گوریلے اور کمانڈوز اور پھر مہاراج کی ٹیلی پیتھی پارس کو وہاں سے زندہ نہیں جانے دے گی۔

مہاراج نے پوری تفصیل سے وہاں کے حالات معلوم کیے پھر وہ پارس کے دماغ میں آ کر بولا "میں سوریہ راج عرف مہاراج ہوں۔"

"ہاں بولو۔ مجھ سے کوئی کام ہے؟ تم نے پاپا کے آخری دنوں میں ان سے وفاداری کی ہے۔ ہم تمہاری عزت کرتے ہیں۔"

"بیٹے! تمہارے پاپا کے لیے میرا دل روتا ہے۔ انہوں نے ایک بار میری جان بچائی اور کئی بار میرے اکلوتے بیٹے مہیش کو دشمنوں سے محفوظ رکھا ہے۔ اب میرا فرض ہے کہ میں ان کے بیٹوں کے کام آتا رہوں۔ ابھی تم پیری برٹن کے مکان میں ہو اور امریکی اکابرین تمہیں ہلاک کرانے کے لیے گوریلوں اور کمانڈوز کی ٹیمیں بھیج رہے ہیں۔ مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ اپنی ٹیلی پیتھی کے ذریعے تمہیں ٹریپ کروں۔"

پارس نے پوچھا "کیا وہ آپ پر بھروسا کرتے ہیں کہ آپ ان کے لیے کام کریں گے؟"

"ہاں میرا بیٹا مہیش ان کی قید میں ہے۔ انہیں پورا یقین ہے کہ میں اپنے بیٹے کی سلامتی کے لیے تمہارے خلاف ان کا ساتھ دوں گا۔"

"پھر تو آپ بیٹے کی سلامتی چاہیں گے۔"

"تم بھی میرے بیٹے ہو۔ اس لیے تمہارے پاس آ کر تمہیں پیش آنے والے حالات سے آگاہ کر رہا ہوں اور تمہیں ایک ایسی راز کی بات بتا رہا ہوں جسے امریکی اکابرین نہیں جانتے ہیں۔ میں نے ایک نوجوان پر تنویمی عمل کر کے اسے اپنا بیٹا مہیش بنا کر امریکا بھیجا تھا اور امریکی اکابرین بڑی خوش فہمی میں مبتلا رہ کر بہت خوش ہیں کہ انہوں نے مہیش کو قیدی بنا کر مجھے مجبور اور بے بس کر دیا۔"

"آپ نے ایک ڈمی مہیش کو امریکا میں قیدی بنا کر کیوں رکھا ہے اور ان کے سامنے مجبوری اور بے بسی کیوں ظاہر کر رہے ہیں؟"

"میں امریکا اور اسرائیل کے درمیان مخالفت پیدا کرنا چاہتا ہوں۔ الپا بھی اس ڈمی کو میرا سگا بیٹا مہیش سمجھ کر اسے اغوا کرانا اور اسے اپنی قید میں رکھ کر مجھے اپنا تابع دار بنانا چاہتی ہے۔"

"پھر تو آپ بڑی زبردست چال چل رہے ہیں۔ کیا آپ مجھے ان تمام حالات پر غور کرنے کے لیے آدھے گھنٹے کا وقت دیں گے۔"

"ضرور... تم غور کرو۔ میں آدھے گھنٹے بعد آؤں گا۔"

وہ پارس کے دماغ سے چلا گیا۔ ثانی خاموشی سے پارس کے اندر رہ کر تمام باتیں سن رہی تھی۔ اس نے میرے پاس آ کر مہاراج کی بیان کی ہوئی تمام باتیں بتائیں۔ میں نے کہا "میں مہاراج کے سلسلے میں بہت سی باتیں جانتا ہوں۔ میری ہلاکت کی خبر پھیلنے پر تمام دشمن خوش ہوتے رہے۔ صرف پورس کو صدمہ ہوا۔ مہاراج کو بھی افسوس ہوا لیکن وہ میری طرح ٹیلی پیتھی کی دنیا پر چھا جانے کے لیے امریکا سے گٹھ جوڑ کرنے لگا۔ وہ چاہتا تھا کہ ٹرانسفارمر مشین کے ذریعے اس کے بیٹے مہیش کو بھی ٹیلی پیتھی کا علم آ جائے۔ پھر اس کی عقل میں بات آئی کہ بیٹا امریکا جائے گا تو امریکی اکابرین اسے قیدی بنا کر اور ایک باپ کی کمزوری بنا کر اپنا ... تابع دار بنا لیں گے۔ لہٰذا اس نے ایک ڈمی مہیش کو امریکا بھیج دیا۔ اب وہ ڈمی مہیش امریکا میں قید ہے اور مہاراج یہ تماشا دیکھنے والا ہے کہ الپا بھی اس ڈمی کو اصلی مہیش سمجھ کر اغوا کرانے والی ہے تاکہ مہاراج کو اپنے قابو میں رکھ سکے۔"

ثانی نے کہا "اس کا مطلب یہ ہے کہ مہاراج، الپا امریکی اکابرین اور ہمارے ساتھ ڈبل گیم کھیل رہا ہے۔"

"ہاں۔ ابھی اس نے ہمیں اعتماد میں لینے کے لیے یہ راز بتا دیا ہے کہ امریکا کی قید میں ایک ڈمی مہیش ہے۔ اس کا خیال یہ ہو سکتا ہے کہ اس طرح اسے ٹیلی پیتھی کے ذریعے مدد کرنے کے بہانے پارس کے اندر جاتے آتے رہنے کی آزادی رہے گی۔ اس برفانی علاقے میں کسی موقع پر پارس زخمی ہو گا تو مہاراج کو اس کے دماغ پر قبضہ جما کر اسے اپنا معمول اور تابع دار بنانے کا سنہری موقع مل جائے گا۔"

"یہ آستین کا سانپ بن کر رہنا چاہتا ہے۔ اس کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے؟"

"ابھی دس پندرہ منٹ کے اندر پارس کو ٹرانس میں لے کر اس کا لب و لہجہ بدل دو۔ میں ایسی تدبیر کرتا ہوں کہ اس کی سوچ کی لہریں میرے دماغ میں آیا کریں گی۔"

پارس نے مہاراج کو آدھے گھنٹے بعد آنے کے لیے کہا۔ ثانی کے پاس اتنا وقت تھا کہ وہ پارس کا لب و لہجہ بدل سکتی تھی۔ میں نے آمنہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا "بہت اہم معاملہ ہے۔ اس لیے تمہاری عبادت میں مخل ہو رہا ہوں۔ پلیز فوراً پارس کی آواز اور لب و لہجے کو میرے دماغ میں نقش کر دو۔"

آمنہ نے کہا "آنکھیں بند کر کے پارس کا تصور کرو پھر ایک منٹ کے بعد آنکھیں کھول دو۔ تمہاری خواہش پوری ہو جائے گی۔"

میں نے یہی کیا۔ مہاراج آدھے گھنٹے بعد میرے دماغ میں آیا۔ اس کی سوچ کی لہروں نے پارس کے لب و لہجے کے مطابق اسے میرے اندر پہنچا دیا۔

اس نے کہا "میں تمہارے مقررہ وقت پر آ گیا ہوں اور تم سے کہنا چاہتا ہوں کہ اس عمارت میں رہو گے تو دشمن تمہیں چاروں طرف سے گھیر لیں گے۔ یہاں سے زندہ نہیں جانے دیں گے۔"

"میں بھی یہی سوچ رہا ہوں لیکن یہاں سے باہر نہیں جا سکوں گا۔ چاروں طرف گہری تاریکی ہے۔ جیسا کہ تمہیں معلوم ہو گا۔ عمارت کے چاروں طرف بارودی سرنگیں اور فولادی شکنجے ہیں۔ میں ایک پنسل ٹارچ کی روشنی میں ان کا سراغ نہیں لگا سکوں گا۔ ویسے تم میری مدد کر سکتے ہو۔"

"میری جان حاضر ہے۔ بتاؤ میں کیا کروں؟"

"ان میاں بیوی کے دماغوں میں جھانک کر معلوم کرتے رہو کہ موت کا جال کہاں کہاں بچھایا گیا ہے اور مجھے کن راستوں سے گزر کر اس عمارت سے دور چلا جانا چاہیے۔"

"میں ابھی ان کے دماغوں میں جھانک کر معلوم کرتا ہوں۔"

وہ چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد واپس آ کر بولا "بڑی مشکل ہے۔ دونوں میاں بیوی پیری برٹن اور روی برٹن یوگا کے ماہر ہیں۔ ان دونوں نے میری سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روک لی تھی۔"

میں نے انجان بن کر کہا "مہاراج! میں تو سمجھ رہا تھا کہ روی شراب پیتی ہے۔ اس کے دماغ میں جگہ مل جائے گی۔"

"یہاں جو شراب کی بوتلیں ہیں، وہ مہمانوں کے لیے رکھی گئی ہیں۔ روی شراب نہیں پیتی ہے۔"

مہاراج کا دوغلا پن صاف ظاہر ہو گیا۔ اس کے فرشتے بھی نہیں جانتے تھے کہ میں روی کے دماغ میں جاتا رہتا ہوں۔ میں نے کہا "تم ابھی جاؤ۔ مجھے کچھ سوچنے سمجھنے دو کہ ان حالات میں مجھے

کیا کرنا چاہیے۔"

وہ چلا گیا۔ میں نے ثانی سے کہا "یہاں رات کے گیارہ بج رہے ہیں۔ مجھ پر حملہ کرنے والے رات کے تین بجے تک آئیں گے۔ تم میرے پاس آؤ۔ میں تمہیں مہاراج کے بیٹے میش کے دماغ میں پہنچاؤں گا۔ تم اس کے دماغ پر قبضہ جما کر ایسی جگہ لے جاؤ جہاں مہاراج نہ پہنچ سکے پھر ایک نوجوان پر تنویمی عمل کرکے اسے میش بنا کر اسی جگہ پہنچا دو' جہاں سے تم اصل میش کو لے جاؤ گی۔ ان کاموں سے نمٹ کر میرے پاس آؤ۔"

ثانی میرے پاس آئی۔ میں نے اسے اصل میش کے دماغ میں پہنچا دیا۔ مہاراج امریکا میں جس جونیئر افسر کو آلۂ کار بنا کر اس کے ذریعے دوسرے اکابرین سے گفتگو کرتا تھا' وہ آرمی ہیڈ کوارٹر میں رہتا تھا۔ میں مہاراج سے پہلے بھی ایک آدھ بار اس کے اندر جا چکا تھا۔ میں نے اس کے اندر پہنچ کر یہ معلوم کیا کہ وہ میجر کون ہے' جو گوریلوں اور کمانڈوز کی ٹیمیں کرغان کی طرف روانہ کرچکا ہے۔

میں جونیئر افسر کے ذریعے اس میجر کے دماغ میں پہنچا۔ وہ اکابرین سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ فرہاد کے بیٹے اس میجر تک پہنچ سکتے ہیں کیونکہ علی تیمور اور پارس ٹیلی پیتھی نہیں جانتے تھے۔

گوریلوں اور کمانڈوز کی ٹیمیں اپنے اپنے طور پر الگ ایکشن کے لیے الگ الگ طیاروں میں روانہ ہوئی تھیں۔ ان میں سے ہر ٹیم کا ایک کمانڈر تھا۔ ان تمام کمانڈوز کا رابطہ اس میجر سے تھا اور وہ وائرلیس کے ذریعے اسے بتا رہے تھے کہ وہ کتنا فاصلہ طے کرچکے ہیں اور منزل تک پہنچنے کے لیے کتنا فاصلہ رہ گیا ہے۔ فوجی امریکی ہوں یا کسی اور ملک سے تعلق رکھتے ہوں' ان میں سے اکثر شراب پینے کے عادی ہوتے ہیں پھر برفانی علاقوں میں تو شراب ان کے لیے لازمی ہو جاتی ہے۔ جتنے کمانڈر ابھی میجر سے رابطہ کر رہے تھے' میں ان سب کے دماغوں میں پہنچتا جا رہا تھا۔

تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد ثانی نے آکر کہا "پاپا! کام ہو چکا ہے۔ میں نے اصل میش کا لب و لہجہ بدل دیا ہے۔ پارس نے اسے لے جاکر دوسری جگہ قید کردیا ہے پھر میں نے دوسرے نوجوان پر تنویمی عمل کرکے اصل میش کا لب و لہجہ اس کے دماغ میں نقش کرکے اسے اصل میش کی جگہ پہنچا دیا ہے۔"

میں نے ثانی کو سمجھایا کہ اب اسے کیا کرنا چاہیے۔ وہ نیلماں بن کر الپا کے پاس آئی۔ الپا نے ایک عورت کی آواز سن کر کہا۔ "نیلماں! تم اس عورت کے اندر رہ کر باتیں کرسکتی ہو۔"

"میں زیادہ باتیں نہیں کروں گی کیونکہ اپنی کھوئی ہوئی آتما شکتی کو حاصل کرنے کے لیے دن رات ریاضت اور پوجا پاٹ میں مصروف رہتی ہوں۔ آج اس لیے مجبور ہو کر آئی ہوں کہ پارس کی طرح مہاراج بھی میرا دشمن ہے۔ میں اس کی کوئی چال کامیاب نہیں ہونے دوں گی۔ اس کا اصل بیٹا میش ہندوستان میں ہے۔ وہ ایک ڈمی میش کے ذریعے امریکیوں کو دھوکا دے رہا ہے۔"

"تمہارے پاس کیا ثبوت ہے کہ امریکا میں رہنے والا میش ڈمی ہے؟"

"مہاراج نے اپنے بیٹے کا لب و لہجہ بدل دیا ہے تاکہ کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا اس کے دماغ میں نہ جاسکے لیکن میرے پاس اس حد تک آتما شکتی ہے کہ میں کھرے اور کھوٹے کو پہچان لیتی ہوں۔ تم میرے دماغ میں آؤ۔ میں تمہیں اصل میش کے اندر پہنچا دوں گی۔"

الپا' ثانی کے دماغ میں آئی۔ اس نے اسے اپنے ڈمی میش کے پاس پہنچا دیا۔ اس میں اور امریکا والے ڈمی میش میں یہ فرق تھا کہ مہاراج نے جو لب و لہجہ اپنے بیٹے کے دماغ میں نقش کیا تھا' وہ ہندوستان میں رہنے والے میش کا لب و لہجہ بن گیا تھا۔

ثانی نے کہا "تم اسے اغوا کرکے کہیں چھپا دو پھر مہاراج سے بولو کہ اس کا اصل بیٹا تمہارے پاس ہے تو تمہیں میری سچائی معلوم ہو جائے گی۔"

یہ کہہ کر ثانی نے سانس روک لی۔ الپا اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہو گئی۔ امریکا میں جو میش تھا اس کا لہجہ ڈھکا چھپا نہیں تھا۔ وہاں کے تمام اکابرین اور اونچی سوسائٹی کی لڑکیاں اس سے ملتی رہتی تھیں لہٰذا اس کے دماغ میں آسانی سے پہنچا جاسکتا تھا۔

وہ میش ایک امریکی رئیس اعظم کی ایک کاک ٹیل پارٹی میں تھا۔ ایسے وقت میں نے دو افراد کو آلۂ کار بنایا۔ ایک کے ذریعے مین سوئچ کو آف کیا۔ دوسرے کے ذریعے ڈمی میش کو گولی مار دی۔ اسے مردہ دیکھ کر امریکی اکابرین کے ہوش اڑ گئے۔ مہاراج جیسا ٹیلی پیتھی جاننے والا اب اپنے بیٹے کی موت کا انتقام ان سے لینے والا تھا۔

ثانی نے نیلماں بن کر مہاراج کو مخاطب کیا "مہاراج ادھیراج! کن ہواؤں میں اڑ رہے ہو۔ میں نیلماں بول رہی ہوں۔"

وہ بولا "اب تو تم کئی کئی مہینوں کے بعد رابطہ کرتی ہو۔ آخر کہاں گم رہتی ہو؟ کیا کرتی پھر رہی ہو؟"

"اب میں ان کے پاس جاتی ہوں' جو خود کو خوش قسمت سمجھتے ہیں اور اپنی بدقسمتی سے بے خبر رہتے ہیں۔"

"تم کہنا کیا چاہتی ہو؟"

"اپنے امریکی میش کے پاس جاؤ۔ تمہیں معلوم ہو جائے گا۔"

ثانی اس کے دماغ سے چلی گئی۔ مہاراج نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ ڈمی میش کے دماغ میں پہنچنا چاہا۔ اس کی سوچ کی لہریں واپس آگئیں۔ اس نے امریکی اکابرین کے دماغوں میں پہنچ کر معلوم کیا کہ وہاں ایک کاک ٹیل پارٹی میں کسی نے اس کے بیٹے کو گولی

مار دی ہے۔ اب وہ اپنا بیٹا تو نہیں تھا لیکن اسے باپ بن کر ماتم کرنا اور غصہ دکھانا تھا۔ وہ فوج کے جونیئر افسر کے اندر رہ کر اس کے ذریعے گرجنے لگا "میں نے تمہارے کسی کام سے انکار نہیں کیا۔ اس کے باوجود تم لوگوں نے میرے بیٹے کو مار ڈالا۔ میں تم لوگوں سے ایسا انتقام لوں گا کہ تمہاری آئندہ نسلیں بھی مہاراج کا نام سن کر کان پکڑیں گی اور توبہ کریں گی۔"

تمام اکابرین اپنے اپنے طور پر اسے سمجھانے کی کوششیں کرنے لگے لیکن اس نے ایک سگے باپ کی طرح چیلنج کیا "تم لوگوں نے میری آئندہ نسل کو مار کر جو نقصان پہنچایا ہے' میں اس سے زیادہ نقصان تمہیں پہنچاؤں گا۔ تمہارے کسی مشن کو کامیاب نہیں ہونے دوں گا۔ میں جا رہا ہوں اور ابھی اینٹ کا جواب پتھر سے دوں گا۔"

وہ غصہ دکھا کر دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہو گیا پھر اس نے دماغ کو ٹھنڈا کیا۔ ویسے بھی نمائشی غصہ دکھا رہا تھا۔ اب وہ سوچنے لگا "دنیا کی نظروں میں وہ میرا بیٹا تھا۔ اسے میرا بیٹا سمجھ کر گولی مارنے والا میرا کوئی دشمن ہوگا۔ نہیں۔ ہوگا نہیں' ہوگی۔ الپا ہی ایسی دشمنی کرسکتی ہے۔"

وہ الپا کے دماغ میں آیا۔ وہ بولی "میری آلۂ کار کے پاس جاؤ۔ میں آرہی ہوں۔"

وہ اس کی آلۂ کار کے پاس آیا۔ وہ بولی "اب تمہیں میری ضرورت پڑے گی اور تم دن رات میرے پاس آیا کرو گے۔"

وہ گرج کر بولا "تم نے میرے بیٹے کو کسی آلۂ کار کے ذریعے گولی ماری ہے۔ اب تم اسے مار کر کیا حاصل کرو گی؟"

وہ ہنس کر بولی "کیوں بناسپتی غصہ دکھا رہے ہو۔ تمہارا بیٹا زندہ ہے اور میرے پاس خیریت سے ہے۔"

مہاراج اس بات پر ذرا چونک سا گیا پھر بولا "کیا بکواس کر رہی ہو؟"

"مہاراج! میں نے تو پہلے ہی کہا تھا کہ تم عقل سے پیدل ہو۔ تمہارا بیٹا میرے پاس ہے یا نہیں؟ یہ تم چند سیکنڈ میں معلوم کرسکتے ہو۔"

وہ فوراً ہی خیال خوانی کی پرواز کرکے اس ڈمی کے اندر پہنچا' جسے ثانی نے اصل میش کا لب و لہجہ دیا تھا۔ وہ ایک تاریک کمرے میں ایک کرسی پر رسیوں سے بندھا بیٹھا ہوا تھا۔ باپ نے تڑپ کر پوچھا "میرے بیٹے! تم کہاں ہو؟"

"آہ پتا جی! آپ آگئے ہیں؟ بھگوان کے لیے مجھے یہاں سے لے جائیں۔"

"تم کہاں ہو؟ اس جگہ کی نشان دہی کرو۔"

"میں نہیں جانتا کہاں ہوں۔ پتا نہیں میں کتنی دیر کے لیے دماغی طور پر غائب ہو گیا تھا۔ جب دماغ حاضر ہوا تو میرے اندر ایک عورت کی آواز سنائی دی۔ وہ خود کو الپا کہہ رہی تھی اور مجھے چیلنج کر رہی تھی کہ مجھے یہاں سے میرا باپ بھی نہیں لے جاسکے گا۔"

اب یہ بات سمجھ میں آنے والی تھی کہ وہ آئندہ الپا کے سامنے گھٹنے ٹیک کر کیسے گڑگڑاتا رہے گا۔ الپا ہو' مہاراج ہو' پیری برٹن ہو یا امریکی اکابرین سب میری حکمت عملی کی ڈور پر کٹھ پتلیوں کی طرح ناچ رہے تھے۔ میری طرف آنے والے گوریلوں اور کمانڈوز کی ٹیموں کے تمام کمانڈر اپنے اپنے طیاروں میں تھے اور میری مرضی کے مطابق اسلحے کی بکس سے ہینڈ گرینیڈ نکال کر ان کی پنیں دانتوں سے دبا کر نکال رہے تھے۔ رات کی تاریکی میں زمین اور آسمان کے درمیان یکے بعد دیگرے طیاروں کے پرخچے زوردار دھماکوں سے اڑتے اور بکھرتے جا رہے تھے۔

اے موت! تو ازل سے آرہی ہے مگر زندگی قیامت تک تجھ سے لڑتی رہے گی۔

کرغان کے ویران علاقے میں جہاں حدِ نظر تک برف ہی برف نظر آتی تھی' وہاں صرف ایک دو منزلہ عمارت تھی۔ میں نے بڑی دشواریوں سے وہاں تک پہنچ کر اس عمارت میں پناہ لی تھی۔ اس عمارت کے مکین پیری برٹن اور اس کی بیوی رومی برٹن تھے۔ وہاں پہنچتے ہی میں نے بڑی قوت والے جنریٹر کے سوئچ کو آف کردیا تھا تاکہ تہ خانہ میں چھپا ہوا پیری برٹن وہاں کے ٹی وی اسکرین پر مجھے نہ دیکھ سکے۔

پوری عمارت میں تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ اس کی بیوی نے کیروسین لیمپ روشن کیا تھا۔ پیری برٹن اتنا پُراسرار تھا کہ اس نے اپنی بیوی کو اور بیوی سے پہلے ساتھ رہنے والی عورتوں کو بھی کبھی تہ خانے کا چور دروازہ نہیں دکھایا تھا اور نہ مہمانوں میں سے کسی نے اس سے یہ راز پوچھا تھا۔ وہ جو حکم دیتا تھا' اس پر اس کی بیوی رومی برٹن سحر زدہ سی ہو کر عمل کرتی تھی جس سے یہ اندازہ کیا جاسکتا تھا کہ پیری برٹن پتا نوم جانتا ہے اور اس نے اپنی بیوی پر تنویمی عمل کیا ہے۔

وہ سب مجھے پارس سمجھ رہے تھے۔ جب میں اس مکان کے اندر تک پہنچ نہیں پایا تھا تب پیری برٹن نے مجھے ہلاک کرنے کے لیے ایک لاکھ ڈالر میں سودا کیا تھا۔ اس کی تمام باتیں میں رومی برٹن کے دماغ میں رہ کر معلوم کرتا رہا تھا۔ مجھے ہلاک کرنے کے لیے پہلے سات کرائے کے قاتل اور سراغ رساں ایک طیارے میں اور چار ایک ہیلی کاپٹر میں آئے تھے۔ عمارت کے چاروں طرف موت کا سامان کیا گیا تھا اور بارودی سرنگ بچھائی گئی تھی۔ میں نے ان سب کو اسی بچھائے ہوئے موت کے جال میں ختم کردیا تھا اور خود اس

مکان کے اندر پہنچ کر جنریٹر کو بند کر کے ان دونوں کے لیے بڑے مسائل پیدا کر دیئے تھے۔

روبی برٹن زیادہ سہمی ہوئی تھی۔ پیری برٹن تہ خانے میں کسی حد تک مطمئن تھا۔ وہ بہت بڑا بلیک میلر تھا۔ امریکا اور دوسرے بڑے ممالک کے اہم راز اس کے پاس محفوظ تھے۔ اس نے موبائل کے ذریعے جو امداد طلب کی تھی' وہ ناکام رہی تھی۔ میں نے سب کو جہنم میں پہنچا دیا تھا۔ اب امریکی فوج کے کمانڈوز اچھی خاصی تعداد میں آ رہے تھے۔ پیری برٹن نے فوج کے میجر سے کہا تھا کہ بمباری کے ذریعے اس کی دو منزلہ عمارت کو تباہ نہ کیا جائے۔ یہ نہ سمجھا جائے کہ وہ بمباری کے نتیجے میں تہ خانے کے اندر مارا جائے گا تو تمام ممالک کے اور ان کے اہم راز بھی جل کر خاک ہو جائیں گے۔ وہ تمام راز اس کے بھائی جیری برٹن کے پاس محفوظ ہیں۔ اس کی موت امریکا اور دوسرے بڑے ممالک کو بڑی مہنگی پڑے گی۔

اس نے کہا تھا۔ "اپنے تمام کمانڈوز سے کہو میری عمارت سے دو کلو میٹر دور رہیں کیونکہ عمارت کے چاروں طرف موت کا جال بچھا ہوا ہے۔ کمانڈوز ڈیٹیکٹر آلات کے ذریعے بارودی سرنگ وغیرہ کا سراغ لگا کر میری عمارت میں آ سکتے ہیں۔ وہاں میری بیوی' پارس کی موجودگی سے سہمی ہوئی ہے۔ پارس ایسے پُراسرار طریقے سے وہاں موجود ہے کہ میری بیوی نے اب تک اس کی صورت نہیں دیکھی ہے۔"

امریکی فوج کے میجر نے کہا۔ "ہو سکتا ہے وہاں پارس کی موجودگی کا شبہ ہو۔ پارس خود موجود نہ ہو۔"

"پارس ہو' یا کوئی بھی ہو۔ اس کی موجودگی کا اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہو گا کہ اس نے عمارت کے ایک حصے میں پہنچ کر جنریٹر کو بند کر کے پورے مکان میں اندھیرا کر دیا ہے۔ میں تہ خانے میں مانیٹرز کے ذریعے اوپر اپنے مکان کے اندرونی حصے اور مکان کے اطراف کے بیرونی حصے دیکھ سکتا تھا۔ اس طرح کوئی چھپ کر یہاں نہیں آ سکتا تھا۔ پارس نے میرے مانیٹرز بیکار کر دیئے ہیں۔"

میجر نے کہا۔ "ٹھیک ہے ہمارے کمانڈوز ڈیٹیکٹر آلات کے ذریعے بچتے ہوئے عمارت کے اندر پہنچ کر پارس کو فرار ہونے کا موقع نہیں دیں گے۔ فرہاد کے بیٹے کی موت ہمارے لیے بھی ضروری ہے۔"

میں اس امریکی فوج کے میجر کے اندر پہنچا ہوا تھا۔ ان کے تمام منصوبوں کو سمجھ رہا تھا۔ جب کئی کمانڈوز مختلف طیاروں میں بیٹھ کر آنے لگے تو میں نے معلوم کیا' ہر طیارے کے کمانڈوز کا ایک ایک کمانڈر ہے۔ وہ کمانڈر عمارت کے اطراف پہنچنے کے بعد اپنے اپنے طور پر اپنے کمانڈوز کو لے کر اس عمارت میں مختلف راستوں سے داخل ہوں گے۔ ان کمانڈوز کا رابطہ فوج کے میجر سے تھا اور میجر کے ذریعے میں ان تمام کمانڈروں کے دماغ میں پہنچ چکا تھا۔ میں یہ پچھلے باب میں بیان کر چکا ہوں کہ میں نے ہر طیارے کے کمانڈر کے دماغ میں گھس کر انہیں مجبور کیا کہ وہ اپنی اپنی فوجی کٹ سے گرینیڈ نکال کر اس کی چابی دانتوں سے نکالیں اور وہ ایسا کرتے گئے اور اپنے ہی کمانڈوز کو طیارے سمیت تباہ کرتے گئے۔

دوسری طرف کا مختصر سا قصہ یہ ہے کہ مہاراج نے اپنے بیٹے میش کی ایک ڈمی بنا کر امریکا بھیجی تھی اور فرمائش کی تھی کہ اس کے بیٹے کو ٹرانسفارمر مشین کے ذریعے ٹیلی پیتھی سکھائی جائے۔ میں نے اس مشین کو پھر ناکارہ بنا دیا تھا۔ امریکی اکابرین نے بیزار ہو کر اس مشین کے پرزے پرزے کر کے انہیں آرمی ہیڈ کوارٹر میں پہنچا دیا تھا۔ مہاراج کے بیٹے کو امریکا میں قیدی مہمان بنا کر مہاراج کی ٹیلی پیتھی سے فائدہ اٹھانا چاہتے تھے۔

مہاراج نے انہیں افغانستان کے مشن میں نقصان پہنچایا۔ وہاں ان کے تمام جاسوس اور کرائے کے قاتلوں کو مار ڈالا۔ امریکی اکابرین کو دھمکی دی کہ اس کے بیٹے کو قیدی بنا کر نقصان پہنچایا گیا تو وہ پورے آرمی ہیڈ کوارٹر کو تباہ کر دے گا۔

میری یہ داستان تیسری طرف یوں چل رہی تھی کہ ثانی نے میری ہدایات کے مطابق مہاراج کے اصل بیٹے پر تنویمی عمل کر کے اسے دوسری جگہ پہنچا دیا تھا اور ایک جوان کو تنویمی عمل کے ذریعے میش بنا کر الپا سے رابطہ کیا تھا۔ خود کو نیلماں ظاہر کر کے الپا کو ڈمی میش کے پاس پہنچایا تھا۔ الپا نے خوش ہو کر ڈمی میش پر تنویمی عمل کر کے اسے اپنا قیدی بنا لیا تھا۔

اب ہماری چالبازیوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ اصل میش ثانی کی قید میں تھا۔ دوسرا ڈمی میش امریکا میں اور تیسرا میش الپا کی قید میں چلا گیا۔ میں نے ماضی میں مہاراج اور اس کے اکلوتے بیٹے کی جان بچائی تھی تب سے وہ میرا احسان مند ہو گیا تھا اور قسم کھائی تھی کہ تمام عمر میرا وفادار ساتھی بن کر رہے گا۔

لیکن میری موت کی تصدیق ہونے کے بعد وہ اپنی قسم

بھول گیا۔ آمنہ نے روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے پلک جھپکتے ہی میرے ذہن میں پارس کا لب و لہجہ نقش کر دیا تھا۔ مہاراج نے میرے اندر آ کر مجھے پارس سمجھا اور جب یہ دیکھا کہ پارس ایک ویرانے میں ہے اور وہاں سے بچ کر نہیں جا سکے گا اور اس کی موت کے بعد فرہاد کی فیملی اور زیادہ کمزور ہو جائے گی تو اس نے پارس کو وہیں ختم کرنے کا ارادہ کر لیا۔ اس سے پہلے ہی میں نے امریکا میں اس کے ڈمی بیٹے کو ایک کاک ٹیل پارٹی میں ہلاک کر دیا۔

اگرچہ ڈمی کو مارا گیا تھا لیکن مہاراج نے امریکی اکابرین پر گرجنا برسنا شروع کر دیا۔ جب میں نے طیاروں میں آنے والے تمام کمانڈوز کو تباہ کر دیا تو امریکی اکابرین نے یہی سمجھا کہ مہاراج نے اپنے بیٹے کی ہلاکت کا انتقام لیا ہے۔

لیکن مہاراج پر تو بجلی گر رہی تھی۔ جب وہ اپنے بیٹے کے دماغ میں پہنچا تو پتا چلا کہ وہ کسی تاریک کمرے میں الپا کا قیدی بنا ہوا ہے اور الپا فاتحانہ انداز میں قہقہے لگا کر کہہ رہی تھی۔ "مہاراج! اب تم میرے سامنے گھٹنے ٹیکتے رہو گے۔ میرے احکامات کی تعمیل کرتے رہو گے ورنہ تمہاری آئندہ نسل پیدا کرنے والا اکلوتا بیٹا میری ٹیلی پیتھی کے ذریعے تڑپ تڑپ کر مر جائے گا۔"

مہاراج کا خیال تھا کہ اس نے ماضی میں کچھ عرصہ میری تابعداری کر کے چالبازیاں سیکھ لی ہیں اسی لیے وہ الپا پر غالب آنے کے لیے امریکی اکابرین تک پہنچا۔ انہیں اپنا ڈمی بیٹا دے کر ایک سپر پاور کی پشت پناہی حاصل کی۔ الپا کو چیلنج کیا کہ ایک دن اسے بھی اپنے قدموں پر جھکائے گا۔

الپا نے کہا تھا کہ وہ بڑی خوش فہمی میں مبتلا ہے۔ ایک دن بہت بری طرح مات کھائے گا اور یہی ہوا۔ اس کی اپنی معلومات کے مطابق سگا بیٹا الپا کی قید میں پہنچ گیا تھا۔ دوسری طرف امریکی اکابرین کہہ رہے تھے کہ اس کا بیٹا امریکی مہمان بن کر ہلاک ہوا ہے۔ اس لیے مہاراج نے اس کے بدلے میں ان تمام کمانڈوز کو ہلاک کر دیا ہے جو پیری برٹن کی مدد کرنے اور پارس کو ہلاک کرنے جا رہے تھے۔

اس مرحلے پر مہاراج نے سوچا۔ "میں ان کمانڈوز میں سے کسی کے دماغ میں نہیں گیا تھا پھر وہ سب کے سب پرواز کے دوران میں طیاروں سمیت فضا میں کیسے تباہ ہو گئے؟"

یہی بات سمجھ میں آ سکتی تھی کہ کسی دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے نے ان کمانڈوز اور طیاروں کو تباہ کیا ہے۔ اس نے الپا سے کہا۔ "میرا بیٹا تمہاری قید میں کیسے پہنچا؟ یہ میں بعد میں پوچھوں گا' اتنا بتا دو کہ کیا امریکی کمانڈوز کو تم نے ہلاک کر کے پارس کو بچایا ہے۔"

"میں نہیں جانتی کہ پارس کہاں ہے اور کمانڈوز کب اسے ہلاک کرنے جا رہے تھے۔"

"وہ بے شمار کمانڈوز تھے' انہیں ٹیلی پیتھی کے ذریعے فضا میں ہلاک کیا گیا ہے۔ جب تم نے بھی ایسا نہیں کیا ہے تو تیسرا ٹیلی پیتھی جاننے والا کون ہے؟"

"پارس کی ماں آمنہ نے اپنے بیٹے کی جان بچائی ہو گی۔"

"تم نے میرے بیٹے کو کیسے قیدی بنایا؟ اس کا لب و لہجہ صرف میں جانتا تھا۔"

"مجھے نیلماں نے اس کے اندر پہنچایا تھا۔"

"یہ نیلماں آخر ہے کہاں؟ جب بھی ٹیلی پیتھی سے تعلق رکھنے والی کوئی نہ سمجھ میں آنے والی بات ہوتی ہے' وہاں نیلماں نہ جانے کہاں سے چلی آتی ہے۔ وہ میری دشمن نہیں تھی پھر اس نے میرے بیٹے تک تمہیں کیوں پہنچایا۔ اسے تمہارا قیدی بنا کر کیا حاصل کرنا چاہتی ہے؟"

"تم سے یقیناً دشمنی ہے اسی لیے تمہیں نقصان پہنچانے کے لیے مجھے فائدہ پہنچایا ہے۔"

"نہیں الپا! میں اپنے اکلوتے بیٹے کی قسم کھا کر کہتا ہوں' نیلماں میری دشمن نہیں ہے۔ تم مجھ سے زیادہ ذہین ہو۔ ذرا غور کرو' شاید کوئی تیسری ہستی ہم سب سے چھپ کر خیال خوانی کر رہی ہے اور ہم دونوں کو آپس میں لڑا رہی ہے۔"

"اگر کوئی تیسری خیال خوانی کرنے والی ہستی ہے تو وہ ہمیں آپس میں لڑا کر اپنا کیا فائدہ حاصل کر رہی ہے؟ میں تو بہرحال کامیاب ہوں کہ تمہارا بیٹا میرے شکنجے میں ہے۔"

"میں بھی تمہارے شکنجے میں ہوں مگر یہ تو سوچو کہ وہ نیلماں ہو' یا کوئی اور ہو' وہ کن مقاصد کے لیے' کن ارادوں کی تکمیل کے لیے تمہیں فائدے پہنچا رہی ہے؟ وہ یکایک تم پر مہربان کیوں ہو گئی ہے؟"

الپا سوچنے لگی۔ "نیلماں کو مجھ سے کوئی فائدہ نہیں پہنچا۔ پہلے وہ کبھی میری دوست نہیں رہی۔ میں سمجھ رہی تھی کہ اسے مہاراج سے دشمنی ہے۔ اگر دشمنی ہوتی تو وہ خود میش کو اغوا کر کے مہاراج کو اپنا تابعدار بنا لیتی۔ اس نے میش کو میرے حوالے کیوں کیا ہے؟"

مہاراج نے کہا۔ "الپا! میں اپنے دماغ میں تمہیں محسوس کر رہا ہوں مگر تم خاموش ہو۔ کیا میری باتوں پر غور کر رہی ہو؟"

"ہاں۔ کچھ دوسرے پہلوؤں پر سوچ رہی ہوں۔ امریکی تم سے خوا مخواہ دشمنی مول لینے کے لیے تمہارے بیٹے کو ہلاک نہیں کریں گے۔ وہ تو یہی سمجھ رہے ہیں کہ ان کے پاس تمہارا اصلی بیٹا تھا۔ جب انہوں نے ہلاک نہیں کیا ہے اور میں نے بھی اسے ہلاک نہیں کیا ہے تو اسے مار ڈالنے والا کون ہے؟"

"تم صحیح ڈگر پر سوچ رہی ہو۔ جس نے بھی امریکا میں میرے ڈمی میش کو قتل کیا ہے' وہ چاہتا تھا کہ میں اس کا قاتل تمہیں سمجھوں اور مجھے یہ یقین دلانے کے لیے میرے اصل بیٹے میش کو تمہارے پاس پہنچا دیا۔"

"سوال یہ پیدا ہوتا ہے' میرے پاس کیوں پہنچایا؟ مجھے یہ فائدہ کیوں پہنچا رہا ہے کہ بیٹے کے ساتھ تم بھی میرے تابعدار بن جاؤ۔ اس نے میش کو خود اغوا کر کے تمہیں اپنا تابعدار کیوں نہیں بنایا؟"

"جیسا کہ میں مانتا ہوں' میرے پاس ٹیلی پیتھی اور کالے جادو کی صلاحیتیں ہیں لیکن دور تک سوچنے اور سمجھنے والی عقل نہیں ہے۔ ٹیلی پیتھی کی دنیا میں فرہاد کے بعد اگر کوئی طویل عرصے تک آزاد خیال خوانی کے ساتھ حکمرانی کر رہا ہے تو وہ تم ہو۔ بھگوان کے لیے اپنی ذہانت سے کام لو اور سمجھنے کی کوشش کرو کہ کوئی تیسری خیال خوانی کرنے والی ہستی ہم دونوں کے ساتھ ایسی چالیں کیوں چل رہی ہے۔"

" میں ابھی اس معاملے پر غور کر رہی ہوں۔ ایک ڈیڑھ گھنٹے میں تمہارے پاس آؤں گی۔ اتنی دیر میں ضرور کچھ نہ کچھ معلومات حاصل کروں گی۔"

وہ اس کے دماغ سے نکل آئی۔ مہاراج اپنے اکلوتے بیٹے کے لیے پریشان تھا۔ سوچنے لگا۔ "یہ راز صرف فرہاد کو معلوم تھا کہ میں نے میش کے لب و لہجے کو بدل دیا ہے۔ کوئی تیسرا اس کے دماغ میں نہیں جا سکتا تھا۔ اس کے باوجود نیلماں نے الپا کو اس کے اندر کیسے پہنچا دیا؟"

وہ بیٹے کی خیریت معلوم کرنے کے لیے اس کے دماغ میں آیا تو اس کے اندر الپا کی آواز سنائی دی۔ وہ کہہ رہی تھی۔ "اگر تم مہاراج کے بیٹے میش ہو تو اپنے دادا اور پردادا کا نام بتاؤ۔"

"میں نہیں بتا سکتا۔ پتا نہیں میرے دماغ کو کیا ہو گیا ہے؟ مجھے بہت سی باتیں یاد نہیں آتی ہیں۔ مجھے بس اتنا یاد ہے کہ میرے پتا جی ٹیلی پیتھی جانتے ہیں اور وہی مجھے اس قید سے نکالیں گے۔"

"تم بستر پر آرام سے لیٹ جاؤ۔ میں ابھی تمہاری اصلیت معلوم کروں گی۔"

وہ بستر پر آ کر لیٹ گیا۔ الپا اس پر تنویمی عمل کرنے لگی۔ پہلے اس نے اسے گہری نیند سلایا پھر اس کے دماغ سے موجودہ میش والی باتیں مٹانے لگی۔ اس حد تک برین واش کرنے کے بعد اس نے کہا۔ "کوئی شریف نوجوان اپنے باپ کا نام نہیں بدلتا۔ ایسا کرنے سے ماں کو گالی پڑتی ہے۔ تم ماں کی توہین نہ کرو۔ اپنے باپ کا نام بتاؤ۔"

اس نے کہا۔ "میرے باپ کا نام کرم یوگی ہے۔"

"اور تمہارا نام کیا ہے؟"

"میرا نام دھرم یوگی ہے۔"

"تمہارا نام اور لب و لہجہ بھی بدل گیا ہے۔ ذرا سوچ کر بتاؤ' ایسا کیوں ہوا؟"

"میں سوچ رہا ہوں۔ ایسا لگتا ہے جیسے ابھی جو میرے ساتھ ہو رہا ہے' ویسا پہلے بھی ہو چکا ہے۔ اسی طرح ایک عورت کی آواز میرے اندر گونجتی رہی تھی پھر میں اپنے آپ سے غافل ہو گیا تھا۔ ابھی میں غافل نہیں ہوں۔ مجھے اپنا نام یاد آ گیا ہے۔ میں اپنے ماتا پتا کو جانتا ہوں۔ میری ایک چھوٹی بہن انیتا ہے۔ سروج نگر کی ایک گلی میں ہمارا ایک چھوٹا سا مکان ہے۔"

"تم کسی میش کو جانتے ہو' جس کے باپ کو سب ہی مہاراج کہتے ہیں؟"

"نہیں۔ میں ان باپ بیٹے کو نہیں جانتا ہوں۔"

"اچھا اب تم خاموش رہو اور آرام سے دو گھنٹے تک سوتے رہو۔"

الپا اس کے دماغ سے نکل آئی۔ گہری سنجیدگی سے سوچنے لگی "وہ تیسری خیال خوانی کرنے والی ہستی کون ہے؟ اس نے ایک نوجوان کو مہاراج کا بیٹا بنا کر میرے پاس کیوں بھیجا۔ وہ نامعلوم ٹیلی پیتھی جاننے والی ایسی چال چل کر کیا حاصل کرنا چاہتی ہے؟"

ادھر مہاراج پریشان ہو کر سوچ رہا تھا۔ "میرا بیٹا الپا کی قید میں نہیں ہے' پھر وہ کہاں ہے؟ کون اسے مجھ سے چھین کر لے گیا ہے؟"

الپا اس کے پاس آئی۔ وہ بولا۔ "تم دھرم یوگی کو میرا بیٹا سمجھ کر عمل کر رہی تھیں۔ میں اس کے دماغ میں موجود تھا۔ ہم دونوں کو حقیقت معلوم ہو گئی ہے مگر میں پریشان ہوں کہ میرے بیٹے کو کون لے گیا ہے؟ کہاں لے گیا ہے؟"

"کیا آج کل تمہاری کسی سے دشمنی ہے؟"

"فی الحال امریکی میرے دشمن ہیں۔ ایک ڈمی میش کو میرا بیٹا سمجھ کر انہوں نے مجھے اپنے دباؤ میں رکھنے کی سازشیں کی تھیں۔"

"پارس کہاں ہے؟"

"ہاں یاد آیا' کرغان کے جنوب میں ایک ویران برفانی علاقے میں ایک دو منزلہ عمارت ہے۔ اس عمارت کا مالک پیری برٹن نامی ایک پُراسرار شخص ہے جس کی مدد امریکا اور دوسرے بڑے ممالک کرتے ہیں۔ پارس اسی پیری برٹن کی عمارت میں چھپا ہوا ہے اور پیری برٹن پارس سے چھپنے کے لیے وہاں ایک تہ خانے میں اس بات کا منتظر ہے کہ بڑی طاقتیں وہاں پہنچ کر پارس کو ختم کریں گی تو وہ تہ خانے سے باہر آئے گا۔ اب تک بڑے پیمانے پر سراغ رساں' کرائے کے قاتل' امریکی فوجی کمانڈوز وہاں گئے لیکن سب کے سب فنا ہو گئے۔ اس میں حیرانی کی بات یہ ہے کہ کمانڈوز کے طیارے فضا میں بلاسٹ ہوئے تھے۔ ایسا کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا ہی کر سکتا ہے۔"

"صاف ظاہر ہے کہ پارس کی پشت پر کوئی خیال خوانی کرنے والی ہستی ہے اور وہی ہستی تمہارے بیٹے کے سلسلے میں ہم دونوں کو الجھا رہی ہے۔"

"کیا روحانی ٹیلی پیتھی جاننے والی آمنہ اپنے بیٹے کی حفاظت کر رہی ہو گی؟"

"میں ایسا نہیں سمجھتی۔ آمنہ روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے ہم دونوں کی خیال خوانی کی صلاحیتوں کو ناکارہ بنا سکتی ہے۔ وہ ایسی الجھی ہوئی چالیں نہیں چلے گی۔ میں یقین سے کہہ سکتی ہوں کہ وہ گوشہ نشینی اختیار کرنے والی کسی بُرے وقت میں گھڑی دو گھڑی کے لیے گوشہ نشینی سے نکل کر اپنی اولاد کی حفاظت کر سکتی ہے مگر ہم لوگوں کو الجھانے کے لیے دنیاوی ہتھکنڈے استعمال کر کے اپنی عبادت اور ریاضت کو نہیں چھوڑے گی۔"

"ہو سکتا ہے' جو ہم نہ جانتے ہوں' وہ پورس جانتا ہو۔ میرا خیال ہے' اس سے کچھ معلوم کیا جائے۔"

"تم اس سے رابطہ کرو۔ میں تمہارے دماغ میں رہوں گی۔"

مہاراج نے خیال خوانی کی پرواز کی پھر پورس کے پاس پہنچ کر بولا۔ "سانس نہ روکنا۔ میں مہاراج ہوں۔"

"میں سوچ رہا تھا' تم میرے پاس آؤ گے کیونکہ پہلے معلوم ہوا تمہارے بیٹے کو امریکا میں ہلاک کر دیا گیا ہے پھر پتا چلا کہ تمہارا بیٹا زندہ ہے اور الپا کی قید میں ہے۔"

"یہ تمہیں کیسے معلوم ہوا جبکہ میش کے قیدی بننے کی خبر ابھی تک صرف مجھے اور الپا کو معلوم ہے؟"

"جب الپا تمہارے دماغ میں پہنچ کر فاتحانہ انداز میں کہہ رہی تھی کہ اب تم اس کے سامنے گھٹنے ٹیکتے رہو گے اور اس کے احکامات کی تعمیل کرتے رہو گے تو اس وقت میری بہن تمہارے دماغ میں پہنچی ہوئی تھی۔"

یہ الپا اور مہاراج کے لیے بڑی حیرانی کی بات تھی کہ پورس کی کوئی بہن ہے اور وہ ٹیلی پیتھی جانتی ہے۔ مہاراج نے تعجب سے پوچھا۔ "تمہاری کوئی بہن ہے؟ اور وہ ٹیلی پیتھی جانتی ہے؟ کیا تم سچ کہہ رہے ہو؟"

"یہ سچ ہے۔ میری ایک چھوٹی معصوم بہن ہے۔ اس کا نام ثنا ہے اور اس کے والد کا نام جلال پاشا ہے۔ دونوں باپ بیٹی ٹیلی پیتھی جانتے ہیں۔"

اس بار الپا نے کہا۔ "پورس! میں مہاراج کے ساتھ موجود ہوں اور دو نئے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا ذکر سن کر حیران ہو رہی ہوں۔ بائی گاڈ! مجھے یقین نہیں آ رہا ہے۔"

"تمہیں یقین دلانے کے لیے میں ان باپ بیٹی کو خیال خوانی کا مظاہرہ کرنے کی زحمت نہیں دوں گا کیونکہ میری پیاری بہن ابھی سو رہی ہے اور انکل جلال پاشا کچھ بیمار ہیں۔ کبھی ضرورت ہو گی تو ثنا خیال خوانی کے ذریعے میرے کام آئے گی۔"

"کوئی بات نہیں۔ وہ باپ بیٹی تمہارے کسی نہ کسی معاملے میں خیال خوانی کریں گے تو تمہاری سچائی ثابت ہو جائے گی۔ فی الحال یہ بتاؤ کیا پارس سے تمہاری دوستی ہو گئی ہے؟"

"یہ خیال تمہارے دماغ میں کیوں آیا؟ ہم دونوں ندی کے دو کنارے ہیں' جو شاید کبھی نہ مل سکیں۔"

"تو پھر یہ بتاؤ' پارس کے بارے میں تازہ ترین معلومات کیا ہیں؟ کیا اس کے ساتھ بھی کوئی خیال خوانی کرنے والی ہستی موجود ہے۔"

"ہوں۔ ابھی میں اس بارے میں سوچ رہا تھا۔ آج اس نے خیال خوانی کرنے والے کی مدد سے میری بہت اہم دستاویزات چرائی ہیں۔"

مہاراج نے حیرانی سے پوچھا۔ "آج چرائی ہیں؟ کہاں سے چرائی ہیں؟"

"ممبئی کے ایک بینک سے۔"

"کیسی باتیں کر رہے ہو۔ پارس ممبئی میں نہیں کرغان کے جنوب میں ایک ویران برفانی علاقے میں ہے۔"

"یہ کیا کہہ رہے ہو؟ کیا پارس سے دھوکا کھا رہے ہو۔ وہ اپنی کسی حکمتِ عملی کے باعث تم سے جھوٹ بول رہا ہو گا۔

وہ ثانی کے ساتھ یہاں ممبئی میں ہے۔"

"ہم دونوں میں سے کوئی دھوکا کھا رہا ہے۔ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ اس نے کرغان کے علاقے میں کیسی قیامت مچا رکھی ہے۔"

وہ پورس کو اس برفانی علاقے کی دو منزلہ عمارت کے بارے میں اور درجنوں سراغرسانوں، کرائے کے قاتلوں اور امریکی کمانڈوز کے مارے جانے کی تفصیلات بتاتے ہوئے بولا۔ "تم خود ہی کہو۔ کیا وہ تنہا اتنا کچھ کر سکتا تھا؟ کیا طیارے میں سفر کرنے والے تمام کمانڈوز کو ٹیلی پیتھی کے بغیر فضا میں ہلاک کر سکتا تھا؟"

پورس نے کہا۔ "تعجب ہے۔ یہ تو صرف چکر نہیں، گھن چکر ہے۔ کھوپڑی الٹنے والی بات ہے۔ ایک ہی پارس بیک وقت دو جگہ کیسے رہ سکتا ہے؟"

الپا نے کہا۔ "تم اپنی بہن کے ذریعے تصدیق کر سکتے ہو۔ وہ پارس کے دماغ میں جا کر معلوم کرلے گی کہ وہ ممبئی میں ہے یا کرغان میں؟"

"معلوم تو کرنا ہی ہوگا۔ اب تک کی معلومات کے مطابق علی تیمور پیرس میں اپنے باپ کے قاتلوں کو ہلاک کر رہا تھا اور یہ کہا جا رہا تھا کہ افغانستان کے شمال میں پارس اپنے باپ کے قاتلوں سے انتقام لے رہا ہے۔ اس وقت میں نے یہی سمجھا کہ اس شمالی علاقے میں پارس نہیں بلکہ بابا صاحب کے ادارے کا کوئی جانباز پارس کے نام سے سرگرم عمل ہے کیونکہ پچھلے تین دنوں میں پارس اجنتا سے لے کر ممبئی تک میرے اہم کاغذات چرانے کے لیے میرا تعاقب کرتا رہا تھا۔ وہ آج ہی اپنے مقصد میں کامیاب ہوا ہے۔ بہرحال میں ابھی ثنا سے کہوں گا کہ وہ پارس کے دماغ میں جائے۔"

الپا نے کہا۔ "جیسے ہی ثنا اس کے دماغ میں جائے ہمیں بھی بتاؤ۔ ٹھیک اس وقت ہم اس کے اندر جائیں گے تو وہ میری اور مہاراج کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کر سکے گا۔"

"گھڑی دیکھو اور ٹھیک ایک منٹ کے بعد اس کے دماغ میں جاؤ۔"

وہ دونوں چلے گئے۔ ثنا سو رہی تھی۔ ناصرہ (نیلماں) نے اسے جگایا۔ پورس نے کہا۔ "پارس کچھ الجھنیں پیدا کر رہا ہے۔ ابھی الپا اور مہاراج نے پورے یقین سے کہا ہے کہ وہ کرغان میں ہے جبکہ ہم نے آج ہی اسے ممبئی میں دیکھا ہے۔ تم ابھی اس کے دماغ میں جاؤ۔ میرا اور اس کا لب و لہجہ ایک ہے لیکن جو غیر محسوس سا فرق ہماری گفتگو کے انداز میں ہے، وہ میں تمہیں سمجھا چکا ہوں۔ اس کے مطا[بق] اس کے لب و لہجے کو گرفت میں لے کر اس کے اندر جا[ؤ]۔"

ایک منٹ گزرنے والا تھا۔ ثنا خیال خوانی کرتے [ہوئے] میرے دماغ میں پہنچ گئی۔ آمنہ نے روحانی ٹیلی پیتھی [کے] ذریعے پارس کی آواز اور لب و لہجے کو میرے دماغ میں [نقش] کردیا تھا۔ اب کوئی بھی خیال خوانی کرنے والا پارس کے [اندر] جانے کے لیے میرے ہی اندر آسکتا تھا۔ ادھر ثانی نے [بھی] پر تنویمی عمل کرکے اس کے لب و لہجے میں ذرا سی تب[دیلی] کردی تھی۔

ثنا نے میرے اندر پہنچتے ہی کہا۔ "سانس نہ روکنا۔ پورس بھائی جان کی بہن ثنا بول رہی ہوں۔"

"بولو۔ میں سانس نہیں روکوں گا۔ کیا تمہیں پورس نے بھیجا ہے؟"

اس وقت صبح ہو رہی تھی۔ میں ایک بند کھڑکی کے [پاس] حدِ نظر تک دیکھ رہا تھا۔ برف ہی برف جمی ہوئی تھی۔ ا[ور] درخت بھی برف کے بنے ہوئے لگ رہے تھے۔ وہ میر[ے] خیالات پڑھ کر بولی۔ "کیا آپ کسی شمالی برفانی علاقے [میں] ہیں؟"

"ہاں۔ تم تعجب سے کیوں پوچھ رہی ہو؟"

"آپ کل رات تک ممبئی میں تھے۔"

"سائنسی ترقی نے دنیا کو بہت چھوٹا بنادیا ہے۔ جو [دنیا] بڑی کہلاتی ہے، اسے ہماری مٹھی میں بند کردیا ہے۔ میں [ایک] چارٹرڈ طیارے سے یہاں آیا ہوں۔"

مجھے مہاراج کی آواز سنائی دی۔ "تم جھوٹ بول ر[ہے] ہو پارس! تم رات کو یہاں نہیں آئے۔ کل دن کو آئے [تھے]۔ تم نے یہاں کتنے ہی مخالفین کو ہلاک کیا ہے۔ اس دو [منزلہ] مکان کا مالک پیری برٹن تمہارے خوف سے تہ خانے میں [چھپا] ہوا ہے۔ پچھلی رات کئی امریکی کمانڈوز تمہیں ہلاک کر[نے] یہاں آرہے تھے لیکن وہ سب فضا میں پرواز کے دوران مار ڈالے گئے۔ ایسا ٹیلی پیتھی کے ذریعے ہی ہو سکتا ہے۔"

میں نے پوچھا۔ "ثنا! تم اپنے ساتھ ایسے جھوٹے مکار شخص کو لائی ہو۔ جو میرے پاپا کی زندگی میں ان کا وفا[دار] بنا ہوا تھا۔ ان کے ہلاک ہوتے ہی اس نے ہم سے د[شمنی] شروع کردی۔"

ثنا نے کہا۔ "میں کبھی جھوٹ نہیں بولتی۔ آپ یق[ین] کریں، میں تنہا آپ کے پاس آئی ہوں۔ مجھے نہیں معلوم کہ میرے پیچھے یہ بھی چلا آیا ہے۔"

"یہ تو ایسا احمق مکار ہے کہ اپنے پیچھے بھی کسی کو [آنے نہیں دیتا] ہوگا اور بڑی ڈھٹائی سے جھوٹ بول کر خود کو مظلوم ظاہر [کرتا] ہوگا۔ خود کو مظلوم ظاہر کرنے کے لیے اس کے پاس ہمیشہ ایک ہی بات ہوتی ہے۔ اب سے پہلے اس نے کہا تھا کہ اس کے بیٹے کو نیلماں نے اغوا کیا ہے پھر دوسری بار کہا کہ الپا نے اس کے بیٹے کو اغوا کیا ہے۔ جبکہ اس نے بیٹے کو ایسی جگہ چھپا کر رکھا ہوا ہے کہ کوئی دشمن اس کے سائے تک نہیں پہنچ سکتا۔"

مہاراج نے ایک دم سے تڑپ کر کہا۔ "میں جھوٹ نہیں کہتا۔ میرے بیٹے کو اغوا کیا گیا ہے۔ اس کی گواہی الپا دے گی۔ الپا! بولو کیا میں جھوٹ بول رہا ہوں؟"

میں نے کہا۔ "تو الپا بھی میرے اندر موجود ہے؟"

الپا نے کہا۔ "مہاراج! تم واقعی عقل سے پیدل ہو۔ میں نے تمہیں سمجھایا تھا کہ یہاں میری موجودگی ظاہر نہ کرنا۔ میں خاموشی سے پارس کے سچ اور جھوٹ کو سمجھنا چاہتی تھی۔"

ثنا نے حیرانی سے کہا۔ "یہاں کتنے خیال خوانی کرنے والے موجود ہیں؟"

"تمہارے پیچھے جھوٹوں اور مکاروں کی فوج آئی ہے۔ تم معصوم ہو۔ ان کی چالبازیوں کو سمجھ نہیں پاؤ گی۔ بہتر ہے ابھی جاؤ پھر کسی وقت آنا۔ میں ان چالبازوں کو ابھی بھگا رہا ہوں۔"

ثنا چلی گئی۔ میں نے سانس روک کر الپا اور مہاراج کو بھگا دیا۔ وہ پورس کے پاس آکر بولی۔ "بھائی جان! پارس کل رات کو ایک طیارے سے کرغان گیا تھا۔ میں اس سے زیادہ باتیں نہیں کر سکی۔ میرے پیچھے الپا اور مہاراج چلے آئے تھے۔ انہوں نے پارس کو دوسری باتوں میں الجھا لیا۔"

الپا اور مہاراج نے پورس کے پاس آکر کہا۔ "وہ جھوٹا اور مکار ہے۔ وہ پچھلے دن سے وہاں ہے۔ مجھے شبہ ہے کہ اس نے میرے بیٹے مہیش کو اغوا کیا ہے۔"

ثنا نے پوچھا۔ "تمہارے بیٹے میں ایسی کیا بات ہے کہ اسے کبھی نیلماں، کبھی الپا اور کبھی پارس وغیرہ اغوا کرتے رہتے ہیں۔ کیا وہ کوہِ نور ہیرا ہے؟"

الپا نے کہا۔ "میں نہیں جانتی، پہلے یہ سچ کہتا تھا یا نہیں؟ لیکن اس بار سچ مچ اس کے بیٹے کو اغوا کیا گیا ہے۔"

ثنا نے کہا۔ "مجھے اس کا لب و لہجہ بتاؤ۔ میں اس کے اندر جاکر حقیقت معلوم کروں گی۔"

"اغوا کرنے والے نے اس کا لب و لہجہ بدل دیا ہے۔ اتنی عقل مجھ میں بھی ہے کہ بیٹے کے دماغ میں جھانک کر سراغ لگانا چاہیے۔"

"الپا کہہ چکی ہے کہ تم عقل سے پیدل ہو اور مجھے بھی تم ایسے ہی لگتے ہو یا تو تم نے بیٹے کے لب و لہجے کو گرفت میں لیتے وقت کوئی بھول کی ہوگی یا پھر اسے کہیں چھپا کر یہی ظاہر کرتے ہو کہ اسے اغوا کیا گیا ہے تاکہ کوئی تمہارے بیٹے کو اغوا کرنے کے لیے اسے خفیہ جگہ نہ پہنچے۔"

مہاراج نے غصے سے کہا۔ "اے لڑکی! ابھی تم بالشت بھر کی ہو اور مجھ سے ایسی باتیں کرتی ہو؟"

پورس نے کہا۔ "مہاراج! میری بہن کو حقارت سے اے لڑکی نہ کہنا۔ دوسری بار اسے بدتمیزی سے مخاطب کرو گے تو میری دشمنی مہنگی پڑے گی۔ اگر دشمنی نہیں چاہتے ہو تو میری بہن کی فرمائش پوری کرو۔ اسے اپنے بیٹے کا لب و لہجہ

بتاؤ یا اسے اپنے دماغ میں آنے دو پھر اسے بیٹے کے پاس لے جاؤ۔"

مہاراج نے کہا۔ "میں اپنی سچائی ثابت کرنے کے لیے ثنا کو اپنے دماغ میں آنے کی اجازت دیتا ہوں۔"

ثنا اس کے اندر آئی۔ الپا بھی چپکے سے اس کے اندر پہنچ گئی۔ مہاراج نے بیٹے کے دماغ میں جو لب و لہجہ میری موجودگی میں نقش کیا تھا' ثانی نے اتنی دیر میں وہی لب و لہجہ پھر مہیش کے حافظے میں تازہ کردیا تھا۔ مہاراج نے خیال خوانی کی تو بیٹے کے دماغ میں پہنچ کر چونک گیا۔ ایک دم سے خوش ہو کر بولا۔ "بیٹے! تم کہاں گم ہوگئے تھے؟ میں نے خیال خوانی کے ذریعے تمہیں تلاش کیا مگر تم نہیں ملے۔"

مہیش نے ثانی کی مرضی کے مطابق کہا۔ "یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ آپ نے مجھے جس بنگلے میں چھپ کر رہنے کے لیے کہا تھا' میں وہیں ہوں اور آپ کا انتظار کررہا ہوں آپ یہ کیسے کہتے ہیں کہ میرے دماغ میں آئے تھے؟ میں نے تو آپ کو اپنے اندر محسوس بھی نہیں کیا۔ آپ نے شاید خیال خوانی میں غلطی کی ہوگی۔"

مہاراج بیٹے کو دوبارہ پاکر اتنا خوش ہو رہا تھا کہ غلط خیال خوانی کے مسئلے کو ٹالنے کے لیے بولا۔ "ہو سکتا ہے مجھ سے غلطی ہوگئی ہو۔ خاک ڈالو غلطی پر۔ بس تم مل گئے ہو تو مجھے سارے جہان کی دولت مل گئی ہے۔"

ثنا نے کہا۔ "اے سارے جہاں کے دولت مند! بیٹا مل گیا ہے۔ کہیں نہیں جائے گا۔ تم ابھی میرے بھائی جان کے پاس چلو۔"

وہ پورس کے پاس آکر بولا۔ "ہاں۔ مجھ سے شاید غلطی ہوگئی تھی۔ میرا بیٹا اسی بنگلے میں ہے' جہاں میں نے اسے چھپ کر رہنے کو کہا تھا۔"

الپا نے کہا۔ "تم ایک نمبر کے گدھے ہو۔ اپنے بیٹے کی ایک ڈمی امریکا والوں کو دی۔ دوسرے ڈمی مہیش سے میں دھوکا کھاتی رہی۔ پچھلی رات سے تم نے میرا وقت برباد کیا ہے۔"

مہاراج نے کہا۔ "ارے تم بھی چپ چاپ میرے اندر رہ کر میرے بیٹے تک گئی تھیں؟ اس کا مطلب ہے۔ تم نے میرے بیٹے کے چور خیالات پڑھ کر اس بنگلے کا پتا معلوم کیا ہوگا۔ میں ابھی جاکر بیٹے کو دوسری جگہ چھپا دوں گا۔"

ثنا نے کہا۔ "بھائی جان! پھر اس پر بیٹے کے اغوا ہونے کا دورہ پڑ رہا ہے۔ ابھی الپا پر شبہ کررہا ہے پھر کبھی ہم پر بھی شبہ کرے گا۔ اس پاگل نے ٹیلی پیتھی کا علم کیسے سیکھ لیا؟"

پورس نے ہنستے ہوئے کہا۔ "یہ پاگلوں کا مہاراج ہے غیر معمولی صلاحیتوں کا حامل ہونے کے باوجود اس نے آج تک کبھی کوئی نمایاں کامیابی حاصل نہیں کی۔ میں اسے اور الپا کو اپنے اندر محسوس نہیں کررہا ہوں۔ وہ بیٹے کی حفاظت کے لیے گیا ہے۔ الپا شاید اس کے بیٹے کو شکنجے میں لینے کے لیے اس کے پیچھے گئی ہے۔ بہرحال ہمیں پارس کے بارے میں کچھ سمجھنا چاہیے۔"

"میں ابھی اس کے دماغ میں تھی۔ وہ کرمان میں ہے۔"

"مہاراج سے احمقانہ حرکتیں سرزد ہوتی ہیں لیکن وہ پاگل اور بالکل ہی احمق نہیں ہے۔ اس کا بیان ہے کہ پارس کل دن کے وقت بھی کرمان میں تھا۔ تم کسی امریکی حاکم یا فوج کے اعلیٰ افسر کے دماغ میں جاکر معلوم کرو کیا انہوں نے پارس کو ہلاک کرنے کے لیے اپنے سراغ رساں اور کمانڈوز کرمان بھیجے تھے؟"

ثنا خیال خوانی کی پرواز کرتی ہوئی چلی گئی۔ تقریباً پندرہ منٹ کے بعد آکر بولی۔ "مہاراج کا بیان درست ہے۔ پارس کل سے کرمان میں ہے۔ اس نے دن کے وقت گیارہ امریکی سراغ رسانوں اور کرائے کے قاتلوں کو ہلاک کیا۔ جو کمانڈوز طیاروں کی پرواز کے دوران میں ہلاک ہوئے ان کے متعلق امریکی اکابرین کو یقین ہے کہ ان تمام کمانڈوز کو مہاراج نے ٹیلی پیتھی کے ذریعے ختم کیا ہے۔ پارس پر شبہ نہیں کیا جاسکتا۔ وہ ٹیلی پیتھی نہیں جانتا ہے۔"

پورس نے کہا۔ "ہم کل سے پارس کی چالبازیاں دیکھ رہے ہیں۔ اس نے بینک کے لاکرز سے غیر معمولی ادویات کے فارمولے جس طرح نکلوائے' اس میں کامیابی کے لیے ٹیلی پیتھی لازمی تھی۔ بے شک وہ ٹیلی پیتھی نہیں جانتا لیکن مجھے شبہ ہے کہ ثانی جانتی ہے یا بابا صاحب کے ادارے کا کوئی خیال خوانی کرنے والا پارس اور ثانی کی پشت پر ہے۔"

زہریلی ناصرو نے غصے اور نفرت سے کہا۔ "پارس نے ہمیں بہت نقصان پہنچایا ہے۔ غیر معمولی دواؤں کے نسخے بہت اہم تھے۔ ہم وہ دوائیں تیار کرنے کے بعد دشمنوں کے مقابلے میں بڑی کامیابیاں حاصل کرسکتے تھے لیکن اس شیطان کے بچے نے ہم سے سب کچھ چھین لیا ہے۔"

پورس نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔ "ناکامیوں پر کبھی جھنجلایا نہ کرو۔ میری طرح مسکرایا کرو۔ میں نے تمہیں پچھلے کئی واقعات ایسے بتائے ہیں' جن میں' میں پارس پر غالب آتا رہا۔ ہم دونوں کے درمیان یہی ہو رہا ہے' کبھی وہ بازی لے جاتا ہے اور کبھی ہم۔"

"لیکن اس بار تو ہم نے بہت بڑی بازی ہاری ہے۔"

"کیا دماغ گرم رکھنے سے ہاری ہوئی بازی جیتی جاسکتی ہے؟ ذرا صبر کرو۔ اس بات کا یقین کرنے دو کہ پارس کرمان میں نہیں' یہیں ممبئی میں ہے اور اس نے غیر معمولی دواؤں کے نسخے ابھی تک بابا صاحب کے ادارے میں نہیں پہنچائے ہیں۔ اگر وہ یہاں ہیں تو پھر میں ہرحال میں وہ نسخے اس سے چھین لاؤں گا۔"

"ہم اس کا پتا ٹھکانا نہیں جانتے ہیں۔ تم اس کے سائے تک بھی کیسے پہنچ پاؤ گے؟"

وہ بولا۔ "ناصرہ! ہم دونوں دشمنوں میں ایک خوبی مشترک ہے اور وہ یہ کہ ہم اعلیٰ ظرف ہیں۔ ہم میں سے کوئی بازی ہار جائے تو ہم ایک دوسرے کو ہاری ہوئی بازی جیتنے کا ایک موقع دیتے ہیں۔ تم دیکھ لینا۔ پارس کسی نہ کسی بہانے مجھے ان نسخوں کو حاصل کرنے کا موقع ضرور دے گا۔"

ثنا نے کہا۔ "بھائی جان! آپ دونوں کے درمیان یہ کیسی دشمنی ہے؟ دشمن کو تو پوری طرح کچلنے کی کوششیں کی جاتی ہیں تاکہ وہ آئندہ سر نہ اٹھا سکے۔"

"مگر ہم جوابی حملے کرنے کا موقع دے کر اپنی ذہانت' حاضر دماغی اور حکمت عملی کی گویا مشقیں کرتے ہیں۔ جب تک ہم یہ ثابت نہیں کریں گے کہ ہم میں سے کون سیر پر سوا سیر ہے' تب تک ہمارے درمیان دوستی نما دشمنی جاری رہے گی۔"

دوسرے کمرے میں فون کی گھنٹی سنائی دی۔ وہاں ثنا کا باپ جلال پاشا لیٹا ہوا تھا۔ وہ ایک گولی سے زخمی ہوا تھا۔ اب وہ زخم بھر رہا تھا۔ اسے امید تھی کہ آج کل میں وہ بھی خیال خوانی کے قابل ہوجائے گا۔ اس نے ریسیور اٹھا کر سنا پھر پورس کو آواز دی۔ "بیٹے! تمہارا فون ہے۔ کوئی خاتون تم سے گفتگو کرنا چاہتی ہیں۔"

پورس نے چونک کر ذرا پریشان ہو کر ناصرہ اور ثنا کو دیکھا پھر کہا۔ "کسی کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ میں اس بنگلے میں رہتا ہوں؟"

وہ سوچتا ہوا جلال پاشا کے کمرے میں آیا۔ ناصرہ اور ثنا بھی اس کے ساتھ آئیں۔ اس نے ریسیور لے کر اس کے ماؤتھ پیس پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "ثنا! میرے اندر رہو۔ دوسری طرف سے جو بھی بول رہی ہو' اس کی آواز سنتے ہی اس کے دماغ میں پہنچ کر اس کے چور خیالات پڑھو۔"

اس نے یہ ہدایات دے کر ماؤتھ پیس پر سے ہاتھ اٹھا کر پوچھا۔ "ہیلو' آپ کون ہیں؟"

دوسری طرف سے ثانی نے کہا۔ "کسی کو میرے دماغ میں آنے کے لیے نہ کہو۔ اسے ناکامی ہوگی۔ کیا مجھے آواز سے پہچانتے ہو؟"

"ہاں تم ثانی ہو۔ تمہاری آواز پہچانتے ہی یہ سمجھ گیا ہوں کہ اس فون نمبر کے ذریعے اس بنگلے کا پتا بھی تمہیں اور پارس کو معلوم ہوچکا ہے اور اب پارس کی کوشش ہوگی کہ میں یہاں سے باہر نکلنے نہ پاؤں۔"

"ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ تمہیں گھیر کر مارنا ہوتا تو میں فون کرکے تمہیں احتیاطی تدابیر کرنے کا موقع نہ دیتی۔ تم اتنے زیرک اور زبردست ہو کہ تمہیں عام دشمنوں کی طرح گھیر کر بے بس کرنے اور ہلاک کرنے سے پارس کی جوانمردی کی توہین ہوگی۔"

"میں تھوڑی دیر پہلے ناصرہ اور ثنا سے یہی کہہ رہا تھا کہ ہم بے شک ایک دوسرے کے دشمن ہیں لیکن ہم... اعلیٰ ظرفی ہے۔"

"کام کی بات سنو۔ غیر معمولی دواؤں کے نسخوں کے جتنے کاغذات تھے' انہیں کاٹ کر ان سب کے دو حصے کردیے گئے تھے۔"

"یہ میں جانتا ہوں لیکن ان الگ الگ حصوں کو جوڑا جاسکتا ہے۔ کیا ان میں سے کوئی کاغذ گم ہوگیا ہے؟"

"نہیں' تمام کاغذات موجود ہیں۔ ہم نے انہیں ترتیب وار جوڑ کر مکمل کرلیا ہے اور ان سب کی فوٹو اسٹیٹ کاپیاں بنوالی ہیں۔"

"اتنی قیمتی چیز پارس کے ہاتھ آئی ہے۔ اسے ہمیشہ محفوظ رکھنے کے لیے تم دونوں بہت کچھ کرسکتے ہو۔ یہ باتیں مجھے کیوں بتا رہی ہو؟"

"اس لیے کہ پارس تمہاری امانت تمہیں واپس کررہا ہے۔"

"کیا؟" پورس نے چونک کر بے یقینی سے پوچھا۔ "تم یہ کہنا چاہتی ہو کہ جن غیر معمولی دواؤں کے نسخوں کو حاصل کرنے کے لیے پارس نے اتنی محنت کی' انہیں حاصل کرنے کے بعد مجھے واپس کرنا چاہتا ہے؟"

"چاہتا ہے نہیں' واپس کرچکا ہے۔ وہ تمام نسخے تمہارے پاس پہنچ چکے ہیں۔"

پورس نے ہنستے ہوئے کہا۔ "اب سمجھا۔ ان کی فوٹو اسٹیٹ کاپیاں میرے پاس بھیجی گئی ہیں۔ ان نسخوں میں جو

معمولی سی تبدیلیاں کی گئی ہوں گی' وہ کسی ماہر تجربے کار ڈاکٹر کی سمجھ میں نہیں آئیں گی۔ میں ان فوٹو اسٹیٹ کاپیوں کے ذریعے دوائیں بنانے میں وقت اور دولت صرف کرتا رہوں گا اور ناکام ہوتا رہوں گا۔"

"پورس! تم اصلی نسخوں کو یقیناً اچھی طرح پہچانتے ہوگے؟"

"بے شک۔ میرے آنجہانی استاد نے مجھ سے لکھوایا تھا۔ وہ نسخے میری اپنی تحریر میں ہیں۔ اس میں جو بھی تبدیلی کی جائے گی' فوراً پکڑی جائے گی۔ ان نسخوں کو ایسی روشنائی سے لکھا گیا ہے' جسے کسی بھی تدبیر سے نہ مٹایا جاسکتا ہے اور نہ ہی دوبارہ ویسی ہی روشنائی تیار کرکے اس میں ایک نقطے کا بھی ہیر پھیر کیا جاسکتا ہے۔"

"تو پھر مبارک ہو۔ تمہاری اپنی تحریر اور غیر معمولی روشنائی والے نسخے تمہیں واپس کردیے گئے ہیں۔ انکل جلال پاشا کے تکیے کو اٹھا کر دیکھو' وہاں ان نسخوں کا بڑا سا لفافہ ملے گا۔"

پورس نے ریسیور کو ایک طرف رکھ کر جلال پاشا کے تکیے کے نیچے ایک بڑے سے لفافے کو دیکھا۔ اسے جلدی سے کھول کر کاغذات نکالے پھر ایک ایک کاغذ کو دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔ "واقعی یہ اصلی نسخے ہیں۔ یہ میرے اپنے ہاتھ کی تحریر ہے۔ تحریر کی نقالی بھی ہوسکتی ہے لیکن جس کیمیکل سے یہ روشنائی تیار کی گئی ہے' اس کا فارمولا کوئی نہیں جانتا ہے۔ کاغذ بھی وہی چھ برس پرانا ہے۔"

وہ ایک ایک کاغذ کو دیکھ کر تسلیم کررہا تھا کہ پارس نے تمام نسخے واپس کرنے میں کوئی فراڈ نہیں کیا ہے۔ اس نے ریسیور اٹھا کر کان سے لگا کر کہا۔ "ثانی! تم موجود ہو؟"

"ہاں۔ بولو سن رہی ہوں۔ کیا وہ تمہارے اپنے لکھے ہوئے اصلی نسخے نہیں ہیں؟"

"بے شک ہیں۔ کسی بھی شبہے کی گنجائش نہیں ہے لیکن میں پارس سے بات کرنا اور پوچھنا چاہوں گا کہ یہ نسخے واپس کرکے وہ کیسی چال چل رہا ہے؟"

"پارس کرغان میں ہے اس لیے میں بات کررہی ہوں۔ تمہارے ہر سوال کا جواب دوں گی۔"

پورس نے پوچھا۔ "کیا وہ ان نسخوں کو اپنے لیے غیر اہم سمجھتا ہے؟"

"ہرگز نہیں۔ یہ بہت اہم ہیں۔ ہم نے ان سب کی فوٹو اسٹیٹ کاپیاں رکھی ہیں۔ اصل نسخے اس لیے تمہیں دیے گئے ہیں کہ تم ہماری اس مہربانی کو فراڈ نہ سمجھو۔"

"اس مہربانی کے پیچھے ارادے کیا ہیں؟"

"وہی جو ہمیشہ سے رہے ہیں۔ کبھی تم اسے ہاری ہوئی بازی جیتنے کا موقع دیتے ہو' کبھی وہ تمہیں یہ موقع دیتا ہے۔ ایک بار ہار چکے ہو۔ دوسری بار تمہیں جیتنے کا موقع دیا جا رہا ہے۔ اس بار چیلنج ہے کہ پارس اصل نسخوں کی موجودگی کے باوجود تمہیں ایک بھی غیر معمولی دوا تیار نہیں کرنے دے گا۔ تم دنیا کی جس لیبارٹری میں جاؤ گے' پاتال میں اور سمندر میں بھی جاؤ گے تو وہاں کوئی دوا تیار نہیں کرسکو گے۔"

پورس نے مسکرا کر کہا۔ "تمہارا شوہر مرد کا بچہ ہے لیکن کچھ زیادہ ہی خوش فہمی میں مبتلا ہوگیا ہے۔ پچھلی بار ٹیلی پیتھی کو ختم کرنے والی دوائیں بنا چکا تھا۔ لیکن اس نے تمام دوائیں چرالی تھیں اور اس دوا کے فارمولے میں تبدیلی کروں تھی۔ وہ سمجھتا ہے کہ آئندہ بھی ایسا کرسکے گا۔ ہاں ٹھیک ہے۔ میں چیلنج قبول کررہا ہوں۔ یہ بہت بڑا چیلنج ہے لہٰذا میں کچھ زیادہ وقت لوں گا۔ تقریباً چھ ماہ میں یہ دوائیں تیار کرلوں گا اور انہیں سب سے پہلے پارس پر آزماؤں گا۔"

ثانی نے کہا۔ "ایک اور بات۔ انکل جلال پاشا کے بھر رہے ہیں اس لیے جب تک یہ خیال خوانی کے قابل ہوں گے' تم میں سے کسی کو نقصان نہیں پہنچایا جائے۔ آگے تمہاری مرضی' یہاں رہو یا کہیں جاکر چھپ جاؤ۔ ... آل۔"

ثانی نے فون بند کردیا۔ وہ خیال خوانی کے ذریعے جلال پاشا کے اندر رہ کر انہیں دیکھنے لگی۔ پارس نے اسے آغوش میں کھینچ کر پوچھا۔ "کیا فون پر بولنا کافی نہیں تھا۔ خیال خوانی کرو گی اور میں تمہارا منہ تکتا رہوں گا۔"

وہ اس کے بازوؤں میں کسمسا کر بولی۔ "یہ تو معلوم کرنے دو کہ پورس وہ جگہ چھوڑنے والا ہے یا نہیں؟"

"وہ ابھی وہاں سے نکل بھاگے گا۔"

"کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ ناصرہ' ثنا اور جلال پاشا کو چھوڑ دے گا۔"

"وہ احمق نہیں ہے۔ ناصرہ' ثنا اور پاشا تینوں اس کے لیے اہم ہیں۔ وہ سب کو ساتھ لے جائے گا۔"

"کیا اسے یہ اندیشہ نہیں رہے گا کہ تمہاری کوئی خیال خوانی کرنے والی ہستی پاشا کے دماغ میں چھپ کر رہے گی اور اس کی دوسری پناہ گاہ کا پتا بھی معلوم کرلے گی؟"

"میں پارس ہوں' وہ پورس ہے۔ ہم اکثر ایک جیسی چالیں چلتے ہیں۔ اتنی سی بات سمجھ میں آنی چاہیے کہ ...

... وہ بنگلے سے نکلنے سے پہلے جلال پاشا کی آنکھوں پر پٹی باندھے رکھے گا۔ اس کے دونوں ہاتھ پیچھے باندھے گا تاکہ ... اس کے دماغ میں رہ کر اسے آنکھوں سے پٹی ہٹانے پر مجبور نہ کرو۔"

"میں مانتی ہوں۔ تم دونوں ایک دوسرے کا جواب ہو۔ ... پیچھا تو چھوڑو۔"

"میں جواب ہوں۔ تم لاجواب ہو۔"

"یعنی نہیں چھوڑو گے؟"

"جو پکڑ کے چھوڑتا ہے' وہ کھوتا ہے۔ اردو اور پنجابی دونوں میں کھوتا ہے۔"

وہ ہنستی ہوئی اس کے چٹان جیسے سینے میں منہ چھپانے ...

○☆○

میں پچھلی رات اس دو منزلہ عمارت میں داخل ہوا تھا ... میں نے جنریٹر کو بند کرکے عمارت کے اندر اور باہر تاریکی پھیلا دی تھی۔ روزی برٹن بری طرح سہمی ہوئی تھی اور پیری ... کے تہ خانے میں چھپا ہوا تھا۔ جنریٹر کے بند ہوجانے کے باعث وہ خفیہ کیمروں کے ذریعے مانیٹرز پر مجھے نہیں دیکھ سکتا ...

وہ امریکا جیسے سپر پاور سے امداد حاصل کرکے بھی اپنے ... کی تدبیر نہیں کرپایا تھا۔ اب دوسرے دن کے گیارہ بج ... رہے تھے۔ وہ پچھلی رات سے تہ خانے میں بھوکا پیاسا کبھی ... رہا تھا۔ کبھی لیٹ رہا تھا اور بار بار امریکی اکابرین سے غصے ... کہہ رہا تھا۔ "تم لوگ کیسے سپر پاور کہلاتے ہو۔ میرے گھر میں صرف ایک شخص گھس آیا ہے اور اسے یہاں سے ... نکالنے یا ہلاک کرنے میں ناکام ہورہے ہو۔"

دوسری طرف سے ایک آرمی آفیسر نے کہا۔ "ذرا صبر ... ہمیں یہ معلوم ہوچکا ہے کہ ہمارے جتنے مسلح افراد تمہاری مدد کے لیے گئے تھے' انہیں ٹیلی پیتھی کے ذریعے ... کیا گیا ہے۔ اب تمہاری حفاظت کی ذمے داری میں ... رہا ہے۔ میں یوگا کا ماہر ہوں۔ کوئی میرے دماغ میں پہنچ کر معلوم نہیں کرسکے گا کہ ہمارے کمانڈوز کس طرح چھپ کر ... وہاں پہنچنے والے ہیں۔"

"مجھے تو معلوم ہونا چاہیے کہ وہ کب پہنچ رہے ہیں۔ ... سے میری حالت خراب ہے۔ اتنی سردی میں پینے کے ... ایک گھونٹ کافی بھی نہیں ہے۔ میری وائف اتنی سہمی ... ہے کہ خوف کے مارے کچن میں نہیں جارہی ہے۔ ... ارے کمانڈوز کے پہنچنے تک وہ بھی بھوکی پیاسی مرجائے گی۔"

"مسٹر برٹن! برداشت تو کرنا ہی ہوگا۔ ہمارے اندازے کے مطابق وہ کمانڈوز تین گھنٹے تک پہنچ جائیں گے۔"

میں نہیں جانتا تھا کہ پیری برٹن تہ خانے میں رہ کر آرمی آفیسر سے کیا باتیں کررہا ہے۔ مجھے روزی برٹن پر ترس آرہا تھا۔ وہ بے چاری بھوک اور خوف سے مررہی تھی۔ اپنے بیڈ روم میں کمبلوں کے اندر چھپی ہوئی تھی۔

میں نے خیال خوانی کے ذریعے کہا۔ "ہیلو مسز برٹن! میں صرف تمہارے مکان میں ہی نہیں' تمہارے دماغ میں بھی چھپا ہوا ہوں۔"

وہ خوف سے کانپتے ہوئے رونے لگی۔ میں نے کہا۔ "رونے سے مصیبت نہیں ٹلتی۔ رونا بند کرو اور میری باتوں کا جواب دو۔ مرنا چاہتی ہو یا زندہ رہنا؟"

"مم۔ مجھے موت سے ڈر لگتا ہے۔"

"کیا زندہ رہنے کے لیے مجھ سے دوستی کروگی؟"

وہ ہاں کے انداز میں جلدی جلدی سر ہلانے لگی۔ میں نے کہا۔ "تو پھر اپنے پستول کے میگزین سے تمام گولیاں نکال دو۔ میں تمہارے لیے گرما گرم کھانا لا رہا ہوں۔"

اس نے فوراً ہی کمبل سے دونوں ہاتھ نکال کر پستول کو خالی کرتے ہوئے فضا میں ہاتھ بلند کرتے ہوئے کہا۔ "یہ دیکھو' میں نے اسے خالی کردیا ہے اور اسے پھینک رہی ہوں۔"

اس نے پستول کو دور فرش پر پھینک دیا۔ میں ایک ٹرے میں کھانا لے کر اس کے بیڈ روم میں آیا۔ وہ سہم کر مجھے دیکھنے لگی۔ میں نے اس کے آگے ٹرے رکھ کر کہا۔ "ڈرو نہیں! فوراً کھاؤ ورنہ یہ ٹھنڈا ہوجائے گا۔ میں گرم کافی لے کر آتا ہوں۔"

وہ پچھلی رات سے بھوکی تھی۔ جلدی جلدی کھانے لگی۔ میں نے کچن میں آکر دو مگ کافی تیار کی پھر اس کے پاس آگیا۔ وہ میرا شکریہ ادا کرنے لگی۔ میں نے کہا۔ "تم یہ نہیں جانتی ہو کہ پیری برٹن نے تم پر تنویمی عمل کیا ہوا ہے۔ تمہاری سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ تم اس کے ہر حکم کی تعمیل کیوں کرتی ہو۔ تم نے کبھی نہیں پوچھا کہ تہ خانے کا چور دروازہ کہاں ہے؟ تم یہ بھی شکایت نہیں کرتی ہو کہ وہ تمہیں خطرات میں تنہا چھوڑ کر خود تہ خانے میں کیوں چھپ جاتا ہے۔"

"تم درست کہتے ہو۔ میں ایسی باتیں سوچتی ہوں مگر اس سے کہتی نہیں ہوں۔ پتا نہیں' اس کے سامنے زبان کیوں

نہیں کھلتی ہے۔"

جب اس نے کافی پی لی تو میں نے کہا۔ "پچھلی رات سے جاگ رہی ہو۔ تھوڑی دیر کے لیے سو جاؤ۔"

وہ آرام سے لیٹ گئی۔ میں نے اس کے دماغ کو تھپک کر سلایا۔ وہ سو گئی پھر میں اس کے دماغ سے پیری برٹن کے تنویمی عمل کو مٹانے لگا۔ اس نے عمل کے دوران میں بتایا کہ وہ اسمگلروں کے ایک گروہ میں کام کرتی تھی۔ ایک بار اسمگلنگ کا سامان اس دو منزلہ عمارت کے قریب سے لے جاتے وقت اس کے ساتھی بارودی سرنگوں کے باعث ہلاک ہو گئے۔ پیری برٹن اسے قیدی بنا کر عمارت کے اندر لے آیا پھر اس پر تنویمی عمل کر کے اسے اپنا تابعدار بنا لیا۔

میں نے اسے پیری برٹن کے تنویمی عمل سے نجات دلا کر سونے کے لیے چھوڑ دیا پھر اس کا موبائل فون لے کر پیری برٹن سے رابطہ کیا۔ اس کی آواز سنائی دی۔ "ہیلو رومی! وہ دشمن کہاں ہے؟"

میں نے کہا۔ "تمہارے پاس ہے۔ فون بند کرو گے تو ابھی تہ خانے میں دفن ہو جاؤ گے۔ میں نے اس عمارت کو اندر سے اچھی طرح دیکھا ہے۔ ایک اسٹور روم میں بارود، بم، ٹائم بم، گرینیڈ اور کئی طرح کے ہتھیار رکھے ہوئے ہیں۔"

"میں سمجھ سکتا ہوں۔ تم نے کل سے آج تک بہت کچھ معلوم کیا ہوگا۔ میں تم سے سمجھوتا کرنا چاہتا ہوں۔"

"باہر آؤ گے تو سمجھوتا ہوگا۔"

"میری کچھ مجبوریاں ہیں۔ میں باہر نہیں آسکوں گا۔"

"پچھلی رات تین بجے تک آنے والے کمانڈوز جہنم میں پہنچ گئے۔ اس کے بعد نو گھنٹے گزر چکے ہیں۔ اتنی دیر کا مطلب ہے کسی نئی پلاننگ پر عمل کرتے ہوئے مجھ پر منظم حملہ کیا جائے گا لہٰذا میں یہاں سے جا رہا ہوں۔"

"کیا واقعی تم یہاں سے جا رہے ہو؟ کیا ابھی جا رہے ہو؟"

"ہاں جانے سے پہلے دو باتیں کہہ دوں۔ ایک تو یہ کہ میں نے رومی کے دماغ سے تمہارے تنویمی عمل کو مٹا دیا ہے۔ میں اسے یہاں سے دور لے جاؤں گا پھر وہ جہاں جانا چاہے گی، چلی جائے گی۔"

"ٹھیک ہے۔ تمہیں رومی پسند ہے تو اسے لے جاؤ۔"

"لعنت ہے تم پر۔ میں اسے عیاشی کے لیے نہیں بلکہ یہاں ہونے والے بم دھماکوں سے بچانے کے لیے لے جا رہا ہوں۔"

"بم دھماکے؟ یہاں۔۔۔ یہاں کون بم بلاسٹ کرے گا؟"

"میں اس عمارت کے گراؤنڈ فلور پر ہر جگہ بم ر[کھ کر ان]
کی بلاسٹنگ کا ٹائم سیٹ کر کے رومی کے ساتھ چلا جاؤ[ں گا۔"]

"نہیں!" اس نے چیخ کر کہا۔ "تم ایسا نہیں کرو[گے۔"]

"ایسا نہ کرنے سے روکنے کے لیے تمہیں تہ خا[نے سے] باہر آنا ہوگا۔ باہر نہیں آؤ گے تو اس عمارت کا جو ز[میں] وہ تہ خانے کی چھت ہے۔ ٹائم بم بلاسٹ ہوں گے [تو تہ] خانے میں دب کر مر جاؤ گے۔"

"پلیز میری بات سن لو۔ مجھے تھوڑی سی مہلت [دے دو۔"]

"کتنی مہلت؟"

"میں دو گھنٹے کے بعد باہر آجاؤں گا۔"

"اس کا مطلب ہے، دو گھنٹے کے اندر یہا[ں] زبردست حملہ ہونے والا ہے۔"

"نن۔۔۔ نہیں۔ تم غلط سمجھ رہے ہو۔"

"تم صحیح سمجھا دو۔ کیا تہ خانے سے باہر آنے م[یں دو گھنٹے] لگتے ہیں؟"

"وہ۔۔۔ وہ دراصل میں ایک بہت ہی اہم [کام میں] مصروف ہوں۔ یہ کام دو گھنٹے میں مکمل ہو جائے گا۔"

"تم اپنا کام کرو۔ میں اپنا کام کر رہا ہوں۔ مجھے فرش پر دس ٹائم بم سیٹ کرنے میں صرف پندرہ م[نٹ] لگیں گے۔"

"اچھا صرف ایک گھنٹے کی مہلت دے دو۔"

"میں تم سے باتیں کرتا جا رہا ہوں اور ایک [ایک جگہ] پہنچ کر بم رکھ رہا ہوں۔ ٹھیک دو منٹ کے بعد تمام [بموں کی] بلاسٹنگ کا ایک ہی وقت مقرر کر کے یہاں سے [چلا جاؤں] گا۔"

میں کسی جگہ بم نہیں رکھ رہا تھا۔ صرف دھمکی [دے رہا] تھا۔ وہ خوف زدہ ہو کر بولا۔ "بم نہ رکھو۔ میں آرہا ہوں، آرہا ہوں۔"

"باہر آنے سے پہلے بتاؤ۔ چور دروازہ کہاں ہے؟"

"میرے بیڈ روم میں بستر کے نیچے فرش پر ہے۔"

"ٹھیک ہے۔ میں تمہارے بیڈ روم میں رہوں[گا۔"]

میں نے فون بند کر دیا۔ وہ جھوٹ بول رہا تھا۔ [میں اس] سے اب تک اس عمارت کے ہر حصے کو دیکھ چکا تھا۔ [جتنے بیڈ] روم تھے ان کے بیڈ کے نیچے فرش وغیرہ کو بھی اچھی طرح دیکھ لیا تھا۔ اب دیکھنا چاہتا تھا کہ وہ مجھے کس [طرح دھوکا] دے کر کہاں سے نکل کر قاتلانہ حملہ کرنا چاہتا ہے۔ [میں نے] اپنی پشت پر ضروری سامان کی کٹ باندھ لی۔ [ہیلمٹ اور] چشمہ پہن لیا۔ برف پر تیزی سے پھسلنے کے لیے ا[سکیٹنگ کا]

سامان ایک شانے پر رکھ لیا۔ اسی ہاتھ میں ایک ریوالور تھا اور دوسرے ہاتھ میں ڈیٹیکٹو آلہ لے کر عمارت سے باہر آیا پھر اس آلے سے خفیہ بموں اور بارودی سرنگوں کا سراغ لگاتا ہوا، ان سے بچتا ہوا عمارت سے بہت دور نکل آیا۔ وہ اپنی عمارت کو مجھ سے بہتر جانتا تھا۔ پتا نہیں کہاں کہاں سے چھپ کر حملے کرتا۔ میں نے اس کا موقع ہی نہیں دیا۔ اس عمارت سے دو کلو میٹر دور کھلی جگہ آگیا۔ وہاں چھپنے کے لیے برف سے ڈھکے ہوئے درخت اور چھوٹے بڑے برفانی ٹیلے تھے۔

وہ کسی چور دروازے سے نکل کر عمارت کے اندر آچکا ہوگا اور چھپ چھپ کر مجھے تلاش کر رہا ہوگا۔ میں ایک موٹے تنے والے درخت کے پیچھے سے دوربین کے ذریعے عمارت کو دیکھ رہا تھا۔ تقریباً بیس منٹ کے بعد اس موبائل فون کا بزر بولنے لگا جسے میں رومی کے بیڈ روم سے لایا تھا۔

وہ مجھے عمارت کے اندر نہ پا کر فون کے ذریعے میری آواز سنتا اور مجھ سے معلوم کرنا چاہتا تھا کہ میں کہاں ہوں؟

اگر میں اپنا فون آن کرتا تو سرد ہوا کے تھپیڑوں کی آواز سن کر اسے معلوم ہو جاتا کہ میں عمارت سے باہر دور کھلی جگہ پہنچا ہوا ہوں۔ فون کا بزر بڑی دیر تک بولتا رہا پھر خاموش ہو گیا۔

میں نے اس کی حالت کا اندازہ لگایا۔ وہ کل سے بھوکا پیاسا تھا لیکن میرے خوف سے کچن میں نہیں جا رہا ہوگا۔ پہلے میرا خاتمہ کرنا چاہتا ہوگا یا سمجھوتا کرنا چاہتا ہوگا اب میرے گم ہونے پر یہ سمجھ گیا ہوگا کہ میں سمجھوتا نہیں کروں گا۔ نشانے پر آتے ہی اسے گولی مار دوں گا۔ گویا موت عمارت کے اندر اس سے آنکھ مچولی کھیل رہی تھی۔

تھوڑی دیر بعد میں نے دیکھا۔ وہ ایک ہاتھ سے رومی کی گردن پکڑے، ہاتھ میں ریوالور لیے رومی کو اپنے سامنے ڈھال بنا کر باہر برآمدے میں آیا۔ اس کے پاس بھی اسکیٹنگ کا سامان تھا۔ اس نے رومی کو ڈیٹیکٹو آلہ دیا تھا تاکہ وہ بارودی سرنگ کا سراغ لگاتی ہوئی اسے بحفاظت عمارت سے دو کلو میٹر دور لے آئے۔

میں درخت کے پیچھے سے ٹیلی اسکوپک رائفل لے کر ٹارگٹ لینس پر پیری برٹن کو دیکھنے لگا۔ وہ بارودی سرنگوں کو پار کر چکے تھے۔ اب کوئی خطرہ نہیں تھا۔ ایک میں ہی خطرہ تھا۔ اسے نظر نہیں آرہا تھا۔ کمبخت نے رومی کو اس طرح پکڑ رکھا تھا کہ وہی بار بار میرے نشانے پر آرہی تھی اور وہ انہی درختوں کی طرف آرہا تھا جن میں سے ایک کے پیچھے میں چھپا ہوا تھا۔

عین اس وقت اس کے فون کا بزر بولنے لگا۔ اس نے رومی کی گردن چھوڑ دی لیکن اسے نشانے پر رکھا۔ دوسرے ہاتھ سے موبائل کو آن کر کے اسے کان سے لگا کر بولا۔ "ہیلو! میں پیری برٹن بول رہا ہوں۔"

دوسری طرف سے کہا گیا۔ "تمہاری آواز صاف نہیں ہے۔ تیز ہواؤں کا شور سنائی دے رہا ہے۔"

"میں اپنے مکان سے باہر آگیا ہوں۔ پتا نہیں پارس کہاں گم ہو گیا ہے۔ تمہارے کمانڈوز کہاں مر گئے ہیں؟"

"تم سمجھتے کیوں نہیں ہو۔ ہزاروں میل کا سفر طے کرنے میں دیر لگتی ہے۔ وہ ایک آدھ گھنٹے میں ضرور پہنچیں گے۔"

میں نے دیکھا۔ غصہ دکھانے اور باتیں کرنے کے دوران میں ریوالور رومی کی طرف سے ذرا ہٹ گیا تھا۔ میں نے اسی لمحے میں رائفل کا ٹریگر دبایا۔ اس کے حلق سے چیخ نکلی۔ ریوالور ہاتھ سے گرا۔ میں درخت کے پیچھے سے اچھل کر اس کے سر پر پہنچ گیا۔ وہ دوسرے ہاتھ سے ریوالور اٹھانا چاہتا تھا۔ میں نے ریوالور پر ایک پاؤں رکھ کر دوسرے پاؤں سے اسے ٹھوکر ماری۔ وہ الٹ کر دوسری طرف چلا گیا۔ اس کی پسلی کی طرف خون لباس کو بھگوتے ہی سردی کے باعث جم گیا تھا۔

وہ دوبارہ برف کی سطح سے نہ اٹھ سکا۔ بڑی بے بسی سے مجھے دیکھنے لگا۔ میں نے کہا۔ "کل سے تمہارے رشتے دار مجھے ہلاک کرنے آرہے ہیں۔ ایک آدھ گھنٹے میں دوسرے رشتے دار بھی آنے والے ہیں۔ جب تم نے اور تمہارے باپ امریکا نے مجھے مار ڈالنے کی قسم کھائی ہے تو میں تمہیں زندہ کیوں چھوڑوں؟"

میں نے یکے بعد دیگرے کئی گولیاں اس کے جسم میں پیوست کر دیں۔ اس برفانی علاقے میں اس کے جسم کے اندر جو گرمی تھی، وہ زندگی کی گرمی ہمیشہ کے لیے سرد پڑ گئی۔ میں نے رومی سے کہا۔ "اس کا ہیلمٹ اور چشمہ پہن لو۔ سامان کی کٹ بھی کام آئے گی۔"

اس نے وہ تمام چیزیں لے لیں۔ ہم دونوں نے اسکیٹنگ کے پیڈ پیروں میں باندھے پھر دو اسٹکس کے ذریعے وہاں سے پھسلتے ہوئے تیزی سے جانے لگے۔

رومی ایک اسمگلر کے گروہ میں رہ کر وہاں کے راستوں سے واقف تھی اس لیے وہ مجھ سے آگے جا رہی تھی۔ ہمیں پتا تھا کہ وہاں کمانڈوز آنے والے ہیں اس لیے ہم وہاں سے بہت دور نکل جانا چاہتے تھے۔ تھوڑی دیر بعد ہی طیاروں کی

دھیمی دھیمی آواز سنائی دی۔ روحی نے رک کر مجھے دیکھا۔ میں نے کہا۔ "کسی برفانی چٹان کے نیچے چلو تاکہ فضائی پرواز کرنے والے ہمیں نہ دیکھ سکیں۔"

ہم راستہ بدل کر ایک پہاڑی کے دامن میں آگئے۔ وہاں برف کے اونچے نیچے ٹیلوں کے درمیان چھپ کر دیکھنے لگے۔ چھ فوجی طیارے پرواز کرتے ہوئے اس دو منزلہ عمارت کی طرف جارہے تھے۔ جب وہ دور جاتے ہوئے برف کی دھند میں نظروں سے اوجھل ہوگئے تو میں نے انجان بن کر پوچھا۔ "تم میرے آگے جانے لگتی ہو۔ کیا یہاں کے راستے جانتی ہو؟"

وہ نہیں جانتی تھی کہ میں ٹیلی پیتھی جانتا ہوں اور اس کے چور خیالات کو پڑھ رہا ہوں۔ وہ بولی۔ "یہاں سے تقریباً ستر کلو میٹر کے فاصلے پر ایک چھوٹا سا قصبہ ہے۔ وہاں پہنچ کر ہم دشمنوں سے محفوظ رہیں گے۔"

میں اس کے پیچھے چلنے لگا۔ وہ اسی اسمگلر کے گروہ میں جارہی تھی' جس کے ساتھ پہلے رہا کرتی تھی۔ وہ اسمگلر تو مارا گیا تھا مگر اس کا ایک بھائی زندہ تھا۔ روحی کو یقین تھا کہ اسمگلنگ کا دھندا ابھی جاری ہوگا۔

وہ بظاہر میری احسان مند تھی لیکن اندر سے خوفزدہ تھی۔ پچھلی رات سے دیکھتی آرہی تھی کہ میں نے تنہا درجنوں دشمنوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے پھر یہ کہ میں تنویمی عمل بھی جانتا ہوں۔ جب اسے پیری برٹن کے عمل سے نجات دلا سکتا ہوں تو اسے اپنی کنیز اور تابعدار بنا کر اس کی آئندہ زندگی برباد کرسکتا ہوں۔ وہ صرف اپنے پرانے ساتھیوں پر بھروسا کرتی تھی اس لیے مجھے انہی کے پاس لے جارہی تھی۔

میں نے روحی کو پیری برٹن کے تنویمی عمل سے نجات دلانے کے لیے اس کا برین واش کیا تھا۔ اس طرح پیری برٹن کا عمل مٹ گیا تھا لیکن میں اس وقت روحی کو اہمیت نہیں دے رہا تھا پھر یہ کہ اس پر باقاعدہ تنویمی عمل کرکے اس کے چور خیالات پڑھنے کا وقت نہیں تھا۔ میرا تجربہ کہہ رہا تھا کہ بہت جلد مجھ پر منظم حملہ ہونے والا ہے اس لیے میں پیری برٹن کو تہ خانے سے باہر آنے پر مجبور کرنے میں مصروف ہوگیا تھا۔

اب برف کی ناہموار سطح پر تیز رفتاری سے پھسلتے ہوئے ایک لمبا سفر طے کرنے کے دوران میں روحی کے خیالات مسلسل نہیں پڑھ سکتا تھا۔ فی الوقت اتنا معلوم کیا تھا کہ وہ مجھے اپنے اسمگلر ساتھیوں کے پاس لے جارہی ہے۔

ہم اسکیٹنگ بیڈ پر کھڑے رہ کر مسلسل پھسلتے ہوئے ایک ایسی جگہ آئے' جہاں دو چار سو افراد چند مکانوں میں رہتے تھے۔ وہاں کے لوگوں نے ہمارا استقبال کیا۔ ہمارے لیے کھانے اور کافی کا انتظام کیا۔ وہ سب روسی زبان بول رہے تھے۔ روحی نے پوچھا۔ "تم یہ زبان جانتے ہو؟"

میں جانتا تھا لیکن انکار میں سرہلا کر بولا۔ "میں صرف انگریزی اور فرانسیسی زبان جانتا ہوں۔ یہ شخص ابھی تم سے کیا کہہ رہا تھا۔"

"مجھ سے پوچھ رہا تھا' ہم کہاں سے آئے ہیں اور کہاں جارہے ہیں؟ میں نے کہا ہے کہ کرغان سے آرہے ہیں۔ اب کیکی ٹاؤن جارہے ہیں۔"

ہم آتش دان کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔ سرد علاقے میں ہلکی ہلکی گرمی اچھی لگ رہی تھی۔ روحی نے کہا۔ "میرا موبائل فون دے دو۔ میں کیکی ٹاؤن میں اپنے ایک عزیز کو اطلاع دوں گی کہ اپنے ایک فرینڈ کے ساتھ آرہی ہوں۔ وہ ہماری رہائش کا انتظام کرے گا۔"

میں نے اسے موبائل فون دیتے ہوئے کہا۔ "تم پہلے باتیں کرلو پھر مجھ سے بھی بات کراؤ تاکہ وہاں پہنچنے سے پہلے ہماری کچھ شناسائی ہوجائے۔"

"میرا وہ عزیز صرف روسی زبان جانتا ہے۔ تم سے انگریزی یا کسی بھی دوسری زبان میں گفتگو نہیں کرسکے گا۔"

میں نے مایوس ہو کر کہا۔ "پھر تو مجبوری ہے۔ کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ وہاں کے سب ہی لوگ صرف روسی زبان جانتے ہیں۔ میں تو وہاں گونگا بن کر رہ جاؤں گا۔"

وہ ہنستے ہوئے بولی۔ "ایسی بات نہیں ہے۔ وہاں کے بعض لوگ انگریزی بولتے ہیں۔ پھر میں جو تمہارے ساتھ بولتی رہوں گی۔ تمہیں گونگا نہیں بننے دوں گی۔"

اس نے فون پر رابطہ کیا پھر روسی زبان میں بولی۔ "میں روحی بول رہی ہوں۔ کیا اتنے عرصے بعد میری آواز سن کر حیران ہو؟"

میں نے اس کے دماغ میں رہ کر دوسری طرف کی آواز سنی۔ ایک شخص بول رہا تھا۔ "روحی؟ یہ تم ہو؟ اتنے عرصے تک کہاں رہی ہو؟ اور ابھی کہاں سے بول رہی ہو؟"

"میری داستان بہت لمبی ہے۔ فون پر اتنا ہی کہہ سکتی ہوں کہ جس دو منزلہ عمارت کے قریب اسمگلنگ کا مال لے جاتے وقت تمہارا بھائی اور دوسرے ساتھی بارودی سرنگ کے ذریعے ہلاک ہوئے تھے' اسی عمارت کے مالک پیری برٹن نے مجھ پر تنویمی عمل کرکے قیدی بنایا ہوا تھا۔"

"پھر تم کیسے آزاد ہوگئیں؟"

"وہاں پیری برٹن کا ایک دشمن پہنچ گیا تھا۔ اس کا نام پارس ہے۔ میرے ساتھ وہاں آرہا ہے۔ اس کے سامنے صرف یہی زبان بولنا۔ یہ ہماری زبان نہیں جانتا ہے۔"

"کیا تم اسے لانا ضروری سمجھتی ہو؟"

"ہاں۔ یہ بہت چالاک اور دلیر ہے۔ میں چاہتی ہوں تم اسے اپنے طور پر آزماؤ۔ اگر یہ ہمارے اسمگلنگ کے دھندے میں ساتھ دے گا تو اس کی ذہانت اور دلیری سے ہمیں بہت فائدہ پہنچے گا۔"

دوسری طرف جو بول رہا تھا اس کا نام ایمون زونا تھا۔ میں روحی کو چھوڑ کر اس کے چور خیالات پڑھ رہا تھا۔ معلوم ہوا کیکی ٹاؤن میں پہلے ایمون زونا کا بڑا بھائی ایک بے تاج بادشاہ تھا۔ اس کی موت کے بعد ایمون زونا اسمگلروں کا سرغنہ بن گیا ہے۔ وہ کوئی معمولی اسمگلر نہیں تھا۔ ایٹم بم بنانے کے لیے یورینیم لازمی ہوتا ہے۔ اسے لینن گراڈ میں بڑی حفاظت سے سخت پہرے میں رکھا جاتا ہے لیکن جرائم کی دنیا میں بڑے بڑے بازیگر ہوتے ہیں' لاکھ پہرے کے باوجود کسی حد تک وہاں سے یورینیم اسمگل کرتے ہیں۔

اگر یورینیم کی کمی ہو تو پلاٹینیم کی کچھ زیادہ مقدار سے بھی ایٹم بم تیار کیے جاسکتے ہیں۔ ایمون زونا اور اس کے بھائی نے کیکی ٹاؤن میں ایک انڈر گراؤنڈ ری پروسیسنگ پلانٹ قائم کیا تھا۔ دونوں بھائی سائنس داں تھے۔ یورینیم کے استعمال کے بعد جو اس کا فضلہ باقی رہ جاتا تھا' وہ دونوں بھائی اپنے پلانٹ میں اس فضلے سے پلاٹینیم تیار کرتے تھے اور اسے ایشیا کے کئی ممالک میں اسمگل کرتے تھے۔

ایشیا میں بھارت ایک ایسا ملک ہے جو ایٹمی دوڑ میں سب سے آگے رہ کر اس خطے کا سپر پاور بننے کی کوشش میں رہتا ہے اور اپنی ان مصنوعات کے ذریعے پاکستان کو اپنے دباؤ میں رکھنا چاہتا ہے۔

ایٹمی طاقت بننے کے لیے خاصی مقدار میں یورینیم یا پلاٹینیم لازمی ہوتا ہے اور یہ ایسی نایاب چیزیں ہیں' جو عالمی سطح کے مجرموں سے اسمگلنگ کے ذریعے ہی حاصل ہوتی ہیں۔

ایمون زونا کے چور خیالات سے پتا چلا کہ اس کے ری پروسیسنگ پلانٹ میں جو پلاٹینیم تیار ہوتا ہے اسے آج کل اسمگل کرکے بھارت پہنچانے کی کوششیں کی جارہی ہیں۔

اسمگلنگ کے لیے وہی راستہ مختصر اور محفوظ تھا' جہاں پیری برٹن رہا کرتا تھا۔ ایمون زونا کے کئی آدمی وہاں بارودی سرنگ کے ذریعے ہلاک ہوگئے تھے تب سے عارضی طور پر اسمگلنگ رک گئی تھی۔ ان اسمگلروں کو کرغان کے بعد افغانستان سے گزرنا پڑتا تھا۔ وہاں طالبان جب سے فتوحات حاصل کررہے تھے تب سے اسمگلنگ کا مال وہاں سے لے کر گزرنا محال ہورہا تھا۔

ایک بار پاکستان کے شمالی علاقے سے کافی مقدار میں یورینیم اور پلاٹینیم کو اسمگل کرکے بھارت پہنچانے کے لیے بڑے ٹھوس انتظامات کیے گئے۔ کسٹم اور فوجی افسران کو بھاری رقمیں دے کر خریدا گیا لیکن جب وہ مال پاکستان میں داخل ہوا تو بازی پلٹ گئی۔ پتا چلا کہ جن کسٹم افسران اور پاکستان کے آرمی افسران نے بڑی رشوت لی تھی' وہ محض ایک ڈراما تھا۔ ان خریدے جانے والے فوجیوں نے ہی پاکستان میں تمام یورینیم اور پلاٹینیم ضبط کرلیا۔

کئی ماہ سے ایمون زونا اسمگلنگ کے سلسلے میں بھاری نقصان اٹھا رہا تھا۔ اب پلاننگ کی جارہی تھی کہ تبت کے راستے وہ مال بھارت پہنچایا جائے۔ اگرچہ وہ راستہ بہت لمبا اور دشوار گزار تھا لیکن پچھلے نقصانات کو پورا کرنے کے لیے فی الوقت وہی ایک راستہ رہ گیا تھا۔

روحی نے اس سے باتیں کرنے کے بعد فون بند کرکے اپنے پاس رکھ لیا۔ میں نے کہا۔ "بڑی لمبی باتیں کررہی تھیں۔ تمہارا انداز بتا رہا تھا کہ وہ تمہارا عزیز ہی نہیں عزیز از جان بھی ہے۔"

وہ مسکرا کر بولی۔ "ہاں وہ مجھے جان سے زیادہ عزیز ہے۔ اگر وہ کمینہ پیری برٹن مجھے قیدی نہ بناتا تو اب تک میری شادی ایمون زونا سے ہوجاتی۔"

"اچھا تو تم جس سے باتیں کررہی تھیں' اس کا نام ایمون زونا ہے؟"

"ہاں یہ بتاؤ۔ کیا تم وہی پارس ہو' جس کے باپ فرہاد علی تیمور کو قتل کردیا گیا ہے؟"

"ہاں۔ وہ میرے والد تھے لیکن انہوں نے ہلاکت سے پہلے ہی مجھے عاق کردیا تھا۔ مجھ سے باپ کا نام چھین لیا تھا اور مجھے اپنے خاندان سے نکال دیا تھا لیکن خون کبھی جدا نہیں ہوتا۔ میں ان کے قاتلوں سے انتقام لیتا ہوا' بھٹکتا ہوا پیری برٹن کی اس رہائش گاہ تک پہنچ گیا تھا۔"

"کیا باپ کی موت کے بعد خاندان والے تمہیں قبول نہیں کریں گے؟"

"نہیں کریں گے۔ خاندان کا سربراہ اپنی زندگی میں جو فیصلہ کرتا ہے اس کی موت کے بعد بھی اس فیصلے پر عمل

ہوتا رہتا ہے۔"

"اس کا مطلب ہے، تم بے گھر اور بے در ہو۔"

"ہاں، مگر کسی کا محتاج نہیں ہوں۔ اپنی عقل سے اور قوتِ بازو سے اپنی زندگی کو خوش حال بنا سکتا ہوں۔"

"بے شک تم بہت دلیر اور چالاک ہو۔ آئندہ کیا کرنے کا ارادہ ہے؟"

"میں نے خود کو حالات کے دھارے پر چھوڑ دیا ہے۔ آئندہ جہاں دولت کمانے کا موقع ملے گا' وہیں ڈیرا ڈال دوں گا۔"

میزبان نے ہمارے سامنے کھانے کی ڈشیں لاکر رکھیں۔ روی نے میری بات پر مسکرا کر مجھے دیکھا پھر کھانے کی طرف متوجہ ہو گئی۔ میں بھی کھاتے ہوئے سوچنے لگا' تقدیر مجھے خوب بھٹکا رہی ہے۔ اب تک ایک مکان کے اندر رہ کر درجنوں حملہ آوروں کو ٹھکانے لگاتا رہا۔ اب ایسے ایک ٹاؤن میں جارہا ہوں' جہاں اسمگلروں کی حکمرانی ہے۔ وہ مجرم وہاں ہزاروں کی تعداد میں ہیں لیکن میں بھی اکیلا نہیں ہوں۔ خدا ہمیشہ میرے ساتھ رہا ہے۔

○☆○

پورس کا سامنا ایک بہت بڑے چیلنج سے تھا۔ اس نے ماضی میں ٹیلی پیتھی کو ختم کرنے والی دوائیں بنائی تھیں۔ ان دواؤں کو پارس چرا کر لے گیا تھا۔ اس بار پارس نے پھر اسے چیلنج کیا تھا کہ وہ غیر معمولی دواؤں کے نسخوں کے ذریعے حیرت انگیز دوائیں تیار نہیں کر سکے گا۔

پورس کے لئے یہ ایک اطمینان اور خوشی کی بات تھی کہ پارس نے اس کے تمام اہم نسخے واپس کر دیے تھے۔ اب اس نے دل ہی دل میں قسم کھائی کہ اس بار دواؤں کی تیاری کے دوران میں پارس کو مداخلت کا موقع نہیں دے گا اور ایسی چالیں چلے گا کہ پارس اس کی تیار شدہ دواؤں کے قریب بھی نہیں پھٹک سکے گا۔

ایسی ٹھوس تدابیر سوچنے اور چالیں چلنے سے پہلے اس نے اپنے چند ماتحتوں کو فون پر کہا۔ "میں اپنی رہائش گاہ تبدیل کر رہا ہوں۔ اپنے تمام ساتھیوں کو ہدایات دو کہ وہ مختلف گاڑیوں میں میرے نزدیک اور دور رہیں۔ جس پر بھی شبہ ہو کہ وہ میرا تعاقب کر رہا ہے تو مجھے فوراً اطلاع دیں پھر میں تعاقب کرنے والے سے خود نمٹ لوں گا۔"

اس نے پارس اور ثانی کی نظروں سے اوجھل ہو جانے کے لئے بڑی احتیاط سے ایسے انتظامات کئے کہ کوئی تعاقب کرتا ہوا ان کی .... نئی رہائش گاہ تک نہ پہنچ سکا۔ اس نے جلال پاشا کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی تھی پھر نئی رہائش گاہ میں پہنچ کر کہا۔ "انکل! ہم آپ سے گستاخی کر رہے ہیں۔ آپ اسی طرح اپنے دونوں ہاتھ پشت پر بندھے رہنے دیں۔ آپ کی آنکھوں کو بھی کچھ نظر نہیں آئے گا تو پارس اور ثانی کو ہماری نئی خفیہ پناہ گاہ کے بارے میں معلوم نہیں ہو سکے گا۔"

جلال پاشا نے کہا۔ "بیٹے! میں تمہاری' ناصرہ کی اور ثنا کی سلامتی کے لئے اسی طرح اندھا بن کر رہوں گا۔"

ثنا نے کہا۔ "ابو! ہم آپ کے کمرے کا دروازہ باہر سے بند کر کے جا رہے ہیں۔ ایک جگہ خفیہ پلاننگ کریں گے۔ پارس کا کوئی بھی خیال خوانی کرنے والا آپ کے دماغ پر قبضہ جما کر آپ کو اس کمرے سے باہر نہیں لے جا سکے گا۔"

"بیٹی! میری یہ توہین نہیں ہو رہی ہے۔ تم مجھے یہاں چھوڑ دو' پورس اور ناصرہ کے ساتھ جاؤ۔ اس کمرے کے دروازے کو باہر سے بند کر دو۔"

ان تینوں نے جلال پاشا کو وہاں چھوڑ کر باہر آکر دروازے کو بند کیا پھر اس بنگلے کے ایک آخری کمرے میں آکر بیٹھ گئے۔ ناصرہ نے کہا۔ "مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے وہ شیطان ہمیں چھپ کر دیکھ رہا ہے اور ہماری باتیں سننے کے لئے کہیں موجود ہے۔"

پورس نے کہا۔ "ہمارے آدمی جو ہماری نگرانی کر رہے تھے' وہ بہت چالاک اور تجربے کار ہیں۔ تم اطمینان رکھو' ثانی یہاں تک نہیں پہنچ سکے گی اور پارس بھی یہاں نہیں' کرمان میں ہے۔"

ثنا نے پوچھا۔ "آپ کن ڈاکٹروں سے کام لیں گے؟ کیا ان کی لیبارٹری تک آپ کا کوئی مخالف نہیں پہنچ سکے گا؟"

"ابھی تو میں یہ سوچ رہا ہوں کہ پارس کی پشت پر بابا صاحب کا بہت بڑا ادارہ ہے۔ اس ادارے سے اسے ہر طرح کی امداد حاصل ہوتی ہے۔ برے وقت میں اسے مشکلات سے نکالنے والے درجنوں جانباز پہنچ جاتے ہیں۔ اس کے مقابلے میں' میں تنہا ہوں۔ میں اس سے کسی طرح کم نہیں ہوں۔ کمی صرف یہ ہے کہ میرا اپنا کوئی فعال ادارہ نہیں ہے۔ مجھے بھی اس کی طرح وسیع ذرائع اور بے حد اختیارات کا مالک بننا چاہیے۔"

ثنا نے کہا۔ "میرے ابو نے مرلی دھر یاندرے اور اس کی بہن کے ساتھ ایسا ہی ایک مضبوط ادارہ بنانے کی کوشش کی تھی مگر ہم ناکام رہے۔"

"مرلی دھر یاندرے اور اس کی بہن خود غرض تھے۔ کسی بہت بڑے ادارے کو قائم رکھنے کے لئے خود غرضی نہیں' کشادہ دلی کی ضرورت ہوتی ہے۔ ثنا! تم مسلمان ہو مگر میں بھگوان کو حاضر و ناظر جان کر پوری فراخدلی سے تمہیں اپنی سگی بہن سمجھتا ہوں۔ میرے' تمہارے' ناصرہ کے اور انکل کے درمیان کوئی خود غرضی نہیں ہے۔"

"کیا آپ ایک بہت بڑا اور مضبوط ادارہ قائم کرنا چاہتے ہیں؟"

"میں بے شمار وفاداروں کی فوج' وسیع ذرائع اور لامحدود اختیارات حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ اور یہ کھلونے نہیں ہیں کہ ایک ہی دن میں بازار سے جا کر خرید لئے جائیں۔"

ناصرہ نے پوچھا۔ "پھر بات کیسے بنے گی؟ تم ایک مضبوط ادارہ کیسے قائم کرو گے؟"

"حکمتِ عملی سے بہت کچھ ہو سکتا ہے۔ میں نے ثانی سے کہا ہے کہ چھ ماہ کے اندر غیر معمولی دوائیں تیار کروں گا اور پارس کو ان دواؤں کے قریب پہنچنے نہیں دوں گا۔ میرا یہ چیلنج اس وقت پورا ہو سکتا ہے' جب میرے پاس فوجی یا غیر فوجی طاقت' وسیع ذرائع اور اختیارات ہوں اور میں یہ سب کچھ چند ہفتوں یا چند مہینوں میں حاصل کروں گا۔"

ناصرہ نے کہا۔ "پورس! تم جو کہتے ہو' وہ ضرور کرتے ہو مگر اتنا بڑا کام کیسے کرو گے؟"

پورس نے کہا۔ "ہماری دنیا میں بڑے بڑے طاقتور ادارے ہیں۔ ایسے مضبوط ادارے ہیں جو مجرمانہ سرگرمیوں کے ذریعے اپنے ملکوں کے حکمرانوں کو بھی لاچار اور مجبور کر دیتے ہیں اور ملکی قوانین کی جگہ اپنے قوانین نافذ کرتے ہیں۔ اگر ہم ایسی کسی بہت طاقتور مافیا کے گاڈ فادر کو ٹریپ کر کے انکل اور ثنا کی ٹیلی پیتھی کے ذریعے اسے اپنا تابعدار بنا لیں تو وہ برائے نام گاڈ فادر رہے گا اور اس کے پیچھے ہماری حکمرانی ہو گی۔ اس ملک میں سیکڑوں ڈاکٹرز اور لیبارٹریز ہوں گی۔ وہاں رازداری سے دوائیں تیار ہوں گی اور اس دوران میں ہم میں سے کوئی ثانی اور پارس کو نظر نہیں آئے گا۔"

"یہ تو بڑی ہی لاجواب حکمتِ عملی ہو گی۔ جب تمہارے بے شمار جان نثار کسی لیبارٹری کے اندر اور باہر مستعد رہیں گے تو پارس کا سایہ بھی لیبارٹری کے اندر نہیں جا سکے گا۔"

ثنا نے پوچھا۔ "کیا آپ کی نظروں میں ایسا کوئی مضبوط اور رعب اور دبدبے والا گاڈ فادر ہے جسے میں ٹریپ کر سکوں؟"

"ہاں' ہمیں اب بھارت سے بہت دور امریکا جانا چاہیے۔ میری معلومات کے دائرے میں کئی مافیا کے گاڈ فادر ہیں لیکن میں کولمبیا کے ایک گاڈ فادر کو شکنجے میں لینا چاہتا ہوں۔"

وہ انہیں بتانے لگا کہ کولمبیا لاطینی امریکا کا ایسا ملک ہے جہاں جمہوری نظام سے زیادہ ڈرگ مافیا مستحکم ہے۔ پولیس' عدلیہ' انتظامیہ اور سیاسی جماعتوں پر اس کا اثر رسوخ اتنا ہے کہ یہ مافیا ایک حکومت کا تختہ الٹ کر دوسری حکومت قائم کر دیتی ہے۔ جس سیاست داں کو حکومت سے نکالنا ہو' اسے دودھ کی مکھی کی طرح نکال دیتی ہے۔

ڈرگ مافیا اس قدر طاقتور اس لئے ہے کہ منشیات کے بڑے بڑے کاروباریوں کی اپنی فوجیں ہیں۔ اس ملک میں سات سو... ٹن سے زیادہ منشیات کی پیداوار ہے۔ ایک امیر کبیر شخص کارسیلو نے رفتہ رفتہ منشیات کی تمام پیداوار پر قبضہ جما لیا ہے اور اس کے چھوٹے بیوپاریوں کو اپنا ماتحت بنا لیا ہے۔

یہ کارسیلو کتنا خطرناک اور موقع پرست ہے' یہ آئندہ کولمبیا پہنچ کر معلوم ہو گا۔ فی الحال پورس' ناصرہ اور ثنا فرضی ناموں سے پاسپورٹ وغیرہ بنوانے لگے۔ جلال پاشا نے کہا۔ "مجھے نہ بتاؤ کہ کہاں جا رہے ہو۔ جب تک میں سانس روکنے اور خیال خوانی کرنے کے قابل نہیں ہو جاؤں گا اس وقت تک میں تم تینوں سے دور رہوں گا۔ پوری طرح دماغی توانائی حاصل کرنے کے بعد خود ہی خیال خوانی کے ذریعے رابطہ کروں گا اور تم لوگ جہاں رہو گے' وہاں پہنچ جاؤں گا۔"

ثنا نے ٹیلی پیتھی کے ذریعے متعلقہ افسران کے دماغوں پر قبضہ جما کر فرضی ناموں سے پاسپورٹ اور دیگر اہم قانونی کاغذات بنوائے تھے اور وہاں رہنے کے لئے گرین کارڈ بھی حاصل کیا تھا۔ صرف اتنا ہی نہیں' پورس نے اپنے دو خاص ماتحتوں کے لئے بھی پاسپورٹ اور کاغذات تیار کرائے تھے۔ ان ماتحتوں کو تاکید کی تھی کہ ان کے ساتھ ایک ہی فلائٹ میں سفر کریں اور بڑی رازداری سے معلوم کریں کہ اس فلائٹ میں ثانی اور پارس بھیس بدل کر موجود ہیں یا نہیں؟ ان کے علاوہ ان کے جانباز بھی ہو سکتے ہیں' وہ اپنے جاسوسی طور طریقوں سے پہچانے جا سکتے ہیں۔

وہ بڑے محتاط انداز میں ایک فلائٹ کے ذریعے ممبئی سے روانہ ہوا۔ وہ فلائٹ انہیں لندن تک لے گئی۔ دو گھنٹے بعد وہ دوسری فلائٹ سے نیویارک اور پھر تیسری فلائٹ سے کولمبیا پہنچنے والے تھے۔ اس نے جان بوجھ کر فلائٹس تبدیل کرتے رہنے کا طریقہ اختیار کیا تھا۔ خیال تھا کہ ایسی

تبدیلیوں کے دوران میں ان کا کوئی نہ کوئی تعاقب کرنے والا نظروں میں آجائے گا۔

لندن پہنچنے تک انہیں کسی مسافر پر شبہ نہیں ہوا۔ وہاں سے آگے سفر کرنے والوں کو ہیتھرو ائرپورٹ کے ریستوران اور شاپنگ گیلری میں جانے کی اجازت تھی۔ وہ تینوں ایک ریستوران میں آئے۔ ایک میز کے اطراف بیٹھ کر کھانے کا آرڈر دیا۔ ثنا' پورس اور ناصرہ سے معذرت کرکے لیڈیز ٹائلٹ میں گئی۔ وہاں سے پانچ منٹ کے بعد دوسرے دروازے سے باہر آئی۔ اودھر شاپنگ کے لئے کئی خوبصورتی سے سجی ہوئی دکانیں تھیں۔ وہ کچھ سوچتے ہوئے بے دھیانی میں دوسرے دروازے سے باہر آئی تھی۔ ان دکانوں کو دیکھ کر غلطی کا احساس ہوا۔ وہ واپس پلٹ کر دوسرے دروازے کی طرف جانا چاہتی تھی کہ اسی وقت پورس نے آواز دی۔ "ثنا! یہاں آؤ!"

اس نے پورس کو دیکھ کر قریب آکر پوچھا۔ "آپ یہاں ہیں؟"

"ہاں۔ ناصرہ کے لئے ایک نیکلس پسند کر رہا ہوں۔ تم بتاؤ یہ نیکلس کیسا رہے گا؟"

وہ نیکلس کو ہاتھ میں لے کر دیکھتے ہوئے بولی "ونڈر فل! آپ کا انتخاب اچھا ہے۔ ناصرہ بھابی کو پسند آئے گا۔"

"مردوں کی خریداری میں عورتیں ضرور کوئی خامی نکالتی ہیں۔ تم ایک نیکلس کا انتخاب کرو۔"

ثنا مختلف نیکلس دیکھنے لگی۔ پورس نے ایک نیکلس اٹھا کر پوچھا۔ "یہ کیسا رہے گا؟"

وہ اسے بھی ہاتھ میں لے کر بولی۔ "واہ بھائی جان! آپ کا انتخاب لاجواب ہوتا ہے۔"

"ایسا کرتا ہوں کہ دونوں نیکلس خرید لیتا ہوں۔ جو ناصرہ کو پسند آئے' وہ اسے پہن لے گی۔ دوسرا تم پہن لینا۔"

اس نے دکاندار سے کہا۔ "دونوں کو پیک کردو۔"

دکاندار نے انہیں پیک کردیا۔ پورس نے جیب سے پاؤنڈز کے بڑے نوٹ نکالتے ہوئے ثنا سے کہا۔ "تم نیکلس لے جاؤ۔ ناصرہ اکیلی ہوگی۔ میں ڈالرز میں کرنسی تبدیل کرکے ابھی آرہا ہوں۔"

وہ دونوں نیکلس کے خوبصورت ڈبے لے کر وہاں سے چلتے ہوئے باتھ روم کی طرف نہیں گئی۔ دوسری طرف سے گھوم کر ایک لمبا چکر کاٹ کر میز کے قریب آئی تو وہاں ناصرہ اور پورس بیٹھے سینڈوچز کھاتے ہوئے باتیں کررہے تھے۔ وہ حیرانی سے اپنی کرسی پر بیٹھ کر بولی۔ "بھائی جان! آپ اتنی جلدی مجھ سے پہلے پہنچ گئے؟"

ناصرہ نے پوچھا۔ "تمہارے بھائی جان کہاں گئے تھے کہ یہاں ان کے جلدی پہنچنے پر حیران ہو رہی ہو؟"

"ابھی تو ہم جیولرز کی دکان پر تھے۔ کیوں بھائی جان؟"

پورس نے اسے سوچتی ہوئی نظروں سے دیکھا۔ وہ ڈبے کھول کر دونوں نیکلس ناصرہ کو دکھاتے ہوئے کہہ رہی تھی۔ "اس میں سے آپ کو جو پسند ہے' اسے پہن لیں۔ دوسرا میں پہن لوں گی۔"

پورس فوراً ہی اٹھ کر تیزی سے چلتا ہوا شاپنگ گیلری کی طرف جانے لگا۔ ثنا نے ناصرہ سے پوچھا۔ "یہ اچانک اٹھ کر کہاں جارہے ہیں؟"

"ثنا! تم چونکا دینے والی باتیں کررہی ہو۔ تمہارے بھائی جان ایک لمحے کے لئے بھی اٹھ کر میرے سامنے سے نہیں گئے اور تم کہہ رہی ہو کہ انہوں نے یہ دو نیکلس تمہیں خرید کردیے ہیں؟"

ثنا نے حیرانی سے کہا۔ "اوہ خدایا! اب سمجھ میں آرہا ہے۔ وہ بھائی جان نہیں تھے' پارس تھا۔ وہ بدمعاش مجھے الو بنا کر گیا ہے۔"

وہ دونوں اٹھ کر ویٹر کو بل اور ٹپ دے کر اپنا مختصر سا سامان اٹھاتے ہوئے ایک دوسرے سے بولیں۔ "تم ادھر جاؤ" "اور آپ ادھر جائیں' وہ دشمن ابھی یہیں کہیں ہوگا۔"

ایک تیزی سے باہر گئی۔ دوسری نے وہیں ریستوران کے اندر گھوم گھوم کر مطلوبہ شخص کو دیکھا۔ وہ نظر نہیں آیا۔ وہ بھی ریستوران سے باہر آئی۔ وہ تینوں مختلف حصوں سے گزرتے ہوئے پارس کو تلاش کررہے تھے پھر ایک جگہ ثنا اس سے ٹکرا گئی۔ اسے دیکھتے ہی پرس سے چاقو نکال کر کہا۔ "یہ محض پھل کاٹنے کا چھوٹا سا چاقو ہے لیکن میں تمہیں زخمی کرکے تمہارے دماغ میں پہنچ کر زلزلے پیدا کرسکتی ہوں۔"

پورس نے ایک قدم پیچھے ہٹ کر کہا۔ "میری بہن! ایسی غلطی نہ کرنا میں پارس نہیں' تمہارا بھائی پورس ہوں۔"

"تم دوسری بار مجھے دھوکا نہیں دے سکو گے۔ میں پہلی بار تمہاری آواز اور لب و لہجے سے دھوکا کھا گئی تھی۔"

"ثنا! میں چاہوں تو پلک جھپکتے ہی تمہارے ہاتھوں سے چاقو گرا سکتا ہوں۔ مجھے پہچانو۔ میں تمہارا بھائی ہوں۔"

پیچھے سے ناصرہ نے بالکل اس کے قریب آکر کہا۔ "تم اس کے ہاتھ سے چاقو گرا سکتے ہو لیکن میرے زہر سے کیسے بچو گے؟ ذرا سی بھی حرکت کرو گے تو اپنے دانت تمہاری گردن میں پیوست کردوں گی۔"

وہ پریشان ہو کر بولا۔ "تم بھی مجھ پر شبہ کررہی ہو۔ چلو ٹھیک ہے۔ میرے لباس سے پہچانو۔ یہ پارس کے لباس سے مختلف ہوگا۔"

ثنا نے کہا۔ "تمہیں ایسا دوسرا لباس پہننے میں کتنی دیر لگے گی؟ اگر تم میرے بھائی جان ہو اور ہمارے ساتھ سفر کررہے ہو تو اپنا پاسپورٹ دکھاؤ۔"

"ہاں یہ تم نے دانشمندی کی بات کی ہے۔"

پورس نے جیب سے پاسپورٹ نکال کر دکھایا۔ ثنا نے پورس کا نام' اس کی ولدیت اور سفر کرنے کی تاریخ کی مہر وغیرہ دیکھنے کے بعد مسکرا کر کہا۔ "سوری بھائی جان! اس شیطان کی وجہ سے ہم نے آپ پر شبہ کیا۔"

"کوئی بات نہیں۔ تم دونوں ہوشیار رہو۔ وہ چالباز اسی طرح کھیل ہی کھیل میں کوئی بڑا نقصان پہنچا سکتا ہے۔"

جہاز کی روانگی کا وقت ہو رہا تھا۔ وہ تینوں شاپنگ گیلری اور ویٹنگ روم سے گزر کر جہاز میں آکر اپنی سیٹوں پر بیٹھ گئے۔ ثنا نے پورس سے کہا۔ "میں نے پہلی بار دھوکا کھایا ہے۔ کیا اس میں اور آپ میں ذرا سا بھی فرق نہیں ہے؟"

"فرق ہے مگر وہ چالباز دھوکا دینے کے لئے اس فرق کو مٹا دیتا ہے۔ میں فی الحال یہ سمجھنے کی کوشش کررہا ہوں کہ وہ لندن کیسے پہنچ گیا؟ کیا وہ جانتا ہے کہ ہم کہاں جارہے ہیں؟ اور کیوں جارہے ہیں؟"

ثنا نے کہا۔ "بھائی جان' ایک بات اور سمجھ میں نہیں آرہی ہے۔ اس نے پرسوں ممبئی میں ہم سے وہ نسخے چھین لئے تھے۔ صبح معلوم ہوا کہ وہ ایشیا کے شمالی علاقے میں ہے۔ یعنی وہ کل کرغان میں تھا۔ آج لندن پہنچ گیا۔ کیا یہ حیرانی کی بات نہیں ہے۔ جبکہ میں نے خیال خوانی کے ذریعے ایک امریکی آرمی آفیسر کے چور خیالات سے معلوم کیا تھا کہ وہ کرغان میں کمانڈوز وغیرہ سے جنگ میں مصروف ہے۔"

پورس نے کہا۔ "کوئی زبردست چالبازی ہے۔ وہ اتنی جلدی امریکی کمانڈوز سے نمٹ کر اس ویران برفانی علاقے سے لندن نہیں پہنچ سکتا۔ اگر ابھی ہم نے اسے لندن میں دیکھا ہے تو کرغان میں کوئی بہروپیا پارس' بابا صاحب کے ادارے سے جا کر وہاں سرگرمیاں دکھا رہا ہے۔"

"لیکن ایسا کیوں کیا جارہا ہے۔ جگہ جگہ پارس کی موجودگی کیوں ظاہر کی جارہی ہے؟ اس حکمتِ عملی کے پیچھے کوئی گہرا راز ہے۔"

ناصرہ نے کہا۔ "اس پہلو پر غور کرو کہ اس نے ہمیں لندن میں دیکھا ہے۔ کیا اسے ہماری اگلی منزل کا بھی پتا ہے؟"

"یہی میں سوچ رہا ہوں۔ ہم تینوں کے سوا کسی کو ہمارے منصوبے کا علم نہیں ہے۔ ہمارے دو ماتحت جو ہمارے ہم سفر ہیں' انہیں اتنا معلوم ہے کہ ہم نیویارک جارہے ہیں۔ وہاں سے آگے کی منزل کا علم انہیں بھی نہیں ہے۔"

ثنا نے کہا۔ "پارس کا کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا ہم تینوں میں سے کسی کے دماغ میں پہنچ کر ہمارے منصوبے کو معلوم نہیں کرسکتا اور ممبئی میں ابو کو ہمارے منصوبے کا علم نہیں ہے۔"

"میں بھی یقین سے یہی سمجھتا ہوں۔ پارس کسی اہم معاملے میں لندن آیا ہوگا پھر وہ اتفاقاً ہمیں ائرپورٹ پر دیکھ کر یہ تاثر دینے کی کوشش کررہا ہے کہ اسے ہماری منزل اور منصوبے کا علم ہے۔ بہرحال ابھی منزل دور ہے۔ میں دیکھوں گا کہ لندن میں اس کا نظر آنا محض اتفاق ہے یا وہ ہمارا تعاقب کررہا ہے؟"

ثنا نے کہا۔ "میں ابھی آپ کے دونوں ماتحتوں سے پوچھ رہی تھی کہ انہوں نے وہاں پارس کی موجودگی کا نوٹس کیوں نہیں لیا۔ ایک کہہ رہا ہے۔ وہ ریستوران میں دور موجود تھا اور آپ کو ناصرہ بھابی کے ساتھ دیکھ رہا تھا۔ دوسرا سگریٹ خریدنے گیا تھا۔ اس نے آپ کو میرے ساتھ جیولرز کی دکان میں دیکھا تھا۔ جب میں دونوں نیکلس لے کر آپ دونوں کے پاس آئی تو دوسرا ماتحت سگریٹ کے کش لگاتا ہوا آپ کے پیچھے یعنی پارس کے پیچھے جانے لگا۔ وہ سمجھ رہا تھا کہ آپ ہیں۔ ائرپورٹ کے اس حصے میں صرف مسافروں کو کھانے پینے اور شاپنگ کرنے کی اجازت تھی۔ جب پارس ممنوعہ دروازے سے باہر جانے لگا تو وہاں کھڑے ہوئے افسر نے اسے باہر جانے سے نہیں روکا۔ وہ بھی اس کے پیچھے جانے لگا تو افسر نے اسے روک کر کہا۔ "جہاز سے اترنے والے مسافروں کو اس حصے سے باہر جانے کی اجازت نہیں ہے۔"

ماتحت نے کہا۔ "لیکن ابھی میرے باس باہر گئے ہیں اور آپ نے انہیں جانے کی اجازت دے دی۔"

افسر نے گھور کر کہا۔ "کیوں جھوٹ بولتے ہو۔ ابھی یہاں سے کوئی باہر نہیں گیا ہے۔ ہم قانون کے مطابق رائل فیملی کو بھی یہاں سے گزرنے نہیں دیتے۔"

ماتحت کی سمجھ میں آیا کہ میں نے آپ کے باہر جاتے وقت اس افسر کو غائب دماغ کیا ہوگا اور آپ کے باہر جانے میں کوئی مصلحت ہوگی۔ آپ ابھی واپس آجائیں گے۔ جب وہ گھومتا پھرتا ہوا واپس آیا تو ہم تینوں کو اس جگہ پایا جہاں ہم

آپ پر پارس ہونے کا شبہ کر رہے تھے۔ اس نے یہی سمجھا کہ آپ کسی خاص مقصد سے باہر جا کر واپس آ گئے ہیں۔"

ثنا کی رپورٹ سن کر ناصرہ نے کہا۔ "جب ہم ان دونوں کے ہم شکل ہونے سے دھوکا کھا گئے تھے تو وہ بیچارہ کیسے دھوکا نہ کھاتا۔"

پورس نے کہا۔ "اس ماتحت کے تعاقب کرنے سے اتنا تو معلوم ہو گیا کہ پارس اس جہاز کا مسافر نہیں ہے اور نہ ہی ہماری اگلی منزل کو جانتا ہے۔ جب وہ ممنوعہ راستے سے باہر جا رہا تھا تو اس کے کسی خیال خوانی کرنے والے نے وہاں کھڑے ہوئے افسر کو غائب دماغ بنا دیا تھا۔"

ناصرہ نے پوچھا۔ "یہ سوچو کہ وہاں وہ آیا کیوں تھا؟ کیا مجھے اور ثنا کو نیکلس دینے کے لئے؟"

ثنا نے کہا۔ "میں تو یہ نیکلس نہیں پہنوں گی۔"

"تمہارے نیکلس نہ پہننے سے پارس کے لئے کیا فرق پڑے گا؟ وہ بڑی خاموشی سے مجھے چیلنج کر گیا ہے کہ جب چاہے میرے قریب سے گزر سکتا ہے۔"

"یہ بھی تو چیلنج ہو سکتا ہے کہ جس گلے میں نیکلس پہنا سکتا ہے' اس گلے کو کاٹ بھی سکتا ہے۔"

"ایسی بات نہ سوچو۔ اس کی دشمنی مجھ سے ہے۔ وہ کبھی تم دونوں کو نقصان نہیں پہنچائے گا۔ تم دونوں کو نیکلس پہننا چاہیے۔ اسے معلوم ہونا چاہیے کہ میں نے دشمن کے تحفوں کو فراخدلی سے قبول کیا ہے۔"

"نیکلس پہننے سے کیا ہو گا؟ وہ یہاں دیکھنے کے لئے نہیں ہے۔"

"نیویارک پہنچنے کے بعد پہن لینا۔ میرے دماغ میں یہ بات چبھ رہی ہے کہ وہ امریکا میں ہمارے.... قریب ہو گا۔"

سفر کے دوران میں پارس ان تینوں کے ذہنوں پر ایک آسیب کی طرح مسلط رہا اور تمام وقت ان کی گفتگو کا موضوع بنا رہا۔ نیویارک پہنچ کر وہ تینوں بڑی محتاط نظروں سے تمام مسافروں کو اور مسافروں کے استقبال کے لئے آنے والوں کو دیکھتے رہے لیکن کسی پر پارس ہونے کا شبہ نہ ہوا۔

پورس نے کہا۔ "ناصرہ! ہمیں نیویارک میں رہ کر دو چار روز خوب تفریح کرنے کے دوران میں اس کی طرف سے محتاط رہنا چاہیے۔ شاید ہم اسے کسی بہروپ میں پہچان لیں۔"

انہوں نے ایک فائیو اسٹار ہوٹل میں دو سوئٹ لئے۔ ایک ثنا کے لئے دوسرا اپنے اور ناصرہ کے لئے۔ دونوں ماتحت بھی وہاں ایک ایک کمرے میں رہے۔ پورس نے کہا۔

"ثنا! تم نے ڈرگ مافیا کے گاڈ فادر کارسیلو کی تصویریں بھی دیکھی ہیں اور ٹی وی اسکرین پر اس کی تقریر بھی سنی ہے۔ وہ شراب پیتا ہے۔ تمہاری خیال خوانی کی لہروں کو محسوس نہیں کرے گا۔ تم اپنے سوئٹ میں رہ کر بڑے اطمینان سے اس کی پوری ہسٹری' اس کے تمام کاروبار اور اس کی مختلف لائنز آف ایکشن کو سمجھتی رہو۔"

ناصرہ نے کہا۔ "مجھے امید ہے کہ انکل پاشا آج کل میں دماغی توانائی حاصل کرتے ہی خیال خوانی کرنے لگیں گے پھر ہم سے رابطہ کر کے یہاں آ جائیں گے۔"

ثنا پہلے دو بار گاڈ فادر کارسیلو کے دماغ میں جا کر کافی معلومات حاصل کر چکی تھی۔ کوئی حکومت دولت' فوج اور سیاسی حکمتِ عملی کے بغیر نہیں چلتی۔ کولمبیا میں تیل' کافی' سونا اور صنعتی اشیا برآمد کر کے دولت کمائی جاتی ہے لیکن منشیات کی تجارت کے ذریعے کارسیلو ان سے زیادہ دولت کماتا ہے۔

یہاں کے تقریباً تیرہ علاقوں میں دور دور تک افیون کی کاشت ہوتی ہے۔ کاشت والے ہر علاقے میں جدید قسم کی لیبارٹریاں ہیں جن میں ہیروئن اور کوکین تیار کی جاتی ہے۔ گاڈ فادر کارسیلو کی دولت کا اندازہ یوں لگایا جا سکتا ہے کہ وہ ہر سال سات سو ٹن کوکین' پانچ ٹن ہیروئن اور پانچ ہزار ٹن چرس اسمگل کرتا ہے۔ درجنوں ججوں' پولیس' اخبارات کے صحافیوں کو خریدتا ہے۔ انتظامیہ پر حاوی رہ کر ریڈیو اور ٹی وی جیسے میڈیاز کے ذریعے خود کو محبِ وطن اور قوم کا ہمدرد ظاہر کرتا ہے۔ جو سیاست داں اقتدار میں آ کر منشیات کے خلاف کارروائی کرنا چاہتا ہے' اسے یا تو سیاسی حکمتِ عملی سے اقتدار کی کرسی سے گرا دیتا ہے یا پھر اسے قتل کرا دیتا ہے۔

پورس کا خیال تھا کہ پارس یہ سوچ بھی نہیں سکے گا کہ اس کا حریف پورس ایسے ملک میں جا کر غیر معمولی دوائیں تیار کرے گا جہاں ڈرگ مافیا کے گاڈ فادر کی حکمرانی ہے اور اس کی اپنی فوج ہے۔ عدالتوں کے جج اس سے خوفزدہ رہتے ہیں۔

پورس کے منصوبے کے مطابق پورے کولمبیا پر وہ حکمرانی کر سکتا تھا۔ گاڈ فادر کارسیلو وہاں کا بے تاج بادشاہ تھا۔ ثنا اور جلال پاشا اس گاڈ فادر کارسیلو کے دماغ پر قبضہ جما کر اسے اپنا معمول اور تابعدار بنا کر پورے ملک میں اپنی من مانی کر سکتے تھے۔ دنیا کے دو چار بہترین اور تجربہ کار ڈاکٹروں کو اغوا کر کے انہیں بھی اپنا تابعدار بنا کر کسی بھی لیبارٹری میں

غیر معمولی دوائیں تیار کر سکتے تھے۔

پورس بڑے اطمینان سے اپنی تدابیر پر عمل کر رہا تھا۔ ان تدابیر کے پہلے مرحلے میں ثنا کے ذریعے گاڈ فادر کارسیلو کے چور خیالات پڑھ کر اس کے اندرونی بے شمار راز معلوم کر رہا تھا۔

وہ ہوٹل میں ناصرہ کے ساتھ خوبصورت لمحات گزار کر کھانے وغیرہ سے فارغ ہو کر باہر سیر و تفریح کے لئے ناصرہ کے ساتھ ہوٹل سے چلا گیا۔ ثنا کو اس کے سوئٹ میں خیال خوانی کے لئے چھوڑ دیا گیا۔ ایک ماتحت اس کی نگرانی کے لئے ہوٹل میں رہا۔ دوسرا پورس اور ناصرہ کی نگرانی کے لئے باہر چلا گیا۔

ناصرہ نے کہا۔ "اتنے بڑے شہر میں یہ معلوم کرنا مشکل ہے کہ کوئی دشمن ہمارا تعاقب کر رہا ہے یا نہیں؟"

پورس نے کہا۔ "ہاں مشکل تو ہے مگر ناممکن نہیں ہے۔ اگر میں تمہیں کہیں تنہا چھوڑ دوں اور کسی کام کے بہانے دور چلا جاؤں تو پارس تمہیں ٹریپ کرنے ضرور تمہارے قریب آئے گا۔"

"او نو پورس! مجھے تنہا نہ چھوڑنا۔"

"کیا ڈرتی ہو؟"

"اس دشمن سے نہیں ڈرتی ہوں۔ اسے تو پہچانتے ہی اپنے زہر سے ہلاک کر دوں گی لیکن یہ شہر میرے لئے انجانا ہے۔ کہیں میں بھٹک نہ جاؤں۔"

"تمہیں تنہا رہ کر کہیں دور نہیں جانا ہو گا۔ یہاں ساحل پر ایک بوٹ کرائے پر لو اور تنہا اسے ڈرائیو کرتے ہوئے مجسمۂ آزادی کے اطراف ذرا دیر تک ایک چکر لگا کر واپس آؤ۔ تمہارے جانے کے بعد میں دوسری بوٹ کرائے پر لے کر تم سے دور ہی دور رہوں گا۔"

"پھر تو مجھے اطمینان رہے گا۔ میں جا رہی ہوں۔"

ناصرہ اس سے بچھڑ کر بکنگ کاؤنٹر پر آئی اور ایک بوٹ حاصل کرنے کا ٹوکن لیا۔ اس کا کرایہ ادا کیا۔ مجسمۂ آزادی کے اطراف سمندر میں رومانی جوڑوں کی بڑی بھیڑ رہتی تھی۔ بوٹس اور دوسری کشتیاں حاصل کرنے کے لئے اپنے نمبر کے مطابق انتظار کرنا پڑتا تھا۔ پورس نے انتظار کی کوفت سے بچنے کے لئے ایک اور ٹوکن اپنے لئے حاصل کر لیا۔

آدھے گھنٹے بعد واپس آنے والی ایک بوٹ ناصرہ کو اس کے نمبر کے مطابق مل گئی۔ وہ اس میں بیٹھ کر خود اسے ڈرائیو کرتے ہوئے جانے لگی۔ پورس اسے دور سے دیکھ رہا تھا۔ اسے بھی زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑا۔ بیس منٹ کے بعد واپس آنے والی ایک بوٹ اسے مل گئی۔ وہ ٹوکن کلکٹر کو ٹوکن دے کر بوٹ کے قریب آیا تو وہاں کی انتظامیہ کچھ پریشان نظر آئی۔ پتا چلا کہ اس بوٹ میں سوراخ ہو گیا ہے اور اس سوراخ کے ذریعے پانی بوٹ میں بھر رہا ہے۔

پورس کو خطرے کا احساس ہوا۔ اس نے موبائل فون کے ذریعے ناصرہ سے پوچھا۔ "تم خیریت سے ہو؟"

"ہاں۔ میں بہت انجوائے کر رہی ہوں۔ کیا تم بھی یہاں کسی بوٹ میں ہو؟"

"نہیں۔ جو بوٹ میرے حصے میں آنے والی تھی' پتا نہیں اس میں کیسے سوراخ ہو گیا۔ وہ بوٹ ناکارہ ہو گئی ہے۔ میں دوسری بوٹ کا انتظار کر رہا ہوں۔ میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ اس بوٹ میں سوراخ خود بخود نہیں ہوا ہے۔ کسی نے کیا ہے۔ تم آس پاس نظر رکھو اور محتاط رہو۔ میرے ہم شکل کو دیکھ کر دھوکا نہ کھانا۔"

"یہ اچھا ہوا کہ تم نے اطلاع دے دی۔ وہ نظر آئے گا تو میں اسے قریب نہیں آنے دوں گی۔ میرے پاس پستول ہے۔"

پندرہ منٹ کے بعد پھر ایک بوٹ آئی۔ پورس اس میں سوار ہوا۔ بوٹ کے کلینر نے اس میں پیٹرول ڈالا پھر پورس نے انجن اسٹارٹ کیا۔ انجن سے ایک ہلکا سا شور ابھرا۔ پھر وہ خاموش ہو گیا۔ پورس نے دو تین بار اسے اسٹارٹ کرنے کی کوششیں کیں لیکن انجن خاموش رہا۔ وہاں کے ایک مکینک نے آ کر انجن کو چیک کیا پھر کہا۔ "اس کی خرابی دور کرنے میں وقت لگے گا۔ آپ دوسری بوٹ کا انتظار کریں۔"

پورس کے دماغ میں سنسناہٹ ہونے لگی۔ صرف ایک نہیں دو بوٹس کا ناکارہ ہو جانا محض اتفاق نہیں ہو سکتا تھا۔ اس نے فون کے ذریعے ثنا کو مخاطب کیا۔ "ہیلو ثنا! فوراً ناصرہ کے دماغ میں پہنچو۔ حالات سے ظاہر ہو رہا ہے کہ پارس کچھ گڑبڑ کر رہا ہے۔ مجھے فوراً ناصرہ کی خیریت کی اطلاع دو۔"

وہ فون بند کر کے ساحل پر رکھے ہوئے ایک بڑے سے ٹیلی اسکوپ کے پاس آ کر اس کے ذریعے سمندر میں مجسمۂ آزادی کی طرف دیکھنے لگا۔ وہاں بے شمار بوٹس اور مختلف ڈیزائن کی کشتیاں تھیں۔ اس بھیڑ میں ناصرہ نظر نہیں آئی۔ ثنا نے اس کے اندر آ کر کہا۔ "بھائی جان! میں ناصرہ کے دماغ میں تین بار جا چکی ہوں۔ اسے یقین دلا رہی ہوں کہ میں ثنا ہوں لیکن وہ مجھے دشمن خیال خوانی کرنے والی سمجھ کر سانس روک رہی ہے۔"

"چند سیکنڈ انتظار کرو۔ میں اسے فون پر سمجھاتا ہوں۔"
اس نے اپنا فون آن کیا پھر کہا۔ "ناصرو! تم سانس نہ روکو ثنا تمہارے دماغ میں آرہی ہے۔"
ناصرو نے کہا۔ "ہاں ابھی ثنا میرے اندر آئی ہے۔ میں اس سے باتیں کرتی ہوں۔ میری فکر نہ کرو۔ میں خیریت سے ہوں۔"
اسی وقت پورس کو اس کے موجودہ فرضی نام سے پکارا گیا۔ اس کے لئے ایک بوٹ آگئی تھی۔ وہ تیزی سے چلتا ہوا موبائل فون کو اوورکوٹ کی جیب میں رکھتا ہوا بوٹ کی طرف جانے لگا۔ ایسے ہی وقت ایک عمر رسیدہ خاتون اس سے ٹکرا کر گر پڑی۔ پورس نے اسے سہارا دے کر اٹھاتے ہوئے معذرت چاہی۔ "معافی چاہتا ہوں خاتون میں جلدی میں تھا۔ غلطی میری ہے۔"
خاتون نے کہا۔ "کوئی بات نہیں بیٹے! غلطی انسان سے ہی ہوتی ہے۔"
وہ پھر تیزی سے دوڑتا ہوا بوٹ میں آگیا۔ اس بار کوئی گڑبڑ نہیں ہوئی۔ وہ انجن اسٹارٹ کرکے بوٹ کو تیزی سے ڈرائیو کرتا ہوا مجسمۂ آزادی کی سمت جانے لگا۔ ثنا نے آکر کہا۔ "ناصرو بھابی خیریت سے ہیں۔ وہ مجسمۂ آزادی سے جنوب کی طرف تقریباً سو گز کے فاصلے پر ہیں۔ میں جارہی ہوں۔ ضرورت ہو تو مجھے کال کرلیں۔"
وہ دماغ سے چلی گئی۔ پورس ڈرائیو کرنے کے دوران میں اِدھر اُدھر نظریں دوڑا رہا تھا۔ احتیاطاً دشمن کو بھی تلاش کررہا تھا۔ اس طرح وہ تیز رفتاری سے مجسمۂ آزادی کے قریب سے گزرتا ہوا جنوب کی سمت جانے لگا۔ ثنا نے اس سے کہا تھا کہ بھائی جان آرہے ہیں۔ وہ آگے نہ جائے۔ لہٰذا ناصرو بوٹ کا انجن بند کرکے اس کا انتظار کررہی تھی لیکن اسے دور سے دیکھتے ہی چونک گئی۔ اسے پارس نظر آرہا تھا۔ اس نے فوراً انجن کو اسٹارٹ کرکے اپنا پستول نکال کر قریب آنے والے کو نشانے پر لیا۔ پورس نے کہا۔ "ناصرو! میں ہوں۔ کیپ ڈاون یور پسٹل۔ دیکھو گولی نہ چلانا۔"
پورس نے جو ہیٹ اور اوورکوٹ پہنا تھا' وہاں عام طور پر کئی لوگ پہنتے تھے۔ پارس بھی پہن کر اسے دھوکا دینے کے لئے آسکتا تھا بلکہ اس کا ذہن چیخ کر کہہ رہا تھا کہ دشمن اس کا پورس بن کر آگیا ہے۔ اس نے ٹریگر کو دبا کر ایک فائر کیا۔ نشانہ چوک گیا۔ وہ اپنی بوٹ کو واپس موڑتے ہوئے چیخنے لگی۔ "ہیلپ۔ ہیلپ می۔ بوٹ نمبر ۲۹ والا مجھے قتل کرنا چاہتا ہے۔"

وہاں بے شمار بوٹس میں سیر کرنے والے ایک فائر ہوتے ہی چیخنے چلانے لگے۔ پورس نے فون کے ذریعے ثنا سے کہنا چاہا کہ وہ ناصرو کو سمجھائے' اس کے قریب پارس نہیں پورس آرہا ہے لیکن موبائل فون اوورکوٹ کی جیب میں نہیں تھا۔ اسے یاد آیا کہ وہ ساحل پر ایک عمر رسیدہ خاتون سے ٹکرایا تھا۔ وہ ٹکر جان بوجھ کر ہوئی تھی یا محض اتفاقیہ ہوئی تھی۔ فون وہیں رہ گیا ہوگا۔ وہ اپنی بوٹ کو موڑ کر ناصرو کو آواز دینے لگا تو اس نے تیزی سے جاتے جاتے دوسری گولی چلائی۔ تیز رفتاری کے باعث نشانہ چوک رہا تھا۔
پورس نے سوچا۔ "یہ مجھے پارس سمجھ کر خوفزدہ ہے۔ دانش مندی یہ ہے کہ اس کا تعاقب نہ کیا جائے۔ دور ہی دور سے اس کی نگرانی کی جائے۔"
اس نے بوٹ کی رفتار سست کرلی۔ وہاں انتظامیہ کی طرف سے کئی بوٹس پولیس والوں کے لئے مخصوص تھیں۔ جب انہوں نے ناصرو کو دوبار ۲۹ نمبر والی بوٹ پہ فائر کرتے ہوئے دیکھا تو دور سے پورس کو اپنی اپنی گن پوائنٹس پر لیتے ہوئے قریب آگئے۔ اسے للکارا۔ "مجبوار! مجبوار! انجن بند کردو۔ اپنے دونوں ہاتھ پیچھے گردن پر رکھو۔ کوئی ہتھیار نکالنے کی حماقت کروگے تو گولی ماردی جائے گی۔"
اس نے مجبور ہوکر پولیس والوں کے احکامات کی تعمیل کی۔ دو پولیس مین اس کی بوٹ میں آئے۔ اس کے لباس کی تلاشی لے کر ایک ریوالور نکالا۔ اس ریوالور کا لائسنس نمبر تھا۔ لندن میں پارس کو دیکھنے کے بعد پورس' ناصرو اور ثنا نے غیر قانونی طور پر اسلحہ خرید کر اپنے پاس چھپایا تھا تاکہ کبھی پارس کے خلاف انہیں استعمال کیا جاسکے اور تھوڑی دیر پہلے ناصرو نے پورس کو پارس سمجھ کر اپنے پستول سے اس پر دو فائر کئے تھے اور وہاں سے دور ہوتی چلی گئی تھی۔ تیز رفتاری سے ساحل کی طرف جاتے ہوئے یاد آیا کہ اس نے غیر قانونی ہتھیار سے سرِعام دو فائر کئے ہیں۔ وہ پستول اس کے پاس نہیں رہنا چاہیے۔ اس نے اس پستول کو سمندر میں پھینک دیا۔
بوٹ سے اتر کر ساحل پر پہنچی۔ وہاں دور فیلٹ ہیٹ اور اوورکوٹ میں پارس کھڑا مسکرا رہا تھا۔ وہ اسے پورس سمجھ کر قریب آکر اس سے لپٹ گئی۔ پارس نے پوچھا "خیریت سے ہو؟ کچھ پریشان لگ رہی ہو؟"
وہ بولی۔ "پارس ایک بوٹ میں میری طرف آرہا تھا۔ میں نے پستول سے اس پر دو فائر کئے۔ وہ بچ گیا ہے لیکن میں نے دور سے پلٹ کر دیکھا ہے۔ پولیس والے اسے گھیر رہے تھے۔ چلو یہاں سے نکل چلو۔"

"ڈرو نہیں۔ پولیس والے اسے نہیں چھوڑیں گے۔"
"ہمیں بھی نہیں چھوڑیں گے۔ ہم تینوں کے پاس غیر قانونی اسلحہ ہے۔ میں نے اپنا پستول سمندر میں پھینک دیا ہے۔"
پارس نے کہا۔ "پھر تو ہم پر بھی مصیبت آسکتی ہے۔ آؤ چلیں۔"
وہ دونوں تیزی سے چلتے ہوئے پارکنگ ایریا میں آئے۔ ناصرو نے کار کا دروازہ کھول کر اسٹیرنگ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے اسے اسٹارٹ کیا۔ پارس نے اس کے برابر بیٹھ کر موبائل فون نکالا۔ ناصرو نے کن انکھیوں سے دیکھا' وہ اپنے پورس کے فون کو اچھی طرح پہچانتی تھی اور پارس نے پورس ہی کا فون نکالا تھا۔ ثنا کے نمبر پنچ کررہا تھا۔
دوسری طرف ثانی نے ناصرو کے دماغ میں آکر کہا۔ "ناصرو بھابی! میں ثنا بول رہی ہوں۔ یہ پارس بہت گڑبڑ کررہا ہے۔ اس کی کوئی خیال خوانی کرنے والی ہستی بھی آپ کے دماغ میں آکر گڑبڑ کررہی ہے۔ اپنی اپنی شناخت کے لئے میں اپنے نام میں تھوڑی سی تبدیلی کررہی ہوں۔ آئندہ میں خود کو ثنا نہیں' انا کہوں گی۔ اگر خود کو انا نہ کہا تو سمجھ لیں آپ کو خیال خوانی کے ذریعے دھوکا دیا جارہا ہے۔"
اُدھر پارس نے ٹھہر ٹھہر کر غلط نمبر پنچ کرنے کے بعد یونہی کہا۔ "ہیلو ثنا' کیا تم نے خیال خوانی کے ذریعے ناصرو کو سمجھا دیا ہے کہ تم خود کو ثنا نہیں انا کہو گی؟ ہوں۔ ہوں۔ شاباش۔"
وہ فون بند کرکے ناصرو سے بولا۔ "کیا ابھی ثنا آئی تھی؟"
ناصرو نے کہا۔ "اب اسے ثنا نہیں انا کہو۔"
"نہیں ناصرو! وہ صرف تمہارے دماغ میں آکر خود کو انا کہے گی۔ ہم روبرو اسے ثنا ہی کہا کریں گے۔ میرا خیال ہے۔ ہمیں وہ ہوٹل چھوڑ دینا چاہیے۔ پولیس والے وہاں پہنچ کر معلوم کرسکتے ہیں کہ ہم یہاں فرضی ناموں سے پاسپورٹ بنوا کر آئے ہیں۔ میں ابھی ثنا سے کہتا ہوں۔"
اس نے اس بار صحیح نمبر پنچ کرکے کہا۔ "ثنا! میں تمہاری بھابی کو لے کر برل ہوٹل میں جاؤں گا لیکن اس سے پہلے ہم دونوں اپنے چہروں پر عارضی تبدیلیاں کرلیں گے۔ تم بھی ایسا ہی کرکے برل ہوٹل آؤ۔"
وہ ذرا دیر چپ ہوا۔ ناصرو کی نظریں بچا کر فون کو بند کرکے بولا۔ "ہاں' تمہارا چہرہ بھی تبدیل ہوجائے گا تو ہم تمہیں کیسے پہچانیں گے۔ بڑی معمولی سی بات ہے۔ تم میرے اور ناصرو کے دماغ میں اپنا نام انا بتاؤ گی تو آسانی سے تمہیں

پہچان لیں گے۔ ہم اپنے پاسپورٹ پھینک رہے ہیں۔ تم بھی پھینک دو۔ سامان کی پروا نہ کرو۔ سب وہیں چھوڑ دو۔ ہم دوسرا سامان خرید لیں گے۔ ہاں۔ ہاں۔ ہمارے موبائل فون کے ذریعے بھی ہمیں ٹریس کیا جاسکتا ہے۔ اسے بھی ہوٹل میں چھوڑ دو۔"
پارس نے فون کو آف کرکے کہا۔ "اگر تم پارس سے خوفزدہ ہوکر پستول سے فائر نہ کرتیں تو پولیس والوں کی نظروں میں نہ آتیں۔ اب ہمیں اپنے بہت سے پروگراموں میں تبدیلیاں کرنی ہوں گی۔ فی الحال اپنا موبائل فون پھینک دو۔"
پارس نے پورس کا وہ موبائل فون کار کی کھڑکی سے باہر پھینک دیا۔ ناصرو نے بھی یہی کیا۔ پارس نے کہا۔ "ہم چہرے تبدیل کرنے کے بعد ثنا کی ٹیلی پیتھی کے ذریعے دوسرے سرکاری کاغذات تیار کرائیں گے اور نئے موبائل فون خرید لیں گے۔"
اُدھر پورس پولیس والوں کی حراست میں ساحل پر آیا۔ پولیس والوں نے وہاں کے عملے سے پوچھا۔ "۱۸ نمبر بوٹ پر جو خاتون آئی تھی' وہ کہاں گئی ہے؟"
ٹوکن کلکٹر نے کہا۔ "وہ اپنے ایک ساتھی کے ساتھ پارکنگ ایریا کی طرف گئی ہے۔"
پورس نے کہا۔ "انسپکٹر! وہ میری وائف کا ساتھی نہیں' دشمن ہے۔ پلیز جلدی پارکنگ ایریا میں چلیں۔"
انہوں نے پارکنگ ایریا میں آکر دیکھا۔ پستول سے فائر کرنے والی عورت نظر نہیں آئی۔ انسپکٹر نے پوچھا۔ "اگر وہ تمہاری وائف تھی تو دوسرے کے ساتھ کیوں چلی گئی۔ تم پولیس اسٹیشن چلو۔ ہم اس عورت کو بھی ڈھونڈ نکالیں گے۔"
پورس بڑی شرافت کے ساتھ ان کی حراست میں جانے لگا۔ وہ یکبارگی آتش فشاں بن کر ان پولیس والوں کو کیڑے مکوڑوں کی طرح مار کر وہاں سے جاسکتا تھا۔ نت نئے بہروپ بدل کر قانون کی گرفت سے بچ سکتا تھا لیکن اس کے فرار ہونے سے ثنا مصیبت میں گرفتار ہوجاتی۔ لہٰذا وہ پارس کی چالبازیوں پر خون کے گھونٹ پی کر ذرا صبر کررہا تھا۔
پولیس اسٹیشن کی طرف جاتے ہوئے اسے ثنا کی سوچ کی لہریں محسوس ہوئیں۔ وہ کہہ رہی تھی۔ "بھائی جان! میں نے آپ کی ہدایات پر عمل کیا ہے۔ اس ہوٹل کو چھوڑ دیا ہے۔ چہرے پر عارضی تبدیلی بھی کرلی ہے۔"
وہ سوچ کے ذریعے بولا۔ "یہ تم کیا کہہ رہی ہو۔ میں نے تمہیں ہوٹل چھوڑنے اور چہرہ تبدیل کرنے کے لئے نہیں کہا

تھا۔"

"بھائی جان! کیا پھر پارس نے فون پر دھوکا دیا ہے ؟"

"ہاں! اس نے دھوکا تو دیا ہے' ویسے یہ بات ہمارے حق میں ہے کہ تمہیں ہوٹل چھوڑنا اور چہرہ تبدیل کرنا چاہیے تھا۔ میں کچھ دیر پولیس کی حراست میں رہوں گا پھر تم سے ملوں گا۔ تم کہاں رہو گی؟"

"اس بہروپیے نے کہا تھا کہ وہ ناصرہ بھابی کے ساتھ پرل ہوٹل میں رہے گا۔ مجھے بھی وہاں جانا چاہیے۔"

"وہاں نہ جانا' وہ دھوکا دے رہا ہے۔ تم کسی دوسری جگہ رہ کر مجھ سے رابطہ رکھو۔ ابھی ناصرہ کے پاس جاکر حالات معلوم کرو۔"

ثنا نے پورس کے دماغ سے نکل کر ناصرہ کے دماغ میں جانا چاہا۔ اس نے سانس روک لی۔ تھوڑے وقفے کے بعد پھر ثنا نے اس کے دماغ میں پہنچتے ہی کہا۔ "ناصرہ بھابی! میں ثنا ہوں۔ سانس نہ روکیں۔"

ناصرہ نے سانس روک لی۔ وہ انا کا نام سن کر بھروسا کرسکتی تھی کہ اس سے ثنا بات کررہی ہے۔ ثنا نے پھر پورس کے پاس آکر کہا۔ "پتا نہیں اس شیطان نے بھابی کو کس طرح بہکایا ہے۔ وہ میرا نام سن کر بھی سانس روک کر مجھے اپنے دماغ سے بھگا دیتی ہیں۔"

"وہ بہت بڑا شیطان ہے۔ اس سے تو میں ہی نمٹ سکتا ہوں۔ تم کسی فور اسٹار ہوٹل میں رہ کر میرا انتظار کرو۔ مجھ سے رابطہ رکھو۔ میں جلد ہی تمہارے پاس پہنچوں گا۔"

وہ اب فرار ہونے کے لئے تیار ہوگیا۔ یہ پلاننگ کرلی کہ .... گاڑی کا پچھلا دروازہ کھلتے ہی وہ کس طرح کس سے گن چھین کر کسی بڑے افسر کو یرغمال بنا کر وہاں سے لے جائے گا۔ اس گاڑی کا پچھلا حصہ چاروں طرف سے ایک ڈبے کی طرح بند تھا۔ باہر کے مناظر دکھائی نہیں دیتے تھے۔ جب وہ ایک جگہ پہنچ کر رکی اور اس کا پچھلا دروازہ کھولا گیا تو پورس نے باہر نکل کر دیکھا۔ اسے کسی پولیس اسٹیشن میں نہیں' ایک ملٹری بیرک میں پہنچایا گیا تھا۔ دور دور تک مسلح فوجی جوان الرٹ نظر آرہے تھے۔ ایک فوجی افسر چند مسلح جوانوں کے ساتھ آکر بولا۔ "پولیس والے تمہیں پہچان نہیں سکے لیکن ملٹری انٹیلی جنس کے دو سراغ رسانوں نے اسی ساحل پر پہچان لیا تھا۔ بھلا فرہاد علی تیمور کا بیٹا پارس ہمارے سراغ رسانوں سے چھپ سکتا ہے؟ نہیں کبھی نہیں۔"

پورس نے دونوں ہاتھوں سے سر کو تھام کر کہا۔ "کیا مصیبت ہے۔ کہاں آکر پھنس گیا ہوں۔"

"ہم نے ہائی کمان کو اطلاع دی ہے۔ فوج کے چند اعلیٰ افسران واشنگٹن سے آنے والے ہیں۔ وہ تمہاری قسمت کا فیصلہ کریں گے۔"

پورس نے اپنے چاروں طرف ..... مسلح فوجی جوانوں کو دیکھا پھر خلا میں تکتے ہوئے سوچنے لگا۔ "میں بالکل صحیح جگہ پہنچ گیا ہوں۔ اب پارس کو بتاؤں گا کہ ہارتے رہنے والی بازی کو کس طرح جیتا جاسکتا ہے۔"

کئی فوجی جوانوں نے اسے گھیر کر اس بیرک کے ایک کمرے میں بند کردیا۔ پورس وہاں ایک کرسی پر بیٹھ کر ثنا سے رابطہ ہونے کا انتظار کرنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد ہی ثنا نے اس کے پاس آکر بتایا کہ وہ ایک فور اسٹار ہوٹل میں اس کا انتظار کررہی ہے۔

پورس نے اسے اپنی روداد سنائی اور بتایا۔ "اب میں فوجیوں کی قید میں ہوں۔ تم ابھی منشیات کے گاڈ فادر کارسیلو کے دماغ میں جاؤ۔ اسے گہری نیند سلا کر تنویمی عمل کے ذریعے اسے اپنا معمول اور تابعدار بناؤ پھر میرے پاس آؤ۔"

تھوڑی دیر بعد اس کمرے کا دروازہ کھلا۔ مسلح فوجی جوان اس کے لئے ایک ٹرے میں ناشتا اور کافی لے کر آئے۔ ایک افسر نے کہا۔ "تم ایک بہت بڑے باپ کے بیٹے ہو اور بابا صاحب کے ادارے سے تعلق رکھتے ہو۔ اس ناشتے اور کافی کو وی آئی پی ٹریٹ منٹ سمجھو۔"

پورس نے کہا۔ "آرمی کے جو اعلیٰ افسران آرہے ہیں' ان سے میں فون پر کچھ کہنا چاہتا ہوں۔"

"جتنے افسران آرہے ہیں' وہ سب یوگا کے ماہر ہیں۔ تمہارا کوئی خیال خوانی کرنے والا ان کے دماغوں میں نہیں پہنچ سکے گا۔"

"یہ اچھی بات ہے کہ وہ یوگا کے ماہر ہیں۔ وہ کسی اندیشے کے بغیر میری باتیں سن لیں گے تو فائدے میں رہیں گے۔"

"سوری! ان سے گفتگو کرنے کے لئے ان کا انتظار کرو۔"

"کیا مہاراج اور الپا سے رابطہ کرا سکتے ہو ؟"

"ہم ایسے احمق نہیں ہیں کہ وہ خیال خوانی کرنے والے یہاں آکر ہنگامے کریں اور تمہیں یہاں سے نکال لے جائیں۔"

وہ افسر اپنے جوانوں کے ساتھ باہر گیا۔ اس کمرے کے دروازے کو باہر سے بند کردیا گیا۔ وہ ناشتا کرنے اور کافی پیتے وقت سوچنے لگا کہ امریکی حکام اور فوج کے اعلیٰ افسران کی

کون کون سی کمزوریوں سے کھیلا جاسکتا ہے۔ جب تک ان کی دکھتی رگوں پر ہاتھ نہ رکھا جائے' اسے رہائی نصیب نہیں ہوگی۔

دوسری طرف پارس نے اس کی دکھتی ہوئی رگ پر انگلی رکھی تھی۔ اس کی محبوبہ ناصرہ کو اپنے ساتھ لے گیا تھا۔ اس نے ایک غیر معروف ہوٹل میں کمرا لیا۔ ناصرہ سے کہا۔ "پارس ہمیں مشہور و معروف ہوٹلوں میں تلاش کرے گا۔ ہمیں یہاں رہنا چاہیے۔ ثنا کے آتے ہی ہمیں اس شہر سے چلا جانا چاہیے۔ ہم اپنی پلاننگ پر جتنی جلدی عمل کریں' اتنا ہی بہتر ہے۔"

پارس ان کی پلاننگ کے بارے میں نہیں جانتا تھا۔ اس نے ناصرہ سے پوچھا۔ "تمہیں یاد ہے کہ ہمیں پلاننگ کے کتنے مرحلوں سے گزرنا ہوگا؟"

"یاد کیوں نہیں ہے۔ تم نے کہا تھا کہ کولمبیا میں ڈرگ مافیا کے گاڈ فادر کارسیلو کے بارے میں مکمل معلومات حاصل کی جائیں گی پھر ثنا اس پر تنویمی عمل کرکے اپنا معمول اور تابعدار بنائے گی تو ہم کارسیلو جیسے ڈرگ مافیا کے بے تاج بادشاہ کے دماغ پر حکمرانی کریں گے۔"

"لیکن ثنا نے اب تک ہم سے رابطہ نہیں کیا ہے۔ پتا نہیں وہ اب تک ہوٹل میں ہے یا ہوٹل سے نکلتے وقت کسی پرابلم میں پڑ گئی ہے۔"

ثانی مسلسل پارس کے اندر رہ کر ان کی باتیں سن رہی تھی۔ اس سے پارس نے کہا۔ "ڈرگ مافیا کا گاڈ فادر جرائم کی دنیا میں بے انتہا مقبول ہے۔ اس کی تصویریں اخبارات میں آتی رہتی ہیں۔ شاید ناصرہ اس کی آواز اور لب و لہجے کو جانتی ہوگی۔ تم اس کے چور خیالات پڑھو۔"

ثانی نے اس کے دماغ میں آکر کہا۔ "ناصرہ بھابی! میں ثنا ہوں۔"

"تم کہاں رہ گئی ہو۔ میں تمہارا انتظار کررہی ہوں۔"

"میں پرل ہوٹل گئی تھی۔ آپ دونوں نظر نہیں آئے پھر میں نے سوچا۔ اتنے بڑے اور مہنگے ہوٹل میں رہنا مناسب نہیں ہے۔ پارس یہاں بھی پہنچ سکتا ہے۔ اس لئے اب میں میریٹ کے ایک کمرے میں آگئی ہوں۔ یہاں کا ماحول اچھا ہے۔ سوچتی ہوں کہ یہاں بیٹھ کر گاڈ فادر کارسیلو کے دماغ میں جاؤں اور اطمینان سے اس پر تنویمی عمل کرکے اسے اپنا معمول اور تابعدار بنا لوں۔ اس کے بعد آپ کے اور بھائی جان کے پاس آؤں گی۔"

"ٹھیک ہے۔ ہم تمہارا انتظار کریں گے۔"

پارس نے ناصرہ سے پوچھا۔ "تم بہت دیر سے خاموش ہو۔ کیا ثنا تمہارے پاس آئی ہے؟"

وہ بولی۔ "ہاں میرے دماغ میں ہے۔ کہہ رہی ہے پہلے گاڈ فادر کارسیلو کو اپنا تابعدار بنائے گی پھر ہمارے پاس آئے گی۔"

"اچھی بات ہے۔ چلو اس کے مصروف رہنے تک ہم ڈائننگ ہال میں چل کر ڈنر کریں؟"

"ہاں ضرور۔ میں چینج کرکے آتی ہوں۔"

پارس نے جتنی دیر اسے باتوں میں الجھایا' اتنی دیر میں ثانی نے ناصرہ کے چور دماغ سے گاڈ فادر کارسیلو کے لب و لہجے کو سن کر یاد کرلیا پھر اس کے دماغ سے نکل کر کارسیلو کے اندر پہنچی تو اسے ثنا کی آواز سنائی دی۔ کارسیلو شراب کے دو جام پی کر سو گیا تھا۔ اس کے سیکریٹری اور مشیر اسے بستر پر چھوڑ کر اس کے بیڈ روم کی تمام بتیاں بجھا کر زیرو پاور کا ایک بلب آن کرکے چلے گئے تھے۔ وہ نہیں جانتے تھے کہ پورے کولمبیا پر حکمرانی کرنے والا خود نہیں سویا تھا' اسے ٹیلی پیتھی کے ذریعے سلایا گیا تھا اور اب ثنا اس پر تنویمی عمل کررہی تھی اور ثانی وہاں پہنچ کر خاموشی سے یہ تماشا دیکھ رہی تھی۔

ثنا نے تنویمی عمل مکمل کرتے ہوئے آخر میں کہا۔ "میں حکم دیتی ہوں' جو آواز اور لب و لہجہ تمہارے ذہن میں نقش کررہی ہوں' اسے سنتے ہی اس کے ہر حکم کی تعمیل کرو گے۔ جو حکم تمہاری مرضی اور مزاج کے خلاف ہوگا' اس پر بھی بے چون و چرا عمل کرو گے۔"

گاڈ فادر کارسیلو ٹرانس میں تھا۔ سحر زدہ تھا۔ اس پر عمل کرنے والی جو کہہ رہی تھی' اس بات کو دہرا رہا تھا۔ اس نے ایک معمول اور تابعدار کی طرح کہا۔ "جو آواز اور لب و لہجہ میرے ذہن میں نقش کررہی ہو' اسے سنتے ہی اس کے ہر حکم کی تعمیل کروں گا۔ جو حکم میری مرضی کے خلاف ہوگا' اس پر بھی بے چون و چرا عمل کروں گا۔"

ثنا نے اس کے دماغ میں ایک نئے اجنبی لب و لہجے کو نقش کیا۔ اس نے اپنی اور اپنے باپ جلال پاشا کی آواز اور لب و لہجے کو اس لئے نقش نہیں کیا کہ کبھی پارس کا کوئی خیال خوانی کرنے والا ان کا لب و لہجہ اختیار کرکے گاڈ فادر کارسیلو کے دماغ میں پہنچ سکتا تھا۔

ثنا نے آخر میں حکم دیا کہ جو لب و لہجہ اس کے دماغ میں نقش ہوچکا ہے' وہ صرف اسی کا معمول اور تابعدار رہے گا۔ باقی آواز اور لب و لہجوں کی لہروں کو اپنے دماغ میں محسوس کیا کرے گا اور دماغ کو حساس رکھنے کے لئے آئندہ کبھی شراب

یا کوئی بھی نشہ استعمال نہیں کرے گا۔
گاڈ قادر کارسیلو جو عالمی مارکیٹ میں منشیات کا سب سے بڑا اور طاقتور تاجر تھا' ساری دنیا والوں کے لئے نشہ سپلائی کیا کرتا تھا' اس نے ایک تابعدار کی حیثیت سے وعدہ کیا کہ کبھی کسی نشے کو ہاتھ بھی نہیں لگائے گا۔
ثنا نے تنویمی عمل کو ہر پہلو سے مکمل کیا پھر اسے تنویمی نیند سونے کے لئے چھوڑ کر چلی گئی۔ ثانی موجود تھی۔ اس نے ثنا کے تنویمی عمل میں کوئی گڑبڑ نہیں کی۔ وہ پارس کے پاس واپس آگئی۔ وہ ایک عالی شان ہوٹل کے سوئٹ میں تھی۔ اتنی دیر تک گاڈ قادر کارسیلو کے دماغ میں رہ کر اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہوئی۔ اب وہ پارس کو بتانا چاہتی تھی کہ ثنا نے کارسیلو پر کس طرح عمل کیا ہے۔ ایسے ہی وقت دروازے پر دستک ہوئی۔ اس نے اپنی جگہ سے اٹھ کر اسے کھولا تو پارس نشے میں لڑکھڑاتا ہوا اندر آیا۔ وہ جلدی سے دروازے کو بند کرکے اسے سنبھال کر بستر پر لاتے ہوئے بولی۔ "یہ کیا دیکھ رہی ہوں' تم نشے میں ہو۔ جبکہ کسی حد تک زہریلے ہو اور تم پر کوئی نشہ اثر نہیں کرتا ہے۔"
پارس نے بستر پر گرتے ہوئے ایک انگلی سے اپنے سر کی طرف اشارہ کیا پھر آنکھیں بند کرلیں۔ ثانی فوراً ہی اس کے اندر پہنچ کر اس کے خیالات پڑھنے لگی۔ پتا چلا' وہ ناصرہ کے ساتھ ہوٹل کے ایک کمرے میں تھا۔ ناصرہ اسے پورس سمجھ رہی تھی اور اس کے گلے کا ہار بننا چاہتی تھی۔
ثانی نے اس کے دماغ میں کہا۔ "تم جانتے ہو کہ وہ ناگن تم سے زیادہ زہریلی ہے۔"
پارس کی سوچ نے کہا۔ "اچھی طرح جانتا ہوں۔ میں نے اسے طرح طرح سے بہلانے کی کوششیں کیں۔ یہ بھی کہا کہ ... کے دوران میں جب ہمارا دماغ ذرا کمزور ... جذبات سے مغلوب ہوتا ہے تو ایسے وقت دشمن میرے دماغ میں آکر ہم دونوں کو نقصان پہنچا سکتے ہیں۔"
ناصرہ نے اس سے کہا تھا۔ "میں تمہاری بات مانتی ہوں۔ ہمیں جذبات سے مغلوب نہیں ہونا چاہیے لیکن تم میرے ہونٹوں کو تو چوم سکتے ہو۔ اس کے بعد میں اور کچھ نہیں چاہوں گی۔"
"اسے ٹالنے کے لئے میں نے اس کی فرمائش پوری کی تو پہلے محسوس ہوا کہ میں اپنے بھولے ہوئے زہر سے متعارف ہو رہا ہوں۔ دنیا کا آخری نشہ زہر ہے۔ انسان اس کی مدہوشی کو برداشت نہیں کرپاتا اور مرجاتا ہے لیکن میں نے برداشت کرتے ہوئے محسوس کیا کہ وہ مجھ سے زیادہ زہریلی ہے۔ مجھ پر غالب آئے گی تو میں موت کی حد تک مدہوش ہوسکتا ہوں۔" پارس ثانی کو بتا رہا تھا۔
"میں نے جبراً اس سے پیچھا چھڑا کر کہا۔ 'تم تو مجھے مدہوش کر رہی ہو۔ جاؤ لباس چینج کرو۔ آج میں تمہارے پہلو میں مرجانا چاہتا ہوں۔'
"وہ چینج کرنے کے لئے باتھ روم میں گئی۔ میں اس کمرے سے فوراً ہی نکل کر دوڑتا ہوا اور لڑکھڑاتا ہوا سڑک پر آیا پھر ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر یہاں آگیا۔"
ثانی نے کہا۔ "تم ابھی برداشت کر رہے ہو مگر اس کا زہر تمہیں ہلاک بھی کرسکتا ہے۔"
"نہیں۔ میں زہر کی مقدار کو سمجھتا ہوں۔ میں دیر تک مدہوش رہوں گا۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں ہوگا۔ ہاں مگر اس دوران میں میرا ذہن کمزور رہے گا۔ میرے دماغ میں ثنا آکر مجھ پر حاوی ہوسکتی ہے۔ میرا لب و لہجہ فوراً بدل دو۔"
ثانی نے اسے کھینچ کر بستر پر چاروں شانے چت لٹایا پھر اس کے کمزور ہونے والے ذہن کو اپنے تنویمی عمل کی گرفت میں لینے لگی۔
ادھر ثنا نے پورس کے دماغ میں آکر کہا۔ "میں بڑی کامیابی سے عمل کرچکی ہوں۔ منشیات کا گاڈ فادر کارسیلو اب ہمارے احکامات کی تعمیل کیا کرے گا۔"
"ثنا! تم بہت اچھی جا رہی ہو۔ اب مجھے ناصرہ کی فکر ہے۔ پارس کے کسی خیال خوانی کرنے والے نے اس کے دماغ میں کچھ ایسی گڑبڑ کی ہے کہ وہ تمہارا نام سن کر بھی سانس روک کر تمہیں بھگا دیتی ہے۔ پلیز کسی طرح اس کا سراغ لگاؤ۔"
"بھائی جان' آپ ہی کوئی تدبیر بتائیں۔ میری سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ اسے پارس کے شکنجے سے کیسے نکالوں؟"
ایسے ہی وقت تقدیر پورس پر ذرا مہربان ہوگئی۔ جلال پاشا نے ثنا کے دماغ میں آکر کہا۔ "بیٹی! خدا کا شکر ہے۔ میری دماغی توانائی بحال ہوگئی ہے۔ دیکھو میں تمہارے پاس آکر خیال خوانی کر رہا ہوں۔"
ثنا نے خوش ہوکر کہا۔ "بھائی جان! خوش خبری ہے کہ ان کی دماغی توانائی بحال ہوگئی ہے۔ یہ ابھی میرے اندر بول رہے ہیں۔"
پورس نے کہا۔ "بھگوان کا شکر ہے۔ انکل! ہم کچھ برے حالات سے گزر رہے ہیں لیکن جلد ہی حالات پر غالب آجائیں گے۔ ہمیں فی الحال ناصرہ کی فکر ہے۔ پارس کے کسی خیال خوانی کرنے والے نے کوئی گڑبڑ کی ہے۔ وہ ثنا کی آواز اور اس کا نام سنتے ہی سانس روک کر اسے بھگا دیتی ہے۔"
جلال پاشا نے کہا۔ "میں ابھی اس کے دماغ میں جاکر تمہارا نام لوں گا تو شاید وہ تھوڑی دیر تک سانس نہ روکے اور ذرا سا موقع ملتے ہی میں اس کے دماغ میں زلزلہ پیدا کروں گا۔ جب وہ بے حال ہوجائے گی' سانس روکنے کے قابل نہیں رہے گی تب اسے سمجھاؤں گا کہ وہ اپنے دشمن کو پورس سمجھ رہی ہے۔"
ناصرہ ہوٹل کے کمرے میں تنہا پریشان تھی۔ سوچ رہی تھی۔ "پورس نے مجھے لباس چینج کرنے کے لئے کہا تھا۔ میں چینج کرنے باتھ روم میں گئی پھر واپس آکر دیکھا تو وہ کمرے میں نہیں ہے۔ آخر کہاں چلا گیا ہے؟"
پہلے اس کے لئے معمولی سی بے چینی تھی کہ کسی ضرورت کے لئے گیا ہے تو ابھی آجائے گا۔ جب وہ نہیں آیا تو اس کی بے چینی بڑھ گئی۔ پچھلے کئی باب میں یہ بیان کیا جاچکا ہے کہ پورس قریب نہ رہے' اس کے لئے خطرہ محسوس کرے تو وہ بالکل ہی اچانک جنونی ہوکر آپ ہی آپ خیال خوانی کرنے لگتی ہے۔
اس وقت بھی یہی ہوا۔ اس کے خیالات ایک دم سے تڑپ کر پرواز کرتے ہوئے پورس کے دماغ میں پہنچ گئے۔ وہ بولی۔ "تم کہاں ہو؟ ابھی تم نے مجھے چینج کرنے کے لئے کہا۔ میں چینج کرکے کمرے میں آئی تو تم نہیں تھے۔ یہاں اس نیم تاریک کمرے میں کیا کر رہے ہو؟ کہاں ہو تم؟"
ایسے وقت جلال پاشا پورس کے دماغ میں رہ کر وہی آخری فقرہ کہہ رہا تھا کہ وہ اس کے دماغ میں زلزلہ پیدا کرے گا۔ جب وہ بے حال ہوجائے گی' سانس روکنے کے قابل نہیں رہے گی تب اسے سمجھائے گا کہ وہ دشمن کو پورس سمجھ رہی ہے۔
جلال پاشا یہ کہہ کر پورس کے دماغ سے جانے والا تھا تب ہی ناصرہ کی سوچ کی لہروں کو سن کر حیرانی سے رک گیا اور اس کی باتیں سننے لگا۔
پورس نے خوش ہوکر کہا۔ "ناصرہ! تم میری محبت میں جنون کی حد تک تڑپتی ہوئی میرے دماغ میں آگئی ہو۔ ہوسکتا ہے مجھے پاتے ہی تمہارا جنون ختم ہوجائے اور تم خیال خوانی نہ کرسکو لیکن تمہارے جنون کو قائم رہنا چاہیے کیونکہ میں دشمنوں کی قید میں ہوں۔ ویسے احتیاطاً تم ثنا کے پاس جاؤ۔"
ثنا نے ناصرہ کو اپنے ہوٹل کا پتا اور کمرے کا نمبر بتایا پھر کہا۔ "تم ابھی میرے بھائی جان کے پاس نہیں بلکہ اس شیطان کے پاس ہو۔ فوراً وہاں سے نکل آؤ۔"
"میں ابھی آرہی ہوں اور اگر وہ پارس ابھی میرا پورس بن کر آئے گا تو اسے زندہ نہیں چھوڑوں گی۔"
"جانے سے پہلے یہ بتا دو۔ تم میرا نام سن کر سانس کیوں روک لیا کرتی تھیں؟"
"تم نے ہی میرے دماغ میں آکر کہا تھا کہ دشمن خیال خوانی کرنے والا ثنا کے نام سے اور لب و لہجے سے دماغ میں آکر مجھے دھوکا دے سکتا ہے۔ لہٰذا آئندہ ثنا کے نام سے آؤ گی۔ اگر کوئی خود کو ثنا کہے تو سانس روک لینا۔"
وہ سب پورس کے دماغ میں باتیں کر رہے تھے۔ وہ بولا۔ "تم تینوں خیال خوانی کرنے والے آپس میں مخصوص کوڈ ورڈز مقرر کرلو پھر دشمن دھوکا نہیں دے سکیں گے۔"
ناصرہ نے کہا۔ "ہم یہی کریں گے۔ میں ابھی ثنا کے پاس جارہی ہوں۔"
وہ چلی گئی۔ ثنا اور پورس' جلال پاشا کو بتانے لگے کہ وہ نیویارک کے ملٹری بیرک کے ایک کمرے میں قید ہے۔ اسے پارس سمجھا جارہا ہے۔ واشنگٹن سے چند یوگا کے ماہر آرمی افسران ابھی وہاں پہنچنے والے ہیں۔
جلال پاشا نے کہا۔ "انہیں آنے دو۔ ہم ان سے نمٹ لیں گے۔ ایک بات سمجھ میں نہیں آئی۔ تم تینوں نے بند کمرے میں امریکا آنے کی پلاننگ کی تھی۔ مجھے بھی اس

پلاننگ سے بے خبر رکھا تھا پھر پارس کو کیسے خبر ہو گئی۔ وہ تمہارے تعاقب میں یہاں تک کیسے چلا آیا ہے؟"

"یہ حیران کن بات ہے انکل! اس کے ذرائع اگرچہ بہت وسیع ہیں پھر بھی وہ بند کمرے میں ہونے والی پلاننگ سے باخبر نہیں رہ سکتا تھا۔ اس نے اتفاقاً ہمیں لندن ائرپورٹ پر دیکھ لیا تھا۔ اس نے بابا صاحب کے ادارے والوں کو ہمارے پیچھے لگایا ہو گا۔ بعد میں خود یہاں پہنچ گیا ہو گا۔"

اس کی بات ختم ہوتے ہی دروازہ کھلا۔ ایک افسر دو مسلح جوانوں کے ساتھ آکر بولا۔ "ہمارے آرمی کے اعلیٰ افسران آ رہے ہیں۔ کھڑے ہو جاؤ۔"

پورس نے کہا۔ "میں ان کا ماتحت نہیں ہوں اور نہ ہی ملزم ہوں اس لئے بیٹھا رہوں گا۔"

"کیا ان جوانوں کی گولیوں سے مرنا چاہتے ہو؟"

وہ ہنستے ہوئے بولا۔ "میں مر جاؤں گا تو تمہارے اعلیٰ افسران کیا یہاں آکر ایک مردے سے باتیں کریں گے؟"

افسر اسے گھور کر دیکھنے لگا۔ اتنے میں چار اعلیٰ افسران وہاں آئے۔ پورس کو غور سے دیکھنے لگے۔ ایک نے ماتحت افسر سے پوچھا۔ "کیا اس کے چہرے کا معائنہ کیا گیا تھا۔ یہ میک اپ میں ہو سکتا ہے؟"

"نو سر! ہم نے معائنہ نہیں کیا ہے۔ آپ کا انتظار کر رہے تھے۔"

"نان سنس! انتظار کے دوران میں کیا معائنہ کرنے کی پابندی ہے۔ جاؤ میک اپ کے ماہرین کو فوراً بلا کر لاؤ۔"

افسر چلا گیا۔ پورس نے کہا۔ "آپ لوگ ضرور چہرے کا معائنہ کریں اور اپنی تسلی کریں۔ ویسے میں پارس نہیں پورس ہوں۔ آپ جانتے ہوں گے کہ ہم قدرتی طور پر ہم شکل ہیں۔ دنیا کا کوئی بھی میک اپ مین ہمارے چہروں کے معمولی فرق کو پہچان تو سکتا ہے لیکن یہ کبھی یقین سے نہیں کہہ سکے گا کہ ہم میک اپ میں ہیں۔"

ان چاروں نے ایک دوسرے کو سوچتی ہوئی نظروں سے دیکھا پھر وہاں مسلح جوانوں کو چھوڑ کر دوسرے کمرے میں آئے۔ وہاں ایک میز کے اطراف بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔ ایک نے کہا۔ "ہمیں پارس اور پورس کے فرق کو ضرور سمجھنا ہو گا۔ ویسے دونوں ہی ہمارے دشمن ہیں بلکہ پورس کو بدترین دشمن کہنا چاہیے۔"

دوسرے نے کہا۔ "بے شک اس کمبخت نے ٹیلی پیتھی کو ختم کرنے والی دوا بنوائی تھی۔ اس کے اس نسخے کے باعث ورنہ ٹیلی پیتھی جاننے والے امریکی اس غیر معمولی علم سے محروم ہو چکے ہیں۔"

تیسرے نے کہا۔ "اگر یہ پورس نہ ہوا تو پارس کو سزائے موت دینا مشکل ہو گا۔ ہم دیکھتے آ رہے ہیں۔ فرہاد کی ہلاکت کے بعد اس کے دونوں بیٹے پارس اور علی تیمور ہمارے نہایت خطرناک کرائے کے قاتلوں اور خفیہ ایجنسیوں کے ایجنٹوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے۔"

"بار، فرہاد نے بھی اپنی زندگی میں برسہا برس تک ہمارے ملک کو نقصان پہنچایا ہے۔ اس کے بیٹے بھی کر رہے ہیں۔ اگر ان میں سے ایک بیٹا پارس یہاں قیدی ہے تو پھر باپ کی طرح مارا جائے گا۔ کسی دن علی بھی ہمارے نشانے پر آئے گا تو فرہاد کی نسلیں مٹ جائیں گی۔ ہم آئندہ بابا صاحب کے ادارے کے دباؤ میں نہیں رہیں گے۔"

وہ افسران خشکی، بحری اور فضائی فوج کے اعلیٰ افسران سے رابطے کر کے بتانے لگے کہ قیدی بننے والا پارس ہو سکتا ہے اور پورس بھی۔ کیا وہ اسے قیدی بنا کر اس سے فائدے اٹھائیں یا گولی مار دیں؟

یہی سوال چیف آف آرمی اسٹاف سے کیا گیا۔ اس نے کہا کہ پہلے یہ دیکھا جائے کہ اسے زندہ رکھنے سے ان نقصانات کی تلافی ہو سکتی ہے تو ایسی کال کوٹھری میں رکھا جائے کہ اس کے خیال خوانی کرنے والے اسے رہائی نہ دلا سکیں۔ کوئی خاص فائدہ حاصل نہ ہو تو اسے گولی مار دی جائے۔

ان چاروں نے پورس کے کمرے میں آکر دیکھا۔ ماہرین اس کے چہرے کا معائنہ کر رہے تھے اور یقین سے کہہ رہے تھے، نہ ماسک میک اپ ہے اور نہ ہی پلاسٹک سرجری کا شبہ ہو رہا ہے۔ یہ پیدائشی چہرہ ہے۔

وہ تینوں ماہرین چلے گئے۔ ایک افسر نے پوچھا۔ "تم کس مقصد سے آئے ہو؟"

پورس نے کہا۔ "یہ دیکھنے آیا ہوں کہ یہاں کے لوگ مجھے گولی ماریں گے یا اپنے سر پر بٹھائیں گے۔"

"ایسا کیا کارنامہ کرنے آئے ہو کہ ہم خوش ہو کر سر پر بٹھائیں گے؟"

"کولمبیا تمہارے ملک میں ہے لیکن وہاں کے حکمران امریکی بالادستی پسند نہیں کرتے ہیں۔ تم وہاں حاوی رہنے کے لئے دو ہتھکنڈے استعمال کر رہے ہو۔ ایک یہ کہ کولمبیا کے مغرب میں پاناما ہے، جہاں امریکی فوج ہے۔ وہاں امریکی فوج کی دہشت ہے۔ کیا یہ سچ ہے؟"

"سچ ہے۔ آگے بولو؟"

"تمہارا دوسرا ہتھکنڈا یہ ہے کہ ڈرگ مافیا کے گاڈ فادر کارسیلو کی پشت پناہی کرتے ہو اور کولمبیا پر اس کی ذاتی فوج قائم کر کے اور ٹنوں کے حساب سے منشیات کی اسمگلنگ کر کے وہاں کی معیشت کو کمزور کرتے رہتے ہو اور وہاں کی حکومت کے لیے مستقل عذاب بنے رہتے ہو۔ کیا یہ سچ ہے؟"

"سچ ہے۔ آگے بولو۔"

"بین الاقوامی قوانین اور اقوام متحدہ کے تحت ہونے والے معاہدے کے مطابق ۳۱ دسمبر ۱۹۹۹ء کو... رات کے بارہ بجے امریکا کو پاناما سے دست بردار ہونا پڑے گا۔ وہاں سے اپنی تمام فوجیں بھی لے جانی ہوں گی۔ کیا یہ سچ ہے؟"

چاروں افسران پورس کو گھور کر دیکھنے لگے پھر ایک نے کڑک کر پوچھا "تم کہنا کیا چاہتے ہو؟"

"تم آدمی ہو، بجلی نہیں ہو۔ کڑک کر نہ بولو۔ مغربی... کولمبیا سے تمہاری فوجی دہشت ختم ہو جائے گی۔ باقی کولمبیا سے میرے خیال خوانی کرنے والے گاڈ فادر کارسیلو کو تگنی کا ناچ نچا کر وہاں کی ڈرگ مافیا کو ختم کر دیں گے۔ کیا کولمبیا کا استحصال کرنے کے لیے تمہاری کوئی سیاسی چال کامیاب ہو جائے گی؟"

ایک افسر نے کہا "ہم یہ نئی بات سن رہے ہیں کہ تمہارے پاس خیال خوانی کرنے والے ہیں۔"

"میں ابھی ثابت کروں گا۔ جاؤ اور گاڈ فادر کارسیلو سے کوئی کام لینے کی کوشش کرو۔ تم اس سے جو چاہو گے، وہ اس کے برعکس کرے گا۔"

انہوں نے ایک دوسرے کو دیکھا پھر ایک نے پوچھا۔ "تمہارے پاس کتنے خیال خوانی کرنے والے ہیں؟ اور وہ اچانک کہاں سے پیدا ہو گئے ہیں؟"

"یہ میرا ذاتی راز ہے۔ پہلے میرے اس راز کی تصدیق کرو۔"

وہ چاروں وہاں سے چلتے ہوئے دوسرے کمرے میں گئے۔ پورس نے سوچ کے ذریعے کہا "انکل! آپ ثنا کو یہاں کے حالات بتا کر یہاں لے آئیں۔ اگر ناصرہ کی ٹیلی پیتھی برقرار ہو گی تو میرا پلڑا اور بھاری رہے گا۔"

"میں ابھی انہیں بلا کر لاتا ہوں۔"

جلال پاشا چلا گیا۔ دوسرے کمرے میں وہ چاروں اپنے اعلیٰ افسران کو پورس کی باتیں تفصیل سے بتا رہے تھے۔ ایک اعلیٰ افسر نے کہا "ابھی فون کے ذریعے کارسیلو سے رابطہ کرو۔ اس سے کہو کولمبیا کا وزیر خارجہ منشیات کی اسمگلنگ کے خلاف سخت اقدامات کر رہا ہے۔ اس وزیر خارجہ کو گولی مار دو۔"

ایک افسر نے فون کے ذریعے رابطہ کیا۔ گاڈ فادر کارسیلو کے سیکریٹری نے کہا "باس! گہری نیند میں ہیں۔ آپ مناسب سمجھیں تو صبح ان سے بات کریں۔"

افسر نے کہا "میں فوج کا اعلیٰ افسر بول رہا ہوں۔ اپنے باس کو نیند سے جگاؤ ورنہ امریکی حکام اسے ہمیشہ کے لیے سلا کر اس کی جگہ دوسرا گاڈ فادر لے آئیں گے۔"

تھوڑی دیر بعد کارسیلو کی نیند بھری آواز سنائی دی۔ "ہیلو۔ میں کارسیلو بول رہا ہوں لیکن میری زبان نہیں بول رہی ہے اور میرا دماغ کہہ رہا ہے کہ امریکی حکام کی طرف سے مجھے حکم دیا جائے گا کہ میں یہاں کے وزیر خارجہ کو قتل کرا دوں۔ کیا یہ سچ ہے؟ پورس بھی ہر بات کے آخر میں پوچھتا ہے۔ کیا یہ سچ ہے؟"

افسر نے فون بند کر دیا۔ اعلیٰ افسران کو فون کر کے بتانے لگا "سر! کوئی حکم دینے سے پہلے ہی کارسیلو وہی باتیں کرنے لگا جو پورس ہم سے کر چکا ہے۔ اس کا مطلب واضح ہے کہ پورس کا کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والے کارسیلو کو غائب دماغ بنا کر خود بول رہا تھا۔"

"ہوں۔ تو تصدیق ہو گئی کہ پورس کو ہم سے بچانے کے لیے اس کے پاس ایک یا ایک سے زیادہ خیال خوانی کرنے والے موجود ہیں۔ اس سے پوچھو کہ وہ امریکا کیوں آیا ہے اور اس کے ارادے کیا ہیں؟"

وہ چاروں افسر پھر پورس کے کمرے میں آئے۔ پورس نے انہیں دیکھ کر کہا "تم چاروں آنے جانے میں خرچ ہو جاؤ گے۔ میری آخری بات سن لو۔ میری طرف سے امریکا کو نقصان نہیں پہنچے گا۔ میں کولمبیا میں زیادہ سے زیادہ دو ماہ رہ کر انڈیا واپس چلا جاؤں گا۔ تم سب کی بہتری اسی میں ہے کہ مجھے ابھی یہاں سے جانے دیا جائے۔ اگر آدھے گھنٹے کے اندر مجھے رہا نہ کیا گیا تو قیامت واشنگٹن سے شروع ہو گی اور وار سائنو کلیئر سینٹر تک قیامت جاری رہے گی۔ اب یہاں کوئی دوسرا سوال کرنے نہ آنا۔ تمہارے اعلیٰ افسران کولمبیا میں بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔"

"شاید تمہیں رہا کر دیا جائے گا لیکن رہائی کے لیے آدھے گھنٹے کی شرط ہے۔ ہائی کمان سے رابطہ کرنے اور باتیں کرنے میں بہت وقت لگتا ہے۔"

"اگر وقت لگتا ہے تو مجھے آرام دہ بنگلے میں پہنچایا

جائے۔ میں یہاں قیدی کی طرح نہیں رہوں گا۔"

اس کی یہ بات تسلیم کی گئی۔ اسے ایک بند گاڑی میں بٹھا کر ایک آرام دہ بنگلے میں مہمان کی حیثیت سے ٹھہرایا گیا۔ امریکی حکام کے لیے لاطینی امریکا کے کئی ملک دردِ سر بنے ہوئے تھے۔ ارجنٹائن سے لے کر میکسیکو تک مختلف جرائم پیشہ افراد اس قدر قوت حاصل کرتے جارہے تھے کہ پولیس اور فوج ان پر غالب آنے میں ناکام رہتی تھی۔ کولمبیا تو جرائم کا گڑھ تھا۔ امریکی اکابرین پریشان ہو کر کہتے تھے کہ وہاں اپنی حکمرانی یا برتری قائم رکھنے کی ایک ہی صورت رہ گئی ہے کہ اچانک کوئی معجزہ ہو اور امریکا کا بول بالا ہو جائے۔

اب امریکی اکابرین کو معجزے کے آثار نظر آرہے تھے۔ وہ آپس میں مشورے کرنے لگے کہ پورس سے دوستانہ مراسم رکھے جائیں اور اسے زیادہ سے زیادہ فائدے پہنچائے جائیں تو وہ اپنی ذہانت' مکاریوں اور اپنے خیال خوانی کرنے والوں کی مدد سے لاطینی امریکا کے کئی ممالک کو ان کے زیرِ اثر لا سکتا ہے۔ ناصرہ کو معلوم ہوچکا تھا کہ وہ پارس کو پورس سمجھ کر دھوکا کھا رہی تھی۔ اس نے فوراً ہی وہ جگہ چھوڑ دی۔ ثنا کے بتائے ہوئے پتے پر اس کے پاس آگئی۔ اس کی لاعلمی میں پورس نے ثنا اور جلال پاشا کو سمجھایا۔ "ایسا پہلے کئی بار ہوچکا ہے' جب میں خطرات میں گھر جاتا ہوں تو ناصرہ تڑپ کر بے اختیار خیال خوانی کرنے لگتی ہے۔ ابھی ناصرہ کو یہ نہ بتایا جائے کہ امریکی اکابرین مجھے قیدی سے مہمان بنا چکے ہیں۔ ناصرہ کو یہی معلوم ہونا چاہیے کہ پہلے وہ مجھ سے مذاکرات کریں گے پھر کسی معاملے میں میرے انکار کرنے پر مجھے سزائے موت دیں گے۔"

جلال پاشا نے کہا "یہ اچھی تدبیر ہے۔ وہ جب تک تمہیں سزائے موت سے نہیں بچائے گی' تب تک بے چین رہ کر تمہیں واپس پالینے کے جنون میں خیال خوانی کرتی رہے گی۔"

"ہاں۔ اس طرح ہوسکتا ہے کہ خیال خوانی کرتے رہنے سے اسے اپنی پچھلی زندگی بھی کچھ یاد آجائے۔ اگر یاد نہ بھی آئے تو ہماری ٹیم میں ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی تعداد میں اضافہ ہوگا اور ہم مخالفین کو متاثر کرسکیں گے۔"

"میں تو دعا کروں گا اور کوشش بھی کروں گا کہ ناصرہ بیٹی کی خیال خوانی باقی رہے۔"

وہ اپنی بیٹی ثنا کے دماغ میں آکر اس کی زبان سے بولا "ناصرہ بیٹی! انہوں نے پورس کو بیرک کے اس کمرے سے ایک بنگلے میں منتقل کردیا۔ یہ ان کی کوئی چال ہوسکتی ہے۔ پارس کو معلوم ہوگا کہ تمہارا پورس امریکا کے شکنجے میں ہے۔ وہ پورس کو سزائے موت دلانے کے لیے مکاری سے کام لے گا۔ امریکیوں سے دوستی کرکے پورس کو کبھی ان کی قید سے نکلنے نہیں دے گا۔"

وہ نفرت اور غصے سے بولی "اس سے پہلے ہی پارس کی موت آئے گی۔ اب میری سمجھ میں آرہا ہے کہ میں لیا چیلنج کرنے باتھ روم گئی تھی تو وہ مجھے وہاں چھوڑ کر کیوں بھا گیا؟"

"وہ کیوں بھاگا تھا؟"

"میں نے اسے پورس سمجھ کر پیار کیا تھا۔ میرا پیار اس کے اندر پہنچ گیا ہے۔ وہ اس زہر کا توڑ کرنے کے لیے ضرور کسی تجربے کار ڈاکٹر کے پاس گیا ہوگا۔"

جلال پاشا نے کہا "پھر تو وہ زندہ بھی ہوگا تو تمہارے زہر کے باعث اس کا دماغ کمزور ہوگیا ہوگا۔ ہمیں ابھی اس کے دماغ میں جاکر انتقامی کارروائی کرنا چاہیے۔"

ان تینوں نے بیک وقت خیال خوانی کی پرواز کی۔ پورس نے اپنے دماغ میں سوچ کی لہروں کو محسوس کرکے پوچھا "کون ہے؟"

جلال پاشا نے حیرانی سے کہا "اوہ! ہم تمہارے دماغ میں آگئے ہیں جبکہ ہمیں پارس کے دماغ میں پہنچنا چاہیے۔ میرے ساتھ ناصرہ اور ثنا بھی ہیں۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ ناصرہ کے زہر کے ذریعے پارس اب تک یا تو مرچکا ہے یا بروقت زہر کا توڑ کرکے زندہ ہوگا تو دماغی طور پر ضرور کمزور ہوگا۔ ہمیں اپنے اندر آنے سے نہیں روک سکے گا۔"

پورس نے کہا "آپ کو اور ثنا کو میرے اور پارس کے لب و لہجے کا معمولی سا فرق معلوم ہے۔ اس کے باوجود تینوں میرے اندر پہنچ گئے۔ شاید آپ نہیں جانتے کہ ماضی میں پارس بہت زہریلا رہ چکا ہے۔ علاج کے ذریعے اس کے زہریلے پن کو بڑی حد تک ختم کیا گیا ہے لیکن وہ اب بھی زہر کے اثرات کو برداشت کرنے کے قابل ہوگا اور زندہ ہوگا۔"

ناصرہ نے کہا "تمہاری قسم اگر وہ زندہ ہے تو میں اس کی موت تک اسے ڈستی رہوں گی۔"

"نہیں ناصرہ! تم لوگوں نے اس کے دماغ تک پہنچنے میں دیر کی ہے۔ اس مکار نے خطرہ محسوس کرتے ہی اپنے خیال خوانی کرنے والے کے ذریعے اپنا لب و لہجہ تبدیل کرلیا ہے۔ تم تینوں اب اس کے دماغ تک نہیں پہنچ سکو گے۔"

وہ تینوں دماغی طور پر اپنی اپنی جگہ پہنچ گئے۔ جلال پاشا کسی فلائٹ سے وہاں آنے والا تھا۔ ناصرہ اور ثنا ہوٹل کے کمرے میں تھیں۔ ناصرہ کو غصہ آیا کہ دشمن ہاتھ آتے آتے نکل گیا ہے۔ اس نے جھنجلا کر اپنے گلے سے نیکلس کو نوچ کر سامنے والی دیوار پر دے مارا۔ وہ ٹوٹ کر فرش پر آکر بکھر گیا۔ ناصرہ نے اپنی جوتی سے اسے بری طرح کچلتے ہوئے کہا "یہ نیکلس اسی شیطان کے بچے نے خرید کر دیا تھا۔ میں نے پورس کے کہنے سے پہن لیا ورنہ میں اس پر تھوکنا بھی پسند نہیں کروں گی۔"

ثنا اس کے غصے کرنے کے انداز کو دیکھ رہی تھی پھر اس نے چونک کر نیکلس کے اس لاکٹ کو دیکھا جو ناصرہ کی جوتی سے کچل کر ٹوٹ گیا تھا۔ اس نے ناصرہ کو بازو پکڑ کر کھینچتے ہوئے کہا "بھابی! جسٹ اے منٹ۔ یہ دیکھیں۔ یہ کیا ہے؟"

اس نے جھک کر فرش پر سے ٹوٹے ہوئے لاکٹ کو اٹھایا۔ وہ لاکٹ دہرا تھا مگر جڑا ہوا تھا۔ یونہی کھل نہیں سکتا تھا۔ ٹھوکریں پڑنے کے باعث اس کا جوڑ کھل گیا۔ اس کے اندر ایک دائرہ نما آلہ نظر آرہا تھا۔ اسے دیکھتے ہی ثنا نے کہا۔ "بھابی! یہ ڈیٹیکٹو اینڈ ٹریکنر ہے۔ یہ دوسرے منسلک رہنے والے الیکٹرونک آلے کو ایک روشن نقطے کے ذریعے ان تمام مقامات کی نشان دہی کرتا ہے' جہاں اس ڈیٹیکٹو آلے کو لے جایا جاتا ہے۔ پارس نے ہمیں ایسا لاکٹ خرید کردیا تھا۔ آپ کچھ سمجھ رہی ہیں؟"

"ہاں۔ واقعی وہ شیطانوں کا شیطان ہے۔ اس آلے کے ذریعے وہ ہمارے پیچھے یہاں تک آیا ہے۔ اسی کے ذریعے اس نے معلوم کیا تھا کہ میں مجسمۂ آزادی کے پاس سیر و تفریح کے لیے گئی ہوں۔ وہیں سے وہ پورس بن کر مجھے دھوکا دے کر اپنے ساتھ لے گیا تھا۔"

وہ غصے سے مٹھیاں بھینچ کر اسے گالیاں دینے لگی۔ ثنا نے اپنے نیکلس کے لاکٹ کو بھی توڑا تو اس میں سے بھی ویسا ہی ایک ننھا سا ڈیٹیکٹو آلہ برآمد ہوا۔ وہ دل میں بولی "واقعی وہ بہت ہے۔ میں اب تک اس کے بارے میں جتنا سنتی آئی ہوں' وہ اس سے بھی زیادہ مکار اور چال باز ہے۔"

اس نے اور ناصرہ نے پورس کے پاس آکر اسے دونوں لاکٹ اور ڈیٹیکٹو آلات کے متعلق بتایا۔ وہ مسکرا کر بولا۔ "بھگوان نے مجھے جتنی ذہانت اور ہوشیاری دے کر پیدا کیا ہے' میرے مخالف کو بھی اتنا ہی لاجواب بنایا ہے۔"

ناصرہ نے کہا "تم مسکرا رہے ہو اور مجھے غصہ آرہا ہے۔"

"میری جان! اپنے زہریلے دماغ کو ٹھنڈا رکھنے کی کوشش کیا کرو۔ میں اس بات پر مسکرا رہا ہوں کہ پارس کو ہمارے منصوبے کا علم نہیں ہے۔ اسی لیے وہ ایسے جاسوس آلے کی مدد سے ہمارا تعاقب کررہا تھا۔ آئندہ وہ ہمارے پیچھے نہیں آئے گا۔"

ناصرہ نے کہا "ہاں میں اس پہلو کو بھول گئی تھی۔ واقعی اب وہ بدمعاش یہ نہیں جان سکے گا کہ آئندہ ہم کہاں جارہے ہیں اور کیا کرنے والے ہیں۔"

"آئندہ کے لیے یہ بھی یاد رکھو کہ یہ امریکی فوجی مجھے گولی مار سکتے ہیں۔ ابھی میں ایک قیدی ہوں۔"

"میں تم پر آنچ نہیں آنے دوں گی۔ مجھے کوئی ایسی تدبیر بتاؤ کہ میں ان فوجیوں کو تمہارے سامنے جھکنے پر مجبور کردوں۔"

"ایسا تب ہوسکتا ہے' جب تم اسی طرح خیال خوانی کرتی رہو گی۔"

"میری سمجھ میں نہیں آتا' میں کس طرح بے اختیار خیال خوانی کررہی ہوں۔"

"ذہانت سے کام لو۔ ابھی غور کرو کہ اپنی سوچ کی لہروں کو کس طرح ہمارے دماغوں میں پہنچا رہی ہو۔ ٹیلی پیتھی کی تکنیک یاد رکھو گی تو آئندہ ہمیشہ میرے لیے ایک قوت بن کر رہو گی۔"

"میں تمہارے مشوروں پر عمل کروں گی مگر تم کب تک یہاں قید رہو گے؟ کیا مجھے فوج کے کسی اعلیٰ افسر کی آواز سنا سکتے ہو؟"

"کل صبح کئی اعلیٰ افسران سے میری گفتگو ہوگی۔ تم ذرا صبر کرو۔ رات کا کھانا کھا کر سو جاؤ۔"

پورس نے اسے اور ثنا کو سمجھایا کہ وہ فکر اور پریشانی کو دماغ سے نکال کر گہری نیند سوئیں۔ تاکہ کل فوجیوں سے مذاکرات کے وقت بالکل تازہ دم رہیں اور ان سے اپنے مفادات کے مطابق سودے بازی کرسکیں۔ آئندہ پارس اور علی تیمور وغیرہ سے نمٹنے کے لیے اسے بہت بڑی طاقت کی ضرورت ہوگی۔

O☆O

جب پورس' ناصرہ' ثنا اور جلال پاشا ممبئی میں تھے تب مہاراج اپنے اکلوتے بیٹے مہیش کے لیے ماتم کررہا تھا۔ اپنے گمشدہ بیٹے کو تلاش کررہا تھا لیکن اصل بیٹے مہیش کا سراغ نہیں مل رہا تھا۔ الپا نے بھی مہیش کے سلسلے میں دھوکا کھایا تھا۔ ایک ڈمی مہیش کو اصل سمجھ کر اپنا قیدی بنایا تھا۔ بعد میں وہ مہاراج کے ساتھ پورس کے پاس آئی تھی۔ وہاں بڑی دیر بعد پتا چلا کہ اس کے بیٹے کو کسی نے اغوا نہیں کیا ہے۔ اس

نے اپنے اصل بیٹے مہیش کو جس بنگلے میں چھپا رکھا تھا' وہ وہیں موجود تھا۔ ثنا اور پورس وغیرہ اسے الزام دے رہے تھے کہ اس نے خیال خوانی کرنے میں کوئی غلطی کی تھی' جس کے نتیجے میں وہ اپنے ہی بیٹے تک پہنچ نہیں پا رہا تھا۔

میں نے کئی بار مہاراج اور اس کے بیٹے کو دشمنوں سے بچایا تھا۔ اس کے بعد وہ میرا احسان مند اور فرماں بردار ہو گیا تھا لیکن یہ فرماں برداری میرے زندہ رہنے تک تھی۔ میری ہلاکت کی تصدیق ہونے کے بعد مہاراج نے گرگٹ کی طرح رنگ بدل لیا تھا۔ کرنان کی اس دو منزلہ عمارت میں وہ مجھے پارس سمجھ کر آیا تھا۔ وہاں مجھ سے جھوٹ بول رہا تھا کہ رومی برٹن شراب نہیں پیتی ہے اور یوگا کی ماہر ہے۔ وہ اس کے چور خیالات نہیں پڑھ سکے گا۔ میں نے اس کی دھوکے بازی کے جواب میں ثانی سے کہا تھا کہ اس کے بیٹے مہیش کا لب و لہجہ بدل کر اسے کسی دوسری جگہ پہنچا دے اور ثانی نے یہی کیا تھا۔ اصل مہیش کو اغوا کرا کے ایک ڈمی مہیش کے دماغ میں اصل مہیش کے لب و لہجے کو نقش کر دیا تھا۔

بعد میں جو کچھ ہوا' اسے بیان کیا جا چکا ہے۔ پورس اور ثنا سے اس سلسلے میں گفتگو کرتے وقت اصل مہیش کا سراغ مل گیا۔ مہاراج نے فوراً ہی اس بنگلے کی طرف دوڑ لگائی' جہاں مہیش موجود تھا۔ اسے یہ اندیشہ تھا کہ اس سے پہلے الپا وہاں پہنچ کر اس کے بیٹے کو پھر اغوا کر سکتی ہے۔

اس کا اندیشہ غلط نہیں تھا۔ الپا دوسری بار مہیش کے اندر جا کر مہاراج کے وہاں پہنچنے سے پہلے اس کے دماغ پر قبضہ جما کر اسے دوسری جگہ منتقل کرنا چاہتی تھی۔ لیکن وہ دوسری بار اس کے دماغ میں نہ پہنچ سکی۔ اس نے دوسری بار اس کے لب و لہجے کو اچھی طرح گرفت میں لے کر کوشش کی اور پھر ناکام رہی۔ یہ سمجھ میں آیا کہ مہاراج سے کوئی دشمنی کر رہا ہے۔ عارضی طور پر انہیں مہیش کے دماغ میں پہنچا کر پھر اس کے لب و لہجے کو تبدیل کر دیا گیا ہے اور ایسا پارس کا کوئی خیال خوانی کرنے والا ہی کر رہا ہے۔

اپنے اکلوتے بیٹے کے لیے مہاراج کی دیوانگی کا یہ عالم تھا کہ وہ کار میں بیٹھنا بھول گیا تھا۔ پاگلوں کی طرح دوڑتا جا رہا تھا۔ جب اس کی سانس پھولنے لگی تو وہ رک کر ہانپتے ہوئے سوچنے لگا "ہے بھگوان! میں تو گاڑی پیچھے بھول آیا ہوں۔ ہائے اس بیٹے نے تو مجھے پاگل بنا دیا ہے۔"

وہ ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر اس بنگلے میں پہنچا۔ دروازہ کھلا ہوا تھا۔ وہ مہیش کو آوازیں دیتا ہوا اندر آیا۔ ایک کمرے سے دوسرے کمرے میں پہنچا۔ پیچھے سے آواز آئی "کیوں مجھے پکار رہے ہو؟ کون ہو تم؟"

مہاراج نے پیچھے پلٹ کر دیکھا۔ ایک قد
کھڑا اس سے پوچھ رہا تھا "میری اجازت کے بغیر
میں کیوں آئے ہو؟"

"یہ تمہارا نہیں' میرا بنگلا ہے۔ اسے میں
مہیش کے لیے خریدا تھا۔"

"یعنی میرے لیے خریدا تھا۔ میرا نام مہیش

"میں اپنے بیٹے مہیش کی بات کر رہا ہوں
پہلے میں نے اس کے دماغ کے اندر پہنچ کر اس
تھیں۔"

"اچھا تو وہ تم ہی ہو جو میرے دماغ میں
رہے تھے۔ معلوم ہوتا ہے' خاندانی ڈاکو ہو۔
گھس آتے ہو اور دماغ میں بھی۔"

مہاراج نے اسے غصے سے دیکھا پھر اس
جانا چاہا تو اس نے سانس روک کر کہا "تم پچھلے بد
میرے دماغ میں گھس رہے تھے۔"

یہ کہتے ہی اس نے مہاراج کو ایک گھونسا
ایسا گھونسا تھا کہ مہاراج کا ایک جبڑا ہل گیا۔ دو
میں دوسرا جبڑا ہلنے لگا۔ مہاراج صحت مند تھا۔
کالا جادو جانتا تھا لیکن فائٹر نہیں تھا۔ وہ اپنے
ہاتھ بھی نہ مار سکا۔ مار کھاتا گیا۔ مارنے والا
اسے مارتے مارتے بے ہوش کر دیا۔

جب ہوش آیا تو وہ ایک اسپتال کے بستر
دونوں جبڑے ایسے ٹوٹ گئے تھے کہ وہ بولنے
رہا تھا۔ بعد میں پتا چلا کہ میونسپلٹی والوں نے
گھر سے اٹھا کر اسپتال پہنچایا تھا۔ اس کے دو
انگلیاں توڑ دی گئی تھیں۔ اسے اس قابل نہ
کہ وہ کاغذ پر لکھ کر اپنے رشتے داروں کا پتا بتا

دو دنوں کے بعد اس کے جبڑے کچھ
انکوائری کرنے والے افسر نے پوچھا "تم کون
کیا ہے؟ کس نے تم سے دشمنی کی ہے؟"

وہ بڑی مشکل سے منہ کھول کر بولا "
ما۔ را راج جج۔ سو۔ ور۔ یا مارا راج جج۔
ول۔"

انسپکٹر نے اپنے سپاہی اور ڈاکٹر
بھارت میں کئی زبانیں بولی جاتی ہیں۔ میں
سمجھ سکتا۔ کیا آپ لوگ سمجھتے ہیں؟"

سب نے انکار میں سر ہلایا۔ مہاراج

انسپکٹر کے سوال کے جواب میں کہا تھا "میں مہاراج۔ سوریہ مہاراج ہوں۔"

جب اس نے دیکھا کہ کوئی اس کی بات نہیں سمجھ رہا ہے تو اس نے کہنا چاہا "میں ہندی بول رہا ہوں۔"

لیکن اس کے منہ سے آواز نکلی "مے۔ ندی اول رہا وں دں۔"

سپاہی نے کہا "سر! یہ ندی کہہ رہا ہے۔ شاید ندی کے کنارے رہتا ہے۔ وہاں کے بستی والوں سے کچھ معلوم ہو سکتا ہے۔"

مہاراج غصے میں حلق پھاڑ کر چیخ پڑا۔ ڈاکٹر نے کہا۔ "زیادہ بولنے سے جبڑے دکھ رہے ہیں۔ پلیز آپ کسی اور دن آکر بیان لیں۔"

انسپکٹر اور سپاہی وغیرہ چلے گئے۔ اتنا بڑا مہاراج ٹیلی پیتھی اور کالا جادو جاننے والا ایک مجبور اور لاوارث کی طرح وہاں پڑا ہوا تھا۔ ایسی حالت میں خیال خوانی بھی نہیں کر سکتا تھا۔ کسی اپنے کو بلا نہیں سکتا تھا۔

مزید تین دنوں میں اس کی حالت بہتر ہونے لگی۔ اس نے سوچا۔ ٹیلی پیتھی جاننے والے تمام بھائی مر چکے ہیں۔ بیوی بھی نہیں رہی۔ ایک ہی بیٹا میش رہ گیا ہے۔ ایسے برے وقت میں اپنے بیٹے کو کہیں سے بلا نہیں سکتا۔ دوسرے رشتے دار دشمنی کر سکتے ہیں۔ اس کی دولت اور جائداد حاصل کرنے کے لیے اسے قتل کر سکتے ہیں۔ اس نے اپنے ایک وفادار ملازم کو اسپتال بلا کر کہا "میرے رشتے داروں کو میرے بارے میں کچھ نہ بتاؤ۔ ڈاکٹروں کو زیادہ سے زیادہ رقم دے کر اسپیشل وارڈ میں اس طرح علاج کراؤ کہ میں جلد ہی چلنے پھرنے کے قابل ہو جاؤں۔"

اس کا وفادار ملازم اس کے احکامات کی تعمیل کرنے لگا۔ اس طرح وہ دو ہی دن میں چلنے پھرنے کے قابل ہو گیا۔ ڈاکٹر نے اسے تیسرے دن چھٹی دے دی۔ جب وہ گھر آیا تو میش کو دیکھ کر چونک گیا۔ وہ دروازے پر پھولوں کا ہار لیے کھڑا تھا۔ اسے ہار پہنانے کے لیے آگے بڑھا تو مہاراج نے پیچھے ہٹ کر پوچھا "تم میش ہو؟ سچ مچ میرے بیٹے ہو؟"

"ہاں پتا جی! آپ باپ ہو کر اپنے بیٹے کو نہیں پہچان رہے ہیں؟"

"میں کئی بار دھوکا کھا چکا ہوں۔ آخری بار دشمن نے مجھے توڑ پھوڑ کر اسپتال پہنچا دیا۔ میرا ایک ہی بیٹا ہے۔ اس کی خاطر میں اسپتال تو کیا اپنی چتا میں بھی جا کر جل سکتا ہوں مگر تم کسی طرح میرے بیٹے ہونے کا ثبوت دو۔"

"میں کیا ثبوت دوں؟ آپ مجھے بچپن سے دیکھتے آ رہے ہیں پھر بھی نہیں پہچان رہے ہیں۔" اس نے ہار پہنا کر کہا "دیکھیے۔ یہ میری پیٹھ پر پیدائشی نشان ہے۔"

اس نے قمیص اٹھا کر پیدائشی نشان دکھایا۔ مہاراج اسے گلے سے لگا کر بولا "ہاں تم ہی میرے میش ہو۔ آؤ اندر چلو اور مجھے بتاؤ' اتنے دنوں سے تم کہاں تھے؟"

وہ بولا "آپ نے مجھے پہلے اس شہر میں ایک بنگلا خرید دیا۔ بعد میں میرے دماغ میں آکر کہا کہ مجھے دہلی جا کر پرانی حویلی میں رہنا چاہیے۔ تب سے میں وہیں تھا۔"

"او بیٹے! میں نے تم سے ایسا نہیں کہا تھا۔ کوئی دشمن ہے جو میری آواز میں تمہیں بھٹکا رہا تھا۔"

"پتا جی! اسے بھٹکانا تو نہیں کہتے۔ میں اپنی ہی پرانی حویلی میں بڑے آرام سے تھا۔ آپ کبھی کبھی میرے دماغ میں آکر میری خیریت معلوم کرتے رہتے تھے۔ دشمن تو ایسا نہیں کرتے۔"

"بیٹے! کوئی دشمنی کر رہا ہے مگر دوستی کے انداز میں کر رہا ہے۔ اس نے تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچایا لیکن مجھے پریشان کرتا رہا۔ اِدھر سے اُدھر بھٹکاتا رہا پھر اسپتال پہنچا دیا۔"

"مجھے تو تھوڑی دیر پہلے آپ نے خیال خوانی کے ذریعے بتایا کہ آپ اسپتال میں تھے۔ مجھے پریشان نہیں کرنا چاہتے تھے اس لیے اپنی پریشانیاں نہیں بتائیں۔ اب آپ گھر آ رہے ہیں لہٰذا مجھے پھولوں کا ہار لے کر دروازے پر سواگت کے لیے کھڑا رہنا چاہیے۔ جیسا آپ دماغ میں آکر کہتے ہیں ویسا ہی ہوتا آ رہا ہے۔"

"میں کچھ کچھ سمجھ رہا ہوں۔ بابا صاحب کے ادارے میں ابھی کچھ ٹیلی پیتھی جاننے والے ہوں گے۔ وہ مجھے سزا دے رہے ہیں۔"

"انہیں آپ سے کیا دشمنی ہے؟"

"میں نے فرہاد کے بیٹے پارس کو کرمان کے ایک علاقے میں دھوکا دیا تھا۔ اسے چالاکی سے ٹریپ کر کے اپنا تابعدار بنانے کے بارے میں سوچ رہا تھا لیکن اس سے پہلے تمہارے اغوا ہونے کی بات معلوم ہوئی تو میں وہ سازش بھول کر تمہارے لیے پریشان ہو کر بھٹکنے لگا۔ امریکی کمانڈوز پارس کو ہلاک کرنے جا رہے تھے۔ وہ سب پرواز کے دوران خود ہلاک ہو گئے۔ اب مجھے پورا یقین ہو گیا ہے کہ پارس کے ساتھ کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا ہے۔ اسی نے تمام کمانڈوز کو ہلاک کیا ہے اور اسی نے تمہیں اغوا کرا کے مجھے ذہنی عذاب میں جلا کرتے کرتے اسپتال پہنچایا ہے۔"

اسی وقت مہاراج کے دماغ میں آواز آئی "ابھی سزا ختم نہیں ہوئی ہے۔"

اس نے چونک کر پوچھا "کون ہے؟"

کوئی جواب نہیں ملا۔ میش نے اِدھر اُدھر دیکھ کر پوچھا "آپ کس سے پوچھ رہے ہیں کہ کون ہے؟"

"بیٹے! میں نے اپنے دماغ میں کسی کی آواز سنی ہے؟"

"پتا جی! آپ کے دماغ میں تو کوئی نہیں آ سکتا۔"

"میں پوری طرح صحت مند نہیں ہوں۔ مجھ میں پہلے جیسی دماغی توانائی نہیں ہے۔ کوئی میرے اندر آئے تو میں سانس بھی نہیں روک سکتا۔"

"کیا اب بھی آپ کے دماغ میں کوئی ہے؟"

"نہیں۔ کوئی نہیں ہے۔ بس وہی ایک آواز سنائی دی تھی۔"

"آپ کا وہم بھی ہو سکتا ہے۔ بہتر ہے' آپ اپنے کمرے میں جا کر آرام کریں۔ میں آپ کے لیے گرم دودھ لے کر آتا ہوں۔"

وہ سوچتا ہوا اپنے کمرے میں آیا پھر بستر پر لیٹ کر سوچ کے ذریعے کہنے لگا "کوئی میرے اندر ہے تو میں بھگوان کا واسطہ دیتا ہوں۔ مجھ سے بات کرو۔ میں اپنی غلطیوں کی معافی مانگ رہا ہوں۔ مجھے ایک بار معاف کر دو۔ میں زندگی بھر تمہارا غلام بن کر رہوں گا۔"

پھر وہ سوچنے لگا "میں نے ایک نہیں کئی غلطیاں کی ہیں۔ فرہاد نے دو بار میرے بیٹے کی جان بچائی۔ ایک بار مجھے حملہ آوروں سے ایسے وقت بچایا جب میں پوری شہر میں ٹیلی پیتھی کے ذریعے کئی دشمنوں سے اپنی جان نہیں بچا سکتا تھا۔ میں نے فرہاد کا وفادار رہنے کی قسم کھائی تھی۔ اب یہاں بستر پر لیٹ کر پھر کسی کو مخاطب کر کے معافی مانگ رہا ہوں اور زندگی بھر اس کا غلام بن کر رہنے کی بات کر رہا ہوں۔"

ایسا سوچتے وقت اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ خود بستر پر لیٹا ہوا ایسی باتیں سوچ رہا ہے یا اس کی اپنی سوچ میں کوئی اس کے جھوٹ اور فریب کو یاد دلا رہا ہے؟

اس نے سوچا "ٹیلی پیتھی کی دنیا میں برتری یا اپنا رعب اور دبدبہ قائم رکھنے کے لیے سیاست کرنی پڑتی ہے۔ پرانے وعدے اور قسمیں بھول کر وفاداری بدلنے کے لیے نئی قسمیں کھانی پڑتی ہیں۔ پہلے میں نہیں جانتا تھا کہ پارس کے ساتھ بھی ایک خیال خوانی کرنے والی ہستی ہے۔ میں نے سوچا تھا' فرہاد کی ہلاکت کے بعد صرف ایک الپا ٹیلی پیتھی جاننے والی رہ گئی ہے۔ میں کسی طرح اسے اپنے اثر میں لے آؤں گا۔ فرہاد کے دونوں بیٹوں کو بھی ٹریپ کر لوں گا تو سب ہی میرے تابعدار بن جائیں گے پھر سپر پاور اور دوسرے بڑے ممالک بھی میرے رحم و کرم پر رہا کریں گے۔"

پھر اس کے دماغ میں سوچ آئی "آج تک پوری دنیا میں کسی ایک شخص کی حکومت نہیں رہی اور میں ساری دنیا کا تنہا حکمران بننے کی کوششیں کر رہا تھا لیکن میرا انجام کیا ہو رہا ہے۔ میونسپلٹی والے مجھے کسی کچرا گھر سے اٹھا کر اسپتال لے گئے تھے۔"

اس نے پھر سوچا "کیا یہ میں خود سوچ رہا ہوں یا کوئی مجھے اپنی ہی حماقتوں کے بارے میں سوچنے پر مجبور کر رہا ہے؟"

اسے یاد آیا کہ بیٹا اس کے لیے گرم دودھ لانے گیا تھا۔ ابھی تک نہیں آیا ہے۔ اس نے ملازم کو آواز دی۔ وہ دوڑتا ہوا آیا۔ اس نے کہا "میش سے کہو' میرے پاس آئے۔ دودھ تم لے آؤ۔"

ملازم نے کہا "مالک! میش بابو اپنی کار میں کہیں گئے ہیں۔ میں دودھ لے آتا ہوں۔"

وہ چونک کر بولا "کیا بکتے ہو۔ میرا بیٹا میرے لیے گرم دودھ لانے خود ہی گیا تھا۔ وہ محبت کرنے والا فرماں بردار بیٹا ہے۔ مجھے دودھ پلائے بغیر کہیں نہیں جا سکتا۔"

ملازم نے ایک تہ کیا ہوا کاغذ اسے دیتے ہوئے کہا۔ "میش بابو نے کہا تھا آپ کے کمرے میں نہ جاؤں۔ آپ بلائیں گے تب آپ کو یہ چٹھی دوں۔"

مہاراج نے فوراً ہی تہ کیے ہوئے کاغذ کو کھول کر پڑھا۔ "ابھی تم نے اپنے اصل بیٹے میش سے ملاقات کی تھی۔ وہ ایک عامل کا معمول بنا ہوا ہے۔ تمہارا یہ اصل بیٹا اسی طرح اچانک کبھی نہ کبھی تم سے تین بار ملے گا۔ آج پہلی بار مل چکا ہے پھر کبھی دوسری بار مل کر تم سے دور ہو جائے گا۔ اس کے بعد تیسری اور آخری بار ملے گا۔ آخری بار اچھی طرح جی بھر کے دیکھ لینا کیونکہ چوتھی بار پھر کبھی اس دنیا میں نظر نہیں آئے گا۔"

مہاراج وہ مختصر سی تحریر پڑھتے ہی چیخ پڑا۔ بیٹے کو آوازیں دیتا ہوا بستر سے اٹھ کر بنگلے سے باہر آیا۔ وہاں بیٹے کی کار نہیں تھی۔ اس نے خیال خوانی کے ذریعے بیٹے کے پاس پہنچنا چاہا تو ناکامی ہوئی۔ اسے یاد آیا کہ ابھی دماغی توانائی بحال نہیں ہوئی ہے۔ نہ وہ بیٹے کے پاس پہنچ سکتا ہے اور نہ ہی کسی کو مدد کے لئے فوراً بلا سکتا ہے۔

وہ تیزی سے چلتا ہوا ڈرائنگ روم میں آیا۔ ریسیور اٹھا

کر بابا صاحب کے ادارے کا نمبر ڈائل کرنے لگا۔ رابطہ ہونے پر اس نے کہا۔ "میں سوریہ راج عرف مہاراج بول رہا ہوں۔ ادارے کے انچارج صاحب سے بات کرنا چاہتا ہوں۔"

دوسری طرف سے آواز آئی۔ "کس ادارے کی بات کر رہے ہو۔ یہ پیرس کے ایک قبرستان کا دفتر ہے۔"

اس نے فون بند کرکے دوبارہ نمبر ڈائل کئے۔ رابطہ ہونے پر کہا۔ "میں سوریہ راج عرف مہاراج بول رہا ہوں۔ ادارے کے انچارج۔۔۔"

اس کی بات کاٹ کر کہا گیا۔ "ابھی تم سے کہا گیا ہے کہ یہ ایک قبرستان کا دفتر ہے۔ تم صحیح نمبر ڈائل کرو۔"

وہ فون بند کرکے سوچنے لگا۔ بابا صاحب کے ادارے کے کئی فون نمبر تھے۔ اس نے بڑی توجہ سے یاد کرتے کرتے نمبر ڈائل کئے پھر رابطہ ہوتے ہی بولا۔ "میں سوریہ راج عرف مہاراج بول رہا۔۔۔"

دوسری طرف سے کہا گیا۔ "پاگل کے بچے! تیرا کوئی مر گیا ہے تو اسے یہاں لے آ۔ کتنی بار کہا جائے کہ یہ قبرستان کا ایک آفس ہے۔ شٹ اَپ۔"

فون بند کردیا گیا۔ مہاراج کے ہاتھ سے ریسیور چھوٹ گیا۔ وہ سمجھ گیا کہ اس کے دماغ میں کوئی ہے جو نمبر ڈائل کرتے وقت ایک ساعت کے لئے اسے غائب دماغ بنا دیتا ہے۔ اس نے بڑی بے بسی سے گڑگڑاتے ہوئے کہا۔ "میں آپ کے سامنے ہاتھ جوڑتا ہوں' سر جھکاتا ہوں۔ آپ کو اپنے ماں باپ اور اپنے بچوں کا واسطہ دیتا ہوں۔ بھگوان کے لئے مجھ سے بات کریں۔ میں اپنی غلطیوں کی معافیاں مانگ کر آپ کا غلام بن کر رہنا چاہتا ہوں۔"

اسے کوئی جواب نہیں ملا۔ وہ بار بار گڑگڑاتا اور معافیاں مانگتا رہا لیکن جواباً خاموشی بتا رہی تھی کہ جو کوئی بھی تھا' اب نہیں ہے۔ چلا گیا ہے۔ اور جانے والا نہیں چاہتا کہ وہ بابا صاحب کے ادارے سے رابطہ کرے۔

وہ دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر سوچنے لگا۔ "میں کیا کروں؟ کس سے توقع کروں کہ وہ میرے مہیش کو ایک عامل کی گرفت سے چھڑا کر لائے گا۔ پورس میری مدد کرسکتا ہے۔ الپا سے بھی امید کی جاسکتی ہے لیکن جب انہیں معلوم ہوگا کہ میں ابھی دماغی طور پر کمزور ہوں' فی الحال خیال خوانی نہیں کرسکتا اور انہیں اپنے دماغ میں آنے سے نہیں روک سکتا تو وہ موقع سے فائدہ اٹھائیں گے۔ الپا یا پورس کی طرف سے ثنا آکر مجھ پر تنویمی عمل کرکے اپنا تابعدار بنا لے گی۔"

یہ تو اس کی سب سے بڑی بدقسمتی ہوتی کہ بیٹے کے بعد وہ بھی کسی کا غلام بن کر رہ جاتا۔ اس نے اس پہلو پر اب غور کیا تھا اور اب یہ خیال پریشان کر رہا تھا کہ کہیں خاموشی سے چھپ کر رہنے کے باوجود ثنا' الپا اور پارس کی کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والی ہستی اچانک کسی ضرورت سے اس کے پاس آئے گی تو وہ کسی کو روک نہیں سکے گا۔ اس کے دماغ کا کھلا ہوا دروازہ کہے گا۔ "آؤ صنم' جاؤ صنم یا رہ جاؤ صنم۔ یہ گھر تمہارا ہے۔"

اچانک فون کی گھنٹی سن کر وہ خوف سے اچھل پڑا۔ یوں لگا بالکل قریب سے بندوق چلی ہے اور اسے گولی لگنے والی ہے۔ وہ سہم کر ٹیلی فون کو دیکھنے لگا۔ گھنٹی بجتی جارہی تھی۔ اس نے ملازم کو بلا کر کہا۔ "دیکھو کس کا فون ہے۔ کوئی بھی مجھے پوچھے تو کہہ دینا میں نہیں ہوں۔"

ملازم نے ریسیور اٹھا کر ہیلو کہا۔ دوسری طرف کی آواز سنی پھر کہا۔ "جی ہاں! مالک تو ہیں مگر انہوں نے کہا ہے کوئی بھی انہیں پوچھے تو کہہ دینا وہ نہیں ہیں۔"

مہاراج نے غصے سے کہا۔ "ابے گدھے کے بچے! یہ کیا کہہ رہا ہے۔ جب میں یہاں نہیں ہوں تو یہ کیسے کہہ رہا ہے کہ میں یہاں ہوں اور نہیں بھی ہوں۔"

اس نے ملازم سے ریسیور چھین کر کان سے لگا کر کہا۔ "آپ جو بھی ہیں اس گدھے کی بات پر نہ جائیں۔ میں یہاں موجود نہیں ہوں۔"

یہ کہتے ہی اس نے ریسیور رکھ دیا۔ واپس آکر صوفے پر بیٹھا تو خیال آیا کہ اس نے فون پر احمقانہ گفتگو کی ہے۔ یعنی فون پر گفتگو کرتے وقت اس کا اپنا دماغ قابو میں نہیں تھا پھر یاد آیا کہ بابا صاحب کے ادارے کے فون نمبر ڈائل کرتے وقت بھی وہ دماغی طور پر غائب ہوجاتا تھا۔ ایسی باتوں سے صاف ظاہر ہورہا تھا کہ اس کا دماغ کسی کے شکنجے میں ہے۔

یہ سوچ کر پریشان ہونا فضول تھا کہ کوئی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والی ہستی اس کے دماغ پر قبضہ جما کر اسے اپنا غلام بنا لے گی۔ اس کے دماغ پر تو پہلے ہی قبضہ جمایا جاچکا تھا۔ وہ نڈھال سا ہوکر گرنے کے انداز میں صوفے پر بیٹھ گیا پھر سوچ کے ذریعے بولا۔ "اے میرے عامل! میرے جیسا احمق کوئی نہیں ہوگا۔ میں اسپتال میں زیرِ علاج رہا' جسمانی اور دماغی طور پر کمزور رہا اور اتنی سی بات نہ سمجھ سکا کہ اتنے دنوں میں کوئی میرے اندر آکر مجھے اپنا معمول اور تابعدار بنا چکا ہوگا۔ اب میں ہاتھ جوڑ کر اور سر جھکا کر دل سے کہتا ہوں' آپ میرے مالک و مختار ہیں۔ میرے دیوتا ہیں۔ آپ سے پرارتھنا

کرتا ہوں کہ میرے دماغ میں خاموش نہ رہیں۔ میں آپ سے اپنے بیٹے کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔"

اسے پہلی بار اپنے دماغ میں آواز سنائی دی۔ "میں اتنی دیر سے تمہارے اندر بول رہا تھا اور تم سمجھ رہے تھے کہ تمہاری اپنی سوچ بول رہی ہے۔ میرے تابعدار رہو۔ مجھے پہچانو۔ میں سوریہ راج عرف مہاراج بول رہا ہوں۔"

"آپ مجھ سے مذاق نہ کریں۔ سوریہ راج عرف مہاراج تو میں ہوں۔"

"نہیں بالک! تم میرے بیٹے مہیش ہو۔ آج سے میں تمہارا باپ ہوں۔ تمہیں اس طرح یقین نہیں آئے گا۔ پہلے میری بات غور سے سنو۔ تم نے اپنے ساتھ دوستی کرنے والوں سے دشمنی کی۔ فرہاد علی تیمور جیسے دیوتا کو دھوکا دیا۔ اس دھوکے کے نتیجے میں وہ مہیش کو مار ڈالتے لیکن مہیش نے فرہاد دیوتا کی پتنی آمنہ فرہاد سے التجا کی کہ اسے جان سے نہ ماریں۔ اگر اسے زندہ رہنے کا موقع دیا جائے گا تو وہ اپنے باپ کے پاپوں کا پرائشچت کرنے کے لئے تمام عمر انسانیت کی بھلائی کے لئے کام کرے گا اور اپنے باپ کو بھی سزائیں دیتے ہوئے ایک اچھا انسان بنانے کی کوشش کرے گا۔"

"ہاں۔۔۔ ہاں بیٹے! مجھے خوب سزائیں دو مگر میری آئندہ نسلوں کی خاطر زندہ رہو۔"

مہیش کی کڑکدار آواز سنائی دی۔ "خاموش رہو۔ جب باپ بول رہا ہو تو بیٹے کو بیچ میں نہیں بولنا چاہیے۔ تم صرف بیٹے اور آئندہ نسل کی بات کرتے ہو۔ یہ نہیں کہتے کہ اچھا انسان بننے کی کوشش کرو گے۔"

"میں کہتا ہوں' کہہ رہا ہوں بلکہ کہتا رہوں گا۔ ایک اچھا انسان بنوں گا مگر تم میرے بیٹے ہی رہو۔ میرے باپ نہ بنو۔ یہ مذاق نہ کرو۔"

"شٹ اپ۔ تم روحانی ٹیلی پیتھی کو مذاق کہہ رہے ہو؟ کیا پھر تمہیں کچرا گھر میں پھینکا جائے؟"

"نن۔۔۔ نہیں۔ میں روحانیت یا آتما شکتی کا مذاق اڑانے کی جرأت نہیں کرسکتا۔ اگر نصیب میں یہی لکھا ہوا ہے تو تم میرے باپ بن جاؤ۔"

"میں تمہارے کہنے سے نہیں' روحانی ٹیلی پیتھی کی قوت سے باپ بن چکا ہوں۔ میں سوریہ راج عرف مہاراج ہوں اور میرے بیٹے مہیش ہو اور بیٹے رہ کر میری آئندہ نسل پیدا کرو گے۔"

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟"

"تم نہیں آپ کہو۔ میں تمہارا باپ ہوں' پتا جی کہو۔"

"پتا جی! یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ میں اس عمر میں اولاد کیسے پیدا کرسکتا ہوں۔"

"یہ میں نہیں جانتا۔ تم آئندہ نسل کے لئے دوستوں کو دشمن بنایا کرتے تھے۔ انہیں فریب دیا کرتے تھے۔ میں مہاراج ہوں۔ میرے بیٹے ہوکر آئندہ نسل پیدا نہیں کرو گے تو جوتے ماروں گا۔"

"تم باپ بننے کے بعد کچھ بھی کرسکتے ہو مگر وہ چٹھی کیسی تھی۔ اس میں لکھا ہوا تھا کہ میرا بیٹا مہیش صرف تین بار میرے پاس آئے گا۔ آج آچکا ہے۔ آئندہ دو بار نظر آنے کے بعد پھر دنیا میں نظر نہیں آئے گا۔"

"ہاں تم مہیش ہو۔ آج ایک بار آکر میں نے تمہیں دیکھا ہے۔ اگر تم اچھے انسان بننے لگو گے تو دوسری بار آکر تمہیں دیکھوں گا۔ اگر تیسری بار کسی معاملے میں تمہاری جھوٹ اور مکاری ثابت ہوگی تو تم شمشان گھاٹ پہنچ جاؤ گے۔ میں باپ ہوکر اپنے بیٹے کی چتا کو آگ لگاؤں گا۔"

"نہیں۔۔۔ نہیں۔ میں کبھی جھوٹ نہیں بولوں گا۔ کسی سے مکاری نہیں کروں گا اور دوسروں کی بھلائی کے لئے کام کرتا رہوں گا۔"

"اگر اتنے اچھے بن جاؤ گے تو اپنی صحیح عمر تک زندہ رہو گے۔"

"میں زندہ رہنے کے لئے دن رات نیکیاں کرتا رہوں گا مگر بیٹے! نن۔۔۔ نہیں۔ پتا جی! ہماری آئندہ نسل کا کیا بنے گا؟"

"بچوں کی آئندہ زندگی بنانے کی ذمے داری باپ پر ہوتی ہے۔ تم صحیح راستے پر چلتے رہے تو میں کسی شریف گھرانے میں کوئی اچھی سی بڑھیا دیکھ کر اس سے تمہاری شادی کردوں گا۔"

وہ دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر بولا۔ "ہے بھگوان! یہ کیا چمتکار ہوگیا۔ باپ بیٹا اور بیٹا باپ بن گیا۔ اس عمر میں کسی بوڑھی سے شادی کروں گا۔ پتا نہیں وہ بڑھیا کیا رزلٹ دے گی۔ یہ میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟"

"جو تم نے بویا ہے' وہی کاٹنے جارہے ہو۔ اب جاکر سو جاؤ۔ ٹھیک دو گھنٹے بعد تمہاری آنکھ کھلے گی تو تمہاری دماغی توانائی بحال ہوجائے گی۔ تم سانس روک کر دشمنوں کو اپنے اندر سے بھگا سکو گے اور خیال خوانی بھی کرسکو گے۔"

وہ خوشی سے اچھل کر بولا۔ "کیا سچ کہہ رہے ہو۔ میں پھر سے خیال خوانی کرنے والا بہت بڑا مہاراج۔۔۔"

"بڑے نہیں چھوٹے۔ تم بیٹے ہو۔ اپنی اوقات میں رہو

اور دھوتی سے باہر نہ آؤ۔ تم اکثر میرے ساتھ رہو گے۔ اگر تنہائی میں تہذیب اور انسانیت کے خلاف خیال خوانی کرو گے تو پھر پکڑا کھو ۔۔۔۔"

"نن۔۔۔۔ نہیں پتا جی! میں آپ کی مرضی کے خلاف کوئی کام نہیں کروں گا۔"

وہ دوڑتا ہوا اپنے بیڈ روم میں گیا پھر بستر پر لیٹ کر آنکھیں بند کرکے دماغ کو ہدایات دے کر سو گیا۔

دو گھنٹے بعد امریکا میں آرمی کانفرنس ہال میں میٹنگ ہو رہی تھی۔ وہاں پورس ایک قیدی مہمان کی حیثیت سے موجود تھا۔ اس کی حفاظت کے لئے ناصرہ' ثنا اور جلال پاشا خیال خوانی کے ذریعے موجود تھے۔ ایک افسر نے کھڑے ہو کر کہا۔ "مسٹر پورس! تم نے ٹیلی پیتھی کو ختم کرنے والی دوا تیار کرکے ہمارے ملک کے بے شمار ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ناکارہ بنا دیا۔ کیا تمہیں اندازہ ہے کہ تم نے ہمیں کتنا بڑا نقصان پہنچایا ہے؟"

پورس نے کہا۔ "میں نے جو دوا تیار کرائی تھی' وہ صرف بارہ گھنٹے کے لئے ٹیلی پیتھی کے علم کو مٹاتی تھی لیکن بابا صاحب کے ادارے کے ڈاکٹروں نے اس دوا میں اتنی شدت پیدا کردی کہ مصنوعی طریقوں سے حاصل کیا جانے والا یہ علم ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا۔ میری ٹیلی پیتھی بھی ختم ہو چکی ہے۔ تم اپنے نقصان کی بات کرتے ہو۔ یہاں تو میرا بھی نقصان ہو چکا ہے۔"

"ہمیں تمہارے نقصان سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ ہم یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ تم ٹیلی پیتھی سے محروم ہو کر ہمارے ملک میں کس ارادے سے آئے ہو؟ ہم مانتے ہیں کہ تمہاری پشت پر ایک یا ایک سے زیادہ ٹیلی پیتھی جاننے والے موجود ہیں۔ تم اس کا مظاہرہ بھی کر چکے ہو اور یہ دھمکی بھی دے چکے ہو کہ کولمبیا میں ڈرگ مافیا کے گاڈ فادر کارسیلو کو ہمارے سیاسی مقاصد کے لئے کام نہیں کرنے دو گے۔ کیا تمہارے ارادے یہیں تک ہیں یا آگے بھی کچھ پلاننگ ہے؟"

"پلاننگ کو ہمیشہ راز میں رکھا جاتا ہے۔ مجھ سے راز نہ پوچھو۔ زبردستی اگلوا سکتے ہو تو پھر میرے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے کمالات بھی دیکھو۔"

"ہم صرف تمہارے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی موجودگی کا ثبوت اس طرح چاہتے ہیں کہ وہ ہمیں کسی طرح کا نقصان نہ پہنچائیں۔"

پورس نے کہا۔ "انکل پاشا! انہیں سلامتی کے ساتھ ثبوت دیں۔"

تھوڑی دیر بعد تین جونیئر افسران اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑے ہوئے۔ ان تینوں نے ایک ساتھ کہا۔ "ہم اس وقت اپنے اختیار میں نہیں ہیں۔ ہم تینوں بیک وقت یہ ثابت کرنے کے لئے بول رہے ہیں کہ یہاں پورس کے تین خیال خوانی کرنے والے موجود ہیں۔"

پھر ایک نے کہا۔ "میرا نام جلال پاشا ہے۔"

دوسرے نے کہا۔ "میں جلال پاشا کی بیٹی ثنا پاشا ہوں۔"

تیسرے نے کہا۔ "میں پورس کے دل کی دھڑکن' جانِ جگر ناصرہ ہوں۔ اگر میرے پورس کے ساتھ ذرا سی بھی بدتمیزی کی گئی تو میں اس ملک کی اینٹ سے اینٹ بجا دوں گی۔"

اعلیٰ افسر نے کہا۔ "مسٹر پورس! ہم دوستانہ ماحول میں گفتگو کر رہے ہیں۔ میڈم ناصرہ کو دھمکی دینے کا انداز اختیار نہیں کرنا چاہیے۔"

پورس نے کہا۔ "میں آپ حضرات کو یہ بتا دوں کہ میری ناصرہ زہریلی ہے اور زہریلے انداز میں بولتی ہے۔ میرے کسی مخالف کو برداشت نہیں کرتی۔ اگر یہ کسی کے جسم پر دانت لگا دے یا اپنا جھوٹا پانی یا مشروب کسی کو پلا دے تو فوراً مر جائے گا۔"

"تعجب ہے مسٹر پورس! آپ اس کے محبوب ہیں پھر بھی زندہ ہیں؟"

"اس کی محبت اور قربت نے رفتہ رفتہ مجھے بھی کسی حد تک زہریلا بنا دیا ہے۔ میرے سامنے جو گلاس رکھا ہوا ہے' اس میں سے میں نے دو گھونٹ پانی پیا ہے۔ آپ اس پانی کو لیبارٹری میں ٹیسٹ کے لئے بھیج دیں۔ یہ زہریلا ثابت ہو گا۔"

ایک اعلیٰ افسر کے حکم سے ایک فوجی جوان پورس کے سامنے سے گلاس اٹھا کر لے گیا۔ اعلیٰ افسر نے کہا۔ "اب ہم سیاسی رازداری کی باتیں کریں گے۔ کل تم نے درست کہا تھا کہ ہم لاطینی امریکا کے کئی ملکوں میں اپنی برتری قائم رکھنے کے لئے دہشت گردی کے ذریعے وہاں کا امن و سکون برباد کر رہے ہیں۔ اس طرح وہاں کے حکمران پریشان ہو کر ہماری سیاسی شرائط تسلیم کرنے پر مجبور ہو جائیں گے لیکن تم نے گاڈ فادر کارسیلو کو کس مقصد کے لئے اپنا تابعدار بنایا ہے؟ ہم نے اپنا سیاسی راز تمہیں بتا دیا۔ تم اپنا راز بتاؤ؟"

"تمہاری سیاست اب راز نہیں رہی۔ دنیا جان چکی

ہے کہ امریکی حکام لاطینی امریکا میں اپنے مفادات کی خاطر کس طرح دہشت گردوں اور دوسرے جرائم پیشہ افراد کی پشت پناہی کرتی آ رہی ہے۔ اب جو میرا راز ہے' وہ میرے اندر رہے گا۔ اس وعدے کے ساتھ کہ لاطینی امریکا میں میری اور میرے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی موجودگی سے تمہارے ملک کو نقصان نہیں پہنچے گا۔"

"ہمارے درمیان دوستی کا معاہدہ ہو جائے۔ تم ہمارے مفادات کا تحفظ کرو اور ہم تمہارے مفادات کا تحفظ کرتے رہیں اور تمہارے راز کو اپنا راز سمجھ کر ہمیشہ دشمنوں سے چھپا کر رکھیں تو ہمارا ایک دوسرے پر اعتماد مستحکم ہو گا۔"

"راز بتایا نہیں جاتا' وہ اپنی غلطیوں سے ظاہر ہو جاتا ہے۔ تم لوگ کچھ سیاسی غلطیوں کے باعث اور کچھ طاقت کے نشے میں اپنی رازدارانہ پالیسیوں کو ظاہر ہونے سے نہ روک سکے لہٰذا مجھ سے بھی ہونے والی غلطیوں کا انتظار کرو۔ کسی سے اس کا راز پوچھنا دانش مندی نہیں ہے۔"

اعلیٰ افسران ایک دوسرے کے قریب جھک کر آپس میں مشورے کرنے لگے پھر ایک نے پوچھا۔ "کیا کسی طرح اس بات کی ضمانت دے سکتے ہو کہ کولمبیا میں رہ کر ہمارے سیاسی مفادات کو نقصان نہیں پہنچاؤ گے؟"

"ہم بھلا کیا ضمانت دے سکتے ہیں۔ یہ تو آنے والا وقت بتائے گا کہ ہم اپنی زبان پر قائم رہیں گے اور تمہارے معاملات میں دخل نہیں دیں گے۔"

اسی وقت ایک افسر اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑا ہوا۔ مہاراج نے اس کی زبان سے کہا۔ "تم لوگ آپس میں کھچڑی پکا رہے ہو اور ہم کو بھول گئے ہو۔"

پورس نے چونک کر پوچھا۔ "مہاراج! تم یہاں موجود ہو؟"

دوسرے امریکی افسران نے کہا۔ "ہاں۔ یہ مہاراج کی آواز اور لب و لہجہ ہے۔"

مہاراج نے کہا۔ "بھیا! ہم تین گھنٹے پہلے مہاراج تھے۔ اپنے بیٹے میش کے باپ تھے۔ اب کایا پلٹ گئی ہے۔ جو ہمارا بیٹا تھا' وہ ہمارا باپ بن گیا ہے اور ہم اس کے بیٹے ہیں۔"

ثنا نے ناصرہ سے کہا۔ "یہ پاگل کا بچہ یہاں کیسے پہنچ گیا اور یہ باپ بیٹے والی کیا بکواس کر رہا ہے؟"

پورس نے کہا۔ "مہاراج! تم اتنے اہم اجلاس میں آ کر یہ کیا بکواس کر رہے ہو؟"

"ہم کو مہاراج مت بولو۔ ہم میش ہیں۔ ہمارے پتا مہاراج ہمارے پاس بیٹھے ہیں۔"

اس کے پاس بیٹھے ہوئے افسر نے کہا۔ "پورس! تم آواز سے پہچان سکتے ہو' میں میش ہوں مگر میش نہیں ہوں۔ تین گھنٹے پہلے جو میرا باپ تھا' وہ میش بن گیا ہے اور میں اس کا باپ مہاراج بن گیا ہوں۔"

پورس نے کہا۔ "یہ یقیناً پارس کی شرارت ہے۔ اس نے ہمارے خفیہ اجلاس سے آگاہ ہو کر پتا نہیں کن دو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو بھیجا ہے۔ یہ دونوں ان باپ بیٹے مہاراج اور میش کی آواز میں بول رہے ہیں۔"

مہاراج نے کہا۔ "تم جانتے ہو۔ پارس سے ہماری نہ پہلے دوستی تھی نہ اب ہے۔ تم اصلی باپ بیٹے کو نقلی کہہ رہے ہو۔ اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے کہو کہ ہم دونوں کے دماغوں میں آ کر چور خیالات پڑھیں۔ ابھی سچائی معلوم ہو جائے گی۔"

ناصرہ' ثنا اور جلال پاشا ان دونوں کے دماغوں میں پہنچ گئے۔ ان کے چور خیالات پڑھنے لگے پھر جلال پاشا نے ایک افسر کی زبان سے کہا۔ "بیٹے پورس! دونوں کے چور خیالات بتا رہے ہیں کہ یہ فراڈ نہیں ہیں اور نہ ہی پارس سے ان کا کوئی تعلق ہے لیکن ایک عجیب سی بات ہے۔ جو پہلے بیٹا تھا' وہ بیٹا نہیں رہا' اپنے باپ کا باپ مہاراج بن گیا ہے۔ جبکہ چور خیالات بتا رہے ہیں کہ وہ جوان ہے اور جو بوڑھا ہے' وہ اپنے بیٹے کا بیٹا میش بن گیا ہے۔"

پورس نے کہا۔ "یہ کوئی چال ہے۔ تنویمی عمل کے ذریعے بیٹے کو باپ اور باپ کو بیٹا بنا دیا گیا ہے۔"

مہاراج نے کہا۔ "ارے عقل کی بات کرو۔ ہم پر تنویمی عمل ہوتا تو ہماری آواز بھی بدل جاتی۔ اب ہم میش ہیں مگر ہماری آواز میش کی نہیں ہے۔"

پورس نے کہا۔ "یہ تو سوچو' میش ٹیلی پیتھی نہیں جانتا تھا۔ اب ٹیلی پیتھی کے ذریعے یہاں کیسے پہنچا ہوا ہے؟"

ایک اعلیٰ افسر نے کہا۔ "مسٹر پورس! ہم فی الحال تسلیم کر لیتے ہیں کہ یہ دونوں مہاراج اور میش ہیں اور یہ بھی تسلیم کر لیتے ہیں کہ جو باپ تھا' وہ بیٹا بن گیا ہے اور بیٹا اپنے باپ کا باپ بن گیا ہے۔ ہمیں ان کی تبدیلیوں سے کیا لینا ہے؟ ہم ان سے یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ یہاں کس مقصد سے آئے ہیں؟"

مہاراج نے کہا۔ "جس مقصد سے تم لوگ یہاں آئے ہو۔"

میش نے کہا۔ "چپ نالائق! باپ سے پہلے بولتا ہے۔ آئندہ اجازت کے بغیر بڑوں کے بیچ میں نہ بولنا۔ ہاں تو پورس

بھیا! یہ میرا بیٹا ساری دنیا گھوم کر اور اتنی عمر گزار کر بھی کہتا ہے کہ اس نے کولمبیا نہیں دیکھا ہے۔ میں چاہتا ہوں یہ وہاں نہ جائے۔ وہاں منشیات کی تجارت ہوتی ہے' یہ نشے کا عادی ہوجائے گا مگر یہ کمبخت مانتا ہی نہیں۔ تب میں نے دھمکی دی' اچھی بات ہے' میں تمہارے پورس چاچا سے شکایت کروں گا۔ تمہارے پورس چاچا کسی کبھی آگے بڑھنے والے کا راستہ روکنے کے ماہر ہیں۔ وہ تمہیں کولمبیا نہیں جانے دیں گے۔ کیوں پورس بھیا! کیا میں جھوٹ کہتا ہوں؟"

پورس اس بولنے والے افسر کو گھور کر دیکھنے لگا۔ ناصرہ اور ثنا اس کے دماغ میں آئیں۔ ناصرہ نے کہا۔ "پورس! ابھی میں ثنا کے ساتھ پارس کے دماغ میں گئی تھی۔ وہ کار ڈرائیو کرتا ہوا ثانی کے ساتھ کہیں جارہا ہے۔ اس نے ہمیں محسوس کرتے ہوئے پوچھا کہ ہم کون ہیں۔ ثنا نے اس سے پوچھا۔ "تم باپ بیٹے کا کیا ناٹک کررہے ہو؟ یہ مہاراج کے ساتھ میش بن کر کون خیال خوانی کررہا ہے؟"

پارس نے کہا۔ "بات کچھ سمجھ میں نہیں آئی۔ اگر تم مہاراج اور میش کی بات کررہی ہو تو واقعی میش ٹیلی پیتھی نہیں جانتا ہے لیکن تم مجھے یہ الزام کیوں دے رہی ہو کہ میں کوئی ناٹک کررہا ہوں؟"

"تو پھر تمہارا کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا ایسا کررہا ہے۔"

"یہ تو وہی بات ہوئی کہ آبیل مجھے مار۔ ایک تو ناصرہ کے زہر نے مجھے محتاط کردیا ہے پھر شاید تم لوگوں کو نیکلس میں چھپے ہوئے ڈیٹیکٹو آلات کا پتا چل گیا ہے۔ ان آلات کو کہیں پھینک دیا گیا ہے۔ تب سے تم لوگوں کا سراغ نہیں مل رہا ہے کہ کہاں ہو اور کیا کررہے ہو؟ چلو اتنا تو بتادو کہ وہ باپ بیٹے تم لوگوں کے پاس کہاں پہنچے ہوئے ہیں؟"

"کیا ہمیں بے وقوف سمجھتے ہو کہ ہم جگہ بتادیں گے؟"

"بے وقوفی تو تم یہ بتا کے کرچکی ہو کہ مہاراج اپنے بیٹے کے ساتھ تم لوگوں کے پاس آیا ہے۔ میں اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے کہوں گا کہ وہ مہاراج یا میش کے دماغ میں پہنچ کر صورتِ حال معلوم کریں۔"

پورس نے ناصرہ اور ثنا کی باتیں سنتے ہی ایک افسر کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔ "میش! تم خیال خوانی کررہے ہو۔ یقیناً تم نے یوگا میں مہارت حاصل کی ہوگی؟"

"ہاں۔ میں پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روک لیتا ہوں۔"

"میں تم سے اور مہاراج سے دوستانہ انداز میں التجا کرتا ہوں کہ ابھی کوئی بھی دماغ میں آنا چاہے تو اسے ایک سیکنڈ کے لئے بھی نہ آنے دینا۔ فوراً سانس روک لینا۔"

میش نے پوچھا۔ "آخر بات کیا ہے؟"

پورس نے کہا۔ "مہاراج اور پارس کی آپس میں دشمنی ہے۔ وہ ابھی مہاراج یا تمہارے دماغ میں آکر معلوم کرنا چاہے گا کہ تم کہاں ہو؟ اسے نہیں معلوم ہونا چاہیے کہ ہم سب یہاں ایک اہم اجلاس میں ہیں۔"

"اچھا کیا تم نے بتا دیا۔ ہم باپ بیٹے کبھی اسے دماغ میں نہیں آنے دیں گے۔ نیلماں نے مجھے آتما شکتی کے ذریعے ٹیلی پیتھی سکھاتے ہوئے تاکید کی تھی کہ پارس سے نہ کبھی دوستی کرنا اور نہ ہی کسی معاملے میں اس پر اعتماد کرنا۔"

پورس نے حیرانی سے کہا۔ "اوہ! تو تمہیں نیلماں نے خیال خوانی سکھائی ہے؟"

"تم اس بات پر حیران ہو کہ نیلماں نے آتما شکتی کے ذریعے مجھے یہ علم سکھایا ہے۔ تم یہ بھی تو یاد کرو کہ تم اور نیلماں ایک دوسرے کے کتنے بدترین دشمن تھے۔ اس نے پارس کے علاوہ تمہارے بارے میں بھی کہا ہے کہ ہم تم سے کبھی دوستی نہ کریں لیکن کوئی بہت بڑا مسئلہ درپیش ہو اور دونوں میں سے کسی ایک پر بھروسا کرنا پڑے تو پورس پر مجبوراً بھروسا کرلینا لیکن پارس جیسے مکار کو کبھی قابلِ اعتماد نہ سمجھنا۔"

مہاراج نے میش سے کہا۔ "پتا جی! یہ ہمارا ذاتی معاملہ ہے۔ ہم تو امریکی اکابرین سے ضروری باتیں کرنے آئے تھے۔ ایک افسر کے چور خیالات سے پتا چلا یہاں ایک خفیہ اجلاس جاری ہے۔ ویسے ہمیں اس اجلاس سے کیا لینا ہے۔ ہم بعد میں آئیں گے۔"

میش نے کہا۔ "بیٹے! تم مجھ سے چھوٹے ہو۔ چھوٹی عقل سے باتیں کرتے ہو۔ بے شک ہم اپنی باتیں نہیں کریں گے لیکن اس اجلاس میں خاموش رہ کر یہ تو معلوم کریں گے کہ پورس اور امریکا کبھی آگ اور پانی تھے۔ کبھی ایک نہیں ہوسکتے تھے۔ اب یہ جاننا چاہیے کہ آگ اور پانی ایک جگہ ہوکر کیا کھچڑی پکا رہے ہیں؟"

"ہاں پتا جی! ہم دماغوں میں گھس کر سب کے راز معلوم کرتے ہیں پھر اس اجلاس میں گھس کر کیوں نہ معلوم کریں؟"

میش نے کہا۔ "بولتا ہی چلا جاتا ہے۔ بس اب خاموش رہنا۔ کچھ نہ بولنا۔"

وہ دونوں خاموش ہوئے تو اجلاس میں بھی ذرا دیر خاموشی رہی پھر پورس نے کہا "مسٹر میش! میں تم سے تنہائی میں باتیں کرنا چاہتا ہوں۔"

جواب میں خاموشی رہی۔ پورس نے اسے دوسری بار مخاطب کیا۔ مہاراج نے کہا "میرا باپ بہت سخت ہے' جب اس نے کہہ دیا کہ خاموش رہے گا تو پھر۔"

میش نے ڈانٹ کر کہا "گدھے کے بچے! میں نے خاموش رہنے کو کہا تھا اور تو بول رہا ہے۔"

پورس نے کہا "پلیز مسٹر میش! ایک بار کہہ دو۔ اس اجلاس کے بعد تنہائی میں ملو گے؟"

"افسوس ہمارے ساتھ تنہائی نہیں ہوگی۔ میرا بیٹا مہاراج ہمیشہ میرے ساتھ رہتا ہے۔ تم چاہو تو اپنے بھی خیال خوانی کرنے والوں کو ساتھ رکھ سکتے ہو۔"

"ٹھیک ہے۔ ہم یہاں سے فارغ ہوکر ایک گھنٹے کے بعد خیال خوانی کے ذریعے ملیں گے۔"

ایک اعلیٰ افسر نے کہا "مہاراج! ہم بھی آپ سے تنہائی میں باتیں کرنا چاہتے ہیں۔"

"سوری' میں اپنے باپ کے بغیر آپ سے کوئی بات نہیں کروں گا۔"

"آپ سے کہنے کا مطلب ہے کہ میں مسٹر میش سے بھی باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ دراصل ہم ابھی تک اس الجھن میں ہیں کہ آپ میں سے کون باپ اور کون بیٹا ہے؟"

"الجھن دور ہوجائے گی۔ یہ بتائیں کب ملنا چاہتے ہیں؟"

"پندرہ منٹ بعد آپ اس فوجی افسر کے دماغ میں چلے جائیں جس کے اندر رہ کر آپ پہلے ہم سے رابطہ کیا کرتے تھے۔ وہاں چار یوگا کے ماہر فوجی افسران بیٹھے ہوں گے وہ آپ سے ضروری گفتگو کریں گے۔"

پورس نے اعلیٰ افسر سے کہا "یہ آپ سیاسی چال چل رہے ہیں۔ پہلے میں ان باپ بیٹے سے ملاقات کرنا چاہتا تھا لیکن آپ مجھ سے پہلے انہیں شیشے میں اتار کر ان کی بڑی بڑی شرائط مان کر انہیں اپنا دوست بنالینا چاہتے ہیں۔"

"مسٹر پورس! دوستی کرنا اچھی بات ہے۔ تم بھی ایک گھنٹے بعد ان سے دوستی کرنا چاہتے ہو۔ ہم تو اعتراض نہیں کررہے ہیں۔"

پورس نے کہا "آپ نے یہ بھی سن لیا ہے کہ نیلماں نے میش کو مجھ سے اور پارس سے دوستی کرنے کو منع کیا ہے۔ نیلماں نے میش کو ٹیلی پیتھی سکھا کر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ وہ میش سے یہ علم چھین بھی سکتی ہے۔ آپ میش کو یہی سمجھائیں گے کہ یہ نیلماں کو ناراض نہ کرے اور اپنے اس علم کو برقرار رکھنے کے لیے ہم سے دوستی نہ رکھے۔ آپ کبھی نہیں چاہیں گے کہ ہم سب ٹیلی پیتھی جاننے والے متحد ہوکر دنیا کی بہت بڑی طاقت بن جائیں۔"

"مسٹر پورس! آپ جو کچھ کہہ رہے ہیں' یہ ہمارے اجلاس کے ایجنڈے میں شامل نہیں ہے پھر بھی ہم یقین دلاتے ہیں کہ فرہاد کے دونوں بیٹوں کو ختم کرنے اور بابا صاحب کے ادارے کو کمزور بنانے کے لیے ہمیں تمہارے اور میش کے اتحاد کی سخت ضرورت ہے۔ تم ہماری نیت پر شبہ نہ کرو' ہم سب متحد رہیں گے۔"

جلال پاشا نے کہا "ہمارا متحد رہنا ضروری ہے تو پھر ابھی ہم سب موجود ہیں۔ ابھی کارآمد باتیں ہوسکتی ہیں۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ آپ ایک اجلاس یہاں ہمارے ساتھ جاری رکھیں اور دوسری جگہ مسٹر میش اور مہاراج سے رازدارانہ گفتگو کریں۔"

پورس نے کہا "بے شک ہم سب مل کر گفتگو کریں گے یا پھر اس اجلاس کو ابھی ختم کیا جائے۔ جب ہم اپنے اپنے طور پر مسٹر میش اور مہاراج سے باتیں کرلیں گے تو پھر ہم سب متحد ہوکر ایک جگہ بیٹھ کر اپنے اتحاد کو مضبوط بناسکیں گے۔"

اس بات پر بحث طول پکڑنے لگی کہ پہلے میش اور مہاراج سے پورس اور امریکی اکابرین الگ الگ باتیں کرلیں یا ابھی سب مل کر اتحاد کا راستہ نکالیں یا موجودہ اجلاس کو آئندہ کے لیے ملتوی کردیں۔

دونوں باپ بیٹے کی آمد نے وہاں ایسی گڑبڑ پیدا کی کہ اجلاس کو آئندہ کے لیے ملتوی کرنا پڑا۔

جب اجلاس ملتوی ہوگیا تو پورس نے میش سے کہا۔ "پہلے ہم نے ملاقات کی فرمائش کی تھی اس لیے دس منٹ بعد میرے دماغ میں آجاؤ۔"

اعلیٰ افسر نے کہا "مسٹر پورس نے ایک گھنٹے بعد ملاقات کا وقت رکھا تھا اور ہم نے پندرہ منٹ کے بعد ملاقات کا اہتمام کیا تھا۔ لہٰذا پہلے میش اور مہاراج کو ان سے گفتگو کرنی چاہیے۔"

پورس نے کہا "پندرہ منٹ کا جو وقت مقرر تھا' وہ گزر چکا ہے۔ گزرا ہوا وقت واپس نہیں آتا لہٰذا پہلے ہماری ملاقات ہوگی۔"

اب پہلے اور بعد میں ملاقاتیں کرنے کی بات پر تکرار ہونے لگی۔ میش نے پورس کے دماغ میں آکر کہا "میں میش بول رہا ہوں۔ ہمیں امریکی اکابرین سے پہلے باتیں کرنے

دیں۔ آپ کے ٹیلی پیتھی جاننے والے دس منٹ بعد مہاراج کے دماغ میں آجائیں اور خاموشی سے سنتے رہیں کہ وہاں کیا معاملات طے ہوتے ہیں۔"

پورس نے کہا "مسٹر میش! آپ نے تو دل خوش کردیا۔ ٹھیک ہے۔ میں ابھی تھوڑی بحث کرکے ان فوجی افسران کی بات مان لیتا ہوں۔"

پورس نے یہی کیا۔ تھوڑی دیر تک ان سے بحث کرتا رہا پھر ان کی بات مان کر اس اجلاس سے چلا گیا۔ ناصرہ' ثنا اور جلال پاشا سے کہا کہ ان امریکیوں کے مقابلے میں میش انہیں ترجیح دے رہا ہے۔ وہ تینوں دس منٹ کے بعد مہاراج کے دماغ میں جائیں گے اور خاموش رہ کر دیکھیں گے کہ وہ امریکی اکابرین' میش اور مہاراج سے کیسی حکمتِ عملی اختیار کریں گے اور بعد میں پورس کے کتنے تضادات کے ساتھ حکمتِ عملی اختیارات کرنے والے ہیں۔

امریکی سیاست کے پیشِ نظر یہ سمجھا جاسکتا تھا کہ وہ دو ٹیلی پیتھی جاننے والی پارٹیوں کو خوش بھی رکھیں گے اور درپردہ انہیں ایک دوسرے سے لڑانے کی بھی کوشش کریں گے تاکہ ٹیلی پیتھی جاننے والے آپس میں کبھی متحد نہ رہ سکیں۔

O☆O

جو لوگ جنوبی ایشیا اور یورپ سے شمالی برفانی علاقوں میں جاتے ہیں' وہ جانتے ہیں کہ وہاں زندگی گزارنا کتنا دشوار ہوتا ہے۔ خصوصاً کھلی فضا میں رہنا موت سے لڑتے رہنے کے مترادف ہوتا ہے۔ میں حالات سے لڑتا ہوا ایسے علاقے میں پہنچا ہوا تھا' جہاں حدِ نظر تک برف سے ڈھکی ہوئی دنیا دکھائی دیتی تھی۔

پیری برٹن سے نمٹنے' اسے اور وہاں آنے والے کمانڈوز کو ختم کرنے کے بعد مجھے اس برفانی علاقے سے واپس آجانا چاہیے تھا لیکن رومی برٹن کے چور خیالات سے پتا چلا کہ وہاں یکی ٹاؤن سے ایٹم بم بنانے کے لیے یورینیم اور پلاٹینیم اسمگل ہوکر بھارت جانے والا ہے۔ اس سے پہلے بھی یہ اہم چیزیں کئی راستوں سے اسمگل کرنے کی کوششیں کی گئی تھیں۔ پاکستان کا راستہ بھی اختیار کیا گیا تھا لیکن پاکستانی آرمی اور کسٹم والوں نے اس اسمگلنگ کو ناکام بنادیا تھا۔

اب وہ تبت کے دشوار گزار راستوں سے یورینیم اور پلاٹینیم بھارت پہنچانے کا منصوبہ بنارہے تھے۔ ایسے منصوبے کا علم ہونے کے بعد بھلا میں اس برفانی علاقے سے کیسے جاسکتا تھا؟ میں رومی کے ساتھ یکی ٹاؤن پہنچ گیا۔

جیسا کہ پہلے بیان کرچکا ہوں۔ رومی یکی ٹاؤن کے ایک بہت بڑے اسمگلر کی محبوبہ تھی۔ ایک بار اسمگلنگ کا مال لے جاتے وقت پیری برٹن کی دو منزلہ عمارت کے اطراف اس کے ساتھی بارودی سرنگ کی زد میں آکر مارے گئے تھے۔ پیری برٹن نے رومی کو قیدی بناکر اس پر تنویمی عمل کرکے اپنی داشتہ بنالیا تھا۔ میں اسے پیری برٹن سے نجات دلاکر اس سرد علاقے میں ایک طویل فاصلہ طے کرتے ہوئے یکی ٹاؤن پہنچا تھا۔

رومی نے موبائل فون کے ذریعے اپنے اسمگلر محبوب ایمون زونا کو اطلاع دے دی تھی کہ وہ پارس نامی ایک شخص کے ساتھ آرہی ہے۔ رومی کے استقبال کے لیے اس ٹاؤن سے باہر کئی گاڑیوں میں اس گینگ کے لوگ آئے تھے۔ وہاں پکی سڑکوں پر سے روز صبح و شام برف ہٹاکر ٹریفک جاری رکھی جاتی تھی۔

ایک بات اور یاد دلادوں کہ رومی نے پہلی بار اپنے عاشق سے فون پر گفتگو کرنے سے پہلے مجھ سے روسی زبان میں پوچھا تھا' کیا میں یہ زبان جانتا ہوں۔ میں جانتے ہوئے بھی انجان بن گیا تھا اور اس سے کہا تھا کہ میں روسی زبان نہیں جانتا ہوں۔ اس نے بتایا تھا کہ اس کا محبوب ایمون زونا اور یکی کے اکثر باشندے صرف روسی زبان جانتے ہیں۔

اس نے فون پر ایمون زونا سے کہا تھا کہ وہ ایک ایسے غیر معمولی دلیر شخص کو لے کر آرہی ہے جس کا نام پارس ہے۔ اس کی پشت پر کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا ہے جس کی مدد سے اس نے بے شمار امریکی کمانڈوز کو ہلاک کیا ہے لہٰذا اس کے سامنے انگریزی نہ بولی جائے' یہی ظاہر کیا جائے کہ وہ سب صرف روسی زبان جانتے ہیں۔ پارس اگر ان کے گینگ میں شامل ہونے پر راضی ہوجائے گا تو انہیں اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے سے بھی اسمگلنگ کے سلسلے میں مدد ملتی رہے گی۔

اب میں یکی ٹاؤن پہنچ گیا تھا جہاں اسمگلروں کی حکمرانی تھی۔ ہمارے استقبال کے لیے آنے والی گاڑیوں میں سے قد آور تگڑے روسیوں کے علاوہ ایک حسین عورت بھی باہر آئی۔ اس نے رومی سے مصافحہ کیا پھر مجھ سے مصافحہ کرنے کے دوران میں رومی نے تعارف کرایا "اس کا نام ڈمپل زونا ہے۔ یہ ایمون زونا کی بہن ہے۔ جتنی حسین دکھائی دے رہی ہے' اتنی ہی خطرناک اور بے رحم ہے۔ دشمنوں کو کبھی معاف نہیں کرتی۔ انہیں تڑپا تڑپا کر مزے لے لے کر ہلاک

کرتی ہے۔ اس سے ذرا ہوشیار رہنا۔"

رومی انگریزی میں مجھ سے بات کرکے یہ ثابت کررہی تھی کہ ڈمپل زونا بھی انگریزی نہیں جانتی ہے پھر اس نے روسی زبان میں ڈمپل سے کہا "یہ وہی دلیر شخص پارس ہے۔ یہ ہماری زبان نہیں جانتا۔ تم اسے اپنی اداؤں سے اپنے گینگ میں شامل کرسکتی ہو۔"

ہم سب گاڑیوں میں سوار ہوگئے۔ میرے' رومی اور ڈمپل زونا کے لیے الگ کار تھی۔ میں ان دونوں کے درمیان بیٹھا ہوا تھا۔ اس سرد علاقے میں دو آتش دانوں کے درمیان ہی بیٹھنا مناسب تھا۔ میں نے پوچھا "مسٹر ایمون زونا کیوں نہیں آئے؟"

رومی نے کہا "ابھی ڈمپل مجھ سے یہی کہہ رہی تھی۔ وہ نئے مال کی کھیپ لانے کے لیے لینن گراڈ گئے ہیں۔ کل تک آئیں گے۔"

ڈمپل نے روسی زبان میں رومی سے کہا "کیا یہ شخص پتھر ہے۔ میں اس سے لگ کر بیٹھی ہوں مگر اس کی طرف سے کوئی ردِعمل نہیں ہے۔ ذرا بھی مائل نہیں ہورہا ہے۔"

رومی نے کہا "میں دو دنوں سے اس کے ساتھ ہوں لیکن اس نے ایک بار بھی مجھے للچائی ہوئی نظروں سے نہیں دیکھا۔ یہ عورتوں سے بے نیاز رہتا ہے۔ اب تمہارا کمال دیکھا جائے گا کہ تم اسے کس طرح اپنی طرف مائل کروگی۔"

ڈمپل نے کہا "مائل تو کرنا ہوگا۔ کئی مہینوں سے ہماری اسمگلنگ رکی ہوئی ہے۔ ہمیں ہر حال میں اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے کو دوست بناکر کام شروع کرنا ہوگا۔"

میں نے کہا "تم دونوں اپنی زبان بول رہی ہو اور میں گونگا بہرا بنا بیٹھا ہوں۔ یا تو مجھے اس علاقے سے جلد بھاگنا ہوگا یا پھر یہاں رہنے کے لیے اس زبان کو سیکھنا ہوگا۔"

رومی نے کہا "ہم تمہیں بھاگنے نہیں دیں گے۔ یہاں کی زبان سکھائیں گے۔ ابھی ڈمپل کہہ رہی تھی کہ تم خوبرو اور پُرکشش ہو۔ میرا خیال ہے یہ تم پر مرمٹی ہے لیکن انگریزی نہیں جانتی اسی لیے دل کی بات نہیں کہہ رہی ہے۔"

میں نے کہا "چلو اچھا ہے۔ میں اس سے دور رہوں گا۔ تم نے محسوس کیا ہوگا کہ میں عورتوں کے معاملے میں بہت بے حس ہوں۔"

ڈمپل انگریزی سمجھ رہی تھی۔ میں نے اسے خوش کرنے کے لیے کہا "ویسے میں صرف تم سے کہتا ہوں۔ ڈمپل سے نہ کہنا۔ یہ بہت حسین اور پُرکشش ہے۔ مرد دنیا میں بے شمار حسین عورتوں کو دیکھ کر گزر جاتا ہے۔ ان میں سے کوئی ایک ایسی ہے' جو اسے متاثر کرتی ہے۔ یہ بھی ایسی ہی ہے۔ میری کوشش ہوگی کہ اس کے معاملے میں بھی اپنے اصولوں کے مطابق پتھر بنا رہوں۔"

ڈمپل میری باتیں سن کر دل ہی دل میں خوش ہورہی تھی اور زیرِ لب مسکرا رہی تھی۔ ہماری کار ایک خوب صورت بنگلے کے احاطے میں داخل ہوئی۔ دوسرے مسلح گارڈز کی گاڑیاں بھی وہاں رک گئیں۔ دو گارڈز نے آکر کار کے دروازے کھولے۔ بالکل شاہانہ طرز پر میرا استقبال ہورہا تھا۔ ہر طرف مسلح گارڈز کی موجودگی یہ خطرہ ظاہر کررہی تھی کہ کسی برے وقت میں فرار ہونا پڑا تو بھاگنے کا راستہ نہیں ملے گا۔ جدھر کا رخ کروں گا' اُدھر سے گولیاں برسنے لگیں گی۔

ہم بنگلے کے اندر آئے تو جیسے موسم بدل گیا۔ اس کے تمام اندرونی حصوں میں ہلکی ہلکی سی حرارت پیدا کرنے کے انتظامات کیے گئے تھے۔ ایک ملازم نے آکر میرے اوورکوٹ کو اتارا۔ میں نے اسے ہیٹ اور مفلر دیا۔ اب وہاں برائے نام سردی تھی۔ ڈمپل زونا نے اپنی زبان میں کہا "آؤ میں تمہیں اپنا کمرا دکھاؤں۔"

میں نے جیسے کچھ نہ سمجھتے ہوئے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ رومی نے کہا "یہ تمہارے کمرے میں تمہیں پہنچائے گی۔"

میں اس کے ساتھ بنگلے کے مختلف حصوں سے گزرتا ہوا ایک بہت ہی آراستہ بیڈ روم میں آیا۔ وہ ڈمپل کا بیڈ روم تھا۔ اس نے مجھے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ میں ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ کمرے کی دیواروں پر شیشے لگے ہوئے تھے۔ وہ ایک باتھ روم میں گئی۔ وہاں بھی شیشے تھے۔ ان شیشوں کے پیچھے وہ باتھ روم کے اندر دھندلی سی نظر آرہی تھی اور جسم سے ایک ایک لباس ایسے انداز میں اتار رہی تھی کہ نہ دیکھنے والا بھی دیکھنے پر مجبور ہوجائے۔

اس نے پوچھا "مسٹر پارس! کیا میں نظر آرہی ہوں؟"

میں خاموش رہا۔ اس نے پوچھا "کیا تم میری آواز نہیں سن رہے ہو؟"

میں نے انگریزی میں پوچھا "کیا تم مجھ سے مخاطب ہو۔ یا کسی اور سے باتھ روم کے مائیک کے ذریعے بات کررہی ہو؟"

وہ ناگواری سے بڑبڑانے لگی "بڑی مشکل ہے۔ یہ ہماری زبان نہیں سمجھتا ہے اور ایمون زونا نے مجھے انگریزی

بولنے سے منع کیا ہے۔"

میں جب سے کمرے میں آیا تھا' بڑی حیرانی اور شوق سے ہر طرف یوں دیکھ رہا تھا جیسے اس قدر خوبصورتی سے سجا ہوا کمرا پہلی بار دیکھ رہا ہوں۔ دراصل میری نظریں چھپی ہوئی چیزوں کو ڈھونڈ رہی تھیں۔ وہاں ایک نیم برہنہ مجسمہ تھا۔ اس مجسمے کی آنکھوں میں وڈیو کیمرے کے لینس کی جھلک میں نے دیکھ لی تھی۔

وہ باتھ روم سے باہر آئی تو اتنے مختصر سے لباس میں تھی جسے لباس نہیں رومال کہا جاسکتا تھا۔ میں نے کہا "کمرے میں حرارت ہے لیکن اتنی بھی نہیں ہے کہ لباس اتار دیا جائے۔"

اس نے جیسے میری بات نہ سمجھتے ہوئے اشارے سے کہا "لباس اتار دو' میں مساج کروں گی' تم لمبے سفر سے تھک گئے ہو گے۔"

گونگے اشاروں کی زبان کو بین الاقوامی زبان کہا جاتا ہے۔ آنکھوں سے' ہاتھوں سے اور انگلیوں کے اشاروں سے بڑی حد تک باتیں سمجھائی جاسکتی ہیں۔

میں نے اشارے سے کہا' لباس نہیں اتاروں گا۔ وہ قریب آگئی۔ اس میں شبہ نہیں کہ اس کو ایسی حالت میں دیکھ کر فرشتے بھی بہک جاتے لیکن میں ایسی عشوہ طرازی کے پس پردہ ہونے والے مقاصد کو اس کی کھوپڑی کے اندر بیٹھ کر سمجھ رہا تھا۔ جہاں موت آسکتی ہو' وہاں جذبات ٹھنڈے پڑجاتے ہیں۔ فکر یہ ہوتی ہے کہ اپنی اگلی سانسوں کو کس طرح برقرار رکھنا ہے۔

اس نے میرا ہاتھ پکڑ کر کھینچا پھر اس مجسمے کے سامنے لاکر میری گردن میں بانہیں ڈال کر بولی "کیا تم انسان نہیں ہو۔ میرے بدن کی گرمی چٹانوں کو پگھلا دیتی ہے۔ تم انسان نہ سہی' کیا چٹان بھی نہیں ہو۔"

میں نے کہا "مجھے افسوس ہے کہ تمہاری زبان سمجھ میں نہیں آرہی ہے اور بے لباس بدن کی زبان اسی وقت سمجھ میں آتی ہے جب عورت پاس آئے مگر حیا سے آئے۔ تمہارے جیسی کتیا کو صرف کتے ہی چاٹ سکتے ہیں۔"

یہ آخری فقرہ ایک عورت کے لیے اتنا توہین آمیز تھا کہ وہ بے اختیار غصے سے بھر کر بولی "یُو شٹ اپ! آئی وِل شوٹ یو۔"

میں نے ہنستے ہوئے کہا "انگریزی زبان کی خوبی یہ ہے کہ یہ غصے کے وقت منہ سے نکلتی ہے۔"

وہ ایک دم سے پریشان ہو کر پیچھے ہٹ گئی۔ اسی وقت بیڈ روم کا دروازہ کھلا۔ رومی دو مسلح گارڈز کے ساتھ آئی۔ اس کے ہاتھ میں ایک پستول تھا۔ اس نے اندر آتے ہی ٹھائیں ٹھائیں کی آواز کے ساتھ ڈیپلی کو کئی گولیاں ماریں۔ اس نے لڑکھڑاتے ہوئے پیچھے جاتے ہوئے فرش پر گر کر دم توڑ دیا۔

میں نے مسکرا کر رومی کو دیکھا' وہ بولی "اسے کہا گیا تھا کہ انگریزی الفاظ زبان پر نہ لائے۔ یہ ایمون زونا کی بہن نہیں تھی۔ اس ٹاؤن میں حسن کا شاہکار کہلاتی تھی۔ خاص طور پر تمہارے لیے لائی گئی تھی۔"

میں نے کہا "تم انگریزی بولتی ہو۔ کیا میرا ٹیلی پیتھی جاننے والا تمہارے دماغ میں نہیں آتا ہوگا؟"

"آتا ہے۔ میرے خیالات پڑھتا ہے۔ یہ میں جانتی ہوں لیکن میں ایمون زونا اور اسمگلنگ کے بارے میں جس حد تک جانتی ہوں اسی حد تک وہ میرے خیالات پڑھ سکتا ہے۔ اس سے آگے وہ ایمون زونا کی گہری شخصیت کو کبھی سمجھ نہیں پائے گا۔"

دور سے ہیلی کوپٹر کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ ہم سب نے بے اختیار چھت کی طرف یوں دیکھا جیسے وہ ہیلی کوپٹر نظر آجائے گا پھر رومی نے مسکرا کر کہا "ایمون زونا آرہا ہے۔ دیکھو پارس! تم نے مجھے پیری برٹن کی قید سے رہائی دلائی۔ میں اس احسان کے بدلے میں تمہیں زندہ سلامت دیکھنا چاہتی ہوں۔ تمہاری سلامتی کا ایک ہی راستہ ہے۔ اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والے سے کہو کہ وہ ہمارے گینگ میں شامل ہو جائے۔ تم سے اس کا کوئی گہرا رشتہ ہوگا اسی لیے وہ ہمیشہ تمہارے ساتھ رہتا ہے۔"

"ہاں وہ میرے ساتھ رہتا ہے۔ اس نے تمہارے خیالات پڑھ کر بتائے ہیں کہ تم جرائم سے بھرپور زندگی گزار رہی ہو لیکن میری قدر کرتی ہو اسی لیے میں تمہارے ساتھ یہاں تک چلا آیا ہوں۔"

ہیلی کوپٹر کی آواز بالکل قریب آگئی تھی۔ کھڑکی کے پار دور سامنے ایک میدان میں اتر رہا تھا۔ رومی نے کہا "پارس! ایمون زونا آرہا ہے۔ اس سے پہلے مجھے یقین دلاؤ کہ تم میری خاطر ہمارے گینگ میں رہو گے۔"

"میں نے اس برفانی علاقے کا نقشہ نہیں دیکھا ہے۔ یہاں کے راستے نہیں جانتا ہوں۔ تمہاری راہنمائی میں یہاں تک آیا ہوں اور تمہاری راہنمائی کے بغیر یہاں سے نہیں جاسکوں گا۔ یہاں اچھی زندگی گزرے گی تو ضرور یہیں رہ جاؤں گا۔"

وہ خوش ہو کر بولی "ڈرائنگ روم میں چلو۔ وہیں ایمون زونا سے ملاقات ہوگی۔"

میں نے اس کے ساتھ چلتے ہوئے پلٹ کر مجسمے کو دیکھا پھر رومی سے کہا "کیا تم اس مجسمے کی آنکھ میں لگے ہوئے کیمرے کے ذریعے مجھے اور ڈیپلی کو دیکھ رہی تھیں اور ہماری باتیں سن رہی تھیں۔"

"ہاں۔ تمہاری نظریں بہت تیز ہیں' آؤ۔"

دو مسلح گارڈز ہمارے ساتھ تھے۔ میں رومی کے ساتھ بنگلے کے مختلف حصوں سے گزرتا ہوا ڈرائنگ روم میں آیا۔ اسی وقت ایمون زونا دروازے سے داخل ہو رہا تھا۔ مجھے دیکھ کر رک گیا۔ ہم دونوں ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ اس نے گہرے سبز رنگ کا چشمہ پہنا ہوا تھا۔ میں اس کی آنکھوں میں نہیں جھانک سکتا تھا۔ یوں تو وہ قد آور پہلوان جیسا تھا لیکن رومی کے خیالات سے معلوم ہو گیا تھا کہ شراب پیتا ہے اس لیے سانس نہیں روک سکتا اور اسی لیے رومی نے فون پر اسے سمجھا دیا تھا کہ میں روسی زبان نہیں جانتا ہوں لہٰذا وہ صرف روسی زبان بولے۔ میرے سامنے کوئی اور زبان کبھی نہ بولے۔

وہ مجھے تھوڑی دیر تک دیکھنے کے بعد رومی سے روسی زبان میں بولا "کیا یہ وہی پارس ہے' جس کا تم نے ذکر کیا تھا؟"

رومی نے کہا "ہاں۔ میں اس کی خوبیاں بیان کرچکی ہوں اسی لیے اپنے ساتھ لائی ہوں۔"

"پھر تو میں تم سے بھی زیادہ اس کی خوبیاں جانتا ہوں۔ اس کی پہلی خوبی یہ ہے کہ اس کے ساتھ کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا نہیں ہے۔ یہ خود ٹیلی پیتھی جانتا ہے۔"

"کیا واقعی؟" رومی نے حیرانی سے میری طرف دیکھا۔

ایمون زونا نے کہا "رومی! تم نے دیکھا ہے کہ میں دشمنوں کو کبھی زندہ نہیں چھوڑتا۔ انہیں جان سے مار ڈالتا ہوں مگر تم میری ایک خوبی نہیں جانتی ہو۔ میں کسی زندہ کو صرف مردہ نہیں کرتا بلکہ مردے کو زندہ بھی کردیتا ہوں۔"

وہ بولی "ایمون زونا! یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟"

"جو تم سن رہی ہو' اسے میں ثابت کروں گا۔ جو فرہاد علی تیمور دنیا والوں کی نظروں میں مرچکا ہے' وہ میرے سامنے زندہ کھڑا ہے۔"

وہ بے یقینی سے بولی "کیا یہ فرہاد علی تیمور ہے؟"

"ہاں۔ میں تم سے اسی لیے پیار کرتا ہوں کہ تم مجھے پہلے سے خطرے کا احساس دلادیتی ہو۔ میں تمہارے مشورے کے مطابق روسی زبان نہ بولتا تو یہ اب تک میرے دماغ میں پہنچ چکا ہوتا۔"

"لیکن تم اسے فرہاد کیسے کہہ رہے ہو؟"

"ایسے کہ میری آنکھوں پر اس وقت اینٹی میک اپ چشمہ ہے۔ اس کے شیشوں کے ذریعے میک اپ کے پیچھے چھپا ہوا اصل چہرہ نظر آجاتا ہے اور میں اس چشمے کے ذریعے فرہاد علی تیمور کو صاف طور پر دیکھ رہا ہوں۔ رومی! میری جان! تم ایک ایسا خطرہ ساتھ لائی ہو' جو ہمارا تختہ یا تختہ کرے گا۔"

ایمون زونا نے ریوالور نکال کر مجھے نشانے پر رکھتے ہوئے کہا "اور میں اپنا تختہ نہیں ہونے دوں گا۔ ہمیشہ کی طرح تخت نشین رہوں گا۔"

ریوالور کی نال کا رخ میری طرف تھا۔ میں دنیا والوں کے لیے مردہ تھا اور اب سچ مچ میرے مردہ ہونے کا سامان ہوچکا تھا۔

کسی کی زندگی چھیننے میں کتنی دیر لگتی ہے۔ ایک انگلی کو ذرا سا ٹریگر پر دبایا اور ٹھائیں کی آواز کے ساتھ زندگی ہمیشہ کے لیے رخصت ہو جاتی ہے۔

میرے سامنے کھڑا ہوا ایمون زونا بھی یہی کر سکتا تھا۔ میں اس کے ریوالور کے نشانے پر تھا۔ اس کی انگلی ٹریگر پر تھی۔ وہ ٹریگر دبا کے چشم زدن میں میرا کام تمام کر سکتا تھا۔

لیکن وہ ایسا نہیں کر رہا تھا۔ زندگی کی بازی جیتنے کے لیے ایک زبردست چال چلنی پڑتی ہے اور اس چال کو ہار جیت کے آخری مرحلے تک چھپا کر رکھنا لازمی ہوتا ہے۔ میں نے ابتدا سے یہ بات چھپائی تھی اور سب ہی کو یہ یقین دلایا تھا کہ میں روسی زبان نہیں جانتا ہوں۔

روسی' ایمون زونا اور اس کے گینگ کے تمام لوگ مطمئن تھے کہ ان کی زبان اور لب و لہجہ سن کر میں یا میرا کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا ان کے دماغوں میں نہیں آسکے گا۔ میرے متعلق مزید معلومات حاصل کرنے اور میری کچھ کمزوریاں جاننے کے لیے ذہیل ذی حسینہ مجھے ... رجھانے کے لیے ایک بیڈ روم میں لائی تھی ....

اپنے مقصد میں ناکام ہو کر وہ روسی زبان بولتے بولتے بے اختیار انگریزی بول پڑی تھی۔ اسے اس غلطی کی سزا ملی۔ روسی نے کمرے میں آکر اسے گولی ماردی۔

بہرحال اب میں ایمون زونا کے ریوالور کے نشانے پر تھا اور وہاں کھڑے ہوئے کئی مسلح گارڈز بھی میری طرف اپنی گنیں اٹھائے ہوئے تھے مگر یہ سمجھ نہیں پا رہے تھے کہ ان کا گینگ لیڈر ایمون زونا میری ٹیلی پیتھی کے نشانے پر ہے۔ میں اس کے دماغ میں پہنچا ہوا تھا اور وہ میری مرضی کے بغیر گولی نہیں چلا سکتا تھا۔ اس کے برعکس اس نے پہلے ٹریگر سے انگلی ہٹائی پھر ریوالور کی نال نیچے کردی۔

روسی نے روسی زبان میں کہا۔ "ایمون زونا! تم اسے گولی نہ مار کر عقلمندی کا ثبوت دو گے۔ یہ اپنی ٹیلی پیتھی کے ذریعے ہمارا مال بڑی آسانی سے اسمگل کراتا رہے گا۔"

وہ بولا۔ "روسی! تم اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتی ہو۔ یہ اپنے سامنے بڑے بڑے ممالک کو جھکائے رکھتا ہے۔ ہم اور تم کیا چیز ہیں؟ یہ بات دماغ سے نکال دو کہ یہ ہمارے اسمگلنگ کے معمولی دھندے میں شریک ہو جائے گا؟"

"جب یہ اتنا زبردست ہے تو میرے ساتھ یہاں کیوں آیا ہے؟"

"یہی معلوم کرنا ہے۔ ہمارے گینگ میں صرف تم اس کے سامنے انگریزی بول رہی ہو۔ اس سے یہاں آنے کی اصل وجہ معلوم کرو۔"

روسی نے مجھ سے کہا۔ "تم مجھ سے جھوٹ بولتے رہے۔ تمہارا نام پارس نہیں فرہاد علی تیمور ہے۔"

"میں ساری دنیا سے جھوٹ بول کر اپنی اصل شخصیت کو چھپا رہا ہوں۔"

"تم ایسا کیوں کر رہے ہو؟"

"تم پچھلے دو دنوں سے دیکھ رہی ہو کہ بڑے ممالک کے سراغرساں اور کرائے کے قاتل مجھے ہلاک کرنے آئے پھر امریکا کمانڈوز بھی آئے۔ میں نے ان سب کو ختم کردیا۔ تم سمجھ سکتی ہو کہ امریکا اور بڑے ممالک مجھے کسی طرح بھی قتل کرنا چاہتے ہیں اسی لیے میں نے خود کو دنیا والوں پر مردہ ظاہر کیا ہے۔ ان سب سے چھپنے کے لیے ہی میں تمہارے ساتھ یہاں آیا ہوں۔ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ ایمون زونا اینٹی میک اپ چشمے کے ذریعے میرے میک اپ زدہ چہرے کے پیچھے چھپے ہوئے اصل چہرے کو دیکھ لے گا۔"

ایمون زونا اپنی کامیابی پر خوش ہو رہا تھا۔ اس نے روسی سے کہا۔ "اس سے پوچھو۔ اصلیت ظاہر ہونے کے بعد اب کہاں جائے گا۔ اگر یہاں سے فرار ہو گا تو ہم بڑے ممالک تک یہ خبر پہنچا دیں گے کہ فرہاد علی تیمور زندہ ہے۔ اس کے علاوہ ایمون زونا کی گرفت میں آنے والا مر سکتا ہے مگر اپنی مرضی سے دو قدم چل نہیں سکتا۔"

روسی نے مجھ سے یہی کہا۔ میں نے جواباً کہا۔ "بے شک میں تمہارے گینگ لیڈر کے رحم و کرم پر ہوں۔ ویسے مجھ پر اعتبار کیا جائے گا تو میں یہاں رہ کر ایمون زونا کو فائدے پہنچاتا رہوں گا۔"

وہ روسی سے بولا۔ "اس میں شبہ نہیں ہے کہ اس کی ٹیلی پیتھی کے ذریعے ہمارا اسمگل ہونے والا مال کبھی پکڑا نہیں جائے گا لیکن ہم اس پر بھروسا کیسے کرسکتے ہیں۔ اسے جب بھی موقع ملے گا' یہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے ہم پر حاوی ہو جائے گا۔"

روسی نے کہا۔ "جب یہ ہماری زبان نہیں جانتا ہے تو تمہارے یا گینگ کے کسی بھی شخص کے دماغ میں کیسے پہنچے گا۔"

"یہ چالاک ہے۔ کچھ عرصے میں ہماری زبان سیکھ لے گا۔"

اسی وقت فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ ایک خاص ماتحت نے ریسیور اٹھا کر دوسری طرف کی باتیں سنیں پھر ریسیور ایمون زونا کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"باس! انڈین آرمی کا ایک افسر بات کرنا چاہتا ہے۔"

اس نے ریسیور کان سے لگا کر کہا۔ "ہیلو میں ایمون زونا بول رہا ہوں۔"

دوسری طرف سے کہا گیا۔ "میں انڈین آرمی کا میجر دھن راج ہوں۔ ہماری ایٹمی ٹیکنالوجی کے ماہرین یورینیم کی کمی کی

شکایتیں کر رہے ہیں۔ آپ پچھلے تین ماہ سے ہمیں امید دلا رہے ہیں کہ آپ کافی مقدار میں یہ مال بھیجنے والے ہیں۔ آپ بتائیں آخر کب تک انتظار کیا جائے؟"

ایمون زونا نے کہا۔ "آپ جانتے ہیں کہ ہماری اسمگلنگ کے دو راستے بند ہو چکے ہیں۔ آپ نے کہا تھا' تبت کے راستے سے مال بھیجا جائے تو آپ کی فوج ہمارے راستے کی رکاوٹیں دور کرے گی لیکن ابھی تک آپ کی طرف سے لائن کلیئر ہونے کا سگنل نہیں ملا ہے۔"

"ہاں۔ یہ دشواری ہے۔ آپ اپنا مال کل تک تبت کی سرحد تک پہنچا دیں۔ ہم کل یا پرسوں تک ضرور لائن کلیئر ہونے کا سگنل دیں گے۔"

"ٹھیک ہے۔ کل شام تک ہمارے آدمی مال لے کر تبت کی سرحد تک پہنچ جائیں گے۔ بہتر ہو گا کہ آپ سرحد پر ہی مال وصول کرلیں۔ ہم آگے مال لے جانے کی ذمے داری قبول نہیں کریں گے۔ پہلے ہی ہم دوبار کافی نقصان اٹھا چکے ہیں۔"

"آل رائٹ۔ کل شام کو تبت کی سرحد پر مخصوص کوڈ ورڈز کے مطابق ملاقات ہو گی۔"

انہوں نے فون بند کردیا۔ دوسری طرف سے بولنے والا انڈین آرمی کا میجر بھی روسی زبان بول رہا تھا لہٰذا ایمون زونا مطمئن تھا کہ میں ان کے معاملات سمجھ نہیں سکتا۔ یہ تو میں بہت پہلے ہی معلوم کرچکا تھا کہ ایمون زونا یورینیم کی اسمگلنگ کے سلسلے میں دو مختلف راستوں سے نقصان اٹھا چکا ہے۔ اب تیسری بار تبت کے راستے مال بھیجا جائے گا۔ میں اسی مقصد کے لیے آیا تھا کہ یورینیم اور پلوٹونیم کسی طرح بھی بھارت نہ پہنچنے پائے۔

مجھے اسی وقت کا انتظار تھا اسی لیے میں وہاں مجبور اور بے بس بنا ہوا تھا۔ ایمون زونا نے روسی اور اپنے خاص ماتحت سے کہا۔ "کل صبح ہیلی کاپٹر کے ذریعے تم دونوں سیکیورٹی گارڈز کے ساتھ مال لے کر شام سے پہلے ہی تبت کی مغربی سرحد تک پہنچ جاؤ۔ ہمارا تمام کام پلاننگ کے مطابق ہو گا لیکن اس مصیبت کو پہلے دور کرنا ہو گا ورنہ اس کی ٹیلی پیتھی ہمیں نقصان پہنچائے گی۔"

خاص ماتحت نے کہا کہ... انہیں کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے کے سہارے کی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے ختم کردینا چاہیے۔ دوسرے گن مین بھی یہی کہنے لگے۔ ایمون زونا نے پوچھا۔ "روسی! تم اپنی رائے نہیں دے رہی ہو؟"

"میں کیا کہہ سکتی ہوں؟ اکثریت کا فیصلہ قابلِ قبول ہوتا ہے لیکن مجھے اس کی موت کا افسوس ضرور ہو گا۔ اس نے مجھے پیری برٹن کی قید سے رہائی دلائی ہے اور ان دو دنوں میں اس نے کبھی مجھے میلی نظروں سے نہیں دیکھا۔"

"میں تمہیں بہت چاہتا ہوں۔ فرہاد نے تمہیں ایک امانت کی طرح میرے پاس پہنچایا ہے۔ مجھے اس کی قدر کرنا چاہیے لیکن اس کی زندگی ہم سب کی موت ہو گی۔"

خاص ماتحت نے کہا۔ "اس کی قدر اس طرح بھی کی جاسکتی ہے کہ اس کا ایک مجسمہ شہر کے بڑے چوک پر بنوایا جائے۔ اسے گولی مارنے کے بعد ہم مجسمے کو ہار پہنائیں گے اور ہمیشہ اس کی عزت کرتے رہیں گے۔"

میں نے ایمون زونا کے دماغ پر قبضہ جمالیا۔ اس نے کہا۔ "یہ بہت اچھا آئیڈیا ہے۔ میں اسے گن پوائنٹ پر اپنی کار میں لے جا رہا ہوں۔ اسے شہر میں گھماؤں گا۔ یہ اپنے مجسمے کے لیے شہر کے کسی چوک کو خود پسند کرے گا۔"

روسی نے کہا۔ "میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گی۔"

وہ بولا۔ "نہیں۔ کوئی سیکیورٹی گارڈ بھی نہیں جائے گا۔ صرف ہم دونوں جائیں گے اور ایک گھنٹے میں واپس آجائیں گے۔"

اس نے مجھے ریوالور سے اشارہ کیا۔ میں اس کے آگے چلتا ہوا بنگلے سے باہر آیا۔ روسی نے پیچھے آتے ہوئے کہا۔ "تم فرہاد کو اکیلے کیوں لے جا رہے ہو؟ مجھے نہ سہی' سیکیورٹی افسر کو ساتھ لے جاؤ۔"

وہ بولا۔ "روسی! تم میرے کسی معاملے میں مداخلت نہیں کرتی ہو۔ آج بھی نہ کرو۔ اندر جاؤ۔ میں ابھی آرہا ہوں۔"

وہ کار اسٹارٹ کرکے بنگلے کے احاطے کے باہر آیا پھر اس راستے پر کار ڈرائیو کرنے لگا جہاں شہر سے دور .... ایک بڑی سی عمارت میں یورینیم کے فضلے کو ری پروسیسنگ پلانٹ کے ذریعے پلوٹونیم میں تبدیل کیا جاتا تھا۔ بنگلے کے سامنے کچھ فاصلے پر اس کا ہیلی کاپٹر موجود تھا۔ اس نے کار روک کر پائلٹ سے کہا۔ "یہاں ہمارا انتظار کرو۔ ہم ابھی واپس آئیں گے۔"

وہ کار ایک بڑی سی عمارت کے سامنے پہنچ گئی۔ وہاں بھی کچھ گن مین تھے۔ انہوں نے ایمون زونا کو دیکھ کر سیلوٹ کیا۔ اس نے پوچھا۔ "پلوٹونیم کے پلانٹ میں کوئی ہے؟"

ایک نے کہا۔ "نو باس! آج چھٹی ہے۔ ہم باہر ڈیوٹی دے رہے ہیں۔"

اس نے اندر آکر پلانٹ کا دروازہ کھلوایا پھر ان سب کو حکم دیا کہ باہر رہیں۔ عمارت میں کوئی نہ آئے۔ انہوں نے حکم کی تعمیل کی۔ اس نے دروازے کو اندر سے بند کیا۔ ہم دونوں راہداریوں سے گزرتے ہوئے پلانٹ والے حصے میں آئے۔ میں اس کے چور خیالات سے معلوم کرچکا تھا کہ اسی عمارت کے ایک حصے میں اسلحہ خانہ ہے۔ اس نے میری مرضی کے مطابق اس اسلحہ خانے میں پہنچ کر چھ ٹائم بم اٹھائے پھر میرے ساتھ چلتا ہوا اس پلانٹ کے مختلف

حصوں میں ان بموں کو رکھ کر ان سب میں توجے گھنٹے کا وقت مقرر کرکے عمارت سے نکل آیا۔ تمام گن مین کو اس نے سختی سے ہدایت کی کہ کوئی عمارت میں نہ جائے۔

ہم پھر کار میں آکر بیٹھ گئے۔ وہ میری مرضی کے مطابق تیزی سے ڈرائیو کرتا ہوا ہیلی کاپٹر کے پاس آکر مجھ سے بولا۔ "پچھلی سیٹ پر بیٹھو۔"

میں پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ وہ پائلٹ کے برابر والی سیٹ پر آکر اس سے بولا۔ "چلو...... لینن گراڈ جانا ہے۔"

روبی دوسرے گارڈز کے ساتھ بنگلے کے برآمدے سے دیکھ رہی تھی۔ اس نے چیخ کر پوچھا۔ "ایمون زونا! تم فرہاد کو کہاں لے جا رہے ہو؟"

وہ مجھے نہیں، میں اسے لے جا رہا تھا۔ روبی کی آواز ہیلی کاپٹر کے گردش کرتے ہوئے پنکھے کے شور میں گم ہو گئی۔ وہ مسلح گارڈز کے ساتھ دوڑتی ہوئی احاطے سے نکل کر آنے لگی لیکن قریب آنے سے پہلے ہی ہیلی کاپٹر زمین سے بلند ہو کر پرواز کرنے لگا۔ وہ نیچے سے ہاتھ ہلا ہلا کر اسے واپس بلانے کے انداز میں کچھ کہہ رہی تھی۔

ایمون زونا نے پائلٹ سے پوچھا۔ "تمہارا پستول کہاں ہے؟ مجھے دو۔"

پائلٹ نے اپنے لباس سے اپنا ہتھیار نکال کر اسے دیا۔ اس نے اپنا ریوالور اور پستول پچھلی سیٹ کی طرف کیا۔ میں نے دونوں ہتھیار لے کر ایمون زونا کے دماغ کو آزاد چھوڑ دیا۔ اس نے چونک کر خود کو ہیلی کاپٹر میں دیکھ کر پوچھا۔ "میں..... میں یہاں کیسے آگیا؟" اس نے پائلٹ سے پوچھا۔ "تم مجھے کہاں لے جا رہے ہو؟"

میں نے پچھلی سیٹ سے کہا۔ "یہ نہیں، میں لے جا رہا ہوں۔"

اس نے گھبرا کر پیچھے گھوم کر دیکھا۔ میرے ایک ہاتھ میں اس کا ریوالور اور دوسرے ہاتھ میں پائلٹ کا پستول تھا۔ اس نے چیخ کر کہا۔ "نہیں۔ اسے نیچے اتارو۔" پائلٹ نے میری مرضی کے مطابق کہا۔ "میں فرہاد بول رہا ہوں۔ پہلے سر جھکا کر اپنے ری پروسیسنگ پلانٹ کا منظر دیکھو۔"

ایمون زونا نے نیچے دیکھا۔ بہت بلندی سے بنگلے کے باہر روبی اور کئی گن مین نظر آ رہے تھے۔ وہ ری پروسیسنگ پلانٹ ان سے تقریباً ایک کلو میٹر دور تھا۔ اچانک وہاں دھماکے ہونے لگے۔ برفیلی زمین کی تہ سے آگ کے گولے بلند ہونے لگے۔ روبی اور گن مین وغیرہ دور تھے پھر بھی دہشت زدہ ہو کر بھاگنے لگے۔

ایمون زونا پلٹ کر مجھے دیکھتے ہوئے بولا۔ "یہ کیسے ہوا؟ میں یہاں کیسے آیا؟ ہمارے ہتھیار تمہارے پاس کیسے پہنچ گئے؟"

میں نے کہا۔ "کوئی سوال نہ کرو۔ عقل سے سوچو۔ بھارت پہنچانے کے لیے اب اس علاقے میں ایک چٹکی یورینیم اور پلوٹونیم نہیں رہا۔ نیچے اپنی محبوبہ کو دیکھو۔ آخری بار دور ہی سے دیکھ سکو گے۔"

روبی سر اٹھائے ہیلی کاپٹر کو دیکھ رہی تھی۔ میں نے روسی زبان میں کہا۔ "ہیلو روبی! میں روسی زبان بول رہا ہوں۔ یہ ایک اہم بات میں نے چھپائی تھی۔ ایمون زونا کے خاص ماتحت سے کہو، شہر کے کسی چوک میں اپنے باس کا مجسمہ بنائے۔"

وہ بولی۔ "فرہاد! پلیز میرے ایمون زونا کو واپس لے آؤ۔"

"میں نے تمہیں امانت کے طور پر زندہ ایمون زونا کے پاس پہنچایا مگر افسوس یہ دوسری امانت تمہارے پاس زندہ نہیں پہنچے گی۔"

میں نے ایمون زونا کی کنپٹی پر گولی ماری۔ پائلٹ کے دماغ پر قبضہ جمایا تو اس نے اپنے مردہ باس کو ایک لات ماری۔ وہ ہیلی کاپٹر سے باہر بلندی سے نیچے جاتے ہوئے روبی کے قریب گر پڑا۔ اب روبی کو ماتم کرتے ہوئے دیکھنا ضروری نہیں تھا۔ پائلٹ میری مرضی کے مطابق ہیلی کاپٹر کو وہاں سے لے جانے لگا۔

○☆○

پورس اور امریکی اکابرین کے درمیان کولمبیا کے بارے میں اپنے اپنے مفادات حاصل کرنے اور ایک دوسرے کے مفادات کو تحفظ دینے کے سلسلے میں ہونے والا اجلاس مہیش اور مہاراج کی آمد سے التوا میں پڑ گیا۔ پورس اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے جلال پاشا، ناصرہ اور ثنا کبھی سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ ان کے خفیہ معاملے میں وہ باپ بیٹے مداخلت کریں گے۔

جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے ان کا خفیہ معاملہ یہ تھا کہ وہ کولمبیا جیسے جرائم سے بھرپور ملک میں رہیں گے۔ وہاں کے گاڈ فادر کارسیلو کو اپنا تابعدار بنا کر نہایت خفیہ طور سے کسی انڈر گراؤنڈ لیبارٹری میں تجربہ کار ڈاکٹروں سے غیر معمولی دوائیں تیار کرائیں گے۔

ثانی نے پارس کی طرف سے چیلنج کیا تھا کہ پہلے کی طرح پورس اس بار بھی اپنے ہی حاصل کردہ نسخوں کے ذریعے دوائیں تیار نہیں کر سکے گا۔ اگر کر بھی لے گا تو پارس اس کی تیار شدہ دوائیں پہلے کی طرح چرا کر لے جائے گا۔

پورس نے کہا تھا کہ بار بار اس کے منہ سے لقمہ چھین کر لے جانا کھیل نہیں ہے۔ اس بار وہ دوائیں نہیں چھین سکتا۔ اس نے خوب سوچ سمجھ کر یہ فیصلہ کیا تھا کہ کسی جنگل ویرانے میں، یا کسی پرامن ملک میں وہ کسی خفیہ لیبارٹری میں تجربہ کار ڈاکٹروں کو ٹریپ کرکے لے جائے گا تو پارس یا اس کے جانباز سراغرسانوں کی نظروں میں آجائے گا۔ پہلے بھی ایسا ہو چکا تھا۔

لیکن اب ایسا نہیں ہونا چاہیے۔ کولمبیا کے دارالحکومت بوگوٹا میں جرائم پیشہ افراد کی بہتات تھی، وہ سب ڈرگ مافیا کے گاڈ فادر کارسیلو کے ماتحت تھے۔ وہاں دن رات قتل و غارت گری، ڈکیتی، اغوا وغیرہ کی وارداتیں ہوتی تھیں۔ پولیس اور انتظامیہ اپنی اور اپنے بال بچوں کی سلامتی کے لیے اور کچھ انعام پانے کے لیے گاڈ فادر کارسیلو کے لیے درپردہ کام کرتے تھے۔

وہاں پورس بہروپ میں رہے گا۔ اس کے خیال خوانی کرنے والے ٹیلی پیتھی کے ذریعے پورس کے اندر رہا کریں گے۔ کسی انڈر گراؤنڈ لیبارٹری میں بڑی رازداری سے وہ غیر معمولی دوائیں تیار کرتے رہیں گے تو ثانی اور پارس کبھی سمجھ نہیں پائیں گے کہ ایک ایسے شہر میں جہاں لاقانونیت ہے، جہاں دن رات آگ اور خون کی ہولی کھیلی جاتی ہے، وہاں پورس اپنی جان کو خطرے میں ڈالنے جائے گا۔

لیکن بھارت سے لندن پہنچنے پر پتا چلا کہ پارس شاید ان کا تعاقب کر رہا ہے پھر امریکا پہنچ کر ناصرہ اور ثنا کے لاکٹوں سے ڈیٹیکٹو آلات برآمد ہوئے تو یقین ہو گیا کہ پارس نے ان کی امریکا تک کی منزل کو سمجھ لیا ہے۔ وہ شاید یہ نہ سمجھ پائے کہ وہ ہنگاموں اور خطرات سے بھرپور ملک کولمبیا جا رہا ہے۔ اگر پارس کو شبہ ہو گا تب بھی کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ پورس اپنے اصلی چہرے کے ساتھ نہیں رہے گا۔ وہ کبھی ثانی اور پارس کو وہاں نظر نہیں آئے گا تو وہ دونوں اسے ڈھونڈتے رہ جائیں گے۔

وہ اس حقیقت سے بے خبر تھے کہ جب ثنا گاڈ فادر کارسیلو پر تنویمی عمل کر رہی تھی تو ثانی بھی بڑی خاموشی سے کارسیلو کے دماغ میں تھی۔ اس طرح یہ بات صاف طور پر سمجھ میں آگئی تھی کہ آئندہ پورس اسی ہنگامہ خیز ملک میں رہ کر دوائیں تیار کرے گا۔

ویسے یہ بعد کی باتیں ہوں گی۔ آگے چل کر پارس اور پورس نئے نئے جوڑ توڑ میں الجھتے رہیں گے۔ پارس اپنے حریف پورس کو وہ دوائیں تیار کرنے کا موقع دے گا یا نہیں؟ یہ آنے والا وقت ہی بتائے گا۔

پورس نے امریکی اکابرین کو نہیں بتایا تھا کہ وہ کولمبیا جیسے ہنگامہ پرور ملک میں رہ کر چند غیر معمولی دوائیں تیار کرنے والا ہے۔ اس ملک میں امریکا کی سیاسی گرفت کمزور ہوتی جا رہی تھی۔ اس لیے امریکی حکام پورس سے معاملات طے کر رہے تھے کہ پورس وہاں کے گاڈ فادر کارسیلو کو تابعدار بنا کر امریکی مفادات کا تحفظ کرے گا اور امریکی حکام وہاں پورس کی موجودگی پر اعتراضات نہیں کریں گے بلکہ اسے ضروری سہولتیں پہنچائیں گے۔

ایک اجلاس میں وہ ایسے معاملات طے کر رہے تھے، تب ہی وہ باپ بیٹے مہیش اور مہاراج خیال خوانی کے ذریعے وہاں پہنچ گئے۔ پہلے تو وہ دونوں اجلاس کے حاضرین کو اس بات پر الجھاتے رہے کہ جو پہلے باپ تھا، وہ بیٹا بن گیا ہے اور جو پہلے بیٹا تھا، اب باپ بن گیا ہے۔ یعنی مہیش باپ بن گیا تھا اور مہاراج اس کا بیٹا۔

پورس نے شبہ ظاہر کیا۔ اسے یقین نہیں آیا کہ مہیش خیال خوانی کے ذریعے وہاں پہنچا ہوا ہے کیونکہ وہ ٹیلی پیتھی نہیں جانتا تھا۔ مہیش نے کہا تھا کہ اسے نیلماں نے آتما شکتی کے ذریعے یہ علم سکھایا ہے۔ اب اسے جو علم حاصل ہو چکا ہے، وہ پورس کے یقین کرنے یا نہ کرنے سے ختم نہیں ہو گا۔

اسی وقت امریکی اکابرین کو دوغلی سیاسی چالیں چلنے کا موقع مل گیا۔ پہلے ٹیلی پیتھی کے سلسلے میں ان پر پورس کی دھونس تھی کیونکہ مہاراج اور الپا کے مقابلے میں امریکا کو پورس کے تین ٹیلی پیتھی جاننے والے مل رہے تھے پھر اس اجلاس میں مہیش اور مہاراج جیسے دو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی حمایت حاصل کرنے کا موقع مل گیا۔ انہوں نے مہیش اور مہاراج سے تنہائی میں گفتگو کرنے کا ارادہ کیا۔

پورس خوب سمجھتا تھا کہ امریکی حکام کو دوسری طرف سے بھی ٹیلی پیتھی کی قوت حاصل ہو گی تو پورس اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی کوئی دھونس ان امریکی حکام پر نہیں رہے گی۔ وہ لوگ دونوں ٹیلی پیتھی جاننے والی ٹیموں کو برابر اہمیت دیں گے جس کے نتیجے میں پورس اپنے منصوبے کے مطابق کولمبیا میں اپنی برتری قائم نہیں رکھ سکے گا۔

آخر مہیش نے پورس کے دماغ میں آکر رازداری سے کہا۔ "میں مہیش بول رہا ہوں۔ ہمیں امریکی اکابرین سے پہلے باتیں کرنے دیں۔ آپ کے ٹیلی پیتھی جاننے والے دس منٹ بعد مہاراج کے دماغ میں آجائیں اور خاموشی سے سنتے رہیں کہ وہاں کیا معاملات طے ہوتے ہیں۔"

پورس نے خوش ہوتے ہوئے کہا "مسٹر مہیش! آپ نے تو دل خوش کر دیا۔ ٹھیک ہے۔ میں ابھی تھوڑی بحث کرکے ان فوجی... افسران کی بات مان لیتا ہوں۔"

اس طرح پورس کے ساتھ ہونے والا اجلاس ملتوی ہو گیا۔ ایک دوسرا خفیہ اجلاس اس طرح ہوا کہ ایک بند کمرے میں چھ ایسے فوجی اعلیٰ افسران آئے جو یوگا کے ماہر تھے۔ کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا ان کے دماغوں میں نہیں آ سکتا تھا۔ مہیش سے کہا گیا کہ وہ آرمی کے بے شمار افسران میں سے کسی ایک کے دماغ میں جا کر اسے آلۂ کار بنائے۔ اس طرح پورس کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو پتہ نہیں چلے گا کہ بند کمرے میں مہیش اور مہاراج کا آلۂ کار کون ہے، جس کے ذریعے وہ باپ بیٹے آرمی افسران سے باتیں کر رہے

ہیں۔

جب اجلاس والے کمرے کا دروازہ اندر سے بند کرلیا گیا تو پلاننگ کے مطابق ناصرو، ثنا اور جلال پاشا نے مہاراج کے دماغ میں آنا چاہا لیکن اس نے سانس روک لی۔ دوسری بار بھی مہاراج نے یہی کیا۔

ایک اعلیٰ افسر نے کہا۔ "مسٹر میش! پہلے ہم دو الجھنیں دور کرنا چاہتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ آپ اچانک کیسے خیال خوانی کرنے لگے ہیں؟ دوسری یہ مضحکہ خیز بات سمجھ میں نہیں آئی کہ آپ اپنے باپ کے باپ کیسے بن گئے؟ اور مہاراج نے خود کو آپ کا بیٹا کیسے تسلیم کیا ہے؟"

"مہاراج نے بے حساب گناہ کیے ہیں۔ کتنے ہی خیال خوانی کرنے والوں کو دوستی کا یقین دلا کر ان سے دشمنی کی ہے۔ نیلماں دیوی کے ساتھ بھی مہاراج نے دھوکا کیا تھا۔ اب وہ مہاراج کو مار ڈالنا چاہتی تھی۔ میں نے دیوی کے سامنے ہاتھ جوڑ کر گڑگڑا کر رحم کی بھیک مانگی۔ ان سے کہا..... میرا ایک ہی باپ ہے۔ یہ تڑپ تڑپ کر جان دے گا تو میں دنیا میں تنہا رہ جاؤں گا۔ کسی دوسرے کو باپ کہوں گا تو ماں کی توہین ہوگی۔ اگر آپ اسے معاف کردیں گی تو میں جب تک زندہ رہوں گا، اپنے باپ کی غلطیوں کی تلافی کرتا رہوں گا اور آپ کا سیوک بن کر رہوں گا۔"

ایک افسر نے پوچھا۔ "اگر تم نیلماں کے تابعدار اور وفادار بن کر رہو گے تو ہمیشہ ہمارا ساتھ نہیں دو گے۔ وہ تمہیں ہم سے دشمنی کرنے کا حکم دے گی تو تم ہمارے بھی دشمن بن جاؤ گے۔"

میش نے کہا۔ "آپ لوگ نیلماں دیوی کی لائف ہسٹری سے بڑی حد تک واقفیت رکھتے ہیں۔ یہ جانتے ہیں کہ وہ پہلے بہت مہا شکتی مان تھیں۔ جب پورس سے دشمنی کی ابتدا ہوئی اور پورس ان کے لیے خطرہ بن گیا تو نیلماں دیوی نے آتما شکتی سے جسم تبدیل کرلیا۔ اس کے بعد یہ سلسلہ جاری رہا۔ پورس کی دشمنی کے باعث وہ بار بار ایک کنواری لڑکی کے جسم سے نکل کر دوسری کے جسموں میں جانے لگیں۔ بار بار جسم بدلنے کے باعث آتما شکتی کمزور ہوگئی جس کے نتیجے میں دیوی جی کو گوشہ نشینی اختیار کرکے پھر سے آتما شکتی حاصل کرنے کے لیے دھیان گیان میں مصروف رہنا پڑا۔ اسی لیے وہ اتنے عرصے تک ٹیلی پیتھی کی دنیا سے دور رہیں۔"

ایک افسر نے پوچھا۔ "آپ سے کیسے رابطہ ہوا؟ کیا وہ گوشہ نشینی سے نکل آئی ہے؟"

"بات یہ ہے کہ وہ اپنے پوتے کی گمشدگی سے بہت پریشان ہیں۔ اسے ڈھونڈ نکالنے کی دن رات کوششیں کرتی ہیں۔ اسے تلاش کرنے کے لیے دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک بھٹکتی رہتی ہیں۔ اس طرح جو آتما شکتی حاصل کرتی ہیں، اسے ضائع کرتی رہتی ہیں۔ آپ نے گوشہ نشینی سے نکلنے کی بات کی ہے تو اب ان کی سمجھ میں یہ بات آئی ہے کہ انہیں کسی ایک ہی گوشے میں رہ کر اپنی شکتی کسی دوسرے کو دے کر اپنے پوتے کی تلاش جاری رکھنی چاہیے۔"

وہ ذرا توقف سے بولا۔ "اب دیوی جی کی آتما کسی جوان لڑکی کے جسم میں نہیں ہے۔ اگر آتما شکتی حاصل کرتی رہیں گی تو ایک نیا جسم حاصل کرسکیں گی لیکن خیال خوانی کرتی رہیں گی تو وہ آتما شکتی خیال خوانی میں ضائع ہوتی رہے گی۔ ایسی صورت میں ایک راستہ ان کے سامنے رہا کہ وہ ٹیلی پیتھی کی شکتی کسی بھروسے والے کو دے کر صرف جوان جسم حاصل کرنے والی شکتی کے لیے گیان دھیان میں رہا کریں۔ وہ جوان جسم حاصل کرنے کے بعد اتنی شکتی مان ہوجائیں گی کہ پھر گیان دھیان کے ذریعے مجھ سے ٹیلی پیتھی کی صلاحیت چھین لیں گی۔"

ایک افسر نے کہا۔ "یہ دنیا ہر لمحے سائنسی ترقی کررہی ہے۔ اب آتما اور روحانیت والی باتیں مضحکہ خیز لگتی ہیں لیکن ماضی میں ہم نے نیلماں کی آتما شکتی بھی دیکھی ہے۔ اور بابا صاحب کے ادارے میں جناب تبریزی اور آمنہ فرہاد کی روحانی قوتوں کو بھی دیکھا ہے۔ یہ ایسے حوالے ہیں، جن سے تمہاری بات پر شبہ نہیں کیا جاسکتا۔"

دوسرے افسر نے کہا۔ "تم نے نیلماں دیوی سے وعدہ کیا ہے کہ اپنے باپ کی غلطیوں کی تلافی کرتے رہو گے۔ یہ وضاحت کردو کہ کیسے تلافی کرو گے؟"

"یہ مہاراج جب تک میرا باپ رہا، اپنی من مانی کرتا رہا۔ اب میں باپ بن کر اسے لگام دے رہا ہوں۔ اس نے جن لوگوں کو دھوکا دیا ہے، میں انہیں فائدے پہنچا کر تلافی کروں گا۔ مثلاً اس نے ایک ڈی میش آپ کے پاس بھیج کر آپ کو دھوکا دیا۔ جب اسے کسی نے گولی ماردی تو اس نے آپ لوگوں پر اس کے قتل کا الزام لگایا اور انتقام لینے کے لیے ان کمانڈوز کو موت کے گھاٹ اتار دیا جو پارس کو ہلاک کرنے جارہے تھے۔"

"آپ بالکل درست کہہ رہے ہیں۔ یہ بات سمجھ میں آرہی ہے کہ مہاراج کے ذریعے ہمیں جو نقصانات پہنچے ہیں، آپ اس کی تلافی کریں گے۔ اسی طرح ہم سے دوستی بھی نبھائیں گے اور ہمارا اعتماد بھی حاصل کریں گے لیکن مہاراج نے پورس اور پارس کو بھی نقصان پہنچایا۔ الپا سے بھی دشمنی کی ہے پھر تو آپ ان کے نقصانات بھی پورے کرکے انہیں دوست بنائیں گے۔"

میش نے کہا۔ "میں اس معاملے میں کچھ الجھا ہوا ہوں لیکن پھر سوچتا ہوں کہ پورس نے نیلماں دیوی جی کو سب سے زیادہ پریشان کیا ہے۔ پارس اور الپا سے بھی چھوٹی بڑی دشمنی ہوتی رہی

ہے۔ ہر پورنماشی کی رات کو دیوی جی گوشہ نشینی اور گیان دھیان سے باہر آتی ہیں۔ میں اس وقت ان کے پاس جاکر پورس، پارس اور الپا کے سلسلے میں مشورہ کروں گا۔ صرف امریکا کے بارے میں مطمئن ہوں۔ آپ کی حکومت نے نیلماں دیوی اور ان کے پوتے کے لیے یہاں ایک بہت بڑا آشرم بنوایا تھا اور ابتدا ہی سے وہ دونوں ٹیلی پیتھی کے ذریعے آپ کے کام آتے رہے تھے۔ آپ خود میری باتوں کی سچائی کو سمجھ سکتے ہیں۔"

"بے شک۔ ہم نے ان کے پوتے کی موت پر بھی شمشان گھاٹ میں حاضری دی تھی اور وہ دونوں ہمیشہ ہمارے اچھے اور سچے دوست بن کر رہے تھے۔ ہم یقین کرسکتے ہیں کہ نیلماں دیوی نے ہماری ہی بھلائی کے لیے آپ کو یہ ٹیلی پیتھی کا علم دیا ہے۔"

"بے شک۔ دیوی جی نے پارس اور پورس کی خرابیاں بیان کرکے کہا تھا کہ میں یہ علم حاصل کرنے کے بعد آپ لوگوں کا اعتماد حاصل کروں۔ اگر آپ میری باتوں کا یقین نہ کریں تو میں ان کے احکامات کی تعمیل کرکے اپنے عمل سے آپ کا اعتماد حاصل کروں۔"

"واقعی نیلماں دیوی ایسی ہی تھیں۔ اپنے عمل سے دوستی کا ثبوت دیا کرتی تھیں۔ آپ بھی یہی کریں گے تو ہم آپ پر اندھا اعتماد کرنے لگیں گے۔"

"میں یہاں تنہائی میں ایک بات کہنے آیا ہوں کہ اپنی خدمت گزاری کے سلسلے میں کوئی شرط پیش نہیں کروں گا۔ صرف آپ کا حکم سنوں گا اور تعمیل کرتا رہوں گا لیکن ایک بات ہے۔"

"ہاں بولیں۔"

"میں اس میدان میں نیا ہوں۔ اگر کبھی مجھ سے کوئی غلطی ہوجائے تو آپ اس غلطی کو درست کریں اور مجھے گائیڈ کرتے رہیں کہ کس معاملے میں کیسی حکمتِ عملی اختیار کرنا چاہیے۔"

"آپ اس سلسلے میں مطمئن رہیں۔ ہم --- ایسا لائن آف ایکشن بتائیں گے کہ آپ سے کبھی غلطی نہیں ہوگی۔ اگر ہوگی تو اس کی ذمے داری ہم پر ہوگی۔"

ایک اور افسر نے کہا۔ "جب ہمارے درمیان اتنا گہرا تعلق قائم ہوچکا ہے تو آپ باپ بیٹے کو ہمارے ملک میں آکر رہنا چاہیے۔"

میش نے کہا۔ "آپ کی بات ہمارے لیے حکم کا درجہ رکھتی ہے۔ دیوی جی نے بھی کہا تھا کہ امریکا میں ہمارا جو سب سے بڑا آشرم بنا ہوا ہے، ہم اسے ویران نہ ہونے دیں۔ ہم باپ بیٹے کو وہاں رہائش اختیار کرنا چاہیے۔"

ایک افسر نے کہا۔ "نیلماں دیوی نے ہم سے دوستی اور وفاداری کا حق ادا کردیا ہے۔ آپ باپ بیٹے کی آمد سے ہمیں اتنی قوت حاصل ہورہی ہے جیسے آپ اس آشرم کو بابا صاحب کے ادارے سے بھی زیادہ مضبوط ادارہ بنادیں گے۔"

"ایک بات اور ہے۔ جب اجلاس میں اس بات پر بحث ہورہی تھی کہ امریکی اکابرین پہلے ہم سے تنہائی میں بات کریں گے یا پورس کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے تو میں نے اس بحث کو ختم کرنے کے لیے پورس کے دماغ میں جاکر کہا کہ پہلے مجھے امریکی اکابرین سے باتیں کرنے دو۔ جب مذاکرات کے کمرے کا دروازہ بند ہوگا تو تم اپنے تینوں ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو مہاراج کے دماغ میں بھیج دینا۔ اسی لیے پورس نے راضی ہوکر پہلے ہم باپ بیٹے کو آپ لوگوں سے گفتگو کرنے کا موقع دیا ہے۔"

مہاراج نے ہنستے ہوئے کہا۔ "یہ میش میرا باپ بننے کے بعد مجھ سے زیادہ چالاک ہوگیا ہے۔ اس کمرے کا دروازہ بند ہوتے ہی وہ تینوں ہمارے دماغوں میں کئی بار آنے کی کوشش کرتے رہے اور ناکام ہوتے رہے۔"

میش نے کہا۔ "اب پورس جہاں بھی ہوگا، میرے فریب پر کڑھ رہا ہوگا لیکن میں خوش ہوں کہ اس نے میری دیوی کو جس طرح پریشان کیا ہے اس کا پہلا انتقام میں نے لے لیا ہے۔ ایسا کرنا اس لیے بھی ضروری تھا کہ پہلے آپ کو دیوی جی کے حوالے سے ہم پر اعتماد حاصل ہوجائے۔ آپ ٹیلی پیتھی کے حوالے سے خود کو مضبوط سمجھیں اور آئندہ پورس کے دباؤ میں آکر اس کی ناجائز شرائط تسلیم نہ کریں۔"

"میش! تم نے دانش مندی کا ثبوت دیا ہے۔ ابھی دشمنوں کو یہ معلوم نہیں ہونا چاہیے کہ نیلماں دیوی کے حوالے سے ہمارے گہرے مراسم ہیں۔ ابھی ہم یہی ظاہر کریں گے کہ تم سے دوستانہ معاملات طے ہورہے ہیں مگر تم کوئی فراڈ لگ رہے ہو اس لیے ہم ابھی تمہیں آزمائیں گے۔"

پھر وہ افسران لاطینی امریکا کے سیاسی حالات بتاتے ہوئے کولمبیا کا ذکر کرنے لگے۔ انہوں نے بتایا کہ پورس وہاں کسی خاص مقصد کے لیے جارہا ہے۔ وہاں کی حکومت پر ڈرگ مافیا کا گاڈ فادر کارسیلو چھایا ہوا ہے۔ پورس کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے کارسیلو کو تنویمی عمل کے ذریعے اپنا معمول اور تابعدار بنا لیا ہے۔ دوسرے لفظوں میں اب وہاں پورس کی حکمرانی ہوگی اور وہ امریکی مفادات کو نقصان پہنچاتا رہے گا۔

دوسرے افسر نے کہا۔ "پورس یہ راز نہیں بتا رہا ہے کہ وہ کولمبیا کیوں جارہا ہے۔ انہوں نے گاڈ فادر کارسیلو کے دماغ کو لاک کردیا ہے۔ تم کارسیلو کے اندر نہیں پہنچ سکو گے اور پورس کے وہاں جانے کی وجہ سمجھ نہیں پاؤ گے۔"

میش نے کہا۔ "یہ کام ذرا مشکل ہے۔ آپ مجھے کارسیلو کے

خاص باڈی گارڈ اور پرسنل سیکریٹری کی آوازیں سنائیں۔ میں ان پر تنویمی عمل کرکے انہیں اپنا تابعدار بنا کر ہمیشہ کارسیلو کے قریب رہوں گا تو کسی حد تک پورس کی چالبازی معلوم ہوتی رہے گی۔"

"یہ بہت اچھا آئیڈیا ہے۔ میں ابھی فون پر اس کے خاص باڈی گارڈ اور پرسنل سیکریٹری سے باتیں کروں گا۔ تم میرے دماغ میں رہ کر ان کی آوازیں سن کر ان کے اندر جاسکو گے۔"

ایک افسر فون کا ریسیور اٹھا کر کسی کے فون نمبر ڈائل کرنے لگا۔

دوسری طرف پورس ایک ہوٹل کے کمرے میں ایک ایزی چیئر پر بیٹھا ہوا تھا۔ تینوں ٹیلی پیتھی جاننے والے اس کے دماغ میں تھے۔ اب وہ اس ملک میں قیدی نہیں تھا لیکن اسے رہا کرتے وقت کہا گیا تھا کہ ابھی وہ نیویارک میں رہے' شام کو آرمی افسران اسے مذاکرات کے لیے بلائیں گے۔ ایک اندازے کے مطابق وہ مذاکرات تین گھنٹے بعد ہونے والے تھے۔

فی الحال ناصرہ' ثنا اور جلال پاشا کو میش کے فراڈ پر غصہ آرہا تھا۔ اس نے پورس سے کہا تھا کہ اپنی خفیہ میٹنگ میں ان تینوں کو مہاراج کے دماغ میں آنے دیا جائے گا لیکن عین وقت پر ان باپ بیٹے نے بار بار سانسیں روک کر اپنے اندر آنے سے روک دیا تھا۔

پورس نے کہا۔ "میش نے جس طرح مجھے فریب دیا ہے' اس سے مجھے یقین ہو رہا ہے کہ وہ میش نہیں پارس ہے اور مہاراج سے مل کر اس کے بیٹے میش کا رول ادا کر رہا ہے۔"

ثنا نے کہا۔ "جس وقت میش اور مہاراج اجلاس میں بول رہے تھے' ٹھیک انہی لمحات میں' میں اور ناصرہ بھابی پارس کے دماغ میں گئی تھیں۔ ہم آپ کو بتا چکے ہیں کہ پارس کار ڈرائیو کر رہا تھا اور اس کے ساتھ ثانی بیٹھی ہوئی تھی۔"

جلال پاشا نے کہا۔ "اجلاس میں پارس نہیں تھا۔ یہ ہو سکتا ہے کہ پارس کا کوئی تابعدار ماتحت ہو اور اس نے پارس کے مشورے کے مطابق تمہیں دھوکا دیا ہو۔"

"انکل! آپ درست کہہ رہے ہیں۔ وہ مکار چاہتا تھا کہ امریکی اکابرین مجھ سے پہلے اس سے مذاکرات کریں۔ وہ ہمارے امریکا آنے کا مقصد سمجھ رہا ہے کہ ہم یہاں کہیں چھپ کر کسی لیبارٹری میں غیر معمولی دوائیں تیار کریں گے۔ اس چالباز نے میش کے ذریعے معلوم کر لیا ہوگا کہ ہم کولمبیا جانا چاہتے ہیں۔ اب مجھے براہ راست ان امریکی اکابرین سے مذاکرات کے لیے نہیں جانا چاہیے۔"

جلال پاشا نے کہا۔ "یہ تم پہلے بھی کہہ چکے ہو۔ میں تمہارے یہاں سے چھپ کر جانے کے انتظامات کر چکا ہوں۔ اس ہوٹل کے اندر اور باہر امریکی جاسوس تمہاری نگرانی کر رہے ہیں۔ تم پچھلے راستے سے پارکنگ ایریا کی طرف آؤ گے۔ وہاں ناصرہ ایک بلیک ہنڈا کار میں تمہارا انتظار کر رہی ہے۔"

"انکل! یہ بات ذہن میں رکھیں کہ ہم امریکی سراغ رسانوں کو دھوکا دینے میں کامیاب ہو جائیں گے لیکن پارس ہم سے غافل نہیں ہوگا۔"

جلال پاشا نے کہا۔ "میں نے اس چالباز کو کسی حد تک سمجھ لیا ہے۔ وہ توقع کے خلاف کوئی کام کر گزرتا ہے۔ میں اس سے ہوشیار رہوں گا۔"

جلال پاشا نے اس ہوٹل کے ایک ایسے ویٹر کو اپنا آلۂ کار بنایا تھا جس کی داڑھی اور مونچھیں تھیں۔ چہرے پر معمولی تبدیلی کے ذریعے پورس ویٹر بن سکتا تھا۔ ایک انسٹنٹ کیمرے کے ذریعے اس ویٹر کی تصویر اتار کر پورس کے پاس پہنچا دی گئی۔ میک اپ کا سامان بھی پہنچایا گیا۔ پورس نے آئینے کے سامنے بیٹھ کر اس تصویر کے مطابق اپنے چہرے پر تبدیلی کی۔ اسی طرح داڑھی مونچھیں لگائیں۔ ہوٹل کا وہ ویٹر آرڈر کے مطابق چائے کی ایک ٹرے اس کے کمرے میں لایا تب جلال پاشا نے اس کے دماغ پر قبضہ جمایا۔

اس ویٹر نے ہوٹل کی وردی اتار کر پورس کو دی اور اس کے کپڑے خود پہن لیے۔ صرف پندرہ منٹ کے اندر وہ ایک ویٹر بن کر کمرے سے نکلا۔ لفٹ کے ذریعے نیچے آیا پھر کچن کی طرف جاتے جاتے راستہ بدل کر دوسرے راستے سے پارکنگ ایریا میں آیا۔ وہاں ناصرہ بلیک ہنڈا میں اس کا انتظار کر رہی تھی۔ اسے دیکھتے ہی اپنے ساتھ والا دروازہ کھول دیا۔

ایک سراغرساں نے چونک کر ایک قیمتی ہنڈا کار میں ایک بیرے کو بیٹھتے دیکھا تو اپنی موٹر سائیکل کی طرف جاتے ہوئے جیب سے موبائل فون نکال کر نمبر ملانے لگا۔ اسی پارکنگ ایریا میں ثنا دوسری کار میں بیٹھی' امریکی سراغ رسانوں کو پہچاننے کی کوشش میں ہر ایک کو توجہ سے دیکھ رہی تھی۔ اس نے ایک شخص کو دیکھا۔ وہ ناصرہ اور پورس کی کار کو چونک کر دیکھنے کے بعد تیزی سے اپنی موٹر سائیکل کی طرف بڑھ رہا تھا۔ جیب سے موبائل فون نکال رہا تھا۔ اچانک ثنا نے اپنی کار کا دروازہ کھولا تو وہ آگے بڑھنے والا سراغ رساں کار کے دروازے سے ٹکرا کر گرتے گرتے سنبھل گیا۔ ثنا نے بڑی معذرت سے کہا۔ "سوری۔ میں نے دیکھے بغیر دروازہ کھولا ہے۔"

وہ بولا۔ "اٹس آل رائٹ۔ کوئی بات نہیں۔"

ثنا دروازہ بند کرتے ہوئے اس کے دماغ میں پہنچ گئی۔ سراغ رساں نے پوری طرح نمبر پنچ نہیں کیے تھے۔ اس نے باقی نمبر ملائے۔ پتا چلا رانگ نمبر ہے۔ وہ دوسری بار نمبر ملا کر اپنے ساتھی سراغ رسانوں کو بلیک ہنڈا کی نمبر پلیٹ وغیرہ بتانا چاہتا تھا۔ ثنا وہاں

سے کار ڈرائیو کرتے ہوئے اور اس سراغ رساں کے دماغ کو بھٹکاتے ہوئے ہوٹل کے احاطے سے باہر جانے لگی۔

پھر اس نے ناصرہ سے کہا۔ "اپنی گاڑی روک دو۔ میں آ رہی ہوں۔"

کچھ دور جا کر بلیک ہنڈا نظر آئی۔ ثنا نے اپنی کار روکی۔ ناصرہ اور پورس کار سے اتر کر ثنا کی کار میں آئے پھر وہاں سے جانے لگے۔ تھوڑی دیر بعد جب سراغ رسانوں کی ٹیم ادھر آئی تو انہوں نے بلیک ہنڈا کو خالی پایا۔ جس کی سختی سے نگرانی کی جا رہی تھی' وہ نکل چکا تھا۔

جلال پاشا نے آرمی کے ایک اعلیٰ افسر سے کہا۔ "پورس نے کہا ہے' مزید مذاکرات ضروری نہیں ہیں۔ ہم کولمبیا جا رہے ہیں۔ آئندہ پورس کی نگرانی کے لیے جتنے جاسوس لگائے جائیں گے' وہ مردہ پائے جائیں گے۔ بہتر ہے اپنے قابل سراغ رسانوں کی سلامتی چاہو۔"

اعلیٰ افسر نے کہا۔ "مذاکرات نہ سہی' لیکن ہم ایک دوسرے سے تھوڑی سی گفتگو کر سکتے ہیں۔"

"گفتگو مجھ سے ہی ہوگی۔ میں پورس کا نمائندہ ہوں۔ کیا کہنا چاہتے ہو؟"

"سب سے اہم اور بنیادی بات یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم کسی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والے کو ناراض نہیں کرنا چاہتے۔ آپ خود گواہ ہیں۔ ہم مہیش اور مہاراج سے پہلے پورس سے مذاکرات کر رہے تھے۔ خود پورس نے ہم سے کہا کہ پہلے ہم مہیش سے تنہائی میں باتیں کر سکتے ہیں۔ ہمیں خود اجازت دینے کے بعد کیا پورس کی ناراضگی جائز ہے؟"

"بات ناراضگی کی نہیں ہے۔ جس طرح ایک نیام میں دو تلواریں نہیں رہ سکتیں' اسی طرح ایک ملک میں دو ٹیلی پیتھی جاننے والی ٹیمیں نہیں رہیں گی۔ تم مہیش اور مہاراج سے دوستی کرو۔ ہم کولمبیا میں رہ کر دوستی کا تماشا دیکھیں گے۔"

"تم سمجھتے ہو' ہم مہیش اور مہاراج کو کولمبیا میں تمہارے خلاف استعمال کریں گے اور پورس کے کسی منصوبے کو نقصان پہنچائیں گے تو تم ہمیں غلط سمجھ رہے ہو۔ ہم تو ابتدا سے کہہ رہے ہیں کہ پورس کولمبیا میں ہمارے سیاسی مفادات کا تحفظ کرے' ہم وہاں پورس کے لیے ضروری سہولتیں مہیا کرتے رہیں گے۔"

"ایک دوسرے سے تعاون کرنے کے لیے تمہارے لیے مہیش کافی ہے۔ بہت جلد تم لوگوں پر یہ راز کھلے گا کہ مہیش کے پیچھے پارس تم لوگوں کو اُلّو بنا رہا ہے۔"

"اب تک کی معلومات کے مطابق پارس کرنان میں ہے۔"

"یہ کیوں بھولتے ہو کہ اس کا ٹیلی پیتھی جاننے والا کرنان سے پلک جھپکتے ہی امریکا پہنچ سکتا ہے۔ تمہاری اطلاع کے لیے عرض ہے کہ اصل پارس اپنی ثانی کے ساتھ یہیں نیویارک میں ہے۔ اس کے دماغ میں جا کر اسے اس شہر کی ایک شاہراہ پر کار ڈرائیو کرتے دیکھ چکے ہیں۔"

"یہ ہم سمجھ سکتے ہیں کہ پورس یہاں ہے تو پارس بھی یہاں ہوگا۔ دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ دھوپ ہوگی تو سایہ بھی ہوگا۔ آگ ہوگی تو پانی بھی ہوگا۔ ہم نہیں چاہتے کہ ہمارے ملک میں کوئی آگ لگائے اور کوئی پانی بن کر اسے بجھائے۔ اس سے پہلے ہی دونوں کو ٹھنڈا رکھنا ہم سب کا فرض ہے۔"

"میں پورس کی طرف سے یقین دلاتا ہوں کہ یہاں ہم سے کسی کو نقصان نہیں پہنچے گا۔ بہتر ہے آپ پارس کو سمجھائیں کہ یہاں سے چلا جائے۔ وہ خوامخواہ ہمارے تعاقب میں آیا ہے۔"

"پارس اس شہر میں کہاں ہے' کس بہروپ میں ہے؟ یہ ہم نہیں جانتے۔"

"پہلے نہیں جان سکتے تھے۔ اب اس کا سراغ لگانا آپ کے لیے آسان ہے کیونکہ مہیش اور مہاراج آپ کے ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں۔ وہ پارس کے دماغ تک پہنچ سکتے ہیں۔ میرا خیال ہے اب آپ کے پاس کہنے کے لیے کوئی بات نہیں رہی ہے۔ مجھے جانا چاہیے۔"

جلال پاشا نے اس کے دماغ سے واپس آکر پورس کو اس سے ہونے والی باتیں بتائیں۔ وہ چائنا ٹاؤن کے ایک اپارٹمنٹ میں آگئے تھے۔ پورس نے کہا۔ "انکل! آپ نے اچھے انداز میں گفتگو کی ہے۔ آئندہ بھی سنگین معاملات میں آپ ہی میری طرف سے گفتگو کیا کریں گے۔ اب ہمیں موجودہ حالات کے مطابق قدم اٹھانا ہے۔"

ثنا نے کہا۔ "بھائی جان! پارس نے چیلنج کیا تھا کہ وہ آپ کو غیر معمولی دوائیں بنانے نہیں دے گا اسی لیے وہ کمبخت یہاں تک آپہنچا ہے۔ ہم نے اس کے دیے ہوئے نیکلس اپنے پاس رکھ کر بہت بڑی غلطی کی ہے۔"

"کوئی غلطی ہو جائے تو میں اس غلطی سے بھی کامیابی کا کوئی راستہ نکال لیتا ہوں۔ پارس یہاں تک آچکا ہے تو ہمارے پیچھے کولمبیا بھی جائے گا۔ میں ایسی چالیں چلوں گا کہ وہ وہاں ہمارے پیچھے پیچھے بھاگتا رہے گا اور انکل ہم سے دور رہ کر وہ دوائیں تیار کراتے رہیں گے۔"

"بیٹے! میں کتنی بھی دور رہوں' آخر کولمبیا میں رہوں گا۔ وہ شاطر کسی نہ کسی طرح مجھے بھی ڈھونڈ نکالے گا۔"

"نہیں انکل! میں اسے خوب سمجھتا ہوں۔ جب میں' ناصرہ اور ثنا کولمبیا میں نظر آتے رہیں گے یا کسی ہنگامے وغیرہ میں اس کو ہماری موجودگی کا ثبوت ملتا رہے گا اور آپ اس سے تعلق رکھنے والے کسی فرد سے یا امریکی اکابرین اور مہیش سے خیال خوانی کے ذریعے گفتگو کرتے رہیں گے تو اسے پورا یقین ہو جائے گا کہ ہماری ٹیم کولمبیا میں ہے۔ درحقیقت آپ ہم سے ہزاروں میل دور کسی ملک میں دوائیں تیار کراتے رہیں گے۔"

جلال پاشا نے تائید میں سر ہلا کر کہا۔ "یہ تمہاری زبردست عملی ہوگی۔ میں ہزاروں میل دور رہ کر دوائیں تیار کرتا رہوں گا اور خیال خوانی کے ذریعے ضرورت کے وقت کولمبیا میں رہا کروں گا تو پارس یقیناً دھوکا کھاتا رہے گا۔ وہ بڑی چالاکی سے ہمارا تعاقب کرتا ہوا آیا ہے۔ اپنی چالبازی اب اسے مہنگی پڑے گی۔"

ناصرہ' پورس کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی۔ اس نے اچانک دونوں ہاتھوں سے سر کو تھام لیا۔ پورس نے پوچھا۔ "کیا ہوا؟ سر میں درد ہو رہا ہے؟"

"نہیں۔۔۔ ابھی مجھے پارس پر غصہ آ رہا تھا۔ میں اس کے دماغ میں جانا چاہتی تھی۔۔۔ مگر نہ جا سکی۔ میں خیال خوانی کی پرواز کرنا چاہتی ہوں مگر ناکام ہو رہی ہوں۔"

"کوئی بات نہیں۔ تمہیں اس طرح پریشان نہیں ہونا چاہیے۔ آج نہیں تو کل پھر خیال خوانی کرنے لگو گی۔"

"لیکن میرے ساتھ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ تمہارے لیے خطرہ محسوس کرتے ہی تڑپ کر بے اختیار تمہاری سلامتی کے لیے ٹیلی پیتھی کا ہتھیار خود بخود استعمال کرنے لگتی ہوں۔ اب تمہیں خطرے سے باہر دیکھ کر مطمئن ہو کر ٹیلی پیتھی سے محروم ہو گئی ہوں۔"

ثنا نے پوچھا۔ "بھابی' کئی گھنٹوں تک یہ علم آپ کے پاس رہا۔ کیا اس دوران میں کبھی آپ کو گزرے ہوئے دنوں کی کوئی بات یاد آئی؟ یا آپ نے یاد کرنے کی کوشش کی؟"

"نہیں۔ میرے دماغ میں ایک ہی بات سمائی رہی کہ کسی طرح ابھی پورس کو خطرے سے نکالنا ہے۔"

"میں بھی بھائی جان کے لیے بہت پریشان تھی ورنہ آپ کے ذہن کو کرید کے آپ کی پچھلی زندگی کے بارے میں کچھ معلوم کرتی۔"

جلال پاشا نے کہا۔ "آئندہ ہم یاد رکھیں گے۔ جب کبھی ناصرہ پورس کے لیے جنون میں آکر خیال خوانی کرے گی تو ہم ناصرہ کے خیالات پڑھیں گے۔ میرا مشورہ ہے بیٹی! تم بیڈ روم میں جا کر آرام سے لیٹ جاؤ۔"

پورس اس کا بازو تھام کر اسے ایک بیڈ روم کی طرف لے جانے لگا۔

جلال پاشا نے کہا۔ "پورس! اسے بستر پر لٹا کر تم ٹائلٹ جانے کے بہانے اس سے دور ہو جاؤ۔ ابھی اس کے سر میں تکلیف ہے۔ یہ مجھے محسوس نہیں کرے گی۔ میں اسے گہری نیند سلا کر اس کے گمشدہ ماضی کے متعلق کچھ معلوم کروں گا۔"

پورس نے یہی کیا۔ بیڈ روم میں آکر اس سے کہا۔ "تم یہاں لیٹ جاؤ۔ میں ابھی ٹائلٹ سے آتا ہوں۔"

وہ اس کا ہاتھ تھام کر بولی۔ "جلدی آؤ۔ میں دماغی طور پر تھکن محسوس کر رہی ہوں۔"

"پہلی بار کئی گھنٹوں تک ٹیلی پیتھی کا علم تمہارے دماغ میں رہا' اچانک پھر اس علم سے محروم ہو کر کچھ کمزوری محسوس کر رہی ہو۔ میں ابھی آتا ہوں۔"

وہ اسی بیڈ روم کے اٹیچڈ باتھ روم میں جانے لگا۔ وہ اسے پیار سے دیکھتی رہی۔ باتھ روم کا دروازہ بند ہوا اور وہ نظروں سے اوجھل ہوا تو آنکھیں بند کر کے اسے تصور میں دیکھنے لگی۔

جلال پاشا نے اس کے اندر آکر دیکھا۔ وہ تصور میں پورس کو دیکھ رہی تھی۔ اس نے تصوراتی پورس کے ذریعے کہا۔ "میں بالکل تمہارے پاس ہوں۔ اسی طرح آنکھیں بند رکھو۔ میں بند آنکھوں کے پیچھے بھی نظر آتا رہوں گا۔ تم آہستہ آہستہ سو رہی ہو۔ یہ اور اچھی بات ہے۔ میں تمہارے خواب میں آؤں گا۔ ہاں تم سو رہی ہو۔ نیند تم پر غالب آ رہی ہے اور یہ نیند پورس کو تمہارے پاس لانے والی ہے۔"

پاشا نے ٹیلی پیتھی کے ذریعے اس کے دماغ کو تھپک کر سلا دیا پھر اس سے کہا۔ "تم گہری نیند میں ہو اور کوئی خواب نہیں دیکھ رہی ہو۔ صرف میری سوچ کی لہروں کو محسوس کر رہی ہو۔ میں تمہارا عامل ہوں اور تمہارے اندر خیال خوانی کی لہروں کے ذریعے بول رہا ہوں۔ بولو کیا تم میرے سوالوں کے جواب دو گی؟"

ناصرہ کی سوچ کی لہروں نے جواب دیا۔ "میں سوالوں کے جواب دوں گی۔"

"تمہارا نام کیا ہے؟"

اس سوال پر وہ الجھ گئی پھر بولی۔ "ناصرہ!"

"میں حکم دیتا ہوں۔ اچھی طرح سوچ کر صحیح نام بتاؤ۔"

وہ تھوڑی دیر الجھن میں رہی پھر بولی۔ "میں سوچ رہی ہوں' مجھے یہی نام یاد آ رہا ہے۔"

"تمہارے ماں باپ کا نام کیا ہے؟"

"مجھے یاد نہیں ہے۔"

"سوچنے کی کوشش کرو۔ تم چھوٹی سی بچی ہو۔ تمہارے ماں باپ تمہیں پیار سے آوازیں دے رہے ہیں۔ سنو' غور سے سنو' وہ آوازیں دے رہے ہیں اور تم وہ نام سنتے سنتے ایک بچی سے جوان ہو گئی ہو۔"

"ہاں وہ مجھے پکار رہے ہیں۔ ناصو کہہ کر پکار رہے ہیں۔"

"اور سوچو تم ماں باپ کے پاس جاتی ہو اور کیا کرتی ہو؟ اسکول جاتی ہو۔ کالج جاتی ہو۔ کن راستوں سے گزرتی ہو۔ وہ جگہ' وہ شہر کیسا ہے؟"

"میں دوڑتی جارہی ہوں۔ بچی ہوں' جوان ہوگئی ہوں۔ بہت سے لوگوں کی بھیڑ ہے۔ سب دیکھ رہے ہیں۔ میں بھی دیکھ رہی ہوں۔ ایک شخص اپنے ہاتھ میں بڑا سا سرخ رومال لئے ایک بپھرے ہوئے سانڈ کو حملہ کرنے پر اکسا رہا ہے پھر ایک بار سانڈ نے اس شخص کو دونوں سینگوں پر اٹھا کر پھینک دیا ہے۔"

جلال پاشا نے کہا۔ "تم بل فائٹنگ کی باتیں کررہی ہو۔ کیا تم اسپین کی رہنے والی ہو؟ اس ملک میں سانڈ کی لڑائی ایک قومی کھیل ہے۔"

"ہاں مجھے یاد آرہا ہے۔ میں وہاں کے شہر میڈرڈ میں رہتی تھی۔"

"میں تمہیں حکم دیتا ہوں۔ اسی طرح یاد کرتی رہو' یاد کرتے رہنے کے دوران میں تمہیں کہیں رکنا نہیں چاہیے۔"

"میں کچھ بھول رہی ہوں۔ کچھ یاد آرہا ہے۔ ایک عیاش دولت مند میری عزت سے کھیلنا چاہتا تھا۔ وہ مجھے اغوا کرکے میرے شہر سے دور ایک چھوٹے سے ہوائی جہاز میں یا شاید ہیلی کاپٹر میں کہیں دور ایک فارم میں لے گیا تھا پھر ایک گودام میں بند کردیا تھا۔"

وہ چپ ہوگئی۔ پاشا نے کہا۔ "خاموش نہ رہو۔ باتیں بے ترتیبی سے یاد آئیں تب بھی بولتی رہو۔"

"مجھے اچھی طرح یاد نہیں ہے' وہ مجھے گودام میں بند کرکے کیوں چلا گیا تھا۔ شاید پھر واپس آنے والا تھا۔ میں اپنی عزت دینے سے پہلے جان دینا چاہتی تھی' پھر میں نے جان دے دی۔"

"جان دینے کے بعد کوئی زندہ نہیں رہتا اور تم زندہ ہو۔ تم اب تک سوچتی آرہی ہو۔ سمجھتی آرہی ہو۔ میں حکم دیتا ہوں کہ خود کو گودام میں محسوس کرو اور سوچو تمہارے ساتھ کیا ہوا؟"

"کیا ہوا؟ میرے ساتھ کیا ہوا؟ ہاں۔۔۔ ہاں میں نے زہر کھالیا تھا۔ اس کے بعد شاید میں مرگئی تھی۔"

"مرنے کی بات نہ کرو۔ تم زندہ ہو۔ بتاؤ کیسے زندہ ہو؟"

"کیسے زندہ ہوں؟ میں کیسے زندہ ہوں؟ زہر تو مار ڈالتا ہے مگر۔ مگر دماغ زہریلا ہورہا تھا اور یوں لگ رہا تھا جیسے میرے اندر دوسری زندگی آرہی ہے۔ ہاں۔۔۔ ہاں۔۔۔ میں مررہی تھی اور زندگی بھی پا۔۔رہی تھی۔"

"میں حکم دیتا ہوں' ناقابل یقین بات نہ کرو۔ اچھی طرح یاد کرو۔ زہر کے باوجود تمہیں زندگی کیسے مل رہی تھی؟"

وہ سوچنے لگی۔ "آگ۔۔۔ انسانی ہڈیوں کے ڈھانچے۔ ایک چتا جل رہی ہے۔ منظر بدلتا ہے۔ کہیں دوسری چتا جل رہی ہے۔ انسان مرجائے تو اسے مٹی میں دفن کیا جاتا ہے یا اس کی چتا جلائی جاتی ہے۔ ایسا کرنے سے جسم فنا ہوجاتا ہے۔ روح کبھی فنا نہیں ہوتی۔ وہ کوئی آتما تھی۔ ہاں کوئی آتما زہر سے مردہ ہونے والے میرے جسم میں زندگی ڈال رہی تھی۔ میرے مردہ جسم میں روح داخل ہورہی تھی۔"

"کیا تم یہ کہنا چاہتی ہو کہ تمہارے مردہ جسم میں کسی کی آتما داخل ہوگئی تھی؟ تم خود کو ناصرہ کہتی ہو اور اب کہتی ہو' ناصرہ مرگئی تھی اور کوئی دوسری آتما تمہارے اندر آگئی تھی؟"

"ہاں۔ ایسا ہی کچھ ہوا تھا۔ میں محسوس کررہی تھی کہ میں تڑپ رہی ہوں اور میرا دماغ سوچ رہا تھا کہ میں کس زہریلے جسم میں آکر پھنس گئی ہوں۔ یہاں سے نکل کر کہاں جاؤں؟ نیا جسم تلاش کرنے تک میری آتما شکتی کی مدت ختم ہوجائے گی۔"

"تم یہ کہنا چاہتی ہو کہ تمہارے جسم میں پھیلنے والا زہر اس آتما کو بھی متاثر کررہا تھا اور وہ تمہارے اندر سے نکل نہیں پارہی تھی۔"

"شاید ایسی ہی کوئی بات ہوگی۔ اس کے بعد میں غافل ہوگئی تھی۔ پتا نہیں کب تک سوتی رہی یا بے ہوش پڑی رہی۔ وہ آنے والی آتما زہر پر کچھ غالب آگئی تھی اور زہر بھی کچھ اس پر غالب آگیا تھا۔ اس زہر نے دماغ پر اثر کیا ہے۔ مجھے پچھلی زندگی یاد آتی ہے اور نہ اس آتما کو یاد آتی ہے۔"

"تم نے چتا کی آگ دیکھی تھی۔ بار بار دیکھی تھی۔ ہوسکتا ہے کسی آتما شکتی والی کے جسم کو جلایا جارہا ہو اور وہ پچھلا جلتا ہوا جسم چتا میں چھوڑ کر تمہارے پاس آئی ہو۔ اس نے اپنے بارے میں کچھ بتایا ہوگا۔"

"وہ کچھ نہ بتاسکی۔ زہر نے اس پر اثر کیا تھا۔ میرے اندر آکر وہ میری طرح خود کو بھول گئی تھی۔ اپنا نام بھی نہ بتاسکی۔"

"تم پورس کو اپنی آتما کی گہرائیوں سے چاہتی ہو۔ اسے خطرات میں دیکھ کر بے اختیار خیال خوانی کرنے لگتی ہو۔ اس کا مطلب ہے' تمہارے اندر آنے والی ہستی پہلے ٹیلی پیتھی جانتی تھی۔ زہر کے اثر سے وہ ٹیلی پیتھی کے علم کو بھولی رہتی ہے۔ اچانک جوش اور جنون میں آکر یہ علم تمہارے اندر سے ابھرتا ہے۔ میں حکم دیتا ہوں کہ اس علم پر توجہ دو۔ پورس کی محبت اور سلامتی کی خاطر اس چھپے ہوئے علم کو اپنے اندر سے ڈھونڈ نکالو۔"

"میں اس چھپے ہوئے علم کو ڈھونڈ نکالنے کی کوشش کرتی رہوں گی۔"

"میں ایک اجنبی آواز اور لب و لہجہ تمہارے دماغ میں نقش

کررہا ہوں۔ میں اس لب و لہجے میں تمہارے دماغ کے اندر آؤں گا تو تم مجھے محسوس نہیں کروگی۔ یہ لب و لہجہ تمہارے اندر کی خوابیدہ خیال خوانی کو رفتہ رفتہ بیدار کرنے کی کوشش کرے گا اور تم اس لب و لہجے کے ساتھ تعاون کرتی رہوگی۔"

اس نے ایک معمول اور تابعدار کی حیثیت سے تعاون کرنے کا وعدہ کیا۔ پاشا نے اس کے اندر ایک اجنبی آواز اور لب و لہجے کو نقش کرنے کے بعد اسے تنویمی نیند سونے کا حکم دیا پھر اس کے دماغ سے نکل آیا۔

ثنا اور پورس ڈرائنگ روم میں بیٹھے باتیں کررہے تھے۔ پاشا نے اپنی بیٹی کے دماغ میں آکر اس کی زبان سے تنویمی عمل کی پوری تفصیلات سنائیں تاکہ ثنا اور پورس دونوں کو ناصرہ کے ماضی کے بارے میں معلوم ہوسکے۔ پورس نے تمام باتیں سننے کے بعد حیرانی سے کہا۔ "انکل! ٹیلی پیتھی کی دنیا سے تعلق رکھنے والے سبھی جانتے ہیں کہ صرف نیلماں آتما شکتی کے ذریعے ایک جسم سے دوسرے جسم میں جایا کرتی تھی اور ایسا کرنے کے باعث اس کی آتما شکتی کمزور ہوتی جارہی تھی۔ کیا آپ یہ رائے قائم کریں گے کہ میری ناصرہ کے اندر نیلماں سمائی ہوئی ہے؟"

"بیٹے! فی الحال تو کچھ ایسی ہی رائے قائم کی جاسکتی ہے لیکن یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ ہماری اتنی بڑی دنیا میں روحانیت کے عالم اور آتما شکتی والے کئی ہیں۔ ایک آمنہ فرہاد کی مثال ہمارے سامنے ہے اور نہ جانے ایسی کتنی ہستیاں ہوں گی۔ لہٰذا ہمیں صرف نیلماں کے بارے میں آخری رائے قائم نہیں کرنی چاہیے۔"

ثنا نے کہا۔ "بھائی جان! آپ کو یاد ہے آج صبح اجلاس میں ٹیش نے کہا تھا کہ نیلماں نے اسے آتما شکتی سے ٹیلی پیتھی سکھائی ہے۔ اس کا مطلب ہے نیلماں جسمانی طور پر گوشہ نشین رہ کر اپنی آتما شکتی واپس حاصل کرنے کی کوششیں کررہی ہے۔ اس طرح میں سمجھتی ہوں' میری بھابی کے اندر نیلماں نہیں کوئی دوسری آتما شکتی والی ہے۔"

پورس نے کہا۔ "تمہاری بات میں وزن ہے لیکن یہ سمجھنا چاہیے کہ میش کس حد تک سچ بول رہا ہے؟ تم رفتہ رفتہ سمجھوگی کہ پارس سمندر کی طرح گہرا ہے۔ وہ اپنی ماں کی روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے میش کو خیال خوانی سکھا کر اسے ہمارے راستے کی دیوار بنا رہا ہے۔ ہمیں یہ سمجھ چکا ہے کہ وہ باپ بیٹے ہماری طرح کو لمبیا میں رہ سکتے ہیں اور ہمارے لیے مشکلات پیدا کرسکتے ہیں۔"

جلال پاشا نے کہا۔ "یہ ایک اہم نکتہ ہے کہ میش نے اچانک ٹیلی پیتھی کیسے سیکھ لی؟ دوسرا اہم نکتہ یہ ہے کہ جو نیلماں اپنی کھوئی ہوئی آتما شکتی حاصل کرنے کے لیے دن رات گیان دھیان میں مصروف رہتی ہو وہ اپنی کمزور آتما شکتی سے میش کو ٹیلی پیتھی کیسے سکھائے گی؟"

"بو! میش کہتا ہے کہ نیلماں نے اپنے گم شدہ پوتے کو تلاش کرنے کے لیے اسے یہ علم سکھایا ہے۔"

"تو پھر میش کا فرض ہے کہ اس کے گم شدہ پوتے کو تلاش کرے لیکن وہ ایسا کرنے کے بجائے ہمارے راستے کی رکاوٹ بننے چلا آیا ہے۔ ہمارے خلاف پارس کو جو کچھ کرنا چاہیے' وہ میش کرنے آیا ہے اور پارس پس پردہ چلا گیا ہے۔"

پورس نے کہا۔ "گولی مارو پارس کو۔ میرے اندر ایک بے چینی سی پیدا ہوگئی ہے۔ میری ناصرہ کے اندر نیلماں ہوگی تو وہ آئندہ کبھی میری غفلت میں میری جان لے سکتی ہے۔"

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ بھابی تو آپ کی محبت میں خود جان دے سکتی ہیں۔"

"یہ تم نہیں جانتی ہو۔ انکل بھی نہیں جانتے ہیں۔ نیلماں میری بدترین دشمن ہے۔ اسے میری وجہ سے بار بار جسم بدلنا پڑتا تھا۔ میں اسے مار ڈالنا چاہتا تھا' وہ مجھے مار ڈالنے کی کوششیں بھی کرتی رہی۔ ایسا کرنے کے باعث اس کی آتما شکتی کمزور ہوگئی۔ اس کمزوری کے باعث وہ اپنے گمشدہ پوتے کو تلاش نہ کرسکی پھر اچانک کہاں گم ہوگئی؟ کچھ پتا نہ چلا۔ اگر وہ ناصرہ کے اندر رہی ہے اور اس کے زہر نے اس کی رہی سہی آتما شکتی کو بھی کمزور کردیا ہے تو پھر وہ اسی طرح ناصرہ رہے گی۔ مجھ پر جان دیتی رہے گی اور جس طرح میری محبت کے جنون میں خیال خوانی کرنے لگی ہے اسی طرح کبھی پوتے کو دیکھ لے گی تو ممتا کے جنون میں میری جان کی دشمن بن جائے گی۔"

"لیکن وہ تو اپنی آتما شکتی کھوچکی ہے۔"

"وہ ناصرہ کے زہریلے جسم میں آکر جس طرح ٹیلی پیتھی بھول گئی ہے اسی طرح شکتی کو بھلا بیٹھی ہے۔ یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ اس کی آتما شکتی بالکل ختم ہوچکی ہے۔"

جلال پاشا نے کہا۔ "یہ تو بہت ہی عجیب اور تشویش ناک صورتِ حال ہے۔ ہمیں سب سے پہلے کسی نہ کسی طرح تصدیق کرنا چاہیے کہ ہماری ناصرہ کے اندر وہی نیلماں سمائی ہوئی ہے۔"

پورس نے کہا "یہ صرف میش بتاسکتا ہے اور وہ کبھی نہیں بتائے گا کہ نیلماں کہاں ہے۔"

"فی الحال تمہیں ناصرہ سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ جب کبھی گمشدہ پوتا نظر آئے گا اور اس کی ممتا تڑپ کر ناصرہ کے اندر سے ابھرے گی تو دیکھا جائے گا۔ ہم اس سے پہلے ہی یہ حقیقت معلوم کرنے کی پوری کوشش کریں گے۔ میں پھر ایک بار ناصرہ پر تنویمی عمل کروں گا۔ کچھ نئی باتیں معلوم ہوسکتی ہیں۔"

"آپ دوسرا تنویمی عمل تو بارہ گھنٹے بعد ہی کرسکیں گے۔۔۔۔

فی الحال اس کے دماغ میں جھانک کر دیکھیں' کیا وہ سکون سے سو رہی ہے؟"

جلال پاشا نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ ناصو کے خوابیدہ دماغ میں پہنچا۔ وہ یک بیک سانس روک کر ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی۔ خالی خالی نظروں سے کمرے کو دیکھنے لگی۔ جلال پاشا نے کہا۔ "پورس! فوراً ناصو کے پاس جاؤ۔ میرے دماغ میں جاتے ہی وہ سانس روک کر اٹھ بیٹھی ہے۔"

پورس نے کمرے میں جاتے ہوئے پوچھا۔ "کیا آپ نے عمل کے آخر میں اسے تنویمی نیند نہیں سلایا تھا؟"

"میں نے تنویمی نیند سلایا تھا۔ معلوم ہوتا ہے' زہریلے دماغ میں عارضی طور پر تنویمی عمل نے اثر کیا تھا۔ ابھی ایک گھنٹا بھی نہیں گزرا ہے اور وہ میرے عمل کے اثر سے نکل آئی ہے۔"

وہ تیزی سے چلتا ہوا کمرے کے دروازے پر آکر رک گیا۔ ناصو سر گھما کر خالی کمرے کو دیکھ رہی تھی پھر اس کی نظریں پورس پر رک گئیں۔ وہ پورس کے بغیر نہیں رہتی تھی۔ ہر صبح آنکھ کھلتے ہی پہلے دوسرے کمرے میں جاکر اسے دیکھتی تھی۔ اگر کبھی وہ نظر نہ آئے' باتھ روم میں ہو یا چھت پر ورزش کرنے جائے تو اسے آواز دیتی ہوئی اس کے پاس پہنچ جاتی تھی۔

اب پورس کمرے میں آیا تو ایسی نظروں سے دیکھنے لگی جیسے اسے پہچاننے کی کوشش کر رہی ہو۔ پورس اسے دیکھ رہا تھا۔ اس کی نگاہوں کی اجنبیت کو کسی حد تک سمجھ رہا تھا۔ دونوں کی نظریں ایک دوسرے سے مل رہی تھیں۔

جلال پاشا نے سوچ کے ذریعے کہا۔ "پورس! اس کی آنکھوں میں ہلکی سی نفرت کے علاوہ ۔۔۔ محبت بھی ہے۔ دیکھنے کے انداز سے پتا چلتا ہے کہ یہ کشمکش میں ہے۔ اس کے ساتھ جو کچھ ہو چکا ہے' اسے یہ سمجھ نہیں پا رہی ہے۔"

اسی وقت ناصو نے اپنے دونوں ہاتھوں سے سر کو تھام لیا۔ آگے پیچھے جھومتی ہوئی تکیے پر گر پڑی۔ پورس نے بستر کے پاس آکر آواز دی۔ "ناصو! ناصو! کیا ہوا؟ تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے؟"

وہ اس کا ہاتھ تھام کر سر کو سہلانے لگا۔ اس نے آہستگی سے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا پھر کمزور سی آواز میں بولی۔ "ابھی مجھے کیا ہو گیا تھا؟"

"کچھ نہیں۔ تم نیند سے اٹھ کر بیٹھیں۔ مجھے دیکھا اور پھر لیٹ گئیں۔"

"نہیں کچھ ہوا تھا۔ تم کمرے میں آکر رک گئے تھے۔ میں تھوڑی دیر کے لیے تمہیں پہچان نہ سکی۔" پھر اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ وہ بولی۔ "پہلے مجھے ایسا لگا تم میرے جانی دشمن ہو۔ میری جان لینے آئے پھر دوسرے ہی لمحے میں' میں نے تمہیں پہچان لیا' تم میرے پورس ہو۔ میری جان ہو۔"

وہ اس کے آنسو پونچھتے ہوئے بولا۔ "تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ تم پہلی بار کئی گھنٹوں تک ٹیلی پیتھی کے علم اندر سمجھتی رہی ہو۔ خیال خوانی بھی کرتی رہی ہو۔ میں نے کہا تھا۔ تم تھکی ہوئی ہو۔ تمہیں آرام سے سونا چاہیے۔"

"میں تو سو رہی تھی۔ کسی نے مجھے اٹھا دیا۔"

"کس نے؟"

"پتا نہیں؟ کوئی میرے دماغ میں آیا تھا۔"

"کوئی دشمن خیال خوانی کرنے والا آیا ہوگا۔"

وہ دونوں ہاتھوں سے اس کا ہاتھ تھام کر بولی۔ "نہیں کچھ اور باتیں ہیں۔ جب میں سو رہی تھی تو اپنے آپ سے کہہ رہی تھی۔"

"کیا کہہ رہی تھیں؟"

"اچھی طرح یاد نہیں ہے۔ مجھے ماں باپ یاد آرہے تھے۔ میں نے خود کو اسپین میں دیکھا جہاں بل فائٹنگ ہو رہی تھی۔ ایک شخص مجھے اغوا کرکے کہیں لے گیا۔ اس نے مجھے ایک کمرے میں بند کر دیا پھر میں نے دیکھا کہ میں نے زہر کھا لیا ہے اور میں مر رہی ہوں۔"

اسے تنویمی عمل کی باتیں یاد آرہی تھیں اور وہ گزری ہوئی باتیں تھیں۔ پورس نے کہا۔ "کبھی کبھی الٹے سیدھے خواب دکھائی دیتے ہیں۔ اب یہی دیکھو کہ تم نے زہر کھا لیا۔ تم مر گئیں۔ ابھی میرے سامنے زندہ ہو۔"

"یہی تو میں تم سے کہنا چاہتی ہوں کہ میں زندہ نہیں ہوں۔"

"کیا؟" پورس نے حیرانی سے کہا۔ ثنا اور جلال پاشا اس کے اندر رہ کر ان کی باتیں سن رہے تھے۔ پورس نے کہا۔ "میرے سامنے لیٹی ہوئی مجھ سے کہہ رہی ہو کہ تم زندہ نہیں ہو۔"

"ہاں یہ بات ایسی ہے جیسے خواب نہ ہو۔ دیکھو میں ہوں۔ میرے ساتھ ایسا ہوا ہوگا۔"

"کیا ہوا ہوگا؟"

"میں نے پچھلا دیکھا تھا میں دم توڑ رہی تھی۔ ایسے میں کوئی اندر آئی تھی۔ اس کے آنے سے میں سانسیں لینے لگی۔ وہ اندر ہے۔ وہ میرے اندر زندہ ہے اور میں مر چکی ہوں۔"

"او گاڈ! تم تعلیم یافتہ ہو کر ایسی باتیں کر رہی ہو۔ کیا نہیں سمجھ سکتیں کہ دماغی پریشانی کے باعث ایسی بے سروپا باتیں کر رہی ہو؟"

"کیا میں ایب نارمل نظر آرہی ہوں؟ تم یقین نہیں کرو گے۔ میرے اندر بول رہی تھی۔"

"کون بول رہی تھی؟"

"میں کیسے بتاؤں کہ وہ کون تھی؟ میں نے صاف طور سے سنا۔ وہ کہہ رہی تھی۔ جسم میرا ہے اور آتما اس کی ہے۔ وہ آتما کہہ رہی ہے' میری یہ زندگی ہے۔"

وہ پریشان ہو کر اسے دیکھنے لگا۔ جلال پاشا نے کہا۔ "میرے عمل کے باعث اس کی سوئی ہوئی یادیں بھڑک گئی ہیں۔"

ثنا نے پوچھا۔ "لیکن ابو! تنویمی عمل آپ کر رہے تھے پھر بھلا یہ اندر کوئی دوسری ہستی کیسے بول رہی تھی۔"

"میری سمجھ میں یہی آرہا ہے کہ تنویمی عمل کے باعث ناصو کو کچھ پچھلی زندگی یاد آگئی ہے۔ اسی طرح اس آتما کی سوئی ہوئی یادیں بھی بیدار ہو گئی ہیں۔ ناصو اور اس آتما کی یادداشت زہر کے باعث متاثر ہوئی تھی اور کمزور پڑ گئی تھی' اسے میرے تنویمی عمل نے تقویت پہنچائی ہے۔"

ناصو نے کہا۔ "پورس! تم خاموش کیوں ہو گئے؟ دیکھو مجھے ایب نارمل سمجھو گے تو میں ذہنی طور پر پریشان رہوں گی۔"

پورس نے اسے تھپک کر کہا۔ "اب تو وہ آتما نہیں بول رہی۔ ایک بار تم نے نیند کی حالت میں اس کی آواز سن لی۔ بار بار ایسا نہیں ہوگا۔ تم میری ہر بات مانتی ہو۔ چلو ابھی آنکھیں بند کرو۔ اپنے دماغ کو ہدایات دو اور سو جاؤ۔ جاگنے کے بعد تمام پریشانیاں ختم ہو جائیں گی۔"

اس نے ہدایات کے مطابق آنکھیں بند کر لیں۔ پورس اس کے پاس بیٹھا رہا۔ جب وہ گہری نیند سو گئی تو وہ آہستگی سے اٹھ کر کمرے سے باہر ثنا کے پاس آگیا۔ جلال پاشا نے کہا۔ "بیٹے! ایک نہ ایک دن ناصو کی حقیقت معلوم ہونی ہے مگر میں سوچ نہیں سکتا تھا کہ میرے تنویمی عمل سے صرف ناصو کی ہی نہیں اس آتما شکتی والی کی بھی کچھ یادیں تازہ ہو جائیں گی۔"

"انکل! میں یہ سوچ کر پریشان ہوں کہ وہ آتما شکتی والی نیلاں ہوئی تو وہ ناصو کے ذریعے میرے لیے بڑے مسائل پیدا کرنے لگے گی۔"

"بیٹے! خدا پر بھروسا رکھو۔ وہ نیلاں نہیں ہوگی اور اگر ہوگی تو انشاء اللہ ہم اس سے نمٹ لیں گے۔"

ثنا نے کہا۔ "یہ ایک ایسا تشویش ناک مسئلہ پیدا ہو گیا ہے کہ ادھر غیر معمولی دوائیں تیار کرانے والا کام کچھ عرصے کے لیے ملتوی کرنا ہوگا۔"

"نہیں ثنا! مسائل تو پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ ہم جس مقصد کے لیے آئے ہیں اسے ضرور پورا کریں گے۔" پورس نے کہا "ہم جلال پاشا سے کہا۔ انکل! آپ بھارت میں رہیں۔ پارس ہمارے تعاقب میں یہاں آیا ہے۔ ہم اسے کولمبیا میں بھٹکاتے رہیں گے۔ وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکے گا کہ آپ وہاں رہ کر دوائیں تیار کرا رہے ہیں۔ پارس کے علاوہ میش اور امریکی اکابرین بھی یہی سمجھتے رہیں گے کہ ہم سب کولمبیا میں ہیں۔"

یہ اتنا مکمل اور جامع منصوبہ تھا کہ ثانی اور پارس ضرور ان سے دھوکا کھاتے رہتے۔ لیکن دوسری طرف سے پورس کی ٹیم بھی دھوکا کھا رہی تھی۔ پورس مطمئن تھا کہ ثنا نے کولمبیا میں ڈرگ مافیا کے گاڈ فادر کارسیلو کو اپنا معمول اور تابعدار بنا لیا ہے۔ ثنا نے تنویمی عمل کے ذریعے جو اجنبی آواز اور لب و لہجہ کارسیلو کے دماغ میں نقش کیا ہے' اس لب و لہجے کو صرف ثنا اور جلال پاشا جانتے ہیں جبکہ ثانی تنویمی عمل کے وقت کارسیلو کے دماغ میں چھپی ہوئی تھی اور اس نے بھی اس لب و لہجے کو یاد کر لیا تھا۔

پورس کے پلان کے مطابق ثنا نے ایک ہندوستانی عمر رسیدہ شخص پر تنویمی عمل کرکے اس کی شخصیت تبدیل کر دی تھی۔ اسے اپنا باپ جلال پاشا بنا لیا۔ کولمبیا پہنچ کر ناصو اور پورس نے الگ رہائش اختیار کی۔ ثنا ڈمی جلال پاشا کے ساتھ دوسری جگہ رہنے لگی۔ اس طرح ثانی اور پارس یقین کر سکتے تھے کہ وہ چاروں کولمبیا میں موجود ہیں جبکہ جلال پاشا نے بھارت میں دوائیں تیار کرانے کے لیے مستقل اور نہایت تجربے کار ڈاکٹروں کو تلاش کرنا شروع کر دیا تھا۔

وہ سب کولمبیا کے دارالحکومت بوگوٹا میں تھے۔ ثانی نے کہا۔ "یہاں انسانی زندگی کی کوئی قیمت نہیں ہے۔ محنت مزدوری کرنے اور کاروبار کرنے والے اپنے گھروں سے جان ہتھیلی پر لے کر نکلتے ہیں۔ کوئی نہیں جانتا کہ وہ شام کو اپنے گھر زندہ واپس جا سکے گا یا نہیں۔"

پارس نے کہا۔ "پورس نے بڑی چالاکی سے یہ منصوبہ بنایا ہے۔ ایسی جگہ آکر رہائش اختیار کی ہے' جہاں ہم سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ وہ غیر معمولی دوائیں تیار کرانے آئے گا۔"

"ویسے میش اور مہاراج پر وہ شبہ کر رہا ہوگا اور سمجھ رہا ہوگا کہ وہ باپ بیٹے ہمارے آلۂ کار ہیں اور ان کے ذریعے ہمیں ان کے کولمبیا میں آنے کا علم ہو چکا ہے۔"

پارس نے پوچھا۔ "کیا تم اس بات پر حیران نہیں ہو کہ ناصو خیال خوانی کرنے لگی ہے؟"

"ٹھیک اسی طرح پورس حیران ہوگا کہ میش خیال خوانی کرنے لگا ہے۔ اس نے اجلاس میں کہا ہے کہ اسے نیلاں کی آتما شکتی نے ٹیلی پیتھی سکھائی ہے۔"

"ہمیں کسی طرح معلوم کرنا ہوگا کہ ناصو اچانک کیسے خیال خوانی کرنے لگی ہے۔"

"ہم نے تو ضرورت سے مجبور ہو کر آنٹی کی روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے میش کو یہ علم سکھایا ہے لیکن ناصو کو کون یہ علم سکھا

سکتا ہے؟"

ثانی میش کے دماغ میں آئی۔ وہ اس کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرسکتا تھا۔ اس وقت وہ خیال خوانی کے ذریعے گاڈ فادر کارسیلو کے پرسنل سیکریٹری کے دماغ میں موجود تھا۔ کارسیلو کے محل کے ایک بڑے ہال میں امریکن آرمی کے تین بڑے افسران اور کولمبیا کی حکمران پارٹی کا ایک حاکم اپنے دو فوجی افسران کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔

کولمبیا کا حاکم کہہ رہا تھا۔ "کارسیلو! تم آباواجداد کے زمانے سے کولمبیا کے ایک معزز شہری کہلانے کا فخر حاصل کرسکتے ہو لیکن یہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ تم امریکا کے سیاسی مفادات کے لیے اپنے ہی ملک کے امن وامان کو تباہ کررہے ہو۔ منشیات کی تجارت کو اتنا پھیلا دیا ہے کہ تمہیں اپنی قوم پر ناز کرنا چاہیے تھا لیکن تم اس قوم کو نشے کا عادی بناتے جارہے ہو!"

ایک امریکی فوجی افسر نے کہا۔ "تم کولمبیا کے حاکم ہو۔ تمہارے ہاتھوں میں اقتدار ہے۔ فوج ہے اور اسلحہ ہے مگر تمہاری حکومت اور فوجی طاقت مسٹر کارسیلو کی فوج کے مقابلے میں کمزور ہے۔"

"تم امریکیوں نے کارسیلو کی فوج کو جدید ہتھیار دیے ہیں تاکہ ہماری حکومت اور انتظامیہ اس فوج کے آگے ناکام رہے۔"

کارسیلو نے کولمبیا کے حاکم سے پوچھا۔ "آپ چاہتے کیا ہیں؟"

"ہم چاہتے ہیں' اس ملک کے تمام افیون کے کھیتوں کو جلا دو۔ جن فیکٹریوں میں ہیروئن' کوکین اور چرس تیار کراتے ہو' انہیں بند کردو۔ وہاں دوسری صنعتیں قائم کرو۔ افیون کی جگہ اناج اگاؤ۔"

امریکی افسر نے کہا۔ "واہ۔ اس طرح ارب پتی کارسیلو کو کنگال بنا دینا چاہتے ہو۔"

ثنا کارسیلو کے دماغ میں تھی۔ وہ ثنا کی مرضی کے مطابق کہنے لگا۔ "میں نے اس مسئلے پر بہت غور کیا ہے کہ مجھے اپنے ملک اور قوم کی بھلائی کرنی ہے یا اپنی قوم اور نسلوں کو تباہ کرنے والے امریکا کا ساتھ دینا چاہیے۔ آخر میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ میں منشیات کی تجارت اور اسمگلنگ بند کردوں گا۔"

ایک امریکی افسر نے کہا۔ "مسٹر کارسیلو! یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟"

"یو پلیز شٹ اپ۔ جب کارسیلو بولتا ہے تو اس کی باتوں میں کوئی مداخلت نہیں کرتا۔ میں آج سے اپنے ملک کے قوانین کا پابند رہوں گا۔ اگر میرے ملک کے حکمران چاہتے ہیں کہ افیون کی کاشت نہ ہو اور کھیت جلا دیے جائیں تو پھر آج رات دارالحکومت بوگوتا کے مضافات کا پہلا کھیت جلے گا۔ جن فیکٹر[یوں] میں ہیروئن' کوکین اور چرس تیار کی جاتی ہیں' وہاں دوسری صنع[تیں] قائم کی جائیں گی۔"

کولمبیا کے حاکم اور فوجی افسران نے خوش ہوکر کہا۔ "کارسیلو زندہ باد۔"

امریکی افسر نے کہا۔ "مسٹر کارسیلو! آپ کو یہ حقیقت م[علوم] نہیں ہے کہ ہمارے دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے آپ [کے] دماغ پر قبضہ کر رکھا ہے۔ ابھی یہ سب کچھ آپ اپنے دماغ [سے] نہیں بلکہ دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی زبان سے کہہ ر[ہے] ہیں۔"

میش نے امریکا کی حمایت میں پرسنل سیکریٹری کی زبان [سے] کہا۔ "باس! ہمارے یہ امریکی افسر درست کہہ رہے ہیں۔ وہ د[شمن] صرف امریکا کے نہیں' آپ کے بھی ہیں۔ وہ آپ کے کھیتوں [کو جلا] کر' فیکٹریاں بند کرکے اور اسمگلنگ کو روک کر آپ کو بالکل [...] اور کنگال بنا دینا چاہتے ہیں۔"

ثنا نے کارسیلو کے ذریعے کہا۔ "یو شٹ اپ۔ تم محض [ایک] سیکریٹری ہو۔ مجھے مشورے دینے والے مشیر نہیں ہو۔ تمہیں [امریکا] کی غلامی پسند ہے تو میری ملازمت چھوڑ کر ان امریکی افسران [کے] ساتھ چلے جاؤ۔"

ثانی چاہتی تو ثنا کے خلاف وہاں بہت کچھ بول کر کار[سیلو کا] ارادہ بدل سکتی تھی۔ لیکن پورس' امریکا اور میش کی دو[ستی کے] باعث جو قدم اٹھا رہا تھا' وہ ملکوں' قوموں اور پوری انسانیت [کی] بھلائی کے لیے تھا۔ اس نے واپس آکر پارس کو تمام باتیں بتا[ئیں] وہ بولا۔ "یہ اچھی بات ہے۔ پورس امریکیوں سے دشمنی کے با[وجود] نیک کام کررہا ہے تو اسے کرنے دو۔ تم میرے دماغ سے یہ بات [معلوم کر کے] نکالو کہ ناصرہ نے ٹیلی پیتھی کیسے سیکھ لی۔"

"تم جانتے ہو' ناصرہ' ثنا' پورس اور جلال پاشا سے مع[لوم] نہیں کیا جاسکے گا۔ میں ان کے دماغ میں پہنچوں گی تو وہ سا[نس] روک لیں گے۔"

"تم پورس کے پاس جاؤ۔ اس سے کہو میش نے صاف [کہا] ہے کہ اسے نیلماں نے ٹیلی پیتھی سکھائی ہے۔ کیا وہ بھی صاف [گوئی] سے کام لے کر ناصرہ کے بارے میں بتائے گا۔ شاید دوستانہ اند[از] اختیار کرنے سے وہ بتا دے۔"

جس وقت پارس' ثانی کو یہ مشورہ دے رہا تھا' اس [وقت] پورس ایک مسئلے میں الجھ گیا تھا۔ تھوڑی دیر پہلے وہ ناصرہ [کے] ساتھ بیڈ روم میں تھا۔ دونوں رومانس کے موڈ میں تھے۔ یہ بتا[یا] جاچکا ہے کہ جب پہلی بار وہ دونوں جذباتی انداز میں ایک دو[سرے] کے قریب آئے تھے تو پورس نے ناصرہ کے منہ پر ٹیپ چپکا [دیا تھا] تاکہ وہ اس کے زہر سے محفوظ رہ سکے۔

ویسے پہلی ہی جذباتی ملاقات کے نتیجے میں اس کے زہر نے اثر کیا تھا اور وہ ایک شرابی کی طرح مدہوش ہوگیا پھر جس طرح رفتہ رفتہ نشے کا چسکا پڑتا ہے اسی طرح پورس کو ناصرہ کا چسکا پڑ گیا تھا۔ وہ برائے نام اس کے زہر کو برداشت کرتے کرتے بڑی حد تک اس کے زہر کا عادی ہوگیا تھا۔

یہ تو گزری ہوئی باتیں تھیں لیکن اب یہ انکشاف ہوا تھا کہ ناصرہ کے اندر کوئی دوسری آتما ہے۔ ایک طویل مدت کے بعد ناصرہ کے جسم کو اور (نیلماں) کی آتما کو معلوم ہوا تھا کہ وہ دونوں مل کر ایک بن گئی ہیں۔ اگر الگ ہوں گی تو ناصرہ کا جسم پرائی آتما کے بغیر مردہ ہوجائے گا اور وہ آتما دشمن بن کر ناصرہ کا جسم چھوڑ دے گی تو پھر دوسری لڑکی کے جسم میں نہیں جاسکے گی کیونکہ اس کی آتما شکتی ختم ہوچکی تھی۔

ناصرہ پہلے کی طرح پورس کی دیوانی تھی۔ پورس نے اسے آزمایا تھا' وہ اس کے بغیر بھوکی پیاسی رہ جاتی تھی۔ اس نے دھمکی دی تھی کہ وہ اس کی محبت پر شبہ کرے گا تو وہ خودکشی کرلے گی۔ پورس اس کے نشے کا عادی تھا اس لیے اس کے ساتھ کچھ وقت گزارنے کے لیے قریب آگیا۔ پہلے تو پورس کو کوئی تبدیلی محسوس نہیں ہوئی۔ وہ اس پر جی جان قربان کرنے والی ناصرہ تھی لیکن اچانک ہی پورس کے حلق سے کراہ نکل گئی۔ زہر کی جس مقدار کا وہ عادی تھا اس مقدار سے زیادہ زہر اس کے اندر پہنچ گیا تھا۔ ناصرہ نے گھبرا کر پوچھا۔ "کیا ہوا؟ پورس کیا ہوا؟"

ناصرہ کو اپنے اندر آتما کا قہقہہ سنائی دیا۔ وہ آتما کہہ رہی تھی۔ "تم نہیں جانتیں۔ یہ میرا بدترین دشمن ہے۔ اس کی دشمنی کے باعث میں اپنی آتما شکتی کھوچکی ہوں۔ ابھی میں نے چپکے سے اس کے اندر زہر پہنچا دیا ہے۔"

ناصرہ فوراً ہی پورس کے چہرے پر جھک کر اپنا زہر چوسنے لگی۔ وہ تڑپتے تڑپتے ساکت ہوگیا۔ جیسے مرگیا ہو یا ذرا آرام آگیا ہو۔ وہ زندہ تھا۔ سانسیں لے رہا تھا۔ جو زہر اس کے اندر رہ گیا تھا' وہ اتنی مقدار کا عادی تھا لیکن ایسے وقت مدہوشی کے باعث وہ ثانی کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہ کرسکا۔ وہ اس کے دماغ میں رہ کر حیرانی سے معلومات حاصل کررہی تھی کہ وہاں یہ تماشا ہو رہا ہے؟

اس وقت ناصرہ غصے سے مٹھیاں بھینچ کر پوچھ رہی تھی۔ "کون ہے تو؟ میری آتما بن کر میرے پورس سے دشمنی کررہی ہے؟"

وہ چپ ہوکر جیسے جواب سن رہی تھی۔ اگر ثانی ناصرہ کے اندر جاتی تو اسے جواب سنائی دیتا لیکن وہ احتیاطاً اس کے اندر نہیں گئی پھر ناصرہ نے حیرانی سے پوچھا۔ "کیا تیرا نام نیلماں ہے۔ میرے پورس نے تجھ سے دشمنی کرتے کرتے تیری آتما شکتی ختم کردی ہے اور تو اس سے انتقام لے رہی ہے۔ میں تجھے مار ڈالوں گی۔ میں تجھے اپنے جسم کے اندر کچل ڈالوں گی۔"

ثانی پورس کے اندر رہ کر اس کی جسمانی اور دماغی کمزوریوں کو سمجھ رہی تھی۔ اس کی جگہ کوئی دوسرا ہوتا تو مرچکا ہوتا یا زہر کے اثر سے پاگل ہوجاتا لیکن وہ اپنے اندر جنگ لڑ رہا تھا۔ خود کو پاگل پن کی حد سے گزرنے سے بچا رہا تھا۔

ثانی' ناصرہ کے اندر پہنچی تو وہ سانس روکنے والی تھی۔ وہ جلدی سے بولی۔ "بھابی میں ثنا ہوں۔ جتنی جلدی ہوسکے' پورس کو زہر سے بچائیں۔ جلدی کریں۔" اس نے ناصرہ کو زہر نکالنے کا طریقہ بھی بتایا۔

ناصرہ فوراً ہی اس کی ہدایت پر عمل کرنے لگی۔ اس نے اس بات پر توجہ نہیں دی کہ اس نے پورس کو بھائی جان نہیں کہا تھا۔ ناصرہ اپنے محبوب کی موت سے لڑ رہی تھی۔ اسے اور کسی بات کا ہوش نہیں تھا۔

زہر چوس چوس کر باہر تھوکتے رہنے سے وہ اس حد تک خطرے سے باہر ہوگیا کہ اب زہر دماغ پر صرف نشے کی حد تک اثر کرسکتا تھا۔ ثانی اس کے اندر رہ کر اس کی دماغی حالت کو سمجھ رہی تھی۔ پھر پارس کے پاس آگئی۔

پارس حیرانی سے ناصرہ اور پورس کے بارے میں سننے لگا۔ سب کچھ سننے کے بعد اس نے ثانی کو سینے سے لگا کر کہا۔ "اگرچہ پورس پر مصیبت آئی ہے لیکن میں اس بات پر خوش ہوں کہ تم نے پورس سے دشمنی نہیں کی جبکہ پلک جھپکتے ہی اسے ہلاک کرسکتی تھیں۔"

"تم نیلماں اور ناصرہ کے سنگم پر حیران نہیں ہو؟"

"یہ پورس کی بدقسمتی کی بات ہے کہ جس ناصرہ کو وہ جان دینے کی حد تک چاہتا ہے' اسی ناصرہ کے اندر جان لینے والی دشمن نیلماں کی آتما گھسی ہوئی ہے۔ وہ ناصرہ کے قریب محبت سے گیا تھا۔ اسے نیلماں کی نفرت ملی۔ آئندہ بھی ایسا ہوگا۔ دیکھنا یہ ہے کہ وہ کیسی ذہانت اور حکمتِ عملی سے کام لے گا۔"

"اگر وہ کچھ نہیں کرسکے گا تو ناصرہ اس کی اتنی دیوانی ہے کہ اپنی جان پر کھیل جائے گی۔ خود کو ہلاک کرلے گی تو نیلماں کی آتما اس کے اندر سے نکل جائے گی پھر کسی دوسرے جسم میں داخل نہیں ہوسکے گی۔ اس کی آتما شکتی ختم ہوچکی ہے۔"

"ویسے ہمیں یہ معلوم ہوگیا کہ نیلماں کی آتما اندر ہے اسی لیے ناصرہ خیال خوانی کرتی ہے۔"

"اب پورس کے سامنے میش کی یہ بات جھوٹی پڑ جائے گی کہ نیلماں نے اسے ٹیلی پیتھی سکھائی ہے۔ وہاں گاڈ فادر کارسیلو کے

محل میں ثنا نے کارسیلو کے دماغ کو خوب کنٹرول کیا تھا۔ اس کے مقابلے میں میش کمزور پڑ رہا تھا۔"

"اسے تو کمزور پڑنا ہی چاہیے۔ وہ باپ بیٹے ہمارے آلۂ کار ہیں۔ ہم انہیں سمجھا دیں گے کہ پورس جیسا مخالف بھی انسانیت کی بھلائی کا کام کرے تو وہ اس کی مخالفت نہ کریں۔"

"اس طرح امریکی اکابرین کے سامنے ان باپ بیٹے کی اہمیت کم ہو جائے گی۔"

"امریکی سیاسی چال چلیں گے۔ میش کے مقابلے میں پورس کو زیادہ اہمیت دیں گے۔ اس کے ذریعے کارسیلو کو اپنے شکنجے میں لینا چاہیں گے۔"

گاڈفادر کارسیلو کے محل سے کولمبیا کے حکمران خوش ہو کر گئے تھے اور امریکی حکام ناراض ہو گئے تھے۔ کارسیلو نے ان کے سامنے ہی اپنے ماتحتوں کو بلا کر حکم دیا تھا کہ آج رات کو بوگوٹا کے اطراف ان تمام کھیتوں کو جلا دیا جائے جہاں افیون کی کاشت ہوتی ہے۔

میش نے امریکی حکام سے کہا۔ "میں نے کئی بار کارسیلو کے دماغ میں جانے کی کوششیں کیں لیکن وہ سانس روک لیتا تھا۔ پورس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے اس کے دماغ پر حاوی نہ ہوتے تو میں کارسیلو کو اپنے شکنجے میں لے لیتا۔"

ایک امریکی افسر نے کہا۔ "ہم پہلے سے جانتے ہیں کہ انہوں نے کارسیلو کو اپنا تابعدار بنا لیا ہے۔ اب ہمیں دوسری چال چلنی ہوگی۔"

میش نے پوچھا۔ "کولمبیا میں کارسیلو کا کوئی مخالف ڈرگ اسمگلر ضرور ہوگا؟"

"ہو سکتا ہے، لیکن ہم اس کے کسی مخالف کو نہیں جانتے ہیں۔ کارسیلو اتنا خطرناک ہے کہ اپنے خلاف سر اٹھانے والوں کو فوراً ہی کچل دیتا ہے۔ تم ایک کام کرو۔ پورس کے پاس جاؤ اور اس سے کہو۔ ہم اس سے بات کرنا چاہتے ہیں۔"

"وہ کارسیلو کو آپ لوگوں کے خلاف باغی بنا چکا ہے اور آپ اسے منہ لگانا چاہتے ہیں۔"

"پورس پہلے ہماری حمایت پر تیار تھا۔ تم باپ بیٹوں سے ہماری دوستی ہونے کے بعد اس نے یہ انتقامی کارروائی کی ہے۔ ہم اس کی شرائط مان کر اسے دشمنی سے باز رکھیں گے۔ پلیز تم اسے کسی طرح ہمارے پاس لے آؤ۔"

میش نہیں چاہتا تھا کہ پورس امریکی اکابرین کو اپنی طرف جھکائے لیکن مجبوراً اسے پورس کے پاس جانا پڑا۔ اس کا خیال تھا کہ پہلے وہ سانس روک کر اسے بھگا دے گا لیکن وہ کسی رکاوٹ کے بغیر پورس کے اندر پہنچ کر حیران رہ گیا۔ اس وقت وہ گہری نیند میں تھا۔ میش نہیں جانتا تھا کہ وہ زہر کے اثر سے مدہوشی کی نیند سو رہا ہے۔

اس نے پورس کے خوابیدہ خیالات پڑھے تو معلوم ہوا کہ وہ ناصرہ کے زہر کے اثر سے سو رہا ہے اور ایسی حالت میں پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کر رہا ہے۔ وہ خوش ہو کر پارس کے پاس آ کر بولا۔ "میں میش بول رہا ہوں۔ ایک بہت بڑی خوش خبری سنانے آیا ہوں۔"

"خوش خبری تو یہی ہو سکتی ہے کہ تم نے گاڈفادر کارسیلو کو اپنے قابو میں کر لیا ہوگا۔"

"اس سے بھی بڑی خوش خبری ہے۔ آپ کا جانی دشمن نشے کی حالت میں سو رہا ہے۔ ہم اس پر تنویمی عمل کر کے اسے اپنا تابعدار بنا سکتے ہیں۔"

"دشمن کو بے خبری میں زیر کرنا مردانگی نہیں ہے۔ برابر کی ٹکر ہو تو مردانہ جوہر نمایاں ہوتے ہیں۔"

"آپ شرافت کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ یہ تو سوچیں، اگر آپ دماغی طور پر کمزور ہوتے تو کیا وہ آپ کو چھوڑ دیتا؟ کبھی نہیں! وہ اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے ذریعے ضرور آپ کو اپنا تابعدار بنا لیتا۔"

"میں اپنے دشمن کے مزاج کو تم سے زیادہ سمجھتا ہوں۔ اگر میں اس کی طرح ابھی کمزور ہوتا تو وہ بھی تنویمی عمل کے ذریعے کبھی اپنا تابعدار نہ بناتا۔ وہ دشمن ہے مگر میری طرح عالی ظرف ہے۔"

"آپ نے تو مجھے مایوس کر دیا۔ جیتنے والی بازی یونہی چھوڑ رہے ہیں۔"

"میری بات چھوڑو اور یہ یاد رکھو کہ ہماری لاعلمی میں پورس کو کوئی نقصان نہ پہنچانا ورنہ ساری عمر نقصان اٹھاتے رہو گے۔"

وہ مایوس ہو کر مہاراج کے پاس آیا۔ مہاراج نے پوچھا۔ "پتا جی! کیا ہوا؟ آپ کا منہ کیوں لٹکا ہوا ہے؟"

اس نے مہاراج کو پورس اور پارس کے بارے میں بتایا۔ وہ میش سے بولا۔ "پتا جی! میں برسوں سے ان کی مخالفتیں دیکھتا آ رہا ہوں۔ یہ بے شک ایک دوسرے کو جی بھر کے نقصان پہنچاتے ہیں، ایک دوسرے کے بڑے بڑے منصوبوں کو خاک میں ملا دیتے ہیں لیکن ان میں سے کوئی پیچھے سے آ کر کسی کی پیٹھ میں چھرا نہیں گھونپتا۔ اب آپ دیکھیں گے کہ جب تک پورس کی دماغی توانائی بحال نہیں ہوگی، پارس اس پر حملے نہیں کرے گا۔ اس سے دور ہی رہے گا۔"

"یہ تو سراسر نادانی ہے۔ دشمنی یا تو دشمنی کرے یا پھر نہ کرے۔"

"ان کی کوئی خاندانی دشمنی نہیں ہے۔ صرف پورس کو یہ

گمان ہے کہ وہ پارس سے کسی طرح کمتر نہیں ہے۔ دیکھا جائے تو وہ اپنی اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوانے کے لیے ایک دوسرے سے ٹکراتے رہتے ہیں۔"

"بات تو وہی ہے۔ اپنے مخالف کو یا تو مار ڈالو یا اسے نیچے دکھا کر اس کا سر جھکا ڈالو۔ اپنی برتری اور اس کی کمتری ثابت ہو جائے گی مگر پارس ابھی ایسا نہیں کرے گا۔ آج اس کے معمول اور تابعدار کارسیلو نے امریکا سے بغاوت کر کے پورس اور اس کے خیال خوانی کرنے والوں کے مقابلے میں مجھے کمتر بنا دیا ہے۔ اب امریکی اکابرین پورس کے خیال خوانی کرنے والوں سے دوستی کریں گے تو ان کے مقابلے میں میری حیثیت دو کوڑی کی رہ جائے گی۔"

"ہاں پورس کے خیال خوانی کرنے والے گاڈفادر کارسیلو کو پھر سے امریکا کا وفادار بنا دیں گے تو ہم امریکی اکابرین کی نظروں میں دو نمبر کے ٹیلی پیتھی جاننے والے رہیں گے اور وہ ہم سے بہتر اور برتر کہلائیں گے۔"

میش نے کہا "میں ایک باپ کی حیثیت سے پوچھ رہا ہوں کیا تم بیٹے ہو کر میری کمتری اور ان کی برتری برداشت کرو گے؟"

"ہرگز نہیں۔ کسی پنچ اور کمتر باپ کا بیٹا بننے سے بہتر ہے کہ میں خود کو گولی مار لوں یا آپ کو گولی مار دوں۔"

"ابے کیا بکواس کرتا ہے؟ نیچا دکھانے والے دشمن کو گولی مارنا چاہیے یا پھر اسے اپنا غلام بنا کر رکھنا چاہیے۔"

"یہ دوسرا آئیڈیا بہترین ہے۔ پورس ہمارا غلام بن کر رہے گا تو اس کے خیال خوانی کرنے والے بھی یہ سمجھ کر ہمارے احکامات کی تعمیل کرتے رہیں گے کہ وہ احکامات ہم نہیں، پورس دے رہا ہے۔"

"یہ ہوئی نا عقل کی بات! جس عمل سے کامیابیاں حاصل ہونے والی ہوں اس میں دیر نہیں کرنا چاہیے۔"

"جلدی بھی نہیں کرنا چاہیے۔ یہ اچھی طرح سمجھ لیں کہ پارس ہمارے اس عمل سے ناراض ہو جائے گا اور حکم دے گا کہ ہم اسے اپنے تنویمی عمل سے نجات دیں۔"

"بیٹے! تو مہاراج کہلاتے ہوئے بھی عقل سے پیدل رہے گا۔ ہم پارس اور ثانی بی بی کو پتا نہیں چلنے دیں گے کہ ہم نے پورس جیسے زہریلے ناگ کو اپنے پٹارے میں بند کر لیا ہے۔"

"پتا جی! آپ مجھ سے زیادہ سمجھ دار ہیں۔ اگر یہ راز ہم باپ بیٹوں کے درمیان رہے گا اور کسی تیسرے تک نہیں پہنچے گا تو پھر ٹھیک ہے۔ چلیں اس کے دماغ میں پھر آپ رام کا نام لے کر تنویمی عمل شروع کر دیں۔"

دونوں باپ بیٹے خیال خوانی کی پرواز کر کے پورس کے خوابیدہ دماغ میں پہنچ گئے۔ وہ نشے کی حالت میں گہری نیند سو رہا تھا۔ ناصرہ اس کے پاس بیٹھی ثنا سے کہہ رہی تھی۔ "تم اس وقت کارسیلو کے دماغ میں تھیں تو پھر میرے دماغ میں کون آئی تھی؟ میرے تو حواس بجا نہیں تھے۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ میرا زہر میرے ہی پورس کی جان لے رہا ہے، میں اسے کس طرح بچا سکتی ہوں۔ ایسے وقت تم نے میرے اندر آ کر کہا کہ تم ثنا ہو اور مجھے جلد از جلد پورس کو زہر سے کس طرح بچانا چاہیے۔"

"خدا کا شکر ہے کہ بھائی جان کی جان بچ گئی لیکن یہ حیرانی کیسے دور ہوگی کہ وہ میرا نام لے کر آپ کے پاس کیوں آئی تھی؟"

"شاید اس لیے کہ میں تمہارے سوا کسی دوسری کو اپنے اندر نہ آنے دیتی۔"

"تعجب ہے۔ الپا کے بارے میں سوچا بھی نہیں جا سکتا کہ وہ بھائی جان کے ساتھ اور ہمارے ساتھ مہربانی کرے گی۔ وہ بھائی جان کو صرف اس وجہ سے بچاتی کہ انہیں ہمیشہ اپنا تابعدار بنا کر رکھے۔"

ناصرہ نے کہا۔ "ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میں کئی بار پورس کے خوابیدہ دماغ میں جا کر معلوم کر چکی ہوں۔ تم بھی بار بار دماغ میں جا رہی ہو۔ کوئی دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والی یہاں نہیں آ رہی ہے اور نہ ہی کسی طرح کا تنویمی عمل کر رہی ہے۔"

"بھابی! یہ کتنی عجیب سی بات ہے کہ آپ بھائی جان کو جان دینے کی حد تک چاہتی ہیں اور آپ کے اندر رہنے والی نیلماں کی آتما ان کی جان لینا چاہتی ہے۔ یہ چڑیل آپ کے اندر رہے گی تو آئندہ بھی بھائی جان کی جان کو نقصان پہنچاتی رہے گی۔"

"اگر آئندہ نیلماں ایسی دشمنی کرے گی تو میں اپنی جان دے دوں گی۔ اس طرح نیلماں کو بھی نقصان پہنچے گا۔ میرا جسم مردہ ہوگا تو وہ پھر کسی کے جسم میں نہیں جا سکے گی۔ اس کی آتما اس دنیا میں بھٹکتی رہے گی۔"

"پلیز آپ اپنی جان دینے کی بات نہ کریں۔ ذرا حوصلے سے کام لیں۔ بھائی جان مدہوشی کی نیند سے بیدار ہوں گے تو اپنی ذہانت سے نیلماں کو آپ کے اندر قابو میں کر لیں گے۔ آخر اسے بھی تو اندیشہ ہے کہ آپ کا جسم مردہ ہوگا تو پھر اسے کسی جسم میں پناہ نہیں ملے گی۔"

وہ باپ بیٹے پورس کے خوابیدہ دماغ میں رہ کر تمام باتیں سن رہے تھے پھر وہ اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہو گئے۔ مہاراج نے کہا۔ "پتا جی! یہ ہم کیا سن رہے تھے؟ نیلماں کی آتما ناصرہ کے اندر ہے؟"

"ہاں میں نے اجلاس میں پورس سے جھوٹ کہا تھا کہ مجھے نیلماں نے ٹیلی پیتھی سکھائی ہے۔ میرا جھوٹ ظاہر ہو رہا ہے۔"

"ہم یہ سنتے آ رہے ہیں کہ نیلماں کہیں گوشہ نشین ہے اور

اپنے گم شدہ پوتے سوامی تمک رام بھاٹیا کو تلاش کرتی پھر رہی ہے لیکن ناصرہ اور ثنا کہہ رہی ہیں کہ نیلماں کی آتما شکتی ختم ہو چکی ہے۔ اگر ناصرہ کا جسم مردہ ہو گا تو پھر نیلماں کسی دوسرے جسم میں نہیں جا سکے گی۔"

"یہ معاملہ بڑا پیچیدہ ہے۔ نیلماں نے اتنے عرصے تک خود کو ناصرہ کے اندر ظاہر کیوں نہیں کیا؟ اب اچانک ظاہر ہو کر ناصرہ کے ذریعے پورس کو مار ڈالنا چاہتی ہے۔ ایسا وہ بہت پہلے کر سکتی تھی۔"

"یہ معاملہ پیچیدہ ضرور ہے مگر پورس اور ناصرہ کے قریب جاتے رہنے سے اصل بات معلوم ہو سکے گی۔"

"پورس کے قریب کیسے جائیں؟ کیسے اس پر تنویمی عمل کریں۔ ناصرہ اور ثنا اس کے پاس ہیں۔ ان کی باتوں سے ظاہر ہو رہا ہے کہ وہ دونوں کبھی کبھی پورس کے دماغ میں جاتی رہتی ہیں۔ وہ پورس کے سونے تک اس کے پاس جاتی رہیں گی تو ہم اس پر تنویمی عمل نہیں کر سکیں گے۔"

"پورس زہر کے اثر سے مدہوش ہو کر سو رہا ہے اور بڑی دیر تک سوتا رہے گا۔ شاید ناصرہ اور ثنا تھک کر اس کے قریب ہی سو جائیں تب ہمیں موقع مل سکے گا۔"

"ہوں۔ ایک بہت بڑی کامیابی حاصل کرنے کے لیے بیزار کر دینے والا انتظار کرنا ہی ہو گا۔"

وہ تیش سے بولا۔ "چاچی! میں آپ سے چھوٹا ہوں۔ کم عقل ہوں مگر ایک مشورہ دیتا ہوں۔ ہم پھر پورس کے اندر جائیں۔ یہ معلوم کریں کہ وہ کہاں مقیم ہیں۔ ان کی رہائش گاہ میں پہنچ کر ناصرہ اور ثنا کو زخمی کریں گے تو وہ دونوں خیال خوانی نہیں کر سکیں گی۔ پورس کے دماغ میں آکر ہمارے تنویمی عمل میں مداخلت نہیں کر سکیں گی۔"

"واہ کیا آئیڈیا ہے۔ میرا دھیان نہیں گیا تھا کہ ناصرہ اور ثنا کو زخمی کر کے ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔"

"پھر کیا خیال ہے؟"

"ابھی چلتے ہیں۔"

وہ دونوں خیال خوانی کی پرواز کر کے جانے لگے۔ پہلے وہ پورس، ناصرہ اور ثنا کا رہائشی پتا معلوم کرنا چاہتے تھے پھر وہاں جا کر جاگنے والیوں کو زخمی کرنے کا ارادہ تھا۔

O☆O

فہمی اور علی نے امریکی اکابرین اور دوسرے بڑے ممالک کو یہ پیغام بھیجا۔ "اپنے پاپا کے قاتل کو تو پہلے ہی جہنم میں پہنچا دیا گیا تھا۔ اس کے بعد تم لوگوں کی مختلف خفیہ ایجنسیوں سے قاتل، سراغ رساں اور کمانڈوز آتے رہے۔ ان کا عبرت ناک انجام بھی تم لوگوں نے دیکھ لیا ہے۔ فرانس میں مجرمانہ سرگرمیاں جاری رکھنے والی جتنی ایجنسیاں تھیں، انہیں بھی ہم نے نیست و نابود کر دیا ہے۔ آگے بولو کیا چاہتے ہو؟"

اس پیغام کے جواب میں ہر بڑے ملک نے کہا کہ فرہاد علی تیمور کو قتل کرانے کی سازش کرنے والوں میں وہ نہیں تھے۔ انہوں نے اپنے باپ کی ہلاکت کا انتقام لینے کی انتہا کر دی۔ کتنے ہی بدنام زمانہ خطرناک قاتلوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ اب انتقام کی آگ کو سرد ہو جانا چاہیے۔

"یہ آگ دو شرائط پر سرد ہو گی۔ ایک تو اس ملک کی نشاندہی کی جائے جو ہمارے پاپا کی ہلاکت کی سازش میں سب سے آگے تھا اور ان کے بعد ہماری ہلاکت کے لیے بھی کروڑوں ڈالر خرچ کر رہا ہے۔ دوسری شرط یہ ہے کہ وہ پراسرار شخص کون ہے، جو جرائم کی دنیا میں تمام خفیہ ایجنسیوں کو کنٹرول کر رہا ہے۔ وہ دعوے سے کہتا ہے کہ پراسرار ہے اور پراسرار رہے گا۔ اسی نے ہمارے پاپا کو قتل کرانے کے لیے کئی بڑے ملکوں سے بہت بڑی رقم لی تھی۔"

"ہم سے جیسی چاہے قسم لے لو۔ ہم ایسے کسی پراسرار شخص کو نہیں جانتے۔ اس کے بارے میں خفیہ ایجنسیاں ہی کچھ بتا سکتی ہیں۔ آپ کے پاپا کی ہلاکت کی سازش میں کون سا ملک پیش پیش رہا، یہ ہم نہیں جانتے۔ ایسی سازش میں شریک ہونے والے ممالک ہی بتا سکتے ہیں۔"

علی نے پھر فیکس کے ذریعے پیغامات بھیجے۔ "وہ تمام ممالک جو ماضی میں میرے پاپا سے عداوت رکھتے رہے، انہیں چوبیس گھنٹے کی مہلت دے رہا ہوں۔ وہ سچ اگل دیں اور دیگر اہم معلومات فراہم کریں۔ چوبیس گھنٹے گزرنے کے بعد میری لسٹ میں جتنے ممالک ہیں، ان کی اہم شخصیات پراسرار موت مرتی رہیں گی اور جو ملک اس پراسرار شخص کے بارے میں معلومات فراہم کرے گا، جو تمام جرائم پیشہ ایجنسیوں کو کنٹرول کر رہا ہے تو میں اس ملک کا نام دشمن ممالک کی فہرست سے تخارج کر دوں گا۔ یہ دعوتِ عام ہے، چوبیس گھنٹے کے اندر میری مطلوبہ معلومات فراہم کرو۔ دوست بنو اور زندہ رہو۔ آئندہ چوبیس گھنٹوں کے بعد میں صرف معلومات فراہم کرنے والے فیکس کا جواب دوں گا۔"

امریکا اور تمام بڑے ممالک نے بابا صاحب کے ادارے کے انچارج سے رابطہ کیا اور کہا۔ "مسٹر علی تیمور کی طرف سے یہ تمام پیغامات آپ کے ادارے سے فیکس کیے جا رہے ہیں اور تمام ممالک کی اہم شخصیات کو قتل کرنے کی کھلی دھمکیاں دی جا رہی ہیں۔ پہلی بار بابا صاحب کے ادارے سے مجرمانہ دھمکیاں موصول ہو رہی ہیں۔ ہم اس سلسلے میں جناب علی اسد اللہ تبریزی سے براہِ راست ٹیلی فون پر گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔"

جواب دیا گیا۔ "آپ حضرات آدھے گھنٹے بعد ان سے براہ

گفتگو کر سکتے ہیں۔ ہر ملک کے نمائندے کو گفتگو کے لیے دس منٹ دیے جائیں گے۔"

جناب تبریزی آمنہ اور سونیا کے ساتھ اپنے حجرے میں بیٹھے تھے۔ وہاں کا انچارج تمام گفتگو ریکارڈ کرنے کے انتظامات ... رہا تھا۔ آدھے گھنٹے بعد سب سے پہلے فرانس کی آرمی کے اعلیٰ ... نے کہا۔ "پچھلے ہفتے علی اور اس کی وائف نے پورے فرانس ... دہشت پھیلا دی۔ جنہوں نے انسانی فلاح و بہبود کی ایجنسیاں ... کی تھیں، ان نیک شخصیات کو ہلاک کر کے ان کی ایجنسیوں کو ... لگا دیا۔ آپ بابا صاحب کے ادارے کے سب سے اہم بزرگ ... حیثیت سے علی اور اس کی وائف فہمی کی مجرمانہ حرکتوں کے ... ب دہ ہیں۔"

جناب تبریزی نے کہا۔ "آپ جن افراد کی ہلاکت اور ... نیوں کی تباہیوں کی شکایات کر رہے ہیں، ان کے نام اور تصاویر ... بارات میں شائع ہو چکی ہیں۔ جنہیں آپ نیک کہہ رہے ہیں، وہ ... م زمانہ تھے۔ ان سب کے دستاویزی ریکارڈز، ان کی فون کالز ... ہمارے ادارے میں محفوظ ہیں۔ آپ قانونی چارہ جوئی کریں۔ ... دالت میں جواب دیں گے۔ سات منٹ گزر چکے ہیں لہٰذا تین ... میں مجھے یہ کہنا ہے کہ آمنہ فرہاد، سونیا فرہاد اور ان کے بیٹوں ... طرف سے فرہاد علی تیمور کی ہلاکت پر تمام بڑے ممالک سے لے ... اقوامِ متحدہ تک فریاد کی گئی۔ ہر جگہ سے جواب ملا۔ قاتل کو ... ش کر کے قرار واقعی سزا دی جائے گی۔ چالیس دن گزر گئے ہیں، ... سلسلے میں کسی ملک کی طرف سے کوئی نمایاں کارروائی نہیں کی ... ہ اگر اسرائیل کا کوئی یہودی کسی فٹ پاتھ پر قتل کر دیا جاتا تو ... ے ممالک کے تمام ـــ ذرائع ابلاغ چیخنا شروع کر دیتے ہیں کہ ... مان دہشت گرد ہیں۔ انہوں نے ایک فرشتہ صفت یہودی کو ... ل کر دیا ہے۔ اب آخری منٹ ختم ہونے سے پہلے ایک بات ... ملاں، ابھی ابھی فرہاد علی تیمور نے خیال خوانی کے ذریعے رابطہ ... ہے کہ وہ زندہ ہے۔ اب وہ کیسے زندہ رہ گیا، اس کے قاتلوں ... پوچھیں۔ فرہاد چالیس دنوں تک کیوں خاموش رہا، یہ اس ... سرار شخص سے پوچھیں جس کا دعویٰ ہے کہ وہ دنیا کی تمام جرائم ... خفیہ ایجنسیوں کو کنٹرول کرتا ہے اور اس نے اعلانیہ کہا تھا کہ ... اس نے فرہاد علی تیمور کو قتل کرایا ہے۔ دس منٹ پورے ہو گئے۔ ... تمہارا بھلا کرے۔"

انہوں نے فون بند کر دیا پھر انچارج سے کہا۔ "یہ فون وغیرہ ... لا سے لے جاؤ۔ اب کوئی فریاد کرنے یا شکایات کرنے والی ... کال نہیں آئیں گی۔ ابھی کئی گھنٹوں تک سب پر سکتہ طاری رہے ... فرہاد زندہ ہے۔"

ان کی پیش گوئی درست تھی۔ فرانس کے حاکم نے فیکس کے ذریعے ایک منٹ کے اندر تمام بڑے ممالک تک میرے زندہ رہنے کی خبر سنا دی تھی۔ اب جناب تبریزی سے کوئی ملک یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ اس کے ملک کی خفیہ ایجنسی کے کسی قاتل نے فرہاد کو قتل کرنے کی کوشش کی تھی کیونکہ قتل کرنے کی کوشش کرنے والا کوئی ایک نہیں تھا۔ کئی تھے اور وہ کئی ممالک سے تعلق رکھتے تھے۔ مجھے مقتول سمجھا جا رہا تھا اور اب میں زندہ ہو کر ہر ملک کے پیشہ ور قاتل اور خفیہ ایجنسیوں کے افراد کو اچھی طرح پہچان سکتا تھا۔

ایک گھنٹے بعد تمام ممالک سے میرے زندہ ہونے کے سلسلے میں مبارک باد کی فون کالز، فیکس اور ٹیلی گرام آنے لگے۔ بابا صاحب کے ادارے کا مواصلاتی شعبہ ان سب کا ایک ہی جواب دیتا رہا۔ "مبارک باد کا شکریہ۔ آئندہ صرف علی تیمور کے فیکس کا جواب دیا جائے۔"

کئی گھنٹوں تک کہیں سے کوئی جواب نہیں آیا۔ تمام ممالک آپس میں رابطہ کر کے ایک دوسرے کو سمجھا رہے تھے کہ مجھے یا علی کو یہ نہیں معلوم ہونا چاہیے کہ میرے قتل کی سازش میں امریکا پیش پیش تھا۔ وہ تمام ممالک اس پراسرار شخص کا موبائل فون نمبر جانتے تھے یا پھر اس کے پرسنل سیکریٹری اور مشیروں سے رابطہ رکھتے تھے۔ وہ پرسنل سیکریٹری اور تمام مشیر بھی یہ نہیں جانتے تھے کہ ان کا پراسرار باس کہاں رہتا ہے۔ کسی نے اس کی صورت بھی نہیں دیکھی تھی۔

ویسے میں اپنی داستان کے اس حصے میں نہیں ہوں۔ علی نے ان سب کو چیلنج کیا تھا لہٰذا فہمی اور علی ان ممالک سے اور اس پراسرار باس سے نمٹنے والے تھے۔ چوبیس گھنٹے پورے ہونے سے پہلے نامعلوم فون کالیں آنے لگیں۔ بیشتر کال کرنے والوں نے یہی بتایا کہ میرے قتل کی سازش میں امریکا بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہا تھا۔ ان فون کرنے والوں نے یہ نہیں بتایا کہ ان کا تعلق کس ملک سے ہے بلکہ یہ گزارش کرتے رہے کہ علی کو ان کے ملک کا نام کسی طرح معلوم ہو بھی جائے تو وہ کسی پر ظاہر نہ کرے۔

اس پراسرار شخص کا نام کسی نے مسٹر اَن نون بتایا۔ کسی نے کہا اس کا نام مسٹر شیڈو ہے اور کسی نے اسے مسٹر ہائیڈ اینڈ سیک کہا تھا۔ مسٹر اَن نون کے معنی گمنام۔ مسٹر شیڈو کے معنی سایہ اور مسٹر ہائیڈ اینڈ سیک کا مطلب آنکھ مچولی ہوتا ہے۔ اس پراسرار شخص نے مختلف ممالک کو مختلف نام بتائے تھے کہ وہ اتنا پراسرار ہے کہ گمنام بھی ہے۔ ایک سایہ بھی ہے اور ساری دنیا سے آنکھ مچولی کھیل رہا ہے۔ کوئی اس گمنام کے سائے تک بھی نہیں پہنچ سکے گا۔

مختلف ممالک نے اس کے چھ موبائل نمبر بتائے تھے اور مختلف ممالک میں چھ سیکریٹری اور چھ مشیر تھے جن سے رابطہ کیا

جاسکتا تھا اور یہ معلوم کیا جاسکتا تھا کہ کس ملک کے سیکریٹری یا مشیر کے ذریعے مسٹر اُن نون سے معاملات طے کیے جاسکتے ہیں۔

فہمی نے فون کے ذریعے ثانی سے رابطہ کیا پھر کہا۔ "جناب تبریزی نے یہ اعلان کردیا ہے کہ ہمارے پاپا زندہ ہیں اور وہ پراسرار شخص کچھ زیادہ ہی پراسرار بنا ہوا ہے۔ کسی ملک میں مسٹر ان نون' کسی ملک میں مسٹر شیڈو اور کسی ملک میں مسٹر ہائیڈ اینڈ سیک کہلاتا ہے۔"

"یعنی وہ کسی ایک نام سے کسی ایک ملک میں نہیں رہتا ہے۔ یہ بھی تو ہوسکتا ہے کہ وہ ایک شخص نہ ہو۔ تین نام ہیں تو تین پارٹنر ہوں۔"

"یہ تو تم خیال خوانی کے ذریعے معلوم کرسکتی ہو۔ اس کے چھ موبائل نمبر' چھ سیکریٹریوں اور چھ مشیروں کے نام نوٹ کرو پھر دیکھو کہ ان کا طریقۂ کار کیا ہے اور اس پراسرار شخص تک کیسے پہنچا جاسکتا ہے۔"

فہمی نے ثانی کو تمام نام اور تمام موبائل فون کے نمبر نوٹ کرائے۔ ثانی نے کہا۔ "میں جلد ہی معلومات حاصل کرکے تم سے رابطہ کروں گی۔"

اس نے فون بند کرکے پارس کو اس پراسرار شخص کے بارے میں بتایا اور یہ بھی بتایا کہ پاپا کے زندہ رہنے کا اعلان کیا جاچکا ہے پھر کہا۔ "میں فون کروں گی تو انہیں شبہ ہوگا کہ ایک عورت کیوں کسی طرح کی مجرمانہ سودے بازی کررہی ہے۔ وہ میرے متعلق خفیہ معلومات حاصل کرتے پھریں گے۔ تم ان سے کسی کو قتل کرانے کا سودا کرو۔ میں ان کی آوازیں اور لب و لہجہ ذہن نشین کرتی رہوں گی۔"

پارس نے ایک فون نمبر ملایا۔ رابطہ ہونے پر بولا۔ "کیا تم مسٹر اَن نون کے سیکریٹری ہو؟"

"ہاں.... پہلے اپنا نام بولو پھر کام بولو۔"

پارس نے غصے سے کہا۔ "کام کیا بولوں؟ ہمیں چالیس دن سے دھوکا دیا جارہا ہے کہ فرہاد علی تیمور کو قتل کردیا گیا ہے۔ آج مستند ذریعے سے معلوم ہوا ہے کہ وہ زندہ ہے۔ اس کے زندہ رہنے کا مطلب جانتے ہو؟ وہ ہمیں زندہ نہیں چھوڑے گا۔"

سیکریٹری نے کہا۔ "دیکھئے مسٹر! اب تک اس سلسلے میں چار فون آچکے ہیں۔ پانچویں آپ ہیں۔ سب ہی یہ شکایت کررہے ہیں۔ سب ہی کو اپنی جان کا خطرہ ہے۔ میں آپ کی شکایت باس تک پہنچا رہا ہوں۔"

"شکایت پہنچانے سے کیا ہوتا ہے۔ مجھ سے بات کراؤ۔ میں اپنے لیے بہت خطرہ محسوس کررہا ہوں۔"

"آپ جانتے ہیں کہ باس کبھی کسی سے براہ راست گفتگو نہیں کرتے ہیں۔"

"سودے کے لاکھوں ڈالر لے کر بیٹھ جاتے ہیں اور براہ راست گفتگو نہیں کرتے۔ کیا مسٹر ان نون نے چالیس دنوں تک ہمیں دھوکے میں نہیں رکھا ہے۔ کیا اتنا بڑا دھوکا دینے کے بعد بھی وہ ہم سے بات نہیں کریں گے۔"

"سوری مسٹر! آپ اپنا کوڈ نمبر اور کوڈ نام بتا دیں پھر ایک گھنٹے بعد فون کریں۔ میں ان کا جواب آپ کو سنا دوں گا۔"

پارس نے غصے میں "شٹ اپ" کہہ کر فون بند کردیا۔ ثانی نے مسکرا کر کہا۔ "کمال کے اداکار ہو۔ اسے کوڈ نمبر اور نام بھی نہیں بتایا اور دھونس بھی جما دی۔ اب میں اس کی کھوپڑی میں جارہی ہوں۔"

وہ اسے پکڑ کر بولا۔ "میرے پہلو میں رہ کر بھی وہاں جاسکتی ہو۔"

ثانی نے مسکرا کر اپنا سر اس کے شانے پر رکھا پھر اس سیکریٹری کے دماغ میں پہنچ گئی۔ وہ فون پر کہہ رہا تھا۔ "میں کوڈ نمبر اور نام کیا پوچھتا۔ وہ تو بہت غصے میں بھی تھا اور خوفزدہ بھی تھا۔ کہہ رہا تھا' فرہاد اسے زندہ نہیں چھوڑے گا۔"

دوسری طرف سے کسی عورت کی آواز سنائی دی۔ "ہُوں۔ سمجھ گئی۔ میں اُن نون کے ایک ایک کسٹمر کے مزاج کو سمجھتی ہوں۔ وہ مورین ہوگا۔ بہت بزدل ہے۔ فرہاد کے قتل کا سودا کرتے وقت بھی گھبرا رہا تھا۔ بار بار پوچھ رہا تھا' کہیں وہ زندہ تو نہیں بچے گا؟"

پھر وہ ہنستے ہوئے بولی۔ "کوئی بات نہیں۔ میں ابھی اسے فون پر تسلی دوں گی۔"

اس نے فون بند کیا پھر ایک فون نمبر ڈائل کیا۔ رابطہ ہونے پر دوسری طرف سے آواز آئی۔ "ریکارڈر آن ہے۔ بولو۔"

وہ بولی۔ "باس! فرہاد کے زندہ ثابت ہوجانے کے سلسلے میں پانچواں فون آیا تھا۔ سب ہی سے کہا جارہا ہے کہ آپ کی طرف سے شام کو جواب دیا جائے گا۔ دیٹس آل۔"

اس نے فون بند کیا۔ اس فون پر آواز سنائی دی تھی کہ "ریکارڈر آن ہے۔ بولو۔"

ثانی نے اس آواز اور لب و لہجے کو گرفت میں لے کر خیال خوانی کی پرواز کی لیکن اس کی سوچ کی لہریں بھٹک کر واپس آگئیں۔ اس سے ثابت ہوا' کسی ایسے شخص کی آواز ریکارڈ کی گئی ہے' جسے ریکارڈنگ کے بعد قتل کردیا گیا ہے یا وہ طبعی موت مرچکا ہے۔

ثانی پھر اس عورت کے دماغ میں آئی۔ وہ فون پر کہہ رہی تھی۔ "ہائے مسٹر مورین! تمہیں بھی اطلاع مل گئی کہ مردہ زندہ ہوگیا ہے؟"

مورین نے میز پر گھونسا مار کر کہا۔ "یہ کیا مذاق ہے۔ مردہ زندہ

کیسے ہوگیا۔ میں ابھی...."

ثانی نے اسے کھانسنے پر مجبور کردیا۔ وہ کہنا چاہتا تھا کہ ابھی فون کرنے والا ہے مگر بات بدل گئی۔ اس نے ثانی کی مرضی کے مطابق کہا۔ "میں ابھی اس سیکریٹری کو کھری کھری سنا چکا ہوں۔ تم اپنے باس کو بھی سنا دو۔ ایک تو اس نے قتل کرانے کا معاوضہ لیا اور اب ہمیں فرہاد کے سامنے قربانی کے بکرے کی طرح ڈال چکا ہے۔ اپنے باس سے کہو مجھ سے بات کرے ورنہ...."

"ورنہ کچھ نہیں ہوگا۔ میں نے دو برس اس محل میں رہ کر بھی باس کی صورت نہیں دیکھی۔ اس کی آواز نہیں سنی۔ کیا تم ہوا سے لڑو گے؟ بہتر ہے صبر کرو۔ شام تک وہ کوئی تسلی بخش جواب دے گا۔"

اس نے فون بند کردیا۔ ثانی اس کے خیالات پڑھنے لگی۔ اس کا نام ڈکی سوائے تھا۔ وہ اٹلی کے شہر روم کے ایک بہت بڑے پیلس میں دو برس سے ٹیلی فون آپریٹر کی ملازمت کررہی تھی۔ اس کے گفتگو کرنے کے انداز اور حاضر جوابی کے باعث مسٹر اُن نون نے اسے اتنی آزادی دی تھی کہ وہ تمام متعلقہ کسٹمرز سے اپنے طور پر گفتگو کرسکتی تھی۔ چالیس برس کی ادھیڑ عمر عورت تھی۔ گھاٹ گھاٹ کا پانی پی چکی تھی۔ پولیس' انتظامیہ اور فوج کے افسران کی اندرونی کمزوریوں یعنی دولت' عورت' زمین حاصل کرنے کی خواہشات پوری کرتے وقت ان کے تحریری' وڈیو اور آڈیو ثبوت ضرور رکھتی تھی۔ اس طرح مسٹر اُن نون ان لوگوں کو بعد میں بلیک میل کرتا تھا۔

وہ اُن نون کے لیے بڑے بڑے کام کرتی تھی۔ بہت قابلِ اعتماد تھی اس کے باوجود ان نون کبھی اس کے روبرو نہیں آیا تھا اور نہ ہی اسے اپنی اصل آواز کبھی سنائی تھی۔ وہ اس پیلس کے چند حصوں میں جاسکتی تھی۔ باقی اندرونی حصوں میں اس نے آج تک کسی کو جاتے نہیں دیکھا تھا۔ وہاں مسلح گارڈز کے علاوہ دور تک پھیلی ہوئی آہنی سلاخوں کے پیچھے شیر اور چیتے آزادی سے گھومتے رہتے تھے اور ادھر جانے والی کسی بھی ہستی کو چیر پھاڑ کر اپنی خوراک بنا لیتے تھے۔

ڈکی سوائے نے بڑے بڑے ممالک کے سربراہوں کو اس سے فون پر باتیں کرتے سنا تھا۔ ایسے وقت اُن نون کی آواز کسی بیمار بوڑھے کی طرح ہوتی تھی۔ وہ کھانستے ہوئے' ہانپتے ہوئے ایسے اٹک اٹک کر بولتا تھا جیسے کتاب کا سبق اٹک اٹک کر پڑھ رہا ہو۔

ثانی نے خیال خوانی کے ذریعے فہمی کو وہ تمام باتیں زبانی بتائیں۔ تاکہ پارس بھی سنتا رہے پھر وہ بولی۔ "اب میں دوسرا نمبر ملا رہی ہوں۔ اس کے بعد تم سے رابطہ کروں گی۔"

اس نے دوسرا فون نمبر ڈائل کیا۔ اسے سیکریٹری کی آواز سنائی دی۔ اس کے خیالات نے بتایا کہ اس کا تعلق اسی اُن نون اور ڈکی سوائے سے ہے۔

ثانی نے تیسرا نمبر ڈائل کیا۔ جواب میں کہا گیا۔ "سیکریٹری فار مسٹر شیڈو۔ اپنا کوڈ نمبر اور نام بتائیں؟"

اس سیکریٹری کا تعلق کسی مسٹر شیڈو سے تھا۔ وہ ثانی سے کوڈ نمبر اور نام پوچھ رہا تھا۔ وہ رونے کے انداز میں بولی۔ "کوڈ نمبر اور نام میرے شوہر کو معلوم تھا۔ معاوضہ لے کر فرہاد کو قتل کرنے گیا تھا۔ اس کے ساتھ خود بھی ہلاک ہوگیا تھا۔ اب میں سن رہی ہوں کہ فرہاد زندہ ہے۔ اگر فرہاد زندہ ہے تو میرا شوہر کہاں ہے۔ پلیز مجھے بتایا جائے۔ میرا دل کہتا ہے فرہاد کی طرح وہ بھی زندہ ہوگا اور میں ابھی بیوہ نہیں ہوئی ہوں۔"

"دیکھیں محترمہ! ہم کسی کرائے کے قاتل کو یا کسی اور کسٹمر کو اس کے نام سے نہیں جانتے ہیں۔ آپ اپنے شوہر کا کوڈ نمبر اور کوڈ نیم بتائیں۔ ویسے آپ اپنے شوہر کے لیے صبر کرلیں کیونکہ فرہاد کو جو بھی قتل کرنے گیا تھا' واپس نہیں آیا' اس کی لاش آئی تھی۔"

فون بند کردیا گیا۔ ثانی اس سیکریٹری کے خیالات پڑھنے لگی۔ وہ بھی فون کے ذریعے ایک لیڈی سیکریٹری سے کہہ رہا تھا کہ فرہاد کے دوبارہ زندہ ہونے کے سلسلے میں اس کے پاس یہ ساتواں فون آیا ہے۔

لیڈی سیکریٹری نے کہا۔ "آل رائٹ' میں باس کو انفارم کرتی ہوں۔"

اس نے فون بند کرکے دوسرا فون استعمال کیا۔ دوسری طرف سے وہی فقرہ بولا گیا۔ "ریکارڈر آن ہے۔ بولو۔"

وہ ساتویں فون کے بارے میں بتانے لگی۔ ثانی اس کے خیالات پڑھتی رہی۔ پتا چلا اس کے باس کو مسٹر اُن نون نہیں مسٹر شیڈو کہتے ہیں۔ وہ بھی برسلز کے ایک وسیع و عریض پیلس میں مسٹر اُن نون کی طرح پراسرار انداز میں رہتا ہے۔ کسی کے سامنے نہیں آتا' کسی کو اپنی آواز نہیں سناتا۔ کسی بڑے ملک کے سربراہ سے گفتگو کرنی ہو تو فون پر کسی بوڑھے کی کھانستی اور ہانپتی ہوئی آواز سنائی دیتی ہے اور وہ اٹک اٹک کر باتیں کرتا ہے۔

ثانی نے ایک اور نمبر پر رابطہ کیا۔ اسی طرح پہلے ایک مرد سیکریٹری اور پھر خیال خوانی کے ذریعے لیڈی سیکریٹری کی آواز سنی۔ وہ دونوں مسٹر ہائیڈ اینڈ سیک کے ملازم تھے اور اس کا طریقۂ کار بھی مسٹر اُن نون اور مسٹر شیڈو کی طرح تھا۔

فہمی نے ثانی سے تمام باتیں سننے کے بعد پوچھا۔ "تمہارا کیا خیال ہے؟ ان تینوں نام اور مقام کا تعلق ایک ہی پراسرار شخص سے ہے یا وہ تینوں مختلف ممالک میں ہیں اور علیحدہ شخصیات کے مالک ہیں؟"

"ان تینوں کی لیڈی سیکریٹریز کے خیالات نے بتایا ہے کہ ان تینوں کے اتنے وسیع و عریض پیلس ہیں کہ ایک چھوٹا سا ہیلی کاپٹر اس محل کے درمیانی حصے کے اندر جا کر نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے۔ ان تینوں کے ہیلی کاپٹر کبھی کسی ضرورت سے پرواز کرتے ہیں اور پھر محل کے اندر چلے آتے ہیں۔ میں نے تینوں لیڈی سیکریٹریز کے خیالات پڑھے' تینوں نے یہی بتایا کہ ان کے باس کے ہیلی کاپٹر کہیں باہر گئے ہیں اور ابھی تک واپس نہیں آئے ہیں۔ اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ وہ ایک نہیں تین ہیں کیونکہ تینوں ہیلی کاپٹر ابھی آدھے گھنٹے پہلے دو چار منٹ کے فرق سے بیک وقت وہاں سے گئے ہیں۔"

علی نے کہا۔ "تم کسی ایک لیڈی سیکریٹری کے دماغ پر قبضہ جما کر اس سے ٹیلی فون آپریٹ کراؤ۔ کسی ملک کے سربراہ سے باتیں کرنے کے لیے جو مخصوص فون نمبر ہیں' انہی نمبروں پر بات کراؤ۔"

ثانی علی کے دماغ میں آ گئی۔ اس کی ہدایت کے مطابق ڈی سوائے سے رابطہ کرایا۔ وہ ٹیلی فون آپریٹ کرنے لگی پھر مخصوص نمبر پر کہا۔ "باس! امریکی ہائی کمان سے فون ہے۔ آپ بات کریں۔"

دوسری طرف سے فون کی گھنٹی سنائی دی۔ کسی نے ریسیور اٹھا کر کھانستے اور ہانپتے ہوئے کہا۔ "ہیلو اَن نون اسپیکنگ۔ مجھے افسوس ہے۔ ابھی میں فرہاد کے زندہ ہونے کی تصدیق کرنے میں مصروف ہوں۔ آج شام کے بعد کسی وقت بھی مجھ سے رابطہ کریں۔ شکریہ۔"

فون بند ہو گیا۔ ثانی نے کہا۔ "میں اس شخص کے دماغ میں گئی تھی۔ وہ ایک میز کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ وہاں ایک ٹیلی فون رکھا ہوا ہے۔ اس کے سامنے ایک بڑی سی اسکرین پر وہی باتیں لکھی ہوئی ہیں' جنہیں ابھی وہ ریسیور اٹھا کر کہہ رہا تھا۔ اس طرح یہ معلوم ہو گیا کہ مسٹر اَن نون' مسٹر شینڈو اور مسٹر ہائیڈ اینڈ سیک کسی بڑے ملک کے سربراہ سے بھی براہِ راست گفتگو نہیں کرتے ہیں۔ گفتگو کرنے کے لیے انہوں نے ڈمی رکھا ہوا ہے۔"

"ثانی! ایک اور زحمت کرو۔ تینوں ڈمی بننے والے اشخاص کے خیالات پڑھ کر ان کی اصلیت معلوم کرو۔ شاید وہاں تک پہنچنے کے لیے ان میں سے کسی کے ذریعے ہمیں کوئی راستہ مل سکے۔"

وہ معلومات حاصل کرنے لگی۔ پتا چلا کھانس کھانس کر ہانپتے ہوئے انداز میں بولنے والے آٹھ افراد ہیں۔ ان میں سے ہر ایک آٹھ گھنٹے ایک بند کمرے میں فون کے سامنے رہتا ہے پھر اسے فون پر کسی بھی سربراہ یا بڑی اہم شخصیت کے جواب میں کیا کہنا ہے' وہ ایک کمپیوٹر کے ذریعے فوراً سامنے والی اسکرین پر تحریر کی صورت میں ابھر آتا ہے پھر وہ اس تحریر کے مطابق بولتا رہتا ہے۔

ثانی نے اس حد تک معلومات فراہم کرنے کے بعد کہا کہ ان آٹھوں کے بارے میں مکمل معلومات فراہم کرنے میں کچھ وقت لگے گا۔ وہ معلومات حاصل کرنے کے بعد رابطہ کرے گی۔

علی نے تمام مخالفین کو چوبیس گھنٹے کی مہلت دی تھی۔ اس عرصے میں یہ اہم معلومات حاصل ہوئیں کہ تینوں سیکریٹریز اور لیڈی سیکریٹریز اور آٹھ عدد کھانسنے اور ہانپ کر بولنے والوں سے کتنے بڑے ممالک کے سربراہ' فوج کے اعلیٰ افسر' خطرناک خفیہ ایجنسیاں فون پر رابطہ کرتی ہیں۔ ان سب کے نام اور پتے نوٹ کر لیے گئے تھے۔

اس پراسرار شخص نے جو خود کو تنہا ظاہر کرتا تھا (لیکن درپردہ تین تھے) اس نے وعدے کے مطابق شام کے بعد انہی کھانسنے والوں اور ہانپنے والوں کے ذریعے رابطہ کیا۔ جس نے بھی فون کیا' اسے جواب دیا۔ "فرہاد کے زندہ رہنے کی تصدیق ہو گئی ہے۔ وہ اب تک افغانستان اور ایشیا کے دوسرے ممالک کے شمالی علاقوں میں تھا۔ آخری بار کرغان کی طرف اس نے کئی درجن امریکی کمانڈوز کو طیارے میں پرواز کرنے کے دوران میں ہلاک کیا تھا پھر اور آگے شمال کی طرف کیکی ٹاؤن میں ایمون زونا نامی اسمگلر نے اسے اپنی میک اپ چشمے کے ذریعے پہچان لیا۔ فرہاد میک اپ کے پیچھے چھپا ہوا تھا۔ ایمون زونا کے ساتھ رہنے والی روسی اور کئی اسمگلرز نے یہ بیان دیا ہے کہ فرہاد نے ان کی ایک صنعتی فیکٹری کو تباہ کر کے ایمون زونا کو گولی مار کر ہیلی کاپٹر کی بلندی سے پھینک دیا تھا پھر وہ ہیلی کاپٹر لے کر جنوب مغربی سمت گیا تھا یعنی وہ یورپ کے کسی شہر میں پہنچا ہوا ہے۔"

سوال کیا گیا۔ "اب کیا ہو گا؟ وہ کئی آقاؤں کو ہلاک کرنے سے پہلے ان کے دماغوں کو کمزور کر کے ہمارے نام اور پتے معلوم کر چکا ہو گا۔"

اسکرین پر تحریر ابھری۔ کھانسنے اور ہانپنے والے نے اسے پڑھتے ہوئے جواب دیا۔ "آپ حضرات کے ساتھ سیکیورٹی ہوتی ہے۔ اپنی سیکیورٹی فورس اور بڑھا دیں۔"

"ہم اپنی حفاظت کریں گے۔ تم ہمارے لیے کیا کرو گے؟"

"میں نے آپ لوگوں سے فرہاد کو قتل کرنے کا معاوضہ لیا ہے۔ آپ لوگوں کی حفاظت کی ذمے داری نہیں لی ہے۔ فرہاد ایک بار بچ گیا ہے۔ بار بار نہیں بچے گا۔ میں نے جو معاوضہ لیا ہے' اس کے مطابق اسے ضرور قتل کراؤں گا۔ یہ میرا وعدہ ہے کہ وہ زندہ نہیں رہے گا۔ ایک بار کسی ملک یا کسی شہر میں اس کی موجودگی کا سراغ ملنا چاہیے۔ اس کے بعد میں آپ حضرات کو اس کی موت کی خوشخبری سناؤں گا لیکن یہ ایک دن کا کھیل نہیں ہے۔ اسے

...ڈنا لنے میں ہفتے اور مہینے بھی لگ سکتے ہیں۔ تب تک آپ اپنی ...ٹی کو آزمائیں۔ آپ درجنوں مسلح گارڈز کو مفت تنخواہ نہیں ...دیتے۔"

"ہم نے اپنے گارڈز سے زیادہ تم پر بھروسا کیا۔ جرائم کی دنیا ...ترین اور خطرناک مجرم بھی کہتے ہیں کہ تم جسے قتل کرنے کا ...ذمہ لے لیتے ہو وہ پھر زندہ دکھائی نہیں دیتا۔ تمہاری درندگی اور ...کرنے کے کافی طریقے دیکھنے کے بعد ہم نے تم پر بھروسا کیا تھا۔ ...تم نہیں جانتے تھے کہ فرہاد علی تیمور ایک تو ویسے ہی خطرناک ...چالباز ہے پھر ٹیلی پیتھی بھی جانتا ہے۔"

"فرہاد کو کون نہیں جانتا۔ میں بھی جانتا ہوں اور میں نے ایک ...سمجھ کر اسے قتل کرنے کے لیے بہت کچھ کیا تھا۔ زندگی میں ...بار ایک شکار میرے ہاتھ سے نکل گیا۔ میں مایوس نہیں ہوں۔ ...تجربات میں اضافہ ہوا ہے۔ میں نئے تجربات کی روشنی میں ...سمجھاؤں گا' بھئی مر جاؤ۔ دنیا میں سب مرنے کے لیے آئے ...تم نے بہت زندگی گزار لی۔ تمہاری لمبی زندگی سے لوگ ...ان ہو گئے ہیں۔ پوچھتے رہتے ہیں' آخر یہ دیوتا کب ختم ہو گا۔ ...خدا کے واسطے مر جاؤ۔ یہ میرا وعدہ ہے' وہ مر جائے گا۔ دیکھ ...لیں۔"

...رات کے نو بجے امریکن آرمی کا ایک افسر اپنے بیوی بچوں ...کے ساتھ ڈائننگ ٹیبل پر کھانے کے لیے آیا۔ اسی وقت ٹیلی فون ...کی گھنٹی بجنے لگی۔ اس نے ریسیور اٹھا کر کہا۔ "ہیلو کون؟"

...پارس کی آواز آئی۔ "موت مؤنث ہے' بولتی ہے گھر میں بول ...رہی ہوں۔ میرے پاپا کے قتل کی سازش کرنے والوں کو علی زندہ ...نہیں چھوڑے گا۔"

...وہ خوفزدہ ہو کر بولا۔ "مسٹر علی! مم... میں نے کچھ نہیں کیا۔"

"میرے پاپا نے بھی کسی کا کچھ نہیں بگاڑا تھا۔ تمہاری اطلاع ...کے لیے عرض ہے کہ میں پارس ہوں۔ اتفاق سے امریکا میں ہوں۔ ...لیے علی کے یہاں آنے تک تمہیں زندہ رکھوں گا۔ تمہیں کسی ...طرح مرنے نہیں دوں گا جبکہ موت کسی بھی بہانے سے ...آتی ہے۔"

"مسٹر پارس! آپ میری بات سن لیں۔"

"نہیں۔ تم سنو۔ وہ کھانا جو تم کھانے جا رہے ہو' زہریلا ہو سکتا ...ہے۔ علی کے آنے تک پانی کے کسی گلاس کو ہاتھ نہ لگانا۔ مجھے ...تمہاری زندگی عزیز ہے۔"

...افسر کی بیوی اور بچے حیرانی اور پریشانی سے اسے دیکھ رہے ...تھے۔ وہ بولا۔ "مم... میں ایک بار علی صاحب سے بات کرنا چاہتا ...ہوں۔"

"علی مسٹر اَن نون کی خیریت دریافت کرنے کے لیے اٹلی گیا ہے۔ وہاں سے جرمنی کے شہر برسلز جا کر مسٹر شینڈو کی خیریت معلوم کرے گا۔ اس نے مجھ سے کہا ہے کہ اس کی آمد تک میں تمہارا خیال رکھوں۔"

"مم... میں اپنی غلطی مانتا ہوں مگر میری بیوی اور بچوں کے لیے یہاں زہریلا کھانا کیوں رکھا گیا ہے؟"

"یہ کھانا زہریلا نہیں ہے۔ سب کھا سکتے ہیں لیکن تم کھاؤ گے تو مر جاؤ گے۔ کیا اتنی سی بات سمجھ میں نہیں آتی کہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے تمہیں غائب دماغ بنا کر کھانے کے ساتھ زہر دیا جا سکتا ہے۔"

"تم بھی فرہاد علی تیمور کے بیٹے ہو۔ کیا یہ تمہارا انتقام نہیں ہے؟"

"نہیں۔ صرف علی تیمور انتقام لے گا۔ میں تو تمہیں تینوں وقت تھوڑا تھوڑا زندہ رکھوں گا۔"

"وہ... وہ کب آئے گا؟"

"جتنی جلدی آئے گا' تمہیں بھوک پیاس سے نجات ملے گی۔ دعا کرو کہ وہ اٹلی میں مسٹر اَن نون اور برسلز میں مسٹر شینڈو کا کام تمام کرنے میں جلدی کرے یا تم اَن نون اور شینڈو کو فون کرو کہ بھئی جلدی علی کے ہاتھوں مر جاؤ۔ اس طرح تمہیں بھی نجات ملے گی۔"

"تم شاید نہیں جانتے' تمہارے پاپا کی ہلاکت کی سازش میں' میں تنہا نہیں تھا۔ ایک حاکم اور سات فوجی افسران اور تھے۔ مجھ اکیلے کو کیوں سزا دے رہے ہو؟"

"میں فون بند کر رہا ہوں۔ تم اس حاکم اور مزید سات افسروں سے فون پر بات کرو۔ ان کے ساتھ بھی یہی ہو رہا ہے۔ تم نو افراد کا کھانا پانی آج سے علی کے آنے تک بند ہے۔"

پارس نے فون بند کر دیا۔ افسر کی بیوی اور بچے کہنے لگے۔ "ہم یہ کھانا نہیں کھائیں گے۔"

افسر نے کہا۔ "یہ تم لوگوں کو نقصان نہیں پہنچائے گا۔ تم سب کھا سکتے ہو۔"

لیکن کسی نے کھانے کو ہاتھ نہیں لگایا۔ افسر نے سازش میں شریک ہونے والے حاکم اور دوسرے سات افسروں سے باری باری رابطہ کیا۔ ان میں سے ایک افسر کے بارے میں معلوم ہوا کہ اس نے فون پر دی جانے والی دھمکی کی پروا نہیں کی تھی۔ اپنی فیملی کے ساتھ کھانے بیٹھ گیا تھا۔ پہلا لقمہ منہ میں ڈالتے وقت وہ غائب دماغ تھا پھر حاضر دماغ ہوا تو اس کی حالت بگڑنے لگی۔ سر چکرانے لگا۔ وہ بے ہوش ہو کر ڈائننگ ٹیبل کی کرسی سے نیچے گر پڑا۔ اسے اسپتال پہنچایا گیا ہے۔ حالت تشویش ناک بتائی جاتی ہے۔

تمام سازش میں شریک ہونے والے ایک دوسرے سے فون پر رابطہ کر رہے تھے۔ وہ اس اسپتال میں بھی گئے' جہاں ان کا ساتھی افسر زندگی اور موت کی کشمکش میں تھا۔ ڈاکٹر نے کہا۔ "انہوں نے ایسا زہر کھایا تھا' جو دیر سے اثر کرتا ہے۔ اسی لیے ہم انہیں بچانے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔"

ان سب نے معلوم کرنے کی کوششیں کیں کہ اس افسر کے پاس پہلے ہی لقمے میں زہر کہاں سے آ گیا تھا۔ انہوں نے اپنی جیبوں اور گھر کے کئی حصوں کی تلاشی لی لیکن کسی کے پاس زہر نہیں تھا۔ ثانی نے شام سے پہلے ہی ان سب کو باری باری غائب دماغ کر کے ان کے گھروں میں ایسی جگہ تھوڑا تھوڑا زہر خود ان سے رکھوا دیا تھا اور ان کے دماغوں میں یہ نقش کر دیا تھا کہ وہ دھمکی کے خلاف بضد ہو کر کھانا پینا چاہیں گے تو وہ خود غائب دماغ ہو کر چٹکی بھر زہر اپنے کھانے یا پانی میں ملا لیا کریں گے۔

ماضی میں حکومت فرانس نے بابا صاحب کے ادارے پر قبضہ جمانے کی ناکام کوششیں کی تھیں۔ امریکا اور دوسرے بڑے ممالک بھی یہی چاہتے تھے کہ حکومت فرانس کو کم از کم بابا صاحب کے ادارے کی انتظامیہ میں شریک کیا جائے۔ اس ادارے میں ہندوؤں اور یہودیوں کا داخلہ ممنوع تھا۔ وہ انتظامیہ میں شریک ہو کر ہندوؤں اور یہودیوں کو داخل ہونے کی اجازت دینا چاہتے تھے لیکن اپنے مطالبات میں ناکام رہے۔ ان مخالفین کا متفقہ فیصلہ تھا کہ فرہاد اور اس کی فیملی کی ٹیلی پیتھی کی قوت کو ختم کر دیا جائے تو بابا صاحب کا ادارہ بڑی حد تک کمزور ہو جائے گا۔

ایسے وقت وہ بھول گئے تھے کہ روحانیت پر بابا صاحب کے ادارے کا وجود ہے۔ جناب تبریزی اور آمنہ فرہاد کی روحانی ٹیلی پیتھی کے باعث وہ قائم رہے گا۔ ان کے علاوہ دوسرے بھی روحانیت کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی تربیت حاصل کر رہے ہیں۔

پھر اس دوران میں جب ٹیلی پیتھی کو ختم کرنے کی دوائیں اسپرے کرنے کا سلسلہ شروع ہوا تو مخالفین کو یقین تھا کہ بابا صاحب کے ادارے سے بھی ٹیلی پیتھی ختم ہو جائے گی اور ایسا بڑی حد تک ہوا۔ صرف قدرتی طور پر محنت اور لگن سے یہ علم حاصل کرنے والوں کا۔ علم باقی رہا۔ فی الحال میں اور ثانی ٹیلی پیتھی کے میدان میں تھے۔ ویسے حساب کیا جائے تو سلمان (ثانی کا باپ) اور سلطانہ بھی یہ علم جانتے تھے لیکن ان سے کام لینا ضروری نہیں سمجھا جا رہا تھا۔

بابا صاحب کا ادارہ فرانس میں ہے۔ پہلے فرانس سے بڑے اچھے اور دوستانہ مراسم تھے پھر مخالفین کی سازشوں میں الجھ کر حکومت فرانس ہماری مخالف ہو گئی۔ اتنی وضاحت کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ مجھے ہلاک کرانے کی سازش میں فرانس کا ایک حاکم اور آرمی کے دو اعلیٰ افسران بھی شامل تھے۔

اس بار میں نے سلمان اور سلطانہ کو تمام حالات بتا کر کہا' ان دو اعلیٰ افسران پر تنویمی عمل کر کے ان کے دماغوں میں یہ باتیں نقش کی جائیں۔ وہاں کے حاکم کے دماغ پر میں نے تنویمی عمل کیا۔

جب رات کو سونے کا وقت ہوا تو فون پر ان سے کہا گیا۔ "تم لوگوں نے فرہاد کو قتل کرانے کی جو سازشیں کیں' اب ان کا نتیجہ سامنے آ رہا ہے۔ آج سے تمہیں زندگی کی تمام نعمتیں ملتی رہیں گی' صرف نیند نہیں ملے گی۔ سونا چاہو گے تو بستر پر نہیں جا سکو گے۔ کرسی پر بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر بھی آنکھیں کھلی رہیں گی ورنہ آنکھ بند کرتے ہی دماغ کو بجلی کا جھٹکا لگے گا اور تم پھر جاگتے رہنے پر مجبور ہو جاؤ گے۔"

انہوں نے اس دھمکی کو نظر انداز کیا۔ وہ سونے کے لیے بستر کی طرف آئے پھر اس کے سرے پر بیٹھتے ہی یوں اچھل کر کھڑے ہو گئے جیسے بجلی کا شاک پہنچا ہو جبکہ اس بستر پر بجلی کا کوئی تار نہیں تھا۔ تنویمی عمل کے ذریعے ان کے دماغوں میں یہ نقش کیا گیا تھا کہ وہ بستر پر جائیں گے یا کسی جگہ بھی رہ کر سونے کے لیے آنکھیں بند کریں گے تو دماغ کو بجلی کا شاک پہنچے گا۔ دماغ تنویمی عمل کا تابع ہوتا ہے اس لیے اب ان تینوں کے دماغ انہیں آنکھیں بند کرنے نہیں دے رہے تھے۔

ان کے مشیر' باڈی گارڈز اور ساتھی افسران ان کی اس حالت پر پریشان تھے۔ بڑے بڑے دماغی امراض کے ڈاکٹرز ان کا معائنہ کر رہے تھے۔ ان کی بیماری کسی کی سمجھ میں آنے والی نہیں تھی۔ آدھی رات کو علی نے فون کے ذریعے کہا۔ "میں علی تیمور بول رہا ہوں۔ ان تینوں نے میرے باپ کو ہلاک کرانے کی سازش کی تھی۔ جس پراسرار شخص کو انہوں نے قتل کا معاوضہ دیا تھا' میں اس سے نمٹنے کے بعد آؤں گا۔ اگر یہ میرے آنے تک نیند کے بغیر زندہ رہے تو میں انہیں ہمیشہ کی نیند سلا دوں گا۔ تم لوگ ان کا علاج کرتے رہو اور عبرت حاصل کرتے رہو۔"

جرمنی اور اسرائیل میں بھی یہی ہو رہا تھا۔ مجھے قتل کرانے کی سازش کرنے والے جو اکابرین وہاں تھے' ان کے ساتھ بھی یہی ہو رہا تھا۔ کسی کا کھانا پینا اور کسی کا سونا حرام ہو گیا تھا۔ تمام ممالک کے اکابرین دہشت زدہ ہو گئے تھے۔ بابا صاحب کے ادارے میں فون کر رہے تھے۔ فیکس کے ذریعے جناب تبریزی سے کہہ رہے تھے کہ ان کے ملکوں کے اکابرین ملزم ہیں تو ان پر مقدمات چلائے جائیں' عدالت سے سزائیں دلائی جائیں۔ اگر ان کا جرم ثابت کیے بغیر انہیں سزائیں دینے کا سلسلہ ترک نہ کیا گیا

تمام بڑے ممالک بابا صاحب کے ادارے کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے۔

جناب تمریزی کی طرف سے جواب دیا گیا۔ "اپنی دھمکیاں اپنے پاس محفوظ رکھو۔ آزمائش کے طور پر ہمارے ادارے پر صرف ایک حملہ کرو مگر پہلے اپنے ملکوں کے تمام سربراہوں کے تابوت بنوالو۔ حملے سے پہلے تابوت تمہارے کام آئیں گے۔"

آخر میں نرمی سے کہا گیا۔ "فرہاد علی تیمور کو قتل کرانے کے سلسلے میں جنھوں نے غلطیاں کی ہیں، انھیں معاف کرنے کی کوئی راہ نکالی جائے۔"

"ایک ہی راستہ ہے۔ اٹلی سے اَن نون، جرمنی سے شیڈو اور امریکا سے ہائیڈ اینڈ سیک کو علی تیمور کے حوالے کردو۔ تمام ممالک کے ملزم اکابرین کو معاف کردیا جائے گا۔"

"ہم ان تینوں پراسرار اشخاص کو علی تیمور کے حوالے کردیں گے لیکن وہ روپوش رہتے ہیں۔ انھیں تلاش کرنے کی مہلت دی جائے۔ اس وقت تک سزا پانے والے اکابرین کو کھانے پینے اور سونے کی اجازت دی جائے۔"

"ان تینوں کو تلاش کرنے میں سو سال بھی لگ سکتے ہیں۔ ہم سے سیاست نہ کرو۔ ہم صرف دو دن اور دو راتوں کے لیے ان سزا پانے والوں کو معاف کررہے ہیں۔ اس کے بعد وہ تینوں ملزمان پیش نہ کیے گئے تو تمام ملزم اکابرین سزائیں پاتے پاتے مرجائیں گے۔"

وہ سب زیادہ سے زیادہ مہلت حاصل کرنا چاہتے تھے لیکن بابا صاحب کے ادارے کا مواصلاتی نظام بند کردیا گیا۔ اب کسی بھی ذریعے سے جناب تمریزی یا وہاں کے انچارج سے کوئی رابطہ نہیں ہوسکتا تھا۔

اب یہی آخری راستہ تھا کہ مسٹر اَن نون، مسٹر شیڈو اور مسٹر ہائیڈ اینڈ سیک کو علی تیمور کے حوالے کیا جائے لیکن وہ تینوں اپنے اپنے پیلس کو چھوڑ کر روپوش ہوگئے تھے۔ کمانڈوز ایکشن کے ذریعے تینوں کے ٹھکانوں پر حملے کیے گئے۔ وہاں ان تینوں کے خلاف بہت سی دستاویزات ملیں لیکن وہ لاپتا ہوگئے۔ تمام ممالک نے اپنے اپنے میڈیاز کے ذریعے ان تینوں کو وارننگ دی۔ خود سے گرفتاری پیش کرنے پر سزاؤں میں نرمی کرنے کا یقین بھی دلایا گیا لیکن ان تینوں کی طرف سے ایسی خاموشی رہی جیسے وہ یہ دنیا چھوڑ کر کہیں چلے گئے ہوں۔

وہ تمام ممالک ایک طرف ان تینوں کو گرفتار کرنے اور ان کا سراغ لگانے کی کوششیں کررہے تھے۔ دوسری طرف یہ فکر تھی کہ مہلت کی میعاد ختم ہونے کے بعد تیسرے دن بارہ بجے سے ان کے ملکوں کے ملزم کہلانے والے اکابرین کو پھر سے مسلسل سزائیں ملیں گی۔ لہٰذا وہ اپنے اکابرین کو ایسی سزاؤں سے بچانے کے لیے دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی خدمات حاصل کرنے کی تگ و دو میں تھے۔

امریکی اکابرین نے میش اور مہاراج سے کہا تھا کہ وہ ملزم اکابرین کے دماغوں میں جاکر تنویمی عمل کا توڑ کریں اور انھیں کھانے پینے کے قابل بنائیں۔ ثانی نے دونوں کو سختی سے منع کیا تھا اس لیے وہ پس و پیش میں تھے کہ کیا کریں؟

میش نے بڑی رازداری سے پورس پر اس وقت تنویمی عمل کیا تھا جب وہ ناصرہ کے زہر کی مقدار زیادہ ہونے کے باعث دماغی طور پر کمزور ہوگیا تھا۔ ثانی دوسری طرف بڑے ممالک کے ملزم اکابرین پر تنویمی عمل کرنے میں مصروف تھی۔

میش نے مہاراج سے کہا۔ "ٹھیک ہے۔ ہم امریکیوں کو خوش کرنے کے لیے یہ تاثر دیں گے کہ یہاں کے اکابرین کو سزا سے بچا رہے ہیں لیکن ہم نہیں، پورس ہمارے حکم کے مطابق اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے ذریعے امریکی اکابرین کی حفاظت کرے گا۔"

اس نے یہی کیا۔ پورس کے دماغ پر قبضہ جمایا۔ پورس نے ناصرہ اور ثنا سے کہا۔ "علی جن امریکی اکابرین کو سزائیں دے رہا ہے، تم دونوں ان اکابرین کے دماغوں میں جاکر تنویمی عمل کا توڑ کرو۔"

ثنا نے کہا۔ "بھائی جان! ہم نے یہاں امریکیوں کے خلاف محاذ بنایا ہے۔ اگر انھیں علی تیمور کی طرف سے سزائیں مل رہی ہیں تو انھیں سزا پانے دیں۔ انھیں آپ کیوں بچانا چاہتے ہیں؟"

"تم میری چھوٹی بہن ہو۔ مجھ سے بحث نہ کرو۔ جو کہتا ہوں، اس پر عمل کرو۔"

ناصرہ نے کہا۔ "تم بڑے بھائی بن کر بے چاری پر رعب جما رہے ہو۔ یہ ٹھیک ہی تو کہہ رہی ہے۔ جنھوں نے ہمارے مقابلے میں میش اور مہاراج کو اہمیت دی، تم ان طوطا چشم امریکیوں کی مدد کرنا چاہتے ہو؟"

جلال پاشا نے کہا۔ "سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان کے پاس دو باپ بیٹے ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں۔ وہ ان کی حفاظت کیوں نہیں کر پا رہے ہیں۔ یہی موقع ہے جب ہم ان کی حفاظت کرکے امریکیوں کی نظروں میں باپ بیٹے کو گرا دیں گے۔"

وہ تینوں پورس کے حکم سے ان ملزم اکابرین کے دماغوں میں جاکر تنویمی عمل کا توڑ کرنے والے تھے۔ اسی دوران میں بابا صاحب کے ادارے سے ان کی سزائیں دو دن اور دو راتوں کے لیے ختم کردی گئیں۔ اس طرح انھیں ان ملزم اکابرین کے دماغوں میں جانے کی ضرورت نہیں پڑی۔

فرانس کے حکمران الپا اور پورس سے مدد مانگ رہے تھے۔

الپا تو اپنے ملک کے اکابرین کے دماغوں میں جاکر تنویمی عمل کا توڑ کررہی تھی۔ اسرائیل میں چھ اکابرین میرے قتل کے منصوبے بنانے میں شریک تھے۔ الپا نے دو ہی کے دماغوں میں جاکر تنویمی عمل کا توڑ کیا تھا کہ اسی وقت اعلان ہوا کہ دو دن اور دو راتوں کے لیے سزائیں معاف کردی گئی ہیں۔ لہٰذا وہ باقی اکابرین کے دماغوں میں نہیں گئی۔

فرانس کے حکمران دوسرے بڑے ممالک سے پوچھ رہے تھے کہ اَن نون، شیڈو اور ہائیڈ اینڈ سیک کو علی تیمور کے حوالے نہ کیا گیا تو کیا ہوگا۔ ان کے تمام اکابرین کو پھر ویسی ہی سزائیں دی جائیں گی۔ فرانس اور جرمنی ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے مدد مانگتے پھر رہے تھے۔

تمام بڑے ممالک میں افراتفری تھی۔ سب یہی سوچ کر پریشان ہورہے تھے کہ کیا ہونے والا ہے۔ ثانی کی اپنی مصروفیات ذرا کم ہوئیں۔ تو وہ پورس کی خیریت معلوم کرنے اس کے دماغ میں گئی تو میش کی آواز سن کر وہ چونک گئی۔ وہ پورس سے کہہ رہا تھا۔ "وہ تینوں اَن نون، شیڈو اور ہائیڈ اینڈ سیک گرفتار نہیں ہوں گے۔ علی تیمور تمام بڑے ممالک کے ملزم اکابرین کو پھر وہی سزائیں دے گا لہٰذا امریکی ملزم اکابرین پر تنویمی عمل کرکے ان کے دماغوں کو لاک کردیا جائے۔"

پورس اس کا تابعدار تھا۔ اس نے پھر جلال پاشا، ثنا اور ناصرہ کو حکم دیا کہ ان امریکی ملزم اکابرین کے دماغوں کو تنویمی عمل کے ذریعے لاک کردیا جائے۔ وہ تینوں پورس کی ذہانت اور حکمتِ عملی پر بھروسا کرتے تھے اس لیے پہلے تین امریکی اکابرین کے دماغوں میں گئے۔ وہاں دماغوں کو لاک کرنے کا مختصر سا عمل کیا پھر دوسرے ملزم اکابرین کے دماغوں میں گئے۔ ثانی ان کے ساتھ ساتھ تھی اور خاموشی سے ان کے عمل کو ناکام بناتی جارہی تھی۔

میش اور مہاراج نے بڑے فخر سے دوسرے امریکی اکابرین سے کہا۔ "آپ حضرات اطمینان رکھیں۔ ہم نے اپنے ملزم کہلانے والے اکابرین کے دماغوں کو لاک کردیا ہے۔ آئندہ کوئی دشمن انھیں نقصان نہیں پہنچاسکے گا۔"

ثانی نے یہ تمام باتیں پارس کو بتائیں۔ وہ بولا۔ "باپ کی طرح بیٹا بھی خودغرض اور دھوکے باز نکلا۔ پاپا نے دو بار میش کو ہلاکت سے بچایا۔ ہم نے مہاراج پر ترس کھاکر بیٹا اس کے حوالے کیا اور ماما (آمنہ) سے کہہ کر اسے ٹیلی پیتھی سکھادی۔ اس کے صلے میں ہم نے ہزار مخالفتوں کے باوجود پورس کو نیلماں کے انتقام سے بچایا۔ ہم پورس کے سامنے احسان نہیں جتانا چاہتے مگر یہ بھی نہیں چاہتے کہ ہماری نیکی برباد ہو۔ تم جاؤ اور میش کو سزا دو۔"

ثانی نے میش کے دماغ میں آکر کہا۔ "تمہارے اندر صرف اپنے باپ کا خون نہیں دوڑ رہا ہے، اس کا جھوٹ اور بے ایمانی بھی تمہارے اندر رچی بسی ہوئی ہے۔"

وہ انجان بن کر بولا۔ "میڈم! یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں؟"

"ابھی کہہ رہی ہوں پھر کچھ کرنے والی ہوں۔ کیا تم سانس روک کر مجھے دماغ سے نکال سکتے ہو؟"

اس نے فوراً سانس روکی۔ ذرا دیر تک روکی لیکن اپنے اندر ثانی کی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتا رہا پھر سانس لیتے ہوئے بولا۔ "میں آپ کو اپنے اندر محسوس کررہا ہوں۔ اس کا مطلب ہے، میں آپ کا معمول اور تابعدار ہوں۔"

"ہم کیا سمجھ رہے تھے؟ کیا تم پر اندھا اعتماد کرکے یہ علم تمہیں دیا گیا ہے؟"

وہ باپ بیٹے بوگوٹا کے ایک بنگلے میں تھے۔ میش نے مجبوری اور بے بسی سے مہاراج کو مخاطب کیا۔ "پتا جی!"

مہاراج نے چونک کر بیٹے کو دیکھا پھر حیرانی سے پوچھا۔ "آپ مجھے پتا جی کیوں کہہ رہے ہیں۔ میں تو آپ کا نالائق بیٹا ہوں۔"

"نالائق آپ نہیں، میں ہوں۔ میں سمجھ رہا تھا کہ میں ایک آزاد خیال خوانی کرنے والا ہوں۔ میں کچھ بھی کرسکتا ہوں۔ مجھے کوئی روکنے والا نہیں ہے۔"

"آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ بھلا آپ کو کچھ بھی کرنے سے کون روک سکتا ہے؟"

"میڈم ثانی ابھی میرے دماغ میں ہیں۔ اس بات پر ناراض ہیں کہ ہم نے پورس پر تنویمی عمل کیوں کیا ہے۔"

مہاراج نے کہا۔ "کوئی نادانی نہیں کی ہے۔ موقع سے فائدہ اٹھایا ہے۔ پورس کوئی معمولی دشمن نہیں ہے۔ پہاڑ ہے پہاڑ، ہم نے اسے کنکر بنا ڈالا ہے۔"

ثانی نے کہا۔ "بکواس مت کرو۔ ہم نے یہ نہیں سوچا تھا مہاراج کہ تمہارا بیٹا بھی تمہاری طرح خودغرض نکلے گا۔ میں نے اسے پورس کو تابعدار بنانے سے منع کیا تھا۔ اس نے وعدہ کیا تھا کہ ایسا نہیں کرے گا لیکن میری غیر موجودگی میں مجھے دھوکا دے کر اسے اپنا معمول اور تابعدار بنالیا۔ تم نے بھی مہاراج! ہمارے پاپا کو کئی بار دھوکا دیا ہے۔"

"میڈم! ہم نے دھوکا نہیں دیا ہے۔ دراصل فرہاد صاحب کے زندہ رہنے کی بات سن کر ہم باپ بیٹے خوشی سے پاگل ہوگئے تھے۔ ہم نے سوچا کہ ان کے بیٹے پارس کے ازلی دشمن کو غلام بناکر فرہاد صاحب کو نئی زندگی کی مبارک باد دیتے ہوئے انھیں پورس کی غلامی کا تحفہ دے کر ثابت کریں گے کہ جب تک ہم باپ بیٹے زندہ ہیں، فرہاد صاحب کے بیٹوں پر آنچ نہیں آنے دیں گے۔"

"بہت زیادہ نہ بولو۔ پورس کا بنگلا یہاں سے زیادہ دور نہیں

ہے۔ تم دونوں وہاں جاؤ۔ اس سے اپنی غلطی کی معافی مانگو اور اس کے دماغ سے اپنا تنویمی عمل مٹادو۔"

میش نے کہا۔ "آپ اس وقت عقل کی بات نہیں کررہی ہیں۔ جیتی ہوئی بازی کو ہارنے کا مشورہ دے رہی ہیں۔"

"میں مشورہ نہیں حکم دے رہی ہوں۔ اگر تم لوگوں نے حکم کی تعمیل نہیں کی تو قدم قدم پر ذلیل و خوار ہوتے رہو گے۔ تم لوگوں نے جتنے امریکی ملزم اکابرین کے دماغوں کو لاک کیا تھا' ان سب کے لاک میں نے کھول دیے ہیں۔ تمہاری ٹیلی پیتھی اور تنویمی عمل کو بیکار بنادیا ہے۔"

مہاراج نے کہا۔ "میڈم! آپ میش کے دماغ سے نہیں جارہی ہیں۔ ہم پورس جیسے دشمن کو غلام بنا کر آپ سے بھلائی کررہے ہیں۔ آپ امریکی اکابرین کے دماغ کے لاک توڑ کر ہم سے دشمنی کررہی ہیں۔ بیٹے میش! آج سے ہم پھر پٹری بدل رہے ہیں۔ میں تمہارا باپ ہوں اور تم میرے بیٹے ہو۔ ہم جیتی ہوئی بازی نہیں ہاریں گے۔ میں ابھی تمہارے دماغ میں آگیا ہوں۔ چلو سانس روکو۔ میں میڈم کے دماغ میں جاؤں گا تو وہ خود سانس روک کر مجھے بھگانے کے لیے تمہارے دماغ سے نکل آئیں گی۔"

دونوں باپ بیٹوں نے یہی کیا۔ میش نے سانس روکی۔ مہاراج نے ثانی کے اندر جانا چاہا مگر نہ جاسکا۔ چند سیکنڈ کے بعد میش نے کہا۔ "پتا جی! اب بھی میرے اندر کوئی ہے؟"

"بیٹے! میں ہوں' گھبراؤ نہیں۔ میڈم کے دماغ میں جانے ہی والا ہوں۔"

اسی وقت میش نے اپنے لباس سے ایک ریوالور نکال کر سامنے کھڑے ہوئے باپ کے ایک بازو میں گولی ماری۔ وہ چیخ مار کر پیچھے صوفے پر گر گیا۔ ثانی نے کہا۔ "میش' تم نے باپ کو صرف زخمی کیا ہے لیکن میں تمہارے دماغ پر قبضہ جماؤں گی تو تم ابھی خود کو گولی مارو گے۔"

اس نے یہ کہتے ہی اس کے دماغ پر قبضہ جمایا۔ وہ ریوالور کو اپنی کنپٹی سے لگا کر خوف سے کانپتے ہوئے بولا۔ "نن... نہیں۔ میں مرنا نہیں چاہتا۔ مجھے معاف کردیں۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ آپ کے زیر اثر ہوں۔ آپ کا غلام ہوں' جو حکم دیں گی وہی کروں گا۔"

تھوڑی دیر بعد وہ ایک کار ڈرائیو کررہا تھا۔ اس کے ساتھ والی سیٹ پر اس کا باپ اپنے زخمی بازو کو تھامے ہوئے کراہ رہا تھا۔ اس نے پورس کے بنگلے کے احاطے میں کار روکی۔ باپ کے ساتھ باہر آکر دروازے کی کال بیل کا بٹن دبایا۔ اندر سے ناصرو نے پوچھا۔ "کون ہے؟"

"میں سوریہ راج یعنی کہ مہاراج ہوں۔ زخمی ہوں۔ تم میرے دماغ میں آکر سچائی معلوم کرسکتی ہو۔"

ناصرو اور ثنا نے اس کی آواز سن کر اس کے دماغ میں پہنچ کر معلوم کیا۔ وہ اپنے بیٹے میش کے ساتھ آیا تھا۔ زخمی تھا اور ان دونوں کے پاس کوئی ہتھیار نہیں تھا۔ ثنا نے اپنا پستول نکال کر دونوں ہاتھوں سے تھام لیا۔ ناصرو نے دروازہ کھولا۔ ثنا نے کہا۔ "ہم نے پوری طرح تمہارے خیالات نہیں پڑھے ہیں۔ دروازہ بند کرنے کے بعد پڑھیں گے۔ اگر کوئی چالاکی دکھاؤ گے تو باپ کی طرح بیٹا بھی زخمی ہوجائے گا۔"

وہ دونوں اندر آئے۔ ناصرو نے دروازے کو اندر سے بند کیا۔ پورس اپنے کمرے سے اٹھ کر وہاں آگیا تھا۔ اس نے پوچھا۔ "تم دونوں ہمارے مقابلے پر تھے۔ یہاں کس مقصد سے آئے ہو؟"

"زخمی ہوکر تمہارے پاس آیا ہوں۔ سمجھ سکتے ہو کہ دشمنی نہیں کروں گا۔ طبی امداد چاہوں گا۔"

ثنا فرسٹ ایڈ بکس لاکر مہاراج کے زخم کی مرہم پٹی کرنے لگی۔ میش نے کہا۔ "میں اس وقت اپنے دماغ میں پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کررہا ہوں اس لیے دوست بن کر ایک سچائی بتانے آیا ہوں۔ جس وقت تمہارے زہر سے پورس دماغی طور پر کمزور ہوگیا تھا اس وقت ثانی نے موقع سے فائدہ اٹھا کر پورس پر تنویمی عمل کرکے اسے اپنا تابعدار بنالیا تھا۔"

ثنا' ناصرو اور پورس ایک دوسرے کو حیرانی سے دیکھنے لگے۔ ثانی مہاراج کے دماغ میں تھی۔ وہ دماغی کمزوری کے باعث اسے محسوس نہیں کررہا تھا اور میش سمجھ رہا تھا کہ ثانی کسی مصروفیت یا مجبوری کے باعث وہاں موجود نہیں ہے۔

پورس اپنی جگہ سے اٹھ کر ٹہلتے ہوئے بولا۔ "مجھے یقین نہیں آرہا ہے۔ بے شک پارس میرا دشمن ہے لیکن ہم ایک دوسرے کی دشمنی کے انداز کو اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ وہ کسی بھی مجبور اور لاچار دشمن کو کبھی اپنے زیر اثر نہیں لائے گا۔"

میش نے کہا۔ "ہم جھوٹ نہیں کہہ رہے ہیں۔ پارس چاہتا ہے کہ تم امریکی ملزم اکابرین کی حفاظت کرکے ہمیں... امریکیوں کی نظروں سے گرادو... خود سوچو کیا تم نہیں چاہتے ہو کہ جو امریکا تمہارا دشمن ہے' تمہارے خیال خوانی کرنے والے اسی کی مدد کریں۔ ان کے دماغوں میں جاکر ان کی حفاظت کریں۔"

ناصرو نے کہا۔ "ہاں یہ درست ہے۔ پورس! تم اپنے مزاج اور منصوبے کے خلاف ہمیں ان امریکیوں کی حفاظت کرنے کو کہہ رہے تھے۔"

اس دوران میں ثنا نے اپنے باپ جلال پاشا کو خیال خوانی کے ذریعے وہاں بلالیا تھا۔ وہ ان کی باتیں سن رہا تھا۔ ثانی بڑی خاموشی سے ان باپ بیٹوں کے جھوٹ اور فریب کو دیکھ رہی تھی۔ اپنی اور پارس کی نیکیوں اور صحیح انسانی طرز عمل کے سلسلے میں کچھ نہیں کہ

...ری تھی۔ وہ پُرا اعتماد تھی کہ جلد یا بدیر دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ...ہوجائے گا۔

ثنا نے پوچھا۔ "میش! تم ہماری مخالفت میں امریکا کے لیے ...م کررہے تھے۔ تمہارے باپ کی طبی امداد کوئی بھی امریکی ڈاکٹر ...کرسکتا تھا پھر یہاں کیوں آئے ہو؟"

"ثانی اور پارس وغیرہ نہیں چاہتے کہ ہم یہاں رہیں اور امریکا ...کے لیے کام کریں۔ آپ لوگوں نے گاڈ فادر کارسیلو کے ذریعے ...ین کے کھیتوں کو جلانے اور ڈرگ مافیا کو ختم کرنے کا حکم دیا۔ یہ ...ت امریکا کے مفادات کے خلاف تھی۔ اسی لیے ثانی نے موقع ...سے فائدہ اٹھا کر پورس پر تنویمی عمل کیا تاکہ پورس اس کی اور ...رس کی تابعداری کرے۔ ایک طرف کولمبیا میں کارسیلو کے ...ذریعے امریکی مفادات کو نقصان پہنچائے اور دوسری طرف ...ہمارے خیال خوانی کرنے والوں کے ذریعے ملزم امریکی اکابرین کی ...حفاظت کرکے ان کا بھی اعتماد حاصل کرلے۔"

ناصرو نے کہا "ہاں بات کچھ سمجھ میں آرہی ہے۔ پارس بڑی ...کاری سے دہری چالیں چل رہا ہے۔"

میش نے کہا "آپ سب جانتے ہیں کہ میں ٹیلی پیتھی کے ...میدان میں نیا ہوں۔ پارس جیسے مکار سے مقابلہ نہیں کرسکوں گا ...اس لیے آپ لوگوں کی پناہ میں آیا ہوں۔ یہاں آتے وقت کسی نے ...میرے پتا جی کو گولی مارنے کی کوشش کی تھی مگر ہم کسی طرح جان بچا ...کر یہاں آگئے۔"

مہاراج کی مرہم پٹی کرنے کے بعد اسے نیند کی دوا دے کر سلا ...دیا گیا۔ ثنا سب کے لیے کافی بنا کر لائی۔ ناصرو کافی پیتے ہوئے بولی۔ ...میش! تم ہم پر بھروسا کرکے آئے ہو۔ ہم تمہیں پناہ بھی دیں ...گے۔ تم باپ بیٹے کی حفاظت بھی کریں گے اور تمہارے دشمنوں ...سے بھی نمٹ لیں گے۔"

جلال پاشا نے کہا۔ "میش! تم نے اجلاس میں کہا تھا کہ ...نیلماں نے تمہیں ٹیلی پیتھی سکھائی ہے۔ کیا تم جانتے ہو' نیلماں ...کہاں ہے؟"

"ہاں۔ اس نے آتما شکتی حاصل کرنے کے لیے گوشہ نشینی ...اختیار کی ہے۔ جب تک اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوگی' کسی ...کے سامنے نہیں آئے گی۔"

"لیکن وہ ہمارے سامنے ہے۔" جلال پاشا نے ناصرو کی طرف ...اشارہ کرکے کہا۔ "یہ ناصرو بھی ہے اور نیلماں بھی۔ یعنی کہ نیلماں ...کی آتما اس کے اندر ہے۔"

"الله...؟" میش کا سر چکرانے لگا۔

پاشا نے اس کے ہاتھ سے پیالی میز پر رکھواتے ہوئے کہا۔ ...میں نے ثنا سے کہا تھا کہ تمہاری پیالی میں اعصابی کمزوری کی دوا ملا

دے۔ میرا خیال ہے' دوا اثر کررہی ہے۔"

میش بے حد کمزوری محسوس کررہا تھا۔ صوفے کی پشت سے ٹیک لگا کر ایک ایک کو بے بسی سے دیکھنے لگا۔ جلال پاشا نے پورس سے کہا۔ "تم لوگوں کی گفتگو کے دوران میں زخمی مہاراج کا دماغ پڑھ رہا تھا۔ اس کے چور خیالات نے بتایا کہ ثانی تمہارے دماغ میں آئی تھی مگر اس نے تم پر تنویمی عمل کرکے تابعدار نہیں بنایا۔ وہ ثنا کی آواز اور لب و لہجہ اختیار کرکے ناصرو کے دماغ میں آئی تھی اور اسے مشورہ دیا تھا کہ یہ کس طرح سے زہر کو کم کرکے تمہاری جان بچاسکتی ہے اور ناصرو نے اس کے مشورے پر فوراً عمل کرکے تمہیں بچالیا۔"

ناصرو نے کہا۔ "واقعی میں بھول گئی تھی کہ کوئی خیال خوانی کرنے والی ثنا بن کر میرے پاس آئی تھی۔"

ثنا نے کہا۔ "بھابی نے مجھ سے بھی یہی کہا تھا اور ہمیں حیرانی تھی کہ کس نے بھائی جان کی جان بچانے کے لیے میرا لب و لہجہ اختیار کیا تھا۔"

پورس نے خوش ہوکر مسکراتے ہوئے کہا۔ "میں نے پہلے ہی کہا تھا میرا دشمن بہت عالی ظرف ہے۔ پیٹھ میں چھرا نہیں گھونپے گا۔"

جلال پاشا نے کہا۔ "مہاراج کے چور خیالات سے معلوم ہوا ہے کہ میش نے تم پر تنویمی عمل کرکے اپنا تابعدار بنایا تھا۔ بیٹے! پہلے تم جاکر آرام سے لیٹ جاؤ۔ میں تمہارے دماغ سے میش کے تنویمی عمل کا توڑ کروں گا۔ اس کے بعد ہم ان باپ بیٹوں سے نمٹ لیں گے۔"

ثانی ان کی باتیں سن کر مسکراتی ہوئی چلی گئی۔

میں نے' ثانی نے' سلمان اور سلطانہ نے پلاننگ کی کہ جتنے بھی عالمی سطح کے جرائم پیشہ افراد ہیں ان کا تعلق اَن نون' شیڈو اور ہائیڈ اینڈ سیک سے رہتا ہوگا۔ کچھ ایسے خطرناک سفاک قاتل بھی ہوں گے جو ان تینوں سے زیادہ قریب ہوں گے اور موجودہ حالات میں ان تینوں نے کہیں چھپنے کے لیے اپنے ہی جیسے مجرموں کے ہاں بڑی رازداری سے پناہ لی ہوگی۔ اگر ہم دن رات مختصر سی خیال خوانی کرتے ہوئے عالمی سطح کے ہر مجرم کے دماغ میں پہنچیں گے تو کسی نہ کسی کے چور خیالات پڑھ کر ان تینوں کا سراغ لگایا جاسکتا ہے۔

ہم بڑے ممالک کے ملزم اکابرین کو عبرت دلانے کے لیے دہشت زدہ کررہے تھے تاکہ وہ کبھی مجھے نقصان پہنچانے کا تصور بھی نہ کریں۔ دو دن اور دو راتوں تک انہیں معافی دی تھی۔ ہم چاہتے تھے کہ اتنی مدت میں ان تینوں مجرموں کا سراغ مل جائے اور بڑے ممالک بابا صاحب کے ادارے کے احسان مند رہیں۔ اس لیے چار

خیال خوانی کرنے والے ان تینوں کی تلاش میں مصروف ہو گئے تھے۔

وقت کبھی کاٹو تو نہیں کٹتا اور کبھی پلک جھپکتے گزر جاتا ہے۔ یہ دو دن اور دو راتیں اس لیے دیر سے گزر رہی تھیں کہ ان تین پراسرار مجرموں کو تلاش کرنے کے دوران میں دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے اپنے اپنے طور پر موجودہ حالات سے فائدے اٹھانے کی کوششیں کر رہے تھے۔

اسرائیلی حکام نے الپا سے کہا تھا۔ "تم ہمارے اکابرین کے دماغوں سے تنویمی عمل مٹا کر ان کی حفاظت کر رہی ہو لیکن امریکی اکابرین کو محفوظ نہ رہنے دو۔ فرانس اور جرمنی کے اکابرین کو تحفظ دینے کے لیے ان سے بڑی بڑی سیاسی شرائط تسلیم کراؤ۔ اس وقت وہ ہماری بڑی سے بڑی شرائط تسلیم کر لیں گے۔"

الپا اپنے اکابرین میں سے برین آدم کی ہدایات پر عمل کرتی تھی۔ برین آدم نے اس سے کہا۔ "کوئی بھی چال چلنے سے پہلے سوچا کرو کہ ہمارے مقابل کیسی چالیں چل رہے ہوں گے۔ ابھی ہم یہ نہیں جانتے کہ فرہاد اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے کیا کر رہے ہوں گے۔ میرے ذہن میں یہ بات آرہی ہے کہ ہمیں ایک بالکل الٹی چال چلنی چاہیے۔"

"ہنگ برادر! میں تو آپ کی تمام ہدایات پر عمل کرتی ہوں۔ یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ بالکل الٹی چال کیا ہو سکتی ہے؟"

"بڑے بڑے ممالک ان تین پراسرار مجرموں اَن نون' شیڈو اور ہائیڈ اینڈ سیک کو تلاش کر رہے ہیں۔ انہیں علی تیمور کے سامنے پیش کر کے اپنے اپنے ملک کے اکابرین کی سزائیں معاف کرائیں گے۔ میں چاہتا ہوں تم بھی عالمی سطح کے تمام خطرناک مجرموں کے دماغوں میں جھانکتی رہو۔ ان تینوں کا رابطہ کسی نہ کسی بڑے مجرم سے ہو گا۔ کسی مجرم کے ذریعے تینوں کا سراغ ملے گا تو تم ان تینوں کو اپنے اعتماد میں لے کر یقین دلاؤ گی کہ انہیں اسرائیل میں پناہ اور حفاظت ملے گی۔ یہ راز کسی کو معلوم نہیں ہو گا کہ وہ تینوں اسرائیل کے کسی علاقے میں اپنی مجرمانہ سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے ہیں اور یہ سرگرمیاں فرہاد' اس کی فیملی اور بابا صاحب کے ادارے کے خلاف ہوں گی۔"

"ہنگ برادر! یہ بہت ہی زبردست آئیڈیا ہے۔ بابا صاحب کے ادارے سے جو مہلت دی گئی ہے' اس میں اب چھتیس گھنٹے رہ گئے ہیں۔ میں ان چھتیس گھنٹوں میں دن رات خیال خوانی کر کے عالمی سطح کے مجرموں کے دماغوں میں پہنچوں گی اور ان کے چور خیالات پڑھوں گی۔ کوئی نہ کوئی خاطر خواہ نتیجہ نکلے گا۔"

ہم نے جو طریقۂ کار اختیار کیا تھا' الپا نے بھی وہی کیا۔ انٹیلی جنس ڈپارٹمنٹ کے ریکارڈ روم سے دنیا بھر کے مجرموں کے ریکارڈز اور ان کی تصویریں نکال کر ان کے اندر پہنچتی رہی۔ بڑے ممالک سے بھی سودے بازی کرتی رہی کہ وہ ان کے اکابرین کی حفاظت کرے گی۔ ان سب کو فرہاد کی ٹیلی پیتھی کے ذریعے مرنے نہیں دے گی۔ اس نے امریکی اکابرین کے دماغوں میں بھی جھانک کر دیکھا۔ پتا چلا ان کے دماغ لاکڈ نہیں ہیں۔ چھتیس گھنٹے پورے ہونے کے بعد فرہاد پھر انہیں سزائیں دے گا۔ اس نے حیرانی سے سوچا۔ جب ان کے پاس مہاراج اور مہیش دو ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں تو پھر انہوں نے ان اکابرین کے تحفظ کے لیے ان کے دماغوں کو لاکڈ کیوں نہیں کیا ہے؟

وہ کچھ معلوم کرنے کے لیے مہیش کے دماغ میں پہنچی۔ اس نے سانس روک لی۔ دوسری بار اس نے دماغ میں آ کر کہا۔ "میں الپا ہوں۔ سانس نہ روکو۔"

وہ بولا۔ "سوری' میں کسی کا معمول اور تابعدار ہوں۔"

الپا نے مہاراج سے رابطہ کرنا چاہا۔ اس نے بھی بھگا دیا۔ وہ دونوں جب تنویمی نیند سو کر اٹھے تو خود کو پورس کے بنگلے میں پایا تھا۔ وہ اپنے بیڈ روم سے نکل کر ڈائننگ روم میں آئے۔ ناصرہ' ثنا اور پورس ناشتا کر رہے تھے۔ مہیش نے کہا۔ "ہمیں جلدی اٹھ کرا ٹھنا چاہیے مگر دیر تک سوتے رہے۔"

ثنا نے کہا۔ "تم دونوں اب تک سو رہے ہو اور اللہ نے چاہا تو مرتے دم تک سوتے رہو گے۔"

وہ جھینپ کر بولا۔ "ہی ہی ہی ہی... آپ تو مذاق کرتی ہیں۔"

"شٹ اپ! تمہارے جیسے کمینے اور کم ظرف اس قابل نہیں ہوتے کہ ان سے مذاق کیا جائے۔"

ناصرہ نے مہاراج کو دیکھ کر پوچھا۔ "کل رات ہمارے گھر میں کیوں گھس آئے تھے؟ اگر سرد موسم نہ ہوتا تو رات ہی کو گھر سے نکال دیتے۔ یہ ہمارے ناشتے کو گھور گھور کر کیوں دیکھ رہے ہو؟"

"ایسی بھوک لگ رہی ہے جیسے پیدا ہونے کے بعد سے اب تک نہیں کھایا ہو۔ مکھن' توس' جام اور تازہ پھلوں کے ساتھ اور... اور..."

"گھر سے باہر جا کر کھڑے رہو۔ ہم بچا ہوا پھینکتے رہیں گے ہیں۔"

"آپ ادھر سے پھینکتی رہیں گی' ادھر کتے ہم سے لڑنے آئیں گے۔ میونسپلٹی والے ہمیں بھی کتوں کے ساتھ پکڑ کر لے جائیں گے۔"

ثنا نے کہا۔ "مہیش! میں حکم دیتی ہوں۔ جاؤ اور باپ کو یہاں سے لے جاؤ۔ باہر جاتے ہی بھول جاؤ کہ ہم اس بنگلے میں رہتے ہیں۔"

مہیش باپ کا ہاتھ پکڑ کر باہر جانے لگا۔ پچھلی رات ثنا نے اس اور جلال پاشا نے مہاراج پر تنویمی عمل کر کے ان سے سارا سچ اگلوا کر ان کے جھوٹ اور فریب کو اچھی طرح سمجھ لیا تھا۔ انہوں نے ان کے دماغوں میں یہ بات نقش کر دی کہ تنویمی نیند سے بیدار ہو کر وہاں سے جانے کے بعد یہ بھول جائیں کہ وہ پچھلی رات کس بنگلے میں کن لوگوں کے ساتھ تھے۔

انہوں نے باپ بیٹے کو اس قابل نہیں سمجھا تھا کہ انہیں اپنا معمول اور تابعدار بنائیں۔ پورس نے کہا تھا۔ "احمق کی دوستی تو جی کا جنجال ہوتی ہے۔ وہ کسی مصیبت کی گھڑی میں اپنے ساتھ دوسروں کو بھی لے ڈوبتا ہے۔ مہاراج کی احمقانہ ٹیلی پیتھی آج تک اسے نقصان ہی پہنچاتی رہی ہے۔ اب بیٹا بھی باپ کے نقش قدم پر چلنے لگا ہے۔ وہ دونوں ماچس کی ڈبیا کی طرح اوپر سے بالکل بے ضرر ہیں لیکن اندر سے ٹیلی پیتھی کی ایک تیلی نکال کر جلاتے ہی اپنے ساتھ دوسروں کو بھی جلا دیتے ہیں۔ انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے۔"

ان کے جانے کے بعد ناصرہ نے کہا۔ "کل رات انکل پاشا نے مجھے مہاراج پر تنویمی عمل کرنے نہیں دیا۔ انہوں نے کہا' میرے اندر نیلماں کی آتما تنویمی عمل کے دوران میں کچھ بھی گڑبڑ کر سکتی ہے۔ انکل درست کہتے ہیں مگر پورس! ایسا کب تک ہو گا؟ میں یہ سوچ سوچ کر پریشان ہوتی رہتی ہوں کہ پتا نہیں کب اور کسی اچھے موقع پر ہمارے لیے برا کر بیٹھے گی۔"

"ناصرہ! اس کے بارے میں زیادہ نہ سوچا کرو۔ وہ تمہیں کبھی نقصان نہیں پہنچائے گی کیونکہ تمہارا جسم اس کی زندگی کا آخری اسٹیشن ہے۔ وہ تو تمہیں ہر طرح کی مصیبت سے بچا کر رکھے گی۔ اسے صرف مجھ سے دشمنی ہے۔ اس نے ایک بار غفلت میں مجھ پر حملہ کیا۔ آئندہ ایسا نہیں کر سکے گی۔"

"بھابی! کیا آتما کبھی دل اور دماغ کو بھڑکاتی ہے کہ اسے ایسا کرنا چاہیے' ویسا کرنا چاہیے۔ اسے زخمی کرنا چاہیے۔ اسے مار ڈالنا چاہیے۔ کیا آپ کے اندر آپ کے مزاج کے خلاف کوئی تحریک پیدا ہوتی ہے؟"

"نہیں ثنا! ابھی تک ایسا نہیں ہوا ہے۔ پتا نہیں آگے کیا ہو سکتا ہے۔"

پورس نے کہا۔ "نیلماں اچھی طرح جانتی ہے کہ تم میرے لیے جان دے دو گی مگر جان نہیں لو گی۔ تمہارے جیسی محبت کرنے والی کے ذریعے وہ مجھے نقصان نہیں پہنچائے گی۔ کسی موقع کی تاک میں ہو گی۔ مجھے یہ اطمینان ہے کہ وہ کسی دوسرے کو میرے خلاف آلۂ کار بنانے کے لیے تمہارے جسم سے نہیں نکلے گی۔ نکلے گی تو واپس مردہ جسم میں نہیں آ سکے گی۔"

ثنا نے پوچھا۔ "کیا وہ آپ کے اندر کبھی بولتی ہے؟"

"جب پورس کو ہلاک کرنے کے لیے اس نے میرے زہر کی مقدار زیادہ کی تھی تب جوش اور جنون میں بول رہی تھی۔ اس کے بعد آج تک خاموش ہے۔"

پورس نے کہا۔ "آگ اور پانی' دوستی اور دشمنی ایک جسم کے اندر ہو گئی ہیں۔ نیلماں ناصرہ کے بغیر رہ سکتی ہے اور نہ ناصرہ اس آتما کے بغیر زندہ رہ سکتی ہے۔ یہ معاملہ بہت پیچیدہ ہے۔ تم دونوں زیادہ نہ سوچا کرو۔ میں جلد ہی اس کا کوئی مناسب حل تلاش کروں گا۔"

وہ کچھ سوچتے ہوئے جوس پینے لگا پھر بولا۔ "جب میں نے فرہاد صاحب کی ہلاکت کی خبر سنی تھی تو بہت صدمہ ہوا تھا لیکن وہ زندہ ہیں۔ مجھے خوشی ہے۔ کیا تم دونوں نہیں چاہو گی کہ ثانی نے میری زندگی بچائی ہے اور مجھے اپنا تابعدار بنانے کا سنہری موقع چھوڑ دیا ہے تو ہم بھی ان کے لیے کچھ کریں؟"

ثنا خوش ہو کر بولی۔ "بھائی جان! آپ میرے دل کی بات کہہ رہے ہیں۔"

ناصرہ نے کہا۔ "تم میری زندگی ہو۔ جو تمہارے کام آئے' میں ہزار بار اس کے کام آؤں گی۔ میں تو پارس کے دماغ میں جا کر اس کا اور ثانی کا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں۔"

پورس نے ہنستے ہوئے کہا۔ "وہ اور ثانی بھول چکے ہوں گے۔ تمہیں بھی پہچاننے سے انکار کر دیں گے۔"

ثنا نے کہا۔ "واہ کیسے انکار کریں گے۔ میں ابھی جاتی ہوں۔"

وہ اور ناصرہ خیال خوانی کے ذریعے پارس کے دماغ میں آئیں۔ اس نے پوچھا "کون ہے؟"

"میں ہوں ثنا۔"

"کون ثنا؟"

"اپنے پورس بھائی جان کی بہن۔"

پارس نے ثانی سے کہا۔ "میرے دماغ میں آؤ۔ کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والی خود کو میرے دشمن کی بہن کہہ رہی ہے جبکہ پورس کی کوئی بہن نہیں ہے۔"

"میں ماں جائی بہن نہیں ہوں۔ میں منہ بولی بہن ہوں۔"

ناصرہ نے کہا۔ "مجھے تو پہچانتے ہو۔ میں پورس کی ہونے والی بیوی ناصرہ ہوں۔"

ثانی نے کہا۔ "عجیب بات ہے۔ ایک مسلمان لڑکی پورس کی بہن اور دوسری مسلمان لڑکی پورس کی بیوی بن کر آئی ہے۔ پارس! ہوشیار رہنا' یہ پورس کی کوئی چال ہے۔"

ناصرہ نے کہا۔ "ثانی! تم جان بوجھ کر بن رہی ہو۔ میرے اندر کی آتما نیلماں نے پورس سے دشمنی کی تھی تو تم ثنا بن کر آئی تھیں

اور پورس کی جان بچانے کا طریقہ بتایا تھا۔"

پارس نے کہا۔ "ٹھہرو! ٹھہرو! ابھی تم نے کہا ہے کہ تمہارے اندر نیلماں کی آتما ہے یعنی کہ تم مسلمان ہو اور تمہارے اندر ایک ہندو نیلماں کی آتما ہے۔ یہ کیا مذاق ہے۔ اگر تم دونوں واقعی پورس کی طرف سے آئی ہو تو اس سے کہو۔ یہ ہندو بھائی 'مسلمان بہن' مسلمان بیوی اور ہندو شوہر اور مسلمان جسم اور ہندو آتما والی پیچیدگیاں پیدا کر کے کوئی انوکھی چال میرے خلاف نہ چلے۔ وہ بھی مرد ہے' میں بھی مرد ہوں۔ بیچ میں تم عورتوں کو نہ لائے۔ اب جاؤ۔"

اس نے سانس روک لی۔ پورس نے مسکرا کر پوچھا۔ "کیا ہوا؟"

ناصرہ نے پوچھا۔ "تم نے پہلے سے کیسے سمجھ لیا تھا کہ وہ ہمیں نہیں پہچانے گا؟ ثانی بھی نہیں پہچان رہی تھی۔"

وہ پھر ہنستے ہوئے بولا۔ "یعنی کہ اس نے شکریہ ادا کرنے کا موقع بھی نہیں دیا؟"

ناصرہ اور ثنا نے ایک دوسرے کو حیرانی سے دیکھ کر کہا۔ "ہائے ہم تو بھول ہی گئے۔ پہلے ہمیں شکریہ ادا کرنا چاہیے تھا۔"

"میں اسے اچھی طرح جانتا ہوں۔ ابھی میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ ثانی اور پارس کا شکریہ ادا کرنا چاہیے۔"

"پھر کیا کہا تھا؟"

"میں نے کہا تھا۔ ان کے احسان کے بدلے ہمیں بھی کچھ کرنا چاہیے۔ ہمیں شکریہ زبان سے نہیں' عمل سے ادا کرنا چاہیے۔"

"بھائی جان آپ بتائیں' کیا کرنا چاہیے؟"

"ہم ان تین پراسرار اشخاص کو تلاش کریں گے جنہوں نے فرہاد صاحب کو قتل کرانے کا معاوضہ لیا تھا۔"

"ہاں۔ بڑے بڑے ممالک بھی انہیں تلاش کر رہے ہیں۔ بھائی جان! میں ابو کو بلاتی ہوں۔ ہم ابھی ان تینوں جلادوں تک پہنچنے کا منصوبہ بنائیں گے۔"

"تمہارے ابو میرے اندر موجود ہیں۔ کیوں انکل؟ آپ کیا کہتے ہیں؟"

پاشا نے کہا۔ "بیٹے! اگر ہم ان تین مجرموں تک پہلے پہنچ جائیں گے تو کمال ہو جائے گا۔"

انہوں نے غیر معمولی دوائیں بنانے کا مشن عارضی طور پر ملتوی کر دیا اور ان تین مجرموں تک پہنچنے کے منصوبے بنانے لگے۔

مہاراج اور مہیش ایک فٹ پاتھ پر چلتے ہوئے سوچ رہے تھے کہ وہ گھر کے رہے نہ گھاٹ کے۔ اب امریکی اکابرین کے پاس جائیں گے تو وہ اپنے ملزم اکابرین کی حفاظت کے لیے کہیں گے لیکن ثانی اور پورس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے ان کے تنویمی عمل کا توڑ کریں گے۔

مہاراج نے کہا۔ "بیٹے! الپا کو یہ معلوم نہیں ہونا چاہیے کہ امریکا میں ہماری کوئی سیاسی اہمیت نہیں رہی ہے۔"

مہیش نے کہا۔ "اب ہمیں کوئی ایسا کارنامہ انجام دینا چاہیے کہ ہماری قدر نہ کرنے والے پھر ہماری جی حضوری کرنے لگیں۔"

"پورس کی ٹیلی پیتھی جاننے والیوں نے آج ہماری بڑی بے عزتی کی ہے۔ ہمیں کتا کہا تھا۔ ہم ان سے انتقام ضرور لیں گے۔"

"پتا جی! مجھے یقین نہیں آتا کہ انہوں نے تنویمی عمل کے ذریعے ہمیں اپنا تابعدار نہیں بنایا ہے۔"

"یقین کرنے میں کتنی دیر لگتی ہے۔ ہم ابھی ان تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے اور والیوں کو گالیاں دیں گے۔ اگر وہ ہمارے عامل ہوں گے تو جواب میں وہ بھی گالیاں دینے لگیں گے۔"

وہ باپ بیٹے باری باری ایک ایک کو گالیاں دینے لگے۔ ان کے گالیاں دینے کا انداز ایسا تھا جیسے دونوں میں مقابلہ ہو رہا ہو کہ کون کتنی گندی گالیاں جانتا ہے۔ تھوڑی دور جانے کے بعد انہیں پتا چلا کہ ان کے پیچھے اور دائیں بائیں لوگوں کی بھیڑ بڑھتی جا رہی ہے۔ لوگ انہیں حیرانی سے دیکھ رہے تھے۔ ایک شخص نے کہا۔

"آپس میں کوئی جھگڑا ہے تو ایک جگہ کھڑے ہو کر نمٹا لو۔"

دوسرے شخص نے کہا۔ "کوئی مجھے ایک بھی گالی دے تو میں اس کا منہ توڑ دیتا ہوں... مگر یہ دونوں ایک دوسرے کی گالیاں برداشت کرتے جا رہے ہیں۔"

تیسرے نے کہا۔ "برداشت کرنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ ان کے لیے گالیاں نہیں ہیں' مادری زبان ہے۔"

وہ دونوں جھینپ رہے تھے۔ لوگوں کے درمیان سے راستہ بناتے ہوئے تیزی سے ایک طرف جانے لگے۔ ایک شخص اخبار ہاتھوں میں لیے اس اخبار کی آڑ سے مہاراج کو دیکھ رہا تھا۔ وہ ان کے پیچھے جانے لگا۔ اس کے چہرے پر ہلکی ہلکی داڑھی اور مونچھیں تھیں۔ اس نے اپنی آنکھوں کے اصل رنگ کو چھپانے کے لیے بھورے رنگ کے لینس لگائے ہوئے تھے۔ وہ باپ بیٹے آگے جا کر فٹ پاتھ پر رک گئے۔ وہ اجنبی ان کے پیچھے کچھ فاصلے پر آگیا۔ مہیش نے کہا۔ "ان میں سے کوئی ہمارے دماغ میں نہیں ہے۔ اگر ہوتا تو اتنی گندی گالیاں سن کر غصے سے ہمارے دماغ میں زلزلے پیدا کر دیتا۔"

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ کوئی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والا ہوتا تو ہماری گالیاں برداشت نہ کرتا۔ میرا خیال ہے' ہمیں ان کے دماغوں میں گالیاں دے کر دماغی طور پر حاضر ہو کر سانس روکنا چاہیے۔ اس طرح معلوم ہو گا کہ ہم ان کے تابعدار ہوں گے تو سانس روکنے کے باوجود وہ ہمارے دماغوں میں آ جائیں گے۔"

یہ فیصلہ کر کے دونوں نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ ایک نے ناصرہ کے اندر' دوسرے نے ثنا کے اندر پہنچتے ہی گالیاں دے کر کہا۔ "ہمارے پاس آؤ۔"

دونوں نے دماغی طور پر حاضر ہو کر محسوس کیا کہ ان کے دماغوں میں وہ دونوں آ رہی ہیں۔ انہوں نے سانس روک لی۔ تھوڑی دیر بعد سانس لی پھر سانس روک لی۔ اس کے بعد دونوں نے خوش ہو کر کہا۔ "ہم دونوں آزاد ہیں۔ ہم پر کسی نے تنویمی عمل نہیں کیا ہے۔"

ان کے قریب کھڑے ہوئے شخص نے اخبار کو فضا میں لہرایا۔ چند سیکنڈ کے بعد ایک وین آ کر باپ بیٹے کے سامنے کھڑی ہو گئی۔ اس کا ایک سلائیڈنگ دروازہ کھلا۔ اندر دو گن مین بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے دونوں باپ بیٹوں کی طرف گن کا رخ کیا۔ اخبار والے نے کہا۔ "دونوں گن مین گونگے ہیں۔ ان کے بجائے میں بول رہا ہوں۔ چپ چاپ گاڑی میں بیٹھ جاؤ۔ زندہ سلامت رہو گے۔ اگر میں تم سے پہلے جا کر بیٹھوں گا تو یہ تم دونوں کے لیے دو گولیاں ضائع کرنے پر مجبور ہو جائیں گے۔"

باپ بیٹے نے حیرانی اور پریشانی سے پہلے اخبار والے شخص کو اور پھر گاڑی میں بیٹھے ہوئے گن مین کو دیکھا۔ وہ خاموشی سے گاڑی کے اندر آ کر بیٹھ گئے۔ ان کے بعد وہ اخبار کو ایک طرف پھینک کر ان کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔ سلائیڈنگ دروازہ بند ہو گیا۔ پھر وہ گاڑی اسٹارٹ ہو کر ایک طرف جانے لگی۔

○☆○

فہمی اور علی اٹلی میں تھے۔ وہاں کے شہر روم میں مسٹر اَن نون کے وسیع و عریض پیلس پر فوج نے چھاپا مارا تھا۔ اس محل میں رہنے اور ملازمت کرنے والوں کو گرفتار کر لیا گیا تھا۔ پورے محل کی تلاشی لی گئی لیکن اَن نون آرمی ایکشن سے پہلے ہی فرار ہو گیا تھا۔ ایک کمرے سے کئی تحریری دستاویزات' آڈیو کیسٹس اور وڈیو فلمیں پائی گئی تھیں' جو اَن نون کی مجرمانہ سرگرمیوں کے خلاف ٹھوس ثبوت تھیں۔

کئی تصویریں اور وڈیو فلمیں دیکھنے کے بعد یہ پتا نہ چل سکا کہ فلموں میں جتنے افراد نظر آ رہے ہیں ان میں اَن نون کون ہے۔ اس محل میں کام کرنے والوں نے بھی اس کی صورت نہیں دیکھی تھی۔ فہمی ان تصویروں اور وڈیو فلموں میں نظر آنے والے تمام کرداروں کی آنکھوں میں جھانک کر ان کے دماغوں میں پہنچتا رہا۔ ان میں سے بیشتر مر چکے تھے' جو زندہ تھے' ان کے چور خیالات نے بتایا کہ وہ بھی مسٹر اَن نون کا نام سنتے رہے ہیں۔ لیکن اسے کبھی روبرو نہیں دیکھا ہے۔

اکثر محلوں میں تہ خانے ضرور ہوتے ہیں لیکن اس پیلس کے فرش کے تمام حصوں کو ٹھونک بجا کر دیکھا گیا' کہیں بھی تہ خانے کا شبہ نہیں ہوا اور نہ ہی کہیں کوئی چور دروازہ نظر آیا۔ اگر کوئی چور دروازہ ہوتا تو اس دروازے سے تہ خانے میں نہ سہی' کسی چور خفیہ کمرے میں پہنچا جا سکتا تھا۔

وہاں کئی جگہ بہت ہی قیمتی اور خوبصورت مجسمے تھے۔ انہیں وہاں سے ہٹانے یا ہلانے کی کوششیں کی گئیں لیکن وہ دیگر آرائشی سامان کی طرح اپنی جگہ فرش پر مضبوطی سے جمے ہوئے تھے۔ انہیں کسی بھی تیکنیک سے متحرک نہیں کیا جا سکتا تھا۔ ان مجسموں کی آنکھیں اور دوسرے حصے بھی ٹھوس سنگ مرمر یا پلاسٹک آف پیرس کے بنے ہوئے تھے۔ سراغ رسانوں کو کہیں بھی خفیہ مائیک اور وڈیو کیمرے نظر نہیں آئے۔

دن رات بڑی مہارت سے تلاشی لینے کے بعد اس خالی پیلس کے تمام دروازوں کو لاک کر کے اس کے دوسرے بیرونی دروازوں کو سیل کر دیا گیا۔ پیلس کے اطراف آرمی کے گارڈز متعین کر دیے گئے۔

اتنی محنت اور ماہرانہ سرگرمیوں کے بعد یقین کر لیا گیا کہ مسٹر اَن نون فرار ہو گیا ہے اور اپنے پیچھے اہم دستاویزات اور کافی دولت چھوڑ گیا ہے۔ اس آرمی ایکشن کے دوران میں فہمی اور علی بھی موجود تھے۔ پورا ایک دن گزرنے اور اندھیرا ہونے کے بعد اس پیلس کے تمام بیرونی دروازوں کو بند کر کے سیل کیا گیا تو پہلے سے کی ہوئی پلاننگ کے مطابق وہ دونوں محل کے اندر تاریکی میں رہ گئے۔

ان کے پاس پنسل ٹارچ' گیس ماسک اور گن وغیرہ جیسی ضروری چیزیں تھیں۔ اس محل کے کئی حصوں میں ایک درجن سے زیادہ قیمتی مجسمے تھے۔ ان دونوں نے مجسموں کو پہلی اہمیت دی۔ ایک دوسرے سے الگ ہو کر دو مجسموں کے قریب جا کر بیٹھ گئے۔ آدھی رات کے بعد ان مجسموں سے ہلکی سرسراہٹ کی آواز سنائی دی۔ دونوں نے اپنی اپنی جگہ اپنے پاس والے مجسمے کو غور سے دیکھا۔ مجسموں کے چہرے سلائیڈنگ دروازے کی طرح اپنی جگہ سے سرکتے ہوئے سر کے پچھلے حصے کی طرف چلے گئے۔ وہاں چہروں کی جگہ وڈیو کیمرا نظر آیا۔ اس کے ساتھ منسلک رہنے والی دو لائٹس آن ہو گئیں۔ اس ہال میں دور تک ہلکی نیلی روشنی پھیل گئی پھر اس مجسمے کی گردن آہستہ آہستہ ہلتی ہوئی چاروں طرف گھومنے لگی۔ کیمرے کی آنکھ اس ہال کے ایک ایک حصے کو گھوم گھوم کر دیکھنے لگی۔ فہمی مجسمے کے بالکل قریب تھی اور اس کی گھومتی ہوئی گردن کے پیچھے خود گھوم رہی تھی تاکہ کیمرے کے سامنے نہ آ سکے۔

اس طرح یہ بات سمجھ میں آئی کہ کہیں فرش پر ہی کوئی خفیہ کمرا ہے یا پھر تہ خانہ ہے۔ وہاں ایسی مشینیں اور الیکٹرونک آلات

ہیں جو پیلس کے تمام مجسموں سے منسلک ہیں۔ ان آلات کو آپریٹ کیے بغیر وہ مجسمے کسی اور تیکنیک کے ذریعے حرکت نہیں کرسکتے تھے۔

فنمی اور علی ایک دوسرے سے دور اپنی اپنی جگہ ان مجسموں کو دیکھ رہے تھے اور سمجھ رہے تھے کہ پیلس کے تمام حصوں میں جتنے مجسمے ہیں' ان کے سلائیڈنگ چہرے اپنی جگہ سے ہٹ گئے ہوں گے اور اس پیلس کے کئی حصوں کو مختلف کیمروں کی آنکھوں سے مانیٹر کے ذریعے دیکھا جارہا ہوگا۔

رات کے دو بجے تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ روشنی دھیمی تھی۔ تمام دروازے بند تھے اس لیے پیلس کے باہر روشنی کی ہلکی سی جھلک بھی دکھائی نہیں دے رہی تھی پھر جہاں فنمی تھی' اس ہال کا بڑا سا خوبصورت آتش دان دو برابر حصوں میں تقسیم ہوکر سلائیڈنگ دروازے کی طرح کھلنے لگا۔ فنمی فوراً ہی ایک الماری کی آڑ میں چلی گئی۔ وہاں کیمرے کی روشنی پہنچ سکتی تھی لیکن الماری کے سائے میں وہ نظر نہ آتی۔

اس نے ایک الیکٹرونک ٹیلی گرافک آلے کے بٹن کو دبا کر سگنل دیا۔ اس کے اور علی کے کانوں میں ائرفون تھے۔ اس آلے سے علی نے سگنل کی دھیمی سی آواز سنی اور سمجھ گیا کہ جہاں فنمی ہے' وہاں کچھ ہورہا ہے۔ یا ہونے والا ہے۔ وہ اپنی جگہ سے ایک کیمرے کی آنکھ سے بچتا ہوا' فنمی کی طرف جانے لگا۔

فنمی اس آتش دان کی طرف دیکھ رہی تھی جو سلائیڈنگ دروازے کی طرح کھل گیا تھا۔ صرف کھل کر رہ گیا تھا۔ کوئی باہر نہیں آرہا تھا۔ شاید آنے والا پہلے کسی اور آلے سے اس کمرے کا جائزہ لے رہا ہوگا۔ آخر ایک انسانی سایہ نظر آیا پھر وہ سائے والا آتش دان کے باہر دکھائی دیا۔ ایک ادھیڑ عمر کا شخص ہاتھ میں گن لیے اس ہال کو چاروں طرف سے گھوم کر دیکھنے لگا پھر وہ اپنی جیب سے ایک موبائل فون نکال کر کسی سے رابطہ کرتے ہوئے بولا۔ "میری گھڑی میں تین بج کر پانچ منٹ ہوئے ہیں۔ میری گھڑی سے ٹائم ملالو۔ ٹھیک تین بج کر بیس منٹ پر ہیلی کاپٹر کو پیلس کی چھت پر پہنچنا چاہیے.... کوئی مسئلہ تو نہیں ہے؟"

"نو باس! میں ٹھیک تین بج کر بیس منٹ پر پہنچ رہا ہوں۔"

اُن نون نے فون کو بند کیا..... اسی وقت فنمی نے اس کے ہاتھ پر گولی ماری۔ اس کے ہاتھ سے موبائل فون چھوٹ کر گر پڑا۔ وہ چاہتی تھی کہ وہ دوسری بار کسی سے مدد کے لیے رابطہ نہ کرے۔ ہاتھ میں گولی لگتے ہی اُن نون فرش پر گر کر لڑھکتا ہوا ذرا دور گیا پھر اس نے اپنی گن سے وڈیو کیمرے کی طرف فائر کیا۔ گولی لگتے ہی کیمرے سے منسلک لائٹس بجھ گئیں۔ ہال میں اندھیرا چھا گیا۔ اُن نون کا ایک ہاتھ زخمی تھا۔ اس نے گن کو فرش پر رکھ کر جیب سے اینٹی ڈارک لینس کا چشمہ نکالا۔ اسے پہننے سے تاریکی میں کسی حد تک دیکھا جاسکتا تھا۔ اس نے چشمہ پہن کر فرش پر سے اپنی گن اٹھانا چاہی تو اس گن پر علی کھڑا ہوا تھا۔ اس نے بھی اینٹی ڈارک لینس کا چشمہ پہن رکھا تھا اور اس کی گن کی نال اُن نون کی کھوپڑی کی طرف تھی۔

علی نے کہا۔ "تمہارا ایک ہی ہاتھ رہ گیا ہے۔ تم جیب سے چاقو وغیرہ بھی نکال سکتے ہو۔ میں خوامخواہ یہ زحمت کرنے نہیں دوں گا۔" اس نے دوسرے بازو پر گولی ماری۔ وہ چیخ مار کر فرش پر تڑپنے لگا۔

فنمی نے کہا۔ "علی! پانچ منٹ کے بعد ایک ہیلی کاپٹر پیلس کی چھت پر آنے والا ہے۔"

علی نے موبائل کے ذریعے باہر کھڑی ہوئی آرمی کے کمانڈر سے کہا۔ "ہیلو کمانڈر! علی اسپیکنگ۔ ابھی ایک ہیلی کاپٹر پیلس کی چھت پر آرہا ہے۔ اس کے پائلٹ کو حراست میں لیا جائے۔ معاہدے کے مطابق ہمیں تین میں سے ایک مجرم مل گیا ہے۔ اسے ہم اپنے ساتھ لے جائیں گے۔"

اُن نون کی آواز سننے کے بعد میں اس کے خیالات پڑھنے لگا۔ اس پیلس میں وہ تنہا چھپا ہوا تھا۔ اس رات فرار ہونے کا منصوبہ بنا چکا تھا' جسے ناکام بنادیا گیا تھا۔ میں نے اسے مخاطب کیا۔ "ہیلو! جسے تم نے قتل کرایا تھا' وہ مقتول بول رہا ہے۔ تم نے پراسرار رہ کر دنیا کی بڑی بڑی شخصیتوں کو قتل کرایا ہے۔ بڑی دولت جمع کی ہے۔ اس محل کے تہ خانے میں تمہارے من پسند ہیرے جواہرات ہیں۔ کیا اتنی دولت کافی نہیں تھی؟ لالچ بڑھتا ہے تو بڑھتے بڑھتے موت کی طرف لے جاتا ہے۔ نہ تم مجھے قتل کرانے کا معاوضہ لیتے' نہ اپنی موت کا سامان کرتے۔"

وہ تائید میں سرہلا کر بولا۔ "ہاں۔ تمہارے قتل کا معاوضہ لینے کی غلطی نہ کرتا تو عیش کرتا رہتا۔ میری کامیابیوں نے مجھ میں اتنا اعتماد پیدا کردیا تھا کہ ہم تینوں ساتھی یہ سمجھ بیٹھے تھے کہ ہمیشہ کی طرح تمہاری لاش پر سے بھی گزر جائیں گے۔"

"میں خیالات پڑھ رہا ہوں۔ وہ دونوں شینڈو اور ہائیڈ اینڈ سیک بھی تمہارے طریقۂ کار کے مطابق زندگی گزار رہے تھے۔ تم نے ان سے رابطہ کرکے معلوم کیا تھا کہ وہ دونوں اپنے اپنے پیلس کے تہ خانے میں نہیں ہیں۔ اپنے ضروری سامان کے ساتھ جگہ بدل چکے ہیں۔"

"ہاں وہ دونوں خوش نصیب ہیں۔ تمہارے ہاتھوں سے پھسل چکے ہیں۔ اب کبھی تمہارے ہاتھ نہیں آئیں گے۔"

"تم زندہ رہو گے تو ان کا انجام دیکھو گے۔ پتا نہیں علی تیمور نے تمہارے بارے میں کیا سوچ رکھا ہے؟"

اُن نون نے علی اور فنمی کو دیکھا پھر کہا۔ "مجھے ابھی گولی مار دو۔ میں دونوں ہاتھوں سے اپاہج ہونے کے بعد زندہ نہیں رہنا چاہتا۔"

فنمی نے کہا۔ "مایوس کیوں ہوتے ہو؟ دونوں ہاتھ صرف زخمی ہوئے ہیں۔ ان کا علاج ہوسکتا ہے اور تم زندہ بھی رہو گے۔"

"اس مہربانی کے پیچھے تمہارا کوئی خطرناک منصوبہ ہوگا۔"

"جو بھی منصوبہ ہوگا' اس میں تمہاری بہتری ہوگی۔ تم نے اپنی زندگی میں کئی خطرناک مجرموں اور سفاک قاتلوں سے معاوضہ لے کر ان کی جانیں بچائی ہوں گی۔ اب یہ دیکھا جائے گا کہ وہ تمہاری جان بچا پائیں گے یا نہیں؟"

فنمی نے کہا۔ "علی! اسے اپنا منصوبہ بتادو۔"

علی نے کہا۔ "تم عالمی شہرت رکھنے والے پراسرار شخص ہو۔ صرف ایک گولی سے تمہاری موت آسان ہوگی۔ ہم تمہاری موت اور زندگی دونوں کو مشکل بنادیں گے۔ تمہاری رہائش کے لیے ایک چھوٹے سے جزیرے کا انتظام کیا گیا ہے۔ وہاں صرف ایک کاٹیج ہے۔ تم وہاں تنہا رہو گے۔ تمہارے بیش قیمت ہیرے جواہرات تمہارے ساتھ رہیں گے۔ تمام بدنام زمانہ مجرموں تک یہ خبر پہنچائی جائے گی کہ جو تمہیں اس جزیرے سے زندہ سلامت لے جائے گا' اسے وہ تمام ہیرے جواہرات مل جائیں گے۔"

فنمی نے کہا۔ "جزیرے کے چاروں طرف کھلے سمندر میں کہیں پولیس یا بحری فوج کا پہرا نہیں ہوگا۔ تمہارے کسی بھی مددگار کو یا ہیرے جواہرات کے لالچ میں آنے والے کو روکنے والا کوئی نہیں ہوگا۔ اب ذرا سوچو کوئی تمہارا دوست' مجرم یا لالچی مجرم تمہیں کتنی آسانی سے بچانے کے لیے اس جزیرے میں جاسکے گا۔"

اُن نون نے پریشان ہوکر کہا۔ "میں سمجھ رہا ہوں۔ تم دونوں میرے زندہ رہنے کا روشن پہلو بتا رہے ہو اور تاریک پہلو چھپا رہے ہو۔"

"تم سے کچھ نہیں چھپایا جائے گا۔ تاریک پہلو یہ ہے کہ جزیرے کے اس کاٹیج میں صرف ایک ہفتے کا راشن ہوگا۔ تمہیں ایک ہفتے تک کوئی بچانے نہیں آئے گا تو تم فاقے کرتے کرتے مر جاؤ گے۔"

فنمی نے کہا۔ "کاٹیج کے احاطے کے باہر کبھی ایک قدم بھی نہ نکالنا۔ وہاں کاٹیج سے لے کر ساحل تک قدم قدم پر بارودی سرنگیں بچھی ہوں گی جو نظر نہیں آئیں گی۔ پتا نہیں کس بارودی سرنگ پر تمہارا یا تمہارے بچانے والوں کا پاؤں پڑ جائے اور اس کے جسم کے چیتھڑے اڑ جائیں۔"

علی نے کہا۔ "صرف فضائی راستہ ہمارا ہوگا۔ بابا صاحب کے ادارے کے ایک مخصوص ہیلی کاپٹر کے سوا کسی ملک کا یا کسی مجرم کا ہیلی کاپٹر اس جزیرے کے قریب سے گزرے گا تو اسے تباہ کردیا جائے گا۔"

فنمی نے کہا۔ "اس جزیرے کے ساحل پر ایک موٹربوٹ ہمیشہ موجود رہے گی۔ اگر تم کاٹیج سے نکل کر ساحل تک پہنچنے میں کامیاب ہوجاؤ گے تو اس موٹربوٹ میں دنیا کے کسی بھی حصے میں جان بچانے کے لیے بارہ گھنٹے تک سفر کرسکو گے۔ اب یہ تمہاری چالبازی پر ہے کہ بارہ گھنٹے کے اندر کہاں جاؤ گے اور کیسے جان بچاؤ گے۔ بارہواں گھنٹا ختم ہوتے ہی ہم تمہاری موت بن جائیں گے۔"

"اب یہاں سے چلو۔ پہلے تمہارے زخموں کی مرہم پٹی کی جائے گی۔ زخم سوکھ جانے کے بعد تمہیں اس جزیرے میں پہنچادیا جائے گا۔"

وہ فرش پر بیٹھا ہوا تھا۔ زخمی ہاتھ ٹیک کر اٹھنا چاہتا تھا۔ علی نے اس کے بالوں کو مٹھی میں جکڑ کر کھڑا کردیا پھر وہاں سے لے جانے لگا۔ اسے ہتھکڑیاں نہیں پہنائی گئیں کیونکہ وہ خیال خوانی کی زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا۔

باقی دو مجرموں کو فرار ہونے کے بعد یہ اندیشہ نہیں تھا کہ دنیا کا کوئی سراغ رساں انہیں پہچان سکے گا کیونکہ آج تک کسی قانون کے محافظ یا مجرم نے ان کا چہرہ نہیں دیکھا تھا اور نہ ہی وہ اصل نام سے ساری دنیا میں جانے جاتے تھے۔ ان دونوں کی سلامتی صرف اسی میں تھی کہ ان کا سامنا کبھی کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے سے نہ ہو ورنہ وہ دماغ میں پہنچ کر ان ناموں کو معلوم کرلے گا' جن سے وہ سارے زمانے میں بدنام تھے۔ یعنی مسٹر شینڈو اور ہائیڈ اینڈ سیک۔

ہائیڈ اینڈ سیک امریکا میں تھا۔ اپنے پیلس سے فرار ہونے کے بعد وہ شمالی' جنوبی یا وسطی امریکا میں رہ سکتا تھا لیکن وہ جانتا تھا کہ وہاں ٹیلی پیتھی جاننے والے کچھ لوگ موجود ہیں لہٰذا ایسے ملک میں نہیں رہنا چاہیے۔ اس کے لیے افریقہ میں ایسی سہولتیں تھیں جہاں رہ کر وہ نئے سرے سے اپنا کام شروع کرسکتا تھا۔ اس لیے اس نے افریقہ جانے کے لیے ایک ایسی فلائٹ کا انتخاب کیا' جو اسرائیل کے راستے سے نہ گزرتی ہو۔ وہاں ٹیلی پیتھی جاننے والی الپا تھی۔ وہ اس کے سائے سے بھی دور رہنا چاہتا تھا۔

وہ جس فلائٹ میں سوار ہوا' وہ امریکا سے لندن اور لندن سے قاہرہ جاتی تھی۔ پرواز کے دوران میں مسافروں کو اخبارات پڑھنے کے لیے دیے گئے۔ ہائیڈ اینڈ سیک کا اصل نام تھارن آڈین تھا۔ اس نے پڑھنے کے لیے اخبار لیا لیکن اس کی نظریں ایک بہت ہی حسین ائرہوسٹس سے چپک کر رہ گئی تھیں۔ وہ بہت ذہین' چالباز

اور ہپناٹزم کا ماہر تھا۔ اس کی آنکھوں میں ایسی مقناطیسی کشش تھی کہ لڑکیاں بے اختیار اس کی طرف کھنچی چلی آتی تھیں لیکن وہ بہت ریزرو رہتا تھا۔ ہر آنے والی کو لفٹ نہیں دیتا تھا۔ جو اس کے دل و دماغ پر چھا جائے' اسی سے عارضی طور پر دوستی کرلیتا تھا۔

اس حسینہ نے کولڈ ڈرنک' جوس اور شراب کی ٹرالی چلاتے ہوئے آکر پوچھا۔ "آپ کیا پسند کریں گے؟"

یوں پوچھتے وقت نظروں سے نظریں ملیں تو ایسا لگا اس کی آنکھوں کی طرف کھنچی جارہی ہے۔ وہ جلدی سے نظریں جھکا کر بولی۔ "جی فرمایئے! کیا پسند فرمائیں گے؟"

وہ بڑے رومانی انداز میں بولا۔ "میں نے تو تمہیں پسند کیا ہے۔ سفر اچھا رہے گا۔ اگر سفر کے اختتام پر ملنا چاہو تو کوئی بھی بلیک لیبل پلادو۔"

اس نے بلیک لیبل وہسکی کا ایک ڈبل پیگ بنایا تو اس کے ہاتھ ہولے ہولے لرز رہے تھے۔ دل دھڑک رہا تھا۔ وہ فوراً اسے پیگ پیش کرکے آگے بڑھ گئی۔

تھارن آوین نے مسکرا کر ایک گھونٹ پیا۔ اس کا تجربہ کہہ رہا تھا کہ وہ پھنس گئی ہے۔ قاہرہ میں اس حسینہ کے ساتھ رنگین راتیں گزریں گی۔ وہ شراب کی چسکیاں لے کر اخبار پڑھنے لگا۔

اسے یہ معلوم تھا کہ اس کا ساتھی ان نون گرفتار ہوگیا ہے لیکن یہ نہیں معلوم تھا کہ اسے ابھی تک زندہ رکھا گیا ہے۔ تمام اخبارات میں یہ تفصیل شائع ہوئی تھی کہ اسے ایک ویران جزیرے میں تنہا چھوڑ دیا جائے گا۔ اس جزیرے کے کانٹج میں اس کی کمائی ہوئی دولت' ہیرے اور جواہرات بھی ہوں گے۔ اَن نون کو جو بھی زندہ بچا کر اس جزیرے سے لے جائے گا' اسے انعام کے طور پر تمام ہیرے جواہرات مل جائیں گے۔

اخبارات میں وہاں کے بارے میں پوری تفصیل لکھی گئی تھی۔ اس جزیرے کا نقشہ بھی شائع کیا گیا تھا۔ تھارن آوین اپنے گرفتار ہونے والے ساتھی کے بارے میں سنجیدگی سے سوچ رہا تھا کہ اسے کس طرح بچایا جاسکتا ہے۔

مجرمانہ ذہن رکھنے والے کے لیے یہ بات حوصلہ افزا تھی کہ اَن نون کے فرار ہونے کے بارہ گھنٹے تک کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا مداخلت نہیں کرے گا۔ اَن نون کے فرار ہونے میں کوئی رکاوٹ پیدا نہیں کرے گا لہٰذا ٹیلی پیتھی سے بے خوف ہوکر اَن نون کو بچانے کی کوششیں کی جاسکتی تھیں۔

وہ ائرہوسٹس ٹرالی دھکیلتی ہوئی واپس جارہی تھی۔ تھارن آوین نے پوچھا۔ "اور ایک پیگ مل سکتا ہے؟"

وہ نظریں چراتے ہوئے بولی۔ "پوری بوتل مل سکتی ہے لیکن لمبے سفر میں وقفے وقفے سے پینا چاہیے۔"

"اگر تم میری بہتری کے لیے یہ مشورہ دے رہی ہو تو میری آنکھوں میں دیکھ کر اپنا نام بتاؤ۔"

اس نے اپنا نام ڈائنا بتاتے ہوئے اس کی آنکھوں میں دیکھا تو آنکھیں جیسے شکنجہ بن گئیں۔ وہ رومانی لہجے میں بولا۔ "تم میری نظروں سے نظریں ملائے رکھو گی جب تک میری بات پوری نہ ہوجائے۔ تمہارا نام ڈائنا ہے مگر تم لیڈی ڈائنا سے بھی زیادہ حسین ہو۔ قاہرہ میں اپنی ڈیوٹی ختم ہوتے ہی تم میرے پاس چلی آؤ گی ... فی الحال میں تمہاری ڈیوٹی میں مخل نہیں ہونا چاہتا۔ تم جاسکتی ہو۔"

اس کی نظریں جھک گئیں۔ وہ دھڑکتے ہوئے دل سے ٹرالی کو آہستہ آہستہ لے جانے لگی۔ چلنے کا انداز ایسا تھا جیسے خیالوں کی حسین وادیوں میں خراماں خراماں جارہی ہو۔

جب وہ نظروں سے اوجھل ہوگئی تو تھارن آوین پھر اخبار میں اپنے ساتھی اَن نون کی تصویر دیکھ کر اس جزیرے کے نقشے کو دیکھنے لگا' جہاں اَن نون کو تنہا رکھا جانا تھا۔ فی الحال اس کے زخمی بازوؤں کا علاج ہورہا تھا اور یہ ہمارے سوا کوئی نہیں جانتا تھا کہ علاج ہونے تک اَن نون کو کہاں چھپا کر رکھا گیا ہے۔

تھارن کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھے ہوئے شخص نے کہا۔ "بہت خوبصورت ہے۔"

تھارن نے اخبار سے نظریں ہٹا کر اپنے ہم سفر کو دیکھا۔ وہ ایک عمر رسیدہ صحت مند شخص تھا۔ اس کا چہرہ سنجیدہ اور باوقار تھا اور آنکھوں سے بلا کی ذہانت نمایاں تھی۔ تھارن نے حیرانی سے پہلے اسے پھر اخبار میں اَن نون کی تصویر کو دیکھتے ہوئے کہا۔ "تم اس مجرم کو خوبصورت کہہ رہے ہو؟"

وہ مسکرا کر بولا۔ "اس نے ابھی تھوڑی دیر پہلے تمہیں اپنا نام بتایا تھا۔ اب میں اتنا دور نہیں ہوں کہ اس کی سُریلی آواز بھی نہ سن سکوں۔"

"اوہ۔ اس وقت تم نے سیٹ کی پشت سے ٹیک لگا کر آنکھیں بند کر رکھی تھیں۔ میں سمجھ رہا تھا' سو رہے ہو۔"

"میں آنکھیں بند کیے سوچ رہا تھا' تمہاری آنکھیں خوبصورت بھی ہیں اور خطرناک بھی۔"

"تمہیں خطرناک کیوں لگ رہی ہیں؟"

"تم نے اس سے کہا تھا۔ میری نظروں سے نظریں ملائے رکھو گی' جب تک میری بات پوری نہ ہوجائے' اور واقعی وہ تمہاری بات پوری ہونے تک تمہاری نظروں میں جکڑی رہی۔ تم نے اسے قاہرہ میں ڈیوٹی ختم ہونے کے بعد بلایا ہے۔ اس نے انکار بھی نہیں کیا' اقرار بھی نہیں کیا۔ اگر وہ تمہاری فرمائش کے مطابق آئے گی تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ تم ہپناٹائز کرنے کی غیر معمولی صلاحیت رکھتے ہو۔ صرف چند سیکنڈ میں کسی کو بھی اپنی نظروں میں جکڑ لیتے

ہو۔"

"کیا تم کوئی جاسوس ہو؟ اگر ہو تو ایک ناکام جاسوس ہو۔ ایک حسین ائرہوسٹس میری شخصیت سے متاثر ہوگئی ہے تو تم مجھے ہپناٹزم کا ماہر کہہ کر شرلاک ہومز بن رہے ہو۔ یا پھر حسد کررہے ہو کہ تمہاری طرح میں بھی عمر رسیدہ ہوں۔ ہم بڑھاپے کی دہلیز پر قدم رکھ رہے ہیں لیکن حسینہ تم سے نہیں' مجھ سے متاثر ہوگئی ہے۔"

"یہ تو عام سی بات ہے کہ باوقار' بہترین شخصیت سبھی کو متاثر کرتی ہے لیکن برا نہ ماننا' ہم دونوں کی شخصیت متاثر کرنے والی نہیں ہے۔ ہم اپنی کسی صلاحیت سے ہی کسی کو اپنی طرف مائل کرسکتے ہیں۔ جیسے تم نے آنکھوں سے کیا ہے' ویسے ہی میں جادو سے کرسکتا ہوں۔ کیا تم جادو کو مانتے ہو؟"

"میں نہ مانوں تو تم اسے اپنی طرف مائل کرکے منوالو۔"

"مجھ سے تعاون کرو گے تو ابھی اپنا کمال دکھاؤں گا۔"

"کیسا تعاون چاہتے ہو؟"

"اب وہ تمہارے پاس آئے تو تم اس کے سر کا صرف ایک بال مانگ لینا۔ وہ جیسے ہی اپنا ایک بال توڑے گی' ویسے ہی بازی پلٹ جائے گی۔ وہ تمہیں چھوڑ کر میری طرف مائل ہوجائے گی۔"

تھارن نے دلچسپی ظاہر کرتے ہوئے کہا۔ "پھر تو یہ کمال دیکھنا چاہیے۔ میں نے ایسے جادو کے متعلق نہ پڑھا ہے' نہ سنا ہے کہ تم ڈائنا سے کچھ نہیں کہو گے اور وہ اپنے سر کا ایک بال توڑتے ہی تمہاری طرف مائل ہوجائے گی۔"

"میں نے یہ تو نہیں کہا کہ میں کچھ نہیں کروں گا۔ بھئی اب میں خاموش رہ کر منتر پڑھتا رہوں گا۔ اپنی گھڑی دیکھو۔ میرے پڑھتے رہنے کے ایک منٹ کے اندر ہی وہ ہماری طرف آئے گی تو تم اسے روک کر ایک بال کی فرمائش کرو گے۔"

"اچھی بات ہے۔ میں نے گھڑی دیکھ لی۔ اب تمہارا کمال دیکھوں گا۔"

اس کا ہم سفر خاموش رہ کر ہونٹوں کو یوں ہلانے لگا جیسے بے آواز منتر پڑھ رہا ہو۔ تھارن نے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے اسے دیکھا۔ اس کے آدھے منٹ بعد گھڑی دیکھی پھر سامنے دیکھتے ہی حیران رہ گیا۔ وہ دور سے چلی آرہی تھی۔ جب وہ قریب پہنچی تو تھارن نے اس سے کہا۔ "جسٹ اے منٹ!"

وہ قریب ہوکر رک گئی۔ وہ بولا۔ "میں ایک عجیب سی فرمائش کررہا ہوں۔ کیا تم اپنے سر کا ایک بال' صرف ایک بال توڑ کر دے سکتی ہو؟"

وہ حیرانی سے بولی۔ "آپ میرے سر کا ایک بال لے کر کیا کریں گے؟"

"میں چاہتا ہوں' تم کوئی سوال نہ کرو۔ میری فرمائش پوری کردو۔"

اس نے مسکراتے ہوئے ایک ہاتھ اٹھا کر بالوں کو ٹٹولتے ہوئے ایک بال کو توڑا۔ اسی لمحے میں اس نے پلکیں جھپکائیں پھر چونک کر تھارن کے ہم سفر کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے پوچھا۔ "آپ؟ آپ یہاں بیٹھے ہیں؟ اوہ سوسوری۔ میں نے دھیان نہیں دیا تھا۔"

تھارن نے حیرانی سے دونوں کو دیکھا۔ اس کے ہم سفر نے کہا۔ "کوئی بات نہیں۔ اب تو دھیان دے رہی ہو۔"

"میں ڈرنک کے لیے ٹرالی لے کر آئی تھی۔ شاید آپ نے کچھ نہیں پیا ہے۔ بائی دا وے آپ کیا پسند فرمائیں گے؟"

ہم سفر نے بالکل تھارن کے انداز میں کہا۔ "میں نے تو تمہیں پسند کیا ہے۔ کیا قاہرہ میں اپنی ڈیوٹی ختم کرنے کے بعد ملو گی؟"

"ضرور۔۔۔ مجھے قاہرہ میں آپ کے ساتھ وقت گزار کر خوشی ملے گی۔"

"شکریہ۔ اب جاؤ۔"

وہ مسکراتی ہوئی چلی گئی۔ ہم سفر نے تھارن کو دیکھا۔ وہ جسے پھانس چکا تھا' وہ دوسرے سے پھنس کر چلی گئی تھی۔ ہم سفر نے کہا۔ "مسٹر! وہ بال تمہاری چٹکی میں ہے۔ اب اسے پھینک دو۔"

وہ بال اس کی چٹکی سے آپ ہی آپ گر گیا۔ وہ سوچنے لگا۔ "یہ تو بہت ہی لاجواب جادوگر ہے۔ اگر میں اسے اپنا ساتھ دینے پر آمادہ کرلوں تو یہ ٹیلی پیتھی جاننے والے دشمنوں کے سر کے بال توڑ کر انہیں میرا تابعدار بنا سکتا ہے۔"

اس نے مصافحے کے لیے ہاتھ بڑھا کر کہا۔ "میرا نام تھارن آوین ہے۔ تم سے مل کر بہت خوشی ہورہی ہے۔"

"مجھ سے مل کر آئندہ بھی خوشیاں ملتی رہیں گی۔ میرا نام برین آدم ہے۔"

سفر کے دوران میں الپا نے کسی ضرورت کے تحت برین آدم سے رابطہ کیا تھا۔ اس نے الپا کو بتایا تھا کہ اس کے ساتھ بیٹھا ہوا ہم سفر تنویمی عامل معلوم ہوتا ہے۔ شراب پی رہا ہے۔ ذرا اس کا جغرافیہ معلوم کرو۔

الپا نے اس کی آواز سن کر اس کے اندر پہنچ کر چور خیالات پڑھے تو خوش ہوکر برین آدم سے بولی۔ "بگ برادر! جس کی ہمیں تلاش تھی' وہ خود ہی آپ کے پاس آگیا ہے۔ یہ ان تین پراسرار اشخاص میں سے ایک ہے۔ جرائم کی دنیا میں ہائیڈ اینڈ سیک کہلاتا ہے۔ اصل نام تھارن آوین ہے۔"

"ٹھیک ہے۔ ابھی اسے اپنے پاس بلاؤ۔ میں اس سے ذرا دلچسپی لیتا ہوں۔"

برین آدم نے الپا کے ذریعے خیال خوانی کا تماشا دکھا کر ڈائنا

کو اپنی طرف مائل کیا تھا۔ تھارن نے برین آدم میں دلچسپی لیتے ہوئے پوچھا "تم کیا کرتے ہو؟"

برین آدم نے اس کی طرف جھک کر رازداری سے کہا۔ "ایسا زبردست جادو جاننے کے بعد بھی کوئی کام کرنے کی ضرورت پڑتی ہے۔"

دونوں نے ہنستے ہوئے ایک دوسرے کے ہاتھ پر ہاتھ مارا پھر تھارن نے کہا۔ "ویسے تو میں بھی کچھ نہیں کرتا مگر کروڑپتی ہوں۔ اگر تم دوست بن جاؤ تو ہم ارب پتی اور کھرب پتی بن جائیں گے۔"

"ہوں۔ تمہاری بات معقول ہے۔ اگر مناسب سمجھو تو پہلے میرے محل میں چلو۔ وہاں ہم اطمینان سے معاملات طے کریں گے۔ کیا میرے گھر چلو گے؟"

"ضرور۔ آج ہی معاملات طے ہوں گے۔"

"تو پھر اپنے سر کا ایک بال توڑ کر دو۔"

"میرے سر کے بال کا کیا کرو گے؟"

"اپنا اطمینان کروں گا کہ تم میرے گھر جانے سے انکار نہیں کرو گے۔"

اس نے مسکراتے ہوئے اپنے سر کا ایک بال توڑا۔ اس کی طرف بڑھایا۔ وہ بولا۔ "بس توڑنا ہی کافی ہے۔ یہ بال پھینک دو۔ اب یہ جہاز میرے گھر جا رہا ہے۔"

وہ ہنستے ہوئے بولا۔ "جہاز کسی کے گھر نہیں' ائرپورٹ جاتا ہے۔"

"ہاں مگر جس ملک میں میرا گھر ہے' وہاں کے ائرپورٹ جائے گا۔"

"کیسی باتیں کر رہے ہو؟ میرے ایک بال توڑنے سے جہاز اپنا روٹ بدل کر اس ملک کے ائرپورٹ جائے گا' جہاں تمہارا گھر ہے؟"

"بے شک۔ تم ڈائنا کے بال توڑنے کا تماشا دیکھ چکے ہو۔ اب اپنے بال توڑنے کا تماشا دیکھ لینا۔"

وہ ہنستے ہوئے اپنی سیٹ کے ہتھے پر ہاتھ مارتے ہوئے بولا۔ "چلو۔ تمہارا یہ تماشا بھی دیکھ لیں گے۔ ویسے تمہارا گھر کس ملک میں ہے؟"

"اسرائیل میں۔"

وہ ذرا مسکرایا پھر ایک دم سے گھبرا کر بولا۔ "کیا مذاق کر رہے ہو؟ یہ قاہرہ جانے والا جہاز اسرائیل کیسے جائے گا؟"

"سر کا بال توڑنے کی وجہ سے۔"

"مجھ سے بچکانا باتیں نہ کرو۔"

اسی وقت طیارے کے اندر اناؤنس ہونے لگا۔ "خواتین و حضرات! قاہرہ اور اسکندریہ کے موسم کی خرابی کے باعث ہم نے جہاز کا رخ موڑ دیا ہے۔ اب یہ جہاز تل ابیب کے ائرپورٹ پر اترے گا۔ موسم کے موافق ہوتے ہی ہم آپ کو قاہرہ لے چلیں گے۔ ہمیں افسوس ہے کہ موسم کی خرابی کے باعث آپ زحمت اٹھائیں گے....."

تھارن آوین حیران بھی تھا' پریشان بھی تھا اور خوفزدہ بھی پھر وہ اپنے سر پر ہاتھ رکھ کر بولا۔ "م.... میرے ایک بال... صرف ایک بال توڑنے سے ایسا ہوا ہے۔ بھئی پھر ایک بار جادو کرو۔ میں ایک بال توڑتا ہوں۔ جہاز کو قاہرہ کی طرف گھما دو۔"

تب اسے اپنے دماغ میں ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ "ہیلو مسٹر ہائیڈ اینڈ سیک! خوب نام رکھا ہے۔ آنکھ مچولی کھیلنے والا نام۔ اگر ساری دنیا سے اور فرہاد اور اس کے خونخوار بیٹوں سے آنکھ مچولی کھیلنا چاہتے ہو' کبھی ان کے ہاتھ نہیں آنا چاہتے تو میرے پاس چلے آؤ۔ میرا نام الپا ہے۔"

تھارن آوین سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ کچھ اور جھاگ کی طرح بیٹھ گیا۔

○☆○

وہ باپ بیٹے مہاراج اور میش ایک وین کی درمیانی سیٹوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ دو آدمی ان دونوں کو نشانے پر رکھے ہوئے تھے۔ وہ داڑھی مونچھوں والا شخص ان کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی آنکھیں اصل میں نیلی تھیں لیکن اس نے بھورے رنگ کے لینس لگائے تھے۔

وین تیز رفتاری سے ہائی وے پر جا رہی تھی جس کا مطلب تھا' وہ شہر کے باہر جا رہے ہیں۔

ان دونوں کو یہ گمان تھا کہ گن مین ان کا کچھ بگاڑ نہیں سکیں گے۔ راستے میں جب بھی ان سے بولیں گے یا آپس میں باتیں کریں گے تو وہ ان کے دماغوں میں پہنچ کر ان کے ہاتھوں سے گن چھین لیں گے۔ اسی خیال سے وہ بڑی دیر تک اس وین میں خاموشی سے سفر کرتے رہے۔

آخر مہاراج نے اس داڑھی والے سے پوچھا۔ "بھیا! چپ کیوں ہو؟ یہ دونوں گن مین بھی چپ ہیں۔ آگے بیٹھا ہوا ڈرائیور بھی خاموش ہے۔ کیا تمہارا پورا خاندان گونگا پیدا ہوا ہے؟"

داڑھی والے نے کہا۔ "میں نے انہیں گونگا بن کر رہنے کے لیے کہا ہے۔ میں یوگا کا ماہر ہوں۔ پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روک سکتا ہوں۔ اس لیے اپنی آواز سنا رہا ہوں۔ تم دونوں میرے دماغ میں نہیں آسکو گے۔"

میش نے پوچھا۔ "داڑھی والے انکل! یہ دماغ کے اندر کیسے آتے ہیں؟"

"میرا نام داڑھی والا نہیں' جان رابرٹ ہے۔ تم دونوں ٹیلی پیتھی جانتے ہو۔ میں بہت دیر سے فٹ پاتھ پر تمہارا پیچھا کر رہا تھا۔ تم دونوں نے کسی کے دماغ میں پہنچ کر اسے گالیاں دی تھیں پھر اپنی سانس روک لی تھی اور جواباً گالیاں دینے والے کو اپنے دماغوں میں نہیں آنے دیا تھا۔"

میش نے خیال خوانی کے ذریعے کہا۔ "پتا جی! انہیں معلوم ہے کہ ہم دونوں ٹیلی پیتھی جانتے ہیں۔"

مہاراج نے کہا۔ "برے پھنس گئے۔ نہ یہ بولیں گے۔ نہ ہم ان سے ہتھیار چھین سکیں گے۔ یہ ہمیں قیدی بنا کر لے جا رہے ہیں۔"

"پتا جی! میں نے جب سے ہوش سنبھالا ہے' سبھی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اپنے منصوبوں میں کامیاب ہوتے دیکھا ہے۔ وہ اپنے دشمنوں پر غالب آتے ہیں۔ انہیں کبھی کبھی ناکامی ہوتی ہے لیکن آپ تو ہمیشہ ناکام رہتے ہیں۔ دشمنوں کو پھانسنا چاہتے ہیں اور خود پھنس جاتے ہیں۔"

"صرف مجھے... الزام کیوں دیتے ہو؟ تم بھی تو ناکام ہو رہے ہو۔"

"آپ کے ساتھ رہتا ہوں۔ ناکامی تو ہوگی۔"

"ارے تو طعنہ کیوں دیتے ہو۔ مجھ سے الگ ہو جاؤ۔"

"کیسے الگ ہو جائیں۔ خون سے کبھی خون الگ ہوتا ہے؟"

"ہاں یہی تو ہماری شان ہے' ہماری آن ہے۔ اپنے خون سے خون پیدا کیا ہے۔ تمہاری باری آئے گی تو تم اپنے خون سے خون پیدا کرو گے۔"

"یہ سب ہو جائے گا' اگر یہ گن مین ہمارے خون کا ایک قطرہ بھی رہنے دیں گے۔"

"فکر نہ کرو۔ ایک بات میں ہم بدقسمت ہیں۔ دوسرے میں خوش قسمت۔"

"یہ دونوں باتیں کیا ہیں؟"

"بدقسمتی یہ کہ ٹیلی پیتھی کا ہتھیار جب بھی استعمال کرتے ہیں' منہ کی کھاتے ہیں۔ کبھی کبھی تو موت کے منہ میں جانے لگتے ہیں۔ خوش قسمتی یہ ہے کہ ہمیشہ مرتے مرتے بچ جاتے ہیں... اور بھگوان چاہے گا تو ابھی ان دشمنوں سے بھی بچیں گے۔ کیا لات موت کھا کے بھی زندہ رہنا خوش قسمتی نہیں ہے۔ موت ہمارا منہ دیکھتی رہ جاتی ہے۔ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ پاتی۔"

جان رابرٹ انہیں گھور کر دیکھتے ہوئے بولا۔ "میں اچھی طرح سمجھ رہا ہوں۔ تم دونوں خیال خوانی کے ذریعے آپس میں باتیں کر رہے ہو اور ہم سے بچ نکلنے کی تدبیر کر رہے ہو مگر یاد رکھو رابرٹ کے ہاتھ سے کوئی زندہ بچ کر نہیں جاتا۔"

وہ دونوں ہنسنے لگے۔ مہاراج نے کہا۔ "ہم دونوں کیا بات کر رہے تھے اور یہ کیا سمجھ رہا ہے۔"

"تم کیا بات کر رہے تھے؟"

"تم نہیں سمجھو گے' ہم اپنی قسمت کی باتیں کر رہے تھے۔ ابھی آگے جا کے کیا ہونے والا ہے' یہ تم نہیں جانتے۔"

"اور کیسے جانو گے۔ آگے قسمت میں کیا لکھا ہے' یہ صرف ٹیلی پیتھی جاننے والے جانتے ہیں۔ اسی لیے تو ہم آرام سے بیٹھے ہیں۔"

جان رابرٹ پریشان ہو کر سوچنے لگا۔ "ان کمبختوں نے خیال خوانی کے ذریعے اپنے لوگوں کو اطلاع دی ہوگی کہ ہم ہائی وے پر جا رہے ہیں۔ آگے جا کر ان کے لوگ کہیں منظم حملے کریں گے۔"

اس نے ڈرائیور سے کہا۔ "گاڑی ایک سائیڈ پر روکو۔"

اس نے گاڑی روک دی۔ رابرٹ نے حکم دیا۔ "ان دونوں کی آنکھوں پر پٹیاں باندھو۔ انہوں نے ٹیلی پیتھی کے ذریعے اپنے آدمیوں کو بتا دیا ہے کہ ہم ہائی وے پر جا رہے ہیں۔"

ان دونوں کی آنکھوں پر پٹیاں باندھی جانے لگیں۔ وہ کہہ رہا تھا۔ "اب ہم ہائی وے چھوڑ کر دوسرے راستے پر جائیں گے۔ ان کی پلاننگ چوپٹ ہو جائے گی۔"

وہ وین شاہراہ کے کنارے کھڑی ہوئی تھی۔ پیچھے آنے والی گاڑیاں تیزی سے گزرتی جا رہی تھیں۔ رابرٹ نے کہا۔ "جلدی کرو۔ ہائی وے پٹرولنگ پولیس ادھر سے گزرتی رہتی ہے۔"

میش نے ہنستے ہوئے کہا۔ "کیا حماقت ہے' آنکھوں پر پٹیاں باندھ رہے ہیں جبکہ ٹیلی پیتھی جاننے والے دماغ کی آنکھوں سے دیکھتے ہیں اور دماغ کی زبان سے بولتے ہیں۔"

"ان کمبختوں کے منہ پر ٹیپ چپکا دو۔"

دونوں کے منہ پر ٹیپ چپکائے جانے لگے تو مہاراج نے کہا۔ "یہ گدھے ہیں۔ اتنا نہیں سمجھتے کہ ہمارے آدمی چہرہ دیکھ کر ہمیں پہچان لیں گے۔"

جان رابرٹ نے انہیں غصے سے دیکھا پھر کہا۔ "مجھے تم دونوں کی سخت ضرورت ہے ورنہ ابھی گولی مار کر تمہاری لاشیں پھینک کر چلا جاتا۔"

پھر اس نے اپنے ماتحتوں سے کہا۔ "دونوں کے چہروں کو کپڑوں سے لپیٹ دو۔ جلدی کرو۔"

پیچھے سے آنے والی کئی گاڑیوں میں سے ایک کار قریب سے گزرتی چلی گئی پھر اس کی رفتار سست ہونے لگی۔ اسے پورس ڈرائیو کر رہا تھا۔ وہ ناصرہ اور ثنا اپنا ضروری سامان لے کر کولمبیو چھوڑ کر جا رہے تھے۔ پورس کی تیز نظروں نے صرف اتنا دیکھا کہ ایک وین کے اندر دو آدمیوں کے چہروں پر کپڑے لپیٹے جا رہے ہیں

پھر اس کی کار تیزی سے گزر گئی تھی۔ اب کار رکنے پر ناصرہ نے پوچھا۔ "کیا ہوا؟"

وہ بولا۔ "پیچھے ایک وین کھڑی ہے۔ وہاں کوئی گڑبڑ ہو رہی ہے۔"

وہ اپنی کار ریورس گیئر پر ڈرائیو کرنے لگا۔ جان رابرٹ نے ونڈ اسکرین کے پار دیکھتے ہی پریشان ہو کر کہا۔ "کوئی اپنی کار ہماری طرف لا رہا ہے۔ ان کے چہروں سے فوراً کپڑے ہٹاؤ۔ آنکھوں سے پٹیاں کھولو۔"

اس کے حکم پر تیزی سے عمل کیا گیا۔ دونوں نے آنکھیں کھول کر دیکھا۔ رابرٹ نے کہا۔ "یہ میری جیب دیکھو۔ اس میں پستول ہے۔ یہاں آنے والوں کے سامنے ہمیں اپنا دشمن کہو گے تو ہم گولی مار دیں گے۔"

اس کے دونوں ماتحتوں نے اپنی گنوں کو نیچے چھپا لیا تھا۔ کوئی گڑبڑ ہوتے ہی فوراً انہیں نکال کر فائرنگ شروع کر سکتے تھے۔

کار ریورس گیئر میں چلتی ہوئی قریب آ کر رک گئی۔ ثنا' ناصرہ اور پورس کار سے اتر کر محتاط انداز میں چلتے ہوئے وین کے سلائیڈنگ دروازے پر آئے۔ دروازے کو کھولا تو تین اجنبیوں کے ساتھ مہاراج اور میش بیٹھے ہوئے تھے۔ میش نے خیال خوانی کے ذریعے ثنا سے اور مہاراج نے ناصرہ سے کہا۔ "داڑھی والے کی جیب میں پستول ہے۔ اس کے ساتھ بیٹھے ہوئے دو آدمیوں نے اپنے نیچے گنیں دبا رکھی ہیں۔"

پورس داڑھی والے سے پوچھنے ہی والا تھا کہ ان دونوں کے چہروں پر کپڑے کیوں باندھے جا رہے تھے۔ اس سے پہلے ہی ناصرہ نے تیزی سے ریوالور نکال کر دونوں ماتحتوں کو گولی مار دی۔ ثنا نے داڑھی والے کی کنپٹی پر پستول رکھ کر کہا۔ "کوئی چالاکی نہ دکھانا۔ تمہاری جیب میں پستول ہے۔ اس کے چلنے سے پہلے میرا پستول چلے گا۔ جیب سے خالی ہاتھ نکالو۔"

اسے حکم کی تعمیل کرنی پڑی۔ اس نے جیب سے خالی ہاتھ نکالا۔ پورس نے اس کی جیب سے پستول نکال لیا پھر بولا۔ "پٹرولنگ پولیس کے آنے سے پہلے بتا دو۔ انہیں کہاں لے جا رہے تھے اور تم کون ہو؟"

"میرا نام جان رابرٹ ہے۔ ان دونوں نے میرے ساتھ فراڈ کیا تھا۔ میں انہیں پکڑ کر لے جا رہا تھا۔"

مہاراج نے کہا۔ "یہ جھوٹ بول رہا ہے پورس بھیا! تم تو جانتے ہو' ہم کبھی جھوٹ نہیں بولتے۔ بات یہ ہے کہ....."

پورس نے کہا۔ "یو شٹ اپ۔" پھر ناصرہ سے کہا۔ "چاقو سے اسے زخمی کرو اور سچ معلوم کرو۔"

ناصرہ نے ایک چھوٹا سا چاقو نکالا۔ رابرٹ نے سہم کر کہا۔ "نن..... نہیں۔ میں سچ بتاتا ہوں۔ مجھے زخمی نہ کرنا۔"

ناصرہ نے اس کے بازو میں چاقو کی نوک چبھو کر اس کی ... سے ایک لکیر کھینچ دی۔ اس کے بازو سے خون رسنے لگا۔ ایک ... کے بعد ہی ناصرہ اور ثنا نے خوش ہو کر پورس کو دیکھا پھر ثنا ... "بھائی جان! یہ تو کمال ہو گیا۔ فرہاد صاحب اور ان کے بیٹے ... جن پراسرار مجرموں کی تلاش ہے یہ ان میں سے ایک ہے۔ ... سے بھاگ کر آیا ہے۔ یہ مسٹر شینڈو کے نام سے مشہور ہے۔"

پورس نے ان باپ بیٹوں کو دیکھ کر کہا۔ "یہ جمہ ... نقصان پہنچاتے رہتے ہیں۔ پہلی بار فائدہ پہنچایا ہے۔ چلو گا... اترو اور جتنی تیزی سے بھاگ سکتے ہو' بھاگتے چلے جاؤ پھر ... صورت نہ دکھانا۔"

ثنا نے اچانک فائر کیا۔ ڈرائیور اپنی گن نکال کر پورس پر ... کرنا چاہتا تھا۔ دونوں باپ بیٹے گاڑی سے اتر کر ہائی دے چھو... دوسری طرف بھاگنے لگے۔ پورس نے کہا۔ "تمہارا اصل نام ... رابرٹ ہے۔ اگر اپنے آدمیوں کی طرح مرنا نہیں چاہتے تو ... چاپ میری کار کی اگلی سیٹ پر آ کر بیٹھ جاؤ۔"

وہ تینوں اسے اپنے پیچھے چھوڑ کر کار میں آئے۔ ناصرہ ... کہا۔ "رابرٹ مکاری کی کوئی بات نہ سوچو۔ ہم تمہارے دماغ ... رہیں گے۔"

وہ شکست خوردہ انداز میں چلتا ہوا کار کی اگلی سیٹ پر ... کے برابر آ کر بیٹھ گیا۔ پورس کار اسٹارٹ کر کے تیزی سے ... کرتا ہوا جانے لگا۔ ناصرہ اور ثنا پچھلی سیٹ پر بیٹھی جان را... عرف شینڈو کے خیالات پڑھ کر اس کی اور اس کے دونوں ساتھ... اَن نون اور ہائیڈ اینڈ سیک کی لائف ہسٹری معلوم کرتی رہیں۔

پورس اسی بنگلے میں آیا جسے ابھی چھوڑ کر وہ تینوں کو ممب... جا رہے تھے۔ وہاں کے ایک کمرے میں رابرٹ کو کرسی پر ... رسیوں سے اچھی طرح باندھ دیا۔ اس کے منہ پر ٹیپ چپکا د... پورس نے ناصرہ اور ثنا سے کہا۔ "ہم پارس اور ثانی کے اس... بدلہ چکانے کے لیے اپنے مشن کو چھوڑ کر جا رہے تھے۔ ... شکر ہے کہ ہمیں جلد ہی یہ موقع مل گیا۔ ہم یہ بنگلا خالی چھو... جا رہے ہیں۔ ثانی سے کہو اپنے پاپا کو قتل کرانے کا منصوبہ... والے ایک مجرم کو یہاں آ کر وصول کرلے۔"

ثنا نے ناصرہ سے کہا۔ "بھابی! پہلی بار ثانی اور پارس ... ہمیں پہچاننے سے انکار کر دیا تھا۔ اس بار بھی کوئی بات نہ... دیں گے۔ کیوں نہ ہم فرہاد صاحب کے پاس چلیں۔"

دونوں خیال خوانی کی پرواز کر کے میرے پاس آئیں ... نے کہا "انکل السلام علیکم۔"

میں نے کہا۔ "وعلیکم السلام۔ میں دو آوازیں سن رہا ہو... تم دونوں کون ہو؟"

"میرا نام ثنا ہے۔"

"اور میرا نام ناصرہ ہے۔"

"اچھا۔ سمجھ گیا۔ بولو کیسے آنا ہوا؟"

"انکل! یہاں بوگوٹا شہر میں پارس آپ سے زیادہ ہم سے ... ہے لیکن ایک بار ہم اس کے پاس گئے تھے۔ ثانی اور پارس ... نے ہمیں پہچاننے سے انکار کر دیا۔"

میں نے ہنستے ہوئے کہا۔ "میں وہ واقعہ سن چکا ہوں۔ بیٹے! میں ... کا باپ ہوں۔ مگر میں بھی پارس اور پورس کے کسی بھی ... لے میں مداخلت نہیں کرتا ہوں۔ ان دونوں کو سمجھتے سمجھتے تم ... دیوانی ہو جاؤ گی۔ کیا یہی شکایت کرنے آئی ہو؟"

"جی نہیں۔ ایک خوش خبری ہے۔ آپ کو قتل کرانے کا ... ذمہ لینے والا دوسرا مجرم شینڈو ہماری حراست میں ہے۔ اس کا ... نام جان رابرٹ ہے۔ پلیز آپ ہمارے دماغ میں آ کر اس کے ... پہنچیں۔"

میں ان کے اندر آیا۔ انہوں نے مجھے رابرٹ کے دماغ میں ... دیا۔ اس کے مختصر سے چور خیالات پڑھ کر یقین ہو گیا کہ وہ ... رہی ہے۔

وہ دونوں میرے دماغ میں تھیں۔ میں نے کہا۔ "شاباش! تم ... نے کمال کیا ہے۔ میں ابھی جا کر ثانی اور پارس کو اطلاع دے ... دوں گا۔"

ثنا نے کہا۔ "انکل! پارس سے ایک بات کہہ دیں۔ میرے ... بان بھی اس کی طرح نیکی کر کے دریا میں ڈال دیتے ہیں۔"

میں نے ہنستے ہوئے کہا۔ "ایسا کہنے کی ضرورت تو نہیں ہے ... تمہاری تسلی کے لیے کہہ دوں گا۔ میرا مشورہ ہے کہ آئندہ ان ... کے معاملات میں کچھ نہ کہا کرو۔ تماشے دیکھتی رہو۔ ان کی ... لا کرے تو ہمدردی اور ایک دوسرے سے دشمنی دنیا سے ... ہے۔"

ناصرہ نے کہا۔ "اچھا پاپا! اب ہم جاتے ہیں۔"

"ایسے ہی کیسے چلی جاؤ گی۔ پہلی بار میرے پاس بیٹیاں بن کر ... میں تمہیں ایک خوشخبری سنا کر رخصت کر رہا ہوں۔ ثانی ... کے بارے میں بتایا ہے۔ میں تم سے وعدہ کرتا ہوں۔ ... کی آتما آئندہ پورس کو نقصان نہیں پہنچائے گی۔ آئندہ ... دیکھو گی کہ میں کیسی چال چلتا ہوں۔"

وہ دونوں خوش ہو کر شکریہ ادا کرتی ہوئی چلی گئیں۔ میں نے ... بتایا "ثانی جس بنگلے میں ناصرہ اور پورس کی مدد کے لیے گئی ... ہمارا دوسرا مجرم جان رابرٹ عرف شینڈو ایک کمرے میں ... ہوا ہے۔ تم اور ثانی شینڈو کو علی کے پاس اس خفیہ اڈے میں پہنچا دو' جہاں اَن نون کے زخمی بازوؤں کا علاج ہو رہا ہے۔"

پارس نے پوچھا۔ "کیا شینڈو کو بھی اَن نون کی طرح کسی جزیرے میں مرنے کے لیے چھوڑا جائے گا؟"

"بیٹے! یہ علی کا معاملہ ہے۔ اسی پر چھوڑ دو۔"

میں فوراً دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہو گیا کیونکہ میں نے اپنے قریب کسی کی آمد کا احساس کیا تھا۔ میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو ایک دم سے چونک گیا۔ میرے سامنے ڈائننگ ٹیبل کے دوسری طرف سنگریلا کھڑا ہوا تھا۔

کون سنگریلا؟

قارئین اسے بھول نہیں پائے ہوں گے۔ ماضی میں مجھے قتل کرنے کے لیے جتنے بھی خطرناک اور بے رحم قاتل آئے تھے' ان میں سے سنگریلا اتنا زبردست اور ایسے ناقابل انداز میں لڑنے والا فائٹر تھا کہ کوئی اس کے مقابل آ کر زندہ رہنا بھول جاتا تھا۔ میرے ہاتھوں سے بھی بچ نکلنے والا وہ زبردست انوکھا فائٹر تھا جو ازبکستان کے ایک شہر میں مجھ سے مقابلہ کرتے ہوئے صرف اس لیے فرار ہو گیا تھا کہ اس پر فائرنگ ہو رہی تھی ورنہ وہ میدان چھوڑنے والوں میں سے نہیں تھا۔

ایک فائٹر کے اعتبار سے سنگریلا میں چند خطرناک صلاحیتیں تھیں۔ دیکھنے میں وہ اتنا دبلا پتلا تھا جیسے انسانی ہڈیوں کا ڈھانچا ہو اور اس ڈھانچے پر کھال منڈھی گئی ہو۔ اس کھال کے اندر گوشت بھی ہو گا مگر صرف ہڈیاں نظر آتی تھیں۔

مقابل پہلی ملاقات میں یہی سمجھتے تھے کہ اس سے لڑنا اپنی توہین ہے۔ وہ تو ایک پھونک مارتے ہی ہوا میں اڑ جائے گا۔ میں نے بھی اسے دور سے دیکھ کر یہی سوچا تھا کہ میری جان کا دشمن اور ایسا مچھر؟ لیکن وہ مچھر وہاں کے سرد برفانی علاقے میں ہاف آستین کی بنیان اور ایک نیکر پہن کر رہتا تھا۔ گرم کھولتا ہوا سوپ کا باؤل اٹھا کر یوں غٹاغٹ پی جاتا تھا جیسے ٹھنڈا شربت پی رہا ہو اسی طرح پتا چلتا تھا کہ اس میں اتنی زیادہ قوتِ برداشت ہے کہ اس پر گرمی سردی کوئی بھی موسم اثر نہیں کرتا ہے۔

اسے ہتھکڑی پہنائی جائے تو اس میں سے ہاتھ نکال لیتا تھا۔ آہنی سلاخوں کے پیچھے بند کیا جائے تو وہ سلاخوں کے درمیان سے نکل آتا تھا۔ کوئی پہلوان بھی اس کی کلائی پکڑے تو اس کی مٹھی سے اپنی کلائی کھینچ کر نکال لیتا تھا اور جب وہ کسی کی کلائی پکڑتا تھا تو یوں لگتا تھا' وہ ہڈیوں کا نہیں فولاد کا بنا ہوا ہے۔ اس کی گرفت آہنی شکنجے کی طرح ہوتی تھی۔

لڑنے کا انداز انوکھا تھا۔ ایک یا ایک سے زیادہ دشمن ہوں تو ان کے درمیان بجلی کی طرح لپک کر ادھر سے ادھر' دائیں سے

بائیں، آگے سے پیچھے یوں جاتا تھا کہ اس پر آنکھ نہیں ٹھہرتی تھی۔ اس پر حملہ کرنے سے پہلے ہی وہ حملے کی زد سے نکل جاتا تھا۔ فضا میں کئی سیکنڈ تک گردش کرتے ہوئے پنکھے کی طرح گھومتا ہوا مسلسل ایسی فلائنگ کِکس مارتا تھا کہ سنبھلنے والا بے ہوش ہونے کے بعد ہی زمین پر گر کر اس کے حملے سے نجات پاتا تھا۔ اس پھر میں ایسی قوت تھی کہ مقابل کی گردن ہاتھ میں آئے تو ایک جھٹکے سے گردن کی ہڈی توڑ دیتا تھا۔

میں نے ایک طویل زندگی جنگ و جدل میں گزاری ہے لیکن پہلی بار ایسا کمزور نظر آنے والا خطرناک اور جان نکال لینے والا فائٹر دیکھا تھا۔ میری خیریت اسی میں تھی کہ میں پہلے اس سے دور رہ کر خیال خوانی کے ذریعے اس سے لڑنے کے مختلف طریقوں کی اسٹڈی کرتا رہوں۔ پہلی بار میں نے یہی کیا تھا۔ دوسرے مقابلہ کرنے والوں کے دماغوں میں رہ کر اس کے ایکشن اور انداز کو سمجھتا رہا تھا۔

ایک آلۂ کار کے ذریعے اس پر فائرنگ کر کے بھی دیکھا۔ اس کے دونوں ہاتھوں میں گولیاں لگی تھیں۔ ایک گولی اس کی پشت پر لگی تھی۔ آخری بار میں اپنے آلۂ کار کے ذریعے اس کی کھوپڑی کا نشانہ لے رہا تھا۔ اس سے پہلے ہی وہ فضا میں اچھل کر پنکھے کی طرح گردش کرتا ہوا ہوٹل کے باہر گیا۔ اس کے گردش کرتے ہوئے جانے کے باعث پھر کوئی گولی اسے نہیں لگی۔ وہ سڑک پر سے گزرنے والی ایک گاڑی کی چھت پر پہنچ گیا۔

تین گولیاں لگنے کے بعد اسے مر جانا یا بے ہوش ہو جانا چاہیے تھا مگر وہ زندہ تھا۔ ایسی حالت میں دماغ کمزور ہوتا ہے۔ میں اس کے دماغ میں پہنچا تو حیرانی ہوئی۔ اس نے میری سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہوئے کہا۔ "جیو فرہاد! میرے زخم بھرنے تک جیو۔ پہلے مقابلے میں سمجھ گیا ہوں کہ تم لوہے کے چنے ہو۔ آئندہ دوسرے انداز سے نمٹنے آؤں گا۔ تم زندہ رہو گے۔ صرف میرے ہاتھوں سے مرنے کے لیے زندہ رہو گے۔"

میں نے قارئین کے ذہن میں سنگریلا کی کچھ یادیں تازہ کی ہیں۔ وہی سنگریلا اب اچانک میرے سامنے آ گیا تھا۔

مقدر کبھی مہربان ہوتا ہے اور کبھی نامہرباں۔ پتا نہیں اس وقت مقدر نے میری زندگی کے کھاتے میں کیا لکھ رکھا تھا؟

بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ہمیں جس بات کی توقع بھی نہیں ہوتی وہی بات سامنے آ جاتی ہے۔ میں نے سوچا بھی نہیں تھا کہ سنگریلا یوں اچانک میرے سامنے آ جائے گا۔ ایسے وقت مجھ سے یہ غلطی ہوئی کہ میں نے اسے چونک کر دیکھا۔ میرے چونکنے کے باعث وہ شبہ کر سکتا تھا کہ میں ہی فرہاد علی تیمور ہوں۔

غلطی کا احساس ہوتے ہی میں نے اپنے چونکنے کا انداز [illegible] دیا۔ چونکنے کے علاوہ حیرانی سے اسے سر سے پاؤں تک دیکھ [illegible] کہا۔ "او گاڈ! مجھے دیکھ کر بھی یقین نہیں آ رہا ہے۔ میں [illegible] میں پہلی بار اتنے دبلے پتلے شخص کو دیکھ رہا ہوں۔ میری بات [illegible] نہ ماننا' تم تو بالکل ہڈیوں کا ڈھانچا لگتے ہو۔"

میرا چہرہ بدلا ہوا تھا۔ میں نے آواز اور لہجہ تبدیل کیا [illegible] مجھے پہچان نہ سکا۔ اس نے مسکرا کر کہا۔ "سب یہی کہتے [illegible] ہڈیوں کے ڈھانچے پر انسانی کھال منڈھ دی گئی ہے۔ میرے [illegible] شاید ایک کلو گوشت بھی نہیں ہو گا۔" پھر اس نے چاروں [illegible] دیکھتے ہوئے کہا۔ "یہاں ایک بھی میز خالی نہیں ہے۔ تم [illegible] میں نے سوچا شاید تم مجھے اپنے ساتھ بیٹھنے کی اجازت دے [illegible] میں نے کہا۔ "او شیور۔ تم یہاں بیٹھو گے تو میری [illegible] ہو گی۔"

وہ بیٹھتے ہوئے بولا۔ "میری ایک بری عادت ہے۔ [illegible] کرنے والوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا۔"

"بری عادت بدل سکتی ہے لیکن جو عادت کے غلام ہو [illegible] وہ اپنی برائیوں کو چھوڑ نہیں پاتے۔"

وہ میز پر رکھے ہوئے مینیو پر نظر ڈالتے ہوئے بولا۔ "[illegible] ہوتے ہیں' ان کی برائیوں کے بھی قصیدے پڑھے جاتے ہیں۔"

"طاقتور کے خوف سے منہ پر قصیدے اور پیٹھ پیچھے [illegible] ہوتی ہیں۔"

"کیا تم مجھے کمزور سمجھ کر ایسا کہہ رہے ہو؟"

"نہیں۔ میں ایک سیدھا سادہ سا آدمی ہوں۔ ایسا کو [illegible] کہ مچھر کاٹ کر بھاگ جاتے ہیں اور میں انہیں مار [illegible] سکتا۔"

وہ ہنستے ہوئے بولا۔ "تم بہت دلچسپ باتیں کرتے [illegible] تسلیم کرتا ہوں کہ لوگ طاقتور ہو کر بھی مچھر کو مار نہیں [illegible] مارنے سے پہلے وہ اڑ جاتے ہیں۔ میں بھی مچھر [illegible] سے بڑا شہ زور بھی مجھے نہیں مار سکتا ہے۔"

"اپنی توہین نہ کرو۔ میٹ استعمال کیا جائے [illegible] کوائل جلائے جائیں تو اس کے دھوئیں سے مچھر بھا [illegible] ہیں۔"

"تمہاری باتوں میں دلچسپی ہے مگر طنز بھی ہے۔ میں [illegible] ہوں مگر دھوئیں سے نہیں بھاگتا۔ دشمنوں کو دھواں [illegible] ہوں۔"

ویٹر نے آ کر سلام کیا۔ سنگریلا مجھے کھاتے ہوئے [illegible] اس نے اپنے کھانے کا آرڈر دیا پھر ویٹر سے کہا۔ "[illegible] میں ہی ادا کروں گا۔"

ویٹر چلا گیا۔ میں نے پوچھا۔ "یہ مہربانی کیوں کر رہے ہو؟"

"جیسا کہ میں کہہ چکا ہوں' کسی کی مہربانی کا شکریہ ادا نہیں [illegible] لیکن مہربانی کے بدلے مہربانی ضرور کرتا ہوں۔"

میں قاہرہ کے الحدید ہوٹل کے ڈائننگ ہال میں تھا۔ یہ سوچ نہیں سکتا تھا کہ میرا جانی دشمن سنگریلا بھی قاہرہ میں ہو گا اور [illegible] اتفاقاً میرے سامنے آ کر میری ہی میز پر بیٹھے گا۔

اس نے پوچھا۔ "تم کیا بزنس مین ہو؟"

"پاکستان میں ایک مل اونر ہوں۔ تفریح کی نیت سے نکلا [illegible] یہاں پہلی بار آیا ہوں۔ میرا نام فیصل درانی ہے۔ تم کیا [illegible] ہو؟"

"میں کرائے کا قاتل ہوں۔ میرا نام سنگریلا ہے۔ تبت سے [illegible] ہوں۔"

میں نے حیرانی سے کہا۔ "تم یہ بات کتنی آسانی سے کہہ رہے [illegible] کرائے کے قاتل ہو۔ تمہیں ڈر نہیں لگتا کہ قانون کے محافظ [illegible] یہ کہتے ہوئے سن لیں گے تو گرفتار کر لیں گے؟"

"زبانی کہنے پر کوئی گرفتار نہیں کرتا۔ جب قتل کرتے ہوئے [illegible] گے تو گرفتار کریں گے۔ میں اپنے خلاف کبھی کوئی ثبوت [illegible] چھوڑتا۔"

"لیکن یہ جو خود اپنی زبان سے اعتراف کر رہے ہو؟"

"میری اس بات پر سب ہنسیں گے کہ ایک مچھر ڈینگیں مار رہا [illegible]"

"واقعی تمہیں دیکھ کر یوں لگتا ہے جیسے ایک پھونک میں اڑ [illegible] گے۔"

وہ مسکرانے لگا۔ دو ویٹر چار ٹرے اٹھائے ہوئے آئے۔ انہیں [illegible] کے سامنے رکھنے لگے۔ ایک ٹرے میں دنبے کی بھنی ہوئی [illegible] دار مسلم ران تھی۔ دوسری ٹرے میں چار چرغے تھے۔ [illegible] میں گرما گرم روٹیاں اور چوتھی ٹرے میں سلاد' دہی اور [illegible] کی ایک ڈش تھی۔ میں نے حیرانی سے دیکھا۔ میں ہی کیا' [illegible] کی میزوں پر بیٹھے ہوئے لوگ سر اٹھا اٹھا کر دیکھ رہے [illegible] دنبے کی بڑی سی ران کو دونوں ہاتھوں سے اٹھا کر اس کا [illegible] دانتوں سے نوچ نوچ کر کھا رہا تھا۔

سونیا نے مجھ سے کہا تھا کہ بابا صاحب کے ادارے میں رہتے [illegible] بہت عرصہ گزر گیا ہے۔ بچے یہاں محفوظ ہیں اور بڑی توجہ [illegible] تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ لہٰذا وہ تفریح کے لئے ادارے سے [illegible] جانا چاہتی ہے۔

میں نے کہا۔ "بے شک ایک ہی جگہ محدود نہیں رہنا [illegible] ہے۔ میں دو دن کے بعد قاہرہ پہنچوں گا۔ تم وہاں چلی آؤ۔"

اب سنگریلا کو دیکھ کر عقل کہہ رہی تھی کہ کسی دن یا کسی وقت [illegible] سلامتی کے لیے اس سے جنگ ہو سکتی ہے۔ سونیا آئے گی تو وہ اس کی جان کا بھی دشمن بن سکتا ہے۔

میں نے خیال خوانی کی پرواز کی پھر سونیا کے اندر پہنچ کر مخاطب کیا "سونیا! میری جان! تم فی الحال قاہرہ نہ آؤ تو بہتر ہو گا۔ تفریح کے لیے کسی دوسرے شہر چلی جاؤ۔"

اس نے پوچھا "بات کیا ہے؟ مجھے اپنے پاس آنے سے کیوں منع کر رہے ہو؟"

"یہ کم بخت سنگریلا یہاں پہنچا ہوا ہے۔ اس نے ابھی تک مجھے نہیں پہچانا ہے۔ میری ہی میز پر سامنے بیٹھا کھانے میں مصروف ہے۔"

"اور تم میرے اندر رہ کر دیکھ رہے ہو کہ میں بھی طیارے میں سفر کے دوران میں کھانے میں مصروف ہوں۔ یہ طیارہ مجھے قاہرہ پہنچانے والا ہے۔"

"یہ شیطان عجیب و غریب قسم کا فائٹر ہے۔ اپنے مقابل آنے والوں کے ہوش اڑا دیتا ہے۔"

"کیا ایسا کہہ کر تم سونیا کے ہوش اڑانے کی کوشش کر رہے ہو؟"

"میری جان! تم نے بھی بڑے بڑے شہ زوروں کے ہوش اڑائے ہیں لیکن تم ایک عرصے سے ایکشن میں نہیں ہو۔"

"تم غلط سمجھ رہے ہو۔ میں صبح و شام ہیلتھ کلب میں باڈی بلڈنگ کے علاوہ یوگا کی مشقیں کرتی رہی ہوں اور اپنے ادارے کے نمبرون کہلانے والے فائٹروں سے لڑتی رہی ہوں۔"

"میں نہیں چاہتا کہ تم سنگریلا کے مقابلے پر آؤ۔"

"تم سنگریلا کو سمجھاؤ کہ وہ میرے مقابلے پر نہ آئے۔ ویسے تم میرے طریقۂ کار کو سمجھتے ہو' کوئی مقصد حاصل کرنا ہو یا کسی سے مقابلہ کرنا ہو تو میں شارٹ کٹ اختیار کرتی ہوں۔ وقت ضائع نہیں کرتی۔ چند منٹوں میں تخت یا تختہ کر دیتی ہوں۔"

"مگر سونیا! یہ ایسا خطرناک اور انوکھا فائٹر ہے کہ ..."

"کہ اس کے جیسا کوئی دوسرا فائٹر نہیں ہے۔ مقابلے سے پہلے ہر فائٹر خطرناک اور انوکھے اسٹائل والا کہلاتا ہے۔ فرہاد! ایک مشورہ دوں؟"

"خدا تمہارے مشوروں سے بچائے۔ فرماؤ کیا فرماتی ہو۔"

"تم بوڑھے ہو گئے ہو۔ بچوں کے دادا بھی بن گئے ہو۔ اب مجھے نہیں بچوں کو ڈرا کر سلانے والی کہانیاں سنایا کرو۔"

"میں سمجھ گیا' تم ضرور آؤ گی۔"

"میرا ایک کام کرو گے؟"

"اس سے بڑا کام کیا ہو گا کہ تم تشریف لا رہی ہو۔ فرماؤ کیا کروں؟"

"ثانی سے کہو' میرے پاس آئے۔"

"ابھی اس سے کہتا ہوں۔ وہ کسی اہم معاملے میں مصروف

نہیں ہوگی تو ابھی تمہارے پاس آجائے گی۔"

میں نے ثانی کے پاس آکر کہا "تمہاری مما تمہیں یاد کر رہی ہیں۔ اگر مصروف نہیں ہو تو چلی جاؤ۔"

"ابھی جا رہی ہوں پاپا!"

میں دماغی طور پر حاضر ہوگیا۔ میرے سامنے سنگریلا بیٹھا کھا رہا تھا۔ میں سونیا کے دماغ میں جا کر معلوم کرنا چاہتا تھا کہ اس نے ثانی کو کس مقصد کے لیے بلایا ہے۔ عین اس وقت سنگریلا نے مجھ سے کہا "تم نے کھانے کے لیے ایک ڈش منگائی۔ ایک چڑیا بھی تم سے زیادہ کھاتی ہوگی۔ کم آن میری ڈشوں سے لے کر کچھ کھاؤ۔"

میں نے کہا "معمولی بھوک تھی۔ جتنا کھالیا' وہی کافی ہے۔"

"کیا تم کسی ہوٹل میں ٹھہرے ہو؟"

"ہاں پردیس میں اور کہاں رہ سکتا ہوں۔"

"یہاں میرا ایک بنگلا ہے۔ میرے ساتھ رہو۔ ہم دونوں اکیلے ہیں پھر اکیلے نہیں رہیں گے۔"

میں نے انجان بن کر پوچھا "کیا تم اسی شہر میں رہتے ہو؟ یہاں تمہارا ذاتی بنگلا ہے؟"

"میں جس ملک کے جس شہر میں جاتا ہوں' وہاں میری رہائش کے لیے آرام دہ بنگلے کا انتظام کردیا جاتا ہے۔"

"یعنی تمہارے سیکریٹری اور دوسرے ملازم پہلے سے انتظار کرتے ہیں؟"

وہ ہنستے ہوئے بولا "میں ایک نیکر اور بنیان پہن کر گھومتا ہوں۔ مجھ جیسے آدمی کا سیکریٹری کون بنے گا؟ بھئی کسی کو قتل کرنے کے لیے جو مجھے کرائے پر حاصل کرتا ہے' وہی میرے رہنے سہنے اور کھانے پینے کے انتظامات ہر ملک کے ہر شہر میں کرتا ہے۔"

"اچھا تو تم یہاں کسی کو قتل کرنے آئے ہو؟"

"یہاں نہیں' اسے تو کہیں دوسرے ملک میں قتل کرنا تھا مگر وہ میرے ہاتھ آنے سے پہلے ہی بچ نکلا۔ وہ کم بخت ٹیلی پیتھی جانتا ہے۔ اس نے دوسرے کو آلۂ کار بنا کر مجھے زخمی کردیا تھا۔ میرے زخم بھرنے تک پتا چلا کہ اسے کسی نے ہلاک کردیا تھا۔ میں مایوس ہو کر یہاں آیا تو کل کے اخبار میں پڑھا کہ میرا شکار زندہ ہے۔ یہ میری پہلی اور آخری خواہش ہے کہ میں اس خطرناک اور چال باز کو اپنے ان خالی ہاتھوں سے ہلاک کروں۔ کل اس کی زندگی کا پیغام ملا تو میری خوشی کی انتہا نہ رہی۔ خوشی کے مارے کل سے بھوک بڑھ گئی ہے۔ دیکھو کتنا کھا رہا ہوں۔"

"ابھی تم نے کہا ہے کہ تمہارا شکار خطرناک بھی ہے اور چالاک بھی لیکن مسٹر سنگریلا! ہوسکتا ہے' وہ شکار اب بھی چالاکی دکھا رہا ہو۔"

"میں اناڑی نہیں ہوں۔ اس کی چالاکیوں کو سمجھ سکتا ہوں۔"

"کیا ایسا نہیں ہوسکتا کہ وہ تمہارے سامنے آنے سے پہلے تمہیں اپنے زندہ رہنے کی خبر سنا کر تمہیں خوشی کے مارے کھانے پر مائل کر رہا ہو اور تم اپنی بھوک سے زیادہ اور بہت زیادہ کھاتے جا رہے ہو۔"

وہ لقمہ چباتے چباتے رک کر سوچنے لگا پھر پریشان ہو کر "وہ ٹیلی پیتھی جانتا ہے اور میں پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس ہوں لیکن وہ چال باز ہے۔ کسی چالاکی سے میرے اندر موجود ہے اور مجھے زیادہ سے زیادہ کھلا کر بلکہ کھانے میں زہر ملا کر مجھ سے ہلاک کرسکتا ہے۔"

اس نے فوراً ہی منہ کے لقمے کو بھی پلیٹ میں اگل دیا۔ سے بولا "تم بہت اچھے ہو۔ تمہاری باتیں سن کر یہ بات سمجھ آرہی ہے کہ وہ ہوٹل کے ویٹروں کے دماغوں پر قبضہ جما کر میں مجھے زہر دے سکتا ہے۔"

وہ ٹشو پیپرز سے دونوں ہاتھ صاف کرنے لگا پھر ایسے خلا میں تکنے لگا جیسے اپنے دماغ میں کسی کی بات سن رہا ہو۔ پوچھا "مسٹر سنگریلا! کیا بات ہے؟"

وہ بولا "میں جسے شکار کرنے والا ہوں اس کی وائف دماغ میں بول رہی ہے۔ تم ذرا خاموش رہو۔ مجھے مخاطب نہ میں فوراً ہی اس کے دماغ میں پہنچ گیا۔ وہ سوچ کے پوچھ رہا تھا "تم فرہاد کی وائف سونیا نہیں ہوسکتیں۔ مجھے ہے کہ سونیا ٹیلی پیتھی نہیں جانتی ہے۔"

دوسری طرف سے ثانی نے کہا "میں نے کب کہا سونیا ہوں۔ میں نے تو یہ کہا ہے کہ سونیا ایک فلائٹ کے رات کے گیارہ بجے قاہرہ پہنچ رہی ہے۔ میں نے ٹیلی ذریعے تمہیں تلاش کرکے سونیا کو بتایا ہے۔ اب وہ یہاں ہے۔"

"فرہاد کو آنا چاہیے تھا مگر سونیا آرہی ہے۔ کیا چوڑیاں پہن لی ہیں؟"

"نہیں تمہارا زائچہ (جنم کنڈلی) دیکھا گیا ہے۔ تمہارے میں لکھا ہے کہ تمہارے جیسا ناقابلِ شکست انوکھا عورت کے ہاتھوں مرے گا۔"

وہ ہنسنے لگا "اچھا تو میرا زائچہ شوہر سے پہلے بیوی کو مرنے کے لیے لا رہا ہے۔" پھر گھڑی دیکھ کر بولا "ابھی ہیں۔ وہ تین گھنٹے بعد ائرپورٹ پہنچے گی۔ میں یہاں سے پہنچوں گا۔ تم بابا صاحب کے ادارے میں جا کر کہہ دو کے کفن دفن کا انتظام کرلیں۔"

"لیکن تم سونیا کو کیسے پہچانو گے؟ وہ اصلی چہرے نہیں ہوگی۔ وہ بڑی مکاری سے آنکھ مچولی کھیلتے کھیلتے پہنچائے گی۔"

"سنا ہے' وہ اس عمر میں بھی جوان' صحت مند ہے۔ اس طیارے میں ایسی دو چار عورتیں ہی ہوں گی۔

اسے پہچان لوں گا۔"

"تمہیں پتا ہے کہ کل سے قاہرہ کے اسٹیڈیم میں ریسلنگ چیمپئن شپ شروع ہو رہا ہے۔ وہاں مردوں کے علاوہ لیڈیز ریسلرز بھی لڑیں گی۔ اس لیے اس فلائٹ سے گیارہ جوان' صحت مند اور اسمارٹ عورتیں ریسلنگ رنگ میں لڑنے کے لیے آرہی ہیں۔ کیا ان گیارہ عورتوں میں سے انہیں پہچان سکو گے؟"

"کوشش کروں گا۔ اب تم میرے دماغ سے جاؤ۔ مجھے سوچنے دو کہ اس مکار عورت کو کیسے پہچانوں گا۔"

میں اس کے دماغ سے نکل آیا۔ وہ میرے سامنے بیٹھا سانس روک کر ثانی کو دماغ سے نکالنے کے بعد گہری سانسیں لے رہا تھا۔ میں نے پوچھا "فرہاد کی وائف کیا کہہ رہی ہے؟"

"وہ سونیا نہیں ثانی نام کی ایک عورت تھی۔ مجھے بتا رہی تھی کہ کل ریسلنگ کے مقابلے میں حصہ لینے کے لیے گیارہ جوان' صحت مند اور اسمارٹ عورتیں آرہی ہیں۔ میں ان میں سے سونیا کو نہیں پہچان سکوں گا۔"

میں نے کہا "ان گیارہ عورتوں میں چینی اور جاپانی عورتیں بھی ہوں گی۔ ان کے چہرے میک اپ کے باوجود دوسری عورتوں سے الگ ہوں گے۔ تمہیں پوری گیارہ عورتوں کو پہچاننے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔"

وہ خوش ہو کر بولا "واقعی ان میں چینی اور جاپانی ریسلرز بھی ہوں گی۔ تم بڑی دانش مندی سے سوچتے ہو۔ کیا میرے ساتھ ائرپورٹ چلو گے' وہاں اس مکار عورت کو پہچاننے میں میری مدد کرسکو گے؟"

"تم مجھے اپنے ساتھ بنگلے میں رہنے کی دعوت دے چکے ہو' میرے ہوٹل کے اخراجات بچا رہے ہو۔ اب تم جہاں کہو گے' وہاں چلوں گا۔"

اس نے اپنے اور میرے کھانے کا بل ادا کیا پھر کاؤنٹر پر آکر فون پر کسی سے رابطہ کرکے تبتی زبان میں کہنے لگا "گیارہ بجے آنے والی فرانس کی فلائٹ میں گیارہ لیڈیز ریسلرز آرہی ہیں۔ تم ہمارے گیارہ آدمیوں کو ہر لیڈی ریسلر کے پیچھے لگا دو۔ وہ ان کی رہائش گاہوں کا پتا چلا سکیں گے۔ تم اپنے چھ سات آدمیوں کے ساتھ ان لیڈی ریسلرز پر خاص نظر رکھو جو اپنے پہلوان یاروں کے ساتھ آئیں گی۔ ان میں سونیا بھی فرہاد کے ساتھ ریسلر کی حیثیت سے آسکتی ہے۔"

اس نے اپنے خاص ماتحت کو اچھی طرح ہدایات دے کر فون بند کردیا۔ ہوٹل کے پارکنگ ایریا میں اس کی ایک رینٹڈ کار تھی۔ اسے ڈرائیو کرنے کے لیے اس کا اپنا آدمی تھا۔ ہم دونوں پچھلی سیٹ پر آکر بیٹھ گئے۔ ایسے وقت ثانی نے میرے دماغ میں آکر کہا۔ "پاپا! میں جب تک سنگریلا کے دماغ میں رہی' آپ بھی رہے ہوں گے۔ آپ نے تمام باتیں سنی ہوں گی؟"

"ہاں بیٹی! میں نے تمام باتیں سنی ہیں۔ ریسلنگ کی انتظامیہ نے لیڈی ریسلرز کی رہائش کے لیے خاص انتظامات کیے ہوں گے۔ تمہاری مما ریسلرز ٹیم میں نہیں ہیں۔ اگر وہ ائرپورٹ میں باقی ریسلرز خواتین سے الگ رہیں گی تو سنگریلا انہیں آسانی سے پہچان لے گا۔"

"میں نے فرانس کی ایک لیڈی ریسلر کے تمام اہم شناختی کاغذات لے کر مما کو دے دیے ہیں۔ اب میں فرانس کی اس لیڈی ریسلر پر تنویمی عمل کرنے جا رہی ہوں۔ اس کے پروموٹر کو بھی اپنا تابع بناؤں گی۔ وقت کم ہے۔ میں ان کے دماغوں میں جا رہی ہوں۔"

"تم اطمینان سے اپنا کام کرو۔ میں سنگریلا کے ساتھ ائرپورٹ پر موجود رہوں گا۔"

وہ چلی گئی۔ سنگریلا میرے ساتھ بیٹھا کھڑکی کے پار دیکھ رہا تھا اور کچھ سوچ رہا تھا۔ میں نے اس کے دماغ میں پہنچ کر کہا "ہیلو سنگریلا! کیا میری آواز اور لہجے سے مجھے پہچان رہے ہو؟"

"میں تمہیں لاکھوں اور کروڑوں کی بھیڑ میں پہچان سکتا ہوں۔"

"ابھی ثانی نے آکر مجھے بتایا ہے کہ میری وائف سونیا قاہرہ پہنچنے والی ہے اور تم اسے نقصان پہنچانا چاہتے ہو۔"

وہ بولا "نقصان کیا چیز ہوتی ہے؟ میں تو اس کا کام تمام کرنا چاہتا ہوں۔ بیوی سے محبت ہے تو اسے بچانے کے لیے آجاؤ۔"

میں نے اس کے پاس بیٹھے بیٹھے کہا "میں تم سے اتنی دور ہوں کہ کل تک ہی وہاں پہنچ سکوں گا۔ تمہاری بھلائی اسی میں ہے کہ سونیا سے دور رہو' میرے ہاتھوں سے مرنے کے لیے زندہ رہو۔

ایک عورت کے ہاتھوں سے مرو گے تو جرائم کی دنیا کے تمام شہ زور تمہاری لاش پر تھوکیں گے۔"

"ایسی باتوں سے مجھے قائل کرنا چاہتے ہو کہ مجھے تمہاری وائف کے ہاتھوں مر کر ذلت نہیں اٹھانا چاہیے۔ بے شک سونیا بہت خطرناک ہے لیکن دنیا کو یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ میں سونیا سے زیادہ خطرناک ہوں۔ تم مرد ہو کر بھی چھپے رہے اور اپنی عورت کو میرے ہاتھوں مرنے کے لیے آگے بڑھا دیا۔"

"یہ دنیا دیکھ چکی ہے کہ تم میرے ہاتھوں مار کھا کر چالیس دنوں تک ہسپتال میں پڑے رہے۔ بہرحال تم اگر کل تک زندہ رہے تو میں وہاں تمہاری موت بن کر پہنچوں گا۔"

میں اس کے دماغ سے نکل آیا۔ وہ دھوکا کھا رہا تھا۔ میرے شانہ بشانہ بیٹھا ہوا یہی سمجھ رہا تھا کہ میں دور کسی ملک سے بول رہا ہوں۔ اس نے مجھے کھڑکی سے باہر دیکھتے ہوئے پوچھا "کیا قاہرہ شہر دیکھ رہے ہو؟"

"ہاں اس شہر کو دیکھ رہا ہوں اور اخباروں میں شائع ہونے

والی اس خبر کے متعلق سوچ رہا ہوں کہ فرہاد کا بیٹا علی تیمور ایک بہت ہی پراسرار مجرم مسٹراُن نون کو گولیاں مار کر اس کے دونوں بازوؤں کو زخمی کرچکا ہے۔ اس کا علاج کرنے کے بعد وہ اسے ایک چھوٹے سے جزیرے میں زندہ چھوڑ دے گا۔ اس جزیرے پر اُن نون کے ساتھ اس کے بیش قیمت ہیرے جواہرات بھی ہوں گے۔ جرائم کی دنیا کا کوئی بھی مجرم وہاں جا کر اسے قید سے رہائی دلا سکتا ہے اور تمام ہیرے جواہرات لے سکتا ہے۔"

سنگریلا نے کہا "معلوم ہوتا ہے تم ان ہیرے جواہرات کے لیے للچا رہے ہو اسی لیے اس اخباری خبر کے بارے میں سوچ رہے ہو۔"

میں نے ایک سرد آہ بھر کر کہا "سوچنے سے کیا ہوتا ہے؟ اُن نون اور ہیرے جواہرات کو جس کانچ میں رکھا جائے گا' جزیرے کے ساحل سے وہاں تک پہنچنا ممکن نہیں ہے۔ قدم قدم پر بارودی سرنگیں بچھی ہوئی ہیں۔ اگر اس بارودی پوشیدہ آلے پر ایک قدم بھی پڑے گا تو وہاں جانے والا ایک دھماکے سے قیمہ قیمہ ہو جائے گا۔"

وہ بولا "مجھے ایسا چیلنج اچھا لگتا ہے۔ میں بارودی سرنگوں سے بچتا ہوا مسٹراُن نون سمیت قیمتی ہیرے جواہرات لا سکتا ہوں لیکن پہلے سونیا اور فرہاد سے نمٹنا ہوگا۔ ان کا کام تمام ہونے کے بعد میں اس جزیرے میں جاؤں گا۔"

میں نے حیرانی ظاہر کرتے ہوئے پوچھا "تم جزیرے کے ساحل سے کئی سو گز دور کانچ میں کیسے پہنچو گے؟"

"میں سرکس کے کرتب جانتا ہوں۔ ساحل کے کسی درخت سے رسا باندھ کر اس کا دوسرا سرا اپروشوٹر کے ذریعے اس کانچ تک پہنچا سکتا ہوں پھر اس رسے سے کانچ میں پہنچ کر اُن نون کو ہلاک کرکے تمام ہیرے جواہرات وہاں سے لا سکتا ہوں۔"

"تعجب ہے۔ جب تم اتنے باکمال ہو تو تمہیں پہلے اس جزیرے میں جا کر لاکھوں ڈالرز کے ہیرے جواہرات حاصل کرنا چاہئیں۔ تم وہاں سے واپس آکر بھی فرہاد اور سونیا کو ہلاک کرسکتے ہو۔"

"ابھی سونیا میرے مقابلے پر آرہی ہے۔ میں تمہاری طرح بزدل نہیں ہوں کہ مقابلہ چھوڑ کر ہیرے جواہرات حاصل کرنے چلا جاؤں۔"

"میں مانتا ہوں تم باکمال ہو اور میری طرح بزدل نہیں ہو مگر تمہیں دولت مند بننے کی ہوس ہے۔ ہزاروں لاکھوں ڈالرز لے کر کسی بھی بے گناہ کو قتل کردیتے ہو۔"

"ہاں مجھے مشکلات اور خطرات سے کھیلنے میں مزہ آتا ہے۔ اس کے بعد جو دولت ملتی ہے' اس دولت مندی کا نشہ ہی کچھ اور ہے۔"

"کسی کو قتل کرنے سے زیادہ خطرات اور مشکلات اس جزیرے میں ہیں۔ اس کانچ سے ہیرے جواہرات لا کر فرہاد کے بیٹے علی تیمور اور فرہاد کی تمام فیملی پر یہ ثابت کرسکو گے کہ تم ناممکن کو ممکن بنا سکتے ہو۔ میری عقل کہتی ہے کہ ایسا کارنامہ دکھا کر ہیرے جواہرات حاصل کرسکتے ہو اور فرہاد پر دہشت بھی طاری کرسکتے ہو۔ تم ٹھہر ٹھہر کر فرہاد تک موت بن کر پہنچو گے تو اس کی راتوں کی نیندیں اڑ جائیں گی۔"

"تم ٹھیک کہتے ہو' اپنے شکار کو دن رات دہشت میں مبتلا کرکے مارنے کا مزہ ہی کچھ اور ہے۔ اُن نون کو جس جزیرے میں رکھا جائے گا' اس جزیرے کا نام اور اس کی تفصیلات کل اخبارات میں شائع ہوں گی۔ انہیں پڑھنے کے بعد ادھر جاؤں گا۔ ابھی سونیا آرہی ہے۔ آج اس کا کام تمام کرنے کے بعد یہاں سے جاؤں گا تو فرہاد مجھے تلاش کرتا رہے گا اور اس دہشت میں اندیشے میں رہے گا کہ میں کسی وقت بھی اس کی موت بن کر آ رہا ہوں۔"

ہم ائرپورٹ پہنچ گئے۔ اس کے ساتھ رہنے اور باتیں کرنے کے دوران میں' میں سونیا کے دماغ میں جا کر یہ معلوم نہ کرسکا کہ یہاں پہنچ کر سنگریلا سے کس طرح نمٹنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ میں اس کے ساتھ رہ کر خیال خوانی کرتا' سونیا یا ثانی سے رابطہ کرتا تو وہ شبہ کرسکتا تھا۔ ویسے یہ اطمینان تھا کہ میں سنگریلا کے ساتھ ہوں۔ بات بگڑے گی تو سونیا کی مدد کرسکوں گا۔

ائرپورٹ پر کافی بھیڑ تھی۔ ریسلنگ سے شوق رکھنے والے اپنے پسندیدہ مرد اور لیڈیز ریسلرز کو دیکھنے کے لیے کافی تعداد میں آئے تھے۔ ریسلنگ کی انتظامیہ کے ممبران اور عہدے داران آئے ہوئے تھے۔ سنگریلا اپنے چند خاص ماتحتوں سے ملاقات کرکے انہیں تاکید کر رہا تھا کہ وہ جہاز سے اترنے والی تمام خواتین کو توجہ سے دیکھیں۔ سونیا کسی عمر رسیدہ عورت کے بھیس میں آسکتی ہے۔

اس کے دو ماتحت عمارت کی دوسری منزل پر تھے۔ دوربین آنکھوں سے لگائے' اس جہاز کی سمت دیکھ رہے تھے جس کی سیڑھیوں سے مسافر اتر رہے تھے۔ ان میں جوان اور صحت مند عورتوں کی تعداد زیادہ تھی۔ ایک دوربین والے نے کہا "وہ بھیس بدل کر آرہی ہے لیکن میں ایک جوان عورت کو دیکھ رہا ہوں۔ شاید سونیا کو پہچان رہا ہوں۔"

دوسرے نے کہا "تمہیں جس پر شبہ ہوگا' تم اس کے نشانے میں رہو گے۔ مجھے جس پر شبہ ہوگا' میں اس کا۔۔۔"

بات پوری ہونے سے پہلے ہی ان کے حلق سے کراہ نکلی۔ دوسرا تو کراہ بھی نہ سکا۔ دونوں کی کنپٹیوں میں کسی بے آواز ہتھیار سے چلائی گئی گولیاں پیوست ہوچکی تھیں۔ دونوں کے ہاتھوں سے دوربینیں چھوٹ کر گردنوں سے لٹک گئیں۔ وہ دونوں آگے کی طرف ریلنگ پر آدھے سے زیادہ جھکے پھر اس بلندی سے گرتے ہوئے نیچے زمین پر آکر چاروں شانے چت ہوگئے۔

ان کے اس طرح گرنے سے وہاں کھڑی ہوئی بھیڑ خوفزدہ ہو کر چیخ پڑے۔ نیچے سیکیورٹی والوں نے ان لاشوں کو دیکھا۔ عمارت کے نچلے حصے میں لوگوں کی چیخ پکار سے ہلچل مچ گئی۔ وہاں اتنی بھیڑ تھی کہ کسی کو لاشوں کے بارے میں فوری طور پر کچھ معلوم نہ ہوسکا۔ سب ایک دوسرے سے پوچھ رہے تھے۔ ریسیپشن ہال کی طرف چھ افراد گیٹ کے قریب کھڑے ہوئے تھے۔ سونیا دوسرے مسافروں کے ساتھ اسی گیٹ سے باہر آنے والی تھی۔ وہ چھ افراد سنگریلا سے وہاں ملاقات کرچکے تھے اس لیے بابا صاحب کے ادارے کے سراغ رسانوں کی نظروں میں آچکے تھے۔

ان سراغ رسانوں کے ہاتھوں میں چھوٹے چھوٹے اسپرے گن تھے۔ ان میں پیٹرول بھرا ہوا تھا۔ وہ لوگوں کی بھیڑ میں ان چھ افراد کے لباسوں پر تھوڑا تھوڑا پیٹرول اسپرے کرتے ہوئے گزر گئے۔ ان افراد نے اپنے اپنے لباس کے کچھ حصوں کو بھیگا ہوا سا محسوس کیا۔ پیٹرول کی بو محسوس کی لیکن اس سے پہلے کہ وہ پوری طرح سمجھتے اور سنبھلتے' ایک بارگی ان کے لباسوں میں آگ لگ گئی۔ ان سراغ رساں ذرا دور سے جلتی ہوئی تیلیاں ان پر پھینک کر وہاں سے جارہے تھے۔ چھ افراد کے لباسوں سے آگ بھڑکنے لگی تو وہاں قیامت کا شور بلند ہوا۔ وہ اپنے اپنے لباس کی آگ سے بچنے کے لیے انہیں اتارنے اور وہاں سے بھاگنے لگے تو دوسرے تمام لوگ آگ سے محفوظ رہنے کے لیے چیختے ہوئے اور اپنوں کو پکارتے ہوئے عمارت کے باہر بھاگنے لگے۔ ائرپورٹ سیکیورٹی کا عملہ تعداد میں اتنا نہیں تھا کہ ہزاروں بھاگنے دوڑنے والوں کو کنٹرول کرسکتا۔

میں سنگریلا کے ساتھ دوڑتا ہوا دور ایک دیوار کے پاس آیا۔ انجان بن کر اس سے پوچھا "کیا اس ملک میں بھی دہشت گردی ہوتی ہے؟"

وہ بولا "تم نہیں سمجھ رہے ہو۔ سونیا اور فرہاد سے تعلق رکھنے والے افراد میرے خاص آدمیوں پر حملے کررہے ہیں۔"

"وہ تمہارے خاص آدمیوں کو کیسے پہچانتے ہیں؟"

"ذرا عقل سے سوچو۔ تھوڑی دیر پہلے میں انہیں ہدایات دے رہا تھا۔ دشمن میری جسامت اور حلیے سے مجھے پہچانتے ہوں گے۔ قاہرہ میں بھی یہ مشہور ہوچکا ہے کہ تبت کا ایک لانبے قد کا شخص جھاڑو کے تنکے کی طرح دبلا پتلا سا ہے۔"

میں نے کہا "جب دشمن تمہارے ذریعے تمہارے آدمیوں کو پہچان کر حملے کررہے ہیں تو تم پر بھی کہیں سے گولی چلا سکتے ہیں۔"

"وہ مجھے ہلاک کرنا چاہتے تو پہلے مجھ پر ہی گولیاں چلاتے۔"

"یہ ان کا طریقۂ کار ہوگا کہ پہلے پوری طرح افراتفری پیدا کی جائے پھر اس بھگدڑ میں تم پر گولی چلا دی جائے۔ ان بھاگنے والوں میں کوئی گولی چلانے والا نظر نہیں آئے گا۔"

میری بات ختم ہوتے ہی سنگریلا کے قریب پیچھے دیوار پر ہلکی سی

تو آواز سنائی دی۔ اس نے پلٹ کر دیکھا۔ دیوار میں اس جگہ سوراخ ہوگیا تھا۔ میں اس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچتے ہوئے بولا "یہاں سے نکل چلو.... دشمن اس بھگدڑ سے فائدہ اٹھا کر تم پر حملے کرتے رہیں گے۔ اگر ایک بھی گولی لگے گی تو فرہاد کو ہلاک کرنے کی حسرت تمہارے دل میں ہی رہ جائے گی۔"

وہ میرے ساتھ دوڑتے ہوئے سونیا کے بارے میں بولا "وہ کتیا بہت مکار ہے۔ اس نے مجھے اور میرے آدمیوں کو یہ موقع نہیں دیا کہ ہم اسے ائرپورٹ پر پہچان سکیں۔ اس سے پہلے ہی ہمیں یہاں سے بھاگنے پر مجبور کررہی ہے۔"

ہم دونوں بھیڑ میں دھکے کھاتے ہوئے ائرپورٹ کی عمارت کے باہر آئے تاکہ پارکنگ ایریا سے اس کی رینٹنڈ کار میں بیٹھ جائیں۔ عمارت کے باہر اور زیادہ بھیڑ تھی۔ ایک تو لوگ بھاگنے کے دوران میں ایک دوسرے سے ٹکرا رہے تھے پھر پارکنگ ایریا سے نکلنے والی گاڑیاں ایک دوسرے کے آگے پیچھے، دائیں بائیں اس طرح پھنسی ہوئی تھیں کہ پیدل بھاگنے والوں کے علاوہ ان گاڑیوں کو بھی آگے بڑھنے کا راستہ نہیں مل رہا تھا۔

میں نے کہا "فی الحال ہم اپنی کار نہیں نکال سکیں گے۔ اسے یہیں چھوڑ کر آگے سڑک پر چلو۔ اپنی حفاظت کے لیے کسی ٹیکسی میں جانا مناسب ہوگا۔"

اس نے پارکنگ ایریا سے دور جاتے ہوئے ایک اونچی جگہ سے اپنی رینٹنڈ کار کو دیکھا۔ اسی وقت اس کار میں جیسے بم کا دھماکا ہوا۔ اس کے چیتھڑے اڑنے لگے۔ آس پاس کی گاڑیوں میں آگ لگتی گئی۔ آگ کا گولہ ایسی تباہ کاری سے پھیل رہا تھا کہ دوسری گاڑیاں بھی یکے بعد دیگرے دھماکے پیدا کرتی ہوئی ٹکڑے ٹکڑے ہوکر فضا کی بلندیوں کی طرف جارہی تھیں۔ میں نے سنگریلا سے کہا۔ "ایک ملک کا سربراہ یا بادشاہ دوسرے ملک میں جاتا ہے تو ان کے استقبال کے لیے اکیس توپوں کی سلامی دی جاتی ہے۔ یہ سونیا پتا نہیں، کتنے دھماکوں کی سلامی لیتی ہوئی مصر کی زمین پر قدم رکھ رہی ہے۔"

وہ جھنجلا کر بولا "میرے سامنے اس کا نام نہ لو۔ اس نے یہاں آتے ہی پتا نہیں میرے کتنے ہی لاجواب فائٹروں کو ہلاک کیا ہے؟ میری کار تباہ کرنے کے لیے بے شمار گاڑیوں کو تباہ کررہی ہے۔ بے شک وہ بڑی کامیابی سے دہشت زدہ کررہی ہے۔ مجھ پر اپنی دھاک بٹھا رہی ہے لیکن وہ مجھے نہیں جانتی ہے۔ میں اسے تڑپا تڑپا کر ماروں گا۔"

ہم وہاں سے دوڑتے ہوئے فٹ پاتھ پر لوگوں سے ٹکراتے ہوئے دور تک گئے پھر ایک خالی ٹیکسی مل گئی۔ ہم پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئے۔ سنگریلا نے ڈرائیور سے کہا "ریسلنگ اسٹیڈیم کے دفتر لے چلو۔"

وہ راستے بھر غصے میں سونیا کی مکاری اور دہشت گردی کو کوستا رہا۔ مجھے اس کی ہاں میں ہاں ملانے کے لیے دماغی طور پر حاضر رہنا تھا اسی لیے سونیا کے دماغ میں جانے کا موقع نہیں مل رہا تھا۔ ثانی بھی میرے دماغ میں نہیں آرہی تھی۔ وہ یقیناً سونیا کی ہدایات پر عمل کرنے میں مسلسل مصروف ہوگی۔

ائرپورٹ کے قریبی راستوں پر پولیس اور فوج کی کئی گاڑیاں آگئی تھیں۔ وہ ان راستوں کی ناکا بندی کرکے ائرپورٹ سے آنے والے پیدل افراد کو، پرائیویٹ گاڑیوں اور ٹیکسیوں کو چیک کررہے تھے۔ ہماری ٹیکسی کو بھی روکا گیا۔ ہم نے اپنے پاسپورٹ اور ضروری متعلقہ کاغذات دکھائے۔ ہم سے پوچھا گیا، قاہرہ کیوں آئے ہو؟ میں نے جواب دیا "سیاحت اور تفریح کی غرض سے آیا ہوں اور میرا قیام ہوٹل الریاض میں ہے۔"

سنگریلا نے جواب دیا "میں امریکی سفیر کا مہمان ہوں۔ تحریر اسکوائر میں میرے لیے ایک بنگلا مخصوص کیا گیا ہے۔ سفارت خانے میں فون کرکے میری باتوں کی تصدیق کی جاسکتی ہے۔"

ہمیں آگے جانے کی اجازت دے دی گئی۔ میں نے انجان بن کر حیرانی سے پوچھا "تم امریکی سفیر کے مہمان ہو اور نیکر بنیان پہن کر گھومتے ہو۔ وہ چیک کرنے والے فوجی تمہیں عجیب نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ کیا تم ہمیشہ نیکر بنیان پہنتے ہو؟"

"ہاں کم سے کم کپڑوں میں گزارہ ہوجاتا ہے پھر زیادہ کپڑے پہننے کی ضرورت ہی کیا ہے۔"

"یہاں رات کو دریائے نیل سے سرد ہوائیں چلتی ہیں۔ کیا تمہیں سردی نہیں لگتی؟"

"تبت میں ہر طرف برف ہی برف ہوتی ہے۔ وہاں کے چھوٹے بڑے مکانات بھی برف سے ڈھکے رہتے ہیں۔ میں وہیں پیدا ہوا اور وہیں آدھی جوانی گزاری ہے۔ مجھ جیسے برفانی علاقے میں رہنے والے کو یہاں کیا خاک سردی لگے گی۔"

ہم دو گھنٹے بعد اسٹیڈیم کے ریسلنگ والے دفتر کے سامنے پہنچے۔ ٹیکسی والے کو کرایہ دے کر رخصت کیا۔ اس نے مجھ سے پوچھا "تمہارے پاس موبائل فون ہے؟"

میں نے اسے فون دیا۔ اس نے امریکن سفیر سے رابطہ کرنے کے بعد کہا "میں سنگریلا بول رہا ہوں۔ کیا تمہیں ائرپورٹ پر تخریب کاری اور دہشت گردی کی خبر ملی ہے؟"

"ہاں ابھی پندرہ منٹ پہلے ہمارے ایک آدمی نے اطلاع دی ہے۔ انتظامیہ اب تک یہ معلوم نہ کرسکی کہ ایسی تخریب کاری کن لوگوں نے کی ہے؟"

"یہ سب کچھ فرہاد کی وائف سونیا کررہی ہے تاکہ میں اور میرے آدمی اسے ائرپورٹ پر نہ پہچان سکیں۔ اس سے پہلے کہ میں فرہاد تک پہنچوں، وہ مجھے ہلاک کرنے یہاں آئی ہے۔ ائرپورٹ پر مجھ پر حملہ کیا گیا ہے۔ میرے کئی آدمی مارے گئے ہیں۔ بم کے ذریعے میری رینٹنڈ کار کے پرخچے اڑا دیے ہیں۔"

"او گاڈ! مجھے وہاں کی تباہی کے بارے میں اطلاع دینے والے نے کہا ہے کہ ایسا لگتا ہے جیسے کسی دشمن ملک کے بمبار طیاروں نے ائرپورٹ پر بمباری کی ہے۔ پلیز سنگریلا! بہت ہوشیار رہو۔ وہ عورت بہت مکار ہے۔ تم ایک ناقابلِ شکست فائٹر اور سفاک قاتل کی حیثیت سے اس سے مقابلہ کرنے کے لیے اسے ڈھونڈتے رہو گے اور وہ تمہیں اسی طرح دوڑاتے دوڑاتے ہلاک کرے گی جیسا کہ ابھی ائرپورٹ سے تمہیں بھاگنے پر مجبور کیا ہے۔"

وہ غصے سے بولا "وہ عورت ایک بار کامیاب ہوئی ہے تو تم مجھے اس سے کم تر سمجھ رہے ہو۔ میں چوبیس گھنٹے کے اندر اسے ڈھونڈ کر اس کی لاش کے ٹکڑوں کی تصویریں اتار کر تمہارے پاس بھیجوں گا۔"

"ہم نے تمہیں لاکھوں ڈالرز دیے ہیں۔ اب دعائیں بھی دے رہے ہیں کہ جیسا کہہ رہے ہو، ویسا کرسکو۔"

وہ کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن ریسلنگ کے دفتر کے سامنے کئی بڑی بڑی کاریں آکر رک رہی تھیں۔ ان میں کئی مرد پہلوان اور لیڈیز ریسلر کو دیکھ کر سنگریلا نے فون بند کرکے مجھے دیا۔ وہ گاڑیوں سے اترنے والی جوان اور صحت مند پہلوان عورتوں کو توجہ سے دیکھتے ہوئے مجھ سے کہنے لگا "تم بھی پہچاننے کی کوشش کرو، وہ دراز قد کی بڑی اسمارٹ عورت ہوگی۔ اس کے چلنے کا انداز شاہانہ ہوگا۔ بظاہر بے پروا سی دکھائی دے گی مگر اپنے اطراف کے لوگوں سے باخبر رہ کر چلتی ہے۔ وہ دیکھو، وہ ایک عورت سیاہ لباس میں ہے۔ مجھے اس پر شبہ ہورہا ہے۔ وہ دوسری جینز اور بنیان پہنے ہوئے ہے۔ کیسے غرور سے سینہ تان کر چل رہی ہے۔"

اس کی باتوں کے دوران میں ثانی نے آکر کہا "پاپا! میں مما کے ساتھ بہت مصروف ہوں۔ صرف اتنا کہنے آئی ہوں کہ وہ ائرپورٹ کے ہنگاموں سے فائدہ اٹھا کر ہوٹل مقام الولید کے کمرا نمبر چار سو چار میں بالکل محفوظ ہیں۔ آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟"

"کچھ زیادہ نہیں کہہ سکوں گا۔ یہ خبیث میرے ساتھ ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ یہ مجھ پر شبہ کرے۔ بہرحال تم نے اور سونیا نے سنگریلا کو تو کیا پورے شہر کو دہلا دیا ہے۔ سنگریلا نے قسم کھائی ہے کہ چوبیس گھنٹوں کے اندر تمہاری مما کو ڈھونڈ کر ہلاک کردے گا۔"

"اس کا مطلب ہے کہ وہ آج رات نہیں سوئے گا۔ مما کی تلاش میں بھٹکے گا۔"

"میں چاہوں گا کہ تم دونوں اسے بھٹکاتے بھٹکاتے نیم مردہ کردو۔"

میں آگے نہ بول سکا۔ سنگریلا مجھے کہنی مار کر کہہ رہا تھا "وہ دیکھو، وہ جو اورنج کلر کے بلاؤز اور بلیک اسکرٹ میں ہے، سب سے زیادہ دراز قد ہے۔ میں یقین سے کہتا ہوں، وہی سونیا ہوگی۔"

میں نے کہا "تم اب تک تین عورتوں پر شبہ کرچکے ہو۔ اب تصدیق کیسے کروگے؟"

"آؤ ہم اس دفتر میں جائیں گے۔"

وہ آگے بڑھتا ہوا اس دفتر میں آیا۔ میں اس کے ساتھ تھا۔ وہاں انتظامیہ کے عہدے دار مختلف صوفوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک بڑی میز کے پیچھے ریوالونگ چیئر پر ان کا باس بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا نام تھامس جیرالڈ تھا۔ وہ مختلف ممالک میں ریسلنگ کے مقابلے کراتا تھا۔ ان پہلوانوں پر ہار جیت کی بازی لگاتا تھا۔ گویا کہ پہلوانوں کے ذریعے سٹہ کھیلتا تھا۔ اس کے چند خاص ایجنٹ ہزاروں لاکھوں ڈالرز مختلف پہلوانوں پر لگا کر کہتے تھے کہ فلاں پہلوان جیتنے والا ہے۔ امیر و کبیر لوگ بھی اپنے یقین اور خواہش کے مطابق مختلف پہلوانوں پر بڑی بڑی رقمیں لگاتے تھے۔ کشتی شروع ہونے سے پہلے جس پہلوان پر زیادہ رقم لگائی جاتی تھی اس زبردست پہلوان کو ان کا باس تھامس جیرالڈ خفیہ طور سے کہلوا دیتا کہ وہ زبردست انداز میں اپنے مقابل پہلوان سے لڑتے لڑتے ہار جائے۔ اس ہارنے والے پر زیادہ رقم لگائی جاچکی ہوتی تھی۔ اس طرح لاکھوں ڈالرز لگانے والے بھی اپنی اپنی رقم ہار جاتے تھے۔

ایسی سٹے بازی کے باعث وہ اتنی دولت کما رہا تھا کہ اب دنیا کے امیر ترین لوگوں میں اس کا شمار ہونے لگا تھا۔ امریکا کے بے شمار پہلوان اس کے وفادار تھے۔ یہ پہلوان اس کے حکم کے مطابق جان بوجھ کر ہار جانے کے باوجود اس سے لاکھوں ڈالرز انعام کے طور پر حاصل کرتے تھے۔ بڑے بڑے مجرم بھی جیرالڈ کے تابع تھے کیونکہ وہ اپنی دولت کے بل پر عدالتوں کے فیصلے بدل کر انہیں سزائے موت سے بچاتا تھا۔

میں سنگریلا کے ساتھ اس آفس میں داخل ہوا تو وہ سب ائرپورٹ پر ہونے والی تخریب کاری پر باتیں کررہے تھے۔ ہمیں دیکھ کر چپ ہوگئے۔ تھامس جیرالڈ نے مجھے گھور کر دیکھتے ہوئے پوچھا۔ "کس کی اجازت سے اندر آئے ہو؟ کیا مسلح گارڈز نے تمہیں نہیں روکا؟"

سنگریلا نے کہا "روکا تھا۔ میں نے اسے اٹھا کر دور پھینک دیا۔ وہ ایک لوہے کی ریلنگ پر ایسے گرا کہ ہمیں روکنے کے لیے دوبارہ نہ اٹھ سکا۔"

سب نے مسکرا کر ہڈیوں کے ڈھانچے کو دیکھا۔ جیرالڈ نے طنزیہ انداز میں پوچھا "اچھا۔ تم نے دو من وزنی گارڈ کو اٹھا کر پھینک دیا؟"

"ہاں۔ وہ باہر پڑا ہے۔ میں یہاں ایک پہلوان کی حیثیت سے اپنا نام درج کرانے آیا ہوں۔"

یہ بات سنتے ہی سب کے سب قہقہے لگانے لگے۔ ایک عہدے دار نے کہا "ہائے مسٹر مچھر پہلوان! کس سے لڑو گے؟"

"اپنے جس پہلوان سے چاہو لڑا کر آزمالو۔"

ایک عہدے دار نے اپنی جگہ سے اٹھ کر کہا "پاگل کے بچے! ہم سب عہدے دار سابقہ پہلوان رہ چکے ہیں۔ اب ہم نے

ریسلنگ چھوڑ دی ہے۔ اس کے باوجود ایک مچھر سے لڑنا میری توہین ہے۔ یہ بتاؤ تم جاتے ہو یا میں تمہیں اٹھا کر باہر پھینک دوں۔"

پھر اس نے مجھ سے پوچھا "اور تم؟ تم تو نارمل دکھائی دیتے ہو۔ اس پاگل کے ساتھ کیوں آئے ہو؟"

میں نے پیچھے ہٹ کر کہا "میں لڑائی جھگڑے والا آدمی نہیں ہوں مگر ابھی آفس کے باہر اس کی طاقت کا مظاہرہ دیکھ کر حیران رہ گیا۔ اس نے واقعی تمہارے گارڈ کو اٹھا کر دور پھینک دیا تھا۔ مجھ سے کہہ رہا تھا کہ یہاں پہلوانوں سے کشتی لڑنے آیا ہے۔ میں دیکھنے آیا ہوں کہ واقعی یہ تمہارے کسی پہلوان سے لڑ سکے گا یا نہیں؟"

اس عہدے دار نے ہنستے ہوئے سنگریلا کی گردن ایک مٹھی میں جکڑنے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔ سنگریلا نے اس کی کلائی پکڑلی اور کہا "مجھ سے لڑنے میں اپنی توہین.... سمجھتے ہو تو نہ لڑو۔ صرف اپنی کلائی چھڑا لو۔"

اس نے محسوس کیا جیسے لوہے کی ہتھکڑی نے اس کی کلائی جکڑلی ہے۔ اس نے کلائی کو اس کی گرفت سے نکالنے کے لیے پہلے معمولی سا زور لگایا پھر پوری قوت آزمانے لگا۔ اس کی مضبوط گرفت کے باعث کلائی میں درد ہونے لگا تھا۔ وہ دوسرے ہاتھ سے سنگریلا کی انگلیوں کو پکڑنے اور گرفت کو ڈھیلی کرنے کی کوشش کرنے لگا۔ سب ہی حیرانی سے دیکھ رہے تھے وہ سابقہ پہلوان دوسرے ہاتھ کی قوت سے بھی اپنی کلائی چھڑانے میں ناکام ہو رہا تھا۔

تھوڑی دیر پہلے جتنے پہلوان ائرپورٹ سے آئے تھے، وہ سب آفس کے عقبی حصے کے بڑے ہال میں بیٹھے بیئر و فیروپی رہے تھے۔ ان میں سے دراز قد والی لیڈی ریسلر، جیراللہ سے کچھ ضروری باتیں کرنے کے لیے دفتر میں آئی۔ جیراللہ نے اسے دیکھ کر کہا "مس وانڈ کیٹ یہ تماشا دیکھو ہمارا سابقہ ریسلر اس مچھر پہلوان سے اپنی کلائی نہیں چھڑا پا رہا ہے۔ تم اس بے چارے کو اس مچھر سے نجات دلاؤ۔"

وہ سنگریلا کی طرف بڑھتے ہوئے بولی "تعجب ہے۔ یہ تو ہڈیوں کا ڈھانچا ہے اور مسٹر جان وڈ دونوں ہاتھوں کی طاقت سے بھی اپنی کلائی چھڑا نہیں پا رہے ہیں۔"

یہ کہتے ہی اس نے سنگریلا کی کلائی پر کراٹے کا ایک ہاتھ مارا۔ وانڈ کیٹ کی کھڑی ہتھیلی کی مار سے لکڑی کے تختے اور اینٹیں ٹوٹ جایا کرتی تھیں۔ اس سے مقابلہ کرنے والے ایسی مار کھا کر چکرا جاتے تھے لیکن کراٹے کا ہاتھ مارتے ہی وانڈ کیٹ کے حلق سے چیخ نکل گئی۔ ایسا ہی لگا جیسے اس نے سنگریلا کی کلائی پر نہیں لوہے کی سلاخ پر کھڑی ہتھیلی ماری ہو۔ اس جگہ کی ہڈیاں اتنی شدت سے دکھنے لگی تھیں جیسے وہ ہڈی ٹوٹ گئی ہو یا چٹخ گئی ہو۔

وہ چند سیکنڈ تک تکلیف برداشت کرتی رہی پھر اس نے گھوم کر سنگریلا کے سر پر کک ماری۔ وہ فوراً بیٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کی کک سابقہ پہلوان جان وڈ کے منہ پر لگی۔ وہ کراہتا لڑکھڑاتا ہوا پیچھے ایک صوفے پر گر پڑا۔ وانڈ کیٹ نے غصے اور پریشانی سے سوچا۔ "ہم اسے مچھر سمجھ رہے ہیں اور یہ بیک وقت دو ریسلرز سے مقابلہ کر رہا ہے اور ہمارے حملوں سے بچ رہا ہے۔ کم بخت کی ہڈیاں اسٹیل راڈ کی طرح ہیں۔"

اس نے گھورتے ہوئے اچانک اچھل کر اس کے سینے پر لات مارنے کی کوشش کی۔ وہ اچھل کر ایک طرف ہٹ گیا۔ اس کی لات سامنے دیوار پر لگی۔ اس سے پہلے کہ وہ دیوار سے ٹکرا کر نیچے گرتی، سنگریلا نے اس کی پشت پر ایک ٹھوکر ماری۔ وہ چیخ مار کر نیچے گر کر تڑپنے لگی۔ اسے یوں لگ رہا تھا جیسے اس مچھر نے ٹھوکر نہیں بلکہ ریڑھ کی ہڈی پر ہتھوڑا مارا ہو۔

اس کی چیخیں سن کر ہال میں بیٹھے ہوئے کئی پہلوان تیزی سے چلتے ہوئے دفتر میں آئے۔ دو پہلوان دوڑتے ہوئے وانڈ کیٹ کے پاس آکر اسے فرش سے اٹھانے لگے۔ وہ بری طرح چیخیں مارنے لگی۔ اس کی ریڑھ کی ہڈی شاید ٹوٹ گئی تھی یا چٹخ گئی تھی۔

پہلوانوں کو مقابلے کے دوران میں اکثر زبردست چوٹیں لگتی ہیں اس لیے وہاں اسٹریچر اور فرسٹ ایڈ کا سامان رہتا ہے۔ انتظامیہ میں ایک ڈاکٹر بھی تھا۔ اس نے وانڈ کیٹ کا معائنہ کیا۔ ریڑھ کی ہڈی کو ہاتھ لگاتے ہی وہ چیخنے لگی تھی۔ ڈاکٹر نے کہا "اس کی بیک بون کا ایکسرے کرانا ہوگا۔ اسے فوراً اسپتال پہنچانا چاہیے۔"

دو پہلوان اور وہاں کے چار ملازم اسے اسٹریچر پر ڈال کر ایک گاڑی میں لے گئے۔ ایک ریسلر نے پوچھا "وانڈ کیٹ کو چوٹ کیسے لگی؟"

جیراللہ نے ریوالونگ چیئر پر گھومتے ہوئے سنگریلا کی طرف اشارہ کیا پھر کہا "ہڈیوں کے اس ڈھانچے نے مسٹر جان وڈ اور وانڈ کیٹ دونوں سے بیک وقت مقابلہ کیا۔ ایک کو بے بس اور مجبور بنا کر یہاں بٹھا دیا اور دوسری کو اسپتال کا راستہ دکھا دیا ہے۔ کیا اسے دیکھ کر یقین کر سکتے ہو کہ یہ اتنا طاقت ور اور باکمال فائٹر ہے۔"

سب اسے حیرانی اور بے یقینی سے دیکھنے لگے۔ ایک ریسلر نے کہا "مسٹر جیراللہ! تم ہمارے باس ہو اور ہم تمام ریسلرز تمہارے وفادار ہیں پھر تم نے ایک باہر کے آدمی سے اپنی ایک لیڈی ریسلر کو کیوں لڑایا۔ کل سے یہاں اہم مقابلے شروع ہو رہے ہیں اور تم نے مقابلے سے پہلے اپنی ایک لیڈی ریسلر کو ناکارہ بنا دیا ہے۔"

جیراللہ نے کہا "تم سب جانتے ہو، یہ میرا بزنس ہے اور میں نہایت طاقت ور، ناقابل شکست فائٹروں کی تلاش میں رہتا ہوں۔ آج میرے سامنے ایک ایسا زبردست فائٹر ہے جو باڈی بلڈر کے بجائے ہڈیوں کا ڈھانچا دکھائی دیتا ہے۔ اگر میں اس پر ایک لاکھ ڈالر کی شرط لگاؤں تو دوسرے سٹہ کھیلنے والے اسے مچھر سمجھ کر

نہیں گے اور وہ سب اس کے مقابلے پر آنے والے پہلوان پر لاکھوں ڈالرز کی بولی دیں گے۔ میں پیش گوئی کرتا ہوں کہ کل میں اسے ریسلنگ رنگ میں پیش کر کے صرف چند گھنٹوں میں کروڑوں ڈالر کماؤں گا۔"

پھر اس نے سنگریلا سے پوچھا "کیوں مسٹر! تمہارا نام کیا ہے؟ میں تمہیں آفر دیتا ہوں۔ میری طرف سے ریسلنگ رنگ میں آؤ۔ مجھ سے معاہدہ کرو۔ تم جب بھی رنگ میں مقابلے کے لیے اترو گے، میں تمہیں پانچ لاکھ ڈالر ادا کیا کروں گا۔"

سنگریلا نے کہا "میں دولت حاصل کرنے کے لیے کسی کو بھی قتل کر دیتا ہوں۔ میرا پیشہ یہی ہے۔ میں پانچ لاکھ کی خاطر ریسلنگ کے لیے تم سے معاہدہ کر سکتا ہوں لیکن ابھی میں ایک دشمن عورت کی تلاش میں آیا ہوں۔ وہ چھپ کر مجھ پر حملے کر رہی ہے۔ ابھی ائرپورٹ پر جو کچھ بھی ہوا، وہ اسی عورت نے مجھے مار ڈالنے کے لیے کیا تھا۔"

جیراللہ نے پوچھا "ایسی زبردست اور دہشت گرد عورت کون ہے؟"

"اس کا نام سونیا ہے۔ فرہاد علی تیمور کی وائف سونیا لیڈی ریسلر کے بھیس میں یہاں آئی ہے۔"

"یہاں آئی ہے؟" جیراللہ نے حیرانی سے اپنے سامنے کھڑے ہوئے پہلوانوں میں سے ایک ایک لیڈی ریسلر کو دیکھا۔ وہ بھی ایک دوسرے کو شبہے کی نظروں سے دیکھنے لگیں پھر ایک نے کہا۔ "یہاں جتنی ہیں، انہیں میں اچھی طرح جانتی ہوں۔"

سب یہی کہنے لگیں کہ وہ ایک دوسرے کو کئی مہینوں سے اور کئی برسوں سے جانتی ہیں۔ سنگریلا نے کہا "تم سب ایک دوسرے کو چہروں سے، ان کی آوازوں اور لب و لہجے سے پہچانتی ہو لیکن یہ نہیں جانتیں کہ سونیا کو میک اپ کرنے اور لب و لہجہ بدلنے میں مہارت حاصل ہے۔ اس نے تم میں سے کسی ایک کو ٹیلی پیتھی کے ذریعے ٹریپ کیا ہے۔ اسے مار ڈالا ہے یا کہیں قید کیا ہے پھر میک اپ کے ذریعے بالکل وہی بن گئی ہے۔ تم میں سے کوئی اسے لب و لہجے سے بھی نہیں پہچان سکے گا۔ اگر اس کا کوئی بوائے فرینڈ یا شوہر ہے تو وہ بھی اسے شناخت نہیں کر سکے گا۔"

جیراللہ نے کہا "جب تم نے سونیا اور فرہاد کا نام لیا تھا، تب ہی میں چونک گیا تھا۔ تم تنہا ان دونوں سے ٹکرانا چاہتے ہو جبکہ میں بہت محتاط رہتا ہوں۔ جرائم کی دنیا کے بڑے بڑے مجرم میری مٹھی میں رہتے ہیں، بڑے بڑے نامور پہلوان میرے وفادار ہیں۔ اس کے باوجود میں اپنی حفاظت کے لیے کبھی کوئی نشہ نہیں کرتا۔ یوگا کی مشقیں کرتا رہتا ہوں تاکہ فرہاد اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے میرے دماغ میں نہ آسکیں۔ مجھے کوئی نقصان نہ پہنچا سکیں۔ یعنی تم بھی اس کے دشمن ہو؟"

"یہی سمجھ لو۔ اس نے مجھے براہ راست نقصان پہنچایا نہیں ہے۔ وہ ایسے بڑے مجرموں کو افغانستان اور کردستان میں ہلاک کیا ہے، جو میرے لیے بڑی بڑی وارداتیں کرتے تھے۔ ان کے ذریعے میں بڑی دولت کمایا کرتا تھا۔"

"جب تم بھی اس کے دشمن ہو تو میں تمہاری ریسلنگ ٹیم میں رہنا چاہوں گا لیکن یہاں سونیا آئی ہوئی ہے۔ اس نے ائرپورٹ پر مجھ پر حملہ کیا تھا۔ میں وہاں بھیڑ میں بچ گیا۔ اب اس سے پہلے کہ وہ پھر چھپ کر حملہ کرے، مجھے اسے ڈھونڈ کر ہلاک کر دینا چاہیے۔"

جیراللہ نے کہا "میں پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کر کے سانس روک لیتا ہوں۔ میں ان تمام لیڈی ریسلرز کو پچھلے ہال میں لے جاتا ہوں۔ وہاں ان سے سوالات کرتا ہوں۔ میں ان تمام لیڈیز کی پوری ہسٹری جانتا ہوں۔ مجھے ان کی کچھ پرائیویٹ باتیں بھی معلوم ہیں۔ اگر یہ سب اصلی ہیں تو اپنے وہ اہم راز مجھے بتائیں گی، جنہیں میں جانتا ہوں۔ جو نہیں بتا سکے گی، وہی مکار سونیا ہوگی۔"

فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ جیراللہ نے ریسیور اٹھا کر ہیلو کہا۔ دوسری طرف سے سونیا نے کہا "میں سونیا بول رہی ہوں۔ اپنے ٹیلی فون کا اسپیکر آن کرو تاکہ وہاں موجود تمام افراد میری باتیں سن سکیں۔"

جیراللہ نے اسپیکر کا بٹن دباتے ہوئے سنگریلا سے کہا "فون پر سونیا بول رہی ہے۔ اس کی باتیں سنو۔"

سونیا نے کہا "تم لوگ میری تلاش میں وقت ضائع نہ کرو۔ میں نے ائرپورٹ پر اتنا بڑا ہنگامہ اس لیے کیا تھا تاکہ میں آسانی سے نکل جاؤں اور سنگریلا مجھے پہچان نہ سکے۔ اس احمق سے کہو میں نے کسی لیڈی ریسلر کا بھیس نہیں بدلا ہے بلکہ اس احمق کے اس بنگلے میں ہوں جہاں وہ امریکی سفیر کا مہمان بن کر رہتا ہے۔ یقین نہ ہو تو میں ریسیور رکھ رہی ہوں۔ سنگریلا اپنے اس بنگلے کا فون نمبر ڈائل کر کے مجھ سے بات کرے یا خود آجائے۔ یہاں ہماری ملاقات زبردست رہے گی۔"

دوسری طرف سے فون بند کر دیا گیا۔ جیراللہ نے کریڈل پر ہاتھ رکھ کر سنگریلا کی طرف ریسیور بڑھاتے ہوئے کہا "وہ بے شک دلیر ہے۔ خطرات سے کھیلنے کے لیے کسی بھی مخالف کے گھر میں گھس جاتی ہے۔ ابھی وہ تمہاری رہائش گاہ میں ہے یا نہیں، فون پر تصدیق کر سکتے ہو۔"

سنگریلا نے آگے بڑھ کر ریسیور لیا پھر اپنے بنگلے کے نمبر ڈائل کیے۔ رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے سونیا کی آواز سنائی دی۔ "ہیلو کیا تم سنگریلا ہو؟"

"ہاں۔ تم میرے بنگلے میں کیا کر رہی ہو؟"

"بنگلا اچھا ہے۔ آرام دہ ہے۔ اپنے رہائشی اخراجات بچا رہی ہوں۔ اگر تم یہاں آؤ گے تو تمہارے انتظار میں جاگنا پڑے گا۔ نہ آنے کا وعدہ کرو گے تو آرام اور اطمینان سے سو جاؤں گی۔"

"زیادہ دلیری نہ دکھاؤ۔ مرد کی بچی ہو تو انتظار کرو۔ میں آرہا ہوں۔"

"دنیا میں کوئی مرد کا بچہ یا بچی نہیں ہوتی۔ اگر تم مرد کے بچے ہو تو بتاؤ' تمہارے باپ نے تمہیں کس طرح نو ماہ تک پیٹ میں رکھا تھا؟"

"یو شٹ اپ۔ میں ابھی آرہا ہوں۔"

وہ ریسیور کو کریڈل پر پٹخ کر جانا چاہتا تھا۔ جیرالڈ نے اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کے ایک بازو کو پکڑ کر کہا "جسٹ اے منٹ! طیش میں نہ آؤ۔ غصہ تھوک کر موٹی عقل سے سوچو' اس مکار عورت نے پہلے زبردست جال بچھایا ہے۔ اس کے بعد تمہارے بنگلے میں رہ کر تمہیں بلا رہی ہے۔ وہ اتنی دلیر ہوتی تو ائرپورٹ پر تمہارا سامنا کرتی۔"

سنگریلا نے کہا "اس نے وہاں سامنا نہیں کیا لیکن میرے بنگلے میں مجھے بلا کر دلیری کا ثبوت دے رہی ہے۔"

"یہ کیوں نہیں سمجھتے کہ تمہاری موت کا سامان کرنے کے بعد تمہیں بلا رہی ہے۔"

"میں اتنا نادان نہیں ہوں کہ وہاں پہنچتے ہی سیدھا بنگلے میں گھستا چلا جاؤں گا۔ میں پہلے دور ہی دور سے اس کی چال بازی کو سمجھوں گا۔"

"کیسے سمجھو گے کہ رات کے وقت اس کے کتنے آدمی تمہیں گولی مارنے کے لیے کہاں کہاں چھپے ہوئے ہیں؟ جب انسانوں سے بھرے ہوئے ائرپورٹ پر' پولیس اور سیکیورٹی گارڈز کی موجودگی میں اس کے گن مین تمہارے دو آدمیوں کو گولیاں مار سکتے ہیں' تمہارے چھ آدمیوں کو زندہ جلا سکتے ہیں' تم پر بھی فائر کرسکتے ہیں' تمہاری گاڑی کے ساتھ کئی گاڑیوں کو بم کے دھماکے سے تباہ کرسکتے ہیں تو تمہارے بنگلے کے اندر اور باہر کیا کچھ نہیں کریں گے۔ پلیز عقل سے کام لو۔ وہ تمہیں اشتعال دلا کر وہاں بلا رہی ہے۔"

وہ غصے سے ہونٹوں کو بھینچ کر سوچنے لگا پھر بولا "ہاں۔ وہ چالباز ہے۔ دلیری دکھانے کے لیے میرے بنگلے میں تنہا نہیں ہوگی۔ اپنی حفاظت کا اور میری موت کا سامان کرچکی ہوگی لیکن مجھ سے یہ بے عزتی برداشت نہیں ہورہی ہے کہ وہ میرے ہی گھر میں بیٹھ کر مجھے چیلنج کررہی ہے۔"

"وہ تمہیں اپنی موت کی طرف آنے کے لیے بھڑکا رہی ہے۔"

وہ بولا "مسٹر جیرالڈ! میں تمہاری مخالف پارٹی کے پہلوانوں سے کل مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہوگیا ہوں۔ تم مجھے اس ذلت کے احساس سے نجات دلاؤ کہ وہ میرے گھر میں گھس آئی ہے اور میں کچھ نہیں کرپارہا ہوں۔ تم کسی طرح اسے میرے گھر سے ابھی نکالو۔"

جیرالڈ نے اپنے پہلوانوں سے کہا "بہت رات ہوچکی ہے۔ تم سب کو کم از کم چھ گھنٹے آرام سے سونا چاہیے لہٰذا سونے کے لیے جاؤ۔ صرف چار ریسلرز ہیری' کونی مارکوس اور تم دونوں ٹوئین برادرز یہاں رہو اور میری ہدایات پر عمل کرو۔"

چار پہلوان وہاں رہ گئے۔ باقی سونے کے لیے چلے گئے۔ جیرالڈ نے کہا "تم چاروں مسٹر سنگریلا کے ساتھ جاؤ اور سنگریلا! میں تمہیں ایک بہترین دوست کی حیثیت سے سمجھاتا ہوں۔ تم دور سے ان چاروں کو اپنا بنگلا دکھاؤ اور دور ہی رہ کر ان چاروں کی واپسی کا انتظار کرو۔"

اس نے سنگریلا کو ایک موبائل فون دیا اور کہا "خطرہ محسوس کرتے ہی تم وہاں سے اور زیادہ دور جا کر فون پر مجھ سے رابطہ کرو۔ میں اپنے چاروں ریسلرز سے بھی رابطہ رکھوں گا۔"

سنگریلا نے میری طرف اشارہ کرکے کہا "میرے دوست کے پاس فون ہے۔ میں تم سے رابطہ کروں گا۔"

ہم ان چاروں پہلوانوں کے ساتھ دو گاڑیوں میں بیٹھ کر وہاں سے روانہ ہوئے۔ میں اور سنگریلا ایک گاڑی میں تھے۔ دوسری گاڑی میں چاروں پہلوان اپنی اپنی گن لوڈ کرکے جارہے تھے۔ اس دوران میں دفتر میں ثانی میرے اندر آئی تھی اور سونیا کی آئندہ پلاننگ مجھے بتا کر چلی گئی تھی۔

سنگریلا نے اپنے بنگلے سے دور گاڑی روک دی۔ ان چار پہلوانوں کو ہاتھ کے اشارے سے بتایا "یہ سامنے دو بنگلوں کے بعد تیسرا بنگلا میرا ہے۔ ہوشیاری سے جاؤ بلکہ یہ کہتے ہوئے جاؤ کہ تم میں سے کوئی سنگریلا نہیں ہے۔ تم لوگ میڈم سونیا سے سمجھوتا کرنے آئے ہو۔"

وہ چاروں اپنی گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے سنگریلا کے بنگلے کی طرف گئے۔ میں سنگریلا کے ساتھ دور گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑا رہا۔ ان چاروں نے بنگلے کے گیٹ کے باہر گاڑی روکی۔ وہاں ایک چوکی دار تھا۔ ان چاروں نے گاڑی سے اتر کر چوکی دار سے پوچھا۔

"اس بنگلے میں کون رہتا ہے؟"

اس نے جواب دیا "ہمارے صاحب کے مہمان سنگریلا صاحب رہتے ہیں۔"

"کوئی عورت بھی یہاں رہتی ہے؟"

"نہیں۔ وہ بالکل تنہا رہتے ہیں۔"

"جھوٹ مت بولو۔ ایک گھنٹا پہلے اس بنگلے سے ایک عورت نے فون پر ہم سے بات کی تھی۔"

چوکی دار نے کہا "یہ سچ ہے۔ ایک عورت کار میں آئی تھی۔ اس نے مجھ سے کہا کہ اس کے موبائل فون کی بیٹری ناکارہ ہوگئی ہے۔ وہ ایک ضروری فون کرنا چاہتی ہے۔ میں نے انکار کیا تو اس نے ریوالور نکال لیا۔ میں مجبور ہو کر اس کے ساتھ بنگلے کے اندر گیا۔ وہ آدھے گھنٹے تک ڈرائنگ روم میں فون کے پاس رہی پھر کسی سے فون پر باتیں کرنے کے بعد چلی گئی۔ اس کے جانے کے

بعد میں نے سفیر صاحب کے سیکریٹری کو فون پر اس عورت کے بارے میں بتادیا۔"

ایک پہلوان نے پوچھا "ابھی بنگلے کے اندر کون ہے؟"

"کوئی نہیں ہے۔"

دوسرے پہلوان نے موبائل فون کے ذریعے اپنے باس جیرالڈ کو بتایا "باس! سونیا یہاں صرف آدھے گھنٹے کے لیے آئی تھی۔ چوکی دار کو گن پوائنٹ پر رکھ کر بنگلے کے اندر جا کر آپ سے اور سنگریلا سے بات کی تھی پھر یہاں سے چلی گئی تھی۔"

جیرالڈ نے کہا "وہ صرف وہاں سے فون کرکے سنگریلا کو چیلنج کرنے نہیں آئی ہوگی۔ تم چاروں بنگلے میں جا کر اندر ایک ایک کمرے کو دیکھو۔ ہوسکتا ہے اس نے ریموٹ کنٹرول سے بلاسٹ ہونے والا بم کہیں چھپا کر رکھا ہو۔"

"باس! اس طرح تو ہمارے لیے خطرہ ہے۔"

"سونیا سے تمہاری کوئی دشمنی نہیں ہے۔ وہ بنگلے کے اندر سنگریلا کے آنے کا انتظار کررہی ہوگی۔ کہیں چھپی ہوگی لیکن تم لوگوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گی۔ بنگلے میں جاؤ۔ بزدل نہ بنو۔"

وہ چاروں چوکی دار کو ساتھ لے کر بنگلے کے اندر جانے لگے۔ سونیا چوکی دار کے کیبن کے پیچھے چھپی تھی۔ ان کے جاتے ہی اس نے گاڑی کے پاس آکر پیٹرول کی ٹنکی میں اطمینان سے اتنا بڑا سوراخ کیا کہ پیٹرول تیزی سے نکل کر بہنے لگا۔ سنگریلا کے بنگلے کی طرف جانے والا راستہ ذرا اونچائی پر تھا۔ پیٹرول سڑک پر بہتا ہوا ڈھلان پر ہماری گاڑی کی طرف آنے لگا۔ اسٹریٹ لائٹ ذرا دور تھی۔ رات کے وقت سڑک پر بہنے والا پیٹرول نظر نہیں آسکتا تھا۔

جب وہ پیٹرول ہماری گاڑی کے بالکل قریب آگیا تو سنگریلا نے سر اٹھا کر سونگھتے ہوئے کہا "پیٹرول کی بُو آرہی ہے۔"

میں نے تائید کی "ہاں ابھی میں کہنے ہی والا تھا۔ مجھے بھی کچھ ایسی ہی بُو محسوس ہورہی ہے۔"

سنگریلا کے بنگلے کے گیٹ کے سامنے کھڑی ہوئی گاڑی کے پیچھے اچانک دھماکا ہوا۔ اس گاڑی کے تو پرخچے اڑنے لگے لیکن وہ آگ بہتے ہوئے پیٹرول کے ساتھ بھڑکتی ہوئی ہماری گاڑی کی طرف آنے لگی۔ سنگریلا پہلی گاڑی کے دھماکے کے ساتھ ہی میرا ہاتھ پکڑ کر دور بھاگتا جارہا تھا۔ میں نے دوڑتے ہوئے پلٹ کر دیکھا پھر اس سے کہا۔ "آگ بہتے ہوئے پیٹرول کے ساتھ ہماری گاڑی کی طرف آرہی ہے۔"

ہم اور تیزی سے بھاگنے لگے۔ چند سیکنڈ کے اندر ہی ہماری گاڑی میں بھی زوردار دھماکا ہوا۔ آس پاس کے بنگلوں سے عورتوں مردوں اور بچوں کے چیخنے کی آوازیں آرہی تھیں۔ ان کے بنگلوں تک آگ نہیں پھیلی تھی لیکن دل ہلا دینے والے دو دھماکے ایسے تھے کہ آس پاس رہنے والے اپنے اپنے بنگلوں سے نکل کر بھاگ رہے تھے۔ ایک جگہ تاریکی میں سنگریلا ٹھوکر کھا کر اوندھے منہ گرا۔ شدید غصے سے جھنجلا کر بولا "کتے کی بچی۔ میں ازبکستان میں زخمی ہوا تھا تو فرہاد نے میرا پیچھا چھوڑ دیا تھا مگر یہ تو آدم خور بلا کی طرح میرے پیچھے پڑگئی ہے۔"

میں تاریکی میں مسکرانے لگا۔ اسے سہارا دے کر اٹھاتے ہوئے بولا "سونیا جیسی عورتیں ایسی ہی ہوتی ہیں۔ محبت کرتی ہیں تو ساری زندگی اپنے محبوب کا پیچھا نہیں چھوڑتیں اور عداوت کرتی ہیں تو ناقابلِ نجات بلا کی طرح قبر تک پیچھا کرتی رہتی ہیں۔"

O☆O

تین پراسرار اور کبھی گرفت میں نہ آنے والے مجرم اَن نون' شیڈو اور ہائیڈ اینڈ سیک اب گرفت میں آرہے تھے۔ فہمی اور علی نے بڑی حکمتِ عملی سے اَن نون کو زخمی کرکے گرفتار کیا تھا پھر ناصرہ نے پہلی بار مجھے ٹیلی پیتھی کے ذریعے "پاپا" کہہ کر مخاطب کیا اور یہ خوش خبری سنائی کہ دوسرا پراسرار مجرم شیڈو جرمنی سے بھاگ کر کولمبیا آیا تھا۔ اسے پورس' ناصرہ اور ثنا نے گرفتار کرکے ایک بنگلے میں قید کردیا تھا۔ ناصرہ نے مجھ سے کہا کہ میں پارس کو اطلاع دوں کہ وہ اس بنگلے میں جا کر اس خطرناک مجرم کو اپنی تحویل میں لے لے۔ میں نے پارس سے کہہ دیا کہ وہ شیڈو کو اپنا قیدی بنالے پھر اسے علی کے پاس پہنچادے۔

میں نے ناصرہ سے کہا تھا "...پہلی بار میرے پاس بیٹیاں بن کر آئی ہو۔ میں تمہیں ایک خوش خبری سنا کر رخصت کررہا ہوں۔ ثانی نے نیلماں کے بارے میں بتایا ہے۔ میں تم سے وعدہ کرتا ہوں۔ اس چڑیل کی آتما آئندہ پورس کو نقصان نہیں پہنچائے گی۔ آئندہ تم دیکھو...گی کہ میں کیسی چال چلتا ہوں۔"

ناصرہ میری اس بات سے خوش ہوگئی تھی۔ وہ اور ثنا چاہتی تھیں کہ میں پارس اور پورس میں صلح کرادوں۔ میں نے کہا "میرا مشورہ ہے کہ آئندہ ان دونوں کے معاملات میں کچھ نہ کہا کرو۔ تماشے دیکھتی رہو۔ ان کی ایک دوسرے سے ہمدردی اور ایک دوسرے سے دشمنی دنیا سے نرالی ہے۔"

میں نے آمنہ کے پاس پہنچ کر ناصرہ کے متعلق بتایا کہ جسم اس کا ہے لیکن اس کے اندر نیلماں کی آتما ہے۔ وہ اب اپنی آتما شکتی کھو چکی ہے لیکن ناصرہ کے اندر رہ کر پرانی دشمنی کے باعث پورس کو جانی نقصان پہنچانا چاہتی ہے۔ ایک بار پورس کو ہلاک کرنے کی تقریباً کامیاب کوشش کرچکی تھی مگر ناصرہ نے اپنا زہر پورس کے جسم سے چوس کر اسے بچالیا۔

آمنہ نے کہا "میں ناصرہ کی مجبوری سمجھ رہی ہوں۔ وہ پورس کو محفوظ رکھنے کے لیے خودکشی کرے گی تو نیلماں کی آتما اس کے جسم سے نکل جائے گی پھر اس میں اتنی شکتی نہیں رہے گی کہ وہ کسی دوسری عورت کا جسم حاصل کرسکے اور پورس' ناصرہ کو خودکشی

کرنے سے باز رکھ رہا ہے۔"

"یہی بات ہے۔ فی الحال نیلماں کی آتما اسی اندیشے سے پورس پر دوبارہ جان لیوا حملہ نہیں کر رہی ہے کہ پورس کے ساتھ ناصو بھی اپنی جان پر کھیل جائے گی تو اس کی آتما بھی بھٹکتی رہ جائے گی۔"

"تم چاہتے ہو کہ نیلماں کبھی پورس سے دشمنی نہ کرے اور ناصو خوش رہا کرے یہ روحانیت یا آتما شکتی کا معاملہ ہے۔ ہمیں تبریزی صاحب سے ہدایت حاصل کرنی چاہیے۔"

"وہ ہمہ وقت عبادت میں مصروف رہتے ہیں۔ ان کی عبادت میں مداخلت نہ کرو۔ تم بھی روحانی ٹیلی پیتھی کا علم حاصل کر چکی ہو۔ اپنے ہی طور پر کچھ کرو۔"

آمنہ نے کہا "دنیاوی علم بہت وسیع ہے اور دینی یا روحانی علم تو کائنات کی طرح لامحدود ہے۔ دانائی یہ ہے کہ جب بہت کچھ حاصل ہونے لگے تو یہی سمجھنا چاہیے کہ ابھی کچھ کچھ حاصل کیا ہے۔ ویسے تبریزی صاحب نے مجھے بلایا ہے۔ میں وہیں جا رہی ہوں۔ تم دس منٹ کے بعد میرے دماغ میں آؤ۔"

میں اس کے پاس سے چلا آیا۔ میرا خیال تھا' آمنہ اور تبریزی صاحب جیسی روحانی شخصیات کے لیے یہ کوئی بڑا مسئلہ نہیں ہے۔ نیلماں کی آتما شکتی نہ ہونے کے برابر ہے۔ اس کی انتقامی کارروائیوں کو ختم کر دیا جائے گا۔

میں دس منٹ کے بعد آمنہ کے دماغ میں آیا۔ وہ حجرے میں تبریزی صاحب کے سامنے دوزانو بیٹھی سر جھکائے ناصو اور نیلماں کے حالات بتا رہی تھی پھر اس نے کہا "اعلیٰ حضرت! میرے مجازی خدا میرے پاس آئے ہیں۔"

میں نے انہیں سلام کیا۔ انہوں نے سلام کا جواب دے کر کہا "یہ بات یقینی ہے کہ ناصو کی طبعی عمر تک نیلماں اس کا جسم چھوڑ کر نہیں جائے گی کیونکہ ناصو کی وفات کے بعد اس کی آتما بھٹکتی رہے گی۔"

میں نے کہا "اعلیٰ حضرت! میں چاہتا ہوں کہ آپ نیلماں کی آتما کو انتقامی کارروائیوں سے باز رکھیں۔"

"پاکیزگی نصف ایمان ہے۔ مسلمان کی روح ہو یا ہندو کی آتما' یہ پاکیزہ ہوتی ہیں۔ نیلماں نے آتما شکتی حاصل کرنے کے لیے کالے جادو کا بھی سہارا لیا تھا اور کالے جادو کے شیطانی تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے غلاظت اور گناہوں سے گزرتی رہی تھی۔ ہم اپنے پاکیزہ روحانی علوم کو اس سے دور رکھیں گے۔ اگر ہم اس کی ناپاکیوں کو دور کرنے کے لیے ناصو کو کلام پاک کی چند آیات پڑھنے کو دیں گے تو اس کی آتما کلام پاک کی پاکیزگی برداشت نہیں کر پائے گی۔ ناصو کے جسم کو چھوڑ کر بھاگ جائے گی۔ اس طرح ناصو کی بھی موت واقع ہو گی۔"

وہ تھوڑی دیر تک زیر لب پڑھتے رہے پھر انہوں نے کہا "ابھی میں روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے ناصو کے پاس گیا تھا۔ ناصو جسمانی طور پر سکڑ کر بیٹھ گئی تھی۔ نیلماں کی آتما سہم کر اسے مجبور کر رہی تھی کہ وہ سانس روک لے۔ میں سانس روکنے کے باوجود وہاں موجود رہا تو وہ تھرتھر کانپتی ہوئی سکڑتی رہی۔ میرے اس عمل سے اندازہ کرو کہ میری اور آمنہ کی موجودگی سے نیلماں کی آتما سہم کر انتقامی کارروائی سے باز رہے گی لیکن ناصو بھی مشکلات میں رہے گی۔"

میں نے ایک سرد آہ بھر کر کہا "بے چاری ناصو نے مجھے پاپا کہا تھا اور میں نے اسے بیٹی بنا کر وعدہ کیا تھا کہ اسے نیلماں کی انتقامی کارروائیوں سے نجات دلاؤں گا۔"

تبریزی صاحب نے کہا "ناصو کے اندر ناپاک روح ہے لیکن اس کے ساتھ رہنے والے جلال پاشا اور ثنا نمازیں پڑھتے ہیں۔ قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں۔ اگر وہ باپ بیٹی وقتاً فوقتاً ناصو کے سامنے دعائیہ آیات پڑھتے رہیں گے تو نیلماں کی آتما سہمی ہوئی سی ناصو کی مرضی کے مطابق رہا کرے گی۔ فی الحال ناصو اور پورس کو اسی طرح نیلماں کی ناپاک آتما سے محفوظ رکھا جا سکتا ہے۔"

میں نے وہاں سے آ کر ناصو سے کہا کہ وہ جلال پاشا اور ثنا کو اپنے دماغ میں بلائے۔ جب وہ دونوں آ گئے تو میں نے تبریزی صاحب سے ہونے والی گفتگو کی تفصیل بتائی پھر کہا "ناصو کے اندر ایک ناپاک آتما ہے۔ ثنا یا جلال پاشا صاحب کبھی کبھی ناصو کے سامنے یا اس کے دماغ میں رہ کر دعائیہ آیات پڑھتے رہیں گے تو وہ ناپاک آتما سہمی رہے گی اور کبھی پورس کے خلاف انتقامی کارروائی نہیں کرے گی۔"

جلال پاشا نے کہا "فرہاد صاحب! ہم عبادت کرنے والے پاکیزگی کی اہمیت کو سمجھتے ہیں۔ تبریزی صاحب نے درست فرمایا ہے۔ اس ناپاک آتما کو دشمنی اور پورس کے خلاف کارروائیوں سے روکنے کے لیے یہی ایک راستہ رہ گیا ہے کہ ہم باپ بیٹی ناصو کے سامنے دعائیہ آیات پڑھتے رہیں۔ آپ ناصو اور پورس کی بھلائی چاہتے ہیں۔ اس کے لیے ہم آپ کے بے حد شکر گزار ہیں۔"

میں نے ناصو سے کہا "بیٹی ناصو! تم نے مجھے باپ کہہ دیا ہے۔ انشاء اللہ میں کبھی تم پر آنچ نہیں آنے دوں گا۔ جب بھی تمہارا کوئی مشکل مسئلہ ہو' مجھے فوراً آواز دینا۔ میں آ جاؤں گا۔"

وہ خوشی سے نہال ہو کر میرا شکریہ ادا کرنے لگی۔ میں وہاں سے چلا آیا۔ اس وقت ہماری گفتگو کے دوران میں پورس موجود نہیں تھا۔ جب وہ آیا تو ناصو نے پوچھا "کہاں گئے تھے؟"

اس نے کہا "تم نے خیال خوانی کے ذریعے یہ کیوں نہیں معلوم کیا کہ میں کہاں تھا؟"

"تھوڑی دیر پہلے میرے پاپا فرہاد علی تیمور آئے تھے۔ ثنا اور پاشا انکل بھی موجود تھے۔ وہ مجھے اور تمہیں نیلماں کی ناپاک آتما

کی دشمنی سے محفوظ رہنے کی تدبیر بتا رہے تھے۔"

ناصو نے اسے تفصیل سے تبریزی صاحب کے مشوروں کے متعلق بتایا پھر کہا "میرے پاپا سچ ہم دونوں کے تحفظ کے لیے ایک باپ کی طرح ذمے داری ادا کر رہے ہیں۔ تم اور پارس ایک دوسرے کے عجیب دشمن ہو لیکن تمہیں میرے پاپا کی فرض شناسی اور نیک نیتی پر اعتماد کرنا پڑے گا۔"

"میں ابتدا ہی سے فرہاد صاحب کی غیر جانبداری کا معترف ہوں۔ انہوں نے اپنے بیٹے پارس کی حمایت میں کبھی مجھے نقصان نہیں پہنچایا۔ جب میں نے ان کی ہلاکت کی خبر سنی تھی تو یقین کرو' مجھے ایسا صدمہ پہنچا تھا جیسے میرے باپ کو ہلاک کیا گیا ہو۔"

"جب تمہیں ایک بیٹے کی طرح صدمہ پہنچا تھا تو تم انہیں فرہاد صاحب کیوں کہتے ہو؟ پاپا کیوں نہیں کہتے ہو؟"

"میں سوچتا تھا' شاید وہ میری زبان سے پاپا کہنا گوارا نہ کریں لیکن اب تم نے پاپا کہا ہے اور انہوں نے تمہیں بیٹی بنا لیا ہے تو آج سے میں بھی انہیں پاپا کہہ کر مخاطب کروں گا۔"

جلال پاشا نے کہا "سچے دل سے پاپا کہنے کا مطلب یہ ہو گا کہ پارس تمہارا بھائی ہے۔ لہٰذا دو بھائیوں میں جو عداوت ہوتی ہے' اسے ختم ہونا چاہیے۔"

"اگر پارس میرے معاملات میں مداخلت نہ کرے تو ہم دونوں ایک جان دو قالب بن کر رہیں گے۔"

"ایک بھائی کے معاملات کا تعلق دوسرے بھائی سے ہوتا ہے۔ کسی بھی معاملے کا نقصان یا فائدہ دونوں بھائیوں کو پہنچتا ہے۔ تم دونوں کے دل صاف ہوں گے تو پھر ایک دوسرے کی کسی بات پر اعتراض نہیں ہو گا۔"

"اعتراض وہ کرے گا۔ آپ آزما کر دیکھ لیں۔ پارس سے اس بات کی ضمانت لیں کہ میں جو غیر معمولی دوائیں تیار کرا رہا ہوں' اس سلسلے میں وہ کوئی رکاوٹ پیدا نہ کرے۔"

"ہم اس سلسلے میں ابھی پارس سے بات کریں گے۔"

"وہ پہلے کی طرح آپ سب کو پہچاننے سے انکار کر دے گا۔"

"ہم فرہاد صاحب کے ذریعے اسے گفتگو پر مجبور کریں گے۔"

جلال پاشا نے مجھے مخاطب کیا اور کہا "آپ کی دانائی سے ہمارے آپس کے تعلقات بہتر ہوتے جا رہے ہیں۔ اب ہم پارس اور پورس کے آپس کے اختلافات دور کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے لیے آپ کے تعاون کی ضرورت ہے۔"

میں نے کہا "میری ہدایت کے مطابق پارس اختلافات ختم کر دے گا۔ آپ بتائیں کہ پورس کیا چاہتا ہے؟"

"پورس چاہتا ہے کہ پارس اس کے معاملات میں مداخلت نہ کرے۔"

"پارس کو بتائیں کہ میں اس کے دماغ میں آیا ہوں۔ آپ تمام بھی اس کے اندر موجود رہیں۔ خدا کرے کہ ان کی عداوتیں ختم ہو جائیں۔"

جلال پاشا چلا گیا۔ میں نے ایک منٹ کے بعد پورس کے دماغ میں آ کر اسے مخاطب کیا۔ اس نے کہا "پاپا! آداب۔ ناصو نے مجھ سے کہا ہے کہ جب آپ نے اسے بیٹی بنا لیا ہے تو آپ مجھے بھی بیٹا بنا لیں گے۔"

"ناصو نے درست کہا ہے۔ پارس کی طرح تم بھی میرے بیٹے ہو۔ اکثر دو بھائیوں میں جھگڑے ہوتے ہیں۔ اگر تم دونوں کے جھگڑے ختم ہو جائیں تو ہمیں بہت خوشی ہو گی۔"

"آپ کو تو خوشی ہو گی لیکن میں خود کو خوش قسمت سمجھوں گا کیونکہ دنیا والے مجھے آپ کا فیملی ممبر کہیں گے۔"

"تو پھر بتاؤ' تمہیں پارس سے کیا شکایت ہے؟"

"وہ میرے کئی معاملات میں مداخلت کرتا ہے۔ اس نے کئی بار میری کامیابیوں کو ناکامیوں میں بدل دیا ہے۔"

"اپنا اپنا دل صاف کرنے کے لیے لازمی ہے کہ پچھلی عداوتیں بھلا دی جائیں اور موجودہ حالات اور مستقبل میں اپنے اپنے تحفظ اور دوستانہ تعلقات کی باتیں طے کر کے ان پر عمل کیا جائے۔"

"موجودہ معاملہ یہ ہے کہ میں کچھ غیر معمولی دوائیں تیار کرنا چاہتا ہوں لیکن پارس نے چیلنج کیا ہے کہ وہ مجھے ایسا نہیں کرنے دے گا۔"

"اسی چیلنج کرنے والے پارس نے ان غیر معمولی دواؤں کے نسخے تم سے چھین لیے تھے۔ وہ چاہتا تو تمہیں ان نسخوں سے محروم رکھ سکتا تھا۔ ایسے میں تم وہ غیر معمولی دوائیں کیسے تیار کرتے؟"

"اس وقت میں صبر کرتا اور ان نسخوں کو دوبارہ حاصل کرنے کی کوششیں کرتا۔"

"اگر تم یہ فرض کر لو کہ پارس نے دیانت داری سے نسخے واپس نہیں کیے ہیں۔ مہینے دو مہینے' سال دو سال میں انہیں دوبارہ حاصل کر سکو گے تو پھر کم از کم ایک برس تک وہ غیر معمولی دوائیں تیار نہ کرو۔ میں اس بات کی ضمانت دیتا ہوں کہ پارس بھی وہ دوائیں تیار نہیں کرے گا۔ وہ تمام نسخے تم دونوں کے پاس ہیں۔"

"غیر معمولی دوائیں تیار کرنے پر اعتراض کیا ہے؟"

"وہ شیطانی نسخے ہیں۔ ان کے ذریعے دشمنوں کو زیر کیا جا سکتا ہے لیکن جب بھی کوئی چیز ایجاد ہوتی ہے' وہ دشمنوں اور جرائم پیشہ افراد کے ہاتھوں میں بھی پہنچتی ہے۔ ایک سوئی سے لے کر ایٹم بم کی ایجادات تک کسی بھی ایجاد کو آج تک کوئی چھپا کر نہیں رکھ سکا۔ تم نے عارضی طور پر ٹیلی پیتھی کو ختم کرنے کی دوا تیار کی۔ ہم نے اس کے جواب میں ہمیشہ کے لیے ٹیلی پیتھی کو ختم کرنے کی دوا تیار کر لی۔ اس دوا سے صرف تمہیں نہیں' میرے بیٹوں کو بھی نقصان پہنچا ہے۔ میرے بیٹے اور ہمارے کتنے ہی ٹیلی پیتھی جاننے والے ماتحت اس علم سے محروم ہو گئے۔ کیا تم میری اس بات پر

بھروسا کرو گے کہ پارس ان شیطانی نسخوں سے دوائیں تیار نہیں کرے گا؟"

"میں آنکھیں بند کرکے، کسی شک وشبے کے بغیر آپ پر بھروسا کرتا ہوں اور ایک بیٹے کی زبان سے وعدہ کرتا ہوں کہ جب تک آپ حکم نہیں دیں گے، میں وہ دوائیں تیار نہیں کروں گا۔"

"شاباش بیٹے! تم نے دل خوش کردیا ہے۔ اب تم سمجھ سکتے ہو کہ ہم سب کتنے طاقت ور ہوگئے ہیں۔ اب ہمارے اتحاد سے دشمنوں کو پسینہ آئے گا۔"

وہ سب خوش ہو کر ایک دوسرے کو ایک نئے اور مستحکم اتحاد کے سلسلے میں مبارک باد دینے لگے۔ میں نے کہا "پارس پراسرار بن کر رہنے والے شینڈو کو پورس کے تعاون سے گرفت میں لے کر ثانی کے ساتھ علی کے پاس گیا ہے۔ کل تک پیرس آئے گا۔ میں چاہتا ہوں کہ پورس بھی کل یا پرسوں تک پیرس آئے، پارس اسے گلے لگائے گا۔"

وہ سب خوشی سے تالیاں بجانے لگے۔ میں اپنی مصروفیات کے باعث وہاں سے چلا گیا۔ جلال پاشا نے کہا "بیٹے پورس! اتحاد میں بڑی طاقت ہے۔ تم ناصو اور ثنا کے ساتھ پیرس جاؤ۔ میں بھی آؤں گا۔"

جلال پاشا پیرس میں ملاقات کرنے کا وعدہ کرکے چلا گیا۔ ناصرہ، ثنا اور پورس نے رات کا کھانا کھایا۔ کھانے کے دوران میں وہ نئے اتحاد کے سلسلے میں دلی مسرتوں کا اظہار کرتے رہے۔ وہ تینوں سمجھ رہے تھے کہ ہم سے اتحاد کرکے وہ کتنے طاقت ور ہوگئے ہیں۔
کھانے سے فارغ ہو کر ثنا ناصو کے ساتھ اس کے بیڈ روم میں آئی پھر اس کے ساتھ ایک صوفے پر بیٹھ کر اس کے روبرو ہو کر دعائیہ آیات پڑھنے لگی۔ پورس ان سے ذرا دور ایک صوفے پر بیٹھا سوچتا رہا۔ مجھ سے گفتگو کرنے کے بعد وہ مطمئن تھا اور سوچ رہا تھا کہ پاپا کے سائے میں ایک نئی زندگی کا آغاز ہوگا۔

دعاؤں کے اختتام پر ناصو نے کہا "بے شک اللہ تعالیٰ کے کلام میں تاثیر ہے۔ میں خود کو بہت ہلکا پھلکا سا محسوس کررہی ہوں اور آج تو پاپا نے اتنا مطمئن کیا ہے کہ مجھے بہت گہری نیند آئے گی۔"

ثنا وہاں سے اپنے کمرے میں چلی گئی۔ پورس نے اپنی جگہ سے اٹھ کر دروازے کو اندر سے بند کرلیا۔ باہر کے دروازے اور کھڑکیاں پہلے ہی اندر سے بند کردی گئی تھیں۔ غیر ضروری بتیاں بجھادی گئی تھیں۔ دیوار پر لگی ہوئی گھڑی کے کانٹے ایک ایک سیکنڈ میں حرکت کرتے ہوئے ہر گزرتے ہوئے لمحے کو قتل کررہے تھے تاکہ قتل ہونے والا وقت واپس نہ آسکے۔ وقت ہم انسانوں کی طرح مرتا ہے اس لیے کبھی واپس نہیں آتا۔

رات کے دو بج گئے۔ ناصو اور پورس ایک دوسرے کے ساتھ بھرپور محبت کے فرائض ادا کرکے بڑے مطمئن ہو کر سو رہے تھے۔ ایسے ہی وقت ناصو نیند میں کسمسانے لگی۔ اسے خواب میں ایک ایسی بوڑھی عورت دکھائی دے رہی تھی جس کی عمر ڈیڑھ سو سال تھی۔ وہ نیلماں تھی۔ اس سے کہہ رہی تھی "مجھے دیکھ، میں کبھی جسمانی طور پر ایسی تھی پھر آتما شکتی سے کئی بار نوجوان لڑکیوں کے جسموں میں داخل ہو کر حسین دوشیزہ بنتی رہی۔ اب تو میرا آخری جسم ہے۔ تیرے اندر سے نکلوں گی تو پھر کسی کے جسم میں داخل نہیں ہوسکوں گی۔ میری آتما بھٹکتی رہ جائے گی۔"

ناصو نے نیند میں پوچھا "تو میرے جسم سے باہر کیسے آگئی؟"

"میں جسم سے باہر آؤں گی تو تو مرجائے گی۔ میں تیرے خواب میں خیال خوانی کے ذریعے آئی ہوں۔ پہلے یہ اچھی طرح سمجھ لے کہ روح کے بغیر جس طرح جسم مردہ ہوجاتا ہے اسی طرح دماغ بھی مرجاتا ہے۔ تجھے اس کا مطلب سمجھ لینا چاہیے کہ میری روح کی بدولت تیرا جسم اور تیرا دماغ کام کررہا ہے اور میری روح کو پا کر تیرے دماغ میں ٹیلی پیتھی کا علم آیا ہے۔"

ناصو نے کہا "میں مانتی ہوں، پہلے ٹیلی پیتھی نہیں جانتی تھی۔ تیرے آنے سے خیال خوانی کرنے لگی ہوں۔"

"تو احسان فراموش ہے۔ مجھ سے ایک غیر معمولی اور زبردست علم حاصل کرنے کے بعد مسلمانوں کی آسمانی مقدس کتاب کی آیات کے ذریعے مجھے بے بس اور تابع بنارہی ہے۔"

"کیا قرآن مجید کی آیتوں کا تجھ پر اثر نہیں ہوا تھا؟"

"بہت اثر ہوا تھا۔ مجھے ایسا لگ رہا تھا جیسے بہت بڑے پہاڑ تلے دب گئی ہوں اور کبھی اس کے نیچے سے نکل نہیں پاؤں گی لیکن تمہاری اور پورس کی جذباتی غلطی سے آزاد ہوگئی ہوں۔ تم دونوں نے ناپاک ہو کر اس پاکیزگی کو ختم کردیا ہے جسے ثنا تمہارے تحفظ کے لیے ڈھال بنا کر گئی تھی۔"

"او خدایا! میں نے اس پہلو پر غور نہیں کیا تھا۔ واقعی جب تک تجھے پوری طرح بے بس اور تابع نہ بنادیا جاتا، تب تک مجھے پورس سے دور رہنا چاہیے تھا۔"

"آج میں نے طہارت اور پاکیزگی کے حوالے سے اس آسمانی کتاب کی قوت کو سمجھا ہے۔ آئندہ میں پہاڑ جیسا بوجھ برداشت نہیں کرسکوں گی۔ ثنا اور پاشا روز دعائیہ آیات پڑھتے رہیں گے تو میں چند دنوں میں بالکل ہی بے بس اور کمزور ہوجاؤں گی۔ یہ فیصلے کی آخری رات ہے۔ اگر تو میری باتوں پر عمل نہیں کرے گی تو میں تیرے جسم سے نکل جاؤں گی۔ اپنا بھی نقصان کروں گی اور تیرا بھی لیکن اس سے پہلے تجھ پر غالب رہنے کی کوشش کررہی ہوں۔"

"تو کیا کرنا چاہتی ہے؟ میں اپنے پورس کو نقصان پہنچانے نہیں دوں گی۔"

وہ ہنستے ہوئے بولی "نقصان پہنچانے کی ابتدا کرچکی ہوں۔ تم دونوں نے ناپاک ہو کر ہمیشہ کی طرح سرہانے رکھا ہوا دودھ پیا تھا۔ تب میں نے تمہارے دماغ پر قبضہ جمالیا اور تم نے میری مرضی

دودھ میں اعصابی کمزوری کی دوا ملادی تھی۔ اس دودھ کو دونوں نے پیا اور سوگئے۔ ان لمحات میں پورس دماغی طور پر کمزور ہو کر سورہا ہے اور میں تمہارے ذریعے خیال خوانی کرکے اس کے دماغ میں جاؤں گی۔"

"میں ہرگز اپنے پورس کے دماغ میں نہیں جاؤں گی۔"

وہ انکار کرنے کے باوجود اٹھ کر بیٹھ گئی۔ اس کا بھی دماغ کمزور تھا۔ وہ نیلماں کی ٹیلی پیتھی کی گرفت میں تھا۔ وہ اپنے محبوب پورس کے دماغ میں جا کر اس پر تنویمی عمل کرنے لگی۔ اس کے دماغ میں یہ باتیں نقش کرنے لگی کہ وہ فرہاد کو اپنا باپ نہیں سمجھے گا۔ اس سے اتحاد کرنے والی باتیں بھول جائے گا۔ ثنا اور پاشا سے دور ہوجائے گا اور آئندہ کسی بھی پرائی سوچ کی لہروں کو اپنے دماغ میں نہیں آنے دے گا۔ وہ ایک محبوبہ کی حیثیت سے جو کہے گی، اس پر عمل کرے گا۔

وہ اس پر تنویمی عمل کرکے پھر پورس کے پاس لیٹ گئی۔ آنکھیں بند کرکے نیلماں کی آتما کی مرضی کے مطابق اپنے ہی دماغ پر عمل کرنے لگی۔ عمل یہ تھا "میں آئندہ مسلمانوں کی آسمانی کتاب کی کوئی آیت نہیں سنوں گی۔ فرہاد کے ساتھ قائم ہونے والے باپ بیٹی کے رشتے کو بھول جاؤں گی اور کسی کی بھی سوچ کی لہروں کو اپنے دماغ میں نہیں آنے دوں گی۔ نیلماں کی آتما کی روح نے مجھے ٹیلی پیتھی کا علم دیا ہے۔ میں اس آتما کی مرضی کے مطابق خیال خوانی کرتی رہوں گی۔"

یہ عمل کرنے کے بعد وہ پورس کی طرح دو گھنٹے کے لیے سو گئی۔ اولادِ آدم ازل سے شیطان کے زیر اثر آکر گمراہ ہوتی رہی ہے اور قیامت تک یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ صرف وہ جو ایمان کی پختگی کے باعث شر سے محفوظ رہتے آئے ہیں وہ شیطان کے زیر اثر آکر گمراہ نہیں ہوتے۔

فجر کی اذان کے وقت ناصو اور پورس کی آنکھیں کھلیں تو ان کے دل اور دماغ بدل چکے تھے۔ ناصو نے کہا "ہم اپنے ایک بیگ میں ضروری سامان لے کر ابھی یہاں سے جائیں گے۔"

تنویمی عمل کے مطابق پورس اس کا تابع بن چکا تھا۔ اس کی کسی بات سے انکار نہیں کرسکتا تھا۔ دونوں نے ایک بیگ میں ضروری سامان رکھا۔ ناصو نے نیلماں کی مرضی کے مطابق پورس سے کہا "ہمارے دشمن جتنے کم ہوں، اتنا ہی اچھا ہے۔ تم اس دعائیہ آیات پڑھنے والی دشمن کو ہلاک کردو پھر ہم یہاں سے چلیں گے۔"

پورس نے کہا "اسے تو میں گلا دبوچ کر مار ڈالوں گا۔"

وہ دونوں دبے قدموں چلتے ہوئے ثنا کے کمرے کی طرف گئے۔ گہری نیند سونے والوں کو ہلاک کرنا کچھ زیادہ مشکل نہیں تھا۔ وہ دونوں ثنا کے کمرے کے پاس آئے۔ اس کا دروازہ اندر سے بند تھا۔ وہ ثنا کو آواز دیتے تو بے چاری دروازہ کھول کر خود ہی موت کے راستے پر چلی آتی۔ آواز دینے سے پہلے دونوں نے کھڑکی کے پاس آکر اس کا پردہ ہٹا کر دیکھا۔ وہ جائے نماز پر فجر کی نماز پڑھ رہی تھی۔ وہ دونوں فوراً ہی کھڑکی کا پردہ چھوڑ کر ذرا پیچھے چلے گئے۔

ناصو نے نیلماں کی مرضی کے مطابق کہا "وہ پاک صاف رہتی ہے۔ ابھی نماز پڑھ رہی ہے۔ اس کے بعد آسمانی کتاب کی تلاوت کرے گی تو تلاوت کی آواز میرے کانوں تک پہنچے گی۔ اس سے پہلے ہی یہاں سے چلو۔"

وہ دونوں تیزی سے چلتے ہوئے بنگلے کے باہر آئے پھر کار اسٹارٹ کرکے بنگلے سے باہر نکل گئے۔ ناصو مجبور تھی۔ اس کے اندر کی ناپاک آتما نے اسے جکڑ لیا تھا اور اس کے ذریعے پورس کو بھی پھانس لیا تھا۔ وہ سچے دل سے مجھے باپ کی جگہ دے کر پارس کا ... بھائی اور دوست بننا چاہتا تھا لیکن شیطانی قوت بھی تو ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے، پلک جھپکتے ہی دوست کو پھر سے دشمن بنا دیتی ہے۔

پورس قریب ہوتے ہوتے پھر دور ہوتا جارہا تھا۔

O☆O

ہزاروں لاکھوں ڈالرز لے کر دنیا کی اہم سماجی اور سیاسی شخصیات کو قتل کرانے والے تین پراسرار مجرموں میں سے مسٹر اِن نون اور مسٹر شینڈو کے حالات میں بیان کرچکا ہوں۔ تیسرا پراسرار مجرم ہائیڈ اینڈ سیک ہمارے ہاتھ آنے سے پہلے الپا اور برین آدم کے ہتھے چڑھ گیا تھا۔

ہائیڈ اینڈ سیک اسرائیل نہیں جانا چاہتا تھا۔ وہ قاہرہ جانے والی ایک فلائٹ میں سفر کررہا تھا لیکن الپا پائلٹ کے دماغ پر قبضہ کرکے اس طیارے کو تل ابیب لے آئی تھی۔ الپا کی ٹیلی پیتھی سے دور رہنے کے لیے ہی وہ اسرائیل نہیں جانا چاہتا تھا اور جو نہیں چاہتا تھا، وہی اس کے ساتھ ہونے لگا۔ تل ابیب کے ائرپورٹ پر طیارے سے اترتے ہی اسرائیلی فوج کے جوانوں نے اسے حراست میں لے لیا پھر اسے ایک خفیہ قید خانے میں لے آئے۔

اس نے انجان بن کر پوچھا "مجھے گرفتار کیا گیا ہے؟ یہاں کیوں لایا گیا ہے؟ کیا میں نے بین الاقوامی قوانین کی خلاف ورزی کی ہے؟"

ایک فوجی افسر نے کہا "اگر تم مجرم نہیں ہو تو کہو، ہم تمہیں فرہاد علی تیمور یا اس کے بیٹے علی تیمور کے پاس پہنچا دیں؟ ان کے سامنے تم سے کوئی سوال نہیں کیا جائے گا۔ تم خود ہی اپنے بے شمار جرائم کی فہرست پیش کردو گے۔"

وہ کچھ بول نہ سکا۔ سوچنے لگا۔ برین آدم نے کہا "میں نے طیارے میں جادو کا کمال دکھایا تھا۔ اس جادو کے ذریعے میں تمہاری پوری ہسٹری بیان کرسکتا ہوں۔"

"تم جادوگر نہیں ہو۔ میڈم الپا کی ٹیلی پیتھی کے ذریعے قاہرہ جانے والے طیارے کو یہاں لے آئے ہو۔"

"چلو میڈم الپا کے ذریعے ہی سہی، تم ایک قیدی بن کر آگئے ہو۔ ٹیلی پیتھی بھی ایک جادو ہے اور یہ جادو بول رہا ہے کہ بڑے بڑے ممالک کے سربراہ تمہیں ایک فرضی نام ہائیڈ اینڈ سیک کے طور پر جانتے ہیں جبکہ تمہارا اصل نام تھارن آوین ہے۔ امریکا، یوکے، فرانس اور اٹلی کے بینکوں میں تمہارے لاکھوں ڈالرز اور پاؤنڈز ہیں۔ شکاگو کے ایک ذاتی بنگلے کے تہ خانے میں تقریباً ڈیڑھ سو کروڑ کے ہیرے جواہرات اور بڑے ممالک کو بلیک میل کرنے والی کئی اہم دستاویزات ہیں۔ کہو تو ہم تمہاری پرسنل لائف کی بہت سی شرمناک باتیں بتا سکتے ہیں۔"

وہ پریشان ہو کر بولا "مانتا ہوں۔ یہاں میرا کوئی راز چھپا نہیں رہے گا۔ میں اپنی تدبیر سے بہت دولت مند بنتا رہا ہوں لیکن اب تقدیر سے نہیں لڑ سکوں گا۔ میں میڈم الپا کے شکنجے میں آگیا ہوں۔ کیا وہ مجھ سے باتیں کرنا اور مجھ سے ملاقات کرنا پسند کریں گی۔"

الپا نے اس قید خانے میں داخل ہو کر کہا "تم ملاقات کرنے کی فرمائش نہ کرتے، تب بھی میں تمہیں دیکھنے آجاتی۔ میرے بگ برادر نے بتایا ہے کہ تمہاری آنکھیں خطرناک حد تک پُرکشش ہیں۔ تم سے آنکھیں ملانے والا تمہارے سحر میں جکڑ جاتا ہے۔ ویسے میں دور سے دیکھ رہی ہوں، تم بہت خوب رو ہو اور ایک باوقار شخصیت کے مالک ہو۔ حسین عورتیں تم پر مرتی ہوں گی۔ وہ حسین ائر ہوسٹس بھی تمہارے سحر میں جکڑ گئی تھی۔ اسے میں نے تمہارے سحر سے نکالا تھا۔"

"میں یہ مانتا ہوں کہ میں پراسرار رہ کر تمہاری حکومت کے چند اکابرین کو بلیک میل کرتا رہا ہوں لیکن ان سے بھاری معاوضہ لے کر ان کے سیاسی دشمنوں کو قتل کراتا رہا ہوں۔ اب میں انہیں بلیک میل نہیں کر سکوں گا۔ تم نے ٹیلی پیتھی کے ذریعے وہ جگہ معلوم کرلی ہے جہاں وہ اہم دستاویزات اور ڈیڑھ سو کروڑ سے زیادہ مالیت کے ہیرے جواہرات رکھے ہوئے ہیں۔"

الپا نے کہا "ہاں اب وہ خزانہ اور تمام اہم دستاویزات ہم حاصل کریں گے۔"

"اور وہ سب کچھ حاصل کرنے کے بعد مجھے مار ڈالا جائے گا۔"

"تمہیں زندہ رکھا جائے گا۔ تم سے آئندہ بھی فائدے حاصل کیے جاسکتے ہیں۔"

وہ بولتی ہوئی اس کے روبرو آگئی۔ تھارن آوین نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔ اس سے نظریں ملتے ہی الپا چاہتی تھی ان غیر معمولی آنکھوں کی کشش سے نکلنے کے لیے اپنی آنکھیں ہٹا کر دوسری طرف دیکھنا چاہتی تھی لیکن اس کی نگاہوں کی کشش اپنی طرف کھینچتی رہی۔ وہ کشش کہتی رہی "نظریں نہ پھیرو۔ یہ کشش تمہارے لیے ہے۔ اپنے خیال خوانی کرنے والے دماغ کو یہ اچھی طرح سمجھنے دو کہ میری یہ آنکھیں تمہارے دل و دماغ میں نقش رہیں گی۔ ان آنکھوں کو دوبارہ دیکھے بغیر تمہیں نیند نہیں آئے گی، تمہیں بھوک نہیں لگے گی اور انہیں بار بار دیکھنے کے لیے..."

ٹیلی پیتھی جاننے والے بڑی دماغی قوتوں کے حامل ہوتے ہیں۔ الپا نے اپنی پوری دماغی توانائیوں سے کام لیتے ہوئے اس کی طرف سے اپنی نظریں ہٹالیں پھر اس کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ اس کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔ اب تک پارس کے سوا کسی نے اسے متاثر نہیں کیا تھا۔ اس نے ماضی میں پارس سے ایک طویل عرصے کے باوجود کسی مرد کو اپنی تنہائی میں نہیں آنے دیا تھا۔ وہ کبھی بھی پارس سے دشمنی مول لینے کے باوجود اس نے کسی دوسرے کو جیون ساتھی نہیں بنایا تھا لیکن اس ہائیڈ اینڈ سیک یعنی تھارن آوین کی آنکھوں میں ایسی غیر معمولی اور شیطانی کشش تھی کہ صرف ایک بار کسی سے بھی نظریں ملاتے ہی، اس کے دل و دماغ اور اس کے تمام وجود کو اپنی طرف کھینچ کر اپنی مقناطیسی شخصیت کے سحر میں جکڑ لیتا۔ وہ منہ پھیر کر فوراً ہی وہاں سے جاتے ہوئے برین توم سے بولی "بگ برادر! اسے یہیں لاک اپ میں رکھو۔ ہم اس کے بارے میں سوچ سمجھ کر فیصلہ کریں گے۔"

اس نے جاتے وقت برین توم کو بھی نہیں دیکھا۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ اس کے چہرے کی بدلی ہوئی رنگت سے کوئی اس کی کیفیات کا اندازہ کر سکے۔ وہ خفیہ قید خانے کے ایک ائر کنڈیشنڈ آفس میں آکر شکست خوردہ انداز میں ایک صوفے پر گر پڑی۔ آنکھیں بند کر کے گہری گہری سانسیں لیتے ہوئے دل کی بے ترتیب دھڑکنوں پر قابو پانے لگی۔

تھوڑی دیر بعد برین توم آفس میں آیا۔ وہ اٹھ کر الرٹ ہوگئی۔ اسے اپنا بڑا بھائی سمجھتی آئی تھی اور ہمیشہ اس کے مشوروں پر عمل کر کے کامیاب ہوتی رہی تھی۔ برین توم نے ایک صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا "بیٹھ جاؤ۔ تم وہاں سے اچانک کیوں چلی آئیں؟"

"میں تھارن آوین کے بارے میں سوچ رہی ہوں اور سوچ کے مطابق ہمیشہ کی طرح آپ سے مشورہ لینا چاہتی ہوں۔"

"کیا اس کی آنکھوں نے تمہیں متاثر کیا ہے؟"

"جی ہاں۔ میں آپ سے کبھی جھوٹ نہیں بولتی۔ میں اس کے سامنے سے یہ سوچ کر چلی آئی کہ جب اس کی آنکھیں مجھے متاثر کرسکتی ہیں تو عام لوگوں سے نظریں ملاتے ہی فوراً اپنے سحر میں جکڑ لیتی ہوں گی۔ ہم ٹیلی پیتھی جاننے والے دوسروں کے مقابلے میں زیادہ قوتِ ارادی کے مالک ہوتے ہیں۔ اس کی آنکھیں مجھے متاثر کررہی تھیں۔ میں نے دماغی قوت سے اپنے آپ کو بچایا ہے۔ میری اس سچ بیانی سے اندازہ کریں کہ ہم اس کی چمکتی ہوئی والی آنکھوں سے کئی طرح کے فائدے اٹھا سکتے ہیں۔"

"درست کہتی ہو۔ میں نے بھی اتنی لمبی زندگی میں پہلی بار ایسا متاثر کرنے والا دیکھا ہے جو آنکھیں ملاتے ہی شیطانی انداز میں اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ میں بھی اس کی نظروں سے کترا رہا تھا۔ ہم اسے اپنی گرفت میں رکھیں گے تو یہ ہماری مخالفت کرنے والی بڑی بڑی شخصیات پر تنویمی عمل کر کے انہیں مخالفت سے باز رکھ سکتا ہے۔"

"اب یہ سوچا جائے کہ ہم اسے کس طرح ہمیشہ کے لیے اپنا تابعدار بنا کر رکھ سکتے ہیں۔"

"علی تیمور نے تمام بڑے ممالک کے اکابرین کو سزائیں دی تھیں۔ ان سزا پانے والوں میں ہمارے اکابرین بھی تھے۔ سزائیں اس لیے دی گئی تھیں کہ تمام بڑے ممالک کے اکابرین نے علی کے بھائی فرہاد علی تیمور کو قتل کرانے کے لیے اَن نون، شینڈو اور ہائیڈ اینڈ سیک کی خدمات حاصل کی تھیں پھر اس نے اَن نون کو گرفتار کرنے کے بعد یہ کہہ کر سزائیں ختم کردیں کہ تمام بڑے ممالک باقی دونوں کو کسی طرح ڈھونڈ کر ان دونوں کو یعنی شینڈو اور ہائیڈ اینڈ سیک کو اس کے حوالے کریں۔"

الپا نے کہا "اطلاع ملی ہے کہ علی نے شینڈو کو بھی گرفتار کرالیا ہے۔"

"ہاں اب یہ ہائیڈ اینڈ سیک یعنی تھارن آوین رہ گیا ہے۔ فرہاد علی تیمور کی فیملی کے علاوہ تمام ممالک بھی اسے تلاش کررہے ہیں۔ یہ گرفتار ہونے اور موت کی سزا پانے سے محفوظ رہنے کے لیے اپنی جان بچا کے یہاں سے دوسری جگہ نہیں جائے گا لیکن ہمارا تابع رہنا بھی پسند نہیں کرے گا۔ ہم اسے اپنا غلام رکھنے کے لیے اس کے ہاتھ پاؤں توڑ کر اپاہج بنا کر رکھ سکتے ہیں۔"

"اس کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ میں اس پر تنویمی عمل کروں گی۔"

"کیسے کرو گی؟ تمہاری طرح یہ بھی غیر معمولی دماغی قوتوں کا حامل ہے۔ جو آنکھیں ملاتے ہی دوسروں کو اپنے زیرِ اثر لے آتا ہے، وہ تمہارے تنویمی عمل کے اثر میں نہیں آئے گا۔"

"آئے گا۔ آپ اسے کسی آرام دہ بنگلے میں ٹرانسفر کردیں۔ اس بنگلے میں وہ تنہا رہے گا۔ باہر سے کھڑکیاں اور دروازے بند رہیں گے۔ باہر مسلح فوجی جوان پہرا دیں گے۔ وہاں کسی کو جانے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ اس سے کہا جائے کہ میں اس کے ساتھ رات کا کھانا کھاؤں گی پھر میں کھانے پینے کی کسی چیز میں اعصابی کمزوری کی دوا ملا دوں گی۔ اس کے اثر سے وہ دماغی طور پر کمزور ہوجائے گا۔ ایسے وقت اس کی آنکھیں بھی غیر معمولی کشش سے محروم ہوجائیں گی۔ اس طرح وہ میرے تنویمی عمل کے اثر میں آسکے گا۔"

"یہ طریقہ مناسب ہے لیکن میں تمہارا تحفظ چاہتا ہوں۔ تم اس کے پاس رات کے کھانے کے لیے جاؤ گی تو اس وقت وہ اعصابی کمزوری میں مبتلا نہیں رہے گا۔ جب وہ شام کو چائے یا کافی پیئے گا تو ہمارا ایک مسلح گارڈ اس میں اعصابی کمزوری کی دوا ملا دے گا۔ جب وہ کمزوری میں مبتلا ہوگا تب تم بنگلے میں اس کے سامنے جاؤ گی۔"

"یہ حفاظتی تدبیر بہتر ہے۔ آپ اسے کڑی نگرانی میں یہاں سے لے جائیں۔ میں شام کو چائے کے وقت آپ سے رابطہ کروں گی۔"

برین توم وہاں سے چلا گیا۔ وہ تھوڑی دیر تک وہاں بیٹھی رہی پھر اپنی خفیہ رہائش گاہ میں آگئی۔ لنچ کا وقت آیا تو بھی اس نے کچھ نہیں کھایا۔ بھوک لگ رہی تھی مگر کھانے کو جی نہیں کررہا تھا۔ تب اسے یاد آیا کہ خفیہ قید خانے میں تھارن آوین کی نظریں اس کی آنکھوں میں پیوست ہو کر اس سے کہہ رہی تھیں "اپنے خیال خوانی کرنے والے دماغ کو یہ اچھی طرح سمجھنے دو کہ میری یہ آنکھیں تمہارے دل و دماغ میں نقش رہیں گی۔ ان آنکھوں کو دوبارہ دیکھے بغیر تمہیں نیند نہیں آئے گی، تمہیں بھوک نہیں لگے گی اور انہیں بار بار دیکھنے کے لیے..."

تھارن کی بات پوری نہیں ہوئی تھی لیکن اس کی شیطانی آنکھوں نے اس سے جتنا کہا تھا، اتنی باتیں اس کے دماغ پر نقش ہوگئی تھیں اور اس کا اثر یہی ہورہا تھا کہ وہ لنچ کے وقت نہیں کھا رہی تھی۔ بھوک کے باوجود وہ کھانا نہیں چاہتی تھی۔

اس نے سوچا "کیا ان لمحات میں اس کی بے زبان آنکھیں اپنا اثر دکھا رہی ہیں؟ کیا میں ان آنکھوں کو دوبارہ دیکھے بغیر کھانے کی طرف مائل نہیں ہوسکوں گی؟"

اس نے آنکھیں بند کر کے تھارن آوین کی آنکھوں کو تصور میں دیکھا۔ بند آنکھوں کی تاریکی میں وہ مقناطیسی آنکھیں روشن ہوگئیں۔ نہایت واضح طور پر وہ نظریں اس کے دماغ میں پیوست ہوگئیں تب اس نے محسوس کیا کہ ان آنکھوں کو دوبارہ دیکھنے کے بعد کھانے کو جی کررہا ہے۔

اس نے اپنی آنکھیں کھول دیں۔ کچن میں جا کر سیل بند ڈبوں سے کھانا نکال کر انہیں گرم کرنے کے بعد کھانے لگی اور سوچنے لگی۔ "وہ مقناطیسی آنکھیں مجھے گرفت میں لے چکی ہیں۔ ان آنکھوں نے کہا تھا کہ میں انہیں دوبارہ دیکھے بغیر نہ کھا سکوں گی اور نہ سو سکوں گی۔ ابھی میں تصور میں دوبارہ ان کو دیکھنے کے بعد کھانے کی طرف مائل ہوئی ہوں۔ شاید رات کو بھی انہیں دوبارہ دیکھے بغیر مجھے نیند نہیں آئے گی۔ یہ اچھا ہی ہے کہ رات سے پہلے شام ہی کو اسے چائے وغیرہ پلا کر اعصابی کمزوری میں مبتلا کردیا جائے گا۔ میں اس پر تنویمی عمل کر کے اپنے ذہن سے اس کی نقش ہونے والی آنکھوں کو معدوم کروں گی پھر اسے اپنا غلام بنا کر حکم دوں گی کہ آئندہ وہ اپنی آنکھوں سے مجھے شکار کرنے کی کوشش نہ کرے۔"

شام پانچ بجے اس نے خیال خوانی کے ذریعے برین توم سے پوچھا "بگ برادر! کیا اسے چائے یا کافی میں اعصابی کمزوری کی دوا پلائی گئی ہے؟"

"ہاں اس نے خود ہی شام کی چائے طلب کی تھی۔ ایک مسلح

فوجی جوان بنگلے کے اندر جاکر اس کے لیے چائے تیار کر رہا ہے۔ تم چلی آؤ۔"

"آل رائٹ۔ میں ابھی آرہی ہوں۔"

وہ لباس تبدیل کر کے آئینے کے سامنے بن سنور کر بنگلے سے نکل کر اپنی کار میں آئی پھر اسے ڈرائیو کرتی ہوئی جانے لگی۔ اس دوران میں کئی بار اس کے تصور میں تھارن کی آنکھیں جھلکتی رہیں اور وہ اپنے تصور سے انہیں مٹاتی رہی۔ جس بنگلے میں تھارن کو رکھا گیا تھا' اس بنگلے کے احاطے میں برین آدم دو فوجی افسروں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ الپا نے وہاں آکر کار سے اتر کر پوچھا "مسٹر برادر! آپ لوگ باہر کیوں بیٹھے ہیں؟"

برین آدم نے کہا "ہم نے مناسب نہیں سمجھا کہ اندر جاکر تھارن آوین سے باتیں کریں۔ اس سے نظریں ملتے ہی ایک عجیب طرح کی بے چینی پیدا ہوتی ہے۔"

"کیا اس نے چائے نہیں پی ہے؟"

"پی چکا ہے۔ ایک فوجی جوان چائے پینے تک وہاں موجود تھا۔ اس نے بتایا ہے کہ وہ چائے پینے کے بعد کمزوری محسوس کرنے لگا تھا۔ ڈرائنگ روم سے اٹھ کر بیڈ روم میں جاکر بستر پر لیٹ گیا تھا۔ اس کے بعد وہ فوجی باہر آگیا۔ تم جاؤ۔ یہ اچھا موقع ہے۔ کمزوری کے باعث اسے نیند آئے گی اور نیند کے باعث اس کی آنکھیں بند ہوں گی۔ وہ تمہیں دیکھ بھی نہیں سکے گا اور تم بہ آسانی اپنا کام کر سکو گی۔"

الپا اندر جانے سے پہلے تھارن کے دماغ میں پہنچی۔ پتا چلا کہ وہ بستر پر آنکھیں بند کیے سونے کی کوشش کر رہا ہے۔ اس نے مطمئن ہو کر برین آدم سے کہا "میں نے اس کے دماغ میں جاکر دیکھا ہے۔ وہ کمزوری محسوس کر رہا ہے اور اب سونے والا ہے۔ اس پر تنویمی عمل کرنے کے بعد میں ایک گھنٹے تک تنویمی نیند سو کر بیدار ہونے کا حکم دوں گی پھر اسے آزماؤں گی کہ وہ میرا تابع بن چکا ہے یا نہیں؟ اس کام میں دو گھنٹے لگیں گے۔ کیا آپ اس وقت تک یہاں رہیں گے؟"

برین آدم نے کہا "میں ضروری کام سے جا رہا ہوں لیکن یہ دونوں فوجی افسر اور کئی مسلح جوان موجود رہیں گے۔"

الپا نے دونوں افسروں سے کہا "آپ دونوں مستعد رہیں گے۔ اگر میں کوئی خطرہ محسوس کروں گی تو دماغ میں پہنچ کر پکاروں گی۔ آپ فوراً مسلح جوانوں کے ساتھ آکر اسے قابو میں کریں گے۔"

وہ تمام احتیاطی تدابیر کے بعد دروازے کے پاس آئی۔ وہاں کھڑے ہوئے ایک فوجی پہرے دار نے دروازہ کھولا پھر اس کے اندر جانے کے بعد اسے باہر سے بند کردیا۔ وہ اندر آکر ڈرائنگ روم سے گزرتی ہوئی ایک بیڈ روم کے دروازے کے پاس آئی۔ اسے کھولنے سے پہلے آواز دی "مسٹر تھارن!"

پھر اس نے دستک دیتے ہوئے آواز دی "مسٹر تھارن!"

اسے جواب نہیں ملا۔ اس نے تھارن کے دماغ میں دیکھا۔ اس کے خیالات نے بتایا۔ وہ کمزوری کے باعث پکارنے والی کو جواب نہیں دے پا رہا ہے۔ اس کے منہ سے آواز نہیں نکل رہی ہے۔ پکارنے والی کو اندر آنا چاہیے۔ دروازہ اندر سے بند نہیں ہے۔

اس نے مطمئن ہو کر دروازے کو کھولا۔ کمرے کی ایک جانب بڑی سی کھڑکی کے پاس وہ بیڈ پر آنکھیں بند کیے پڑا تھا۔ اس کے چہرے سے ایسی پریشانی ظاہر ہو رہی تھی جیسے جسمانی اور دماغی کمزوری سے لڑ رہا ہو۔ اس نے قریب آکر کہا "تھارن!"

اس نے بڑی تکلیف سے اندر کی سانس چھوڑتے ہوئے "آہ" کی آواز نکالی۔ الپا نے اس کے چہرے پر جھک کر کہا "تمہاری کمزوری اور پریشانی دور ہو جائے گی۔ میں تنویمی عمل کے ذریعے تمہیں گہری نیند سلا دوں گی۔"

اس کی بات ختم ہوتے ہی تھارن نے پٹ سے آنکھیں کھول دیں۔ وہ اس پر جھکی ہوئی تھی۔ اس کی مقناطیسی نظروں سے نظریں ملتے ہی اس کا دل دھک سے رہ گیا۔ دل تیزی سے دھڑکنے لگا۔ اس کی آنکھوں میں ایسی بلا کی کشش تھی کہ وہ نظریں ہٹانے سے مجبور ہو رہی تھی۔ وہ بھاری مگر دھیمی سی آواز میں بولا "تم بہت اچھی ہو۔ بہت حسین ہو۔ یوں جھکی نہ رہو۔ میرے پاس بیٹھ جاؤ۔"

وہ بستر کے سرہانے پر یوں بیٹھی کہ نظروں سے نظریں نہ ہٹا سکیں کیونکہ تھارن اپنی آنکھیں اس کی آنکھوں سے ملائے ہوئے اٹھ کر بیٹھ گیا تھا پھر اس کے چہرے کو دونوں ہاتھوں سے اس طرح جکڑ لیا کہ اب وہ ہزار کوششوں کے باوجود اس سے نظریں نہیں چرا سکتی تھی۔

وہ اپنی شیطانی آنکھوں سے چند سیکنڈ میں کسی کی بھی سوچ جکڑ لیتا تھا اور الپا اس بار بڑی دیر سے جکڑی ہوئی تھی۔ اس کا دل اور دماغ کہہ رہا تھا کہ اپنے پورے وجود کے ساتھ ان آنکھوں میں سما جائے۔ وہ حکم دے تو اس کے قدموں میں ڈھیر ہو جائے۔

اس نے حکم دیا "میری نظروں سے نظریں ہٹانے کے بعد بھی میری آنکھیں تمہارے دل اور دماغ میں رہیں گی۔ تم جدھر دیکھو گی ادھر صرف میری آنکھیں دکھائی دیں گی۔ اب نظریں ہٹاؤ اور ادھر ادھر بھی دیکھ کر بتاؤ۔ تمہیں کیا نظر آرہا ہے؟"

اس نے نظریں ہٹائیں۔ دروازے کو دیکھا' دیوار کو' کھڑکی کے پردے کو' سر اٹھا کر چھت کو' سر جھکا کر بستر کو دیکھا۔ ہر طرف صرف اس کی طلسمی آنکھیں دکھائی دے رہی تھیں۔ اس نے پھر تھارن کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا "تم ہو' جہاں دیکھتی ہوں وہاں تم ہی تم ہو۔ اتنی بڑی دنیا میں تمہاری آنکھوں کے

نہیں ہے۔ اگر کچھ ہوگا تب بھی میں کچھ نہیں دیکھوں گی۔ تمہاری آنکھوں میں ڈوبتی رہوں گی۔"

تھارن نے اسے دونوں بازوؤں میں لے کر سینے سے لگاتے ہوئے کہا "آؤ اور ہمیشہ کے لیے میری آنکھوں میں ڈوب جاؤ۔"

وہ چٹان جیسے سینے سے لگ کر دل کی دھڑکنوں کو آرام پہنچانے لگی۔ اس کی آنکھیں جہاں دیکھ رہی تھیں' وہاں طلسمی آنکھیں دکھائی دے رہی تھیں۔ اسے تھارن کی آواز سنائی دی۔ وہ کہہ رہا تھا "وہ فوجی جوان احمق تھا۔ کچن میں چائے بناتے وقت اس نے یہ خیال نہیں رکھا کہ میں سامنے والے آئینے میں اسے کوئی دوا ملاتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ مجھے بتاؤ وہ کیسی دوا تھی؟"

وہ سحر زدہ سی آواز میں بولی "وہ اعصاب کو کمزور کرنے والی دوا تھی۔ میں تمہیں کمزور کرکے تم پر تنویمی عمل کرنا چاہتی تھی۔ کیا اس دوا نے تم پر اثر نہیں کیا؟"

"اگر چائے پی لیتا تو وہ دوا ضرور مجھے نقصان پہنچاتی۔ اس فوجی جوان نے میرے سامنے پیالی رکھتے ہوئے مجھے دیکھا تو میری نظروں نے اسے جکڑ لیا۔ میں نے حکم دیا "میری آنکھوں میں دیکھتے رہو۔"

وہ کئی منٹ تک دیکھتا رہا پھر میں نے حکم دیا "اب اپنی آنکھیں بند کرو۔ میں چائے پینے کے بعد تمہیں آنکھیں کھولنے کا حکم دوں گا۔ اس وقت تک تم اپنی بند آنکھوں کے پیچھے تصور میں میری آنکھیں دیکھتے رہو گے اور میری آنکھوں میں ہمیشہ ڈوب جانے کی خواہش کرتے رہو گے۔"

اس نے میرے حکم کے مطابق آنکھیں بند کیں۔ میں چائے کی پیالی اٹھا کر باتھ روم میں آیا۔ تمام چائے واش بیسن میں ڈال کر نلکا کھول دیا۔ چائے پانی کے ساتھ بہہ گئی۔ میں نلکا بند کرکے واپس کمرے میں آگیا۔ پیالی کو سامنے رکھ کر بولا "آنکھیں کھولو۔"

اس نے آنکھیں کھول کر مجھے دیکھا۔ میری اجازت کے بغیر وہ مجھ پر سے نظریں نہیں ہٹا سکتا تھا۔ میں نے پوچھا "تم نے چائے میں کون سی دوا ملائی تھی؟"

وہ سحر زدہ ہو کر بولا "اعصاب کو کمزور کرنے والی دوا۔ جب آپ کمزوری محسوس کرنے لگیں گے تو میڈم آکر آپ پر تنویمی عمل کریں گی اور اپنا تابع بنا لیں گی۔"

"تم باہر جا کر رپورٹ دو گے کہ میں نے تمہاری آنکھوں کے سامنے تمام چائے پی لی اور تمہارے باہر جاتے وقت کمزوری محسوس کر رہا تھا اور اپنے بیڈ روم کی طرف ڈگمگاتے ہوئے جا رہا تھا۔"

"میں باہر جا کر آپ کے حکم کے مطابق افسران کو رپورٹ دوں گا۔"

"اب تم جا سکتے ہو۔"

وہ پلٹ کر اس کمرے سے چلا گیا۔ میں یہاں آکر کمزوری محسوس کرنے لگا۔ بستر پر آکر لیٹ گیا۔ یہ جانتا تھا کہ تم میرے [illegible] میں آکر میری کیفیت معلوم کرو گی۔ کیا تم میرے دماغ میں [illegible] تھیں؟"

"ہاں آئی تھی اور تمہارے خیالات پڑھ کر مطمئن ہو گئی کہ تم کمزوری میں مبتلا ہو گئے ہو۔"

"تم مجھ پر تنویمی عمل کرنا چاہتی تھیں۔ کیا تم نے اپنی [illegible] میں پہلے کبھی میری جیسی آنکھیں دیکھی ہیں؟"

"نہیں' پہلی بار دیکھی ہیں اور ان آنکھوں کی اسیر ہو [illegible] ہوں۔"

"میں چند سیکنڈ میں کسی کو بھی عارضی طور پر اپنا معمول [illegible] ہوں لیکن ہمیشہ کے لیے تمہیں اپنا تابع بنانے کے لیے ابھی [illegible] باقاعدہ مہارت سے عمل کروں گا۔ آؤ آرام سے لیٹ جاؤ۔"

اس نے الپا کو دونوں بازوؤں میں اٹھا کر بستر پر لٹایا [illegible] کے پاس بیٹھ کر اس کے چہرے پر جھک کر آنکھوں میں آنکھیں [illegible] کر تنویمی عمل کرنے لگا۔

باہر بیٹھے ہوئے افسران سوچ رہے تھے کہ ان کی میڈم اس قیدی تھارن پر تنویمی عمل کرکے اسے تابع... بنا رہی ہوں گی۔ اور تھارن اس کے دماغ میں یہ احکامات نقش کر رہا تھا کہ وہ ہمیشہ اس کی تابع رہے گی لیکن دنیا والوں کو دکھانے کے لیے [illegible] غلام بنا کر اپنے ساتھ رکھا کرے گی۔ وہ سب کے سامنے [illegible] کے احکامات کی تعمیل کرتا رہے گا لیکن درپردہ وہ اس کے منشا پر بے چون و چرا عمل کیا کرے گی۔ وہ اپنی کسی بھی حرکت سے ظاہر نہیں کرے گی کہ وہ اس پر حاوی ہو گیا ہے اور وہ اس کے اثر رہنے لگی ہے۔

تھارن نے تمام ضروری احکامات اس کے دماغ [illegible] کر دیے۔ وہ اپنی شیطانی فطرت اور شیطانی آنکھوں کی [illegible] ذریعے ایسا زبردست اور خطرناک ہپناٹائز کا ماہر بن گیا تھا کہ [illegible] عمل کے ذریعے اپنے کسی بھی معمول کے دماغ کے چور خانے [illegible] کر دیتا تھا۔ اس نے الپا کے ساتھ بھی یہی کیا تھا۔ کوئی اس کے خیالات کو پڑھ نہیں سکتا تھا۔

وہ صحیح معنوں میں تنویمی عمل کی گہرائیوں تک پہنچا ہوا تھا۔ جو حکم صادر کرتا تھا' اسی پر اس کا معمول عمل کرتا تھا [illegible] نے الپا کے دماغ میں یہ بات نقش کی تھی کہ کبھی زخمی [illegible] ہو جانے کی صورت میں دماغ کمزور ہونے کے باوجود نہ کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا اس کے دماغ میں پہنچ کر اس کے خیالات [illegible] گا اور نہ ہی الپا کے دماغ کے چور خانے میں داخل ہو سکے گا [illegible] حال میں صرف اس کی معمولہ اور تابع رہے گی۔

عام حالات میں وہ پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کر [illegible] سانس روک کر ان سوچ کی لہروں کو بھگا دے گی لیکن ایک [illegible] آواز اور لب و لہجے کو اپنے دماغ میں محسوس نہیں کرے گی

نے وہ مخصوص لب و لہجہ اس کے دماغ میں نقش کرکے اسے آدھے گھنٹے تک تنویمی نیند سونے کا حکم دیا۔ وہ آدھے گھنٹے تک سوتی رہ گئی۔

جب آدھا گھنٹا ختم ہونے میں ایک منٹ رہ گیا تو اس نے بیڈ روم کے دروازے کو اندر سے بند کیا اور اس کے پاس آکر لیٹ گیا۔ اس کے سر کو اپنے ایک بازو پر رکھ لیا۔ اس کی زلفوں کو اپنی انگلیوں سے سہلانے لگا۔ اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا' اسے تھارن کی آنکھیں اپنے اوپر جھکی ہوئی نظر آئیں۔ وہ بڑے پیار سے ان آنکھوں کو دیکھنے لگی۔ اس نے پوچھا "کیا میری آنکھوں سے ڈر لگتا ہے؟"

وہ اس کی گردن میں بانہیں ڈال کر بولی "نہیں۔ پہلے تمہاری آنکھیں پرائی تھیں۔ خوف ناک انداز میں اپنی طرف کھینچتی تھیں۔ اب تو یہ آنکھیں میری آنکھوں میں اتر آئی ہیں' میرے دل و دماغ میں سما گئی ہیں۔ اب یہ تمہاری نہیں' میری آنکھیں ہیں۔"

یہ کہہ کر وہ تن من سے اس پر نچھاور ہونے لگی۔ تھارن نے کہا "تم نے باہر بیٹھے ہوئے افسران سے کہا تھا کہ دو گھنٹے کے بعد ان سے دماغی رابطہ کرو گی۔ دو گھنٹے گزر چکے ہیں۔ یہاں مزید میرا دل خوش کرنے کے لیے ان سے کہو کہ ایک گھنٹے بعد انہیں بنگلے کے اندر ڈرائنگ روم میں بلاؤ گی۔"

الپا نے اس کے حکم کے مطابق بنگلے کے باہر بیٹھے ہوئے ایک افسر کے دماغ میں پہنچ کر کہا "تھارن آوین مزید ایک گھنٹے تک تنویمی نیند سوتا رہے گا۔ اس کے بیدار ہونے کے بعد تم دونوں افسران کو اندر بلاؤں گی۔"

دوسرے افسر نے پوچھا "میڈم! دیر کیوں ہو رہی ہے؟ آپ خیریت سے ہیں؟"

"میں بالکل خیریت سے ہوں۔ تھارن آوین زبردست قوتِ ارادی کا مالک تھا۔ اگرچہ اسے دوا کے ذریعے اعصابی کمزوریوں میں مبتلا کر دیا گیا تھا' اس کے باوجود اسے ٹیلی پیتھی کے ذریعے گہری نیند سلانے اور ٹرانس میں لا کر تنویمی عمل کرنے میں کافی وقت لگا۔ بہرحال کامیابی ہوئی ہے۔ میں نے اسے اپنا معمول اور تابع بنا لیا ہے اور دو گھنٹے تک تنویمی نیند سونے کا حکم دیا ہے تاکہ میرا عمل اس کے پُرسکون دماغ میں گہرائیوں تک نقش ہوتا رہے۔"

"میڈم! آپ کے بگ برادر برین آدم نے فون کے ذریعے آپ کی خیریت پوچھی تھی۔"

"بگ برادر سے کہو' میں خیریت سے ہوں۔ تھارن کے بیدار ہونے تک اس کے دوسرے ساتھیوں مسٹر اَن نون اور مسٹر شیڈو کے بارے میں خیال خوانی کے ذریعے معلوم کر رہی ہوں کہ علی تیمور انہیں کہاں لے گیا ہے اور ان کے ساتھ کیا سلوک کر رہا ہے؟ مجھے امید ہے کہ تھارن کی طرح اس کے دونوں ساتھیوں کو بھی ٹریپ کرکے یہاں لا سکوں گی۔"

وہ خیال خوانی ختم کرکے پھر تھارن کے گلے کا ہار بن گئی۔ آئندہ کبھی جیت کی کوئی منزل آنے تک ہارنے والی کو اس کے گلے کا ہار بن کر رہنا تھا۔ اس کی زندگی میں پہلی بار ایسا ہو رہا تھا۔ پارس کو اپنی بے وفائی سے بار بار ہارنے کے بعد اس نے تھارن کو جیتنے کا موقع دے دیا تھا۔

تقریباً آدھے گھنٹے تک وہ کھلونا بنتی رہی پھر تھارن نے کہا "میں اپنے ساتھی شیڈو کی آواز اور لب و لہجے کی نقل سنا رہا ہوں۔ تم اسے ذہن نشین کرکے اس کے پاس پہنچو اور اس کے اندر رہ کر خاموشی سے معلوم کرو کہ علی تیمور نے اسے اور اَن نون کو کہاں چھپا کر رکھا ہے؟"

تھارن اپنے ساتھی شیڈو کی آواز اور لب و لہجے میں بولنے لگا۔ وہ توجہ سے سنتی رہی پھر خیال خوانی کی پرواز کرتی ہوئی شیڈو کے دماغ میں پہنچ گئی۔ وہ یوگا کا ماہر نہیں تھا۔ الپا کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہ کر سکا۔ وہ اس کے خیالات پڑھنے لگی۔ پتا چلا کہ علی نے اَن نون کو حکومتِ فرانس کے حوالے کرکے یہ تاکید کی ہے کہ اَن نون کے دونوں بازوؤں کا زخم بھرنے تک جیل کے ڈاکٹر سے اس کا علاج کرایا جائے اور جیل کے اس حصے میں جیلر اور فوج کے اعلیٰ افسران کے سوا کسی اور کو جانے کی اجازت نہ دی جائے۔

اگر اَن نون کسی کے بھی تعاون سے فرار ہوگا تو فرانس کے اکابرین کو پہلے کی طرح ٹیلی پیتھی کے ذریعے سزا دی جائے گی۔ وہ اکابرین پہلے کی طرح سونے کے وقت نہیں سو سکیں گے۔ دن ہو یا رات' جب بھی سونا چاہیں گے تو ان کے دماغوں کو بجلی جیسے جھٹکے پہنچیں گے۔ اس طرح وہ دن رات جاگنے کے عذاب میں مبتلا رہ کر مر جائیں گے۔

فرانس کے اکابرین اور فوجی افسران آئندہ ایسی بدترین سزا سے محفوظ رہنے کے لیے اَن نون کی کڑی نگرانی کر رہے تھے۔ اَن نون کے لیے علی نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ اسے ایک ویران جزیرے کے ایک کاٹیج میں ایک ہفتے کا راشن اور پانی دے کر چھوڑ دیا جائے گا۔ دوسرا کوئی اس جزیرے میں آکر اس کاٹیج تک پہنچ کر اَن نون کو اس کے ہیرے جواہرات کے ساتھ نکال کر نہیں لے جا سکے گا کیونکہ جزیرے میں قدم قدم پر بارودی سرنگیں بچھی ہوں گی جو نظر نہیں آئیں گی۔ کاٹیج تک پہنچنے والوں کا ایک بھی قدم غلط پڑے گا تو دھماکے سے ان کے جسموں کے چیتھڑے اڑ جائیں گے۔

شیڈو کے خیالات نے مزید بتایا کہ علی تیمور نے اسے اٹلی کے ایک جنوبی وسیع و عریض جزیرے سسلی میں قیدی بنا کر رکھا ہے۔ اس سمندر میں کارسیکا' سارڈینیا اور ملورکا نامی کئی چھوٹے جزیروں کے علاوہ اور دو چار بے نام اور غیر آباد جزیرے ہیں۔ ان میں سے ایک گمنام اور غیر آباد جزیرے میں اَن نون کو پہنچانے کے لیے ایک چھوٹا سا کاٹیج وہاں بنوایا گیا۔ ایک ہفتے کے لیے اس کے کھانے پینے کا انتظام کیا گیا تھا اور بابا صاحب کے ہیں ماہرین کاٹیج سے ساحل

تک بارودی سرنگیں بچھا رہے تھے۔ یہ کام بڑی رازداری سے ہو رہا تھا۔

چونکہ اَن نون ابھی زیرِ علاج تھا اس لیے علی نے فیصلہ کیا تھا کہ اس جزیرے کا تمام ضروری کام دوسرے دن شام تک ختم ہو جائے گا۔ تب تیسرے دن اَن نون کی جگہ شیڈو کو وہاں پہنچایا جائے گا۔ کاٹیج سے لے کر چاروں طرف ساحل تک بارودی سرنگیں ہوں گی لہٰذا ایک ہیلی کاپٹر شیڈو کو اس کاٹیج تک لے جائے گا۔ بلندی سے ایک سیڑھی لٹکا کر شیڈو کو کاٹیج کی چھت پر اتارنے کے بعد وہ ہیلی کاپٹر وہاں سے چلا جائے گا۔ اس کے بعد کسی ہیلی کاپٹر کو اس کاٹیج کی طرف نہیں جانے دیا جائے گا۔ اس جزیرے کے آس پاس کے ممالک اٹلی، فرانس، اسپین اور جنوب میں الجزائر، لیبیا، مصر اور اسرائیل کے حکام سے کہہ دیا گیا تھا کہ جس ملک سے کوئی ہیلی کاپٹر اس گمنام جزیرے کی طرف جائے گا، اس ملک کے خلاف ٹیلی پیتھی کے ذریعے بڑی عبرت ناک انتقامی کارروائی کی جائے گی۔ شیڈو بھی اپنی مدد کے لیے آنے والے کسی ہیلی کاپٹر کے ذریعے فرار نہیں ہو سکے گا۔ اس سے پہلے کہ شیڈو کسی ہیلی کاپٹر کی لٹکائی ہوئی سیڑھی تک پہنچے، اسے خیال خوانی کے ذریعے کاٹیج کے باہر دوڑایا جائے گا۔ اس طرح وہ بارودی سرنگوں کی زد میں آ کر حرام موت مرے گا۔

ویسے اس پر علی تیمور کو اعتراض نہیں تھا کہ کوئی بھی سمندری راستے سے جزیرے کے ساحل تک پہنچ کر بارودی سرنگوں سے گزر کر کاٹیج سے شیڈو کو نکال لے جانے کا خطرہ مول لے یا شیڈو کسی تدبیر سے فرار ہو جائے۔ کاٹیج کے چاروں طرف موت کا ایسا جال بچھایا گیا تھا کہ جرائم کی دنیا کا مکار سے مکار مجرم بھی یہ خطرہ مول لینا پسند نہ کرتا۔ البتہ اَن نون اور شیڈو کے پاس جتنے ہیرے جواہرات تھے، ان سب کو اس کاٹیج میں پہنچا دیا گیا تھا۔ کروڑوں ڈالرز کے ہیرے جواہرات کا لالچ ایسا تھا کہ پتا نہیں کتنے چال باز مجرم وہاں تک پہنچنے کے منصوبے بنا رہے ہوں گے۔

الپا یہ تمام معلومات حاصل کر کے تھارن کو بتا رہی تھی۔ معلومات حاصل کرنے میں کافی وقت گزر گیا تھا۔ بیرونی دروازے پر ایک افسر دستک دے کر پوچھ رہا تھا "میڈم! بہت دیر ہو چکی ہے۔ آپ خیریت سے ہیں؟"

الپا نے خیال خوانی کے ذریعے کہا "پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے۔ تھارن آوین تنویمی نیند سے بیدار ہو چکا ہے۔ میں اسے آزما رہی ہوں کہ میرا تنویمی عمل کس حد تک اس پر کامیاب رہا ہے۔ خوشی کی بات ہے کہ وہ پوری طرح میرا غلام بن چکا ہے۔ میں دروازہ کھول رہی ہوں۔"

الپا وہاں سے اٹھ کر دروازے کے پاس آئی۔ اسے کھولا تو باہر دو فوجی افسران کے ساتھ برین آدم بھی کھڑا ہوا تھا۔ اس نے کہا "تم نے کہا تھا، دو گھنٹے بعد آؤ گی مگر ساڑھے تین گھنٹے گزر چکے ہیں۔ میں پریشان ہو کر پھر یہاں آیا ہوں۔"

"بگ برادر! یہ آپ کی محبت ہے۔ ذرا سی کوئی بات ہو جائے تو آپ میرے لیے پریشان ہو جاتے ہیں۔"

وہ سب باتیں کرتے ہوئے ڈرائنگ روم میں آئے۔ وہاں تھارن... صوفوں کے پیچھے ایک تابع کی طرح سر جھکائے کھڑا ہوا تھا۔ سب نے اسے دیکھا۔ الپا نے کہا "اب یہ قید خانے میں نہیں رہے گا۔ اس کی مقناطیسی آنکھیں میری حفاظت کے لیے بہت ہیں۔ یہ ہمیشہ میرا باڈی گارڈ بن کر میرے ساتھ رہے گا۔"

برین آدم نے پوچھا "تم بالکل مطمئن ہو؟ ایسا نہ ہو کہ بعد میں اس کی چالاکی اور فریب کا انکشاف ہو اور ہمیں پچھتانے کا بھی موقع نہ ملے۔"

"ایسا کبھی نہیں ہوگا۔ مجھے دروازہ کھولنے میں اسی لیے دیر ہوئی کہ میں اسے طرح طرح سے آزما رہی تھی۔ اس نے شیڈو کے لب و لہجے کی نقل سنا کر مجھے اس کے دماغ میں پہنچایا تھا۔ میں نے شیڈو کے خیالات پڑھ کر بہت سی معلومات حاصل کی ہیں۔"

وہ بتانے لگی کہ علی تیمور نے اَن نون اور شیڈو کو کہاں کہاں قیدی بنا کر رکھا ہے اور پرسوں شیڈو کو ایک گمنام جزیرے کے کاٹیج میں پہنچانے والا ہے۔ اس جزیرے کے بارے میں سب ہی اخبارات میں پڑھ چکے ہیں۔

ایک فوجی افسر نے کہا "تھارن آوین مقناطیسی آنکھوں کے ذریعے کسی سے بھی نظریں ملا کر اسے عارضی طور پر اپنا مطیع و فرماں بردار بنا لیتا ہے۔ یہ ہمارے دشمنوں کو ہماری طرف مائل کر سکے گا اور آپ کا محافظ بنا رہے گا۔ کیا اس کی طرح شیڈو بھی کسی غیر معمولی صلاحیت کا مالک ہے؟"

"شیڈو دراصل پلان میکر ہے۔ پچھلے بارہ برسوں سے اَن نون اور تھارن آوین اس کی پلاننگ کے مطابق عمل کرتے اور بے انتہا دولت کماتے رہے ہیں۔ اس بار اَن نون اور تھارن نے کروڑوں ڈالر کمانے کے لالچ میں فرہاد کو قتل کرانے کی ذمے داری لی۔ شیڈو نے اعتراض کیا۔ ان کو سمجھایا کہ یہ لالچ انہیں لے ڈوبے گا۔ آج تک اس کی پلاننگ کے مطابق عمل کر کے کامیاب ہوتے رہے ہیں۔ اس پر ان دونوں نے کہا کہ اس کی پلاننگ حرفِ آخر نہیں ہے اور فرہاد نے قیامت تک زندہ رہنے کے لیے اپنی تقدیر نہیں لکھوائی ہے۔ ایک دن اسے مرنا ہے۔ ممکن ہے اسے ان کے ہی کرائے کے قاتل ہلاک کریں لیکن وہ ہلاک نہیں ہوا۔ کتنے ہی کرائے کے قاتل اس کے اور علی تیمور کے ہاتھوں مارے گئے۔ وہ آج بھی زندہ ہے اور اس کا بیٹا علی ان تینوں کو عبرت ناک سزائیں دے کر ہلاک کرنے والا ہے۔ بارہ برس سے مسلسل کامیابیاں حاصل کرنے والے صرف اس لیے ناکام رہے کہ انہوں نے شیڈو کی مرضی کے خلاف کام کیا۔ اسے جو علمِ نجوم میں مہارت حاصل ہے، اس سے انکار کیا۔"

دوسرے فوجی افسر نے پوچھا "کیا شیڈو کو علمِ نجوم میں مہارت حاصل ہے؟"

"ہاں اس علم میں وہ غیر معمولی صلاحیتوں کا حامل ہے۔ وہ اپنے دونوں ساتھیوں اَن نون اور تھارن کا زائچہ اور ان کے ستاروں کی چال دیکھ کر پیش گوئی کیا کرتا تھا کہ انہیں کسی بڑی شخصیت کو قتل کرانے میں خطرات کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔ اس بار اس نے پیش گوئی کی تھی کہ وہ ناکام رہیں گے اور ان دونوں کے ساتھ وہ بھی مصیبتوں میں پھنسے گا۔ فرہاد اور اس کے بیٹے ان کا جینا محال کر دیں گے حتیٰ کہ ان میں سے کوئی ایک موت کے گھاٹ اتار دیا جائے گا۔"

برین آدم نے کہا "یہاں اس کے علمِ نجوم نے غلط کہا ہے۔ علی نے ان میں سے دو کو گرفتار کیا ہے۔ دونوں کو موت کے گھاٹ اتارے گا۔ صرف تھارن کو ہم اپنے مقصد کے لیے زندہ رکھیں گے۔"

"شیڈو کی پیش گوئی غلط نہیں ہوگی۔ اس کی دوسری خوبی یہ ہے کہ وہ جتنا معصوم اور شریف انسان دکھائی دیتا ہے، اندر سے اتنا ہی مکار ہے۔ اسے یقین ہے کہ وہ موت کے اس جزیرے سے صحیح سلامت نکل آئے گا۔"

برین آدم نے کہا "علی نے اخبارات کے ذریعے اعلان کیا تھا کہ جو بھی قیدی اس جزیرے سے نکل کر فرار ہوگا، اسے بیس کلو میٹر دور تک کہیں بھی جا کر چھپنے کا موقع دیا جائے گا۔ اس کے بعد علی اسے آگے کہیں بھاگنے اور روپوش ہونے کا موقع نہیں دے گا۔ شیڈو اپنی مکاری سے اس کاٹیج کے باہر آئے گا۔ کسی طرح بارودی سرنگوں سے بچ کر ساحل تک پہنچے گا تو وہاں سے فرار ہونے کے لیے ایک موٹر بوٹ موجود رہے گی۔ وہ اس میں بیٹھ کر فرار ہوگا لیکن اس جزیرے کے چاروں طرف جتنے جزیرے اور جتنے ممالک ہیں، انہیں وارننگ دی گئی ہے کہ جو اس کی مدد کرے گا یا اسے پناہ دے گا، اس ملک کے خلاف ٹیلی پیتھی کے ذریعے کارروائی کی جائے گی۔"

ایک افسر نے کہا "وہ موت کے جزیرے سے نکل کر بیس کلو میٹر تک سمندر میں بھٹکتا رہے گا۔ کوئی ملک اسے اپنے ساحل تک پہنچنے نہیں دے گا۔ ایسی صورت میں وہ زندہ کیسے بچے گا؟ اس کی موت لازمی ہوگی۔"

الپا نے کہا "نہیں ہوگی۔ اس کی پیش گوئی ہمیشہ درست ہوتی ہے۔ جب وہ بارودی سرنگوں سے بچ کر جزیرے کے ساحل تک پہنچے گا تو موٹر بوٹ پر سمندر میں صرف چند کلو میٹر تک جائے گا۔ اس کے بعد ہمارا ایک ہیلی کاپٹر اسے موٹر بوٹ سے اٹھا کر لے جائے گا۔"

دوسرے افسر نے کہا "علی تیمور ہمارے خلاف کارروائیاں شروع کر دے گا۔"

"ہماری طرف سے جانے والا ہیلی کاپٹر سیاہ رنگ کا ہوگا۔ کسی ملک کی نشان دہی نہیں کرے گا کہ کہاں سے آئے گا۔ وہاں سے قریب جنوب میں لیبیا کے ایک ویران حصے میں ہمارا ایک چھوٹا طیارہ موجود ہوگا۔ شیڈو کو اس طیارے میں منتقل کیا جائے گا۔ وہ طیارہ شیڈو کو ہمارے پاس لائے گا اور اس سیاہ ہیلی کاپٹر کو بم سے تباہ کر دیا جائے گا۔"

برین آدم نے تائید میں سر ہلا کر کہا "یہ اچھی تدبیر ہے۔ فرہاد اور علی تیمور وغیرہ اس تباہ ہونے والے ہیلی کاپٹر کو لیبیا کی زمین پر دیکھ کر تسلیم کریں گے کہ ایک مسلمان ملک نے ان کے مجرم کو فرار ہو کر زندہ سلامت رہنے کا موقع دیا ہے۔ وہ لیبیا اور کرنل قذافی کے دشمن بن جائیں گے۔ ہم پر کبھی شبہ نہیں کریں گے۔"

ایک افسر نے کہا "لیکن اس بات کا خیال رکھا جائے کہ فرہاد یا ثانی مغرور شیڈو کے دماغ میں رہیں گے اور معلوم کرتے رہیں گے کہ اسے کہاں لے جایا جا رہا ہے۔"

"شیڈو موٹر بوٹ سے سیڑھی پر چڑھ کر جیسے ہی سیاہ ہیلی کاپٹر میں آئے گا اسے ایک انجکشن کے ذریعے بے ہوش کر دیا جائے گا۔ کوئی خیال خوانی کرنے والا اس کے دماغ سے کچھ نہیں معلوم کر سکے گا۔"

"بیٹر آف از ڈن۔۔۔"

سب نے اس طریقۂ کار کی تائید کی پھر تھارن آوین کی طرف متوجہ ہو کر اس کے بارہ برس تک پراسرار رہنے کے سلسلے میں کئی رازوں کے متعلق سوالات کرتے رہے اور وہ صحیح جواب دے کر ثابت کرتا رہا کہ وہ بے شک و شبہ الپا کا تابع بن چکا ہے۔

وہ سب مطمئن ہو کر الپا سے رخصت ہو کر چلے گئے۔ تھارن نے دروازے کو اندر سے بند کر دیا پھر الپا کو دونوں بازوؤں میں اٹھا کر بیڈ روم کی طرف جانے لگا۔

O☆O

ثنا فجر کی نماز پڑھنے اور کلام پاک کی تلاوت کرنے کے بعد کچن کی طرف جانے کے لیے ناصو اور پورس کے بیڈ روم کے سامنے سے گزرنے لگی۔ اس کمرے کا کھلا ہوا دروازہ دیکھ کر رک گئی۔ یہ روز کا معمول تھا کہ وہ دروازہ بند رہتا تھا۔ ثنا ناشتا تیار کرنے کے بعد دروازے پر آ کر دستک دیتی تھی۔ تب ناصرہ دروازہ کھولتی تھی لیکن اس روز خلافِ معمول کھلا ہوا دروازہ دیکھ کر اس نے باہر ہی سے ناصو کو آواز دی۔ اسے جواب نہیں ملا پھر اس نے پورس کو آواز دے کر پوچھا "بھائی جان! کیا بھابی واش روم میں ہیں؟"

اسے پورس کی طرف سے بھی جواب نہیں ملا۔ کمرے میں خاموشی رہی۔ وہ حیرانی سے سوچتی ہوئی کھلے ہوئے دروازے پر آئی۔ کمرا خالی نظر آ رہا تھا۔ اس نے کمرے کے اندر آ کر دونوں کو پکارا۔ باتھ روم کا دروازہ آدھا کھلا ہوا تھا۔ اگر وہ دونوں باتھ روم

میں ہوتے تو ثنا کی آواز ان تک ضرور پہنچتی اور وہ دونوں ضرور جواب دیتے۔

وہ دونوں کو آوازیں دیتی ہوئی باتھ روم کے آدھے کھلے ہوئے دروازے پر آئی۔ وہاں بھی اندر کوئی نہیں تھا۔ وہ دونوں ناشتا کیے بغیر باہر نہیں جاتے تھے۔ صبح چہل قدمی نہیں کرتے تھے۔ اس نے باتھ روم سے پلٹ کر پھر کمرے کا جائزہ لیا۔ ایک الماری کا پٹ کھلا ہوا تھا۔ اس نے آگے بڑھ کر دونوں پٹ کھول کر دیکھے۔ وہاں ناصرو کی اٹیچی نہیں تھی۔ اس کے کچھ ملبوسات اور میک اپ کا سامان بھی دکھائی نہیں دیا۔ تب اس نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ ناصرہ کے دماغ میں پہنچی مگر سوچ کی لہریں واپس آگئیں۔ اس نے سانس روک لی تھی۔ اس نے ایک ذرا وقفے کے بعد پھر اس کے دماغ میں پہنچتے ہی کہا "بھابی! میں ثنا....."

بات پوری ہونے سے پہلے ہی ناصرو نے سانس روک لی۔ ثنا نے پورس کے دماغ میں پہنچنا چاہا۔ اس نے بھی سانس روک کر اس کی سوچ کی لہروں کو باہر کردیا۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ ایک سگے بھائی کی طرح محبت کرنے والا اور اس کے ہاتھ سے اپنی کلائی پر راکھی بندھوانے والا بھی بے مروّتی سے بہن کی سوچ کی لہروں کو واپس کردے گا۔

اس نے پھر ذرا وقفے سے دماغ میں پہنچتے ہی کہا "میں آپ کی بہن ثنا ہوں....."

پورس نے پھر سانس روک لی۔ چار بار ناصرہ اور پورس کے دماغوں میں جاکر واپس آتے رہنے سے اتنا معلوم ہوا کہ وہ کار میں جارہے ہیں۔ وہ تیزی سے چلتی ہوئی بنگلے کے بیرونی دروازے کی طرف آئی۔ وہ دروازہ کھلا ہوا تھا اور باہر پورچ میں ان کی رینٹڈ کار نہیں تھی۔

اس نے خیال خوانی کی پرواز کرکے جلال پاشا کو مخاطب کیا۔ "ابو! ناصرو بھابی اور بھائی جان کہیں چلے گئے ہیں۔ میں ان کے دماغوں میں جاتی ہوں تو وہ سانس روک لیتے ہیں۔ پتا نہیں ایسی کیا شکایت مجھ سے ہوسکتی ہے کہ وہ خیال خوانی کے ذریعے بھی مجھ سے بات کرنا گوارا نہیں کررہے ہیں۔"

جلال پاشا نے کہا "تمہاری باتیں سن کر حیرت ہورہی ہے۔ ابھی سات گھنٹے پہلے رات کو فرہاد صاحب سے اتحاد ہوا تھا۔ پارس اور پورس کی دوستی ہونے والی تھی۔ دوسروں کے مقابلے میں ہماری ٹیم مضبوط ہوگئی تھی پھر وہ دونوں اچانک ہم سے دور کیوں ہورہے ہیں۔ ٹھہرو، میں ان سے رابطہ کرتا ہوں۔"

اس نے ان دونوں سے باری باری رابطہ کرنے کی کوشش کی مگر ناکامی ہوئی۔ انہوں نے اپنے بزرگ ساتھی جلال پاشا کا نام سننے کے باوجود سانسیں روک کر اس کی بات نہیں سنی، اپنے دماغوں سے نکال دیا۔ اس نے ثنا کے پاس آکر کہا "بیٹی! کوئی گڑبڑ ہوگئی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کسی دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والے نے ان دونوں کو ٹریپ کرلیا ہے۔"

"ابو! ہم سب کتنی محبت اور اعتماد سے متحد ہوکر ایک اچھی اور کامیاب زندگی کا آغاز کرنے والے تھے لیکن کوئی دشمن ہمارے اتحاد کو اپنے لیے خطرہ سمجھ رہا تھا۔ اس نے صبح ہونے سے پہلے ہی ان دونوں کو ہم سے دور کردیا اور میں سمجھتی ہوں، نیلماں نے ایسا کیا ہے۔ پچھلی رات وہ بھابی کے اندر رہ کر ہماری باتیں سن رہی تھی۔"

"بے شک نیلماں ہی یہ دشمنی کررہی ہے۔ میں فرہاد صاحب کو اطلاع دینے جارہا ہوں۔"

اس نے خیال خوانی کے ذریعے مجھے مخاطب کیا اور ان دونوں کے اچانک جانے اور ٹیلی پیتھی کے ذریعے بھی گفتگو نہ کرنے والی باتیں بتائیں۔ میں نے تمام باتیں سن کر کہا "آپ کا شبہ درست ہے۔ ایسا نیلماں ہی کرسکتی ہے۔ کوئی دوسرا ٹیلی پیتھی جاننے والا ان دونوں کو ٹریپ نہیں کرسکتا کیونکہ پورس یوگا کا ماہر ہے اور مضبوط قوتِ ارادی رکھتا ہے۔ اسے اعصابی کمزوری میں مبتلا کرکے اس پر قابو پایا جاسکتا ہے۔ ناصرہ کے دماغ پر بھی کوئی قابو نہیں پاسکتا لیکن آتما کے بغیر زندگی قائم نہیں رہ سکتی اور زندہ رہنے تک ہی دماغ سوچ سکتا اور کام کرسکتا ہے۔ اس حساب سے انسانی دماغ آتما کا محتاج ہوتا ہے۔ نیلماں کی آتما نے ناصرہ کو مجبور کیا ہوگا کہ وہ پورس کو اعصابی کمزوری میں مبتلا کرے۔ ناصرہ نے مجبوراً ایسا کیا ہوگا پھر پورس پر تنویمی عمل کرکے خود پر نیلماں کی مرضی کے مطابق تنویمی عمل کیا ہوگا۔ اس طرح وہ دونوں نیلماں کے زیرِ اثر آگئے ہیں۔"

"لیکن آپ نے فرمایا تھا کہ روزانہ ناصرہ کے سامنے دعائیہ آیتیں پڑھی جائیں تو نیلماں کی ناپاک آتما قرآن شریف کی آیتوں اور اس کے تقدس کے زیرِ اثر رہا کرے گی۔ وہ کبھی ناصرو اور پورس کو کسی طرح کا بھی نقصان نہیں پہنچائے گی۔"

"کیا پچھلی رات ناصرہ کے سامنے کلامِ پاک کی تلاوت کی گئی تھی؟"

"جی ہاں۔ ثنا نے دعائیہ آیتیں پڑھی تھیں۔"

"ہوں۔" میں سوچ میں پڑگیا پھر بات سمجھ میں آگئی۔ میں نے کہا "ثنا درست کہہ رہی تھی۔ آیتیں پڑھی گئی ہوں گی لیکن وہ دونوں ایک ہی بیڈ روم میں رہتے ہیں۔ انہوں نے پہلے کی طرح جسمانی تعلق قائم کیا ہوگا۔ اس طرح نیلماں کی آتما نے ان کی ناپاکی سے فائدہ اٹھایا ہے۔ وہ دونوں ناپاک آتما کو اپنے زیرِ اثر رکھنے کے لیے پاک و صاف نہ رہ سکے۔ یوں ناپاکی اور شیطانیت کو غالب آنے کا موقع دیا ہے۔"

"فرہاد صاحب! یہ تو بہت برا ہوا۔ ناصرہ اور پورس میرے بچوں کی طرح ہیں۔ پورس آپ کو بھی سچے دل سے ایک باپ کی جگہ دے رہا تھا اور آپ کی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے پارس کو بھائی کہہ کر گلے لگانے کا ارادہ رکھتا تھا۔"

میں نے پاشا سے گفتگو کے دوران میں ناصرہ کو بیٹی اور پورس کو بیٹا کہہ کر مخاطب کیا۔ لیکن انہوں نے بے اختیار سانس روک لی۔ مجھ سے بھی بات نہیں کی۔ نیلماں کی آتما نے ان دونوں کو بری طرح جکڑ لیا تھا۔

میں نے آمنہ کے پاس آکر ان کے حالات بتائے۔ آمنہ نے کہا "میں ان دونوں کے حالات پر افسوس کرسکتی ہوں لیکن تم چاہو گے کہ میں انہیں نجات دلانے کے لیے نیلماں کی ناپاک روح کے پاس جاؤں اور ناصرہ کے جسم سے بھگا دوں یا اسے کچل ڈالوں تو میں ایسا کچھ نہیں کروں گی۔ تمریزی صاحب نے پہلی بار جو کچھ کہا تھا، اسے سمجھنے کی کوشش کرو۔ اس ناپاک آتما کو صرف قرآنی آیات سے زیر کرتے کرتے اسے بالکل بے اثر کیا جائے گا پھر ناصرو اپنے اندر اس کی موجودگی کے باوجود محفوظ رہے گی۔"

میں نے پاشا کو گفتگو کا لبِ لباب بتا کر کہا "ناصرو اور پورس کو کسی طرح تلاش کرکے انہیں علیحدہ رہنے کا مشورہ دینا چاہیے۔ اگر وہ مشوروں پر عمل نہیں کریں گے اور ایک دوسرے کے عشق میں ایک جگہ ایک ساتھ رہیں گے تو پھر ناپاک آتما کی کٹھ پتلیاں بن کر رہیں گے۔"

"ہم انہیں تلاش کریں گے اور سمجھائیں گے۔"

"میں ثانی اور پارس سے کہتا ہوں۔ وہ ان دونوں کو ضرور تلاش کریں گے۔ وہ جہاں بھی پائے جائیں گے، ہم وہاں پہنچ کر انہیں ہر ممکن طور سے سمجھانے کی کوشش کریں گے۔ آمنہ اور تمریزی صاحب کے لیے یہ معمولی سی بات ہے۔ وہ ناصرو کے جسم کو ناپاک آتما سے نجات دلا سکتے ہیں لیکن اس طرح ناصرو کا جسم مرجائے گا۔ پورس اگر دل و جان سے ناصرو کی بہتری چاہتا ہے تو وہ اس سے علیحدگی اختیار کرلے گا۔"

"فرہاد صاحب! آپ سے ایک عرض ہے۔ جب تک وہ دونوں کہیں گم رہیں گے، میری بیٹی ثنا تنہا رہے گی۔ کیا آپ اسے اپنی فیملی کے ساتھ رکھ سکتے ہیں؟"

"بے شک۔ پورس نے اسے بہن بنایا تھا، پارس بھی اسے بڑے بھائی کا پیار دے گا۔ آپ ثنا سے کہہ دیں کہ وہ خیال خوانی کے ذریعے رابطہ کرکے ثانی اور پارس کے پاس چلی جائے۔ اسے پھر ایک بھائی اور بھابی کی محبت ملے گی۔"

ہلڈرس میں جھیل کے کنارے جتنے کاٹیج تھے، وہ سب بابا صاحب کے ادارے کی ملکیت تھے۔ میں اور میری فیملی کے افراد فرصت کے دنوں میں وہاں جاتے تھے اور کچھ عرصہ آرام اور تفریح میں گزارتے تھے۔ ثانی اور پارس، شیڈو کو علی تیمور کے حوالے کرکے وہیں ایک کاٹیج میں چند روز آرام کرنے آئے تھے۔ میں نے انہیں ناصرو اور پورس کے حالات بتائے پھر پارس سے کہا "ثنا تم دونوں کے پاس رہائش کے لیے آرہی ہے۔ تم پورس کی طرح ثنا کو بڑے بھائی کا پیار دو اور کسی طرح ناصرو اور پورس کو تلاش کرو۔ یہ معلوم کرو کہ وہ کہاں ہیں اور اپنے اصلی چہرے کے ساتھ ہیں یا نقلی؟"

دوسری طرف نیلماں کی مرضی کے مطابق ناصرو اور پورس اسرائیل جارہے تھے۔ ناصرو نے کہا "تل ابیب میں رہ کر الپا کو کسی طرح خیال خوانی کے ذریعے ٹریپ کیا جائے گا۔ ثنا اور جلال پاشا سے دور رہ کر ہم ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی ایک مضبوط .... ٹیم بنائیں گے۔"

پورس نے کہا "الپا کتنی چال باز ہے، یہ تم نہیں جانتیں لیکن تمہارے اندر سمائی ہوئی نیلماں کی آتما جانتی ہے۔ ثنا اور جلال پاشا ہم سے محبت بھی کرتے ہیں اور ہمارے وفادار بھی تھے۔ ان کے ساتھ ہم بالکل رشتے داروں کی طرح رہتے تھے۔"

ناصرو نے ناگواری سے کہا "ان مسلمانوں کا نام نہ لو۔ وہ دونوں آسمانی کتاب پڑھ کر میری نیلماں کو مجھ سے دور کرنا چاہتے تھے۔"

پورس نے کہا "تمہیں کیا ہوگیا ہے ناصرو! پہلے ہر بات محبت اور سہولت سے کرتی تھیں۔ اب ناگواری سے حکم دینے کے انداز میں بولتی ہو۔"

"اگر میرا لہجہ اور میرا انداز بدل گیا ہے تو کیا تم مجھے چھوڑ کے چلے جاؤ گے؟ مگر جاؤ گے کہاں؟ نیلماں نے میری محبت کی وجہ سے تمہیں زندہ رکھا ہے۔ وہ جانتی ہے کہ میں تمہارے بغیر زندہ نہیں رہوں گی لیکن تم میرے بغیر زندہ رہنے کے لیے مجھ سے دور ہو جاؤ گے تو وہ میرے ذریعے معلوم کرلے گی کہ تم کہاں ہو؟ پھر تم جہاں بھی ہوگے، وہاں تمہیں مٹی میں ملا دے گی۔"

پورس کو وہ پہلا تجربہ یاد تھا جب نیلماں کی آتما نے ناصرو کے ذریعے اس کے اندر زہر کی مقدار زیادہ پہنچا دی تھی۔ پہلی بار ناصرو نے زہر چوس کر اسے بچالیا تھا۔ لیکن اب ناصرو اپنے محبوب کی نہیں، نیلماں کی حامی تھی۔ وہ علیحدگی چاہے گا تو نیلماں اسے ناصرو کے ہی زہر سے مارے گی اور ناصرو، نیلماں کے زیرِ اثر رہ کر اسے نہیں بچا سکے گی۔

وہ چپ چاپ ناصرو اور نیلماں کو دھوکا دے کر بھاگ نہیں سکتا تھا۔ ناصرو خیال خوانی کے ذریعے معلوم کرلے گی کہ وہ کہاں جارہا ہے۔ وہ ایسا مجبور ہوگیا تھا کہ ایک معمول اور تابع بننے کے بعد ناصرو کو اپنے اندر آنے سے نہیں روک سکتا تھا اور اس کے خلاف سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ تنویمی عمل کے ذریعے بننے والا غلام نادیدہ زنجیریں توڑنے کا منصوبہ نہیں بنا سکتا جب دماغ میں تابع بننے کا عمل نقش کردیا گیا ہو تو وہ تابع غدار نہیں بن سکتا۔

پورس کسی حد تک نیلماں کے خلاف اس لیے سوچ لیتا تھا کہ وہ بہت مضبوط ارادوں کا مالک تھا۔ جو مستقل مزاج اور مضبوط قوتِ ارادی کے مالک ہوتے ہیں، ان پر تنویمی عمل کرنا تقریباً ناممکن

ہوتا ہے۔ اس لیے پورس کو پہلے اعصابی کمزوری میں مبتلا کیا تھا۔ کئی گھنٹے گزرنے کے بعد اعصابی کمزوریاں دور ہوچکی تھیں۔ وہ پہلے کی طرح فولادی پورس بن چکا تھا۔ جو باتیں تنویمی عمل کے ذریعے دماغ پر نقش کردی گئی تھیں ان سے وہ فولادی طور پر عزم و ارادوں کے ساتھ کبھی کبھی لڑتا تھا پھر بے بس ہوجاتا تھا۔ انسان دماغ کے تابع رہتا ہے۔ عزم و ارادے بھی دماغ کے ذریعے مضبوط ہوتے ہیں اور شیطانی عمل سے دماغ کے ذریعے ہی کمزور بنا دیے جاتے ہیں۔

مختصر یہ کہ پورس تابع ہونے کے باوجود بڑے عزم سے دماغ پر نقش کیے جانے والے ناپسندیدہ احکامات سے لڑ رہا تھا۔ اس نے کبھی شیطانی قوتوں سے مات نہیں کھائی تھی۔ اس لیے اپنے اندر جنگ جاری رکھے ہوئے تھا۔

ثانی نے خیال خوانی کے ذریعے ثنا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "پاپا نے بتایا ہے کہ تم ہمارے پاس آرہی ہو۔ ہمارے لیے یہ بڑی خوشی کی بات ہے لیکن وہاں سے روانگی سے پہلے کچھ اہم معلومات حاصل کرلو۔"

ثنا نے کہا "آپ بتائیں، کس قسم کی معلومات حاصل کرنا ہیں۔"

"ناصرہ اور پورس کے پاس جن فرضی ناموں کے پاسپورٹ اور شناختی کارڈز وغیرہ ہیں، وہ انہی کے ذریعے امریکا سے کسی دوسرے ملک میں جائیں گے۔ نئے فرضی نام اختیار کرنے، پاسپورٹ اور ویزا کے لیے تصویریں اتروانے اور ٹیلی پیتھی کے ذریعے متعلقہ افسران کے دماغوں میں گھس کر پاسپورٹ، ویزا اور شناختی کارڈز وغیرہ بنوانے کے لیے انہیں کم از کم دو گھنٹے لگیں گے۔ تم فون کے ذریعے ائرپورٹ کے کسی بھی ایسے شخص سے بات کرو جو بورڈنگ کارڈز جاری کرنے والے کاؤنٹر پر ڈیوٹی دے رہا ہو۔ اس کی آواز سن کر ہم دونوں ان تمام کاؤنٹرز پر کام کرنے والوں کے دماغوں میں جائیں گے جو مسافروں کو بورڈنگ کارڈز جاری کرتے ہیں۔ اس طرح ہمیں معلوم ہوجائے گا کہ ناصرہ اور پورس فرضی ناموں کے ذریعے کس فلائٹ سے کس ملک کی طرف جارہے ہیں۔"

ثنا نے ثانی کو ناصرہ اور پورس کے فرضی نام اور ولدیت بتائی۔ ثانی نے کہا "ائرپورٹ پر بابا صاحب کے چند جاسوس موجود ہیں۔ ان کا سراغ ملتے ہی وہ ایکشن میں آجائیں گے۔"

ثانی اور ثنا نے پہلے یہی کیا۔ فون کے ذریعے ایک شخص کی آواز سنی پھر اس کے دماغ میں جاکر اس کے ذریعے دوسرے کاؤنٹرز کے ملازمین کے دماغوں میں پہنچنے لگیں۔ وہ دونوں جن دو کاؤنٹرز پر کام کرنے والوں کے دماغوں میں جاتی تھیں وہ کمپیوٹر کے ذریعے معلوم کرتے تھے کہ ٹینا ولسن اور جیری ہیرالڈ (ناصرہ اور پورس) کس ملک کی فلائٹ میں کس ملک کے شہر تک جانے والے ہیں۔

آخر ایک کاؤنٹر کے کمپیوٹر کے ذریعے معلوم ہوا کہ وہ دونوں اسرائیل جانے والے ہیں اور اسرائیل کی فلائٹ اپنے شیڈولڈ ٹائم سے دو گھنٹے لیٹ ہے۔ دونوں مسافر ابھی بورڈنگ کارڈز حاصل کرنے نہیں آئے۔ جب اسپیکر کے ذریعے اسرائیل جانے والے مسافروں کو کال کیا جائے گا تو وہ بورڈنگ کارڈز حاصل کرنے جائیں گے۔

خیال خوانی کے دوران میں ثنا ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر ائرپورٹ پہنچ گئی تھی۔ ثانی نے کہا "وہیں ٹیکسی کے پاس ٹھہرو۔ اس کا نمبر بتاؤ۔ ہمارے جاسوس تمہارے پاس آرہے ہیں۔ ان میں سے ایک پاس ورڈز ادا کرے گا۔ وی آر فار پارس اینڈ پورس۔"

ثنا نے ٹیکسی کا نمبر بتایا۔ وہ تمام جاسوس پارکنگ ایریا میں تھے۔ ایک منٹ کے اندر ثنا کے پاس آئے۔ ان میں سے ایک نے مخصوص پاس ورڈز ادا کیے۔ ثنا ان کے ساتھ ائرپورٹ کی عمارت کی طرف جاتے ہوئے بولی "وہ دونوں ویٹنگ ہال میں یا ریستوران میں ہوں گے۔ میں کوشش کروں گی کہ ان کی نظروں میں نہ آؤں اور دور ہی سے ان کی نشان دہی کردوں۔"

وہ ویٹنگ ہال میں پہنچ کر چھپنے کے انداز میں ایک دیوار کے قریب چلتی دوسری طرف جانے لگی۔ وہ دونوں آرام دہ صوفوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور اس سے بہت دور تھے۔ اس نے خیال خوانی کے ذریعے ایک جاسوس سے کہا "میرے بھائی جان لائٹ گرے سوٹ اور گرے کلر کی نکٹائی میں ہیں۔ بھابی اورنج کلر کا بلاؤز اور بلیک اسکرٹ پہنے ہوئے ہیں۔ ان کی گردن کے گرد بلیک اسکارف ہے۔ جس ستون پر ٹی وی نصب ہے اس کے سامنے والے صوفے پر ہیں۔ ان کے بائیں طرف ٹیلی فون کاؤنٹرز ہیں۔"

ان کی نشان دہی کے دوران میں وہ دونوں اٹھ کر وہاں سے جانے لگے۔ ثانی نے کہا "ٹھیک ہے ثنا! ہمارے آدمیوں نے انہیں دیکھ لیا ہے۔ تم ویٹنگ ہال سے باہر چلی جاؤ۔"

وہ باہر جانے لگی۔ ناصرہ اور پورس واش روم کی طرف جارہے تھے۔ ایک کاریڈور سے گزرتے وقت دو جاسوسوں نے سانس روک کر بے ہوشی کی دوا اسپرے کی۔ دونوں نے چونک کر انہیں دیکھا لیکن کچھ کہنے سے پہلے ہی بے ہوشی طاری ہونے لگی۔ اس سے پہلے کہ وہ فرش پر گرتے، دونوں جاسوسوں نے انہیں سنبھال لیا۔ باقی دو جاسوس پھرتی سے دو اسٹریچر لے کر آئے۔ ان پر دونوں کو لٹایا گیا۔ ان پر چادر ڈالی گئی پھر وہ اسٹریچر کو دھکیلتے ہوئے عمارت کے باہر آئے۔ وہاں دو ایمبولینسیں کھڑی ہوئی تھیں۔ ایک ایمبولینس کے پیچھے ناصرہ کو اور دوسری کے پیچھے پورس کو پہنچایا گیا۔ انہوں نے یہ تمام کام اتنی برق رفتاری سے کیا کہ کسی کو دیکھ کر سمجھنے اور پوچھنے کا موقع نہیں ملا کہ وہ مریض کون ہیں اور انہیں کہاں لے جایا جارہا ہے؟

دونوں ایمبولینس وہاں سے آگے بڑھ کر دو مختلف راستوں پر

جانے لگیں۔ ثنا اس ایمبولینس میں تھی جس میں پورس کو لے جایا جارہا تھا۔ ثانی نے دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہوکر پارس کو تمام حالات بتائے۔ پارس نے کہا "اس بات کا خاص خیال رکھو کہ پورس کے ہوش میں آنے کے ایک دو گھنٹے بعد ناصرہ کو ہوش آئے۔ اگر وہ پہلے ہوش میں آئے گی تو نیلماں اس کے ذریعے پورس پر کیے ہوئے تنویمی عمل کو مٹانے نہیں دے گی۔ جب تک پورس پر ہمارا تنویمی عمل مکمل نہ ہو، تب تک ناصرہ ہوش میں آئے تو اسے دوبارہ بے ہوش کردو۔"

ایمبولینس ایک بنگلے کے احاطے میں پہنچ گئی۔ دو افراد اس کا اسٹریچر اٹھا کر اندر گئے پھر ایک کمرے کے بیڈ پر اسے لٹا دیا۔ ثانی نے ثنا سے کہا "تم پورس کے پاس رہو۔ اپنے ابو سے کہو کہ وہ خیال خوانی کے ذریعے وہاں موجود رہیں۔ پورس کو ہوش آنے لگے تو اس کے دماغ کو ٹرانس میں لیں۔ دماغی کمزوری کے باعث اس پر تنویمی عمل کیا جاسکے گا۔ تمہارے ابو اس کے دماغ سے ناصرہ کے تنویمی عمل کو مٹا دیں گے۔ ان سے کہنا کہ وہ پورس کو صرف ایک گھنٹے تک تنویمی نیند سونے کی ہدایت دیں۔"

"صرف ایک گھنٹے تک کیوں؟"

"ہم اس وقت تک ناصرہ اور نیلماں کو کنٹرول کریں گے ورنہ وہ نیلماں کے زیرِ اثر رہ کر پورس کے دماغ میں آکر تمہارے ابو کے تنویمی عمل کو ناکام بنا دے گی۔"

"میں سمجھ گئی۔ ابھی ابو کو یہاں بلاتی ہوں۔"

"تم باپ بیٹی کے پاس ٹیلی پیتھی کا ہتھیار ہے۔ وہاں تمہارے لیے کوئی خطرہ نہیں ہوگا۔ اس کے باوجود دو مسلح گارڈز بنگلے کے باہر ہیں۔ اس کے علاوہ پاپا اپنی ضروری مصروفیات سے نمٹ کر تمہارے پاس آئیں گے۔ میں ناصرہ کے پاس جارہی ہوں۔"

ثانی چلی گئی۔ ثنا نے اپنے باپ سے رابطہ کرکے ناصرہ اور پورس کے بارے میں بتایا۔ جلال پاشا نے خوش ہوکر کہا "فرہاد صاحب اور ان کی فیملی کے افراد زبان کے دھنی ہیں اور جب کہتے ہیں تو دوستی نباہتے ہیں اور دلوں کو جیت لیتے ہیں۔ نیلماں جیسی چڑیل سے پورس کو نجات دلانا ممکن نہیں تھا لیکن انہوں نے چند گھنٹوں کے اندر اس چڑیل کی تمام چالوں کو ناکام بنا دیا ہے۔ میں تمہارے پاس آرہا ہوں مگر پہلے پورس کے دماغ میں جھانک کر دیکھ لوں۔"

اس وقت پورس کو ہوش آرہا تھا۔ جلال پاشا نے کہا "ثنا! یہ ہوش میں آرہا ہے۔ اس وقت دماغ ذرا کمزور رہتا ہے۔ میں تنویمی عمل کررہا ہوں۔ تم اس کمرے میں دماغی طور پر حاضر رہو۔"

جلال پاشا نے کہا "پورس! بیٹے پورس! میں تمہارا انکل پاشا بول رہا ہوں۔ ناصرہ یا نیلماں نے تمہارے دماغ کو لاک کیا ہے۔ اس سے پہلے کہ تمہارا دماغ پوری طرح توانائی حاصل کرے اور پھر تنویمی عمل کے مطابق لاکڈ ہوجائے، اس کے تنویمی عمل کا توڑ کرنے کے لیے مجھ سے تعاون کرو۔ اپنے دماغ کو صرف میری آواز اور لب و لہجے پر مرکوز کردو۔"

پورس نے یہی کیا۔ جلال پاشا اس کے دماغ پر غالب آکر ناصرہ کے تنویمی عمل کا توڑ کرنے لگا پھر اسے ہدایات دیں "فرہاد اور اس کی فیملی کی محبت اور ان کے خلوص اور سچائی کی قدر کرو اور ان سے پیار و محبت کا رشتہ رکھو۔ ان الفاظ کے ساتھ اپنا عمل کررہا ہوں۔ تم ایک گھنٹے تک تنویمی نیند سونے کے بعد بیدار ہوجاؤ گے۔ اب سو جاؤ۔"

جلال پاشا نے بیٹی کے پاس آکر کہا "خدا کا شکر ہے۔ میں نے کسی شیطانی مداخلت کے بغیر ناصرہ کے تنویمی عمل کا توڑ کیا ہے۔ پورس اب نیلماں کے سحر سے نکل چکا ہے۔ میں ناصرہ کے پاس جاکر دیکھنا چاہتا ہوں، وہاں کیا حال ہے؟"

ثنا نے ثانی کے پاس آکر کہا "ابو نے بھائی جان پر تنویمی عمل کا توڑ کردیا ہے۔ اس وقت میرے ساتھ ہیں۔"

ثانی نے کہا "السلام علیکم انکل!"

"وعلیکم السلام بیٹی! خدا تم سب کو خوش رکھے اور دشمنوں سے بھی محفوظ رکھے۔ تم سب ہمارے لیے باعثِ رحمت بن گئے ہو۔"

"انکل! ہم آپ کے ہی ہیں اور ہمیشہ آپ کے رہیں گے۔ ابھی پون گھنٹے پہلے ناصرہ کو ہوش آرہا تھا۔ ہم نے پھر اسے بے ہوش کردیا ہے۔ ثنا تم جاؤ اور پورس کے پاس دماغی طور پر حاضر رہو۔ انکل! آپ سے رابطہ ہوتا ہی رہے گا۔ ابھی بہتر یہ ہوگا کہ آپ وہاں ثانی کو تنہا نہ رہنے دیں۔ خیال خوانی کے ذریعے وہاں موجود رہیں۔"

وہ دونوں باپ بیٹی اس کا شکریہ ادا کرکے پورس کے پاس چلے گئے۔ ناصرہ کے کمرے میں ایک مسلح گارڈ تھا۔ اس بنگلے کے باہر بھی ایک گارڈ موجود تھا۔ ثانی وہاں خیال خوانی کے ذریعے ناصرہ کے حالات معلوم کرتی جارہی تھی۔

اس کمرے میں رہنے والے گارڈ نے کہا "میڈم! یہ کسمسا رہی ہے، کراہ رہی ہے۔ شاید ہوش میں آرہی ہے۔"

اس کی بات پوری ہونے تک ناصرہ نے آنکھ کھول دی۔ اس دوران میں نیلماں کی آتما اس کے اندر توانائی بحال کررہی تھی۔ وہ کئی گھنٹوں سے پریشان تھی۔ اپنے مخالف کی چالوں کو ناکام بنانے کے لیے یہ سمجھ رہی تھی کہ ناصرہ کی بے ہوشی کے دوران میں مخالفین نے پورس کو اس کے تنویمی عمل سے نجات دلا دی ہوگی۔ اب وہ ناصرہ کو اپنے شکنجے سے نکلنے کا موقع نہیں دینا چاہتی تھی۔

ناصرہ نے نیلماں کی ہدایت کے مطابق اپنے گلے پر ہاتھ پھیر کر کہا "میرا حلق خشک ہورہا ہے۔ پلیز پانی پلاؤ۔"

ثانی نے گارڈ سے کہا "اسے پانی پلاؤ۔ میں اس کے دماغ میں رہوں گی۔"

گارڈ پانی لینے گیا۔ ثانی نے ناصرہ کے خیالات پڑھے۔ اس کے چور خیالات پڑھے نہیں جاسکتے تھے کیونکہ وہ خود نہیں جانتی تھی کہ آئندہ کیا کرنے والی ہے۔ آئندہ کی شیطانی حرکتوں کے بارے میں صرف نیلماں کو معلوم تھا کہ اسے کیا کرنا ہے؟

گارڈ نے اسے گلاس میں پانی دے کر کہا "یہ لو۔ پانی پی لو۔"

ناصرہ بستر پر ایک کہنی ٹیک کر کمزوری سے اٹھ کر بیٹھ گئی پھر گلاس کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہی اچانک چھلانگ لگا کر گارڈ کی گردن میں بانہیں ڈال کر لپٹ گئی۔ اس سے پہلے کہ ثانی اس کے دماغ کو جھٹکا پہنچا کر اسے گارڈ سے الگ کرتی، گارڈ کے حلق سے چیخ نکلی۔ ناصرہ نے اس کی گردن میں دانتوں کو پیوست کر کے اس کے جسم میں زہر پہنچا دیا تھا۔

نیلماں کی آتما کی شیطانی قوت اور خود اپنی کوششوں سے ناصرہ نے سانس روکی تو ثانی کی سوچ کی لہریں باہر نکل گئیں۔ ثانی نے فوراً ہی باہر کھڑے ہوئے گارڈز کے اندر آکر کہا "کمرے میں جاؤ اور رائفل سے ناصرہ کو صرف زخمی کرو۔"

وہ دوڑتا ہوا کمرے میں آیا لیکن وہ نظر نہیں آئی۔ ثانی نے کہا۔ "بیڈ کے نیچے اور دروازے کے پردے کے پیچھے دیکھو۔"

وہ بیڈ کے نیچے تلاش کرنے کے لیے ذرا سا جھکا۔ اسی لمحے میں ناصرہ دروازے کے پردے کے پیچھے سے چھلانگ لگا کر اس پر آئی اور آتے ہی اپنے دانت اس کے جسم میں پیوست کر دیے۔ وہ چیخیں مارتا ہوا زمین پر گرا اور تڑپنے لگا۔

ثانی اس دم توڑنے والے کے دماغ سے نکل کر پھر ناصرہ کے اندر آئی۔ اس نے سانس روک لی۔ ثانی نے فوراً ہی جلال پاشا سے کہا "انکل! ناصرہ ہاتھ سے نکلی جارہی ہے۔ نیلماں کی مدد سے سانس روک کر ہمارا راستہ روک رہی ہے۔"

جلال پاشا فوراً ہی خیال خوانی کی پرواز کرتا ہوا ناصرہ کے پاس گیا۔ ثانی نے مجھے مخاطب کیا "پاپا! ناصرہ پر نیلماں کی آتما غالب آگئی ہے۔ اس سے پہلے کہ ہم اس پر ہونے والے تنویمی عمل کا توڑ کرتے، وہ نیلماں کے زیر اثر رہ کر نکل گئی ہے۔ ہم اس کے دماغ میں نہیں جاسکتے۔ وہ سانس روک لیتی ہے۔"

میں نے کہا "فی الحال اس کا پیچھا چھوڑ دو۔ اس کی ایک کمزوری پورس ہمارے ساتھ ہے۔ اسے دل و جان سے چاہنے والی آئندہ اس تک پہنچنے کے لیے نیلماں سے لڑے گی۔ ابھی ہم سے دور بھاگ رہی ہے۔ بعد میں نیلماں سے بغاوت کرتی رہے گی اور پورس کو حاصل کرنے کے لیے ہمارے تعاون کی محتاج رہے گی۔"

جلال پاشا بھی ناصرہ کے دماغ میں نہ جاسکا۔ اس نے واپس ثانی کے پاس آکر میری باتیں سنیں اور میری تائید کی۔ اس نے تسلیم کیا کہ ناصرہ دیوانگی کی حد تک پورس کو چاہتی ہے۔ فی الوقت نیلماں کے زیر اثر فرار ہوگئی ہے لیکن اپنے عاشق کے لیے آئندہ نیلماں سے بغاوت کرے گی۔

○☆○

ایک ہیلی کاپٹر اس گمنام جزیرے کے چاروں طرف پرواز کررہا تھا۔ چار مسلح گارڈز کے درمیان شیڈو قیدی بنا ہوا بلندی سے اس جزیرے کو دیکھ رہا تھا۔ وہاں کی ویران زمین پر ایک درخت بھی نہیں تھا اور نہ ہی کوئی انسان نظر آرہا تھا۔ جزیرے کے وسط میں ایک بڑا سا کاٹیج تھا۔ ہیلی کاپٹر پرواز کرتا ہوا اس کاٹیج کی چھت کے اوپر بلندی پر آیا۔ وہاں سے رسیوں کی ایک سیڑھی لٹکائی گئی پھر شیڈو کو گن پوائنٹ پر اترنے کے لیے کہا گیا۔ اس کی پشت پر ایک کٹ بندھی ہوئی تھی۔ اس کٹ میں اس کی ضرورت کا کچھ سامان تھا۔ باقی کھانے پینے کا تمام ضروری سامان پہلے ہی کاٹیج میں پہنچا دیا گیا تھا۔

وہ سیڑھی سے اترتا ہوا چھت پر آگیا۔ سیڑھی کو اوپر کھینچ لیا گیا۔ اس کے ساتھ ہی ہیلی کاپٹر پرواز کرتا ہوا وہاں سے دور جانے لگا۔ شیڈو دونوں ہاتھ کمر پر رکھ کر چھت پر کھڑا اسے جاتے ہوئے دیکھتا رہا۔ جب وہ نظروں سے اوجھل ہوگیا تو وہ مسکرانے لگا۔ ایک ویران جزیرے میں تنہا قیدی بن کر رہنا تھا لیکن اس عادی مجرم کو کسی بات کی فکر نہیں تھی۔ اس کے لیے تنہائی فائدہ مند تھی۔ اگر اس کے ساتھ کوئی دوسرا ہوتا تو وہ اسے قتل کر کے اس کے حصے کا راشن استعمال کرتا۔ اس کے لیے ایک ہفتے کا راشن اور پانی تھا۔ وہ دوسرے کو قتل کرتا تو دو ہفتے کا راشن اور پانی اس اکیلے کو مل جاتا۔

وہ چھت سے اتر کر برآمدے میں آیا پھر اس کاٹیج کو اندر اور باہر سے اچھی طرح دیکھنے لگا۔ علی نے اسے ایک موبائل فون دیا تھا تاکہ وہ عالمی شہرت رکھنے والے مجرموں کو اپنی مدد کے لیے بلا سکے۔ اخبارات، ریڈیو، ٹی وی وغیرہ کو انٹرویو دے سکے۔ اپنے بے شمار جرائم کا احوال سنا سکے اور یہ کہتا رہے کہ اس جیسے سفاک اور درندہ صفت مجرموں کو پھانسی نہ دی جائے۔ الیکٹرک چیئر پر بٹھایا جائے اور نہ انہیں گولیوں سے چھلنی کیا جائے بلکہ ان کے ساتھ وہ ظالمانہ سلوک کیا جائے جیسے شیڈو کے ساتھ کیا جارہا تھا۔ ایک ہفتے کے بعد اسے بھوکا پیاسا رہنا پڑتا۔ وہاں سے فرار ہونے کی کوششیں ناکام رہتیں کیونکہ کاٹیج کے چاروں طرف بارودی سرنگیں بچھی ہوئی تھیں۔ ان کے درمیان سے گزرتے وقت جہاں بھی ایک غلط قدم پڑتا، بارودی دھماکے سے اس کے جسم کے چیتھڑے اڑ جاتے۔

اگر ٹی وی پر ایسا منظر دکھایا جاتا کہ ایک بھوکا پیاسا شخص ایک ایک دانے، ایک ایک قطرہ پانی کے لیے ترستا ہوا نڈھال سا ہو کر ساحل کی طرف جانے کے لیے اور موت سے لڑ کر زندگی بچانے کے لیے بارودی سرنگوں کے درمیان سے گزر رہا ہے۔ اس کا ہر قدم کسی لمحے میں بھی نادیدہ بارودی سرنگ پر پڑنے والا ہے تو ایسے منظر کو دیکھنے والوں کے دل دہلتے رہیں گے اور جب اچانک ہی دھماکا

اور آگ اور دھوئیں کے ساتھ اس کے جسم کے ٹکڑے فضا
ازیں گے تو بڑے بڑے خطرناک مجرم یہ منظر دیکھ کر عبرت
ل کریں گے۔"

شیڈو نے کاٹیج کے باہر آکر دیکھا۔ اسے بتایا گیا تھا کہ کاٹیج کے
ں طرف چھ گز تک یعنی اٹھارہ فٹ تک کوئی بارودی سرنگ
ہے۔ اس کے لیے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ وہ جب چاہے کاٹیج
چاروں طرف اٹھارہ فٹ تک چہل قدمی کرسکتا ہے۔ وہ
ائش کے طور پر آہستہ آہستہ قدم رکھتا ہوا ٹہلنے لگا۔ وہاں
ں طرف اٹھارہ فٹ تک زمین صاف تھی۔ اس کے بعد کہیں
ڑیوں کو کاٹ کر اور کہیں ریت اور بجری بچھا کر جزیرے کی
ں زمین کو ڈھانپ دیا گیا تھا۔ اس طرح یہ معلوم نہیں کیا جاسکتا
ر کٹی ہوئی جھاڑیوں، ریت اور بجریوں کے نیچے کہاں کہاں
دی سرنگ بچھی ہوئی ہے۔

اسے جو موبائل فون دیا گیا تھا اس کے ساتھ دو فاضل
ریاں دی گئی تھیں۔ وہ صبح نو بجے سے شام چار بجے یعنی سات
ے تک روزانہ فون کا پاور آن رکھ سکتا تھا۔ وہاں سے کسی کو بھی
ل کرسکتا تھا اور کسی کی بھی کال ریسیو کرسکتا تھا۔ اس نے علی
رابطہ کیا اور کہا "تمہیں معلوم ہوچکا ہوگا کہ مجھے یہاں پہنچا دیا
ہے۔ میں نے کاٹیج کے چاروں طرف اٹھارہ فٹ کے فاصلے تک
ل قدمی کی ہے۔ کھانے پینے کا سامان بھی چیک کیا ہے۔ مجھے
ہفتے کے بعد بھوکا پیاسا رہ کر یہاں مرنا ہے یا جان ہتھیلی پر رکھ
بارودی سرنگوں کے درمیان سے گزرنا ہے۔ اگر میں آدھا پیٹ
ا کروں تو یہاں دو ہفتوں سے زیادہ زندہ رہ سکتا ہوں لیکن دو
زندہ رہوں یا تین ہفتے، اس کے بعد تو مرنا ہی ہے۔"

علی نے کہا "میں نے عبرت ناک موت کی سزا دی ہے اور
ں بچ نکلنے کا بھی موقع دیا ہے۔ اپنی مدد کے لیے بے شمار مجرموں
بلانے کے لیے موبائل فون کی سہولت بھی دی ہے۔ بڑے بڑے
لک کے حکمران تمہارے ذریعے بڑی بڑی اہم سماجی اور سیاسی
یات کو قتل کراتے تھے۔ ان سب کے فون نمبرز تمہاری ڈائری
درج ہیں۔"

"میں مانتا ہوں، تم نے میری موت سے پہلے بڑی سہولیات
ہم کی ہیں لیکن تم نے ایک اہم اور قانونی بات مجھ سے نہیں
پوچھی۔"

"کون سی بات؟"

"کسی کو پھانسی دینے یا گولی مارنے سے پہلے اس کی آخری
ہش پوچھی جاتی ہے۔"

"بے شک، میں نے تمہاری آخری خواہش نہیں پوچھی۔
حال اب پوچھ رہا ہوں۔ بولو کیا چاہتے ہو؟"

"میں چاہتا ہوں، تم ایسے انتظامات کرو کہ اس جزیرے کے
ں طرف ساحل پر کوئی میری مدد کے لیے نہ آئے۔"

"تعجب ہے، تم کسی کو بھی مدد کے لیے نہیں بلاؤ گے؟"

"کسی کو نہیں بلاؤں گا۔ میری مدد کو آنے والوں میں میرا کوئی دشمن بھی ہوسکتا ہے۔ میرے فرار ہونے کے لیے جو موٹر بوٹ ساحل پر ہے، میرا کوئی دشمن اس بوٹ میں کوئی خرابی پیدا کرسکتا ہے۔"

"یعنی تمہیں یقین ہے کہ تم بارودی سرنگوں سے گزر کر زندہ سلامت اس موٹر بوٹ تک پہنچ سکو گے؟"

"یہ بعد کی بات ہے کہ میں ساحل پر موٹر بوٹ تک پہنچ سکوں گا یا نہیں، لیکن تم میری آخری خواہش پوری کردو۔ کسی انسان کو تو کیا، کسی کتے کو بھی اس جزیرے کے ساحل تک نہ آنے دو۔"

"میں تمہاری دلیری کی داد دیتا ہوں اور وعدہ کرتا ہوں کہ وہاں ساحل تک کوئی نہیں جاسکے گا اور تم وہاں سے موٹر بوٹ لے جاؤ گے تو تمہیں کوئی نہیں روکے گا۔ اس ساحل سے بیس کلو میٹر تک تم آزاد رہو گے، یعنی بیس کلو میٹر کے اندر ساری زندگی رہو گے تو تم پر ایک گولی بھی نہیں چلائی جائے گی اور نہ ہی کسی کو کھانے پینے کی امداد کی اجازت دی جائے گی۔ ہم دیکھیں گے کہ کھلے سمندر پر تم موٹر بوٹ میں بھوکے پیاسے کب تک زندہ رہ سکو گے۔"

"بے شک تم دیکھو، میں تماشے دکھاؤں گا اور ہاں تمہارے اس موبائل فون کا شکریہ۔ میں اسے بند کررہا ہوں۔ آئندہ یہ ایک سیکنڈ کے لیے بھی آن نہیں رہے گا۔ نہ میں کسی سے رابطہ کروں گا اور نہ ہی کوئی اس بند رہنے والے فون پر مجھ سے رابطہ کرسکے گا۔ ڈیٹس آل۔"

اس نے موبائل کو آف کیا پھر اس کی بیٹری بھی نکال کر باہر پھینک دی۔ علی نے فون کے ذریعے بابا صاحب کے ادارے کو پیغام دیا کہ میں اس سے رابطہ کروں۔ جب مجھے اس کا پیغام ملا تو میں نے اس کے دماغ میں آکر پوچھا "کیا بات ہے بیٹے؟ کوئی پرابلم ہے؟"

"تو پاپا! میں نے شیڈو کو اس جزیرے میں پہنچا دیا ہے۔ اسے پیش آنے والی موت سے خوف زدہ ہونا اور فکر مند ہونا چاہیے تھا لیکن وہ بہت مطمئن ہے۔ اس نے آخری خواہش بیان کی ہے کہ جزیرے کے ساحل تک کسی کو بھی مدد کے لیے آنے نہ دیا جائے کیونکہ مدد کو آنے والوں میں کوئی دشمن بھی ہوسکتا ہے اور اس موٹر بوٹ میں کوئی خرابی پیدا کرسکتا ہے۔"

"ہوں۔" میں نے کہا "شیڈو بہت پُراعتماد ہے۔ اسے یقین ہے کہ وہ بارودی سرنگوں کے درمیان سے گزرتا ہوا اس ساحلی موٹر بوٹ تک پہنچ جائے گا۔"

"پاپا! کیا یہ حیرانی کی بات نہیں ہے؟"

"میں نے اس کے خیالات پڑھے تھے۔ پتا چلا، وہ بہت چالباز ہے اور بہترین منصوبہ ساز ہے۔ اَن نون اور ہائیڈ اینڈ سیک یعنی تھارن آوین تقریباً بارہ برس سے اس کے منصوبوں پر عمل کرتے ہوئے بے انتہا دولت مند بنتے رہے۔ آخری بار انہوں نے شیڈو

مرشی کے خلاف مجھے قتل کرانے کا بھاری معاوضہ کئی ممالک سے وصول کیا۔ شینڈو... علم نجوم کا ماہر ہے۔ اس نے مجھے قتل کرانے کے نقصانات کی پیش گوئی کی اور صاف کہہ دیا کہ وہ مجھے قتل کرانے کے معاوضے میں حصے دار نہیں بنے گا۔"

"پھر تو وہ آپ کا اور ہمارا مجرم نہیں ہے۔ اسے صرف اس بات کی سزا دی جا سکتی ہے کہ وہ اَن نون اور تھارن آوین کے ساتھ مجرمانہ سرگرمیوں میں ملوث رہا ہے۔"

"ہاں ہمیں چاہیے کہ اسے موت کی سزا نہ دیں اور اس ویران جزیرے میں مرنے کے لیے نہ چھوڑیں۔ اس کے باوجود میں نے تمہیں ایسا کرنے سے نہیں روکا۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ وہ چال باز اس جزیرے سے کس طرح زندہ سلامت نکلے گا۔ میں اتنا جانتا ہوں کہ وہ بم ڈسپوزل کا ماہر ہے۔ کسی قسم کا بھی بم ہو' وہ اسے ناکارہ بنا دیتا ہے لیکن جزیرے کے چپے چپے پر بارودی سرنگیں بچھائی گئی ہیں جو نظر نہیں آتیں۔ دیکھنا یہ ہے کہ وہ آخر کتنے چھپے ہوئے بموں کو تلاش کر سکے گا؟ کتنے بموں کو ناکارہ بنا سکے گا؟ ایسا کرنے کے لیے ہفتوں گزر جائیں گے اور اسے تو دوسرے ہفتے میں ہی بھوک پیاس سے مر جانا ہے۔"

"پاپا! پھر تو یہ بڑا ہی دلچسپ تماشا ہو گا۔ اگر وہ کاٹیج سے زندہ سلامت ساحل تک آ جائے گا تو میں اسے ایک خطرناک چال باز تسلیم کر لوں گا۔"

"صرف چال باز تسلیم کرنے سے کیا ہوتا ہے؟ ایک تو وہ مجھے قتل کرانے والوں کا ساتھ نہیں دے رہا تھا اور نہ ہی اس سلسلے میں معاوضے کی کوئی رقم لے رہا تھا۔ میرے نقطۂ نظر سے اس نے ماضی میں جتنے جرائم کیے ہیں' اس کی سزا ابھی اسے دی جا رہی ہے۔ اگر وہ موت سے لڑتا ہوا ساحل تک پہنچے گا تو اسے ناممکن کو ممکن بنانے کا انعام دیا جائے گا۔ اگر وہ جرائم سے توبہ کرے گا تو اسے آزاد چھوڑ دیا جائے گا۔"

"آپ کہتے ہیں پاپا تو یہی ہو گا۔ اگر وہ کاٹیج سے ساحل تک پہنچنے میں کامیاب ہو جائے گا تو میں ہیلی کاپٹر میں خود جا کر اسے لے آؤں گا۔"

"میں ثانی سے کہوں گا کہ خیال خوانی کے ذریعے اس کی چالبازیوں پر نظر رکھے لیکن اس کے کسی معاملے میں مداخلت نہ کرے۔ مجھے موقع ملتا رہے گا تو میں بھی شینڈو کے دماغ میں جھانکتا رہوں گا۔"

"جی ہاں مجھے اور فہمی کو معلوم رہنا چاہیے کہ وہ وہاں سے نکلنے کے لیے کیا کر رہا ہے۔"

"کیا وہ جزیرے میں ضروریات کا بہت سامان لے گیا ہے؟"

"جی نہیں۔ اس کی کٹ میں بہت مختصر سا سامان تھا۔ آپ سامان کے بارے میں کیوں پوچھ رہے ہیں؟"

"بیٹے! ابھی میں کہہ چکا ہوں' وہ بم ڈسپوزل کا ماہر ہے۔ وہ اپنے سامان میں ڈی ٹیکٹو آلہ لے کر گیا ہو گا۔"

"نہیں پاپا! میں نے اس کا سامان چیک کیا تھا۔ بارودی سرنگوں کے دھماکا خیز بارود پلاسٹک کے خول میں ہوتے ہیں۔ ان کو تلاش کرنے کے لیے مختلف ڈی ٹیکٹو آلات ہوتے ہیں۔ ان آلات میں سے ایک آلہ بھی اس کے ساتھ نہیں تھا۔"

"پھر تو وہ کمال کا چال باز ہو گا۔ ہم دیکھیں گے کہ وہ ساحل تک آئے گا۔ میں جا رہا ہوں۔ کسی وقت اس کے دماغ میں جاؤں گا۔"

میں علی کے دماغ سے چلا آیا۔ میں نے الپا پر شبہ نہیں کیا کیونکہ علی اسرائیلی اکابرین کو بھی سزائیں دے چکا تھا۔ مجھے یقین تھا کہ وہ اپنے اکابرین کی سلامتی کے لیے شینڈو کی زندگی اور موت سے کوئی لگاؤ نہیں رکھے گی۔

لیکن وہ اپنی فطرت سے مجبور تھی۔ غیر معمولی صلاحیتیں رکھنے والے افراد کو اپنا معمول اور تابع بنا لیتی تھی۔ اس نے تھارن آوین جیسے خطرناک ہپناٹائز کرنے والے اور مقناطیسی آنکھیں رکھنے والے کو غلام بنانے کی کوشش کی تھی مگر خود اس کی کنیز بن گئی۔ اب شینڈو جیسے علم نجوم کے ماہر' مکار منصوبہ ساز اور بم ڈسپوزل کے ماہر کو اپنا تابع بنانے کے منصوبے پر عمل کر رہی تھی۔ تھارن اس کے ذریعے اپنے ساتھی شینڈو کو اپنے پاس لانا چاہتا تھا۔ الپا اس کے دماغ میں جھانک کر دیکھتی رہتی تھی کہ وہ کاٹیج سے نکل کر کب تک ساحل پر پہنچنے والا ہے۔

شینڈو پہلے دن نہایت اطمینان سے کاٹیج کی چھت پر چہل قدمی کرتا رہا اور ساحل تک دیکھتا رہا۔ جزیرہ چھوٹا تھا۔ ساحل دور نہیں تھا۔ کاٹیج سے اس کا فاصلہ ایک کلو میٹر سے کم ہو گا۔ چھت پر سے سمندر اور ساحل نظر آ رہے تھے۔ شام کو سردی کا احساس ہوا تو وہ چھت سے اتر آیا۔ کچن میں جا کر اپنے لیے دو کپ چائے بنائی۔ برآمدے میں چائے لے آیا۔ وہاں ایک چھوٹا سا ریڈیو اور کیسٹ ریکارڈر تھا۔ وہ ریکارڈر کو آن کر کے گیت اور سنگیت سننے لگا۔

اس وقت اس کے دماغ میں ثانی اور الپا تھیں۔ دونوں خاموش تھیں اس لیے انہیں ایک دوسرے کی موجودگی کا علم نہیں تھا۔ وہ دونوں حیران تھیں کہ وہ موت کے جزیرے میں گرما گرم چائے پیتے ہوئے موسیقی سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔ اسے ایسا لگ رہا تھا جیسے ایک چٹکی بجائے گا اور موت ٹل جائے گی۔

وہ چائے پینے کے بعد برآمدے سے باہر آ کر کاٹیج کے چاروں طرف ٹہلنے لگا۔ جب شام کے سائے گہرے ہو گئے اور تاریکی پھیلنے لگی تو اس نے ماچس کی تیلی سے کیروسین لیمپ جلایا۔ وہاں ایک گیس لائٹ اور ٹارچ بھی تھی لیکن ایک تنہا شخص کے لیے لیمپ کی روشنی کافی تھی۔ اسے تو کھانے پینے کے بعد سو جانا تھا۔ اس کے لیے کیروسین لیمپ کی بھی زیادہ ضرورت نہیں تھی۔

رات ہوتے ہی ثانی اور الپا اس کے دماغ سے چلی گئی تھیں۔ بڑی خطرناک وارداتیں رات ہی کو ہوا کرتی ہیں لیکن جزیرے سے فرار ہونے کے لیے دن کی روشنی لازمی تھی۔ وہ بارودی سرنگیں دن ہی کو تلاش کرنے سے دکھائی دے سکتی تھیں۔ رات کو نہ دکھائی دیتیں اور کچھ آنکھ مچولی کھیل کر اس کی موت کا سبب بن جاتیں۔

رات کو ثانی ایک بار پھر اس کے دماغ میں آئی۔ اس وقت وہ روسی شراب واڈکا پی رہا تھا۔ اس کے خیالات نے بتایا کہ وہ پینے کے بعد رات کا کھانا کھائے گا پھر سو جائے گا۔ ثانی نے اسے مخاطب کیا "ہیلو مسٹر شینڈو! میں علی کا پیغام لے کر آئی ہوں۔"

وہ ایک گھونٹ پی کر بولا "اس جزیرے میں دنیا بھر کے پیغامات آئیں گے۔ صرف طبعی عمر تک زندہ رہنے کا پیغام نہیں آئے گا اسی لیے میں نے موبائل فون بند رکھا ہے۔"

وہ بولی "انسان جیتا ہے بڑی احتیاط سے اور مرتا ہے بے احتیاطی سے۔ تم بہت محتاط' بہت چالاک ہو۔ یہ بتاؤ خود کو ذہانت یا چالاکی سے بچا کر ساحل تک پہنچ گئے اور پھر سمندر پار کر کے کسی ملک میں روپوش بھی ہو گئے تو اس کے بعد کیسی زندگی گزارو گے؟"

"تمہاری جیسی ٹیلی پیتھی جاننے والی ہستیاں مجھے کہیں روپوش ہونے نہیں دیں گی۔ دنیا کے جس گوشے میں جا کر چھپنا چاہوں گا' وہاں سے نکال لائیں گی۔"

"بارودی سرنگوں کے درمیان سے گزرنا ممکن نہیں ہے اور تم ناممکن کو ممکن بنانے والے ہو۔ کیا ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے بچاؤ کی کوئی تدبیر نہیں کر سکو گے۔"

اس نے واڈکا کی بوتل اٹھا کر اسے دیکھتے ہوئے کہا "شاید بچاؤ کی تدبیر کر لیتا... مگر چھٹتی نہیں ہے منہ سے یہ کافر لگی ہوئی۔"

"کیا شراب زندگی سے زیادہ قیمتی ہے؟"

"شراب لاکھ قیمتی ہو' لیکن زندگی نہیں رہے گی تو اسے پیے گا کون؟ اب میں زندہ رہنے کے لیے اسے چھوڑ دوں تو ایک ہفتے میں یوگا کی مشقیں کر کے اپنے دماغ میں آنے والوں کو نہیں روک سکوں گا۔"

"اگر ہم تمہیں اتنے عرصے تک زندہ رہنے کا موقع دیں کہ تم نشہ چھوڑ کر یوگا کرتے رہو اور اپنے دماغ سے پرائی سوچ کی لہروں کو بھگانے کے قابل ہو جاؤ تو کیسی رہے گی؟"

"علی تیمور نے مجھے موت کی سزا دی ہے اور تم زندگی دینے کی بات کر رہی ہو؟"

"فیصلے بدلے جا سکتے ہیں۔ تمہارے خیالات کو اچھی طرح پڑھنے کے بعد ایک بات یہ معلوم ہوئی کہ ہمارے پاپا کے قتل کی سازش میں تم شریک نہیں تھے بلکہ اَن نون اور تھارن آوین کو بھی اتنا بڑا قدم اٹھانے سے منع کرتے رہے تھے۔ دوسری بات یہ کہ تم علم نجوم کے ماہر ہو۔ تم نے یہی پیش گوئی کی تھی کہ پاپا کو قتل کرانے کی سازش کرنے والے آئندہ مصائب میں گرفتار ہوں گے۔ تمہاری پیش گوئی درست ثابت ہو رہی ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ تم بم ڈسپوزل کے ماہر ہو۔ تمہارے جیسے قابل اور چالاک شخص کو مرنا نہیں چاہیے۔"

"تو پھر جینا چاہیے؟"

"ہاں لیکن اسی شرط پر کہ آئندہ مجرمانہ زندگی نہیں گزارو گے۔ اگرچہ تم پاپا کو قتل کرانے کی سازش کے خلاف تھے تاہم ماضی میں قتل اور ڈکیتی جیسے بڑے بڑے جرم کرتے رہے ہو۔ آئندہ زندہ رہ کر ان جرائم کی تلافی کرو گے اور اپنی بہترین صلاحیتوں کو انسانیت کی بہتری کے لیے استعمال کرو گے تو تمہاری موت کی سزا ختم کر دی جائے گی۔"

اس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے شیشے کے جام کو سامنے دیوار پر مار کر چکنا چور کرتے ہوئے کہا "یہ دیکھو بارودی سرنگ سے میرے جسم کے جتنے ٹکڑے ہوتے' اس سے زیادہ میں نے جام کے ٹکڑے کر دیے اور شراب بہا دی۔" اس نے کھلی ہوئی بوتل کو الٹ کر شراب کو بہاتے ہوئے کہا "اس سے اچھی بات کوئی نہیں ہو سکتی کہ میں زندہ رہ کر اپنی پچھلی تمام برائیوں سے زیادہ نیکیاں کرتا رہوں اور تمام انسانوں کی بہتری کے لیے کچھ نہ کچھ کرتا رہوں۔ یوگا کی مشقیں کرتے کرتے ایک دن دماغی طور پر اس قدر مستحکم ہو جاؤں کہ دشمنوں کی سوچ کی لہریں میرے دماغ میں نہ آ سکیں۔"

"میں تمہاری باتوں سے اور تمہارے چور خیالات سے سمجھ رہی ہوں کہ تم سچے دل سے توبہ کر رہے ہو۔ تمہیں زندہ رہنے کا موقع ملے گا تو ایک اچھے کردار کے مالک بنو گے۔ میں تم سے وعدہ کرتی ہوں کہ کل دن میں گیارہ بجے ہمارا ایک ہیلی کاپٹر کاٹیج کی چھت پر آئے گا۔ تم رسیوں کی سیڑھی سے چڑھ کر اس ہیلی کاپٹر میں علی تیمور کے پاس جاؤ گے۔ اگر ہماری پناہ میں محفوظ رہنا چاہو گے تو تمہارے لیے بہتر ہو گا۔ ورنہ تم جہاں جانا چاہو گے' تمہیں آزاد چھوڑ دیا جائے گا۔"

"فرہاد صاحب اور علی صاحب کے سائے میں یقینی طور پر تحفظ حاصل ہو گا۔ علی صاحب جو کہیں گے' میں اس پر عمل کروں گا۔"

"تم اب تک ایک مجرم کی طرح زندگی گزار رہے تھے۔ انشاء اللہ آئندہ ایک اچھے اور سچے انسان کی طرح نمایاں مقام حاصل کرو گے۔ اب رات کا کھانا کھا کر آرام سے دن چڑھے تک سوتے رہو۔ کل گیارہ بجے تمہیں یہاں سے لے جانے کے لیے ہیلی کاپٹر آئے گا۔ میں جا رہی ہوں۔"

ثانی "شب بخیر" کہہ کر چلی گئی لیکن وہ شب محفوظ اور بخیر نہیں تھی۔ ان کی گفتگو کے دوران میں الپا' شینڈو کے دماغ میں پہنچی تھی اور خاموشی سے اس کی اور ثانی کی باتیں سنتی رہی تھی۔ ثانی کے جانے کے بعد وہ کچھ دیر تک خاموش رہ کر اس کے خیالات پڑھتی رہی۔ اس کے خیالات بتا رہے تھے کہ وہ سچ مچ مجرمانہ زندگی نہیں گزارے گا اور علی تیمور کی ہدایات کے مطابق باعزت طور پر

ایک نئی زندگی گزارتا رہے گا۔

وہ اپنے نئے مستقبل کے بارے میں سوچتا ہوا وہاں سے اٹھ کر کچن میں جا کر سیل بند ڈبے کا کھانا گرم کرکے کھانا چاہتا تھا۔ الپا اس کے دماغ پر قبضہ جما کر اسے دوسرے کمرے کے بیڈ پر لے گئی۔ وہاں اسے چاروں شانے چت لیٹنے پر مائل کیا۔ اس نے اس کی مرضی کے مطابق بستر پر لیٹ کر آنکھیں بند کرلیں پھر ٹیلی پیتھی کی لوری سنتے سنتے گہری نیند میں ڈوبتا چلا گیا۔

تھارن آوین نے الپا کو اپنی تابع کنیز بنا رکھا تھا۔ وہ تھارن کے پاس آکر اسے شیڈو اور جزیرے کے حالات بتا چکی تھی اور یہ بھی کہا تھا کہ ثانی بھی شیڈو کے دماغ میں آئی ہے۔ علی تیمور نے اپنا فیصلہ بدل دیا ہے۔ اب وہ اسے سزائے موت نہیں دے گا بلکہ دوسرے دن گیارہ بجے کاٹیج کی چھت کے اوپر ایک ہیلی کاپٹر پرواز کرتا ہوا آئے گا اور شیڈو کو اس جزیرے سے بخیریت لے جائے گا۔

تھارن نے کہا "وہ وقت آنے میں ابھی انیس گھنٹے باقی ہیں۔ تم اس پر تنویمی عمل کرکے اس کے دماغ کو لاک کردو... تاکہ ثانی اور فرہاد وغیرہ اس کے اندر نہ آسکیں پھر اسے حکم دو، جس چالاکی سے وہ بارودی سرنگوں کو ناکارہ بنا کر ساحل تک پہنچنے والا تھا، وہی حکمتِ عملی رات کو اختیار کرے اور تنویمی نیند سے بیدار ہوتے ہی وہاں سے نکل کر ساحل تک چلا جائے۔"

الپا نے کہا "وہ رات کے وقت بارودی سرنگوں کو ناکارہ کیسے بنائے گا؟ اگر ایک بھی بارودی سرنگ کہیں چھپی رہ گئی... تو شیڈو یا تو ہلاک ہوجائے گا یا ہاتھ پاؤں سے اپاہج بن کر رہ جائے گا۔"

"علی تیمور کے زیرِ سایہ جانے سے بہتر ہے کہ وہ مرجائے۔ اگر صرف زخمی اور اپاہج بن جائے تو تم ٹیلی پیتھی کے ذریعے اسے ہلاک کردینا۔ وہ زندہ ثابت و سالم رہے گا تو ہمارے کام آسکے گا۔ جاؤ، ابھی اسے اپنا معمول اور تابع بناؤ۔"

اس کے حکم کے مطابق وہ شیڈو کے خوابیدہ دماغ میں آکر عمل کرنے لگی۔ جتنی ضروری باتیں تھیں، وہ سب اس کے دماغ میں نقش کرنے کے بعد حکم دیا کہ وہ ایک گھنٹے تک تنویمی نیند پوری کرنے کے بعد کاٹیج سے ساحل تک جانے کی اپنی حکمتِ عملی کے مطابق کام شروع کردے گا۔

وہ تنویمی عمل مکمل کرکے دماغی طور پر تھارن آوین کے پاس حاضر ہوئی۔ اسے بتایا کہ اس نے شیڈو کے دماغ میں کیسے کیسے احکامات نقش کیے ہیں۔ تھارن نے پوچھا "وہ ہیلی کاپٹر کہاں ہے، جو شیڈو کو وہاں سے لیبیا لے جائے گا؟"

"ہمارے اس ہیلی کاپٹر پر کالا رنگ کردیا گیا ہے۔ وہ سسلی کے ایک ویران علاقے میں ہے۔ اس کا پائلٹ اور گن مین ہمارے حکم کے منتظر ہیں۔"

"ابھی دیکھتے ہی دیکھتے ایک گھنٹا پورا ہوجائے گا۔ پائلٹ اور گن مین سے کہو، وہ تیار رہیں۔ شاید دو گھنٹے کے اندر انہیں پرواز کرنا ہوگا۔ جب تک ہمارا مقصد پورا نہ ہو، تمہیں خیال خوانی کے ذریعے ان سب کے پاس جاتے رہنا چاہیے۔ ہوسکتا ہے ثانی یا فرہاد پھر کسی کام سے شیڈو کے دماغ میں آئیں۔ اس طرح انہیں معلوم ہوجائے گا کہ کسی نے شیڈو کے دماغ کو لاک کردیا ہے۔ اب شیڈو اپنے دماغ میں انہیں نہیں آنے دے گا۔ اپنا مقصد پورا ہونے تک دشمنوں کو غافل رہنا چاہیے۔"

وہ تھارن کی کنیز اور حکم کی بندی بن چکی تھی پھر خیال خوانی کرتے ہوئے کبھی شیڈو کے خوابیدہ دماغ میں اور کبھی ہیلی کاپٹر کے پائلٹ اور چار گن مین کے پاس جا کر انہیں ہدایات دیتی رہی کہ اس جزیرے کے ساحل سے کس طرح شیڈو کو سیڑھی کے ذریعے ہیلی کاپٹر پر لانا ہے۔ اس کے دماغ کو لاک کیا گیا ہے۔ اس کے باوجود علی تیمور کی ٹیلی پیتھی جاننے والی اس پر غالب آنا چاہے تو ایک انجکشن کے ذریعے اسے بے ہوش کردیا جائے۔

شیڈو ایک گھنٹے بعد بیدار ہوگیا۔ تھوڑی دیر تک یونہی لیٹا سوچتا رہا پھر اس نے الپا کے تنویمی عمل کے مطابق فیصلہ کیا کہ وہ اس جزیرے میں قیدی بن کر نہیں رہے گا۔ ابھی یہاں سے نکل کر ساحل پر کھڑی ہوئی موٹر بوٹ تک جائے گا۔

وہ بستر سے اٹھ کر کھڑا ہوگیا۔ اپنے سامان کی کٹ کھول کر اس میں سے ایک بڑی سی ٹارچ، ایک لانبے پھل والا چاقو اور ایک ڈیڑھ فٹ لانبا اور موٹا لوہے کا نکیلا سریا نکالا۔ کمرے میں لیمپ کی روشنی تھی۔ اس نے ٹارچ کو پتلون کی بیلٹ میں اڑس لیا۔ چاقو اور لوہے کے سریے کو ایک ہاتھ میں اور دوسرے ہاتھ میں لیمپ کو اٹھا کر باہر آیا۔ روشنی میں جہاں تک نظر آتا تھا، وہاں تک سوچتی ہوئی نظروں سے دیکھنے لگا۔

وہ پہلے سے سوچی ہوئی اسکیم ذہن میں دہرا رہا تھا۔ اس نے دن کو چھت پر سے بہت دور ساحل پر کھڑی ہوئی موٹر بوٹ کو دیکھا تھا۔ اب وہ کاٹیج سے ایک سیدھا راستہ ساحلی بوٹ تک بنانا چاہتا تھا۔ صرف دو یا تین فٹ چوڑا راستہ بنانے کے لیے اسے اتنی ہی بارودی سرنگوں کو ناکارہ بنانا تھا جو موٹر بوٹ تک پہنچنے کی راہ میں حائل تھیں۔

ٹائم بم وغیرہ کو ناکارہ بنانے کے لیے بم سے منسلک تاروں کو سمجھ کر انہیں کاٹ کر الگ کرنا پڑتا ہے لیکن بارودی سرنگ میں کوئی تار نہیں ہوتا۔ یہ ایک چھوٹی سی پلاسٹک کی ڈبیا کی طرح ہوتی ہے۔ بعض اتنی چھوٹی کہ اس ڈبیا کو ایک مٹھی میں چھپایا جاسکتا ہے لیکن اس ننھی سی ڈبیا میں خطرناک جان لیوا بارود بھرا ہوتا ہے جس پر دباؤ پڑتے ہی وہ پلاسٹک کی ڈبیا یا بارودی سرنگ ایک دھماکے سے پھٹ پڑتی ہے۔ کسی کے چیتھڑے اڑا دیتی ہے اور کسی کو اپاہج بنا دیتی ہے۔ یہ دنیا کا سب سے خطرناک اور سب سے سستا ہتھیار ہے۔ صرف تین ڈالر میں تیار ہوجاتا ہے۔

شیڈو ہر قسم کے بموں کی کارکردگی کو سمجھتا تھا۔ بارودی سرنگوں کے متعلق یہ جانتا تھا کہ یہ پھٹ پڑنے کے بعد اپنے اطراف صرف تین یا چار فٹ تک تباہی پھیلاتی ہے۔ یعنی اسی کو ہلاک کرتی ہے جو لاعلمی میں اس پر پیر رکھتا ہے۔ وہ کسی بم کی طرح پوری بستی کو یا پورے ایک محلے کو تباہ کرنے کے لیے نہیں پھیلتی ہے۔

اس نے برآمدے میں ایک طرف لیمپ رکھ کر دیوار پر ہاتھ پھیر کر دیکھا۔ وہ سرخ اینٹوں سے تعمیر کی ہوئی دیوار تھی۔ وہ چاقو کو ایک طرف رکھ کر لوہے کے نکیلے سریے سے دیوار کو کھود کھود کر ایک ایک اینٹ نکالنے لگا۔ اس طرح تقریباً بیس اینٹیں نکالنے کے بعد وہ ہاتھوں میں چار چھ اینٹیں اٹھا کر کاٹیج سے اٹھارہ فٹ دور تک آیا۔ اسے بتایا گیا تھا کہ کاٹیج سے اٹھارہ فٹ کی دوری تک کوئی بارودی سرنگ نہیں ہے۔ اس حساب سے شیڈو بارودی سرنگوں سے چھ فٹ دور تھا۔ اس نے تمام اینٹیں زمین پر رکھ دیں پھر ایک اینٹ کو دونوں ہاتھوں سے اٹھا کر چھ فٹ کی دوری پر پھینکا۔ جہاں وہ اینٹ جا کر گری، وہاں یک بارگی دھماکا ہوا۔ شیڈو بھاگ کر پیچھے چلا گیا۔ جبکہ بھاگنے کی ضرورت نہیں تھی۔ جہاں وہ اینٹ گر کر ٹکڑے ٹکڑے ہوئی تھی، وہیں تین چار فٹ تک آگ کے شعلے بھڑک گئے تھے اور ایک ہی منٹ کے اندر دھیمے پڑتے جارہے تھے۔ اس نے پھر آگے بڑھ کر دوسری اینٹ کو دونوں ہاتھوں سے اٹھا کر اس جگہ کا نشانہ لیا جہاں دھماکے سے چھوٹا سا گڑھا بن گیا تھا۔ اس نے گڑھے کے ساتھ والی زمین پر دوسری اینٹ کو پھینکا پھر ایک دھماکا ہوا، ایک گڑھے کے ساتھ دوسرا گڑھا بن گیا۔ دونوں مل کر چار فٹ چوڑے گڑھے بن گئے۔ وہ باقی اینٹیں بھی اسی حساب سے پھینکنے لگا۔ ہر دھماکے کے ساتھ زمین پر گڑھے بنتے گئے اور آگے دور تک چار فٹ چوڑے گڑھوں کا راستہ بنتا گیا۔ وہ ان گڑھوں سے گزر کر جاتا تو کسی بارودی سرنگ پر پاؤں نہ پڑتا۔

وہ لوہے کے نکیلے سریے سے دیواروں کو کھود کر اینٹیں نکالتا رہا اور گڑھوں میں سے گزر کر آگے کی سمت ایک ایک اینٹ پھینکتا رہا۔ ساحل کی طرف چار فٹ چوڑا راستہ بناتا رہا۔ الپا اس کے دماغ میں رہ کر اس کی چال بازی کی معترف ہورہی تھی۔ جب ساحل تک بارودی سرنگیں ناکارہ ہونے لگیں تو اس نے ہیلی کاپٹر کے پائلٹ سے کہا "کم آن۔ وہ ساحل تک پہنچنے والا ہے۔ پرواز کرو۔"

وہ سب تیار تھے۔ ایک منٹ کے اندر ہی ہیلی کاپٹر کا پنکھا گردش کرنے لگا۔ دوسری طرف جزیرے سے مسلسل دھماکوں کی آوازیں گونجتی ہوئی سسلی اور اٹلی کے جنوبی حصوں کی طرف جارہی تھیں۔ وہاں بابا صاحب کے ادارے کے جاسوس موجود تھے۔ انہوں نے فون پر علی تیمور کو اطلاع دی کہ شیڈو کو جہاں قید کیا گیا ہے، اس جزیرے سے مسلسل دھماکوں کی آوازیں آرہی ہیں۔

علی تیمور نے مجھے فون پر مخاطب کیا۔ میں قاہرہ میں سنگریلا اور سونیا کی معرکہ آرائیوں میں الجھا ہوا تھا۔ میں نے ثانی سے کہا "بیٹی! میں بہت مصروف ہوں۔ تم فوراً شیڈو کے پاس جاؤ۔ اس جزیرے میں مسلسل دھماکے ہورہے ہیں۔"

ثانی نے اسی وقت خیال خوانی کی پرواز کی۔ شیڈو کے دماغ میں پہنچنا چاہا۔ اس نے سانس روک لی۔ وہ حیرانی سے دماغی طور پر حاضر ہو کر پارس سے بولی "میں وہاں کے وقت کے مطابق رات کے آٹھ بجے اس کے دماغ میں گئی تھی۔ اس نے سچے دل سے تمام جرائم سے توبہ کی تھی۔ اس کے چور خیالات نے بتایا کہ وہ دل و جان سے تمام غلطیوں کی تلافی کرنے کے لیے آئندہ انسانیت کی بھلائی کے لیے کام کرتا رہے گا لیکن اب وہ اچانک دشمن کی طرح سانس روک کر مجھے اپنے دماغ میں کچھ بولنے کا موقع نہیں دے رہا ہے۔"

پارس نے کہا "اس نے تمہارے سامنے شراب کا جام توڑا۔ آئندہ نشہ نہ کرنے اور یوگا میں مہارت حاصل کرنے کا عہد کیا لیکن یہ ناممکن ہے کہ نشہ چھوڑتے ہی کوئی یوگا کا ماہر ہوجائے۔ کسی نے اس کے دماغ میں پہنچ کر تنویمی عمل کے ذریعے اس کے دماغ کو لاک کیا ہے۔"

"مگر یہ معلوم کرنا ہوگا کہ کس نے اس کے دماغ کو لاک کیا ہے اور اس جزیرے میں مسلسل دھماکے کیوں ہورہے ہیں؟"

"جب تک ہمارے جاسوس اس جزیرے کے ساحل تک نہیں جائیں گے، ہمیں اصل واقعے کا پتا نہیں چلے گا۔"

ثانی نے خیال خوانی کے ذریعے اٹلی میں رہنے والے اپنے ایک جاسوس سے کہا "اپنے ساتھیوں کی ایک ٹیم لے کر جتنی جلدی ہوسکے، ہیلی کاپٹر کے ذریعے اس جزیرے پر جا کر پرواز کرو۔ ان دھماکوں کے باوجود شیڈو زندہ نظر آئے تو اسے اٹھا کر لے جاؤ۔"

اس کی ہدایات کے مطابق تعمیل ہونے لگی لیکن اس وقت تک بہت دیر ہوچکی تھی۔ شیڈو اپنے بنائے ہوئے گڑھوں میں سے گزرتا ہوا ساحل تک پہنچ گیا تھا۔ وہ موٹر بوٹ کو استعمال کرنا چاہتا تھا لیکن ایک سیاہ ہیلی کاپٹر پرواز کرتا ہوا آگیا تھا جس میں سے رسیوں کی ایک سیڑھی لٹک رہی تھی۔ وہ ایک معمول اور تابع کی طرح اس سیڑھی پر چڑھتا ہوا ہیلی کاپٹر میں آگیا۔

ثانی نے پھر ایک بار اس کے دماغ میں آنے کی کوشش کی۔ اس کے سانس روکنے تک اس نے ہیلی کاپٹر کے گردش کرتے ہوئے پنکھوں کی آوازیں سنیں پھر اپنے جاسوس کے دماغ میں پہنچی۔ پتا چلا اس جاسوس کی ٹیم کا ہیلی کاپٹر پرواز کرتا ہوا جزیرے کی طرف جارہا ہے۔ وہ بولی "شیڈو اب جزیرے میں نہیں ملے گا۔ اسے کوئی دوسرا ہیلی کاپٹر لے جارہا ہے۔ اسے تلاش کرو۔"

اس جزیرے کے اطراف کے ممالک میں بابا صاحب کے ادارے

سے تعلق رکھنے والے جاسوس ہنگامی حالات سے نمٹنے کے لیے موجود تھے۔ ثانی ان سب کے پاس جا کر کہنے لگی "فوراً ہیلی کاپٹر میں جاؤ۔ کوئی دشمن شیندو کو ایک ہیلی کاپٹر میں اغوا کر کے لے جارہا ہے۔ اسے کسی ملک کی بحری سرحد تک پہنچنے سے پہلے ہی سمندر میں گھیر لو۔"

اس کی ہدایات کے مطابق کئی ممالک سے ہیلی کاپٹرز پرواز کرنے لگے۔ دیر تک اور بہت دور تک دشمن ہیلی کاپٹر کو تلاش کرتے رہے لیکن وہ سیاہ رنگ کا ہیلی کاپٹر رات کی سیاہی میں کہیں جا کر گم ہو گیا تھا۔

○☆○

میں سنگریلا کے ساتھ ریسلنگ آفس میں پہنچا تو تھامس جیرالڈ نے سنگریلا کو دیکھا۔ اس کے نیکر بنیان، چہرے اور جسم پر کیچڑ لگی ہوئی تھی۔ دو گاڑیاں پیٹرول کی آگ سے بلاسٹ ہوئی تھیں۔ ہم وہاں سے اپنی سلامتی کے لیے بھاگ رہے تھے۔ بھاگنے کے دوران میں سنگریلا اوندھے منہ کیچڑ میں گر پڑا تھا۔ اب اس کا حلیہ قابلِ دید تھا۔

ہمارے ساتھ جانے والے چار پہلوانوں میں سے ایک بری طرح زخمی ہوا تھا۔ وہ دھماکے سے چند سیکنڈ پہلے گاڑی کی طرف جارہا تھا۔ اگر قریب پہنچ چکا ہوتا تو ضرور ہلاک ہو جاتا۔ دوری کے باعث صرف زخمی ہوا تھا۔ اس کے تین ساتھی پہلوان اسے اسپتال لے گئے تھے۔ انہوں نے فون کے ذریعے اپنے باس جیرالڈ کو تفصیل سے بتا دیا تھا کہ سونیا نے انہیں وہاں بلا کر کس طرح ان کی دو گاڑیاں تباہ کی ہیں اور ان کا ایک پہلوان بری طرح زخمی ہو گیا ہے۔ وہ اسے اسپتال میں لے آئے ہیں اور وہیں سے اطلاع دے رہے ہیں۔

جیرالڈ نے سنگریلا کو دیکھا۔ وہ میرے ساتھ ایک صوفے پر بیٹھا ہوا تھا اور غصے سے تلملا کر کہہ رہا تھا "میں اس کمینی کتیا کو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ اسے اس طرح تڑپا تڑپا کر اور دوڑا دوڑا کر ہلاک کروں گا کہ ....."

جیرالڈ نے کہا "ابھی تو وہ تمہیں دوڑا دوڑا کر بے حال کر رہی ہے۔ آئینہ دیکھو گے تو اپنا حلیہ دکھائی دے گا۔ واش روم میں جاؤ اور غسل کر کے آؤ۔ میں اپنے ملازم سے ایک نئی نیکر اور بنیان منگوا دیتا ہوں۔"

وہ اٹھ کر بولا "میں اسی گیلی نیکر اور بنیان میں رہوں گا۔ میرے سائز کا کپڑا کہیں ملتا نہیں ہے۔ مجھے سلوانا پڑتا ہے۔"

وہ واش روم میں چلا گیا۔ جیرالڈ نے مجھ سے پوچھا "تمہارا نام کیا ہے، سنگریلا کے ساتھ کب سے ہو؟"

"میرا نام فیصل درانی ہے۔ میں پاکستان میں ایک ٹیکسٹائل مل کا مالک ہوں۔ میرا قیام ہوٹل الحدید میں ہے۔ وہیں ڈائننگ ہال میں سنگریلا سے پہلی بار ملاقات ہوئی۔ باتوں ہی باتوں میں ہم ایک

دوسرے میں دلچسپی لینے لگے۔ یہ ائرپورٹ پر سونیا کو پہچاننے کے لیے مجھے بھی ساتھ لے گیا تب سے میں دشمنی کے شعلے اور خون کی ہولی دیکھتا آرہا ہوں۔"

"تم سنگریلا کے ساتھ اس کے بنگلے کی طرف گئے تھے۔ تم دونوں کی گاڑی اس بنگلے سے دور ہوگی۔ ہمارے پہلوانوں کی گاڑی اس بنگلے کے سامنے تھی۔ یہ سمجھ میں آتا ہے کہ وہ ہماری گاڑی ریموٹ کنٹرولر بم سے تباہ کر کے بھاگی ہوگی مگر تمہاری گاڑی تو بہت دور تھی۔"

میں نے کہا "اس نے ریموٹ کنٹرولر بم سے گاڑیوں کو تباہ نہیں کیا ہے۔ اس نے پہلوانوں کی گاڑی کی ٹنکی میں سوراخ کر کے پیٹرول کو بہایا ہوگا۔ وہ پیٹرول ڈھلان کی طرف بہتا ہوا ہماری گاڑی کی طرف آنے لگا۔ ہم نے اندھیرے میں بہتے ہوئے پیٹرول کو نہیں دیکھا۔ جب وہ ہماری گاڑی کے قریب آیا تو ہم نے اس کی بُو محسوس کی۔ اسی وقت پہلوانوں کی گاڑی کے نیچے آگ بھڑک اٹھی۔ وہ آگ پیٹرول کے ذریعے بہتی ہوئی ہماری گاڑی کی طرف آنے لگی۔ اسی وقت پہلوانوں کی گاڑی دھماکے سے پھٹ پڑی۔ ہم اپنی گاڑی چھوڑ کر تیزی سے بھاگتے ہوئے دور جانے لگے۔ اگر نہ جاتے تو اپنی گاڑی کے ساتھ ہمارے جسموں کے چیتھڑے اڑ چکے ہوتے۔"

جیرالڈ نے سر ہلا کر کہا "ہوں۔ اس عورت نے بڑی ذہانت سے کام لیا ہے۔ پہلے اس راستے کو دیکھا تھا اور حساب کیا تھا کہ گاڑی کی ٹنکی سے پیٹرول بہے گا تو ڈھلان کے باعث وہ دوسری گاڑی تک جائے گا۔ اس نے ماچس کی ایک تیلی سے دو گاڑیاں تباہ کی ہیں۔ بہت باکمال عورت ہے۔"

میں نے کہا "سونیا نے پانچ گھنٹوں کے اندر سنگریلا کو زبردست جھٹکے دیے ہیں مگر یہ مضبوط اعصاب کا مالک ہے۔ اس پر ردِعمل نہیں ہو رہا ہے۔"

"ہو رہا ہے مگر یہ ظاہر نہیں کر رہا ہے۔ اس کے بات کرنے سے لاشعوری طور پر جھنجلا رہا ہے۔ غصہ دکھا کر اپنے اس خوف کو چھپا رہا ہے کہ پتا نہیں اب سونیا تیسرا حملہ کب اور کیسے کرے گی۔ اس کے دماغ میں ہلچل سی مچی ہوئی ہے۔ میں نے اسی لیے اسے واش روم بھیجا ہے کہ غسل کرے گا تو دماغ کچھ ٹھنڈا ہوگا۔"

وہ غسل سے فارغ ہو کر آیا۔ سر سے پیر تک کپڑوں سمیت بھیگا ہوا تھا۔ جیرالڈ نے کہا "تولیے سے بدن پونچھ لو۔ گیلی بنیان نہ پہنو۔ سردی سے بیمار ہو جاؤ گے۔ کوئی بڑا سا تولیہ لپیٹ لو۔ ملازم آدھے گھنٹے میں یہ کپڑے دھو کر اور سکھا کر لے آئے گا۔"

"سردی، گرمی اور برسات، کوئی موسم مجھ پر اثر نہیں کرتا۔ آپ میری فکر نہ کریں۔ میرے کام آئیں۔ کسی طرح معلوم کریں، وہ... کہاں چھپی ہوئی ہے؟"

"مسٹر سنگریلا! وہ کہیں چھپی ہوئی نہیں ہے۔ وہ کھلے عام تمہاری موجودگی میں وہاں سے گزر گئی۔ اگر اسے چھپنا ہوتا تو وہ تمہارے ہی بنگلے میں جا کر تمہیں نہ بلاتی۔ تمہیں اپنی ناکامی پر غصہ ہے۔ مجھے بھی اس بات کا غصہ ہے کہ تمہاری مدد کرنے کے لیے میرے دو پہلوان اسپتال پہنچ گئے ہیں۔ میں کل کی ریسلنگ میں لاکھوں ڈالر ہارنے والا ہوں۔ اتنے بڑے نقصانات کے باوجود غصہ برداشت کر رہا ہوں۔ جانتے ہو کس لیے؟"

"ہاں جانتا ہوں۔ میں تمہاری طرف سے کل ریسلنگ رنگ میں جاؤں گا تو تمہیں لاکھوں کروڑوں ڈالرز کا فائدہ پہنچاؤں گا۔"

"اگر ذہنی طور پر نارمل نہیں رہو گے تو اپنے مخالف پہلوان سے کیسے جیت پاؤ گے؟ کیسے میرے نقصانات کی تلافی کرو گے؟ کیسے فائدہ پہنچاؤ گے؟"

"میں اس لمحے میں بھی کسی بھی مخالف پہلوان کو توڑ پھوڑ کر رکھ سکتا ہوں۔ تم مجھے ایب نارمل نہ سمجھو۔"

"اگر نارمل ہو تو اپنے اندر سے غصہ نکالو اور کل رات ریسلنگ کے اختتام تک سونیا کو بھول جاؤ۔ اسے معلوم نہ ہونے دو کہ ابھی کہاں ہو اور آئندہ کس جگہ رہو گے۔"

"ایک تو میں یہ توہین برداشت کر رہا ہوں کہ ایک عورت مجھے ایک جگہ سے دوسری جگہ دوڑا دوڑا کر بے وقوف بنا رہی ہے۔ پھر تم کہہ رہے ہو کہ اسے میرا پتا ٹھکانا معلوم نہ ہو اور میں ایک عورت سے چھپ کر رہوں۔ اس سے بڑی توہین کیا ہوگی۔ کیا تم مجھے بزدلی سکھا رہے ہو؟"

"بزدل نہیں ہو، ایب نارمل نہیں ہو تو ذہانت سے کام لے کر سوچو کہ سونیا مکاری سے اپنے پیچھے دوڑا کر تمہیں ہر بار ناکام بنا کر جھنجلاہٹ میں مبتلا کر رہی ہے۔ جو جھنجلاہٹ اور غصے میں رہتا ہے اور دشمن کی چال بازی کو نہیں سمجھتا، اسے ایب نارمل کہتے ہیں۔ میری بات پر غور کرو، کیا نارمل لوگ تمہاری طرح سائے کے پیچھے دوڑتے ہیں یا اپنے مخالف کی چالوں کو سمجھتے ہیں؟"

"تمہاری بات پر غور کرنے سے یہی بات سمجھ میں آئے گی کہ کل رات ریسلنگ کے اختتام تک تقریباً بیس گھنٹے تک ایک عورت سے چھپ کر رہنا اور اپنی توہین برداشت کرتے رہنا ہوگا۔"

"برداشت کرنے کی کوشش کرنے سے ہی اپنا غصہ اپنی بے بسی برداشت کرنے کی عادت پڑتی ہے پھر یہ عادت پڑ جائے تو یہ دماغ بڑے سکون سے سوچنے کے قابل ہوتا ہے کہ آج ملنے والی توہین کا انتقام کل کتنی زبردست حکمتِ عملی سے لیا جا سکتا ہے۔"

میں نے کہا "سنگریلا! ہماری ایک رات کی ملاقات ہے لیکن تم سے بہت لگاؤ محسوس کر رہا ہوں۔ میری بات کو ایک ذرا ٹھنڈے دماغ سے سوچو کہ نہ تمہاری توہین ہوئی ہے نہ شکست ہوئی ہے کیونکہ تم نے اس سے مقابلہ نہیں کیا ہے۔ جب وہ روبرو آتی اور تم سے مقابلہ کرتی تو ہار جیت کا فیصلہ ہوتا۔"

جیرالڈ نے خوش ہو کر کہا "واہ مسٹر درانی! تم نے بہت ہی معقول اور آسانی سے سمجھ میں آنے والی بات سمجھائی ہے۔ مسٹر سنگریلا! اب اپنی عقل سے سمجھ کر بولو۔ تم نے اب تک اپنی جسمانی قوت اور فائٹنگ کا انداز اس پر آزمایا نہیں ہے۔ وہ تمہارے مقابلے میں آتی تو ایک چھپکلی کی طرح مر جاتی۔ تمہیں تو خوش ہونا چاہیے کہ وہ تمہارے خوف سے سامنا نہیں کر رہی ہے۔ بزدل دشمن کی طرح دور ہی سے نقصان پہنچا کر بھاگ جاتی ہے۔"

بہت دیر بعد سنگریلا کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آئی۔ اس نے میرے شانے پر ہاتھ مار کر کہا "تم واقعی اچھے دوست ثابت ہو رہے ہو۔ تم نے میرے دماغ سے سارا غصہ اور نامعلوم سا بوجھ اتار دیا ہے۔ بے شک وہ میری نہیں، اپنی توہین کر رہی ہے۔ آئندہ وہ جب تک روبرو مقابلے کے لیے نہیں آئے گی، میں خواہ مخواہ اس کے پیچھے نہیں جاؤں گا۔"

جیرالڈ نے اپنی ریوالونگ چیئر سے اٹھ کر ہمارے پاس آ کر پہلے مجھ سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا "مسٹر درانی! میں تمہارا شکر گزار ہوں۔ تم نے مسٹر سنگریلا کے ذہن کو پُرسکون بنا کر اسے کل ریسلنگ رنگ میں مقابلے کے قابل بنا دیا ہے۔"

پھر اس نے سنگریلا کے دونوں شانوں پر ہاتھ رکھ کر کہا "میں نے یہاں تمہاری معمولی سی فائٹ دیکھی ہے اور اپنے تجربات سے سمجھ لیا ہے کہ تم ایک ناقابلِ شکست ریسلر ہو۔ صرف کل رات تک اس بزدل سونیا کو بھول جاؤ اور پوری حاضر دماغی سے کل مخالف پہلوانوں سے مقابلے کرو پھر ہم سب مل کر سونیا کو کسی نہ کسی طرح تمہارے روبرو مقابلے کے لیے لے آئیں گے۔"

سنگریلا نے کہا "تم اطمینان رکھو۔ میں اپنے مقابلے میں آنے والے تمام پہلوانوں کو اپاہج بنا دوں گا۔"

غم و غصہ ڈھل گیا۔ جیرالڈ کی یہ تشویش ختم ہو گئی کہ سنگریلا ایب نارمل رہ کر مخالف پہلوانوں سے کیسے مقابلہ کرے گا؟ اب یقین ہو گیا تھا کہ وہ پوری حاضر دماغی سے مقابلہ کر کے اسے کروڑوں ڈالر کا فائدہ پہنچاتا رہے گا۔

وہ خوش ہو کر اپنی ریوالونگ چیئر پر جا کر بیٹھ گیا۔ گھڑی دیکھ کر بولا "صبح کے پانچ بج رہے ہیں۔ تم دونوں کو جا کر اطمینان سے سونا چاہیے۔ میں چاہوں گا کہ میں نے اپنے پہلوانوں کے لیے جو بنگلوز رہائش کے لیے حاصل کیے ہیں، ان میں سے ایک بنگلے میں تم دونوں رہو۔ اس چال باز عورت کو مسٹر سنگریلا کا پتا اور فون نمبر معلوم نہیں ہوگا۔ وہ خواہ مخواہ پریشان نہیں کرے گی۔"

میں نے کہا "میرا قیام ہوٹل الحدید میں ہے۔ میں وہاں جا کر سو جاؤں گا۔"

سنگریلا نے میرے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا "نہیں دوست! جب ائرپورٹ پر گولی چلائی گئی تو تم ہی مجھے وہاں سے کھینچتے ہوئے میری جان بچاتے ہوئے باہر لے آئے۔ دوسری بار پیٹرول کے ذریعے آگ ہماری طرف آرہی تھی، اس وقت بھی تم مجھے کھینچتے

ہوئے دور لے گئے۔ تم ذہین ہو' حاضر دماغی سے کام لیتے ہو۔ اب بھی میرے دماغ سے بہت بڑا بوجھ اتار دیا ہے۔ پلیز میرا ساتھ نہ چھوڑو۔ ہوٹل میں اپنا سامان رہنے دو۔ میرے ساتھ چلو۔"

جیرالڈ نے کہا "مسٹر درانی! میں بھی یہی چاہتا ہوں۔ تم اپنی ذہانت سے مسٹر سنگریلا کو کبھی جوش اور جنون میں مبتلا نہیں ہونے دو گے۔ پلیز کل رات ریسلنگ کے اختتام تک اس کے ساتھ رہو۔"

اسی وقت فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ جیرالڈ نے ریسیور اٹھا کر کہا۔ "ہیلو میں تھامس جیرالڈ بول رہا ہوں۔"

دوسری طرف سے امریکی سفیر کی آواز سنائی دی "ہیلو میں امریکی سفیر بول رہا ہوں اور سنگریلا سے بات کرنا چاہتا ہوں۔"

جیرالڈ نے سنگریلا کی طرف ریسیور بڑھاتے ہوئے کہا۔ "تمہارے میزبان' امریکی سفیر بات کرنا چاہتے ہیں۔"

اس نے ریسیور لے کر کان سے لگا کر کہا "سنگریلا بول رہا ہوں۔"

سفیر نے کہا "سنگریلا! ہم نے تمہیں اپنا محافظ بنایا تھا مگر تم ہمارے لیے بہت بڑی مصیبت بن گئے ہو۔"

"میں تمہارے لیے کیسے مصیبت بن سکتا ہوں؟"

"اپنے فون کا اسپیکر آن کرو تاکہ تمہارے ساتھی بھی ہماری گفتگو سن سکیں۔"

اس نے فون کا.... اسپیکر آن کر کے ریسیور رکھ دیا پھر کہا۔ "ہاں اب بولو۔"

دوسری طرف سے آواز آئی "بول رہی ہوں۔ میری آواز سنتے ہی سہم کر فون نہ بند کرنا۔"

وہ سونیا کی آواز سن کر چونکا پھر بولا "تمہیں یہ خوش فہمی کیوں ہے کہ میں تم سے خوفزدہ ہوں۔"

"میں انسانی نفسیات کو سمجھتی ہوں۔ میں نے تمہارے بنگلے میں صرف تمہیں بلایا تھا۔ لیکن تم اتنے خوف زدہ تھے کہ اپنے ساتھ چار پہلوان لے کر آئے تھے۔ کیا اسے خوف اور دہشت نہیں کہتے؟ میری دہشت؟"

"ہو شٹ اپ! میں تمہارے جیسی چھپکلی کو اپنے پاؤں تلے کچل دوں گا۔ تم مجھ سے مقابلہ نہیں کر رہی ہو۔ اگر تم واقعی فرہاد علی تیمور کی وائف ہو تو ایک بار میرے رو برو آجاؤ پھر میں دکھاؤں گا کہ یہ ہڈیوں کا ڈھانچا کتنا طاقت ور اور ناقابلِ شکست ہے۔"

"سنگریلا! کیا تمہارے پاس عقل نام کی کوئی چیز نہیں ہے؟ کیا تم اتنا بھی نہیں جانتے کہ درندے جانور اپنی جسمانی قوت سے آپس میں لڑتے ہیں کیونکہ جانور ذہانت سے خالی ہوتے ہیں۔ انسان کو اللہ تعالیٰ نے جسمانی قوت بھی دی ہے اور ذہانت بھی۔ لہٰذا ہم انسانوں میں کوئی جسمانی طاقت سے مقابلہ کرتا ہے' کوئی ذہانت سے مدِ مقابل کو شکست دیتا ہے۔ کوئی اپنے ہتھیاروں سے مار رہا، اپنے وسیع ذرائع اور اختیارات سے مقابل کو کچل رہا۔ انسانوں نے مقابلہ کرنے اور فتح حاصل کرنے کے کئی طریقے کیے ہیں۔ اگر تم انسانوں سے کہو گے کہ اپنی ذہانت سے طریقے اختیار نہ کریں اور جانور بن کر صرف جسمانی مقابلہ ساری دنیا تم سے پوچھے گی' کیا تم جانور ہو؟ عقل سے خالی ہو"

وہ گرج کر بولا "تم مجھے جانور کہہ رہی ہو؟ میں.... میں"

"میں نہیں' ساری دنیا کہے گی۔ جنگ کبھی ایک نہیں لڑی جاتی۔ دنیا کا سب سے بڑا طاقت ور ملک امریکا کے پاس سب سے زیادہ فوجی طاقت ہے' سب سے زیادہ ہے۔ دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک ذرائع اور بڑے زبردست اختیارات کا مالک ہے۔ اس کے میں اسامہ بن لادن کے پاس جہاد کرنے کے لیے صرف ایمان ہے۔ جیسے میں تمہیں دوڑا رہی ہوں' ویسے اسامہ بن لادن دوڑا رہا ہے۔ اب وہ اسامہ بن لادن سے کہے کہ بھئی ایمانی چھوڑ کر سامنے آکر لڑو۔ نہیں تو ہم لڑائی لڑائی نہیں کھیلیں تو ایسا کہنے والا کتنا بڑا گدھا ہو گا؟ کیا تم گدھے ہو؟"

گدھا کہنے پر وہ حلق پھاڑ پھاڑ کر اسے گالیاں دینے لگا۔ نے ٹیلی فون سیٹ اپنی طرف کھینچ لیا اور کہا "میڈم مسٹر...."

دوسری طرف سے آواز آئی "میں سونیا نہیں امریکی ڈولسن بول رہا ہوں۔"

"ابھی ہم سونیا کی آواز سن رہے تھے۔"

"ہاں۔ وہ بول رہی تھیں' اب میں بول رہا ہوں۔ آواز سنگریلا سن رہا ہے؟"

جیرالڈ نے کہا "ہاں سن رہا ہے۔"

جان ڈولسن نے کہا "ابھی تھوڑی دیر پہلے میں نے کہا تھا کہ وہ ہمارے لیے بہت بڑی مصیبت بن گیا۔ مصیبت ہے' میڈم سونیا۔ اس وقت سونیا نے مجھے رکھا ہے اور کہہ رہی ہے' جب تک میری جان بچانے سنگریلا یہاں نہیں آئے گا تب تک وہ میری پٹائی کرتی رہے گی۔ اتنا مجبور ہوں کہ سنگریلا کے سوا کسی اور کو مدد کے لیے سکتا... ورنہ مجھے بچانے کے لیے پورا امریکا آسکتا ہے۔ سنیں یہ کیا کہہ رہی ہیں۔"

چند سیکنڈ کے بعد سونیا کی آواز آئی "امریکا کی طرح پیتھی جاننے والے بھی دنیا کے ایک سرے سے دوسرے تک پہنچ سکتے ہیں۔ میرے خیال خوانی کرنے والے مجھے لمحے کی خبر دیتے رہیں گے کہ اس سفیر کے لیے امریکی امداد ہے یا صرف سنگریلا آرہا ہے۔ اگر وہ بزدل پہلے کی طرح پہلوانوں کو لے کر آئے گا یا خفیہ امریکی امداد پہنچے گی تو اس کے پورے خاندان کے ساتھ جہنم میں پہنچا دوں گی۔ اس سفیر کو پورے خاندان کے ساتھ صرف دو گھنٹے تک سانس لینے کی اجازت دے رہی ہوں۔ انہیں بچانے کے لیے صرف سنگریلا آئے گا اور یہاں صرف میں اس کے رو برو رہوں گی۔ وہ جسمانی قوت سے لڑے گا' میں ذہانت سے اسے مات دوں گی۔ اس کے فرشتے بھی نہیں سوچ سکیں گے کہ میں نے یہاں کس طرح ذہانت کا جال بچھایا ہے۔ آثارِ قدیمہ سے نکلے ہوئے ہڈیوں کے ڈھانچے! لکڑی رکھو اور بزدل نہیں ہے تو دو گھنٹے سے پہلے چلا آ۔ وِش آل۔"

جیسے بجلی کڑکتی ہے' ویسی ہی کڑک دار آواز کے ساتھ سنگریلا نے چیختے ہوئے میز پر ہاتھ مارا...... میز کی سطح شیشے کی تھی۔ اس شیشے کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔

"میں اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا۔ وہ پہلی بار رو برو آئے گی۔"

جیرالڈ نے دوڑتے ہوئے جا کر باہر جانے والے دروازے کو بند کرتے ہوئے مجھ سے کہا "مسٹر درانی! اسے روکو! سونیا نے اپنی مکاری سے پھر اسے جنون میں مبتلا کر دیا ہے۔"

شیشہ ٹوٹنے کے باعث اس کا ہاتھ زخمی ہو گیا تھا۔ میں نے اس کا زخمی ہاتھ پکڑ کر کہا "جاؤ۔ سونیا کے رو برو جاؤ مگر اس کے چیلنج پر غور کرو کہ اس نے اپنی ذہانت سے کیسا جال بچھایا ہو گا۔ پہلے اپنی ذہانت سے سوچو کہ وہ تم جیسے خوں خوار شیر کو پنجرے میں بند کرنے کے لیے کیسی چالیں چل چکی ہو گی۔ سوچے سمجھے بغیر وہاں جانا گویا خودکشی کرنا ہے۔"

اس کا سر چکرا رہا تھا۔ دماغ کام نہیں کر رہا تھا۔ سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اس کے چیلنج کو قبول کرتے ہوئے کیسی جوابی کارروائی کرے؟

جیرالڈ فرسٹ ایڈ بکس لا کر اس کے زخمی ہاتھ کی مرہم پٹی کرنے لگا۔ ذہانت اور مکاری اسی کو کہتے ہیں۔ میری جان نے اسے ہاتھ نہیں لگایا تھا مگر اس کا ہاتھ زخمی کر دیا تھا۔ اسے رو برو بلانے سے پہلے اس کی ذہانت کو ناکارہ بنا دیا تھا۔ آئندہ وہ میری یا جیرالڈ کی ذہانت پر انحصار کر سکتا تھا۔

سونیا نے میرے لیے ایسا راستہ ہموار کیا تھا کہ میری ذہانت اسے بری طرح لے ڈوبتی۔ وہ صرف امریکی آقاؤں کی ذہانت سے خود کو بچا سکتا تھا۔ دیکھیں کیا ہوتا ہے؟

سنگریلا نے میز کا شیشہ توڑ دیا جس کے نتیجے میں ایک ہاتھ زخمی کر لیا۔ ٹیلی فون اور دوسری اہم فائلیں اور کاغذات ٹوٹی ہوئی میز سے گر کر دور تک بکھر گئے تھے۔ ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے لگی تو پتا چلا کہ وہ گرنے کے باوجود سلامت ہے۔ جیرالڈ نے فرش پر سے ٹیلی فون اٹھایا۔ یہ محض اتفاق تھا کہ گرنے کے باوجود ریسیور کریڈل پر ہی رکھا رہ گیا تھا۔

اس نے ریسیور کان سے لگا کر کہا "ہیلو میں تھامس جیرالڈ بول رہا ہوں۔"

دوسری طرف سے کہا گیا "میں امریکی وزارتِ خارجہ کا سیکریٹری بول رہا ہوں۔ سنگریلا سے بات کرنا چاہتا ہوں۔"

جیرالڈ نے فون کا اسپیکر آن کر کے سنگریلا کی طرف ریسیور بڑھاتے ہوئے کہا "امریکی وزارتِ خارجہ کے سیکریٹری بات کرنا چاہتے ہیں۔"

اس نے ریسیور لے کر کان سے لگا کر کہا "ہیلو میں سنگریلا بول رہا ہوں۔"

سیکریٹری نے کہا "درد سر بول رہے ہو۔ تھوڑی دیر پہلے ہمارے سفیر کے فون پر تمہاری اور سونیا کی جو باتیں ہوتی رہیں' اس گفتگو کی ریکارڈنگ ہم تک پہنچ گئی ہے۔ ہمارے سفیر جان ڈولسن اور اس کی فیملی اس وقت بارود کے ڈھیر پر ہے۔ وہ کہہ چکی ہے کہ تمہارے وہاں جانے سے ان کی جانیں بچ سکتی ہیں۔ تمہیں فوراً وہاں جانا ہو گا۔"

سنگریلا نے کہا "آپ نے یہ بھی سنا ہو گا کہ اس مکار نے مجھے ٹریپ کرنے اور ہلاک کرنے کے لیے جال بچھا رکھا ہے۔"

"یہ تمہارا اور سونیا کا معاملہ ہے۔ تمہارے جھگڑوں میں ہمارے سفیر اور اس کے بیوی بچوں پر آنچ نہیں آنی چاہیے۔"

"یہ صرف میرا اور سونیا کا معاملہ کیسے ہو سکتا ہے؟ میں نے فرہاد کو قتل کرنے کے لیے آپ سے معاوضہ لیا ہے۔ یہ آپ کی حکومت کا بھی معاملہ ہے۔"

"بکواس مت کرو۔ ہم نے فرہاد کو قتل کرانے کا معاوضہ نہیں دیا ہے۔ فرہاد سے ہماری کوئی دشمنی نہیں ہے۔"

"تم امریکی کیسے طوطا چشم ہو۔ پہلے فرہاد کو قتل کرانا چاہا۔ اب اپنا سفیر خطرے میں ہے تو مجھے قتل ہونے کے لیے وہاں جانے کو کہہ رہے ہو۔"

"غیر ضروری باتیں نہ کرو۔ سونیا نے دو گھنٹے کا وقت دیا ہے۔ آدھا گھنٹا گزر گیا ہے۔ ابھی اسے فون پر کہو کہ دو گھنٹے کے اندر آ رہے ہو۔ تم اس سے جو کہو گے اس کی ریکارڈنگ ہم سن لیں گے۔"

فون بند کر دیا گیا۔ جیرالڈ نے کہا "یہ کیا نئی مصیبت آ گئی ہے۔ میں تمہیں آج رات ریسلنگ رنگ میں لانے والا ہوں مگر سونیا کے علاوہ امریکی حکومت بھی تمہارے خلاف ہو گئی ہے۔"

سنگریلا نے غصے سے کہا "امریکی حکومت میرا کیا بگاڑ لے گی۔ یہ امریکی تو برسوں سے فرہاد کے دشمن ہیں مگر سب سے طاقت ور ہونے کے باوجود آج تک فرہاد کا کچھ نہیں بگاڑ سکے۔ وہ آج بھی زندہ سلامت ہے۔ میں بھی ان کی دشمنی کے باوجود زندہ سلامت رہوں گا۔"

میں نے کہا "فرہاد کو بابا صاحب کے ادارے کی قوت حاصل ہے۔ تم اکیلے ہو۔ تمہیں تحفظ دینے والا کوئی مضبوط ادارہ نہیں ہے۔"

جیرالڈ نے کہا "میری ریسلنگ پارٹی کے پیچھے عالمی سطح کے خطرناک مجرم پناہ لیتے ہیں۔ سنگریلا کو بھی میں پناہ دوں گا۔"

میں نے کہا "مسٹر جیرالڈ! برا نہ ماننا۔ تم سنگریلا کے ذریعے لاکھوں کروڑوں ڈالر کمانا چاہتے ہو لیکن آج رات اسے مقابلے کے لیے رنگ میں کیسے بھیجو گے؟ قاہرہ میں سی آئی اے اور موساد کے کئی سراغ رساں ہیں۔ وہ سنگریلا کو جہاں دیکھیں گے گولی مار دیں گے اور ریسلنگ کے دوران میں لاکھوں افراد کے درمیان چھپ کر اسے مار ڈالنا ان کے لیے آسان ہوگا۔"

سنگریلا نے کہا "اب دو طرف سے میری جان کو خطرہ ہے۔ ایک تو سی آئی اے والے مجھے قتل کرنا چاہیں گے۔ دوسری طرف سونیا بھی میرا پیچھا نہیں چھوڑے گی۔"

میں نے کہا "تیسرے کو بھول رہے ہو۔ تیسرا فرہاد ہے۔"

سنگریلا نے ناگواری سے کہا "وہ مرد نہیں ہے۔ اگر ہوتا تو اپنی بیوی کو میرے پیچھے نہ لگاتا۔"

میں نے تائید میں سر ہلا کر کہا "فرہاد بوڑھا اور ... ہو گیا ہے یا پھر ہو سکتا ہے کہ تم سے نمٹنے کے لیے اپنی ... ہی کافی سمجھتا ہو۔ یہ تو ہم سب دیکھ رہے ہیں کہ وہ تم ... رات بھر دوڑاتی رہی۔ اس کے علاوہ تمہارا معاملہ ... وزارت خارجہ تک پہنچا دیا ہے۔"

جیرالڈ نے کہا "میں سنگریلا کو سی آئی اے کے ہاتھ ... نہیں دوں گا۔ جہاں تک آج کی ریسلنگ کا تعلق ہے ... ضرور مخالف پہلوانوں سے مقابلے کرے گا۔ میں ابھی ... سے سمجھوتا کروں گا۔"

اس نے ریسیور اٹھا کر امریکی سفیر جان ڈولسن کے ... ڈائل کیے۔ رابطہ ہونے پر ایک چھوٹی سی بچی کی آواز ... دی "ہیلو کون بول رہا ہے۔"

جیرالڈ نے پوچھا "بیٹی! تم کون ہو؟ میڈم سونیا کو ... دو۔"

"وہ میڈم جا چکی ہیں۔"

"اپنے ڈیڈ کو فون دو۔"

تھوڑی دیر بعد سفیر کی آواز سنائی دی "ہیلو سنگریلا؟"

"میں تھامس جیرالڈ بول رہا ہوں۔ فون کے اسپیکر ... سنگریلا تمہاری آواز سن رہا ہے۔ میڈم سونیا کہاں ہیں؟"

"وہ مجھے اور میری بیوی اور جوان بچوں کو اس ... باندھ کر گئی ہے کہ نہ ہم خود اس بندش سے نجات حا... کر سکتے ہیں اور نہ ہی یہ میری پانچ برس کی بیٹی ہمیں نجات ... سکتی ہے۔ سونیا نے میری صرف پانچ برس کی بیٹی کو آزاد ... ہے تاکہ وہ فون اٹینڈ کر لے اور اس کا ریسیور میرے کان ... لگائے۔ میرے ہاتھ بھی اس طرح باندھے گئے ہیں کہ میں ... کسی کو فون نہیں کر سکتا۔"

"کیا آپ کو پورا یقین ہے کہ میڈم سونیا جا چکی ہیں؟"

"وہ جا چکی ہے لیکن ہمیں بچانے کے لیے کوئی ... کمرے میں نہیں آ سکے گا۔ اس نے دروازے کے ہینڈل ... سے ایک پتلا سا تار باندھ رکھا ہے۔ اس تار کے دوسرے ... سرے سے ایک ہینڈ گرینیڈ اس طرح باندھا ہے کہ کوئی ... دروازے کو کھولے گا تو اس کے ساتھ تار کے کھنچنے سے ... گرینیڈ کی چابی ایک جھٹکے سے نکلے گی پھر میں اپنے بیوی ... سمیت گرینیڈ کے پھٹ پڑنے سے ہلاک ہو جاؤں گا۔ ... سنگریلا! یہاں آ جاؤ۔ سونیا نے کہا ہے کہ تم اس کی دی ... مدت کے اندر یعنی ساڑھے سات بجے تک آ جاؤ ...

ہمیں مرنے نہیں دے گی۔ اس کمرے کے دروازے کو کھولے بغیر ایک تدبیر سے تار کاٹ کر گرینیڈ کو الگ کر کے ہمیں بچا لے گی۔"

جیرالڈ نے پوچھا "کیا کمرے کی کھڑکی سے بھی بم منسلک ہے؟"

"نہیں مگر کھڑکی کے اندر کوئی نہیں آ سکتا۔ اس کی چوکھٹ میں لوہے کی جالیاں لگی ہوئی ہیں۔"

"پھر تو فکر نہ کرو۔ ہم جالیوں کو کاٹ کر اندر آئیں گے پھر تار کو بھی کاٹ کر گرینیڈ کو الگ کر دیں گے۔"

"آپ لوگوں کو جو کرنا ہے، جلد کریں۔ ہمیں کسی طرح بچائیں۔"

"آپ حوصلہ رکھیں۔ ہم ابھی آ رہے ہیں۔"

جیرالڈ نے فون بند کر کے سنگریلا سے کہا "میں تمہیں وہاں نہیں جانے دوں گا۔ تمہیں ہلاک تو کیا زخمی بھی نہیں ہونے دوں گا۔ تم نے غصے اور جنون میں اپنا ایک ہاتھ زخمی کر لیا ہے۔ ویسے یہ گہرا زخم نہیں ہے۔ بہرحال میں اپنے کچھ آدمیوں کو لے کر وہاں جاؤں گا۔"

میں نے کہا "مسٹر جیرالڈ، آپ کے لیے سنگریلا جتنا قیمتی اور ضروری ہے اسی طرح سنگریلا کے لیے آپ قیمتی اور ضروری ہیں۔ آپ دونوں کو وہاں نہیں جانا چاہیے۔"

"پھر کسے جانا چاہیے؟"

"وہ سفیر امریکا کے لیے ضروری ہے۔ لہٰذا سنگریلا وزارت خارجہ کے سیکریٹری کو فون کرے کہ سفیر کو کس طرح بچایا جا سکتا ہے۔ اگرچہ وہاں سونیا موجود ہے لیکن کہیں چھپ کر سنگریلا کو نقصان پہنچا سکتی ہے۔ لہٰذا سی آئی اے والوں کو وہاں جا کر سفیر اور اس کی پوری فیملی کو بچانا چاہیے۔"

جیرالڈ نے خوش ہو کر مجھ سے کہا "تم نے بہت اچھا مشورہ دیا ہے۔ سنگریلا! تم سیکریٹری کو فون کرو۔"

اس نے وزارتِ خارجہ کے سیکریٹری سے رابطہ کیا۔ سیکریٹری نے کہا "میں سیٹلائٹ کنکشن سے سن چکا ہوں کہ سونیا جا چکی ہے اور سفیر اپنی فیملی کے ساتھ ہینڈ گرینیڈ کے بلاسٹ ہونے سے کسی وقت بھی مر سکتا ہے۔ اب تو تم وہاں جا سکتے ہو۔"

"کیا آپ سونیا کی مکاری کو نہیں سمجھ سکتے۔ وہ کہیں چھپی ہوئی میری تاک میں لگی ہوگی۔ مجھے ضرور ہلاک یا زخمی کرنا چاہے گی۔ آپ کو تمام حالات کا علم ہو چکا ہے۔ آئندہ میں آپ کے بہت کام آ سکتا ہوں۔ آپ اپنے سی آئی اے کے ایجنٹوں کو وہاں بھیج کر آسانی سے سفیر کو بچا سکتے ہیں۔"

"ٹھیک ہے۔ میں اپنے لوگوں کو بھیج رہا ہوں مگر آئندہ تمہاری طرف سے کوئی پرابلم پیدا نہیں ہونا چاہیے۔ تم سونیا سے دور چلے جاؤ۔ چوبیس گھنٹے کے اندر قاہرہ چھوڑ دو۔"

جیرالڈ نے ریسیور کے ماؤتھ پیس پر ہاتھ رکھ کر کہا "آج اور کل رات ریسلنگ ہے۔ تم پچاس گھنٹوں کا وقت لو۔"

جیرالڈ نے ماؤتھ پیس سے ہاتھ ہٹایا۔ سنگریلا نے کہا۔ "آپ جانتے ہیں۔ میں کبھی آپ کا حکم نہیں ٹالتا لیکن قاہرہ چھوڑنے کے لیے مجھے پچاس گھنٹے کا وقت دیں۔ مجھے ایک ضروری کام نمٹانا ہے۔ یہ وعدہ کرتا ہوں کہ یہاں سونیا سے دور رہوں گا۔"

"آل رائٹ۔ ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ تم کوئی پرابلم پیدا نہ کرو۔ پچاس گھنٹے کے بعد یہ ملک چھوڑ دو۔ دیٹس آل۔"

ادھر سے فون بند ہو گیا۔ سنگریلا نے ریسیور کو غصے سے رکھتے ہوئے مجھ سے اور جیرالڈ سے کہا "میں تم دونوں کی بات مان کر ابھی سونیا کے مقابلے پر نہیں جا رہا ہوں اور وہ سیکریٹری مجھے بزدل سمجھ کر کہہ رہا ہے کہ میں سونیا سے دور چلا جاؤں۔ آخر کیوں جاؤں؟ کیا میں ایک عورت کے مقابلے میں کمزور ہوں؟"

"بات کمزوری کی نہیں۔ مصلحت اندیشی کی ہے۔ تم کسی دوسرے ملک میں بھی جا کر سونیا اور فرہاد کو للکار سکتے ہو۔"

جیرالڈ نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا "مسٹر درانی ہمیشہ تمہاری اور میرے فائدے کی بات سمجھاتے ہیں۔ غصہ تھوک دو۔ ٹھنڈے دماغ سے سوچو۔ اگر تم بزدل اور کمزور ہوتے تو میں عالمی شہرت یافتہ پہلوانوں کے مقابلے میں تمہیں کبھی لانا نہ چاہتا۔"

میں نے کہا "سنگریلا! میں تم سے وعدہ کرتا ہوں۔ تم مسٹر جیرالڈ کی بات مان کر یہاں پچاس گھنٹے گزار لو۔ تم میری ذہانت پر بھروسا کرتے ہو۔ میں وعدہ کرتا ہوں، ایسی تدبیر سوچوں گا کہ سونیا تمہارے روبرو آنے پر مجبور ہو جائے گی۔"

سنگریلا نے میرا ہاتھ تھام کر کہا "جب سے ہماری ملاقات ہوئی ہے، میں تم پر اندھا اعتماد کرنے لگا ہوں۔ تم نے دو بار میری جان بچائی ہے اور ہمیشہ بڑی دانائی سے مشورے دیتے ہو۔ چلو میں تمہارے ساتھ چل کر آرام سے نیند پوری کروں گا اور شام تک مسٹر جیرالڈ کے لیے ریسلنگ رنگ میں جانے کے لیے بالکل فریش ہو جاؤں گا۔"

جیرالڈ مجھ سے بہت خوش تھا۔ وہ ہمیں اپنی کار میں بٹھا کر ایک بنگلے میں لے آیا۔ اس بنگلے میں ایک ڈرائنگ روم اور دو بیڈ روم تھے۔ اس نے کہا "دوپہر یا شام کو جب بھی آنکھ کھلے، مجھ سے فون پر رابطہ کرنا۔"

وہ اپنا موبائل فون نمبر لکھ کر دے گیا۔ میں نے سنگریلا سے کہا "کل رات سے دوڑتے دوڑتے اور دماغی توانائیاں صرف کرتے کرتے میں تو تھک گیا ہوں۔ تم بھی جا کر آرام اور اطمینان سے شام تک سوتے رہو۔"

وہ اپنے بیڈ روم میں چلا گیا۔ میں نے اپنے بیڈ روم میں آ کر دروازے کو اندر سے بند کیا پھر خیال خوانی کے ذریعے سونیا کے پاس پہنچا۔ اس نے بتایا کہ سفیر کے بنگلے کے احاطے میں تین اجنبی آئے تھے۔ میں نے کہا "وہ سی آئی اے کے ایجنٹ ہوں گے۔"

بہرحال جو بھی ہوں۔ انہوں نے بڑے محتاط انداز میں ایک کمرے کی کھڑکی کے پاس آ کر دیکھا۔ اندر وہ سفیر اپنے بچوں کے ساتھ بندھا ہوا تھا۔ اب اس کی چھوٹی بیٹی بھی بندھی ہوئی تھی جس نے جیرالڈ اور سنگریلا کا فون ریسیو کیا تھا۔ اس فون کا ریسیور کریڈل سے الگ رکھا ہوا تھا۔ ایک ایجنٹ نے کھڑکی کے باہر سے کہا "مسٹر ڈولسن! ہم آپ کو بچانے آئے ہیں لیکن ہمیں بتایا گیا تھا کہ آپ کی چھوٹی پانچ سالہ بیٹی کو باندھا نہیں گیا ہے۔"

سفیر جان ڈولسن نے کہا "ہاں پہلے یہ آزاد تھی۔ میں نے سنگریلا سے فون پر بات کی اور میری بیٹی نے ریسیور فون کے کریڈل پر رکھ دیا تو اچانک یہ دروازہ کھلا۔ وہاں سونیا نظر آئی۔ اس نے کہا تھا کہ دروازہ کھلتے ہی گرینیڈ کا دھماکا ہوگا لیکن ایسی کوئی بات نہیں ہوئی۔ اس نے اس گرینیڈ کو اٹھا کر کہا کہ یہ صرف پلاسٹک کا خول ہے۔ اس میں کچھ نہیں ہے۔ اس نے گرینیڈ کی چابی کھینچ کر نکالی۔ واقعی دھماکا نہیں ہوا۔ اس نے میری چھوٹی بیٹی کو ہمارے ساتھ باندھتے ہوئے کہا "اسے مجھ سے اور ان معصوم بچوں سے کوئی دشمنی نہیں ہے۔ وہ صرف شکار پھانسنے کے لیے ایسا کر رہی ہے۔ اس نے میری بیٹی کو باندھ کر ریسیور کو کریڈل سے الگ رکھ کر جاتے ہوئے کہا "تم لوگوں کی رسیاں کھولنے کے لیے میرا شکار آئے گا۔ وہ تمہیں آزاد کرے گا اور خود زندگی کی قید سے آزاد ہو جائے گا۔"

خوش قسمتی سے سنگریلا وہاں نہیں گیا۔ بدبختی سے سی آئی اے کے تین ایجنٹ وہاں پہنچے۔ جب سفیر نے انہیں بتایا کہ دروازہ کھلا ہوا ہے اور دھماکے کا کوئی خطرہ نہیں ہے تو وہ بڑے مستعد اور محتاط رہ کر بنگلے کے اندر آئے کیونکہ وہ کہہ چکی تھی 'جو شکار وہاں آئے گا' پھر زندہ نہیں جائے گا۔

وہ تینوں ایک دوسرے کے لیے ڈھال بنتے ہوئے بنگلے کے اندر آئے اور ایک ایک کمرے اور باتھ روم وغیرہ میں جا کر سونیا کو تلاش کرتے رہے۔ ایک نے کہا "وہ باہر ہماری تاک میں ہوگی۔ آؤ پہلے سفیر صاحب کو رہائی دلائیں۔"

وہ تینوں اس کمرے میں آئے۔ انہوں نے ان کی رسیاں کھولیں۔ سفیر کی ایک بیوی، دو بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔ ان تینوں میں سے دو ایجنٹس رسیاں کھولتے وقت ایک دوسرے سے باتیں کر رہے تھے۔ سفیر سے بھی سوال کر رہے تھے۔ تیسرا ایجنٹ فون پر کہہ رہا تھا "سر! ہم نے ڈولسن اور ان کی فیملی کو بچا لیا ہے۔ سونیا بنگلے کے باہر چھپی ہوئی ہے۔ آپ دوسرے ایجنٹس کو بھیج کر اسے گھیر کرائیں۔ وہ گرفتار ہوگی یا ماری جائے گی تو ہم بنگلے سے جائیں گے۔"

اس نے ریسیور رکھ کر اپنے ریوالور کی تمام گولیاں نکال کر سفیر کی بیوی کے ہاتھوں میں دیں۔ اس سے پہلے دو ایجنٹ بھی سفیر سے سوالات کے دوران میں چند سیکنڈ کے لیے غائب دماغ ہو کر اپنے اپنے ریوالور کی گولیاں اس کی ہتھیلی پر دے چکے تھے۔ وہ تمام گولیاں لے کر چلتی ہوئی دروازے کے پاس آئی۔ اسے اندر سے بند کیا پھر ایک کرسی کھینچ کر اسے دروازے سے لگا کر بیٹھتے ہوئے بولی "سونیا بنگلے کے باہر نہیں اندر ہے۔ تمہارے سامنے بیٹھی ہوئی ہے۔"

تینوں ایجنٹس نے پہلے اسے حیرانی سے دیکھا پھر ڈولسن کو سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگے۔ جان ڈولسن نے کہا "میں بہت مجبور ہوں۔ یہ میری وائف نہیں میڈم سونیا ہے۔ اس نے میری وائف کو کہیں دوسری جگہ بھیج دیا ہے۔ وعدہ کیا ہے کہ میں اس کے احکامات کی تعمیل کرتا رہوں اور مجھے جو کہنے کے لیے کہا جائے گا' وہی کہتا رہوں گا تو شکار کھیلنے کے بعد میری وائف کو زندہ سلامت یہاں بھیج دے گی۔"

یہ سنتے ہی تینوں نے اپنے اپنے ریوالور کا رخ سونیا کی طرف کیا۔ سونیا نے اپنی دونوں مٹھیاں کھولیں۔ اس کی ہتھیلیوں پر اٹھارہ گولیاں تھیں جو اس کی گود میں اور آس پاس فرش پر گرتی جا رہی تھیں۔ اس نے اپنی ایک ہتھیلی پر صرف تین گولیاں رہنے دیں۔

انہوں نے سونیا کو پہلے صرف نشانے پر لیا تھا۔ گولیوں کو دیکھ کر یقین نہیں آیا کہ وہ ان کے ہی ریوالور کی ہیں۔ انہوں نے ٹریگر کو دبایا۔ تینوں ریوالور کھٹ کھٹ کی آوازیں پیدا کر کے رہ گئے۔

وہ بولی "میں نے وارننگ دی تھی کہ سنگریلا یہاں نہیں آئے گا تو مدد کے لیے دوسرے آنے والے مارے جائیں گے۔ میں تم تینوں میں سے کسی ایک کو زندہ جانے کا موقع دوں گی۔"

اس نے ذرا دور ایک گولی کو فرش پر پھینک کر کہا "تم تینوں میں سے جو پہلے اس گولی کو اٹھا کر اپنے ریوالور کے

[چیمبر میں ڈ]الے گا' وہ زندہ جائے گا۔"

[تی]نوں نے سوچتی ہوئی نظروں سے پہلے فرش پر پڑی ہوئی [گولی] کو دیکھا پھر مکاری سے سونیا کو دیکھا پھر تینوں [چھلان]گیں لگا کر اس گولی کو اٹھانے آئے۔ ایک دوسرے سے [ٹکرا]ئے۔ ایک دوسرے کو گولی اٹھانے سے روکتے ہوئے خود اٹھانے کے لیے لڑتے رہے پھر ایک نے گولی کو اٹھا لیا [اور ریوالور ک]ی چیمبر میں اسے ڈالا۔ وہ سوچ چکا تھا کہ گولی ہاتھ آتے [ہی س]ونیا کو گولی مار دے گا لیکن اس کے ریوالور کا رخ اپنے [ایک س]اتھی کی طرف ہوا پھر ٹریگر دب گیا۔ ٹھائیں کی آواز [کے س]اتھ وہ کراہتا ہوا فرش پر گر کر تڑپتے ہوئے ہمیشہ کے [لیے س]اکت ہو گیا۔

سونیا نے گولی چلانے والے سے کہا "میں نے کہا تھا۔ جو [گ]ولی اٹھائے گا' وہ یہاں سے زندہ جائے گا مگر وہ نہیں گیا۔ [اس] نے اپنے ساتھی کو مار ڈالا۔ میں زبان کی پکی ہوں۔ یہاں [سے ص]رف ایک زندہ جائے گا اور تم دو ہو۔"

اس نے دوسری گولی فرش پر پھینکتے ہوئے کہا "تم دونوں [میں س]ے جو پہلے اسے اٹھا کر اپنے ریوالور کے چیمبر میں ڈالے [گا' و]ہ زندہ جائے گا۔ جو ناکام رہے گا' وہ زندہ رہنے والے [کی گو]لی سے مرے گا۔"

ان دونوں نے فرش پر پڑی ہوئی گولی کو دیکھ کر ہچکچاتے [ہوئ]ے کہا "ہم دونوں ایک دوسرے کے دشمن نہیں ہیں۔"

"میرے دشمن تو ہو۔ بات میری چلے گی۔ کیا میں یہ [زند]ہ کھیل کر تمہارے ہاتھوں مر جاؤں؟"

"میڈم! ہم آپ کی بھلائی کے لیے کہتے ہیں۔ فوراً یہاں [سے چل]ی جائیں۔ ہمارے اس مرنے والے ساتھی نے فون پر [کہا تھا] کہ مزید مسلح افراد بھیجیں۔ وہ آ چکے ہوں گے یا آ رہے [ہوں] گے۔ آپ کو بنگلے کے چاروں طرف تلاش کریں گے [پھر یہاں ب]ھی آئیں گے۔"

"جب تمہارا ساتھی فون کر رہا تھا تو غائب دماغ تھا۔ [میں اس ک]ی زبان پر بول رہا تھا۔ یہاں تمہارا اور کوئی ساتھی نہیں [آئے] گا۔"

وہ دونوں ایک دوسرے کو بے بسی سے دیکھنے لگے۔ ان [کی سمجھ] میں آ گیا کہ ان میں سے کسی ایک کو مرنا ہے اور سونیا [کے وع]دے کے مطابق ایک کو زندہ جانا ہے۔ اب تو ان [میں سے ک]وئی اس کھیل کا اختتام کرنا تھا۔

[ا]یک نے اچانک چھلانگ لگا کر فرش پر گولی کے پاس آ کر [اٹھانا چا]ہا۔ دوسرے نے اس کے ہاتھ پر ٹھوکر ماری۔ ہاتھ [میں آئی ہ]وئی گولی نکل کر دور چلی گئی۔ دونوں نے ادھر دوڑ [لگائی۔ ا]یک نے فرش پر پھسل کر دوسرے کی ٹانگ پر ٹانگ [ماری۔ و]ہ اوندھے منہ گرا۔ اگرچہ ٹانگ پر ٹانگ مارنے

واسلے نے بڑی چالاکی سے کام لیا تھا لیکن اوندھے منہ گرنے والے کا ہاتھ گولی تک پہنچ گیا۔ اس نے فوراً ہی اسے اٹھا کر ریوالور کے چیمبر میں ڈالا۔ دوسرے نے اس پر جمپ لگا کر ریوالور والے ہاتھ کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ لیا۔ اب ایک کی کوشش تھی کہ ٹریگر پر انگلی لے جا کر گولی چلائے۔ دوسرے کی کوشش یہ تھی کہ انگلی ٹریگر تک پہنچنے سے پہلے اس کا ریوالور چھین لے۔ زندگی کسی ایک کو حاصل کرنی تھی۔ اس جدوجہد کے دوران میں ریوالور کی نال کبھی ایک کی طرف ہو رہی تھی اور کبھی دوسرے کی طرف۔ اگر ایسے وقت گولی چلتی تو اس کمرے میں موجود دوسرا کوئی فرد بھی اس کی زد میں آکر مر سکتا تھا۔ اس لیے سفیر اپنے بچوں سمیت فرش پر لیٹ گیا۔ آخر گولی کو تو چلنا ہی تھا۔ سو چل گئی۔

فائر کی آواز کے ساتھ کمرے میں گہری خاموشی چھا گئی۔ سفیر اور اس کے بچے اٹھ کر حیرانی سے دیکھنے لگے۔ ان سب کی توقع کے خلاف ایک کے بجائے دونوں مر گئے تھے۔ وہ اس طرح کہ ایک نے ریوالور والے کو پیچھے سے دبوچ رکھا تھا۔ اس کے ریوالور والے ہاتھ کو اس کے سینے کی طرف گھما کر ٹریگر دبایا تھا۔ گولی اس کے سینے کے آر پار ہوتی ہوئی پیچھے والے کے سینے میں پیوست ہو گئی تھی۔

سونیا نے کرسی سے اٹھ کر دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔ "میں اپنے وعدے کے مطابق ایک کو زندہ چھوڑنا چاہتی تھی لیکن دونوں کے مقدر میں موت تھی۔ ویل مسٹر ڈولسن! تمہاری وائف بنگلے کے پیچھے باؤنڈری وال سے لگی بیٹھی ہے۔ جا کر اسے لے آؤ۔"

یہ کہہ کر وہ وہاں سے چلی آئی۔ میں نے اس کے پاس پہنچ کر اس کے یہ تمام حالات معلوم کیے۔ ہم دونوں تھکے ہوئے تھے۔ لہٰذا ہم اپنی اپنی جگہ سو گئے۔

○☆○

یہ میں راوی کی حیثیت سے اور محی الدین نواب مصنف کی حیثیت سے خوب جانتے ہیں کہ ابتدا سے لے کر اب تک میری داستان میں تمام قارئین سونیا کو سب سے زیادہ پسند کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ہر قسط میں اس کے نت نئے کارنامے پیش کیے جاتے رہیں۔ ہم قارئین کی پسند کے مطابق یہ داستان آگے بڑھاتے جا رہے ہیں لیکن انسانی نفسیات کو پیش نظر رکھنا لازمی ہے۔

اور نفسیاتی پہلو یہ ہے کہ ہم ہر روز چکن بریانی کھاتے رہیں گے تو اس کی بے انتہا لذت کے باوجود جلد ہی اکتا جائیں گے۔ چکن بریانی اپنی کشش کھو دے گی۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے بے شمار مختلف لذت سے بھرپور رزق ہمیں دیا ہے اسی طرح پارس اور پورس کی ڈشوں کا ذائقہ ہی کچھ اَور ہے۔ تھارن آوین اور شیشڈ کو ٹریپ کرنے والی الپا خود ہو کر ایک نئی ڈش کا ذائقہ پیش کر رہی ہے۔ ثنا اور جلال پاشا ایک ایسی نئی ڈش تیار کر رہے ہیں جس کا ذائقہ دوسروں سے مختلف ہوگا۔ اتنے ذائقوں کے بعد آپ پھر لوٹ کر چکن بریانی یعنی اپنی سونیا کی طرف آئیں گے تو ایک ہی لطف حاصل کریں گے۔ بہرحال ابھی سونیا ایکشن میں ہے اور سنگریلا کا کام تمام ہونے تک ایکشن سے بھرپور رہے گی۔ آپ دعا کریں کہ سنگریلا زندہ رہے تاکہ سونیا بلائے جان بن کر ہر قسط میں آتی رہے۔

فی الحال پورس کے پاس چلتے ہیں۔ اسے ناصرہ کی دو اور نیلماں کی دشمنی کے درمیان سے نکال لانے میں بڑے پاپڑ بیلنے پڑتے ہیں۔ چونکہ جسم سے زیادہ آتما طاقت ور ہوتی ہے اس لیے ناصرہ کا جسم نیلماں کی آتما کے باعث ہی زندہ تھا اور وہ کسی نہ کسی دن نیلماں کے شکنجے میں آنے والی تھی۔ آخر وہ ناقابل نجات گرفت میں آگئی تھی اور اپنے ساتھ پورس کو بھی اس کا تابع بنا دیا تھا۔

پورس کے مقدر میں گمراہی سے نکل آنا تھا۔ لہٰذا ثانی اور جلال پاشا اسے تنویمی عمل کے سحر سے نکال لائے تھے۔ اس نے تنویمی نیند سے بیدار ہو کر خود کو ایک انجانے کمرے کے بستر پر پایا۔ تب اسے یاد آنے لگا کہ وہ کن حالات سے گزرتا رہا ہے۔ آخری بار اتنا ہی یاد رہا کہ وہ ناصرہ کے ساتھ ائرپورٹ کے واش روم کی طرف جا رہا تھا کہ اچانک اس پر بے ہوشی طاری ہو گئی تھی۔ اس کے بعد وہ خود کو ایک انجانے کمرے کے بستر پر پا رہا تھا۔

ناصرہ یا نیلماں کے تنویمی عمل سے نکل آنے کے بعد اسے بہت کچھ یاد آرہا تھا۔ ان یادوں میں سب سے تکلیف دہ بات یہ تھی کہ ناصرہ ہزار کوششوں کے باوجود نیلماں کی شیطانی چالوں سے بچ نہیں پاتی تھی۔ اس کے زیر اثر آکر اس نے اپنے محبوب کو بھی اس کا غلام بنا دیا تھا۔

اس نے آہٹ سن کر سر گھما کر دیکھا۔ ثنا کمرے کا دروازہ کھول کر مسکراتی ہوئی اس کے پاس آئی پھر دونوں ہاتھوں سے اس کے ہاتھ کو تھام کر بولی "خدا کا شکر ہے' آپ شیطانی چکروں سے بچ گئے ہیں۔"

اس نے پوچھا "ناصرہ کہاں ہے؟"

"ہمیں افسوس ہے' ہم بھابی کو اس چڑیل کے شیطانی اثر سے نہ نکال سکے۔ وہ ہوش میں آتے ہی دو مسلح گارڈز کو زہر سے ہلاک کر کے فرار ہو گئیں۔۔۔ دوسرے لفظوں میں نیلماں انہیں کہیں لے گئی ہے۔"

"او گاڈ! پتا نہیں وہ چڑیل اس کے ساتھ کیسا سلوک کر رہی ہو گی۔ میری پیاری بہن! اس کے دماغ میں جاؤ۔ اس کے حالات معلوم کرو۔"

"میں' ثانی اور ابو کئی بار بھابی کے دماغ میں جانے کی کوششیں کرتے رہے لیکن وہ سانس روک کر ہم سے نجات توڑ لیتی ہیں۔ وہ کم بخت آتما جب تک بھابی کے اندر رہے گی' ہماری کوششوں کو ناکام بناتی رہے گی۔"

"اور میری بے چینی بڑھاتی رہے گی۔ اسے مجھ سے دور کر کر تڑپاتی رہے گی اور میں یقین سے کہتا ہوں کہ وہ بھی میرے بغیر تڑپتی رہے گی۔"

ثنا نے خیال خوانی کے ذریعے جلال پاشا کو بلایا۔ پاشا نے آکر کہا "پورس! تمہیں ایک بات اچھی طرح سمجھ لینی ہے کہ نیلماں تم سے لاکھ دشمنی کرے لیکن ناصرہ کو کوئی جسمانی نقصان نہیں پہنچائے گی۔ اپنی سلامتی کے لیے ناصرہ کو بھی جسمانی طور پر صحیح سلامت رکھے گی۔"

"لیکن ذہنی طور پر نقصان پہنچاتی رہے گی۔ جیسے اب اسے ذہنی طور پر اپنی تابع بنا کر اسے مجھ سے جدا کر دیا ہے۔"

"صرف اس لیے تم سے جدا کیا ہے کہ ہم تمہارے ہمدردی بن کر رہتے ہیں۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ ہم باپ بیٹی قرآنی آیات پڑھ کر اس کی شیطنت کو ختم کر دیں اور وہ ناصرہ کے جسم کے اندر بالکل بے بس ہو کر رہ جائے۔"

ثنا نے کہا "بھائی جان! آپ دیکھ چکے ہیں کہ اس چڑیل نے پہلی بار آپ کو بھابی کے زہر سے ہلاک کرنا چاہا۔ دوسری بار بھابی پر غالب آکر آپ کو تابع بنا لیا تھا۔ اگرچہ یہ سچ بہت کڑوا ہے لیکن آپ کو آئندہ بھابی سے دور رہنا چاہیے۔"

"میری بہن! ایسی بات نہ کہو۔"

جلال پاشا نے کہا "سچ کو تسلیم کرنا ہو گا۔ تمہیں ناصرہ ملے گی تو اس کے ساتھ وہ چڑیل بھی ملے گی۔ اگر اس چڑیل کو ختم کیا جائے گا تو ناصرہ کا جسم بھی مردہ ہو جائے گا اور وہ چڑیل نیلماں تو اب بھی اسے تمہارے قریب نہیں آنے دے گی۔ وہ سمجھتی ہے کہ تم اس سے ملو گے تو ہم اس کے سامنے پھر قرآنی آیات پڑھنے لگیں گے۔"

وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ سر جھکا کر سوچنے لگا۔ ثنا نے کہا "ثانی بھیا اور بابا نے ہماری بڑی مدد کی ہے۔ اگر وہ ہمارے ساتھ نہ ہوتے تو نیلماں کی آتما رفتہ رفتہ بھابی کے دماغ پر پوری طرح غالب آکر انہیں بھی آپ کا دشمن بنا دیتی۔ آپ کو فی الحال ان سے دور رہنا چاہیے۔"

"میں سمجھتا ہوں' مجھے اپنی بہتری کے لیے فی الحال ناصرہ سے دور رہنا چاہیے لیکن یہ ضرور معلوم کرنا چاہیے کہ نیلماں اسے کہاں لے گئی ہے۔ میں کم از کم دور ہی دور سے ناصرہ کی نگرانی کرتا رہوں گا تو میرے دل کو اطمینان حاصل ہوتا رہے گا۔"

"جب بھابی آپ کو ہم سے دور لے جا رہی تھیں تو ثانی نے کہا تھا کہ موجودہ فرضی ناموں اور پاسپورٹ کے مطابق وہ آپ کو یہاں سے لے جائے گی کیونکہ دوسرے پاسپورٹ اور شناختی کارڈز بنوانے کا وقت نہیں تھا۔ ثانی بھائی کے مشورے کے مطابق عمل کر کے ہم نے آپ کو نیلماں کی سازش سے بچا لیا۔"

پورس نے کہا "نیلماں دوسری بار ائرپورٹ جانے کی غلطی نہیں کرے گی۔ وہ ہائی وے سے بائی کار دوسرے شہر جائے گی۔ ناصرہ اس کی مرضی کے مطابق اپنے چہرے پر تبدیلیاں کرے گی تاکہ ہم اسے پہچان نہ سکیں پھر وہ نام بدل کر خیال خوانی کے ذریعے متعلقہ افسران کے دماغوں پر قبضہ جما کر نیا پاسپورٹ اور شناختی کارڈ بنوا لے گی۔"

جلال پاشا نے کہا "یہ سب کچھ کرتے وقت وہ تنہا رہے گی۔ نیلماں کی آتما اس کے اندر رہے گی۔ باہر کسی کو نظر نہیں آئے گی۔ لہٰذا ناصرہ کی ایک پہچان یہی ہو گی کہ وہ اکیلی ہے۔ ہمیں جو بھی تنہا عورت نظر آئے' ہم اس کے دماغ میں پہنچ کر معلوم کر سکتے ہیں۔ وہ دماغ میں نہیں آنے دے گی تو پھر وہی ناصرہ ہو گی۔"

"جی ہاں۔ یہ ایک خاص پہچان ہو گی لیکن معلوم کرنا ہو گا کہ وہ یہیں بوگوٹا میں نیا پاسپورٹ بنوا رہی ہے یا کسی دوسرے شہر جا کر ایسا کرے گی۔ وہ ہائی وے سے کار کے ذریعے میڈاسس یا پنامہ جا سکتی ہے۔ زیادہ دور جائے گی تو اسے اندیشہ رہے گا کہ آپ لوگ خیال خوانی کے ذریعے ہائی وے ٹریفک پولیس کے افسران کے دماغوں میں پہنچ کر فرضی نام سے ہائی وے پر تنہا کار چلانے والی ناصرہ کا سراغ لگائیں گے۔"

ثنا نے خیال خوانی کے ذریعے ثانی کو بتایا کہ پورس تنویمی نیند سے بیدار ہو گیا ہے اور اب ناصرہ کو ڈھونڈنے کا مسئلہ ہے۔ ثانی نے کہا "پورس سے کہو' مجھے دماغ میں آنے دے۔"

ثنا نے پورس سے کہا پھر ثانی نے اس کے دماغ میں آکر کہا "ہیلو پورس! کیسے ہو؟"

وہ بولا "جیسے پاپا کی سرپرستی، تمہارے اور پارس جیسے محبت کرنے والے کا تعاون حاصل ہو، وہ بامراد ہوتا ہے اور دشمن نامراد رہ جاتے ہیں۔ اب تو بس ایک ناصرہ کی فکر ہے۔"

"ہم تمام خیال خوانی کرنے والے کولمبیا کے تمام بڑے شہروں کے پاسپورٹ آفس اور شناختی کارڈز کے دفاتر میں جا کر معلوم کریں گے کہ کہاں کہاں کتنی تنہا عورتیں اپنے لیے نیا پاسپورٹ اور شناختی کارڈز بنوا رہی ہیں۔"

پھر اس نے کہا "انکل، آپ میڈاسن شہر کے دفاتر میں جائیں۔ ثنا، تم بوگوٹا کے دفاتر کو چیک کرو۔ میں پنامہ جا رہی ہوں۔ ان مقامات پر ناکامی ہوگی تو پھر ہم دوسرے شہروں یا دوسری اسٹیٹس میں جائیں گے۔"

جلال پاشا نے کہا "پورس! ہم جا رہے ہیں۔ جلد ہی واپس آئیں گے لیکن تم سے ایک ضروری تعاون چاہتے ہیں۔"

"آپ میرے بزرگ ہیں۔ تعاون کی بات نہ کریں۔ حکم دیں۔"

"میں ہدایت کرتا ہوں کہ کچھ عرصے کے لیے اپنا دل ناصرہ کی طرف سے پتھر کرلو۔ اس سے ساری عمر محبت کرو لیکن محبت اور جذبات سے مغلوب ہو کر اسے دماغ میں چند سیکنڈ کے لیے بھی آنے دو گے تو وہ محبت جتانے کے دوران میں تمہاری رہائش گاہ کا پتا معلوم کرلے گی۔ ویسے میں نے تنویمی عمل کے ذریعے تمہارے دماغ کو لاک کردیا ہے۔ تم پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روک لو گے۔ ابھی صرف اس لیے ہدایت دے رہا ہوں کہ ناصرہ کی سوچ کی لہریں شاید تمہارے دل کو موم کردیں۔"

"نہیں انکل! میں حالات کو سمجھ رہا ہوں۔ ویسے ثانی بھی یہاں موجود ہے۔ اسے معلوم ہے کہ میں اس کی اور پارس کی طرح پہلے سے کیسی پلاننگ کرتا ہوں۔ مجھے بڑی حد تک یقین ہے کہ ناصرہ بھی میرے لیے بے قرار ہوگی اور نیلماں اسے اس حد تک ڈھیل دے گی کہ وہ میرے دماغ میں آکر مجھے اپنے پاس بلائے۔ ایسے وقت میں بے وقوف بن کر جانا چاہتا ہوں۔ اس کے لیے لازمی ہے کہ آپ میں سے کوئی میرے دماغ میں آتا جاتا رہے۔"

ثانی نے کہا "اچھی پلاننگ ہے۔ ہم اس طرح بھی ناصرہ اور نیلماں تک پہنچ سکیں گے۔ تم اپنی پلاننگ پر عمل کرو۔ ہم ہر پندرہ بیس منٹ کے بعد تمہارے پاس آتے رہیں گے۔"

وہ تینوں خیال خوانی کے ذریعے تین مختلف شہروں کے پاسپورٹ کے دفاتر کی طرف چلے گئے۔ پورس اس بنگلے پر تنہا رہ گیا۔ بستر سے اتر کر بنگلے کے مختلف حصوں میں جا کر دیکھنے لگا۔ وہ پوچھنا بھول گیا تھا کہ وہ بنگلا بوگوٹا کے کس علاقے میں ہے۔ چھت پر آکر دور تک دیکھنے کے باوجود معلوم نہ ہوسکا کہ وہ کس علاقے میں ہے۔

ہر پندرہ بیس منٹ کے بعد ثانی، ثنا اور جلال پاشا اس کے پاس آرہے تھے۔ اس کے پوچھنے پر ثنا نے بتایا کہ وہ بوگوٹا شہر کے باہر اس علاقے میں ہے جہاں ڈرگ مافیا کے گاڈ فادر کارسیلو نے خود ہی اپنے پوست کے کھیتوں کو جلانے کا حکم دیا تھا تاکہ افیون کی کاشت نہ ہو اور آئندہ منشیات کی تجارت فروغ نہ پائے۔

وہ چھت سے اتر کر پھر اپنے بیڈ روم میں آیا۔ جب ناصرہ اس کے ساتھ تھی تو اس نے، ثنا اور جلال پاشا نے گاڈ فادر کارسیلو پر تنویمی عمل کیا تھا۔ پورے کولمبیا پر ڈرگ مافیا کے گاڈ فادر کی حیثیت سے کارسیلو کی حکمرانی تھی۔ اس کی طاقت کے آگے وہاں کے حکمران کمزور پڑگئے تھے کیونکہ امریکا بھی کولمبیا پر مسلط ہونے کے لیے کارسیلو کی پشت پناہی کرتا تھا۔

اب امریکی اکابرین کو معلوم ہوچکا تھا کہ پورس کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے کارسیلو کے دماغ کو اپنے شکنجے میں لے لیا ہے۔ اس طرح وہاں امریکی سیاست کمزور پڑتی جارہی تھی۔ پورس گاڈ فادر کارسیلو کے متعلق سوچ رہا تھا۔ اسی وقت کال بیل کی آواز سنائی دی۔ وہاں اس کا کوئی جاننے والا یا ملاقات کے لیے آنے والا کوئی نہیں تھا۔ پورس نے سوچا، کون دروازے پر آسکتا ہے؟

اس نے تکیے کے نیچے سے ریوالور نکال کر اسے لباس میں چھپایا پھر بیرونی دروازے کے کی ہول سے جھانک کر دیکھا۔ ایک دبلا پتلا سا بوڑھا میلا لباس پہنے کھڑا تھا۔ سر کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ ایسے جوان اور بوڑھے منشیات کے فروغ کے باعث نشے کے عادی ہوتے ہیں۔ ان کی جیبیں خالی ہوتی ہیں اور نشہ کرنے کے لیے بدن ٹوٹنے لگتا ہے تو وہ دروازے دروازے آکر بھیک مانگتے ہیں اور بھیک میں ملنے والی رقم سے نشہ خریدتے ہیں۔ پورس نے دروازہ کھول کر کہا "سوری اولڈ مین! میں اپنے گھر میں روٹی کھلا سکتا ہوں لیکن نقد رقم نہیں دوں گا۔ میں تمہیں دیکھ کر سمجھ گیا ہوں کہ نشے کے عادی ہو۔"

وہ دروازہ کھول کر باہر آیا تو دائیں بائیں دو افراد ہاتھ میں ریوالور لیے کھڑے تھے۔ ایک نے کاغذ کی پرچی اس کی طرف بڑھائی۔ اس میں لکھا ہوا تھا "ہم مجبوراً گونگے بن کر رہیں گے ورنہ تمہارے ٹیلی پیتھی جاننے والے ہمارے ہاتھوں سے ریوالور گرادیں گے۔ اگر تم اپاہج نہیں بننا چاہتے ہو تو ہم گولی نہیں چلائیں گے، چپ چاپ کوئی سوال کیے بغیر چلو۔"

پورس نے پرچی پڑھ کر دائیں بائیں دو ریوالوروں کا رخ اپنی طرف دیکھا۔ ان کی انگلیاں ٹریگر پر تھیں۔ ان میں سے ایک نے بوڑھے نشہ کرنے والے کو پچاس ڈالر دیے۔ پورس ان دونوں کے درمیان چلتا ہوا بنگلے کے پیچھے احاطے کے باہر آیا۔ وہاں ایک کار کھڑی ہوئی تھی۔ ایک نے اسے اگلی سیٹ پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ دوسرا پچھلی سیٹ پر بیٹھ رہا تھا۔ پورس نے دروازہ کھول کر سیٹ پر بیٹھنے کے لیے جھکتے ہوئے اپنے لباس کے اندر سے ریوالور نکال لیا۔ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے ریوالور کو اپنے نیچے چھپالیا۔ دوسرا شخص ایک اور پرچی دیتے ہوئے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

پرچی میں لکھا تھا "میں اپنا ریوالور اپنی ایک ران کے نیچے رکھوں گا۔ میرا ساتھی ٹھیک تمہارے پیچھے تمہیں نشانے پر رکھ کر بیٹھا رہے گا۔ کوئی بھی چالاکی تمہیں بہت مہنگی پڑے گی۔"

کار اسٹارٹ ہو کر آگے بڑھی۔ اسی وقت ثانی اس کے دماغ میں آئی پھر چند سیکنڈ کے بعد بولی "ارے یہ کیا؟ پورس کہاں جا رہے ہو؟"

وہ بولا "کچھ نہ پوچھو۔ میرے خیالات پڑھ لو۔"

ثانی نے ثنا اور جلال پاشا کو بلا کر اس کے خیالات پڑھے۔ ثنا نے پریشان ہو کر پوچھا "بھائی جان! کیا آپ کسی طرح ان گونگے بننے والوں کو بولنے پر مجبور نہیں کرسکتے؟ یہ آپ کو کہاں لے جا رہے ہیں؟ کیا یہ نیلماں کی کوئی چال ہے؟"

"اوہو میری بہنا! ذرا سی بات پر درجنوں سوال پوچھنے لگتی ہو۔ دیکھو میں عقب نما آئینے میں پیچھے بیٹھے ہوئے شخص کو دیکھ رہا ہوں اور میں نے ایک ہاتھ سے اپنے نیچے دبا ہوا ریوالور نکال کر اس کی نال کو اپنی سیٹ کی پشت سے لگالیا ہے۔ ڈرائیو کرنے والا مطمئن ہے کہ میں پیچھے گن والے کی دھونس میں ہوں۔"

"بھائی جان! آپ کیا کرنا چاہتے ہیں؟"

"میں عقب نما آئینے میں پیچھے والے کی گن کا رخ دیکھ رہا ہوں۔ یہ دیکھو، وہ اپنے ریوالور کی نال میں یونہی پھونک مار رہا ہے۔ وہ نال ذرا ادھر سے ادھر ہوئی اور گیا کام سے۔"

یہ کہتے ہی پورس نے متواتر تین فائر کیے۔ وہ گولیاں اس کی سیٹ کی پشت سے گزرتی ہوئی پیچھے بیٹھے ہوئے شخص کے جسم میں پیوست ہوتی گئیں۔ فائرنگ کے دوران میں ہی ڈرائیو کرنے والے نے اپنے نیچے سے ریوالور نکالا۔ پورس کا ایک الٹا ہاتھ اس کے منہ پر پڑا۔ گاڑی کو زوردار بریک لگا اور اس کا ریوالور ہاتھ سے نکل کر کھڑکی کے باہر چلا گیا۔ ڈرائیو کرنے والے نے سہم کر پورس کے ریوالور کو دیکھا۔ پورس نے کہا "پیچھے والا تو گیا۔ اب وہ کبھی نہیں بول سکے گا۔ اب تم بتاؤ، تمہاری کس ماں یا باپ نے تمہیں میرے پاس بھیجا ہے؟"

وہ خوف سے لرزتے ہوئے بولا "میں آپ کا دشمن نہیں ہوں۔ مجھے اور میرے ساتھی کو گاڈ فادر کارسیلو نے بھیجا ہے۔"

پورس نے جلال پاشا سے کہا "انکل، آپ تصدیق کریں۔ یہ کس حد تک سچ بول رہا ہے؟"

جلال پاشا خیال خوانی کے ذریعے کارسیلو کے پاس گیا۔ پورس نے ڈرائیو کرنے والے سے کہا "کار سے اترو۔ پچھلی سیٹ سے اپنے ساتھی کی لاش نکال کر باہر پھینکو اور اپنے کپڑے اتار کر پچھلے حصے سے خون کے تمام دھبے صاف کرو۔"

وہ کار سے اتر کر حکم کی تعمیل کرنے لگا۔ پاشا نے واپس آکر پورس سے کہا "بیٹے! کارسیلو تمہارا دشمن نہیں ہے۔ دراصل ہمیں یہ خیال نہیں رہا تھا کہ کارسیلو کو اپنا معمول اور تابع بناتے وقت ناصرہ بھی ہمارے ساتھ تھی۔ وہ بھی ہماری طرح کارسیلو کے دماغ میں پہنچ سکتی ہے۔ اس نے ٹیلی پیتھی کے ذریعے اسے مجبور کیا تو اس نے بتایا کہ تمہیں اس کے جلے ہوئے پوست کے کھیتوں کے قریب ایک بنگلا رہائش کے لیے دیا گیا ہے۔"

ثانی نے کہا "میں نے بھی کارسیلو کے خیالات پڑھے ہیں۔ ناصرہ نے اسے مجبور کیا تھا کہ وہ اپنے دو مسلح کارندوں کو حکم دے کہ وہ تمہیں اس بنگلے سے اغوا کرکے لے جائیں لیکن کہاں لے جائیں؟ یہ کارسیلو کو نہیں بتایا تھا۔ وہ ان دو مسلح کارندوں کو آگے چل کر شاید بتانے والی تھی۔"

"او گاڈ! سارا الزام میری ناصرہ پر آرہا ہے جبکہ اس کے اندر سمائی ہوئی نیلماں مجھے ٹریپ کرکے ختم کرنا چاہتی تھی۔ یا اپاہج کرکے غلام بنائے رکھنا چاہتی تھی۔"

جلال پاشا نے کہا "میں نے سمجھایا تھا کہ تمہیں جذباتی نہیں ہونا چاہیے۔ اسے میری ناصرہ نہ کہو۔ یہ کیوں نہیں سمجھ رہے ہو کہ ناصرہ ایک مردہ جسم کا نام ہے، جو نیلماں کی

بیساکھی پر حرکتیں کر رہا ہے۔ دیکھو میں ایک بزرگ کی حیثیت سے کہتا ہوں۔ اگر ناصرہ کبھی ہمارے ہاتھ لگے گی تو ہم اسے تمہارے قریب لانے سے پہلے ایک خاص مدت تک اس کے سامنے قرآن مجید کی تلاوت کریں گے۔ اس ناپاک آتما کی شیطنت کو ختم کریں گے۔ شیطان کو کوئی فرشتہ نہیں ہٹا سکتا لیکن ایمان والے شیطانی عزائم کو ناکام بنا سکتے ہیں۔ ہم ایک دن نیلماں کی ناپاکی دور کرکے اسے شیطانیت سے باز رکھنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔"

"سوری انکل! میں جذباتی ہو کر بھول جاتا ہوں کہ ناصرہ میری ہوتے ہوئے بھی میری نہیں ہے۔ یہ کتنی زہریلی حقیقت ہے کہ وہ مر چکی ہے۔ نیلماں نے اس کے جسم کو اپنے لیے ایک ہتھیار بنایا ہے۔"

ڈرائیور لاش کو باہر نکالنے کے بعد کار کے پچھلے حصے کو اچھی طرح صاف کر چکا تھا۔ پورس نے اس سے کہا "تم چپ چاپ کھڑے رہو۔ میں کوئی بات کروں تو جواب نہ دو بلکہ اپنی آنکھیں بند کر لو۔"

وہ سہما ہوا تھا۔ اس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ پورس نے کہا "ناصرہ! میں جانتا ہوں' تمہارے دو آلۂ کاروں میں سے ایک مر چکا ہے۔ دوسرا میرے سامنے کھڑا ہے اور تم اس کے دماغ میں ہو۔ اب تک خاموشی سے اس کے اندر چھپی ہوئی تھیں مگر ہم نے کارسیلو کے خیالات پڑھ کر تمہاری موجودگی کو سمجھ لیا ہے۔ اب خاموش نہ رہو۔ بولو کیا چاہتی ہو؟"

ناصرہ نے اس ڈرائیور کی زبان سے کہا "میں تمہاری دشمن ہوتی تو تم نے جیسے ہی بنگلے کا دروازہ کھولا تھا' اسی لمحے میں میرے دونوں آلۂ کار تمہیں گولیوں سے چھلنی کر دیتے۔ تم اچھی طرح جانتے ہو' نیلماں اگر میری آتما ہے تو تم میری جان ہو۔ میں تمہیں زندہ سلامت حاصل کرنا چاہتی ہوں۔ ان مسلمان ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے تمہیں مجھ سے دور کر دیا ہے۔"

"تمہاری زبان سے نیلماں بول رہی ہے۔ اگر تم اس کی معمولہ اور تابع نہ ہوتیں تو اپنی عقل سے یہ سمجھ لیتیں کہ ان مسلمانوں نے مجھے نیلماں کی شیطانی چالوں سے بچا رکھا ہے ورنہ میں بھی نیلماں کا غلام رہ کر ابھی تمہاری طرح اس چڑیل کی زبان سے بولتا۔ میرے لیے یہ بڑے شرم کی بات ہوتی کہ میں نیلماں کا تابع بن کر رہتا۔ میں تم سے کہتا ہوں' اگر مجھے دل و جان سے چاہتی ہو تو بتاؤ' ابھی کہاں ہو' میں تمہارے پاس آؤں گا۔"

"تم میرے پاس آؤ گے تو تمہارے ساتھ وہ ٹیلی پیتھی جاننے والے مسلمان بھی آئیں گے۔ میں ایسی نادان نہیں ہوں کہ انہیں اپنے قریب آنے دوں۔"

جلال پاشا نے کہا "پورس! تم اس وقت ناصرہ سے نہیں نیلماں سے باتیں کر رہے ہو۔ ناصرہ نے پہلے کبھی ہماری قربت سے انکار نہیں کیا تھا بلکہ مجھے انکل اور ثنا کو بہن کہتی رہی ہے۔ ہمارے مسلمان ہونے کا خوف صرف نیلماں کو ہے۔"

"آپ درست کہتے ہیں انکل! میں ابھی ناصرہ یا نیلماں سے ایک فیصلہ کن بات کہہ دیتا ہوں کہ وہ کبھی میرے دماغ میں آنا چاہے گی تو میں اسے آنے نہیں دوں گا۔ جسمانی طور پر میرے سامنے آئے گی تو ہم سب پہلے کی طرح اسے سر پر بٹھائیں گے۔"

پھر پورس نے ثانی کی باتیں اپنی زبان سے کہیں "اور ایک بات یاد رکھو' نیلماں کبھی ناصرہ کا جسم لے کر کولمبیا سے باہر نہیں جا سکے گی۔ ہم ناصرہ کو کہیں نہ کہیں پکڑ ہی لیں گے۔ بہتر ہے کہ وہ خود ہی آ جائے ورنہ بھاگتے بھاگتے تھک ہار جائے گی۔"

پورس نے اپنے طور پر کہا "اب کہنے کے لیے کچھ نہیں رہا۔ تم اپنا پتا نہ بتانا چاہو تو اپنے اس آلۂ کار ڈرائیور کو یہاں سے دوڑاتے ہوئے لے جاؤ۔ میں یہ کار لے جاؤں گا۔"

ڈرائیور نے آنکھیں کھول دیں۔ وہاں سے پلٹ کر دوڑتے ہوئے جانے لگا۔ اس کا مطلب یہی تھا کہ نیلماں' ناصرہ کو موجودہ پتا بتانے کی اجازت نہیں دے رہی تھی۔ ڈرائیور کو دور لے جا رہی تھی تاکہ ناصرہ کو پورس سے باتیں کرنے کے لیے کسی اور شخص کا دماغ نہ ملے۔ خود پورس کے دماغ میں مسلمانوں کے خوف سے نہیں جانا چاہتی تھی۔

ثانی' ثنا اور جلال پاشا مختلف شہروں کے پاسپورٹ کے دفاتر میں یہ معلوم کرنے گئے تھے کہ ناصرہ نام وغیرہ بدل کر پاسپورٹ اور شناختی کارڈ بنوائے گی تو ان تینوں سے چھپ نہیں پائے گی۔ جب پورس کو اغوا کیا جا رہا تھا تو وہ تینوں فوراً ہی اس کے دماغ میں آ گئے تھے۔

ثانی نے کہا "پورس! تمہیں اغوا کرانے کا منصوبہ ناکام رہا ہے۔ اب نیلماں جلد سے جلد ناصرہ کو دور لے جانے کی کوششیں کرے گی۔ وہ جلد بازی میں کوئی غلطی بھی کر سکتی ہے۔ ہم ہائی وے پر جانے والی ایسی کاروں کو بھی چیک کریں گے جسے کوئی عورت چلا رہی ہو۔"

پورس نے ثنا سے کہا "تم بوگوٹا کے پاسپورٹ آفس گئی

ہو۔ وہیں میرا انتظار کرو۔ میں کار لے کر آ رہا ہوں۔"

وہ سب اپنے منصوبے پر عمل کر رہے تھے لیکن نیلماں کی چال کو سمجھ نہیں پائے تھے۔ وہ تنہا ناصرہ کے جسم کے ساتھ وہاں سے جانا چاہتی تھی لیکن ناصرہ بے چین سی تھی۔ وہ بار بار پورس کے پاس جانے یا اسے اپنے پاس بلانے کی ضد کر رہی تھی۔ نیلماں نے اس کا دل رکھنے کے لیے پورس کو اغوا کرانا چاہا تھا۔ اغوا کرانے والوں کو بھی نہیں بتایا تھا کہ پورس کو کہاں لانا ہے جبکہ وہ فرار ہونے کی جگہ کا تعین کر چکی تھی۔

اسے اندیشہ تھا کہ پورس کو اغوا کرنے کے دوران میں اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے اس کی مدد کو پہنچ جائیں گے اور یہی ہوا تھا۔ نیلماں نے ڈرائیور کو واپس دوڑاتے ہوئے ناصرہ کو سمجھایا "دیکھ لو۔ میں تمہاری ضد پوری کرتی ہوں مگر ان تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے پورس کے دماغ سے تمہارے تنویمی عمل کو واش کر دیا ہے۔ وہ اسے تمہارے پاس آنے نہیں دیں گے بلکہ تمہیں پکڑ کر تمہارے سامنے آسمانی مقدس کتاب کی آیات پڑھ کر مجھے تم سے الگ کر دیں گے پھر تم مر جاؤ گی۔ کبھی پورس کو حاصل نہیں کر سکو گی۔ میری ہدایات پر عمل کرتی رہو گی تو خود زندہ رہو گی اور جلد ہی پورس کو بھی حاصل کر لو گی۔"

ایسی خیال خوانی کے وقت ناصرہ جسمانی طور پر ایک ہوٹل کے کمرے میں تھی پھر نیلماں کے حکم کے مطابق ہوٹل سے نکل کر گاڈ فادر کارسیلو کے محل میں پہنچ گئی۔ کارسیلو' ناصرہ کا بھی تابع تھا۔ نیلماں اس کے ذریعے کارسیلو کو محل کی چھت پر لے کر آئی۔ چھت پر گاڈ فادر کا ایک ہیلی کاپٹر کھڑا ہوا تھا۔ اس نے پائلٹ سے کہا "میڈم ناصرہ کولمبیا سے باہر جانا چاہتی ہیں۔ انہیں ابھی لے جاؤ۔"

ناصرہ ہیلی کاپٹر میں سوار ہو گئی۔ پائلٹ اسے وہاں سے لے جانے لگا۔ نیلماں نے ناصرہ سے کہا "جب تک کسی محفوظ جگہ نہ پہنچ جاؤ تب تک پائلٹ کے دماغ پر قبضہ جما کر رکھو ورنہ مخالفین خیال خوانی کے ذریعے اس ہیلی کاپٹر کو واپس اس محل کی چھت پر لے آئیں گے۔ بہت محتاط رہو۔ کسی کو پائلٹ کے دماغ پر قبضہ جمانے کا موقع نہ دو۔"

پورس کار ڈرائیو کرتا ہوا' پاسپورٹ آفس کے پاس آیا۔ وہاں ثنا انتظار کر رہی تھی۔ وہ کار میں بیٹھ کر بولی "بھائی جان! میں نے یہاں کے متعلقہ ملازمین اور افسران کے خیالات پڑھے ہیں۔ اب تک کوئی تنہا عورت یہاں نیا پاسپورٹ بنوانے نہیں آئی ہے اور نہ ہی کسی افسر کے دماغ میں کوئی خیال خوانی کرنے والی اسے غائب دماغ بنا کر اس کے ذریعے کوئی پاسپورٹ لے گئی ہے۔"

پورس ناگواری سے بڑبڑایا "پتا نہیں نیلماں سے کب نجات ملے۔ مجھے زندگی میں کسی سے اتنی محبت نہیں ہوئی' جتنی تمہاری بھابی سے ہے۔ یہ سوچ کر دماغ پر بوجھ سا پڑتا ہے کہ ناصرہ کو ہم اس ناپاک آتما سے کبھی نجات نہیں دلا سکیں گے۔ میں بڑے بڑے پیچیدہ مسائل حل کر لیتا ہوں۔ آگ اور خون کے دریا سے گزر جاتا ہوں لیکن یہ ایسا قدرتی معاملہ ہے کہ اس ناپاک روح کو ختم کیا جائے گا تو میری ناصرہ بھی مر جائے گی۔"

ثنا نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا "انسان کی ذہانت اور جدوجہد کی ایک حد ہوتی ہے۔ جب اس حد سے آگے وہ کچھ کر نہیں پاتا' اس کا وہ کام اللہ تعالیٰ کی رضا سے ہو جاتا ہے۔ آپ صبر کریں۔ میں اور ابو اپنے ایمان' طہارت اور کلام پاک کی پُر اثر آیات سے نیلماں کو زیر کریں گے۔ وہ بھابی کے جسم میں بالکل نارمل ہو جائے گی۔ ہمیں یہ کوشش کرنا ہے کہ بھابی کسی طرح ہمارے سامنے آ جائیں اور ہم انہیں پھر کہیں جانے نہ دیں۔ تب نیلماں بے بس ہو جائے گی۔"

پورس نے تائید کی "ہاں ہمارے مقصد کے حصول کا دارومدار اس بات پر ہے کہ ایک بار کسی طرح ناصرہ ہماری گرفت میں آ جائے۔ تم ایسا کرو کہ گاڈ فادر کارسیلو کے خیالات پڑھ کر معلوم کرو: جس طرح اس نے ہمارا تابع بن کر ایک خفیہ بنگلا ہمیں رہائش کے لیے دیا تھا' کیا ناصرہ نے بھی اس کے دماغ پر قبضہ جما کر کہیں چھپنے کی جگہ حاصل کی ہے؟"

ثنا خیال خوانی کی پرواز کرکے اس کے دماغ میں گئی پھر اس کے مختصر سے خیالات پڑھتے ہی واپس آ کر بولی "بھائی جان! ہم نیا پاسپورٹ بنوانے والی ایک تنہا عورت کو تلاش کر رہے ہیں اور نیلماں ہم سے زیادہ چالاکی دکھا چکی ہے۔ اس نے ناصرہ کے ذریعے کارسیلو کا ہیلی کاپٹر حاصل کیا تھا۔ ناصرہ اس ہیلی کاپٹر میں نہ جانے کہاں چلی گئی ہے۔"

"تم ہیلی کاپٹر کے پائلٹ کے دماغ میں جاؤ۔"

ثنا نے کارسیلو کے دماغ میں آ کر اسے پائلٹ سے فون کے ذریعے رابطہ قائم کرنے پر مجبور کیا۔ دوسری طرف رابطہ ہوا لیکن پائلٹ کی آواز سنائی نہیں دی۔ فون بند کر دیا گیا۔ ثنا نے ایسا تین بار کیا۔ فون کے ذریعے رابطہ ہوتا تھا مگر دوسری طرف کا فون بند ہو جاتا تھا۔ آخر تک رابطہ نہ ہو سکا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ پائلٹ کے فون کا پاور بند کر دیا گیا تھا۔

پورس نے ثنا سے یہ باتیں سنیں تو کار کی اسٹیئرنگ پر ہاتھ مار کر کہا "اب کیسے معلوم کیا جائے کہ وہ چڑیل میری ناصرہ کو کہاں لے گئی ہے؟"

ابھی مقدر میں ناکامی لکھی ہوئی تھی۔ ایسے وقت انسان کو صبر کرنا پڑتا ہے۔ انسان جب کچھ نہیں کرپاتا تو صبر کیے بغیر کوئی چارہ نہیں ہوتا لیکن اس کی مجبوری کو کہا جاتا ہے' دیکھو کیسا صابر انسان ہے؟

○☆○

فہمی اور علی حیرانی سے سوچ رہے تھے کہ وہ ہیلی کاپٹر کس کا تھا جو شیڈو کو ان سے چھین کرلے گیا تھا۔ انہوں نے ثانی سے کہا تھا کہ شیڈو کے دماغ میں جاکر معلوم کرے لیکن ان کی لاعلمی میں الپا اس پر تنویمی عمل کرچکی تھی اور اس کے دماغ کو بھی لاک کرچکی تھی۔ ایسا کرنے کے باعث ثانی' شیڈو کے دماغ میں نہ جاسکی اور معلوم نہ کرسکی کہ اسے لے جانے والے کون ہیں؟ اور کہاں لے جارہے ہیں؟

انہوں نے آس پاس کے تمام ممالک کی فلائنگ کمپنیوں سے رابطہ کیا۔ لیبیا سے جواب ملا کہ ٹریپولی شہر کے قریب سے ایک سیاہ رنگ کا ہیلی کاپٹر گزرتا ہوا گیا ہے۔ وائرلیس کے ذریعے اس کے پائلٹ سے رابطہ کرنے کی کوششیں کی گئیں لیکن پائلٹ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ تب دو جاسوس طیارے پرواز کرتے ہوئے گئے۔ آگے پانچ سو کلو میٹر کے فاصلے پر دور تک پھیلے ہوئے ریگستان ... پر ایک کشادہ سڑک تھی۔ وہاں سڑک کو رن وے کے طور پر استعمال کرتے ہوئے جاسوس طیارے اتارے گئے۔ وہاں ریت کے وسیع و عریض میدان میں اس سیاہ ہیلی کاپٹر کے اتنے بے شمار ٹکڑے دور تک بکھرے ہوئے تھے جیسے بم کے دھماکے سے اسے تباہ کیا گیا ہو۔ آگے کشادہ سڑک پر ایک طیارے کے پہیوں اور کچھ پھیلے ہوئے پیٹرول کے نشانات ملے۔ یہ واضح ہوگیا کہ ہیلی کاپٹر میں آنے والے کسی طیارے میں فرار ہوگئے ہیں۔

عالمی سطح پر دنیا کے تمام ممالک کے طیاروں کی پرواز کے لیے جو مقررہ روٹس ہیں' ان کی نگرانی کرنے والے کئی ممالک نے کہا کہ ان کی طرف سے کوئی نامعلوم طیارہ نہیں گزرا ہے۔ کسی بھی راڈار کے ذریعے ان کی نشان دہی نہ ہوسکی۔

ثانی نے فہمی اور علی سے کہا "بظاہر یہ ناممکن ہے کہ کسی نامعلوم طیارے کی نشان دہی نہ ہوسکے لیکن یہ اس طرح ممکن ہے کہ اسے کسی ٹیلی پیتھی جاننے والی ہستی نے اغوا کرایا ہے۔ اس طیارے کو جن ممالک سے ہوکر گزرنا تھا ان ممالک کے متعلقہ افسران کو چند منٹ کے لیے غائب دماغ رکھا گیا تھا یا ان افسران کو اس رات بہت زیادہ شراب پینے پر مجبور کرکے مدہوش کردیا گیا تھا۔ بہرحال سانپ گزر چکا ہے' اب لکیر نہیں پیٹنا ہے۔ یہ معلوم کرنا ہے کہ سانپ کس بل میں گیا ہے۔"

ثانی قاہرہ میں سونیا کے ساتھ مصروف تھی اور کبھی پورس کے کام آرہی تھی اس لیے چلی گئی۔ فہمی نے علی سے کہا "جیسا کہ ہمیں بتایا گیا ہے' ثنا اور جلال پاشا سے دوستی ہوچکی ہے اور نیلماں اپنی شیطانی حرکتوں سے ناصرہ کو پورس سے جدا کرچکی ہے۔ اس حساب سے عورتوں میں دو ہی ٹیلی پیتھی جاننے والیاں ناصرہ اور الپا ہیں۔"

علی نے کہا "صرف خواتین کا حساب نہ کرو۔ مہاراج اور میش بھی ٹیلی پیتھی جانتے ہیں۔ اگرچہ وہ غیر معمولی ذہانت کے حامل نہیں ہیں لیکن امریکی چال باز انہیں گائیڈ کرکے شیڈو کو جزیرے سے لے جاسکتے ہیں۔"

"ہاں۔ یہ ممکن ہے۔ ان چاروں میں سے فی الحال ناصرہ یا نیلماں کو نظر انداز کردیا جائے کیونکہ وہ خود پورس کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے یعنی ثنا اور جلال پاشا سے دور بھاگتی پھر رہی ہے۔ ہم امریکا اور اسرائیل پر شبہ کرسکتے ہیں۔"

"یہ چال ان دو ملکوں میں سے کسی ایک کی ہوسکتی ہے۔ دونوں ملک لیبیا کے دشمن ہیں اور لیبیا کے ایک ریگستانی علاقے میں سیاہ ہیلی کاپٹر کے ٹکڑے بکھرے پڑے ہیں۔ وہ لیبیا کی حکومت کو بدنام کرنا چاہتے ہیں کہ ایک اسلامی ملک نے ہی ہمارے قیدی شیڈو کو اغوا کرایا ہے۔"

"شیڈو کی غیر معمولی صلاحیتوں کے باعث پاپا اور ہم نے بھی اسے پسند کیا۔ اس وعدے پر کہ وہ آئندہ اپنی غلطیوں کی تلافی کرے گا اور انسانوں کی بھلائی کے لیے کام کرے گا' ہم نے اس کی سزائے موت معاف کردی تھی لیکن کسی مخالف خیال خوانی کرنے والے نے شیڈو کے دماغ میں رہ کر ہمارا فیصلہ سن لیا تھا۔ امریکا اور اسرائیل یہ نہیں چاہتے تھے کہ شیڈو ہمارا عقیدت مند بن جائے۔ وہ بہترین منصوبہ ساز ہے' علم نجوم کا ماہر اور بارود اور بموں کی کارکردگی کو سمجھنے والا شخص ہے۔ امریکا اور اسرائیل نے اسے اپنے مقاصد کے لیے اغوا کیا ہے۔"

علی نے فون کے ذریعے امریکی فوج کے ایک اعلیٰ افسر سے رابطہ کیا اور کہا "میں علی تیمور بول رہا ہوں اور کیوں بول رہا ہوں' یہ تم اچھی طرح سمجھ گئے ہوگے۔"

"ہاں مجھے اطلاع ملی ہے کہ تمہارے قیدی شیڈو کو بڑی رازداری سے اغوا کیا گیا ہے۔ اور ایک سیاہ رنگ کے ہیلی

کاپٹر کے بلاسٹ ہونے والے ٹکڑے لیبیا کے ریگستانی علاقے میں پائے گئے ہیں۔"

علی نے کہا "اغوا کرنے والے نے یہی سب سے بڑی بھول کی ہے۔ کرنل قذافی سے ہمارے دوستانہ تعلقات ہیں۔ ہمارے دشمن کو چاہیے تھا کہ ہم سے دشمنی کرنے والے کسی ملک میں اس ہیلی کاپٹر کو لے جاکر تباہ کرتا۔"

"ہم مانتے ہیں۔ کرنل قذافی سے تم لوگوں کے دوستانہ تعلقات ہیں۔ کبھی ہم سے بھی دوستی تھی لیکن وہ میٹھی چھری ہے۔ دوست بن کر درپردہ دشمنی کرتا ہے۔ تم میری بات کو ابھی درست نہ سمجھو مگر جلد ہی اس کی دوستی کے پیچھے چھپی ہوئی دشمنی ظاہر ہوجائے گی۔"

"حقیقت معلوم کرنے میں دیر نہیں لگے گی۔ تمہیں صرف یہ سمجھانے کے لیے فون کیا ہے کہ حقیقت معلوم کرنے سے پہلے شیڈو کو ہمارے حوالے کردو ورنہ تمہارے اکابرین کو پہلے جو سزائیں دے کر ختم کی تھیں' انہیں پھر سے شروع کردیا جائے گا۔"

"اپنے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے کہو' ہم سب کے دماغوں میں گھس کر ہمارے چور خیالات پڑھیں۔ انہیں یقین ہوجائے گا کہ ہم نے شیڈو کو اغوا نہیں کیا ہے۔"

"ہم ایسا ضرور کریں گے۔"

علی نے فون بند کرکے فہمی سے کہا "انہوں نے شیڈو کو اغوا کرنے کے جرم سے انکار کیا۔ انہوں نے سچ اور جھوٹ سمجھانے کے لیے ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اپنے دماغ میں آنے اور چور خیالات پڑھنے کی دعوت دی ہے۔"

"پاپا اور ثانی ان کے چور خیالات ضرور پڑھیں گے۔ اب الپا سے رابطہ کرو۔"

علی نے فون پر برین آدم سے رابطہ کیا "میں علی تیمور بول رہا ہوں اور کیوں بول رہا ہوں' یہ تم اچھی طرح سمجھ گئے ہوگے؟"

"میں تمہارے دل کی باتیں کیسے سمجھ سکتا ہوں جبکہ تمہاری طرح ٹیلی پیتھی بھی نہیں جانتا۔"

"تم ریسیور نہ رکھو۔ میں دوسرے فون کے ذریعے الپا کو کال کررہا ہوں۔"

علی نے تھوڑی دیر انتظار کیا پھر اپنے دماغ میں پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کیا۔ الپا کی آواز سنائی دی "اگر مجھے دماغ میں رہ کر بولنے دو گے تو فون پر باتیں کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔"

علی نے ریسیور رکھ کر پوچھا "کیا تم سکون سے نہیں رہ سکتیں؟ ہم سب تم سے لاتعلق ہوگئے تھے۔ تم نے پھر ہمیں للکارا ہے۔"

"صاف اور سیدھی بات کرو علی! تمہیں ہم سے کیا شکایت ہے؟"

"آں۔ ہاں۔ نہیں الپا! میرے دماغ کے چور خانے میں نہ آؤ۔ وہ لاکڈ ہے۔ تم میرے چور خیالات نہیں پڑھ سکو گی۔"

"میں بھول گئی تھی کہ فرہاد صاحب کی فیملی کے کسی فرد کے خیالات چپکے سے نہیں پڑھے جاسکتے۔ روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے تم سب کے دماغوں کے چور خانوں کو لاک کردیا گیا ہے۔"

"تمہیں بھولنے کی نہیں' دوسروں کی کمزوریاں معلوم کرنے کی عادت ہے۔ تم نے سوچا ہوگا کہ شاید کسی وجہ سے میرا دماغ کچھ کمزور ہوگیا ہو۔ تم مکاریوں سے باز نہیں آؤ گی۔"

"میرا خیال ہے' فضول باتوں میں وقت ضائع کررہے ہو۔"

"تمہارا وقت قیمتی ہے تو فوراً چلی جاؤ۔ میں اسرائیل پہنچ جاؤں گا۔ وہاں قدم رکھتے ہی تم سب کی نیندیں اڑ جائیں گی۔"

"تمہارا اندازِ گفتگو بتا رہا ہے کہ مجھ سے یا میرے اکابرین سے تمہیں کوئی شکایت ہے۔"

"اتنی معصوم ہو کہ بڑی دیر بعد میرے اندازِ گفتگو کو سمجھ رہی ہو۔ اب یہ بھی بتادو کہ میری شکایت درست ہے یا نہیں؟ ذرا سوچ سمجھ کر جواب دینا۔ میرے پاپا نے اچھی طرح تصدیق کرنے کے بعد مجھے برین آدم یا تم سے بات کرنے کو کہا ہے۔"

"تم پہیلیاں بجھوا رہے ہو۔ سیدھے صاف طریقے سے کیوں نہیں بول رہے ہو؟"

"پاپا نے کہا ہے' جب پہیلیاں بوجھنے سے انکار کیا جائے تو سیدھے اور صاف راستے سے اسرائیل پہنچ جاؤ۔"

"ذرا ٹھہرو۔ میں اپنے بگ براور سے پوچھتی ہوں کہ تم ہم سے کون سی پہیلی بجھوانا چاہتے ہو؟"

"واہ کیا بات ہے؟ پہلے میں نے برین آدم سے بات کی تو وہ تمہیں بلا لایا۔ اب تم اس کے پاس جارہی ہو۔ بہرحال جاؤ' مجھے انتظار کرنے کی فرصت ہے۔"

وہ چلی گئی۔ علی نے فہمی کو الپا سے ہونے والی گفتگو کے بارے میں بتایا۔ فہمی نے کہا "خود کو بہت چالاک سمجھتی ہے۔

یہ جانتے ہوئے بھی کہ شیڈو کے اغوا کیے جانے اور ایک سیاہ رنگ کے ہیلی کاپٹر کے تباہ ہونے کی خبر عام ہو چکی ہے' وہ انجان بن رہی ہے۔"

وہ تھوڑی دیر بعد علی کے پاس آکر بولی "بگ برادر نے آج صبح کا اخبار نہیں پڑھا تھا۔ اخبارات میں تمہارے قیدی شیڈو کے اغوا کیے جانے کی خبر شائع ہوئی ہے۔ اغوا کرنے والے نامعلوم افراد ہیں۔ ان کا سراغ لگایا جا رہا ہے۔ ہم حیران ہیں کہ تم لوگوں کے منہ سے لقمہ چھین کر لے جانے والے جیالے کون ہو سکتے ہیں؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ تم ہم پر شبہ کر کے اس بات کو ہمارے لیے پہیلی بنا رہے ہو؟"

"اس میں شبہ نہیں کہ تم بڑی چال باز ہو۔ تمہیں چال بازی سکھانے والا پارس اب تمہارے ساتھ نہیں رہا پھر بھی' ہم تمہیں بہت کچھ سکھاتے رہیں گے۔ ہم نے تم سے رابطہ کرنے سے پہلے امریکی اکابرین سے رابطہ کیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ شیڈو کے اغوا پر وہ خود حیران ہیں۔ انہوں نے برین آدم سے بھی اس سلسلے میں تبادلۂ خیال کیا تھا۔ تمہارے بگ برادر یعنی برین آدم نے بھی حیران ہو کر کہا تھا کہ وہ تمہاری ٹیلی پیتھی کے ذریعے ان اغوا کرنے والوں کا سراغ لگائے گا۔"

الپا نے کہا "تم یقین کرو' میں نے بگ برادر کے کہتے ہی سراغ لگانا شروع کیا ہے۔ لیکن امریکی اکابرین کی چال بازیوں کو سمجھ رہی ہوں۔ انہوں نے مہاراج اور مہیش کے دماغوں کو اپنے کسی ہپناٹائز کے ماہر سے لاک کروا دیا ہے تاکہ میں اور تمہارے ٹیلی پیتھی جاننے والے ان کے اندر جا کر ان کے چور خیالات کے ذریعے حقیقت معلوم نہ کر سکیں۔"

"ذہانت وہ ہوتی ہے' جو دوسروں کی چال بازیوں کو سمجھ لیتی ہے۔ میں نے اس مسئلے کو اسی لیے پہیلی بنا کر تمہیں الجھایا تھا۔ تم نے پہلے بگ برادر کے پاس جانے کی بات کی پھر واپس آکر کہا چونکہ بگ برادر نے آج کا اخبار نہیں پڑھا تھا اس لیے تم دونوں شیڈو کے معاملے سے بے خبر تھے اور جب میں نے کہا کہ امریکی اکابرین تم دونوں سے اس سلسلے میں تبادلۂ خیال کر چکے ہیں تو تم اپنی پہلی بات کو بھول کر کہہ رہی ہو کہ تم نے اغوا کرنے والوں کا سراغ لگانا شروع کر دیا ہے اور تمہارا شبہ امریکا پر ہے' انہوں نے ہی شیڈو کو اغوا کرایا ہے۔"

الپا نے کہا "خود کو بہت چالاک سمجھنا محض خوش فہمی ہے۔ ہمیں شیڈو کے بارے میں اخبارات سے معلوم ہوا ہو یا امریکی اکابرین سے' تمہیں اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔"

"جھوٹا اپنے جھوٹ سے پہچانا جاتا ہے۔ ہم نے پہچان لیا ہے۔ اب جھوٹوں کو ہماری جوابی کارروائی کا انتظار کرنا چاہیے۔"

یہ کہہ کر اس نے سانس روک لی۔ الپا نے دماغی طور پر حاضر ہو کر اپنے سامنے صوفے پر بیٹھے ہوئے تھارن آوین (ہائیڈ اینڈ سیک) کو دیکھا۔ وہ ہپناٹزم کے ذریعے اسے اپنا تابع بنا چکا تھا۔ وہاں بظاہر اس کے مسلح باڈی گارڈ کی حیثیت سے رہتا تھا لیکن در پردہ وہ اس کی کنیز اور داشتہ بن کر رہتی تھی۔

اس وقت بھی وہ دونوں ایک بنگلے کے بند دروازوں کے پیچھے ایک ڈرائنگ روم میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اگر کوئی دروازے پر دستک دیتا تو تھارن آوین اٹھ کر دروازہ کھولتا پھر الپا کے پیچھے ایک مستعد باڈی گارڈ کی حیثیت سے الرٹ کھڑا رہتا۔

اسرائیلی حکام اور فوج کے اعلیٰ افسران الپا کی ہر بات کو حرف آخر سمجھتے تھے اور اس کی ہدایات پر اس لیے عمل کرتے تھے کہ وہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے معلومات حاصل کر کے انہیں کارروائی کی ہدایات دیتی رہتی تھی۔

تھارن نے الپا کو مشورہ دیا تھا کہ شیڈو کو اغوا کر کے یہاں لایا جائے۔ برین آدم نے اعتراض کیا تھا "ایک شیڈو کی خاطر علی تیمور سے مخالفت مول لینا دانش مندی نہیں ہے۔"

الپا نے کہا تھا "شیڈو ایک لاجواب پلان میکر ہے۔ بموں اور بارود کی اقسام کو سمجھتا ہے۔ انہیں اپنی مرضی کے مطابق استعمال کرنا اور کسی بھی بم کو ناکارہ بنانا جانتا ہے۔ ہمارے پاس دوسرا کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا نہیں ہے۔ اس کا متبادل غضب کا ہپناٹائز کرنے والا تھارن اور غیر معمولی چال باز شیڈو ہے۔ یہ غیر معمولی صلاحیتیں رکھنے والے ہمارے بہت کام آتے رہیں گے۔"

الپا اور تھارن نے ایسی پلاننگ کی تھی کہ شیڈو کے اغوا کا الزام ان پر نہ آسکے لیکن علی نے اس کے جھوٹ کو پکڑ لیا تھا۔ تھارن اپنی جگہ سے اٹھ کر الپا کے پاس صوفے پر آیا۔ اس کی تمام باتیں سننے کے بعد پوچھا "تم نے مجھ سے ہدایت حاصل کیے بغیر یہ کیوں کہہ دیا کہ تمہیں شیڈو کے اغوا کیے جانے کا علم نہیں ہے کیونکہ تمہارے بگ برادر نے صبح کے اخبارات نہیں پڑھے تھے۔ وہ پڑھنے کے بعد تمہیں دنیا کے حالات بتاتے ہیں۔"

وہ بولی "میں نے یہ سوچ کر جھوٹ کہا تھا کہ علی ابھی امریکی اکابرین کے پاس نہیں گیا ہوگا۔ اگر گیا بھی ہوگا تو انہوں نے یہ نہیں بتایا ہوگا کہ اس سلسلے میں مجھ سے باتیں

ہو چکی ہیں۔"

"یہی تو میں پوچھ رہا ہوں کہ تم نے جھوٹ کیوں کہہ دیا۔ اگر سچ کہہ دیتیں کہ تمہاری اور بگ برادر کی باتیں امریکی اکابرین سے ہو چکی ہیں تو کون سی مصیبت آجاتی؟"

"میں نے سوچا تھا کہ شیڈو کے معاملے میں لاعلمی ظاہر کروں گی تو علی کو یقین ہو جائے گا کہ امریکی اکابرین نے مہاراج اور مہیش کی ٹیلی پیتھی کے ذریعے شیڈو کو جزیرے سے نکالا ہے۔"

"ایسی چالاکی دکھانے سے پہلے تمہیں معلوم کر لینا چاہیے تھا کہ علی نے امریکی اکابرین سے اس سلسلے میں رابطہ کیا ہے یا نہیں؟"

"میں مانتی ہوں' مجھ سے یہ غلطی ہو گئی۔"

تھارن نے ایک زوردار تھپڑ اسے مارتے ہوئے کہا۔ "کتے کی بچی! آئندہ مجھ سے مشورہ کیے بغیر کوئی کام کرے گی تو جان سے مار ڈالوں گا۔"

وہ اپنے گال پر ہاتھ رکھ کر روتے ہوئے بولی "میں پارس کے ساتھ برسوں رہی ہوں' اس نے عورت پر ہاتھ اٹھانے والی مردانگی کبھی نہیں دکھائی اور آج تم نے مجھے تھپڑ مارا ہے۔"

"وہ تمہارا شوہر تھا۔ میں تمہارا یار ہوں۔ اس نے تمہیں اپنی عزت بنا کر رکھا تھا۔ میں تمہیں پاؤں کی جوتی بنا کر رکھتا ہوں۔ اس نے تم پر کبھی ہاتھ نہیں اٹھایا پھر بھی تم اسے دھوکا دے کر چلی آئیں۔ میں تمہیں لات جوتے مارتا رہوں گا' تب بھی تم مجھے چھوڑ کر نہیں جا سکو گی۔ ہمیشہ میری تابع بن کر رہو گی۔ چلو میرے قدموں میں بیٹھو۔"

وہ اس کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی۔ صوفے سے کھسک کر فرش پر آکر اس کے قدموں سے لگ کر بیٹھ گئی۔ تھارن نے کہا "شیڈو کو یہاں لا کر ایک خفیہ تہ خانے میں رکھا گیا ہے۔ اسے وہاں رازداری سے رکھنے والے چند یوگا کے ماہر فوجی افسران ہیں۔ علی کے ٹیلی پیتھی جاننے والے ان کے دماغوں میں نہیں جا سکیں گے لیکن یہاں کے دوسرے اکابرین کو عبرت ناک سزائیں دے کر معلوم کریں گے کہ وہ چند یوگا کے ماہر فوجی افسران کون ہیں پھر ان افسران کے ذریعے انہیں زخمی کر کے ان کے دماغوں میں پہنچ کر شیڈو کو تہ خانے سے نکال لے جائیں گے۔"

"ہاں علی کو یقین ہو گیا ہے کہ وہ یہاں ہے۔ وہ ہماری توقع سے بھی زیادہ زبردست کارروائی کرے گا۔"

"اس کی جوابی کارروائی سے پہلے شیڈو کے پاس جاؤ۔ پہلے اسے یہ خوش خبری سناؤ کہ اس کے دوست اور پارٹنر تھارن آوین نے تمہیں اپنی تابع اور داشتہ بنا لیا ہے۔ علی یہاں زبردست کارروائی کرنے والا ہے۔ ہمیں اپنے تحفظ کے لیے کیا کرنا چاہیے؟ کوئی ایسا منصوبہ بناؤ کہ وہ میرے' تمہارے اور شیڈو تک نہ پہنچ سکے۔"

اس نے تھارن کے حکم کے مطابق خیال خوانی کی پرواز کی پھر شیڈو کے دماغ میں پہنچ کر بولی "میں تمہاری مالکہ ہوں اور تم میرے تابع ہو۔ کیا میرے لب و لہجے سے پہچان رہے ہو؟"

"پہچان رہا ہوں لیکن مجھے تہ خانے میں کیوں قید کیا گیا ہے؟ میرا قصور کیا ہے؟"

"تمہاری حفاظت کے لیے ایسا کیا گیا ہے۔ علی تیمور تمہیں دوبارہ گرفتار کرنے اور موت کی سزا دینے یہاں آنے والا ہے۔ وہ آج یا کل کسی دن میں یہاں پہنچ سکتا ہے۔ تم کوئی ایسا منصوبہ بناؤ کہ وہ تمہارے سائے تک بھی نہ پہنچ سکے۔"

شیڈو نے کہا "یہ بہت آسان سی سمجھ میں آنے والی بات ہے۔ میرے دماغ میں تمہارے سوا کوئی دوسرا نہیں آسکتا۔ تم مجھے کسی دوسرے ملک میں لے جاؤ۔ میرا چہرہ تبدیل کرا دو پھر فرہاد کا پورا خاندان بھی میرے سائے تک نہیں پہنچ سکے گا۔"

"پہلے تم ایک خوش خبری سن لو۔ جس طرح تم میرے معمول اور تابع ہو۔۔ اسی طرح میں تھارن آوین یعنی تمہارے دوست اور پارٹنر ہائیڈ اینڈ سیک کی تابع اور داشتہ ہوں۔ اسی کے حکم پر میں تمہیں اس جزیرے سے نکال کر یہاں لائی ہوں۔"

وہ خوش ہو کر بولا "کیا میرا دوست تھارن آوین یہاں ہے اور تم اس کی تابع ہو؟"

"ہاں میں سچ کہہ رہی ہوں۔"

"میں تمہارے سچ کو مانتا ہوں۔ تھارن نے اپنی مقناطیسی آنکھوں سے سحر زدہ کر لیا ہوگا۔ مجھے بتاؤ اس نے میرے لیے کیا کہا ہے؟"

"یہی کہ ہم تینوں کس طرح علی کی جوابی کارروائی سے بچ سکتے ہیں۔ تمہیں فوراً کوئی ٹھوس منصوبہ بنانا چاہیے۔"

"فی الحال اسی تدبیر پر عمل کرنا ہوگا۔ تمہیں دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے چہرے سے نہیں پہچانتے ہیں۔ تھارن نے بھی یقیناً چہرہ بدل لیا ہوگا۔ میں بھی ایسا کروں گا۔ ہم تینوں کو کسی دوسرے ملک میں جا کر رہنا ہوگا۔"

"یہاں اسرائیل میں بھی چھپنے کے لیے کئی چھوٹے بڑے شہر ہیں۔ میں اپنے وطن کو چھوڑنا نہیں چاہتی۔"

"تو تم یہاں رہ جاؤ لیکن مجھے اور تھارن کو یہاں سے جانا ہوگا۔"

"میں تھارن کی کنیز ہوں۔ وہ مجھے نہیں چھوڑے گا۔ جہاں بھی جائے گا' ساتھ لے جائے گا۔"

"یہ تمہارا اور تھارن کا معاملہ ہے۔ اسے میرا منصوبہ بتاؤ۔ فوری طور پر ہمارے بچاؤ کا یہی ایک راستہ ہے۔ تم چند ہفتوں یا چند مہینوں کے لیے دوسرے ملک میں رہ کر یہاں واپس آسکتی ہو۔"

اس نے تھارن کے قدموں میں دماغی طور پر حاضر ہو کر شیڈو کا منصوبہ اسے بتایا۔ وہ بولا "فوراً اس کے منصوبے پر عمل کرو۔"

"کیا ہمیں اس منصوبے پر اچھی طرح غور کر کے عمل نہیں کرنا چاہیے؟ کیا ہم اسرائیل کے کسی بڑے یا چھوٹے شہر میں چھپ کر نہیں رہ سکیں گے۔"

"ہرگز نہیں۔ میں اور آن نون ہمیشہ شیڈو کے منصوبوں پر عمل کر کے کامیاب ہوتے رہے ہیں۔ ایک بار اس کی پلاننگ کے خلاف عمل کر کے اب تک پچھتاتے رہتے اگر میں تمہیں اپنی تابع نہ بناتا۔ تم آج رات تک جو بھی فلائٹ ہمیں اسرائیل سے باہر لے جاتی ہے' اس میں ہمیں لے چلو۔"

"اتنی جلدی کیسے ہوگا؟ پہلے تو ہمیں فرضی ناموں سے پاسپورٹ وغیرہ بنوانے ہوں گے۔"

"اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ تم اس ملک کی بے تاج ملکہ ہو۔ تم جب چاہتی ہو یہاں سے کسی ملک میں جاسکتی ہو۔ آج بھی تمہیں کوئی نہیں روکے گا۔ میں تمہارے باڈی گارڈ کی حیثیت سے جاؤں گا۔"

"اور شیڈو؟"

"برین آدم اور دوسرے اکابرین کو معلوم ہو چکا ہوگا کہ علی تیمور یہاں ہنگامہ آرائی کے لیے آنے والا ہے۔ تم شیڈو کا چہرہ بدل کر اسے دوسرے ملک میں چھپانے لے جا رہی ہو۔ تمہارے فیصلے سے یہاں کے حکمراں اور فوج کے اعلیٰ افسران بھی انکار نہیں کریں گے۔"

"مگر تھارن! میری یہ بات سمجھو کہ میں اپنے وطن کو ۔۔۔"

"شٹ اپ! آگے بولوگی تو ایک لات ماروں گا' ادھر جا کر گرو گی۔ شیڈو جو کہہ چکا ہے اس پر ابھی عمل کرو۔ ہم یہاں سے چند گھنٹوں میں نکل جائیں گے۔"

اس نے خیال خوانی کے ذریعے معلوم کیا' دو گھنٹے بعد ایک فلائٹ فرانس کے شہر پیرس اور پھر وہاں سے لندن جانے والی تھی۔ وہ برین آدم کے دماغ میں آئی۔ اس نے پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کر کے پوچھا "ہیلو کون الپا؟"

"یس بگ برادر! میں بول رہی ہوں۔"

"پہلے تم دماغ میں آکر اپنا نام بتاتی تھیں۔ آج کل تمہیں ہوا کیا ہے؟ سچ پوچھو تو کچھ پریشان لگتی ہو۔"

"پریشانی کی تو بات ہی ہے۔ علی کسی دن بھی یہاں پہنچ کر بڑی مصیبتیں کھڑی کرے گا۔"

"میں نے تمہیں منع کیا تھا۔ اب تو جو کچھ بھی ہوگا اس کا سامنا کرنا ہی پڑے گا۔"

"بگ برادر! وہ ہمارے اکابرین میں سے کسی کو آلۂ کار بنا کر یوگا جاننے والوں کو زخمی کر کے شیڈو کو تہ خانے سے لے جاسکتا ہے۔ میں ابھی پہلی فلائٹ سے لندن جا کر اسے چھپاؤں گی۔"

"تم پھر ایک بہت بڑا خطرہ مول لینا چاہتی ہو۔"

"میرے لیے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ تھارن آوین میرا باڈی گارڈ میرے ساتھ رہے گا اور آپ ہمیشہ دیکھتے آئے ہیں کہ میں تنہا بھی اپنی حفاظت کرتی آئی ہوں۔"

"کیا تم یہاں سے جانے والی فلائٹس کے بارے میں معلوم کر چکی ہو؟"

"جی ہاں۔ دو گھنٹے بعد ایک فلائٹ لندن جائے گی۔"

"ہوں یاد آیا۔ وہ جہاز پیرس میں بھی رکے گا۔"

"جی ہاں۔ میں شیڈو کو لے کر تھارن کے ساتھ جاؤں گی۔ آپ ابھی تین سیٹیں ریزرو کرا دیں۔"

"کیا تمہیں معلوم ہے کہ فرہاد کی فیملی کا کوئی نہ کوئی فرد پیرس میں رہتا ہے؟"

"رہنے دیں۔ کوئی فرق نہیں پڑتا۔ جہاز پیرس میں ایک گھنٹے کے لیے رکے گا۔ ہم جہاز سے نہیں اتریں گے۔ اگر فرہاد کی فیملی کا کوئی فرد بھی جہاز میں آئے گا تو ہمیں چھو نہیں پہچانے گا۔"

"ٹھیک ہے' تم تھارن کے ساتھ ائرپورٹ جاؤ۔ میں شیڈو کے چہرے پر تھوڑی سی تبدیلی کرا کے ایسے فوجیوں کی نگرانی میں بھیج رہا ہوں جو وردی میں نہیں' عام سے لباس میں ہوں گے۔"

الپا اپنے عامل تھارن کے پاس چلی گئی۔ برین آدم تھوڑی دیر گہری سنجیدگی سے سوچتا رہا پھر اس نے فون کے ذریعے فوج کے ایک یوگا جاننے والے افسر سے کہا "آپ ابھی چہرے پر ریڈی میڈ میک اپ کریں۔ ایک سفری بیگ لیں اور جتنی جلدی ہو سکے میرے پاس آئیں۔"

پھر اس نے یوگا کے ماہر دوسرے فوجی افسر سے کہا۔ "آپ ابھی شیڈو کے چہرے کو ریڈی میڈ میک اپ کے ذریعے تبدیل کریں اور اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ سادے لباس میں شیڈو کو ائرپورٹ لے جائیں۔ وہاں اسے میڈم الپا کے حوالے کر دیں۔ وہ بھی چہرے سے پہچانی نہیں جائے گی لیکن آپ کے دماغ میں آکر اپنی شناخت کرائے گی اور شیڈو کو اپنے ساتھ لے جائے گی۔"

پھر برین آدم نے فون کے ذریعے ائرپورٹ کے فلائٹ انچارج سے کہا "لندن جانے والی چار سیٹیں ریزرو کریں۔"

"سر! سیٹیں نہیں ہیں۔ چانس پر ایک دو سیٹیں مل سکتی ہیں۔"

"چانس نہیں' سیٹیں کنفرم کرو۔ چار سیٹیں ایک ساتھ نہیں ہوں گی۔ جہاں تین سیٹیں ہوں گی اس کے پیچھے ایک اور سیٹ ریزرو ہوگی۔ یہ ٹاپ سیکرٹ معاملہ ہے۔ فلائٹ کو مزید ایک گھنٹے کسی بہانے سے لیٹ کیا جاسکتا ہے۔ آرڈر از آرڈر۔ فوراً تعمیل کرو۔"

اس نے ریسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد یوگا کا ماہر فوجی افسر اپنا چہرہ تبدیل کر کے آیا۔ برین آدم نے کوڈ ورڈز کے ذریعے اسے پہچان کر کہا "آؤ بیٹھو۔ تمہیں دشمن تو کیا الپا بھی نہیں پہچان سکے گی۔"

وہ دونوں ایک دوسرے کے سامنے صوفوں پر بیٹھ گئے۔ افسر نے پوچھا "سر! معاملہ کیا ہے؟"

برین آدم نے صوفے کی پشت سے ٹیک لگا کر کہا "تم تھارن آوین کی مقناطیسی آنکھیں دیکھ چکے ہو۔"

"یس سر! بڑی خطرناک ہیں مگر پُرکشش ہیں۔"

"عورتیں ان آنکھوں کی طرف کھنچی جاتی ہوں گی؟"

"یس سر!"

"پہلی بار جب وہ میرے ساتھ ایک طیارے میں سفر کر رہا تھا تب میں نے دیکھا تھا۔ اس نے ایک خوب صورت ائرہوسٹس کو چند سیکنڈ میں اپنی آنکھوں کے ذریعے اپنی طرف مائل کر لیا تھا۔ میں نے سوچا اپنے دشمنوں کو ہپناٹائز کرانے کے لیے تھارن آوین ہمارے بہت کام آئے گا۔ میری ہدایت پر الپا اسے ٹریپ کر کے یہاں لے آئی مگر اب بازی پلٹ گئی ہے۔"

"وہ کیسے سر!"

"مجھے یقین کی حد تک شبہ ہے کہ اس نے اپنی شیطانی آنکھوں کے ذریعے الپا کو اپنی معمولہ اور تابع بنا لیا ہے۔"

"سر! مجھے اس بات پر حیران ہونا چاہیے لیکن میں بھی دو دنوں سے جاسوسی کر رہا ہوں۔ میڈم الپا اپنے بنگلے کے دروازے پہلے بھی بند رکھتی تھیں لیکن کھڑکیاں کھلی رہتی تھیں اور اب وہ تمام کھڑکیاں مستقل بند رہتی ہیں۔ میڈم کبھی کسی پرائے مرد سے تنہائی میں نہیں ملتی تھیں۔ اب تک صرف ایک پارس ہی ان کی زندگی میں آتا رہا ہے۔ تھارن دوسرا مرد ہے جس کی موجودگی میں وہ کھڑکی دروازے بند رکھتی ہیں۔"

"الپا ہمارا قومی سرمایہ ہے۔ اس نے اسرائیل اور یہودی قوم کی بہتری کے لیے پارس کو چھوڑ دیا ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ اسے تھارن کے شکنجے سے ... نجات دلائی جائے۔ اس کام کے لیے میں نے تمہارا انتخاب کیا ہے۔"

"تھینک یو سر! آپ جیسا چاہیں گے' ویسا ہی کروں گا۔"

"میں چاہتا ہوں تم ان کا تعاقب کرو۔ یہ دیکھو کہ وہ لندن کے کس علاقے میں رہیں گے۔ میں موساد کے ڈی جی کو اطلاع دے رہا ہوں۔ تمہیں ضرورت کے وقت موساد کے درجنوں ایجنٹس مل جائیں گے۔"

"سر! میں لندن پہنچ کر ان تینوں کو چھپنے نہیں دوں گا۔ اگر وہ تعاقب کے سلسلے میں مجھ پر شبہ کریں گے تو میں تھارن اور شیڈو کو گولی مار کر میڈم الپا کو جبراً یہاں لے آؤں گا۔"

"میں یہی چاہتا ہوں۔ انہیں لندن تک پہنچنے کی ڈھیل دی جائے اور دیکھا جائے کہ وہ وہاں کس جگہ چھپیں گے اور کیا کریں گے؟ تھارن اسے اپنی معمولہ اور تابع بنا چکا ہے۔ اس کی ٹیلی پیتھی اور اپنی ہپناٹزم کی صلاحیتوں سے ہمارے ملک کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔ لہٰذا یاد رکھو جب تھارن ایسا کوئی قدم اٹھائے تو اسے قدم اٹھاتے ہی ہلاک کر دو۔"

برین آدم اور وہ فوجی افسر ایسے تھے کہ تھارن کے حکم کے باوجود الپا ان کے دماغوں میں آکر ان کے چور خیالات نہیں پڑھ سکتی تھی۔ لہٰذا انہیں اطمینان تھا کہ تھارن اور شیڈو کو الپا کے ذریعے اس فوجی افسر کے تعاقب کا پتا نہیں چلے گا۔

آخر اپنے اپنے منصوبوں کے مطابق وہ طیارے میں سوار ہو گئے۔ الپا' تھارن اور شیڈو کی سیٹیں ایک ساتھ تھیں۔ ان کے پیچھے وہ تعاقب کرنے والا فوجی افسر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے ہاتھوں میں ایک چھوٹا سا کیسٹ ریکارڈر تھا اور اس ریکارڈر سے منسلک ائرفون تھا' جو ہیڈ فون کی طرح دونوں کانوں سے سنا جاسکتا تھا۔ ایسے ہیڈ فون کے باعث

صرف ایک ہی شخص ریکارڈر کی میوزک سن سکتا تھا۔ اس میوزک کی آواز پاس بیٹھے ہوئے شخص تک نہیں پہنچ سکتی تھی۔ ایسا ریکارڈر اور ہیڈ فون اسی لیے ہوتا ہے کہ آس پاس بیٹھے ہوئے لوگ مسلسل موسیقی کے باعث بیزار نہ ہوں۔

اس فوجی افسر کے پاس یوں تو دیکھنے میں عام سا ریکارڈر تھا لیکن اس کی خصوصیت یہ تھی کہ اس کا ایک مائیک پیچھے بھی تھا۔ یعنی اس کے مائیک کا رخ سامنے والی سیٹوں پر بیٹھنے والے تھارن' الپا اور شیڈو کی طرف تھا۔ وہ جتنی باتیں کر رہے تھے' فوجی افسر اس پچھلے مائیک کے ذریعے کانوں میں لگے ہوئے ہیڈ فون سے ان تینوں کی باتیں سن رہا تھا۔

وہ تینوں بڑی دیر تک خاموش رہے تھے۔ جاسوس افسر نے سوچا۔ شاید الپا خیال خوانی کے ذریعے ان دونوں سے باتیں کر رہی ہے۔

لیکن ایسی بات نہیں تھی۔ وہ تینوں اپنے اپنے طور پر سوچ رہے تھے کہ پیرس اور لندن ایک دوسرے سے زیادہ فاصلے پر نہیں ہیں۔ فرہاد کی فیملی یا بابا صاحب کے ادارے کے جاسوس صبح و شام لندن آتے رہتے ہوں گے۔ لہٰذا بھیس بدلنے کے باوجود لندن میں مستقل قیام کرنا مناسب نہیں ہوگا۔

تھارن نے کہا "میں اسی نتیجے پر پہنچ رہا ہوں کہ ہمیں لندن میں نہیں رہنا چاہیے۔"

الپا نے کہا "میں بھی یہی کہتی ہوں۔ وہ لوگ بڑے چالاک ہیں۔ بھیس بدلنے کے باوجود ہمیں پہچان سکتے ہیں۔"

تھارن نے کہا "شیڈو! تم ہی آئندہ کے لیے کوئی بہترین منصوبہ بنا سکتے ہو۔"

شیڈو نے کہا "میں ہر پہلو سے جائزہ لے رہا ہوں۔ لندن میں بابا صاحب کے ادارے اور فرہاد کی فیملی کے ممبر آتے جاتے ہیں۔ پیرس (فرانس) کے قریب جرمنی' یونان اور اٹلی ہیں۔ ہمیں ان ملکوں میں بھی نہیں جانا چاہیے۔"

تھارن نے کہا "یورپی ممالک کا خیال چھوڑ دو۔ ہم لندن پہنچ کر کسی دوسری فلائٹ سے امریکا جا سکتے ہیں۔"

الپا نے کہا "امریکا میں پورس' ناصرہ اور ثنا ہیں پھر امریکی غلام مہاراج اور مہیش ہیں۔ اگرچہ وہ زیادہ ذہین اور چالاک نہیں ہیں مگر امریکی چال بازوں کی مدد سے ہمیں نقصان پہنچا سکتے ہیں۔"

شیڈو نے کہا "میں ان کم بخت باپ بیٹوں کو امریکا سے پکڑ کر لا رہا تھا۔ ان کی وجہ سے پورس نے مجھے کولمبیا کے ہائی وے پر گرفتار کر کے علی تیمور کے حوالے کر دیا تھا۔"

"کیا ہمیں ایشیا کی طرف جانا چاہیے؟"

"وہاں ہم ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے محفوظ رہیں گے لیکن اپنی گوری رنگت' قد اور جسامت اور رہنے سہنے کے اسٹائل سے وہاں کے کالے پیلے باشندوں سے مختلف نظر آئیں گے۔ سی آئی اے' موساد اور انٹرپول کے جاسوس ہم پر شبہ کر سکتے ہیں۔"

شیڈو نے کہا "امریکا کے اکابرین کے دماغوں میں پہنچ کر معلوم کیا جائے کہ ناصرہ' ثنا' پورس' مہاراج اور مہیش کہاں ہیں اور کیا کر رہے ہیں۔ پورس اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے مہاراج اور مہیش کے مخالف ہیں۔ میں نے ان کا قیدی بن کر رہنے کے دوران میں سنا تھا کہ پورس کولمبیا کے حکمران اور گاڈ فادر کارسیلو سے کسی معاملے میں دلچسپی لے رہا ہے۔ الپا ٹیلی پیتھی کے ذریعے کچھ نہ کچھ معلومات حاصل کر سکتی ہے۔"

تھارن نے حکم دیا "الپا! بڑی ذہانت سے خیال خوانی کر کے معلوم کرو کہ تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے کہاں کہاں ہیں؟ اور کیا کر رہے ہیں؟"

الپا امریکا کے کئی اکابرین کے لب و لہجوں سے واقف تھی۔ اس نے ایک حاکم کے دماغ میں پہنچ کر اس کے چور خیالات پڑھے۔ یہ معلوم کیا کہ ٹیلی پیتھی جاننے والے مہاراج اور مہیش کو واشنگٹن کے قریب آرمی ہیڈ کوارٹر میں رکھا گیا ہے اور بڑی رازداری سے کسی سلسلے میں ان دونوں کو ٹریننگ دی جا رہی ہے۔

الپا نے کئی بار کولمبیا کے حکمران کو ٹی وی اسکرین پر دیکھا تھا۔ اس کی تقریریں بھی سنی تھیں۔ وہ آسانی سے اس کے دماغ میں پہنچ گئی۔ اس کے خیالات سے معلوم ہوا کہ امریکا گاڈ فادر کارسیلو کی پشت پناہی کر کے کولمبیا کو اپنی کٹھ پتلی حکومت بنانا چاہتا تھا لیکن پورس کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے گاڈ فادر کارسیلو کو اپنا تابع بنایا ہے اور وہاں امریکی سیاسی اثرات کو ختم کر رہے ہیں۔

پھر یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ گاڈ فادر کارسیلو اور اس کے سیکریٹری کے دماغوں میں نہیں جا سکے گی۔ اس نے کولمبیا کے حکمران کے ذریعے کارسیلو کے ایک مشیر سے فون پر رابطہ کرایا پھر اس مشیر کے دماغ میں پہنچ گئی۔ اس مشیر کے خیالات نے بتایا کہ پچھلے روز پتا نہیں گاڈ فادر کارسیلو کو کیا ہو گیا تھا۔ اس نے اپنے دو آدمیوں کو پورس کی خفیہ رہائش گاہ کی طرف بھیجا تھا اور انہیں حکم دیا تھا کہ پورس کو اغوا کر کے کہیں لے جائے۔ اس کے ایک گھنٹے بعد ناصرہ' کارسیلو

کے پاس آئی تھی اور اس کے محل کی چھت پر کھڑے ہوئے ہیلی کاپٹر کے ذریعے کہیں چلی گئی تھی۔

اس کے جانے کے بعد کارسیلو بہت پریشان ہوا تھا۔ اپنے سیکریٹری اور مشیروں سے کہہ رہا تھا کہ پورس اور اس کی ٹیلی پیتھی جاننے والی ثنا اس بات پر ناراض ہو رہے تھے کہ کارسیلو نے اپنے ذاتی ہیلی کاپٹر میں ناصرہ کو تنہا جانے کیوں دیا۔ جبکہ وہ صرف ثنا کا ہی نہیں ناصرہ کا بھی معمول اور تابع تھا۔ اس طرح یہ بات سمجھ میں آئی کہ ناصرہ نے پورس اور ثنا وغیرہ سے علیحدگی اختیار کرلی ہے۔

الپا یہ تمام باتیں تھارن اور شیڈو کو بتاتی جارہی تھی۔ شیڈو نے کہا "تم نے ایک ہی امریکی حاکم کے خیالات پڑھے ہیں۔ تمہیں آرمی ہیڈ کوارٹر کے کسی بڑے افسر کے دماغ میں پہنچنا چاہیے۔ یہ معلوم ہونا چاہیے کہ ٹیلی پیتھی جاننے والے باپ بیٹوں کو کس اہم معاملے میں ٹریننگ دی جارہی ہے؟"

الپا نے اس بار ایک فوجی افسر کے خیالات پڑھے۔ آرمی ہیڈ کوارٹر میں دونوں باپ بیٹوں کو ایسے چند فوجیوں کی نگرانی میں رکھا گیا تھا جو یوگا کے ماہر تھے۔ ان کے دماغوں میں پہنچ کر مہاراج اور میش کے بارے میں اس اہم معاملے کو نہیں سمجھا جاسکتا تھا۔

البتہ تمام فوجی افسروں کو مہاراج نے بتایا تھا کہ نیلماں زندہ ہے اور وہ ناصرہ کے جسم میں سمائی ہوئی ہے۔ تھارن نے یہ بات سن کر کہا "اب ہمیں یہ حقیقت معلوم ہوئی ہے کہ ناصرہ نے پورس اور ثنا وغیرہ سے علیحدگی کیوں اختیار کی ہے۔ نیلماں نے ناصرہ کو ان سے دور رہنے پر مجبور کیا ہوگا۔"

شیڈو نے کہا "اب یہ نیا سوال پیدا ہوتا ہے کہ نیلماں ناصرہ کو کہاں لے گئی ہے؟ عقل یہ کہتی ہے کہ وہ ناصرہ کو امریکا میں رہنے نہیں دے گی۔ یورپ یا ایشیا کی طرف لے جائے گی۔ اتنی معلومات کے بعد یہ ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ کینیڈا میں کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا دشمن نہیں ہے۔ ہمیں کینیڈا جانا چاہیے۔ وہاں کے کئی بڑے شہروں اوٹاوا، ٹورنٹو اور مونٹریال وغیرہ میں رہ سکتے ہیں۔"

تھارن نے کہا "شیڈو دور تک سوچتا ہے اور تمام پہلوؤں پر غور کرکے مشورہ دیتا ہے۔ ہمیں کینیڈا کے کسی شہر میں جانا چاہیے۔ وہاں رہ کر الپا خیال خوانی کے ذریعے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے بارے میں معلومات حاصل کرتی رہے گی۔ اگر ان میں سے کوئی کینیڈا کی طرف آئے گا تو ہم وہاں سے دوسری جگہ منتقل ہوجائیں گے۔"

دشمن دو ہوں تو دو جگہ اور چار ہوں تو چار جگہوں پر مختلف منصوبے بنتے رہتے ہیں کہ ایک دوسرے سے کس طرح محفوظ رہ کر دوسروں کو نقصان پہنچایا جائے۔ دوسروں کو فنا کرکے اپنی زندگی بڑھائی جائے۔ مہاراج اور میش نے اپنی زندگی بڑھانے کے لیے امریکا کی غلامی قبول کی تھی۔ ناصرہ اپنے جسم کو زندہ رکھنے کے لیے نیلماں کی آتما کی محتاج ہوگئی تھی۔ الپا ایک کٹھ پتلی بن کر تھارن اور شیڈو کے ساتھ سفر کررہی تھی۔ پورس اور ثنا کا اب کوئی کام امریکا میں نہیں رہا تھا۔ لہٰذا ثنا نے کہا "بھائی جان! ہمیں پیرس جانا چاہیے۔ وہاں ثانی اور پارس ہیں۔ پاپا (فرہاد) اور ثانی کے ذریعے ہمارے گہرے مراسم ہوگئے ہیں۔ ہم سب ایک دوسرے سے مل رہے ہیں۔ صرف آپ نے اب تک پارس بھائی سے روبرو ملاقات نہیں کی ہے۔ اس ملاقات کے بعد آپ دونوں گہرے دوست بن جائیں گے۔"

اس فیصلے کے بعد ثنا اور پورس پیرس کے لیے روانہ ہوگئے تھے۔ ثنا نے خیال خوانی کے ذریعے ثانی اور پارس سے کہہ دیا تھا کہ وہ اور پورس ان کے ساتھ پیرس میں رہنے کے لیے آرہے ہیں۔ ثانی اور پارس نے بہت خوشی اور محبت کا اظہار کیا تھا اور کہا تھا کہ ان کا استقبال کرنے کے لیے وہ دونوں ائرپورٹ آئیں گے اور ان کے ساتھ پیرس میں جھیل کنارے والے کاٹیج میں رہیں گے۔

حالات ایسے ہی بنتے ہیں۔ کوئی اپنے حالات سے مجبور ہوکر الپا کی طرح اپنا وطن چھوڑتا ہے۔ کوئی پورس کی طرح پارس سے دوستانہ تعلقات بڑھانے کے لیے سفر کرتا ہے اور کوئی پارس کی طرح پورس کا استقبال کرنے کے لیے ائرپورٹ آتا ہے۔ کوئی نہیں جانتا کہ دنیا کے مختلف علاقوں کے لوگ ایک دوسرے سے انجان رہ کر کس مقام پر ایک دوسرے کے قریب سے گزرنے والے یا ٹکرانے والے ہیں۔

ثانی نے پارس سے کہا "ہم ثنا اور پورس کو سرپرائز دیں گے۔ ان کی فلائٹ پہلے لندن پہنچے گی پھر پیرس آئے گی۔ وہ دونوں پیرس کے ائرپورٹ میں ہم سے ملنے کی توقع کریں گے۔ ہم ان کی توقع کے خلاف لندن جائیں گے اور وہاں ان کا استقبال کریں گے تو وہ حیران بھی ہوں گے اور خوش بھی ہوں گے۔"

پارس نے کہا "اچھا آئیڈیا ہے۔ ہم ان کے ساتھ لندن میں دو چار دن رہ کر تفریح کریں گے پھر انہیں اپنے ساتھ پیرس لے آئیں گے۔"

وہ ثنا اور پورس کو سرپرائز دینے کے لیے لندن آگئے۔ اسی ائرپورٹ پر پہلے اسرائیل سے آنے والی فلائٹ پہنچنے والی تھی اور امریکی فلائٹ بھی ایک گھنٹا بعد آنے والی تھی۔ ویسے ایک مقام پر جمع ہونے کے باوجود کوئی کسی کو پہچان نہیں سکتا تھا کیونکہ سبھی نے اپنے اپنے چہرے اور لب و لہجے بدلے ہوئے تھے۔

پہلے اسرائیل کی فلائٹ آئی۔ الپا، تھارن اور شیڈو کے پاس زیادہ سامان نہیں تھا۔ ایک ایک سفری بیگ تھا۔ انہوں نے اپنے بیگ اپنے ساتھ رکھے تھے۔ لہٰذا انہیں لگیج ہال کی طرف نہیں جانا پڑا۔ ان کا تعاقب کرنے والا جاسوس فوجی افسر بھی ایک بیگ کے ساتھ ان کے پیچھے کچھ فاصلے پر تھا۔ وہ سب اپنے پاسپورٹ وغیرہ پر مہر لگوا کر اس ہال میں آئے جہاں مختلف ائرویز کمپنیوں کے کاؤنٹرز تھے جہاں سے ٹکٹ خریدے جاسکتے تھے۔

تھارن کو معلوم کرنا تھا کہ لندن سے کینیڈا جانے والی فلائٹ کب وہاں سے روانہ ہوگی۔ وہ تینوں ایک جگہ خاموش کھڑے تھے۔ الپا خیال خوانی کے ذریعے تھارن سے کہہ رہی تھی "میں کاؤنٹر پر جاکر کینیڈا جانے والی فلائٹ کے بارے میں معلوم کروں گی۔ تم یہاں سے نیویارک جانے والی فلائٹ کے بارے میں معلوم کرنے کے لیے دوسرے کاؤنٹر پر جاؤ۔ اگر ہمیں براہِ راست کینیڈا کی فلائٹ نہ ملی تو ہم پہلے نیویارک جائیں گے، وہاں سے کینیڈا جانے کے لیے دوسری فلائٹس بھی مل سکتی ہیں اور پرائیویٹ فلائنگ کلبس سے کرائے پر ہیلی کاپٹر اور طیارے بھی مل سکتے ہیں۔"

ان تینوں کے آس پاس بھی آنے جانے والے اور انہیں رخصت کرنے والے کتنے ہی لوگ کھڑے ہوئے ایک دوسرے سے گفتگو کررہے تھے۔ صرف الپا اس لیے خیال خوانی کے ذریعے بول رہی تھی کہ کوئی بہروپیا دشمن ان کا پروگرام سننے نہ پائے۔ محتاط رہنا ضروری تھا۔ وہاں کسی دشمن کی توقع نہیں تھی پھر بھی وہ تھارن کے دماغ میں بول رہی تھی۔

تھارن نے الپا سے کہا "میرا حلق خشک ہو رہا ہے۔ میں ادھر ایک اسنیک بار میں جاکر بیئر پیوں گا۔ تم شیڈو سے کہو، وہ دوسرے کاؤنٹر پر جاکر نیویارک جانے والی فلائٹ کے بارے میں معلوم کرے گا۔"

اس بھیڑ میں الپا کے پیچھے پارس کھڑا ہوا تھا۔ اس نے ثانی کا ہاتھ دبا کر خاموشی سے اپنی طرف متوجہ کیا۔ ثانی نے اسے دیکھا۔ وہ ایک انگلی سے اپنی پیشانی کی طرف اشارہ کررہا تھا۔ ثانی فوراً ہی اس کے دماغ میں پہنچ کر بولی "کوئی خاص بات ہے؟"

"ہاں، یہ تو تم جانتی ہو کہ جب سے تم میری زندگی میں آئی ہو، میں نے حسین عورتوں کی طرف لڑھکنا چھوڑ دیا ہے۔"

ثانی نے پوچھا "یہ اپنی پارسائی جتانے کا کون سا موقع ہے؟"

"پہلے پوری بات سنو۔ تم جانتی ہو کہ میں جس حسینہ کے ساتھ ایک رات گزار لیتا ہوں اس کے بدن کی مخصوص بو کو ایک ہاتھ کے فاصلے سے بھی پہچان لیتا ہوں۔"

"کیا تم کسی کو اس کی بُو سے پہچان رہے ہو؟"

"ہاں۔ تم میرے سامنے ہو اور میرے پیچھے جس عورت کو دیکھ رہی ہو وہ الپا ہے۔"

ثانی نے حیرانی سے الپا کی طرف دیکھا پھر کہا "اس کے ساتھ کھڑا ہوا شخص کہیں جارہا ہے۔ الپا مجھے دماغ میں نہیں آنے دے گی۔ یہ سمجھ لے گی کہ یہاں کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا موجود ہے۔"

پھر وہ تھارن کو دیکھ کر بولی "الپا کا ساتھی اسنیک بار کے کاؤنٹر پر گیا ہے اور وہ بیئر کا ایک کین لے رہا ہے۔ اس کا مطلب ہے نشہ کرتا ہے۔ تم ٹھہرو میں ابھی آتی ہوں۔"

وہ آرام سے ٹہلنے کے انداز میں چلتی ہوئی اسنیک بار کے کاؤنٹر پر تھارن کے قریب جانے لگی۔ وہ کین کھول کر پی رہا تھا۔ ثانی اس کے قریب پہنچتے ہی ٹھوکر کھانے کے انداز میں گرتی ہوئی تھارن سے ٹکرائی۔ کین سے بیئر چھلک کر اس کے سوٹ پر تھوڑی سی گری۔ وہ شرمندہ سی ہو کر بولی "سوری۔ میں اپنا توازن قائم نہ رکھ سکی۔"

وہ بولا "کوئی بات نہیں۔ کسی حسینہ سے ٹکرانا خوش قسمتی ہوتی ہے۔"

ثانی نے پہلی بار اس کی مقناطیسی آنکھوں کو دیکھا پھر اس سے نظریں چرا کر بولی "مائی گاڈ! تمہاری آنکھیں عجیب سی ہیں۔ دوسروں سے بالکل مختلف ہیں۔"

یہ کہہ کر وہ دوسری طرف جانے لگی۔ کوئی اور موقع ہوتا تو تھارن اسے پھانسنے کی کوشش کرتا لیکن اسے کینیڈا پہنچنے تک محتاط رہنا تھا۔ اس لیے وہ بیئر پیتے ہوئے دور ایک ائرویز کمپنی کے کاؤنٹر پر الپا کو دیکھ رہا تھا۔

ثانی اس سے دور ہو کر اس کے دماغ میں پہنچ چکی تھی اور اس کے خیالات پڑھتی جارہی تھی پھر وہ ثنا کے پاس آئی۔ ثنا اور پورس طیارے میں سفر کررہے تھے اور ایک گھنٹے کے

ندر لندن پہنچنے والے تھے۔ اس نے ثنا سے کہا "میرے دماغ میں آؤ۔ میں تمہیں تھارن آوین کے دماغ میں پہنچاؤں گی جو کبھی مسٹر ہائیڈ اینڈ سیک کہلاتا تھا۔ تم اس کے خیالات پڑھو اور پورس کو بتاؤ۔"

ثنا اس کے پاس آئی۔ اس نے اسے تھارن کے دماغ میں پہنچا دیا۔ پارس ویٹنگ ہال کی ایک سیٹ پر آکر بیٹھ گیا تھا۔ ثانی اس کے پاس آکر بیٹھ گئی۔ اسے الپا، تھارن اور شیڈو کے بارے میں پوری تفصیل سے بتانے لگی۔ پارس نے ان کے تمام واقعات سننے کے بعد کہا "یہ بھی خوب ہے کہ تھارن نے الپا کو اپنی معمولہ اور تابع بنایا ہے اور الپا نے شیڈو کو اپنا تابع بنا لیا ہے۔ اس میں عجیب سی بات یہ ہے کہ تھارن جو نشے کا عادی ہے اس نے الپا کو تابع بنا کر اس کے ذریعے شیڈو کو بھی اپنا فرماں بردار بنا لیا ہے۔"

ثانی نے کہا "یہ صرف اس لیے کہ تھارن کی مقناطیسی آنکھیں بہت خطرناک ہیں۔ وہ نظریں ملاتے ہی سامنے والوں کو موم کر دیتا ہے۔ میری نظریں صرف ایک ہی بار اس سے ملی تھیں پھر میں نے بڑی قوتِ ارادی سے منہ موڑ لیا تھا۔ اس نے الپا کو بڑی آسانی سے اپنی مقناطیسی آنکھوں کے ذریعے زیر کیا ہے۔ اب تم سوچو کہ ہمیں ان کے سلسلے میں کیا کرنا ہے؟ ادھر پورس بھی کچھ سوچ رہا ہوگا۔ میں ابھی علی سے دو باتیں کر کے آتی ہوں۔"

اس نے علی کے پاس پہنچ کر کہا "میں بہت زیادہ مصروف رہنے کے باعث یہ تم سے پوچھ نہ سکی کہ شیڈو اس جزیرے سے کیسے نکلا تھا۔"

علی نے کہا "وہ بہت ذہین اور چالاک ہے۔ بہترین پلان میکر ہے اور ہر قسم کی بارود اور بموں کو استعمال کرنا اور بموں کو ناکارہ بنانے کا ماہر ہے۔"

پھر اس نے بتایا "شیڈو بڑی چالاکی سے بارودی سرنگوں کو ناکارہ بنا کر جزیرے کے ساحل پر پہنچا تھا۔ اس نے تم سے سچے دل سے کہا تھا کہ وہ آئندہ مجرمانہ زندگی نہیں گزارے گا۔ پچھلے جرائم کی تلافی کرنے کے لیے دوسروں کے کام آتا رہے گا۔"

"ہاں میں نے اس کے دماغ میں رہ کر اس کے چور خیالات سے معلوم کیا تھا کہ وہ سچے دل سے توبہ کر رہا ہے اور واقعی آئندہ ایک شریفانہ زندگی گزارے گا لیکن اسی رات الپا اسے اپنا معمول اور تابع بنا کر لے گئی تھی لیکن اب وہ خود بری طرح پھنس گئی ہے۔"

ثانی نے اسے بھی الپا، تھارن اور شیڈو کے اسرائیل سے فرار ہونے کے تمام واقعات بتائے۔ علی نے کہا "الپا اور تھارن کے ساتھ کس طرح پیش آنا ہے، یہ تم اور پارس سمجھو مگر شیڈو کے دماغ سے الپا کے تنویمی عمل کو واش کر کے اسے ایک اچھی زندگی گزارنے کا موقع دو اور اسے سمجھاؤ کہ نشہ کرنے کا یہی نتیجہ ہوتا ہے۔ جس طرح اس نے نہ پینے کا وعدہ کر کے جزیرے میں شراب کی بوتل توڑی تھی، آئندہ بھی اسے نشہ کرنے سے توبہ کر لینا چاہیے۔"

وہ علی سے باتیں کرنے کے بعد تھارن کے دماغ میں آگئی۔ شیڈو نے اسے بتایا کہ نیویارک والی فلائٹ یہاں سے جا چکی ہے۔ الپا نے کہا "ہم یہاں سے جلد نکل جانا چاہتے تھے لیکن کینیڈا والی فلائٹ کل صبح آٹھ بجے جائے گی۔ ہمیں آج کی رات کسی ہوٹل میں گزارنا ہوگی۔"

تھارن نے کہا "پھر تو مجبوری ہے۔ چلو کسی فائیو اسٹار ہوٹل میں کل صبح کا انتظار کریں گے۔ شیڈو، تم کل کی فلائٹ کے لیے تین ٹکٹ لے آؤ۔"

ثانی نے پارس سے کہا "یہ تینوں کل صبح آٹھ بجے کی فلائٹ سے کینیڈا جائیں گے۔ ابھی کسی فائیو اسٹار ہوٹل میں جانے والے ہیں۔"

"جانے دو۔ تم تھارن کے ذریعے معلوم کرتی رہو گی کہ وہ کہاں جا رہے ہیں۔"

ائرپورٹ کے اسپیکروں سے اناؤنس کیا جا رہا تھا کہ امریکا سے فلائٹ آچکی ہے۔ ثانی خیال خوانی کے ذریعے ثنا سے بولی "میرے اور پارس کی طرف سے تم دونوں کو خوش آمدید۔"

اس نے مسکرا کر پورس سے کہا "ثانی اور پارس ہمیں خوش آمدید کہہ رہے ہیں۔"

پورس نے مسکرا کر کہا "ان سے کہو، آج میں اپنی زندگی کی سچی خوشی حاصل کر رہا ہوں۔"

ثنا یہ بات کہنا چاہتی تھی۔ ثانی نے کہا "میں نے سن لیا ہے۔ بے شک پارس اور پورس کے ملاپ سے ہم سب دل کی گہرائیوں سے خوش ہیں۔ کیا تمہارے ساتھ زیادہ سامان ہے؟ لگیج ہال سے ہو کر آؤ گی؟"

"نہیں صرف سفری بیگ ہے۔ ہم امیگریشن کاؤنٹر سے گزرنے کے بعد آ رہے ہیں۔ میں نے پنک کلر کی ساڑی پہنی ہے اور بھائی جان نیوی بلیو کلر کے سوٹ میں ہیں۔"

ثانی نے کہا "عجیب اتفاق ہے، پارس نے بھی نیوی بلیو کلر کا سوٹ پہنا ہے اور میں زرد کلر کے بلاؤز اور براؤن کلر کے اسکرٹ میں ہوں۔ ہم دونوں ایگزٹ ڈور کے سامنے

آ رہے ہیں۔"

وہ پارس کے ساتھ اس دروازے پر آئی جہاں سے مسافر باہر آ رہے تھے اور اپنے استقبال کرنے والوں سے گلے مل رہے تھے۔ مصافحہ کر رہے تھے۔ تب ادھر ثانی اور پارس اور ادھر ثنا اور پورس نے ایک دوسرے کو لباس سے اور خیال خوانی کے ذریعے پہچانا۔ اب انہیں آگے بڑھ کر بڑی گرم جوشی سے ایک دوسرے کے گلے لگ جانا چاہیے تھا لیکن ثانی نے پورس کو اور ثنا نے حیرانی سے پارس کو دیکھا۔ صرف اتنا ہی نہیں، پارس اور پورس نے بھی ایک دوسرے کو حیرانی سے دیکھا کیونکہ ان کے صرف لباس کا کلر ایک نہیں تھا بلکہ انہوں نے اپنے چہرے جو میک اپ کے ذریعے تبدیل کیے تھے، وہ بھی ایک جیسے تھے۔ ان کے میک اپ میں کچھ انیس بیس کا فرق تھا جو توجہ سے دیکھنے پر ظاہر ہوتا۔ یوں لگتا تھا جیسے دونوں نے آئینے کے سامنے بیٹھ کر ایک جیسا میک اپ کیا ہے اور ایک دوسرے کے مشورے کے مطابق ایک جیسا لباس پہنا ہو۔

پہلے تو وہ سب حیران ہوئے پھر ہنسنے لگے۔ پارس اور پورس آگے بڑھ کر گلے لگ گئے۔ پورس نے کہا "مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے میں اب تک آدھا تھا۔ تم سے مل کر مکمل ہو گیا ہوں۔"

پارس نے کہا "میں بھی تم سے مل کر اپنے جذبات کا اظہار کرنا چاہتا ہوں مگر یہ دونوں بہت ہنس رہی ہیں۔ بہت خوش ہیں۔ انہیں ذرا اُلّو بنایا جائے۔"

وہ دونوں گلے مل کر ایک دوسرے کے کان کے پاس سرگوشی کر رہے تھے۔ اچانک الگ ہو گئے۔ پارس نے ناگواری سے کہا "کیا بکواس کر رہے ہو؟ میں پرانی دشمنی بھول کر گلے لگا رہا ہوں تو تم سر پر چڑھ کر بول رہے ہو۔"

پورس نے کہا "پرانی دشمنی میں بھی بھول کر آیا ہوں۔ دشمنی بھول کر تم نے احسان نہیں کیا ہے۔ یہ میرا احسان ہے کہ میں یہاں آیا ہوں۔"

ثانی اور ثنا کی ہنسی تشویش میں بدل گئی۔ وہ دونوں ان کے قریب آئیں۔ ثانی نے پوچھا "پارس! یہ کیا؟ ناراض کیوں ہو رہے ہو؟"

ثنا نے پوچھا "بھائی جان! آپ نے پارس بھائی سے کیا کہہ دیا ہے؟"

"میں کیا کہوں گا؟ یہ تو ناک پر مکھی نہیں بیٹھنے دیتا۔ دنیا والوں نے واہ پارس! واہ واہ پارس! ارے واہ لاجواب پارس! کہہ کر اس کا دماغ خراب کر دیا ہے۔ مجھے کیا معلوم تھا کہ یہ میری اتنی ذرا سی بات برداشت نہیں کرے گا۔"

ثانی نے پوچھا "وہ اتنی سی بات آخر کیا تھی؟ یہ تو بتاؤ؟"

"مجھ سے کیا پوچھتی ہو؟ اپنے شوہر سے پوچھو۔"

ثنا نے پارس کا ہاتھ تھام کر کہا "پارس بھائی! میں آپ کی بہن ہوں۔ پہلی بار آپ سے ملنے آئی ہوں۔ خدا کے واسطے بنتی ہوئی بات کو نہ بگاڑیں۔"

پورس نے ثنا کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنی طرف کھینچتے ہوئے کہا "تم اس کی نہیں، میری بہن ہو۔ اس سے التجا کرو گی تو یہ اور مغرور ہو جائے گا۔"

ثانی نے ان دونوں کے درمیان آکر کہا "بس بہت ہو گیا۔ میں دونوں سے کہتی ہوں۔ اب ایک لفظ بھی ایک دوسرے سے نہ کہنا۔"

پارس نے کہا "تم ایک لفظ نہ کہنے کی بات کر رہی ہو۔ ارے میں تو اسے منہ لگانا پسند نہیں کرتا۔"

پورس نے کہا "کیا میں تجھے منہ لگانے آیا ہوں۔ مجھے کیا معلوم تھا کہ تیرے جیسے مکار نے مجھے گلے لگانے کے بہانے گلا کاٹنے کے لیے یہاں بلایا ہے۔ کیا مجھ سے کشتی لڑے گا؟"

"ضرور لڑوں گا مگر یہاں لنگوٹ باندھ کر نہیں آیا ہوں۔ میں جانتا تھا کہ تیرے جیسے بدمعاش کے ساتھ کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ اسی لیے میں نے ثانی سے کہا تھا کہ ہم لندن نہیں جائیں گے کیونکہ میری لنگوٹ پیرس میں ہے۔"

پورس نے کہا "ویسے تو لنگوٹ میرے پاس بھی نہیں ہے۔ ویسے ہم یہاں بھی ایک گھنٹے میں لنگوٹ سلوا سکتے ہیں۔"

پارس نے پوچھا "کیسے سلوا سکتے ہیں؟ یہاں کے انگریز درزیوں کو لنگوٹ کا مطلب سمجھانا ہوگا۔ کیا تمہیں پتا ہے لنگوٹ کو انگریزی میں کیا کہتے ہیں؟"

"ہاں ویسٹ (VEST) کہتے ہیں۔"

"ویسٹ، انڈر ویئر کو کہتے ہیں۔ لنگوٹ دوسری چیز ہے۔ یہاں لندن میں ملتان یا لاہور کا کوئی درزی ہوگا تو وہ سمجھ کر فوراً سلائی کر دے گا۔"

ثانی نے بیزار ہو کر پوچھا "میری سمجھ میں نہیں آتا، تم دونوں لنگوٹ کے پیچھے کیوں پڑ گئے ہو؟"

"تمہاری سمجھ میں کیسے آئے گا۔ یہ مردوں کا سب سے مختصر لباس ہے اور یہ لباس اس سے زیادہ مختصر نہیں ہو سکتا۔"

پارس کی یہ بات سنتے ہی پورس کو بے اختیار ہنسی آگئی۔ اس نے ایک قہقہہ لگایا۔ پارس نے اس کے شانے پر ہاتھ مار

کر کہا "گھپلا کردیا۔ تجھ سے اتنی سی ہنسی برداشت نہیں ہوتی۔"

پورس ہنستے ہوئے اس کے گلے لگ گیا۔ تب پارس بھی ہنسنے لگا۔ ثانی نے ثنا کے پاس آکر کہا "پہلی ملاقات میں ان دو بدمعاشوں کو سمجھ لو۔ یہ ہم دونوں کو اُلّو بنا رہے تھے۔"

ثنا اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر اطمینان کی سانس لے کر بولی۔ "خدا کا شکر ہے یہ مذاق تھا۔ میں تو دوستی کی ناکامی پر رونے والی تھی۔"

یہ کہتے ہی وہ ثانی سے لپٹ کر رونے لگی۔ ثانی نے کہا۔ "تم دونوں کو شرم آنی چاہیے۔ اپنی معصوم بہن کو رلا دیا۔"

پارس نے ثنا کے سر پر ہاتھ مار کر کہا "اے رونے والی! بھائی کے گلے نہیں لگو گی؟"

وہ ثانی سے الگ ہو کر پارس کے سینے پر سر رکھ کر رونے لگی۔ وہ اس کے آنسو پونچھتے ہوئے بولا "ٹیلی پیتھی کی دنیا میں آنسو کام نہیں آتے۔ تمہیں پتھر بننا پڑے گا اور ہم تمہیں پتھر بنائیں گے۔"

ثانی نے کہا "اب چلو یہاں سے۔ ہمارے تین شکار یہاں سے جا چکے ہیں۔"

وہ چاروں وہاں سے چلتے ہوئے پارکنگ ایریا میں آئے۔ وہاں پارس کی ذاتی کار موجود تھی۔ پارس اور پورس اگلی سیٹوں پر' ثانی اور ثنا پچھلی سیٹوں پر بیٹھ گئے۔ پارس نے اسے ڈرائیو کرتے ہوئے پارکنگ ایریا سے نکل کر پورس سے کہا۔ "پیرس کی طرح یہاں بھی ہمارے کئی بنگلوز ہیں۔ میرا خیال ہے ہمیں بنگلوز میں نہیں جانا چاہیے۔ ہم سب نے اپنے چہرے بدلے ہوئے ہیں۔ تمہارا کیا خیال ہے؟"

پورس نے کہا "جہاں الپا گئی ہے' اسی ہوٹل میں رہنا مناسب ہوگا۔ دشمنوں کے قریب رہنے سے ذہن جاگتا رہتا ہے۔"

ثانی نے کہا "درست کہتے ہو مگر یہ تو بتاؤ' ان تینوں کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے؟"

پارس نے کہا "ثانی! یہ بات پورس سے نہ پوچھو۔ میں جانتا ہوں جو کچھ پورس ان کے ساتھ کرنا چاہتا ہے' وہی بات میرے بھی دماغ میں ہے۔"

ثانی نے کہا "یہ کئی بار آزمایا گیا ہے کہ تم دونوں ایک جیسی پلاننگ کرتے ہو۔ آج تو ایک جیسے لباس اور ایک جیسے بھیس بدلے ہوئے چہرے دیکھ کر حیرانی اور بڑھ گئی ہے۔ ویسے میں یہ بتا سکتی ہوں کہ تم دونوں ان کے ساتھ کیا سلوک کرو گے۔"

پارس نے کہا "بتاؤ ہم کیا کریں گے؟"

وہ بولی "ثنا کی ذہانت کو پہلے آزمایا جائے۔ بولو ثنا؟"

ثنا نے کہا "میں نے جو تعلیم حاصل کی ہے اس کے مطابق کہتی ہوں' جو صراطِ مستقیم پر سچائی سے چلنا چاہتا ہو اسے گمراہی اور شیطانوں کی صحبت سے ضرور نکالنا چاہیے۔ شیڈو راہِ راست پر آنا چاہتا تھا لیکن الپا اسے ٹریپ کرکے لے گئی۔ ہمیں سب سے پہلے شیڈو کو الپا کے تنویمی عمل سے آزاد کرانا چاہیے۔"

اس کی باتیں سن کر پارس نے کہا "اب تم بولو ثانی!"

ثانی نے کہا "شیڈو' الپا کا معمول اور تابع ہے۔ اگر ہم الپا پر تنویمی عمل کرکے اس کا برین واش کردیں اور اسے تھارن کے ہپناٹزم سے آزاد کرا کے اپنی معمولہ اور تابع بنالیں تو شیڈو خود بخود الپا کے تنویمی عمل سے آزاد ہو جائے گا اور تھارن بھی الپا کا حاکم بن کر نہیں رہ سکے گا۔"

"پھر تو کھیل ختم اور پیسہ ہضم۔"

ثانی نے پارس سے کہا "اے! مجھے طعنہ نہ دو۔ کیا ان تینوں کو ختم کردینا چاہتے ہو؟ اسی لیے کھیل ختم کہہ رہے ہو۔"

"وہ تینوں معمولی دشمن نہیں ہیں۔ تینوں غیر معمولی صلاحیتیں رکھتے ہیں۔ انہیں اپنے ہاتھوں سے کیوں ختم کیا جائے۔ خود ہی انہیں ختم ہونے دو۔"

ثانی نے پوچھا "تم کیا کہتے ہو پورس؟"

"وہی جو پارس کہہ رہا ہے۔ ہم دونوں ٹیلی پیتھی نہیں جانتے ہیں۔ ایک دوسرے کے دماغ میں پہنچ کر اور ایک دوسرے سے مشورہ کرکے ایک ہی بات نہیں بولتے ہیں۔ تم اور ثنا ٹیلی پیتھی جانتی ہو۔ تم دونوں باری باری ہمارے دماغوں میں آکر خیالات پڑھو۔ معلوم ہوگا کہ ہمارا لائن آف ایکشن ایک ہی ہے۔"

ثانی اور ثنا خیال خوانی کی پرواز کرکے پہلے پورس کے دماغ میں پہنچیں۔ وہ ان کی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہوئے بولا "الپا آج تک یہودیوں کی بہت بڑی ٹھیکے دار بنی رہی۔ اس نے اپنے ملک اور قوم کی خاطر پارس کو بھی چھوڑ دیا۔ زندگی میں پہلی بار وہ اپنے ملک اور قوم سے غداری کرکے اپنے عامل تھارن کے ساتھ اسرائیل چھوڑ کر آئی۔ اپنی ہی قوم کو اور اپنے ہی ملک کے اکابرین کو دھوکا دیا ہے۔ کیا ہم ابھی یہ تماشا نہ دیکھیں کہ الپا کے بغیر اسرائیل کے اکابرین کن مشکلات سے دوچار ہوتے رہیں گے۔"

ثانی نے کہا "بے شک وہ لوگ الپا کے بل پر شیطانی

حرکتیں کرتے رہے ہیں۔ اب ان کی بے بسی کا تماشا دیکھنا چاہیے۔ لہٰذا الپا کے دماغ پر تنویمی عمل کے جو اثرات ہیں' انہیں قائم رکھنا چاہیے۔"

پورس نے کہا "تم اور ثنا آج رات تھارن کے خوابیدہ دماغ میں جاؤ گی۔ وہ نشہ کرتا ہے۔ اس پر آسانی سے تنویمی عمل کرکے اپنا معمول اور تابع بنالو گی اور الپا کو بدستور اس کی معمولہ اور تابع رہنے دو گی کیونکہ تھارن آئندہ الپا کو جو بھی حکم دے گا' وہ ہماری مرضی سے دے گا۔ اس طرح ہمارا تابع تھارن اور تھارن کی تابع الپا رہے گی۔"

"اور شیڈو؟"

"ہم شیڈو کے لیے کوئی زحمت نہیں کریں گے۔ تھارن ہماری مرضی کے مطابق الپا کو حکم دے گا کہ وہ شیڈو کو اپنے تنویمی عمل سے آزاد کردے اور تابع الپا کو ایسا کرنا پڑے گا۔"

"یہ پلان اچھا ہے۔ صرف تھارن کی لگام ہاتھ میں لے کر تینوں کو اپنے قابو میں رکھا جا سکتا ہے۔"

"تینوں کو نہیں' دونوں کو کیونکہ کل تک شیڈو الپا کی گرفت سے نکل جائے گا اور اپنے وعدے کے مطابق راہِ راست پر چلنا چاہے گا تو اسے علی بھائی کے پاس بھیج دیا جائے گا۔"

ثانی اور ثنا نے پارس کے دماغ میں آکر پوچھا "تم کیا کہتے ہو؟"

"وہی جو پورس نے کہا ہے۔"

"تم ٹیلی پیتھی نہیں جانتے۔ اس کے دماغ میں نہیں گئے پھر کیسے جانتے ہو کہ پورس نے کیا کہا ہے؟"

"دو دماغ ایک جیسے ہوں اور ایک ہی طرح تمام حالات کا تجزیہ کرتے ہوں تو پھر دونوں ایک ہی نتیجے پر پہنچتے ہیں۔ چونکہ کار ڈرائیو کر رہا ہوں اس لیے تفصیل سے نہیں بتاؤں گا۔ مختصراً کہتا ہوں۔ یہودی اکابرین کے غباروں سے ہوا نکلنے دو۔ یعنی الپا کو تھارن کی تابع بن کر رہنے دو۔ شیڈو خود بخود ان کے دام سے نکل آئے گا۔ اب جاؤ میرے دماغ سے۔"

وہ دونوں پچھلی سیٹ پر بیٹھی تھیں۔ انہوں نے ایک دوسرے کو حیرانی سے دیکھا پھر ثانی نے پارس اور پورس کی طرف دیکھ کر کہا "اللہ رحم کرے۔ پتا نہیں' تم دونوں کی جوڑی کیا رنگ لائے گی؟"

○☆○

امریکا دور دراز کے ممالک کو اپنے زیرِ اثر رکھتا تھا لیکن اپنے ساتھ ہی جڑے ہوئے ملک کولمبیا کی حکومت کو کٹھ پتلی حکومت بنانے میں ناکام رہا تھا۔ اس ناکامی کے باعث امریکی' کولمبیا میں دہشت گردی' تخریب کاری اور منشیات فروشی کی حوصلہ افزائی کرتے تھے۔ وہاں ڈرگ مافیا کے گاڈ فادر کارسیلو نے امریکا کی مدد سے اتنی طاقت اور اپنی ذاتی فوج تیار کرلی تھی کہ اس طاقت کے بل پر وہاں کی حکومت پر حاوی رہتا تھا۔

پچھلے دنوں ناصرہ "ثنا" اور ثانی نے گاڈ فادر کارسیلو کو اپنا معمول اور تابع بنالیا تھا۔ اس گاڈ فادر نے ان کی مرضی کے مطابق سب سے پہلے اپنے پوست کے کھیتوں کو جلا دیا تھا تاکہ افیون' چرس اور ہیروئن کا دھندا فروغ نہ پا سکے۔ اس نے امریکی نمائندوں سے بھی کہا تھا کہ وہ کولمبیا کے حکومتی معاملات میں مداخلت نہ کرے۔

جب گاڈ فادر کارسیلو ٹیلی پیتھی کے زیرِ اثر آگیا تو وہاں امریکا کی برتری ختم ہونے لگی لیکن ایسا عارضی طور پر ہوا تھا کیونکہ وہ ٹیلی پیتھی جاننے والے اپنے ذاتی معاملات میں الجھ گئے تھے۔ نیلماں نے ناصرہ کے ذریعے ایسی شیطانی حرکتیں کی تھیں کہ وہ ناصرہ کو بچانے کی خاطر کولمبیا کی حکومت اور گاڈ فادر کارسیلو سے غافل ہو گئے تھے۔ ناصرہ وہاں سے فرار ہوئی تو ثنا اور پورس نے بھی کولمبیا چھوڑ دیا۔ امریکا سے لندن چلے گئے۔

اس دوران میں مہاراج اور مہیش کو ایسے دس فوجی جوانوں اور چار افسروں کے حوالے کیا گیا تھا جو یوگا کے ماہر تھے۔ امریکی اکابرین اس بات پر رضامند ہو گئے تھے کہ ان میں سے کسی کا رابطہ مہاراج اور مہیش سے نہیں رہے گا اور نہ کوئی یہ معلوم کرنے کی کوشش کرے گا کہ ان دونوں کو کہاں رکھا گیا ہے اور انہیں کس قسم کی ٹریننگ دی جا رہی ہے۔

پہلے امریکن آرمی کے دو سراغ رسانوں کو حکم دیا گیا کہ وہ کسی طرح کولمبیا کے حکمران اور ڈرگ مافیا کے گاڈ فادر کارسیلو اور ان کے سیکریٹری اور مشیروں کو اعصابی کمزوریوں میں مبتلا کریں۔ اس کام میں دو چار دن لگے۔ مہاراج کو حکم دیا گیا کہ وہ آواز اور لہجہ بدل کر باری باری ان سب کے دماغوں پر تنویمی عمل کرے اور اس اجنبی لب و لہجے کو ان کے ذہن پر نقش کردے۔ آئندہ پھر کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا ان کے دماغوں میں نہیں آسکے گا۔

امریکی اکابرین یہ اچھی طرح جانتے تھے کہ وہ باپ بیٹے کبھی کسی کے دوست یا وفادار بن کر نہیں رہتے اس لیے انہوں نے اپنے ایک بہت ہی ماہر اور تجربے کار ہپناٹائز کرنے

والے کے ذریعے اپنی موجودگی میں باری باری دونوں باپ بیٹوں پر تنویمی عمل کرایا۔ ان کے دماغوں میں یہ نقش کیا کہ وہ اپنی آخری سانس تک امریکا کے وفادار رہیں گے۔ ان کے دماغوں کو لاک کردیا گیا تاکہ کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا ان کے اندر کبھی نہ آسکے۔ انہیں تنویمی عمل کے ذریعے اتنی مضبوطی سے جکڑ دیا گیا تھا کہ آئندہ کوئی دشمن انہیں ٹریپ کرکے کبھی امریکا کے خلاف استعمال نہیں کرسکتا تھا۔

ہمیشہ سے یہ ہوتا آیا ہے کہ یوگا کے ماہر ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو پھانسنے کے لیے انہیں اعصابی طور پر کمزور کیا جاتا ہے یا انہیں زخمی کرکے ان کی دماغی توانائی کو کمزور بنا کر ان کے دماغوں تک پہنچا جاتا ہے۔ ان حقائق کے پیش نظر باپ بیٹوں کے دماغوں میں یہ بات نقش کی گئی کہ وہ کچھ کھانے پینے سے پہلے اپنے خاص ڈاکٹر سے ان چیزوں کا معائنہ کرائیں گے اور کسی وجہ سے خاص ڈاکٹر موجود نہ ہو تو کسی دوسرے ڈاکٹر کے دماغ پر قبضہ جما کر ان سے کھانے پینے کی چیزیں چیک کرائیں پھر انہیں استعمال کریں۔

پھر یہ طے کیا گیا کہ نامعلوم دشمن چھپ کر باپ بیٹوں کو زخمی نہ کرسکیں۔ اس مقصد کے لیے یوگا جاننے والے دو مسلح گارڈز باپ کے ساتھ اور دو مسلح گارڈز بیٹے کے ساتھ رہیں گے۔ ان کے علاوہ چھ مسلح گارڈز سادے لباس میں خفیہ طور پر ان کی نگرانی کرتے رہیں گے۔

انہیں جس خفیہ رہائش گاہ میں رکھا گیا تھا وہاں مہاراج کو کولمبیا کی مقامی زبان سکھائی جارہی تھی۔ اگرچہ عام طور پر انگریزی بولی جاتی تھی لیکن انگریزی کے تلفظ اور لہجے میں فرق ہوتا ہے۔ وہ فرق بھی مہاراج کو بتایا جارہا تھا۔ دشمنوں سے کسی بھی معاملے میں نمٹنے کے طریقے سکھانے کے باوجود یہ اچھی طرح سمجھا دیا گیا تھا کہ کوئی مشکل پیش آئے اور وہ کسی دشمن سے نمٹنے میں دشواری محسوس کریں تو فوراً اپنے نگراں افسران سے مشورہ لیں یا کہیں روپوش ہوجائیں۔

امریکا کو سب سے بڑا خطرہ جمہوریہ چین سے تھا۔ وہ طاقت ور ملک آئندہ رفتہ رفتہ پورے ایشیا پر غالب آکر امریکی اثرات کو وہاں سے ختم کرسکتا تھا۔ اس خطرے سے بچنے کے لیے امریکا' ایشیا کے کئی ترقی پذیر اور پس ماندہ ممالک کو مالی قرضے اور دیگر امداد پہنچا کر انہیں اپنا محتاج بنا رہا تھا۔ اب اس کی نظر کوریا پر تھی۔ شمالی کوریا جمہوریہ چین کی سرحد کے ساتھ تھا۔ اگر کوریا کی حکومت کو امریکا اپنی کٹھ پتلی حکومت بنانے میں کامیاب ہوجاتا تو آئندہ جمہوریہ چین کو اس راستے پیش قدمی کا موقع نہ ملتا۔ میش کو کوریا کی زبان سکھائی جارہی تھی تاکہ وہ ان کی زبان سمجھ کر کسی بھی کوریا کے حکمران اور وہاں کے اہم اکابرین کے دماغوں تک پہنچ سکے۔ باپ کی طرح بیٹے کو بھی ہر طرح سے مکمل ٹریننگ دی جارہی تھی لیکن ایک اٹل حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو ذہن دیا ہے مگر ذہانت سب کو نہیں دی۔ ایسے بھی لوگ ہیں' جنہیں محنت اور لگن سے ذہانت سے کام لینے کی توفیق دی گئی ہے۔ وہ باپ بیٹے محنت اور لگن سے ذہین بن سکتے تھے اور ہمیشہ کی طرح بھینس کے گوبر کی طرح گوبر ہی رہتے۔

یہ ان باپ بیٹے کی مختصر روداد تھی کہ امریکی اکابرین انہیں کتنی محنت سے پالش کرکے چمکانے کی کوششیں کررہے تھے اور یہ طے کیا تھا کہ اگر وہ غلطیاں کریں گے تو ایسے وقت ان کی کڑی نگرانی کی جائے گی۔ ان سے کبھی نقصان پہنچ سکتا تھا لیکن ان کی ٹیلی پیتھی کے ذریعے ہزاروں لاکھوں میل دور اپنے ٹارگٹ تک پہنچ سکتے تھے۔

دوسری طرف ناصرہ تھی جو.... نیلماں کے زیر اثر ہوکر بھارت پہنچ گئی تھی اور وہاں ایک ویران علاقے کے ایک کھنڈر میں رہ کر دن رات پوجا اور تپسیا کرنے لگی تھی۔ تاکہ نیلماں اپنی کھوئی ہوئی آتما شکتی پھر سے حاصل کرسکے۔

اس کھنڈر سے تین کلومیٹر دور ایک بہت بڑے جاگیردار دھنی رام پنج دھاری کی ایک شان دار حویلی تھی۔ حویلی سے دو کلومیٹر دور ایک بستی تھی۔ وہاں جاگیردار کے کسان' مزدور اور ضروریات کی چیزیں فروخت کرنے والے دکان دار تھے ان میں سے ایک دکان دار بہت منافع حاصل کرتا تھا۔ چونکہ وہ دکان جاگیردار دھنی رام پنج دھاری کی زمین پر تھی اس لیے اس کے کارندے اس دکان سے مفت سامان لے جاتے تھے۔ دھنی رام پنج دھاری نے اپنے کارندوں کو چھوٹ دے رکھی تھی۔ وہ تمام دکان داروں سے نقدی یا اناج ٹیکس کے طور پر وصول کیا کرتے تھے۔

پہلے دن ناصرہ نے اس کھنڈر میں آکر وہاں کے ایک اندرونی حصے کی صفائی کی تاکہ وہاں بیٹھ کر یوگا کا کوئی آسن اختیار کرکے تپسیا کرسکے اور نیند آئے تو وہیں سوجایا کرے۔ قریب ہی ایک چھوٹا سا دریا بہتا تھا جہاں جاکر وہ پانی پی سکتی تھی اور اشنان کرسکتی تھی۔ تپسیا کے دوران میں وہ چوبیس گھنٹوں میں ایک بار کھاتی تھی۔ اس نے کھانے کا انتظام بھی اس طرح کیا تھا کہ وہ زیادہ منافع کمانے والا مظلوم دکان دار ایک بیل گاڑی میں بڑے شہر سے ہزاروں روپے کا سامان خرید کر دکان داری کے لیے بستی کی دکان میں لے جارہا تھا جب وہ کھنڈر کے سامنے سے گزرنے لگا تو ناصرہ اس

نے آکر بولی "کون ہے تو؟ کہاں جارہا ہے؟"

وہ حیرانی سے بولا "بیٹی! تم جوان ہو۔ اس ویرانے میں کررہی ہو؟ کہیں جانا ہو تو آؤ میری گاڑی میں بیٹھ جاؤ۔ میں گھر پہنچادوں گا۔"

وہ بولی "تم نے مجھے بیٹی کہا ہے۔ بولو کیا چاہتے ہو؟ جو گے' ملے گا۔"

اس کا عقیدہ تھا کہ لکشمی دیوی کسی پر مہربان ہوتی ہے تو ریالو عورت کا روپ دھار کر آتی ہے۔ وہ گاڑی سے اتر ہاتھ جوڑ کر بولا "دیوی جی! آپ انتریامی (اندر کی بات نے والی) ہیں۔ میری پتا (مصیبت) کو سمجھ سکتی ہیں۔"

نیلماں نے ناصرہ کے ذریعے اتنی دیر میں اس کے کچھ ت معلوم کرلیے تھے۔ وہ بولی "تمہارا نام جگت نارائن اور جاگیردار دھنی رام پنج دھاری کے کارندے تم پر ظلم تے ہیں۔ آج سے نہیں کریں گے۔ تم یہ مال اپنے گھر میں کر جاگیردار کی حویلی میں جاؤ۔ اس جاگیردار سے کہو۔ آج تمہارا جو بھی کارندہ حرام کھانے تمہارے پاس آئے گا' نسان اٹھائے گا یا جان سے مارا جائے گا۔"

وہ بولا "دیوی جی! یہ آپ کی کرپا ہے مگر وہ جاگیردار ہے۔"

وہ ہاتھ اٹھا کر بولی "جاگیردار ظالم ہے۔ حویلی میں آنے ں کو جوتے مارتا ہے۔ اپنے کارندوں سے ان کی پٹائی تا ہے۔ تم وہاں جانے کی ہمت نہیں کرسکتے مگر جاؤ گے۔ تمہارے اندر شکتی پیدا کروں گی۔"

"اس سے بڑی بات اور کیا ہوگی کہ آپ مجھے شکتی دیں"

"میں تمہارے لیے بہت کچھ کروں گی لیکن یہ بات یاد کسی کے سامنے کبھی میرا ذکر نہ کرنا۔ اپنی دھرم پتنی اور سے بھی بھول کر یہ نہ کہنا کہ اس کھنڈر میں کوئی تنہا رہتا ہے۔"

"میں وچن دیتا ہوں۔ اپنی پرچھائیں سے بھی آپ کی بات نہیں کہوں گا۔"

"میں تمہارے کام آؤں گی۔ تم میرے کام آؤ گے۔ ہر میرے لیے کھانا لاؤ گے۔"

"ضرور لاؤں گا۔ اچھے سے اچھا کھانا لاؤں گا۔"

"میں ماس' مچھلی اور انڈا نہیں کھاتی۔ کبھی چاول اور روٹی کے ساتھ ساگ سبزی کھاتی ہوں۔ ایک لوٹا اور ایک سادی سی ساڑی بھی لے آنا۔ اب جاؤ۔"

وہ دونوں ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہوا تھا۔ اس کے سامنے سر بیل گاڑی میں بیٹھ کر اسے ہانکتا ہوا اپنی بستی میں آیا۔ دو ملازموں سے بولا "گاڑی کا مال اتار کر گودام میں رکھو۔ میں حویلی سے آتا ہوں۔"

وہ وہاں سے پیدل چلتا ہوا دو کلومیٹر دور حویلی کے بڑے دروازے پر پہنچا۔ وہاں دربان لاٹھیاں لیے کھڑے تھے۔ اس نے ایک دربان سے کہا "جا۔ اپنے مالک دھنی رام پنج دھاری سے بول سیٹھ جگت نارائن ملنے آیا ہے۔"

دربان نے کہا "کیا تو گھاس کھا گیا ہے؟ ہمرے مالک کا نام لے رہا ہے؟"

نیلماں نے اس کے دماغ پر قبضہ جمایا۔ وہ ہاتھ جوڑ کر بولا "اچھا سیٹھ جی! میں مالک کو جاکر بولتا ہوں۔"

وہ دوڑتا ہوا چلا گیا۔ جگت نارائن پریشان ہوکر سوچ رہا تھا "مجھے پریشان نہیں ہونا چاہیے۔ وہ دیوی جی میرے اندر شکتی پیدا کررہی ہے۔ وہ دربان جو بھی پہلے اکڑ دکھا رہا تھا پھر میرے سامنے ہاتھ جوڑ کر دوڑتا ہوا گیا ہے۔"

حویلی کے اندر جب دھنی رام پنج دھاری نے سنا کہ جگت نارائن باغی بن کر آیا ہے تو اس نے اپنے دو گن مین سے کہا "جاؤ جگت نارائن کی پٹائی کرو۔ وہ بغاوت سے باز نہ آئے تو اسے گولی مار کر اس کی لاش کہیں چھپادو۔"

وہ دونوں گن مین حویلی کے باہر بڑے گیٹ کے پاس آئے پھر ایک گن مین نے جگت نارائن کو دیکھ کر کہا "کیوں بے سیٹھ! تجھے زیادہ چربی چڑھ گئی ہے؟"

پھر اس نے اپنے گن مین ساتھی سے کہا "ہریا! تو بھی کچھ بول؟"

ہریا نے کہا "بولنا کیا ہے۔ اس کتے سیٹھ کی پٹائی کرو۔"

نیلماں نے ہریا کے دماغ پر قبضہ جمایا۔ وہ اپنے ساتھی سے بولا "ابے میں اتنے مہان سیٹھ کو کتا کہہ رہا ہوں اور تو خاموشی سے سن رہا ہے۔ تجھ جیسے کتے کو زندہ نہیں رہنا چاہیے۔"

یہ کہتے ہی ہریا نے اپنے ساتھی گن مین کے سنبھلنے سے پہلے ہی اسے گولی ماردی پھر گیٹ پر کھڑے ہوئے دو دربانوں سے بولا "تم لوگوں نے سیٹھ جگت نارائن کو حویلی کے اندر کیوں نہیں جانے دیا۔ تم نے سیٹھ صاحب کا اپمان (توہین) کیا ہے۔"

اس نے ان دونوں کو بھی گولیوں سے ہلاک کردیا پھر ہاتھ جوڑ کر بولا "آؤ سیٹھ جی! ہمرے ہوتے ہوئے کوئی آپ کو نہیں روکے گا۔"

جاگیردار دھنی رام پنج دھاری نے تین بار فائرنگ کی آواز سنی۔ ایسے وقت نیلماں اس کے دماغ میں آگئی۔

دوسرے مسلح کارندے باہر جانا چاہتے تھے۔ پنج دھاری نے کہا "رک جاؤ۔ سیٹھ جگت نارائن آرہا ہے۔ تم میں سے کوئی اس سے بدتمیزی نہیں کرے گا بلکہ ہاتھ جوڑ کر سر جھکا کر اسے مان دے گا۔"

جگت نارائن کا حوصلہ اب بڑھ گیا تھا۔ وہ "جے دیوی کی جے دیوی کی" بولتا ہوا ہریا کے ساتھ حویلی کے اندر آیا۔ پنج دھاری ایک صوفے پر بیٹھا ہوا تھا۔ اٹھ کر اور ہاتھ جوڑ کر بولا "آیئے مہاراج جگت نارائن! یہ آپ ہی کی حویلی ہے۔ آپ کیا چاہتے ہیں؟"

جگت نارائن نے کہا "اپنے تمام کارندوں سے کہہ دو... وہ کبھی میرے گھر اور میری دکان کے قریب نہ آئیں۔ نہ میری دکان سے کوئی چیز اٹھا کر لے جائیں۔ اس راستے سے گزرنا ہو تو میری دکان سے دور رہ کر گزریں۔"

"ٹھیک ہے۔ میرا کوئی کارندہ کبھی آپ کو پریشان کرنے نہیں آئے گا۔"

"آج تک میرا جو نقصان ہوا ہے' اسے تم پورا کرو۔"

وہ صوفے سے اٹھ کر دوسرے کمرے میں گیا۔ تھوڑی دیر بعد واپس آکر اس کے سامنے ایک بڑی سی گٹھڑی کھولی۔ اس میں ڈھیر سارے سونے کے زیورات اور بڑے نوٹوں کی کئی گڈیاں تھیں۔ سیٹھ جگت نارائن کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ جاگیردار پنج دھاری نے کہا "مہاراج! میں آپ کا نقصان پورا کر رہا ہوں۔ یہ دو لاکھ روپے نقد اور ڈیڑھ لاکھ روپے کے زیورات ہیں۔ انہیں لے جائیں۔ یہ آپ کے ہیں۔"

جگت نارائن حیرت اور خوشی سے دل ہی دل میں کہہ رہا تھا۔ "جے دیوی کی۔ جے لکشمی دیوی کی۔ میں پہلے ہی سمجھ گیا تھا کہ لکشمی دیوی روپ دھارن کرکے میرے بھاگ جگانے آئی ہیں۔"

جاگیردار کے حکم سے اس کے گن مین جگت نارائن کو ایک جیپ میں گھر تک چھوڑنے آئے پھر اسے پرنام کہہ کر چلے گئے۔ اس کی دھرم پتنی نے پوچھا "کیا بات ہے؟ جاگیردار کے کارندے تمہیں یہاں تک گاڑی میں لائے ہیں؟"

اس نے گھر کے اندر آکر دروازے کو اندر سے بند کرکے پہلے تجوری کھولی پھر گٹھڑی کھولی تو اس کی بیوی کھڑے کھڑے فرش پر گر پڑی۔ حیرانی سے پوچھنے لگی "ہائے رام! اتنا خزانہ کہاں سے لائے ہو؟"

وہ بولا "لکشمی دیوی ہم پر مہربان ہوگئی ہے۔ اس کے بعد اور تمہارے کسی سوال کا جواب نہیں دوں گا۔ بار بار پوچھو گی تو لات مار کر گھر سے نکال دوں گا۔ بچوں کو بھی سمجھا[illegible] وہ گھر کے اندر کی کوئی بات باہر کسی سے نہ بولیں۔ گھر [illegible] دولت آیا کرے گی اور بات باہر کسی کو معلوم ہوگی تو [illegible] لوگوں کو گولی مار دوں گا۔"

اس نے دھمکیاں دے کر بیوی اور بچوں کی زبان [illegible] کردی۔ نیلماں (ناصرہ) کے لیے سادی سی ساڑی سے [illegible] شام کا کھانا بھی لے گیا۔ وہ دریا سے اشنان کرنے کے [illegible] لباس بدل کر آئی اور کھانے کے لیے بیٹھ گئی۔ وہ ہاتھ [illegible] بولا "دھنے ہو دیوی جی! آپ نے ایک ہی دن میں میری [illegible] پلٹ دی۔ میرے پاس اتنی دولت ہوگئی ہے کہ میں اسے [illegible] اور ٹین کی چادروں سے بنے ہوئے گھر میں چھپا کر نہیں [illegible] سکوں گا اور جاگیردار نے آج تک کسی کو پکا مکان بنا[illegible] اجازت نہیں دی ہے۔"

نیلماں نے کہا "تمہارے پاس اس سے بھی [illegible] دولت آتی رہے گی۔ تمہیں جتنی زمین کی ضرورت ہے [illegible] اپنے لیے عالیشان محل بناؤ۔ جاگیردار پنج دھاری [illegible] زمینیں تمہارے نام لکھ دے گا۔"

وہ خوش ہو کر اس کے قدموں میں جھک گیا۔ [illegible] نے کہا "میرے حکم پر سختی سے عمل کرتے رہو۔ جب تک [illegible] یہاں رہوں گی' تم بڑے شہروں میں رہنے اور بچوں [illegible] دلانے کی خواہش نہیں کرو گے۔ صرف تم اپنی دکان [illegible] مال خریدنے کے لیے بڑی سی موٹر گاڑی میں جاؤ گے [illegible] گاڑی کے پیچھے مال رکھ کر لاؤ گے۔"

"دیوی جی کی جے ہو۔ میں گنگو تیلی جیسا تھا۔ آپ [illegible] مجھے راجا بھوج بنا دیا ہے۔"

"ہر شام ٹھیک چھ بجے میرے لیے کھانا لے کر [illegible] نکلو۔ میں تمہاری نگرانی کروں گی۔ وہاں کا جو بھی شخص [illegible] میں مبتلا ہو کر تمہارا پیچھا کرے گا' میں اسے راستے [illegible] دیا کروں گی۔ یہاں تمہارے سوا دوسرا نہیں آئے گا [illegible] آئے گا تو جان سے مارا جائے گا۔"

اس کے کھانے کے بعد وہ برتن لے کر واپس [illegible] نیلماں رازداری چاہتی تھی۔ اسی لیے جگت نارائن [illegible] بچوں کے ساتھ کسی شہر میں رہنے سے منع کر رہی تھی [illegible] بھی جانتی تھی کہ اس کی گوشہ نشینی اور روپوشی ہمیشہ [illegible] رہے گی کیونکہ جگت نارائن مال خریدنے شہر جائے گا [illegible] ٹیلی پیتھی جاننے والا اتفاقاً اس کے دماغ میں پہنچ کر [illegible] روپوشی کی جگہ معلوم کرلے گا۔

پھر جاگیردار دھنی رام پنج دھاری اس بات پر [illegible]

[illegible] تھا کہ وہ سیٹھ جگت نارائن کے سامنے بے بس کیوں [illegible] ہے۔ یہ بات اس کی سمجھ میں کبھی نہ آتی لیکن وہ بھی [illegible] بڑے شہروں میں جاتا رہتا تھا۔ کوئی خیال خوانی کرنے [illegible] اتفاقاً اس کے دماغ میں بھی پہنچ کر جگت نارائن کے [illegible] رار ہونے کی باتیں معلوم کرکے نیلماں تک پہنچ سکتا

[illegible] خود کو راز میں رکھنا اور پراسرار بن کر رہنا ممکن نہیں [illegible] بھی کسی وجہ سے مخالف ٹیلی پیتھی جاننے والے نیلماں [illegible] راغ لگا سکتے تھے۔ ویسے فی الحال وہ مطمئن تھی کہ ان [illegible] کوئی بھی خیال خوانی کرنے والا بھارت میں نہیں ہے اور [illegible] ارت کی انتہائی جنوب مغربی بندرگاہ کالی کٹ سے پانچ سو [illegible] ہزدور تھی۔ وہ ایسا علاقہ تھا' جہاں نہ کوئی تفریح کے لیے [illegible] تھا اور نہ ہی کوئی بس وغیرہ وہاں سے گزرتی تھی۔ لوگ [illegible] گاڑیوں میں سفر کرتے تھے۔

اگر پورس بھی اپنے بھارت دیس میں آتا تو اتنی دور پس [illegible] علاقے میں بور ہونے کے لیے کبھی نہ آتا۔ اس حساب [illegible] نیلماں کو یقین تھا کہ سال یا چھ ماہ تک اس کھنڈر کی [illegible] کوئی نہیں آئے گا اور وہ چار یا چھ ماہ میں مسلسل تپسیا [illegible] تے ہوئے بڑی حد تک آتما شکتی حاصل کرلے گی۔ اس [illegible] لد جگہ بدل بدل کر بھرپور شکتی حاصل کرتی رہے گی۔

○☆○

الپا' تھارن اور شیڈو نے دوسری صبح کی فلائٹ سے [illegible] جانے کے لیے تین ٹکٹ حاصل کرلیے تھے اور ایک [illegible] گزارنے کے لیے شیرٹن ہوٹل میں آگئے تھے۔ تھارن [illegible] کے کھانے سے پہلے خوب پینے کا عادی تھا۔ اس لیے [illegible] کے بار میں آگیا۔ الپا اور شیڈو نے اسے سمجھایا کہ آج [illegible] زیادہ نہیں پینا چاہیے۔ اگر وہ مدہوش ہونے کے بعد [illegible] گا تو دوسرے دن دیر تک سوتا رہے گا جبکہ صبح آٹھ بجے [illegible] نہ روانہ ہوگی اور انہیں چھ بجے تک ائرپورٹ پہنچنا

[illegible] اس نے وعدہ کیا' وہ بہت کم پیئے گا اور رات کو جلدی [illegible] گا۔ الپا نے کہا "میں شیڈو کے ساتھ بیس منٹ کے بعد [illegible] ہال میں جاؤں گی۔ تم آدھے گھنٹے میں صرف دو [illegible] بنا کر آجاؤ۔"

[illegible] ڈائننگ ہال میں شیڈو کے ساتھ گئی۔ تھارن نے پہلا [illegible] پینا شروع کیا۔ وہ وہسکی میں سوڈا ملا کر پینے کا عادی [illegible] نے اس کے دماغ میں رہ کر عادت بدل دی۔ اس [illegible] پیگ میں وہسکی زیادہ اور سوڈا کم ملایا۔ دوسرے پیگ میں سوڈا ملانا بھول گیا۔ خالص وہسکی حلق سے اتارنے لگا۔ دو ہی پیگ میں در و دیوار گھومنے لگے۔ سر ذرا چکرانے لگا۔ الپا اور شیڈو نے آکر کہا "ڈائننگ ہال میں چلو۔"

وہ تیسرا پیگ منہ تک لا کر بولا "ابھی چلتا ہوں۔"

الپا نے حیرانی سے پوچھا "تم خالص وہسکی کیوں پی رہے ہو؟ سوڈا ملاؤ۔"

اس کے سمجھانے تک اس نے ایک ہی سانس میں غٹاغٹ گلاس خالی کردیا پھر گلاس میز پر زور سے رکھتے ہوئے کہا "ایک اور لارج پیگ۔"

الپا نے گلاس ہٹا کر کہا "نہیں۔ اب تم نہیں پیو گے۔"

اس نے اٹھتے ہوئے ایک الٹا ہاتھ اس کے منہ پر مارا۔ وہ لڑکھڑا کر گرنے والی تھی۔ شیڈو نے اسے سنبھال لیا۔ آس پاس کی عورتیں اور مرد چونک کر دیکھنے لگے۔ وہ اپنی توہین محسوس کر رہی تھی مگر اس کی معمولہ تھی۔ کچھ کہہ نہیں سکتی تھی اور اس کی اجازت کے بغیر اس کے دماغ میں پہنچ کر اسے پینے سے نہیں روک سکتی تھی۔

شیڈو نے کہا "تھارن کوئی بات نہیں۔ تم اور پینا چاہتے ہو ضرور پیو۔ میں تمہارے لیے بوتل لیتا ہوں۔ اپنے کمرے میں چل کر پینا مناسب رہے گا۔ یہاں تماشا نہ بنو۔"

وہ ایک بوتل خرید کر تھارن کو سہارا دیتے ہوئے لفٹ کے ذریعے کمرے میں آیا۔ الپا بستر کے سرے پر آکر سر جھکا کر بیٹھ گئی۔ اسے اپنی توہین کا شدت سے احساس ہو رہا تھا لیکن تھپڑ مارنے والے تھارن سے نفرت نہیں ہو رہی تھی۔ اس کے دماغ میں یہ نقش تھا کہ تھارن اس کے جسم و جان اور دماغ کا مالک و مختار ہے۔ وہ جیسا چاہے' ویسا سلوک کرسکتا ہے۔

تھارن کو اتنا نشہ ہوگیا تھا کہ جام اٹھاتے وقت اس کا ہاتھ اِدھر اُدھر بھٹک رہا تھا۔ ذرا بھٹکنے کے بعد اسے اٹھا کر پینے لگا تو جام ناک اور ہونٹوں سے ٹکرانے لگا۔ کچھ وہسکی منہ میں جانے لگی اور زیادہ لباس میں گرنے لگی۔ شیڈو نے اس کے ہاتھ سے جام لے کر اسے سہارا دے کر اٹھایا پھر بستر پر لا کر لٹا دیا۔

الپا نے کہا "شکریہ شیڈو! تم نہ ہوتے تو اسے سنبھالنا مشکل ہو جاتا۔"

شیڈو گڈ نائٹ کہہ کر اپنے کمرے میں چلا گیا۔ الپا نے دروازے کو اندر سے بند کیا۔ پھر تھارن کے پاس بستر پر آکر دوسری طرف منہ پھیر کر سوگئی۔

ثانی' ثنا' پارس اور پورس ایک کار میں لندن کی سیر

کررہے تھے۔ انہوں نے رات کا کھانا ایک ریستوران میں کھایا۔ پورس نے پوچھا "دشمنوں کا کیا حال ہے؟"

ثانی نے کہا "میں وقفے وقفے سے تھارن کے دماغ میں جاتی رہتی ہوں۔ اسے کچھ زیادہ پلا دیا ہے۔ وہ مدہوش ہے۔ میں اور ثنا آدھی رات کے بعد اس کے اندر جا کر تنویمی عمل کریں گے۔"

پارس نے کہا "ہمیں معلوم ہونا چاہیے کہ الپا کے چلے آنے سے حکومتِ اسرائیل کے اکابرین پر کیا گزر رہی ہے۔"

ثانی نے کہا "ثنا! ہم دونوں ان اکابرین کے دماغوں میں جائیں گے۔"

وہ بولی "مجھے کسی ایک کے دماغ میں پہنچا دو پھر میں ایک کے ذریعے دوسرے تیسرے کے پاس جاتی رہوں گی۔"

ثانی نے اسے ایک حاکم کے اندر پہنچا دیا۔ خود فوج کے اعلیٰ افسران کے خیالات باری باری پڑھنے لگی۔ پتا چلا' وہ سب ابھی مطمئن ہیں کیونکہ الپا ان کی موجودگی میں تھارن اور شیڈو کے ساتھ روانہ ہوئی تھی۔ صرف برین آدم کچھ بے چین سا تھا۔ الپا کہیں باہر جاتی تھی تو دن میں دو بار اس سے رابطہ ضرور کرتی تھی۔ برین آدم کے حساب سے اسے لندن پہنچے ہوئے چھ گھنٹے ہو چکے تھے۔ اتنی دیر تک الپا کبھی اپنے بگ برادر سے لاتعلق نہیں رہی۔ ایسی کیا بات ہو گئی ہے کہ جسے برسوں سے بڑا بھائی سمجھ کر اس کے مشوروں پر عمل کرتی آئی ہے اس سے اس بار غافل ہو گئی ہے؟

الپا نے پارس اور پورس سے کہا "ابھی وہاں کے اکابرین مطمئن ہیں کیونکہ الپا ان سے کہہ کر یہاں آئی ہے۔ صرف برین آدم اس بات پر پریشان ہے کہ اس نے اس سے رابطہ کیوں نہیں کیا ہے؟"

پورس نے کہا "میرا خیال ہے' ان کی نیندیں اڑا دو۔ الپا بن کر انہیں بتا دو کہ وہ سونے کی چڑیا ہمیشہ کے لیے اسرائیل سے اڑ کر کسی دوسرے ملک میں چلی گئی ہے۔"

پارس نے کہا "وہ دوسروں کی نیندیں اڑاتے ہیں۔ آج ان کے بستروں پر کانٹے بچھا دو۔"

ثانی نے الپا کی آواز اور لب و لہجہ اختیار کیا پھر برین آدم کے پاس آ کر بولی "بگ برادر! آپ تمام اکابرین سے ابھی کہہ دیں کہ وہ اپنے اپنے سیکرٹ فون کے اسپیکر ایک دوسرے سے منسلک کر لیں۔ میں ایک اہم بات کہنے والی ہوں۔"

برین آدم نے ٹاپ سیکرٹ فون کا ریسیور اٹھا کر تمام اکابرین کو باری باری فون کیا کہ وہ اپنے اپنے سیکرٹ اسپ[illegible]
آن کر لیں۔ الپا ایک اہم پیغام دینے والی ہے۔

تھوڑی دیر بعد ثانی نے پوچھا "کیا آپ تمام اکا[illegible]
میری آواز سن رہے ہیں؟"

برین آدم نے اسے الپا سمجھ کر اس کی بات اپنے [illegible]
پر دہرائی۔ تمام اکابرین نے باری باری کہا "ہم الپا کی با[illegible]
تمہاری زبان سے سن سکیں گے۔ وہ کیا کہنا چاہتی ہے؟"

ثانی نے کہا "ایک دن ہر لڑکی کو میکے سے سسرال [illegible]
پڑتا ہے۔ آخر میں کتنے عرصے تک اسرائیل میں رہتی[illegible]
تھارن کے ساتھ سسرال چلی آئی ہوں اور اب [illegible]
اسرائیل واپس نہیں آؤں گی۔"

برین آدم نے پریشان ہو کر کہا "الپا! یہ کیا مذاق [illegible]
ہم کبھی یقین نہیں کر سکتے کہ تم تھارن کے ساتھ یہاں [illegible]
جانے کے بعد اب کبھی واپس نہیں آؤ گی۔ ہم تمام اہ[illegible]
ملک اور قوم سے وفادار رہنے اور محبت کرنے کی [illegible]
تمہارے نام سے دیا کرتے ہیں۔"

"میں جانتی ہوں مگر آپ نہیں جانتے کہ تھارن [illegible]
مقناطیسی آنکھوں کے ذریعے مجھے اپنی معمولہ اور تا[illegible]
ہے۔ پہلے اس نے کہا تھا کہ ہم لندن تک جائیں گے [illegible]
لندن پہنچنے کے بعد دوسری فلائٹ سے دوسرے ملک
آ گئے ہیں۔"

"تم ابھی کس ملک سے بول رہی ہو؟"

"سوری۔ تھارن نے حکم دیا ہے کہ میں اس ملک [illegible]
نہ بتاؤں۔ میں اس کی محکوم ہوں۔ اس کے حکم کے م[illegible]
صرف اتنا بتا رہی ہوں کہ آپ سب میری واپسی کا ان[illegible]
کریں۔ تھارن مجھے یہاں سے بھی کہیں تیسرے ملک
جانے والا ہے اور شاید آئندہ مجھے آپ لوگوں سے
کرنے کی بھی اجازت نہیں دے گا۔ او کے۔ سو فار۔"

ثانی دماغی طور پر پارس' پورس اور ثنا کے سامنے
ہو گئی پھر مسکرا کر بتانے لگی کہ اب وہاں کے اکا[illegible]
اطمینان ختم ہو چکا ہے۔ موساد کے جاسوس الپا کو تلا[illegible]
تلاش نہیں کریں گے کیونکہ اس نے ان اکابرین کو
کہ تھارن' الپا کو دوسرے ملک لے گیا ہے پھر وہاں سے
تیسرے ملک میں لے جائے گا۔

پارس نے کہا "آج اسرائیلی حکام اور دوسرے
رت جگا منائیں گے۔"

ثنا نے کہا "میں خیال خوانی کرتی ہوں۔ بھائی [illegible]
مشورے کے مطابق دشمنوں کے خلاف کچھ چالیں

[illegible]لیکن آپ سب کے درمیان بیٹھ کر یوں لگتا ہے جیسے [illegible] مکتب ہوں۔ آپ لوگوں کی طرح حاضر دماغی اور [illegible] سیکھتے سیکھتے عمر گزر جائے گی۔"

ثانی نے کہا "ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ تم برس دو برس [illegible]ٹریننگ حاصل کر کے اتنی زبانیں اور اتنے ہنر سیکھ لو گی کہ [illegible] کی طرح احساسِ کمتری کو بھول جاؤ گی۔"

پارس نے کہا "اگر پورس کو اعتراض نہ ہو تو ہم ثنا کو [illegible]ٹریننگ کے لیے بابا صاحب کے ادارے میں بھیج سکتے ہیں۔"

پورس نے کہا "میں تمہاری بات پر اس لیے اعتراض [illegible] کروں گا کہ ثنا کو دل کی گہرائیوں سے بہن مانتا ہوں اور [illegible]چاہتا ہوں کہ یہ بھی بڑے بڑے شہ زوروں کے مقابلے میں [illegible]قابلِ شکست بن جائے۔"

ثانی نے اسی وقت آمنہ فرہاد سے رابطہ کیا۔ وہ جناب [illegible]تبریزی کے سامنے حجرے میں بیٹھی ہوئی تھی۔ جناب تبریزی [illegible] کہا "آمنہ! تمہارے پاس ثانی آئی ہے۔ اس سے کہو' [illegible] ادارے کے دروازے صرف ثنا کے لیے ہی نہیں' [illegible]پورس کے لیے بھی کھلے ہوئے ہیں۔"

آمنہ نے حیرانی سے کہا "ابتدا سے اب تک یہاں کے [illegible]دروازے یہودیوں اور ہندوؤں کے لیے بند رکھے جاتے ہیں۔ [illegible] تک کسی یہودی اور ہندو نے یہاں قدم نہیں رکھا۔"

انہوں نے فرمایا "درست کہتی ہو۔ ہم نے پارس کی [illegible]شریکِ حیات بننے والی الپا کو کبھی یہاں قدم رکھنے کی اجازت [illegible] دی۔ ہمیں انسانوں کو مذہب سے نہیں' ان کی نیتوں [illegible] پہچاننا چاہیے۔ اگر ایک مسلمان صرف زبان سے کلمہ [illegible]پڑھتا ہے لیکن نیت کا کھوٹا ہے اور اس کا ایمان کمزور ہے تو [illegible] ایک کافر کی طرح ناقابلِ اعتماد ہے۔ ہم جانتے تھے کہ [illegible] بھی ناقابلِ اعتبار ہے۔ اس کے ارادے اور نیت بدلتی [illegible] ہے لیکن پورس نہیں بدلے گا۔ ہمارے ادارے میں [illegible] ہیں کیونکہ ہم ان پر بھروسا کرتے ہیں۔ لہٰذا پورس پر [illegible] بھروسا کرتے ہیں۔ وہ جب چاہے آ سکتا ہے۔"

ثانی شکریہ ادا کر کے دماغی طور پر حاضر ہوئی پھر خوشی سے [illegible]پارس کا ہاتھ تھام کر بولی "ابھی ایسی خلافِ توقع خوشی کی بات [illegible] ہے جسے سن کر تم اور پارس دونوں ہی حیران ہو جاؤ [illegible]"

پارس نے پوچھا "ایسی کیا بات ہے؟"

"میں ادارے میں ثنا کی ٹریننگ کی اجازت لینے گئی [illegible] وہاں ماما (آمنہ) اور جناب تبریزی تھے۔ انہوں نے [illegible] کچھ کہنے سے پہلے ہی کہہ دیا کہ میں ثنا کے لیے یہاں

داخلے کی اجازت لینے آئی ہوں لیکن بابا صاحب کے ادارے کے دروازے صرف ثنا کے لیے نہیں' پورس کے لیے بھی کھلے ہیں۔ یہ جب چاہے آ سکتا ہے۔"

پورس خوشی سے کھل گیا۔ پارس نے حیرانی سے کہا۔ "آج تک کسی یہودی اور ہندو نے وہاں قدم نہیں رکھا ہے۔ جناب تبریزی نے پورس کو آنے کی اجازت دی ہے۔ اس کے پیچھے ضرور کوئی بات ہے۔"

"وہ کہہ رہے تھے کہ انسان اپنی نیک نیتی سے دین دار بنتا ہے خواہ وہ کسی بھی مذہب کا ہو۔ الپا تمہاری شریکِ حیات تھی لیکن انہوں نے اس یہودی عورت کو کبھی ادارے میں قدم رکھنے کی اجازت نہیں دی۔ انہیں پورس کی نیت پر بھروسا ہے۔"

پورس اپنی ہتھیلی کی لکیریں دیکھ رہا تھا۔ اس نے کہا۔ "میں جناب تبریزی کا بے حد شکر گزار ہوں۔ بھارت کے ایک بہت بڑے دست شناس نے میرے ہاتھ کی ان لکیروں کو دیکھ کر کہا تھا کہ میں ہندو ہوں لیکن جوانی سے لے کر بڑھاپے میں مرتے دم تک مسلمانوں کے ساتھ زندگی گزاروں گا۔ اب دیکھ رہا ہوں کہ دست شناس کی پیش گوئی درست ثابت ہو رہی ہے۔"

پارس گہری سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔ پورس نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے ہوئے پوچھا "کیا سوچ رہے ہو؟"

وہ بولا "جناب تبریزی نے بابا صاحب کے ادارے کے دروازے تم پر کھول دیے۔ ایسا پہلے کبھی نہیں ہوا۔ وہ بہت گہرے ہیں۔ تمہیں ادارے میں خوش آمدید کہنے کے پیچھے کوئی بہت گہری بات ہے۔ تمہاری آمد ہم سب کے لیے انتہائی خوشی کی بات ہے لیکن جب کوئی بات بہت گہری ہو اور سمجھ میں نہ آتی ہو تو میں الجھ کر رہ جاتا ہوں۔"

پورس نے کہا "اگر ہم ان کے سامنے سر جھکا کر عرض کریں کہ وہ ہمیں الجھن سے نکالیں تو کیا وہ اپنے موجودہ فیصلے کی گہرائی تک ہمیں نہیں پہنچائیں گے؟"

"وہ روحانیت کے ذریعے موجودہ راز اور مستقبل کے اسرار جانتے ہیں لیکن روحانیت کے حامل پر یہ قدرتی پابندی ہوتی ہے کہ وہ ہم جیسے عام انسانوں کے سامنے محدود پیش گوئی کرتے ہیں یا محدود فیصلے سناتے ہیں۔ جس حقیقت کو راز میں رکھنا ہو' اسے زبان پر کبھی نہیں لاتے۔"

"ہم دونوں ان سے التجا کریں گے تو شاید وہ ہماری الجھنیں دور کر دیں۔ فی الحال تم اپنے ذہن کو نہ الجھاؤ۔"

وہ چاروں ریستوران سے نکل کر اپنی کار میں آئے پھر

تفریح کے انداز میں گھومتے ہوئے ہوٹل شیرٹن پہنچے۔ آدھی رات گزر چکی تھی۔ انہوں نے بھی اسی ہوٹل میں دو کمرے لیے تھے۔ ایک پارس اور پورس کے لیے اور دوسرا ثانی اور ثنا کے لیے لیکن وہ چاروں پہلے ایک ہی کمرے میں آئے۔ ہوٹل کے اسی کوریڈور میں الپا' تھارن اور شیڈو دو مختلف کمروں میں تھے۔ الپا سوگئی تھی اور تھارن تو چار گھنٹے پہلے ہی مدہوش ہوگیا تھا۔ ویسے تو وہ نیند میں تھا لیکن مدہوشی کم ہوگئی تھی۔ دماغ پر نشے کا غلبہ نہیں تھا۔ ایسے میں ثانی اور ثنا اس کے دماغ میں پہنچ کر اس کے چور خیالات پڑھنے لگیں۔

تھوڑی دیر بعد ثانی نے پارس اور پورس سے کہا "اس نے بہت پی لی ہے۔ نشے کے باعث اس کے خیالات ذرا ذرا سے بھٹک رہے ہیں۔ ایک آدھ گھنٹے میں اس کے خیالات ترتیب وار ہوجائیں گے پھر اس پر تنویمی عمل کیا جائے گا۔ ثنا! کافی کا آرڈر دو۔ ابھی ہمیں جاگنا ہوگا۔"

پارس نے پوچھا "اس کے بے ترتیب خیالات کیا ہیں؟"

"اس کے دماغ میں ہیرے جواہرات سمائے ہوئے ہیں۔ اس کے خیالات کہہ رہے تھے۔ سب لے گیا۔ وہ سب لے گیا ہے۔ الپا۔ ٹیلی پیتھی۔ وہ جزیرے میں رہے گا۔ ہیرے جواہرات الپا۔ ٹیلی پیتھی۔ وہ جزیرے میں رہے گا۔ ہیرے جواہرات الپا۔ ٹیلی پیتھی لائے گی۔۔۔"

پورس نے کہا "خیالات بے ترتیب ہیں مگر بات سمجھ میں آرہی ہے۔ تھارن اور شیڈو کے حصے کے بھی ہیرے جواہرات اَن نون کے پاس ہیں۔ جب شیڈو کی طرح اَن نون کو ہیرے جواہرات کے ساتھ جزیرے میں قید کیا جائے گا تو الپا ٹیلی پیتھی کے ذریعے ان ہیرے جواہرات کو لا سکے گی۔"

"علی اب اَن نون کو جزیرے میں نہیں پہنچائے گا۔ شیڈو وہاں کی قید سے نکل بھاگا ہے۔ اَن نون کو کوئی دوسری سزا دی جائے گی۔"

"اسی لیے اس نے الپا کو اپنی معمولہ بنایا ہے کہ علی جہاں بھی اَن نون کو ان ہیرے جواہرات کے ساتھ لے جائے گا' الپا ٹیلی پیتھی کے ذریعے اَن نون کے دماغ میں رہ کر بتاتی رہے گی کہ اَن نون کو کہاں لے جایا جارہا ہے اور ہیرے جواہرات کہاں چھپائے جارہے ہیں۔"

ایک ٹرے میں کافی آگئی۔ وہ سب پیتے ہوئے باتیں کرنے لگے۔

پورس نے کہا "تقدیر کے آگے ٹیلی پیتھی بھی کام نہیں آتی۔ اکیلی الپا کی ٹیلی پیتھی کیا کام آئے گی؟ ثانی' ثنا اور رانکل

پاشا نے ٹیلی پیتھی کا زور لگایا۔ تدبیریں آزمائیں مگر تقدیر مم
ناصرہ کو لے گئی۔"

پارس نے کہا "تقدیر صرف لے جاتی نہیں ہے' لا
دے کر بھی جاتی ہے۔ جب پارس اور پورس مل گئے ہیں
نیلماں ہماری بھی مکاریاں دیکھے گی۔ بس اتنا معلوم ہوجا
کہ وہ کس ملک میں ہے۔"

ثانی نے کہا "ہم الپا کے معاملے سے نمٹ کر نیلماں
سراغ لگائیں گے لیکن تمہیں صبر کرنا ہوگا پورس! اگر ج
بازی کی جائے گی اور نیلماں کی آتما قرآنی آیتوں سے گھ
کر نکل بھاگے گی تو ناصرہ کا جسم مردہ ہوجائے گا۔"

پارس نے پوچھا "یار! کبھی تم یہ سوچتے ہو کہ جس نا
سے ٹوٹ کر پیار کرتے ہو' وہ زندہ نہیں ہے؟ ایک ناپاک آ
تمہارے سامنے ایک مردہ جسم پیش کرتی رہتی ہے۔"

"ہاں۔ یہ ایک تلخ حقیقت ہے۔ میں جانتا ہوں کہ
زندہ نہیں ہے لیکن جس طرح مرجانے والوں کی تصویریں
میں لگا کر ہم اپنی تسلی کرتے ہیں اسی طرح مرجانے والی نا
کو چلتے پھرتے دیکھ کر محبت بھی کرتا ہوں اور ماتم بھی۔"

"بھائی جان! آپ کے ساتھ بہت بڑی ٹریجڈی ہوا
ہے۔"

ثانی نے کہا "میں پورس کو صبر کرنے کو کہہ رہی ہ
لیکن یہ بھی سمجھتی ہوں کہ اسے جلد تلاش نہ کیا گیا تو نیلا
کی آتما ناصرہ کے اندر رہ کر تپسیا کرتی رہے گی اور آتما
حاصل کرتی رہے گی۔"

پارس نے کہا "آج تم تھارن' الپا اور شیڈو سے نم
لو۔ کل سے ہم ناصرہ کا سراغ لگانے کے لیے اپنی ذہا
آزمائیں گے۔"

وہ دونوں کافی پینے کے بعد اس کمرے سے چلے گ
ثانی اور ثنا خیال خوانی کی پرواز کرتی ہوئی تھارن کے خوا
دماغ میں پہنچ گئیں۔ وہاں ثنا خاموش رہی اور ثانی تنویمی
کرنے لگی۔

○☆○

جب میں عملی زندگی گزارنے لگتا ہوں یعنی ایکشن
رہتا ہوں تو مجھے اچھی طرح نہ بھوک لگتی ہے' نہ پوری
نیند آتی ہے۔ جیرالڈ مجھے اور سنگریلا کو پچھلی رات ک
پوری کرنے کے لیے ایک بنگلے میں چھوڑ گیا تھا۔ اس
ایک کمرے میں سنگریلا سو رہا تھا اور میں دوسرے کمر
سونیا سے کچھ باتیں کرنے کے بعد سو گیا تھا۔
لیکن آدھے گھنٹے بعد ہی آنکھ کھل گئی۔ دماغ کہہ

کہ جہاں تک روبرو مقابلے کا تعلق ہے' سنگریلا کے فائٹ کا انداز ہی سب سے مختلف اور انوکھا ہے۔ ایک تو اس کی ہڈیاں فولاد کی طرح سخت تھیں۔ دوسرا یہ کہ فلائنگ کک مارنے کا انداز عجیب و غریب تھا۔ وہ فضا میں اچھل کر گردش کرتے ہوئے پنکھے کی طرح بیک وقت لاتوں سے کئی ضربیں لگاتا ہوا دوسری طرف چلا جاتا تھا۔ اپنے مقابل کے ہاتھ نہیں آتا تھا۔

اسی لیے سونیا اس پر نفسیاتی حملے کررہی تھی۔ اسے دوڑا رہی تھی۔ اسے غصے اور جھنجلاہٹ میں مبتلا کررہی تھی۔ اسے دہشت زدہ کرنے کے لیے ائرپورٹ پر اس پر گولی چلائی تھی۔ اس کے بنگلے کے سامنے دو کاروں کو آگ لگا کر ان کے پرخچے اڑا دیے تھے۔ اس سے مقابلہ کرنے کے لیے اسے سفیر کے بنگلے میں آنے کے لیے للکار چکی تھی۔ وہ مردانگی کے جوش میں جانا چاہتا تھا لیکن میں نے اور جیرالڈ نے اسے جانے سے روک دیا تھا۔ ویسے لاشعوری طور پر وہ بھی یہ سمجھ کر سہما ہوا تھا کہ سونیا کسی لمحے میں بھی موت بن کر آسکتی ہے۔

ایک کہاوت ہے کہ شیطان جان سے نہیں مارتا' صرف جان مصیبت میں ڈالتا رہتا ہے۔ یوں آدمی مصیبتوں سے لڑتے لڑتے جان دے دیتا ہے۔ سونیا حالات کے پیش نظر اقدامات کرتی تھی۔ وہ بھی شیطان کو جان سے نہیں مار رہی تھی۔ صرف اس کی جان مصیبتوں میں ڈال رہی تھی۔

آدھے گھنٹے کی نیند کے بعد میری آنکھ کھلی تو یہی بات ذہن میں آئی کہ شیطان کو جان سے مارنا نہیں ہے' ہلکان کرنا ہے۔ یہ سوچ کر میں نے خیال خوانی کی پرواز کی پھر اس کے خوابیدہ دماغ میں پہنچا۔ وہ پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرلیتا تھا۔ اس نے تھکن سے نیند کے خمار میں رہ کر خلا میں تکتے ہوئے پوچھا "کون ہے؟"

میں نے کہا "تمہارا باپ۔ پہلے میں نے اسپتال پہنچایا تھا۔ اب قبرستان پہنچاؤں گا اور جب قبر میں سونا ہی ہے تو ابھی کیوں سو رہا ہے؟"

وہ گہری نیند سے جاگنے کے باعث جھنجلا کر بولا "فرہاد؟ تم؟ میں نے تمہارے جیسا نامرد نہیں دیکھا۔ شرم نہیں آتی؟ مجھ سے چھپ کر اپنی بیوی کو میرے مقابلے پر بھیج رہے ہو۔"

"تم تو مجھ سے زیادہ نامرد نکلے۔ ایک عورت تمہیں نقصان پہنچا رہی ہے۔ روبرو مقابلے کے لیے بھی سفیر کے بنگلے میں بلایا مگر تم اس سے چھپ کر اپنی ماں کی گود میں سو رہے ہو۔"

"میں اس سے چھپ نہیں رہا ہوں۔ ابھی نیند پوری کررہا ہوں پھر اس سے انتقام لوں گا۔"

"ابے خسرے! جوتے آج کھا رہا ہے اور انتقام کل لے گا۔ مجھے تیری اور سونیا کی آنکھ مچولی پسند نہیں ہے۔ میں قاہرہ پہنچ گیا ہوں۔ بول تو کہاں ہے؟ میں تنہا تجھ سے مقابلہ کرنے ابھی آؤں گا۔"

"آ۔ مرد کا بچہ ہے تو ابھی آ۔ میں شاہراہ قصرالعینی کی اسٹریٹ نمبر ۱۳ میں بنگلا نمبر بیس میں ہوں۔ تو یہاں آئے گا اور تیرا کام تمام ہوگا۔"

"سونیا نے بھی تجھے بلایا تھا مگر تو ایک عورت سے ڈر کر نہیں گیا مگر میں ابھی آرہا ہوں۔ یوں اچانک پہنچوں گا تو بدحواس ہوجائے گا۔"

میں اس کے دماغ سے نکل آیا۔ میں نے اچانک پہنچنے کی بات کی تاکہ وہ سوچتا رہ جائے کہ میں کس طرح چالاکی سے اس کے سر پر آپہنچوں گا۔ اب وہ تدبیریں سوچتا رہے گا کہ میری چالاکیوں سے بچنے کے لیے اسے کیا کرنا چاہیے۔ میں نے اس کی نیند اڑا کر اپنے دماغ کو ہدایت دی کہ دو گھنٹے تک گہری نیند سوتا رہوں۔ اس ہدایت کے مطابق میں ایک منٹ کے اندر سو گیا۔

اِدھر میں سو رہا تھا۔ اُدھر سونیا نیند کے مزے لے رہی تھی اور وہ انتظار میں جاگ رہا تھا۔ دو گھنٹے کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ میں بستر سے اتر کر دروازہ کھول کر کوریڈور میں آیا۔ اگر سامنا ہوتا تو اس سے کہتا کہ پیاس لگی ہے۔ پانی پی کر پھر جا کر سو جاؤں گا۔

اس کے کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ میں نے دروازے پر آکر دیکھا' وہ کمرے میں نہیں تھا۔ ڈرائنگ روم میں بھی نظر نہیں آیا۔ میں نے چھت پر جانے والی سیڑھی پر دبے قدموں چڑھتے ہوئے دیوار کی آڑ سے دیکھا۔ وہ چھت کی منڈیر کے پاس کھڑا ہوا تھا۔ بات سمجھ میں آگئی۔ میں نے وہاں اچانک پہنچنے کی بات کہی تھی۔ اس نے سوچا' اچانک حملے سے بچنے کی تدبیر یہی ہے کہ چھت پر رہ کر چاروں طرف نظر رکھے۔ میں جہاں سے بھی آؤں گا' اسے نظر آجاؤں گا۔

دوپہر کے دو بجے تھے۔ گرمی کا موسم تھا۔ وہ قاہرہ کی چلچلاتی ہوئی دھوپ میں چھت پر چاروں طرف ٹہل رہا تھا۔ میں دبے پاؤں سیڑھی سے اتر کر کچن میں آیا۔ فریج کھول کر دیکھا۔ اس میں کچھ پھل اور کھانے کے سیل بند ڈبوں کے علاوہ تین بوتلوں میں پانی بھرا ہوا تھا۔ میں نے دو بوتلوں کا پانی کچن کے سنک میں انڈیل دیا۔ کمرے میں آکر اپنے بیگ

سے اعصابی کمزوری کی دوا کی شیشی نکالی پھر کچن میں آکر فریج کھول کر تیسری پانی سے بھری ہوئی بوتل میں وہ دوا تھوڑی سی مقدار میں ڈال دی۔ اس کے بعد فریج کو بند کرکے اپنے کمرے میں آگیا۔ دروازے کو اندر سے بند کرکے بستر پر لیٹ گیا پھر دماغ کو دو گھنٹے تک سونے کی ہدایت کرکے نیند میں ڈوبتا چلا گیا۔

دو گھنٹے گزر گئے۔ ساڑھے چار بجے آنکھ کھلی۔ میں اسی وقت اس کے دماغ میں پہنچا۔ وہ چونک کر بولا "کون فرہاد؟"

میں نے کہا "بزدل! کمینے! مجھے غلط پتا بتا کر بھٹکا رہا ہے اور خود کہیں ائرکنڈیشنڈ کمرے میں آرام کررہا ہے۔"

وہ بولا "جھوٹ مت بول۔ میں نے صحیح پتا بتایا تھا۔ تیرے انتظار میں دوپہر دو بجے سے ابھی ساڑھے چار بجے تک دھوپ میں کھڑا رہا۔"

"ابے او ڈرامے باز! اسٹریٹ نمبر ۳۰ میں کوئی بنگلا نمبر ۲۰ نہیں ہے۔"

"میں نے اسٹریٹ ۳۰ نہیں ۱۳ کہا تھا۔ اونچا سنتا ہے۔"

"میں تیری چال کو خوب سمجھ رہا ہوں۔ میرے مقابلے پر آنے سے بچنے کے لیے اب اسٹریٹ کا نمبر بدل رہا ہے۔ خیر کوئی بات نہیں، میں ابھی اسٹریٹ نمبر ۱۳ میں آرہا ہوں۔ تیرے جھوٹے منہ پر جوتے ماروں گا۔"

یہ کہتے ہی میں اس کے دماغ سے نکل آیا۔ وہ سو نہیں پا رہا تھا۔ اس کا دماغ بوجھل ہو رہا تھا لیکن وہ کمزوری محسوس نہیں کررہا تھا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ اس نے دوا ملی ہوئی بوتل کا پانی نہیں پیا ہے۔ ویسے وہ پچھلی رات سے دوڑنے بھاگنے اور ہماری چال بازیوں سے بھٹکنے کے باعث نڈھال ہوگیا تھا۔ تھوری دیر سونے کے بعد ہی کچھ فریش ہو سکتا تھا لیکن میں نے کہہ دیا تھا کہ آرہا ہوں۔ لہٰذا وہ پھر میرے انتظار میں جاگنے پر مجبور تھا۔

حالات ایسے تھے کہ مجھے آرام کرنے کا موقع مل رہا تھا۔ میں پھر اپنے دماغ کو شام چھ بجے تک مزید نیند کے مزے لینے کی ہدایت دے کر سوگیا۔ مجرموں کو کئی طرح کی سزائیں دی جاتی ہیں۔ ہم اپنے مجرم کو جاگنے کی سزا دے رہے تھے۔ انسان مرنا نہیں چاہتا۔ مرنے سے آنکھیں بند ہوجاتی ہیں مگر اس کے لیے سونا بھی ضروری ہے۔ سونے سے بھی آنکھیں بند ہوتی ہیں اور یہ عجیب بات ہے کہ آدمی زندہ رہنے کے لیے مسلسل آنکھیں کھلی نہیں رکھ سکتا۔ اسے چند گھنٹوں کے لیے آنکھیں بند کرنی پڑتی ہیں۔ وہ ایسا نہیں کرے گا تو جاگتے جاگتے مر جائے گا۔ یا گر کر بے ہوش ہوجائے گا۔

سنگریلا ابھی ایک رات اور ایک دن سے جاگ رہا تھا۔ اب دوسری رات آنے والی تھی اور میں نے طے کرلیا تھا کہ اسے دوسری رات بھی سونے نہیں دوں گا۔ میں اپنے دماغ کو چھ بجے شام تک سوتے رہنے کی ہدایت دے چکا تھا لیکن آدھا گھنٹے پہلے ہی یعنی ساڑھے پانچ بجے میری آنکھ کھل گئی۔ دروازہ کھولا۔ وہ چوکھٹ سے لگا ہوا گہری گہری سانس لے رہا تھا۔ دروازہ کھلتے ہی وہ مجھ پر آگرا۔ میرا سہارا لیتے لیتے فرش پر گرنے لگا۔ میں نے اسے اٹھا کر بستر پر لٹا دیا۔ اس کی سوچ نے بتایا کہ اس نے تھوڑی دیر پہلے فریج کو کھول کر بوتل سے پانی پیا تھا۔ اس کے بعد وہ کمزوری محسوس کرنے لگا۔ ایک تو رات اور دن بھر کی بیداری تھی۔ اوپر سے اعصابی کمزوری کی دوا اس کے اندر پہنچ گئی تھی۔ ان حالات میں اس کی قوتِ برداشت جواب دے رہی تھی۔ وہ بے ہوش ہونے والا تھا۔ اس نے بڑی کمزور سی آواز میں کہا "جی۔۔جیرالڈ۔ اس۔ اسپتال۔۔"

میں نے موبائل فون کے ذریعے جیرالڈ کو مخاطب کیا۔ "مسٹر تھامس جیرالڈ! فوراً آئیں، سنگریلا کی حالت بہت نازک ہے۔ پتا نہیں اسے کیا ہوگیا۔ فوراً اسپتال پہنچانا ہوگا۔"

جیرالڈ نے کہا "اس بنگلے کے قریب ہی ہولی کراس اسپتال ہے۔ تم اسے وہاں لے چلو۔ میں ابھی پہنچ رہا ہوں۔"

"اسپتال کیسے لے جاؤں؟ آپ ہمیں یہاں چھوڑ کر گاڑی لے گئے تھے۔ یہ بنگلا کسی مین روڈ پر نہیں ہے۔ گلی میں ٹیکسی لینے تک پتا نہیں اس کی حالت اور کتنی تشویش ناک ہوجائے گی۔"

"میں ابھی گاڑی لا رہا ہوں۔"

میں نے فون بند کرکے خیال خوانی کے ذریعے سلمان کو قاہرہ میں ہونے والے سونیا اور سنگریلا کے درمیان جوڑ توڑ کے مختصر واقعات بتائے۔ یہ بھی بتایا کہ میں یہاں کیا رول ادا کررہا ہوں پھر اس سے کہا "اب تم میری آواز اور لب و لہجے میں میرا رول ادا کرو۔ سنگریلا کے دماغ میں آؤ۔"

میں نے اسے سنگریلا کے دماغ میں پہنچایا۔ وہ بولا "ہائے سنگریلا! چار گھنٹے بعد یہاں کے اسٹیڈیم میں ریسلنگ شروع ہونے والی ہے۔ بستر سے اٹھ کر کھڑے ہوجاؤ۔"

وہ اپنی جسمانی کمزوری سے لڑتے لڑتے گہری سانسیں لے رہا تھا۔ وہ اپنے اندر سلمان کی آواز سن رہا تھا لیکن اس کی سوچ کی لہریں کچھ بول نہیں پا رہی تھیں۔ اس پر نیم بے

ہوشی طاری ہو رہی تھی۔ ویسے وہ بڑا جی دار تھا۔ اس کی جگہ کوئی اور ہوتا تو بے ہوش ہوجاتا۔

سلمان نے کہا "تم بے ہوش نہیں ہونا چاہتے۔ اپنی کمزوریوں سے لڑ رہے ہو۔ میرا مشورہ ہے، بے ہوش ہوجاؤ۔ اس طرح کمزوریوں کے احساس سے محفوظ رہوگے۔ کیا تمہیں پتا ہے کہ میں تمہارے چور خیالات پڑھ رہا ہوں اور تم اتنے بے بس ہوگئے ہو کہ یہ خیالات پڑھنے سے مجھے روک نہیں پاؤگے۔"

اس کی آنکھیں آدھی کھلی ہوئی تھیں، وہ مجھے دیکھ رہا تھا اور اس کے سامنے زبان سے بول رہا تھا تاکہ اسے مجھ پر شبہ نہ ہو۔ میں نے اسے تسلی دی "سنگریلا! حوصلے سے کام لو۔ اگر نہیں بولتے تو خاموش رہو۔ میں نے ابھی تمہارے سامنے فون کیا ہے۔ مسٹر جیرالڈ گاڑی لے کر آرہے ہیں۔"

سلمان نے اس کے اندر کہا "یہ تمہارا دوست فیصل درانی تمہیں بچانے کی کوششیں کررہا ہے۔ ویسے ہم بھی چاہتے ہیں کہ تم زندہ رہو مگر ایک کمزور اور لاچار کی طرح۔"

میں نے انجان بن کر پوچھا "کیا تم اتنا بتا سکوگے کہ اچانک اتنے کمزور کیسے ہوگئے ہو؟ کیا سونیا یہاں آئی تھی؟ یا اس نے تمہیں زندگی کی بھیک مانگنے کے لیے کسی ہتھکنڈے سے کمزور بنا دیا ہے؟"

وہ مجبور تھا۔ زبان سے اور سوچ کی لہروں سے بھی کچھ کہہ نہیں پا رہا تھا۔ تھوڑی دیر میں جیرالڈ دو پہلوانوں کے ساتھ وہاں آگیا۔ وہ پہلوان سنگریلا کو اٹھا کر بنگلے کے باہر گاڑی میں لے جانے لگے۔ جیرالڈ نے پسینہ پونچھتے ہوئے پوچھا "اس پر اچانک نیم بے ہوشی کیسے طاری ہو رہی ہے؟"

"میں نے اس سے پوچھا تھا مگر یہ کچھ بول نہیں پا رہا ہے۔"

ہم کمرے سے نکل کر جانے لگے۔ جیرالڈ نے کہا "او گاڈ! قاہرہ میں کتنی گرمی ہے۔"

وہ میرے ساتھ چلتے ہوئے اچانک الگ ہوگیا۔ رومال سے پسینہ پونچھتے ہوئے کچن میں گھس گیا پھر فریج کو کھول کر پانی کی بوتل منہ سے لگا کر پینے لگا۔ میں نے دل میں کہا "بے چارہ۔"

وہ ایک ہی سانس میں بوتل خالی کرکے فریج کو بند کرکے کچن کے باہر آیا پھر ہم دونوں بنگلے کے باہر ایک بڑی سی وین میں آگئے۔ وہ وین اسٹارٹ ہوکر احاطے کے باہر جانے لگی۔ جیرالڈ پریشان ہوکر اپنے سینے پر ہاتھ پھیر رہا تھا۔ کہہ رہا تھا۔ "یہاں کی آب و ہوا ٹھیک نہیں ہے۔ میرا بھی دل گھبرا رہا ہے۔"

اس نے ایک ہاتھ سے سر کو تھام لیا۔ دوسرے ہاتھ سے ٹائی ڈھیلی کرنے لگا۔ میں نے کہا "آپ تو بڑے مضبوط اعصاب کے مالک ہیں۔ شراب بھی نہیں پیتے ہیں۔ کوئی نشہ نہیں کرتے ہیں۔ آپ کو پریشانی کیا ہے؟"

اس نے جواب نہیں دیا۔ سیٹ کی پشت سے سر ٹیکنے کے بعد اس کی آنکھیں بند ہوگئی تھیں۔ اسپتال میں ایک نہیں، دو مریضوں کو پہنچایا گیا۔ ڈاکٹروں نے انہیں فوراً اٹینڈ کیا۔ جیرالڈ اسپتال پہنچنے تک بے ہوش ہوگیا تھا۔ سنگریلا بھی کمزوریوں سے لڑتے لڑتے تھک گیا تھا۔ جب ڈاکٹر اس کا معائنہ کررہا تھا، تب وہ بھی بے ہوش ہوگیا۔

ڈاکٹروں نے انہیں توانائی پہنچانے کے لیے انجکشن لگائے۔ میں نے سلمان سے کہا "سنگریلا غیر معمولی قوتِ ارادی کا مالک ہے۔ میں نے پچھلی رات سے اس کے ساتھ دوڑتے دوڑتے اب اسے بے بس کرنے میں کامیابی حاصل کی ہے۔ میں اس کے دماغ میں ہی رہوں گا۔ جیسے ہی یہ ہوش میں آئے گا میں اس پر تنویمی عمل کرکے اسے اپنا تابع بناؤں گا۔"

سلمان نے پوچھا "جیرالڈ کے بارے میں کیا خیال ہے؟"

"یہ کسی قسم کا نشہ نہیں کرتا ہے۔ اپنے دماغ میں پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرکے سانس روک لیتا ہے۔ یہ ہوش میں آئے تو اس پر عمل کرو۔ اسے اپنا تابع بنالو۔ یہ صرف ریسلنگ کا کاروبار نہیں کرتا ہے۔ عالمی سطح کے مجرموں کی پشت پناہی بھی کرتا ہے۔ یہ آئندہ سنگریلا کو اپنی سرپرستی میں رکھے گا۔"

پھر میں نے سونیا کے پاس آکر اسے سنگریلا اور جیرالڈ کے موجودہ حالات بتائے اور کہا "اب تم آرام کرو۔ میں سنگریلا سے نمٹ لوں گا۔"

وہ اعتراض کرتے ہوئے بولی "یہ تم نے اچھا نہیں کیا فرہاد! جب میں سنگریلا سے نمٹ رہی ہوں تو تمہیں مداخلت نہیں کرنا چاہیے تھی۔"

"میری جان! تم اس ناقابلِ شکست فائٹر کی ایک ایک رگ ڈھیلی کرچکی ہو۔ اب اعتراض کیوں کررہی ہو۔ اصل میں وہ میرا شکار ہے۔ وہ مجھے قتل کرنا چاہتا تھا۔"

"وہ میرے سہاگ کو قتل کرنا چاہتا تھا۔ میرے سر سے میرا آنچل، میرا آسمان چھین لینا چاہتا تھا۔ اگر اب تم درمیان میں آؤگے تو میں تم سے بات نہیں کروں گی۔ کبھی اپنے سامنے تمہیں آنے نہیں دوں گی۔"

"اچھا بھئی ناراض نہ ہو۔ میں اب مداخلت نہیں کروں گا لیکن میں ٹیلی پیتھی کے ذریعے تو تمہارے کام آسکتا ہوں؟"

"تم کل رات سے خیال خوانی کے ذریعے میرے مخبر بنے رہے۔ یہ اطلاعات دیتے رہے کہ سنگریلا کہاں ہے؟ اور کیا کرنے والا ہے؟ بس میں کبھی کبھی تمہارا اتنا ہی تعاون چاہوں گی۔"

"ٹھیک ہے مجھ ہی سے تعاون حاصل کرو۔ فی الحال ثانی سے کوئی کام نہ لو۔ وہ کئی معاملات میں مصروف ہے۔ سنگریلا اور جیرالڈ ہولی کراس اسپتال میں ہیں۔ کیا تم یہاں آؤ گی؟"

"میں ایک بے بس دشمن کے لیے پھول بھیج دوں گی۔ جب وہ صحت مند ہوگا تو پھر اس سے پوچھوں گی کہ وہ مجھ سے نمٹنے کے لیے تیار ہے یا نہیں؟"

"ٹھیک ہے۔ میں اس کے حالات سے تمہیں باخبر رکھوں گا۔"

میں سونیا کے پاس سے آکر دماغی طور پر اسپتال میں حاضر ہوگیا۔ رات ہو چکی تھی۔ اسٹیڈیم میں تین گھنٹے بعد ریسلنگ شروع ہونے والی تھی۔ تھامس جیرالڈ اسپتال میں تھا۔ اس کے سیکریٹری اور پہلوانوں کے پروموٹر نے فیصلہ کیا تھا کہ مخالف ٹیم کے پہلوانوں سے مقابلہ کیا جائے گا۔ ان سے ہونے والے مقابلوں کو اس لیے بھی نہیں روکا جاسکتا تھا کہ لاکھوں ڈالرز کے ٹکٹ فروخت ہو چکے تھے۔

سنگریلا غیر معمولی قوتِ ارادی کا مالک تھا اس لیے جیرالڈ سے پہلے ہوش میں آنے لگا۔ ایسے وقت میں نے اس کی دماغ پر تنویمی عمل کیا۔ ہوش میں آنے کے باوجود دماغ اس حد تک کمزور تھا کہ وہ پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرسکتا تھا۔ وہ مجھے محسوس نہ کرسکا۔ اس کا کمزور دماغ مجھے ایک عامل کی حیثیت سے قبول کرتا رہا اور وہ میرا معمول اور تابع بنتا رہا۔ میں نے سوچ لیا تھا کہ اس کے معمول اور تابع بننے کی بات سونیا کو نہیں بتاؤں گا۔ وہ میرے اس عمل کو پسند نہیں کرے گی۔ سچ تو یہ ہے کہ مجھے بھی پسند نہیں تھا کیونکہ جب دشمن کو تابع بنا ہی لیا جائے تو پھر وہ دشمن نہیں ایک غلام رہتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ میں نے احتیاطاً ایسا کیا تھا اور یہ عہد کیا تھا کہ اگر سنگریلا ہمارے خلاف غیر معمولی صلاحیتیں استعمال نہیں کرے گا تو میں بھی اپنی غیر معمولی صلاحیتوں کو کبھی استعمال نہیں کروں گا۔ وہ سونیا کی طرح ذہانت' مکاری اور فائٹ کرنے کے رائج طریقوں سے مقابلہ کرے گا تو میں سونیا اور سنگریلا کے درمیان مداخلت نہیں کروں گا اور یہ عہد کیا تھا کہ کبھی سنگریلا کے دماغ میں جاکر اسے کمزور بنانے کی کوشش نہیں کروں گا۔

چونکہ وہ عالمی سطح کے مجرموں کی سرپرستی کرنے والے تھامس جیرالڈ کے گینگ میں شامل ہوگیا تھا اس لیے میرے لیے بھی لازمی ہوگیا تھا کہ میں ان کے آئندہ مجرمانہ منصوبوں سے واقف رہوں۔ ابھی تو میں ایک پاکستانی تاجر فیصل درانی اور اس کے دوست کی حیثیت سے قاہرہ میں تھا۔ ہمیشہ ان مجرموں کے ساتھ نہیں رہ سکتا تھا۔

وہ ایک گھنٹے کے بعد تنویمی نیند سے بیدار ہوگیا تھا۔ میں نے سونیا سے کہا "وہ ہوش میں آچکا ہے۔ تم اس اسپتال کے فون پر اس سے باتیں کرسکتی ہو۔"

سونیا نے ایک گلدستہ خرید کر اسپتال میں آکر ایک وارڈ بوائے کو پانچ ڈالر بخشش کے طور پر دیے اور کہا کہ اس گلدستے کو ۱۱ نمبر کے کمرے میں مسٹر سنگریلا کو پہنچادے پھر وہ وہاں سے چلی گئی۔

سنگریلا بستر پر لیٹا ہوا تھا۔ ایک پہلوان اسے بتارہا تھا کہ مسٹر جیرالڈ بھی اعصابی کمزوری میں مبتلا ہوکر وہاں اسپتال کے دوسرے کمرے میں ہیں۔ اب ہوش میں آگئے ہیں اور کسی حد تک توانائی محسوس کررہے ہیں۔

سنگریلا نے کہا "میں تو بالکل نارمل ہوں۔ مجھے یہاں سے جانا چاہیے۔ فرہاد بھی اس شہر میں آچکا ہے۔ وہ سونیا کے ساتھ یہاں آسکتا ہے۔"

اسی وقت وارڈ بوائے نے وہ پھول لاکر دیے اور کہا کہ وہ پھول ایک میڈم نے دیے ہیں۔ سنگریلا نے چونک کر پوچھا۔ "وہ کون تھی؟"

وارڈ بوائے نے لاعلمی ظاہر کی۔ اس کے پاس بیٹھے ہوئے پہلوان نے اس گلدستے کو لیا۔ پھولوں کے درمیان ایک تحریر شدہ کارڈ تھا۔ اس نے کارڈ کو نکال کر پڑھا۔ اس میں لکھا ہوا تھا "اسپتال میں زخم نہیں دیے جاتے۔ زخم بھرے جاتے ہیں۔ تم جب تک یہاں رہو گے' تم پر کوئی آنچ نہیں آئے گی۔"

تحریر کے نیچے سونیا کا نام لکھا ہوا تھا۔ سنگریلا پھولوں کو ایک طرف پھینک کر بستر پر بیٹھ گیا پھر غصے سے بولا "میں زخمی نہیں ہوں۔ بیمار نہیں ہوں۔ وہ مجھ پر ترس کھارہی ہے۔ مجھے ذلیل کررہی ہے۔"

فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ پہلوان ریسیور اٹھانے جارہا تھا۔ سنگریلا نے اسے روک کر ریسیور کان سے لگایا "ہیلو کون؟"

دوسری طرف سے سونیا نے پوچھا "پھول مل گئے؟"

وہ بولا "میں نے پھولوں پر تھوک دیا ہے۔ کیا تم مجھے کمزور سمجھتی ہو؟ تمہارے اس بزدل شوہر نے مجھے دھوکے سے اعصابی کمزوری کی دوا پلائی ہے۔ ایسی نقصان پہنچانے والی دوائیاں مجھ پر عارضی طور پر اثر کرتی ہیں۔ بولو تم کہاں ہو؟ میں ابھی تمہیں کچلنے کے لیے آسکتا ہوں۔"

"اسٹریچر پر لیٹ کر اسپتال جانے والے کو اتنا نہیں بولنا چاہیے۔ میں نے اسپتال کے اندر پھول بھیجے ہیں۔ باہر کانٹے ہیں۔ آکر دیکھ لے پھر اسٹریچر پر اندر جائے گا۔"

"مجھے یاد ہے تم نے امریکی سفیر کے بنگلے میں کیسا جال بچھایا تھا۔ تین امریکی سراغ رساں گئے تھے۔ ان میں سے کوئی زندہ نہیں آیا۔ تم نے اسپتال کے باہر بھی ضرور کچھ کیا ہے۔ یہ مردانگی نہیں ہے۔"

وہ قہقہہ لگا کر بولی "عورت سے مردانگی کی بات کررہا ہے! اب تیرے پاگل ہونے میں دیر نہیں ہے۔"

فون بند ہوگیا۔ اس نے ہیلو ہیلو کہہ کر ریسیور کو پٹخ کر دروازے کی طرف یوں دیکھا جیسے باہر سونیا کے بچھائے ہوئے جال کو دیکھ رہا ہو۔ وہ تین سراغ رسانوں کا انجام دیکھ چکا تھا۔ فون پر اس قدر گرجنے کے باوجود اسپتال سے باہر جانے کو سراسر نادانی سمجھنے لگا۔

وہ دل ہی دل میں یہ تسلیم کرنے لگا' بے شک مکاری سے چالیں چلنے میں اس عورت کا جواب نہیں ہے۔ باہر خطرہ ہو بھی سکتا ہے اور نہیں بھی ہوسکتا ہے لیکن باہر جانے کا حوصلہ نہیں ہوسکتا۔ وہ عورت اب سے پہلے مثالیں پیش کرچکی تھی کہ وہ جو کہہ دیتی ہے' وہی ہوکر رہتا ہے۔

میں نے اس کے کمرے میں آکر فرش پر بکھرے ہوئے پھولوں کو دیکھا پھر پوچھا "یہ تم نے پھول کیوں پھینکے ہیں؟"

وہ بولا "اس چال باز عورت نے عیادت کے طور پر بھیجے تھے۔ اس کے مرد نے اسپتال بھیجا اور وہ عیادت کررہی تھی۔ اس نے فون بھی کیا تھا۔ میری سمجھ میں نہیں آتا' کیا کروں؟ وہ مقابلے کے لیے بلاتی ہے مگر پہلے سے جال بچھادیتی ہے۔"

"کیا اب بھی مقابلے کے لیے للکار رہی تھی؟"

"ہاں۔ کہہ رہی تھی کہ اسپتال کے باہر اس نے کچھ ایسے انتظامات کیے ہیں کہ پھر مجھے اسٹریچر پر یہاں لایا جائے گا۔ یہ بھی کوئی مقابلے کا طریقہ ہے کہ مقابل کے آنے سے پہلے دہشت پیدا کرتی ہے؟"

"لیکن تمہارے جیسے ناقابلِ شکست فائٹر کو دہشت زدہ نہیں ہونا چاہیے۔"

"میں اس سے خوف زدہ نہیں ہوں۔ میں بزدل نہیں ہوں۔"

"سونیا کو جاننے والے سب ہی یہ جانتے ہیں کہ وہ بہت کم لڑنے میں وقت ضائع کرتی ہے۔ وہ آج تک بڑے بڑے شہ زوروں کو مکاریوں سے مات دیتی آئی ہے۔"

"اگر کسی طرح مجھے یہ معلوم ہوجائے کہ وہ اس شہر میں کہاں رہتی ہے تو پھر میں اچانک ہی وہاں اس پر حملہ کرکے اس کی ہڈیاں اور پسلیاں توڑدوں گا۔"

وہ میرے ساتھ کمرے سے نکل کر جیرالڈ کے کمرے میں آیا۔ وہ بستر پر بیٹھا اپنی توانائی بحال کرنے کے لیے پھلوں کا جوس پی رہا تھا۔ اس نے سنگریلا سے کہا "ابھی مجھے پہلوان نے بتایا ہے کہ سونیا پھر تمہیں غصے اور جھنجلاہٹ میں مبتلا کررہی تھی۔"

سنگریلا نے کہا "اسے صرف یہی تکنیک آتی ہے۔ میری زندگی کی اب یہی آخری خواہش رہ گئی ہے کہ ایک بار وہ تنہا میرے مقابل آجائے۔"

جیرالڈ نے کہا "اب آگے نہ بولو۔ میں جانتا ہوں تم اسے زندہ نہیں چھوڑو گے۔ اب تو میں بھی سونیا اور فرہاد کو بدترین موت ماروں گا۔ میں تم سے تعاون کررہا ہوں' جس کی سزا انہوں نے مجھے بھی دی ہے۔ مجھے بھی اعصابی کمزوریوں میں مبتلا کرکے یہاں بھیج دیا ہے جبکہ آج میں ریسلنگ کے نام پر لاکھوں بلکہ کروڑوں کا جوا کھیلنے والا تھا۔ آج تو بس یوں ہی سی آمدنی ہوگی۔"

میں نے کہا "کوئی بات نہیں۔ کبھی نقصان بھی برداشت کرنا پڑتا ہے۔"

جیرالڈ نے کہا "مجھ میں اتنی توانائی ہے کہ میں اسٹیڈیم میں جاکر اپنے پہلوانوں کا حوصلہ بڑھا سکتا ہوں۔"

سنگریلا نے کہا "ریسلنگ شروع ہونے میں ایک گھنٹا رہ گیا ہے۔ میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گا۔"

جیرالڈ نے پہلوان سے کہا "ڈرائیور اور باڈی گارڈز سے کہو۔ گاڑیاں دروازے پر لائیں۔ ہم ابھی چل رہے ہیں۔"

وہ پہلوان چلا گیا پھر اس نے اپنے سیکریٹری سے کہا "جاؤ اسپتال کے تمام بل ادا کردو۔ اسٹیڈیم میں فون کرکے ہمارے تمام پہلوانوں کو حوصلہ دو کہ ہم ابھی آرہے ہیں۔"

میں نے خیال خوانی کے ذریعے سونیا سے کہا "سنگریلا میرے اور جیرالڈ کے ساتھ ریسلنگ اسٹیڈیم میں جارہا ہے۔ سنگریلا حیرت انگیز طور پر نارمل ہے۔ بے شک وہ ایک غیر معمولی اور خطرناک شیطان ہے۔"

سونیا نے کہا "وہ جیرالڈ کے لیے منافع بخش ثابت ہوتا

رہے گا۔ کیا وہ آج سنگریلا کو ریسلنگ رنگ میں جانے دے گا۔"

"شاید نہ جانے دے۔ اگرچہ وہ بظاہر نارمل اور مقابلے کے لیے فٹ نظر آرہا ہے لیکن یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ اندر کی تھوڑی بہت کمزوریوں کو چھپا رہا ہو۔ یہ ہم دیکھتے آئے ہیں کہ وہ دوسروں کے سامنے کسی پہلو سے بھی خود کو کمتر ظاہر نہیں کرتا ہے۔ ہمیشہ ایسی باتیں کرتا ہے' ایسی حرکتیں کرتا ہے جن سے اس کی برتری ظاہر ہوتی رہتی ہے۔"

"وہ نارمل اور مقابلے کے لیے فٹ ہے یا نہیں؟ یہ میں معلوم کرلوں گی۔ تم سلمان کو میرے پاس بھیج دو۔"

میں نے سلمان سے کہا "سونیا تمہیں یاد کررہی ہے۔ ہو سکے تو اسے سمجھانا کہ وہ اسٹیڈیم نہ جائے۔ اگرچہ وہاں سب پر اسلحہ لے جانے کی پابندی ہوگی۔ کوئی دشمن اس پر گولی نہیں چلا سکے گا پھر بھی کوئی چال بازی سے اسلحہ چھپا کر لا سکتا ہے۔"

میں سلمان کے پاس سے آیا۔ جیرالڈ نے مجھ سے پوچھا۔ "مسٹر درانی! سر جھکائے کیا سوچ رہے ہو؟"

میں نے کہا "مسٹر جیرالڈ! آئندہ سنگریلا آپ کے بہت فائدہ مند ثابت ہوتا رہے گا اور آپ یہ دیکھتے آئے ہیں کہ میں اسے سونیا سے دور رکھنے کے لیے بہت چو رہا آیا ہوں لیکن آپ ابھی اسے اسٹیڈیم لے جاکر غلطی کررہے ہیں۔ اگر اس نے وہاں سونیا کو دیکھ لیا یا اس کی آواز بھی سن لی تو جنون میں مبتلا ہو جائے گا۔"

اس نے تائید کی "تم درست کہہ رہے ہو لیکن ہم کیا کریں؟ اسے یہاں روکنا چاہیں گے تو وہ بظاہر رک جائے گا مگر ہماری لاعلمی میں وہاں پہنچ جائے گا۔ بہتر یہ ہے کہ ہم اسے اپنی نگرانی میں لے چلیں۔ اگر کسی وجہ سے جوش و جنون میں آئے گا تو ہم سب اسے اپنے قابو میں رکھ سکیں گے۔"

ہم سب دو گاڑیوں میں بیٹھ کر اسٹیڈیم کی طرف جانے لگے۔ میں نے خیال خوانی کے ذریعے امریکی سفیر جان ڈولسن کے دماغ میں پہنچ کر دیکھا۔ وہ اپنی بیوی بچوں کے ساتھ ائرپورٹ جارہا تھا۔ اس کی جگہ ایک ایسا سفیر آرہا تھا جس کی بیوی اور بچے نہیں تھے۔ اس کے خیالات پڑھنے سے پتا چلا کہ وہ اور اس کی بیوی' سونیا کے شکر گزار ہیں کہ اس نے انہیں اور ان کے بچوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا تھا لیکن سی آئی اے کے اعلیٰ افسران سونیا کے خلاف پُر زور احتجاج کررہے تھے کیونکہ اس نے ان کے تین سراغ رسانوں کو

ہلاک کردیا تھا۔ وہ سب قاہرہ میں سنگریلا کی موجودگی پر بھی اعتراض کررہے تھے جس کی وجہ سے قاہرہ ائرپورٹ میں قیامت کے دھماکے ہوئے تھے۔ ان میں بھی کئی امریکی ہلاک ہوگئے تھے۔ لہٰذا فیصلہ کیا گیا تھا کہ سونیا کو کسی بھی طرح تلاش کرکے اسے گولی ماری جائے اور اس کی ہلاکت کا الزام امریکا پر نہ آئے۔ سنگریلا کو ہی قاتل ثابت کیا جائے لیکن اسے گرفتار نہ کیا جائے۔ کسی دوسرے ملک فرار ہونے کی سہولتیں دی جائیں۔

میں نے امریکی سفیر جان ڈولسن کے دماغ میں پہنچ کر کہا۔ "میں فرہاد علی تیمور بول رہا ہوں۔"

وہ پہلے پریشان ہوا پھر مسکرا کر بولا "آپ لوگ انسان نہیں فرشتہ ہیں۔ کل رات میڈم سونیا نے مجھے اور میری بیوی بچوں کو ایک ذرا نقصان نہیں پہنچایا۔ ہم آپ سب کے شکر گزار ہیں۔"

"لیکن سونیا نے تمہاری مدد کو آنے والے تین امریکی سراغ رسانوں کو ہلاک کیا ہے۔ تم اپنی فیملی کے ساتھ اس لیے قاہرہ سے جارہے ہو کہ تین سراغ رسانوں کی ہلاکت کا انتقام سونیا سے لیا جائے گا۔ تم لوگ ساری دنیا میں دوغلے مشہور ہو چکے ہو۔ ایک طرف سونیا کا شکریہ ادا کررہے ہو۔ دوسری طرف اسی سونیا کی ہلاکت کے الزام اور ہماری جوابی کارروائی سے بچنے کے لیے اپنی فیملی کو لے کر امریکا واپس جارہے ہو۔"

وہ گھبرا کر بولا "نن۔۔۔ نہیں۔ ہم کچھ نہیں جانتے کہ ہماری حکومت کی پالیسی کیا ہے؟ مجھے واپس بلایا گیا ہے اس لیے میں اپنی فیملی کے ساتھ۔۔۔"

میں نے اس کی بات کاٹ کر کہا "نہیں جا سکو گے۔ امریکا پہنچو گے تو وہاں بھی ہماری خیال خوانی کے ذریعے مارے جاؤ گے۔ لہٰذا ہزاروں کلو میٹر کا سفر نہ کرو۔ ائرپورٹ سے اپنے بنگلے میں واپس جاؤ۔ تمہاری جگہ کوئی نیا سفیر یہاں آئے گا تو اس کی لاش واپس جائے گی۔ یہ باتیں ابھی اپنے اکابرین سے کرو۔"

وہ فوراً ہی موبائل فون کے ذریعے امریکی وزارت خارجہ کے سیکریٹری سے رابطہ کرکے مجھ سے ہونے والی باتیں بتانے لگا۔ سیکریٹری نے یہ باتیں وزیر خارجہ کو بتائیں۔ وہ پریشان ہو کر بولا "ہم گونگے بن کر تحریر کے ذریعے یہ باتیں مجھے بتا سکتے تھے۔ اب تو فرہاد تمہارے دماغ سے میرے دماغ میں آگیا ہوگا۔"

میں نے کہا "زیادہ خوش فہمی میں نہ رہو۔ میں صرف

تمہارے ہی نہیں' تمام امریکی اکابرین کے دماغوں میں پہنچ سکتا ہوں۔ اب تم تمام اکابرین سے صرف ایک بات کہہ دو۔ سونیا کی طرف جو بھی گولی آئے گی' اسے امریکی بلٹ سمجھا جائے گا۔ خواہ کوئی بھی دشمن ہلاک کرنا چاہے' ہم اس کے قاتل کو امریکا کے روانہ کردہ قاتل سمجھیں گے۔ اگر یہ چاہتے ہو کہ تمہارے اکابرین کو جانی نقصان نہ پہنچے' امریکی سائنس داں اور دیگر شعبے کے ماہرین سلامت رہیں تو ابھی اسی لمحے سے سونیا کی مکمل حفاظت کے انتظامات کرو۔"

اس نے میرے حکم کی تعمیل کی۔ تمام اکابرین کو میرا چیلنج سنایا۔ فوج کے ایک اعلیٰ افسر نے فون کے ذریعے سی آئی اے کے اعلیٰ افسر سے کہا "یہ ملک کی اور ہم سب کی سلامتی کا معاملہ ہے۔ فرہاد نے وارننگ دی ہے کہ سونیا کو کسی بھی دشمن سے نقصان پہنچے گا تو وہ ہم سب سے انتقام لے گا۔ اس نے سفیر جان ڈولسن کو اس کی فیملی سمیت قاہرہ میں روک دیا ہے۔ لہٰذا اپنے ارادے بدل دو۔ قاہرہ میں اپنے تمام ایجنٹس سے کہہ دو کہ وہ سونیا پر ذرا بھی آنچ نہ آنے دیں۔ اس کے برعکس اس کی حفاظت کے مکمل انتظامات کیے جائیں۔"

سی آئی اے کے اعلیٰ افسر نے کہا "آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ بے شک فرہاد علی تیمور خطرناک ہے۔ اپنے چیلنج پر عمل کرے گا لیکن ہماری انٹیلی جنس اور ہماری فوج کیا دشمنوں کے دباؤ میں آنے کے لیے ہے۔ میں اپنے شعبے کا انچارج ہوں۔ پہلے سونیا سے نمٹنے کی بات تھی۔ اب مجھے فرہاد سے بھی نمٹنے کا موقع دیں۔ میں ان کی دہشت کو ختم کرکے دکھاؤں گا۔"

"تم جب تک اپنی کارکردگی دکھاتے رہو گے' ہمارے تمام اکابرین کی شامت آتی رہے گی۔"

میں نے فوج کے اعلیٰ افسر سے کہا "سی آئی اے کے اعلیٰ افسر کو اپنے طور پر ہم سے نمٹنے کی اجازت دے دو۔ میں وعدہ کرتا ہوں' اس سے نمٹنے تک میں امریکا کے کسی حاکم یا فوج کے افسران کو کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔"

اس نے سی آئی اے کے اعلیٰ افسر سے کہا "مسٹر فرہاد! میرے اندر موجود ہیں۔ انہوں نے فراخ دلی کا ثبوت دیتے ہوئے کہا ہے کہ ہم آپ کو سونیا اور فرہاد سے نمٹنے کی کھلی چھٹی دے دیں۔ آپ جب تک ان سے نمٹتے رہیں گے' وہ ہمارے ملک کے حکام اور فوج کے افسران کو کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے۔"

"مسٹر فرہاد! آپ کے اندر رہ کر بول رہے ہیں۔ ان کی

اطلاع کے لیے عرض ہے کہ میں بھی ان کی طرح فراخ دل ہوں۔ اگر وہ سونیا کے ساتھ قاہرہ سے چلے جائیں۔ بشرطیکہ وہ میرے سراغ رسانوں سے بچ کر نکل جائیں تو پھر کبھی امریکی انٹیلی جنس والے ان دونوں کو کبھی کسی ملک میں نقصان نہیں پہنچائیں گے۔"

فوج کے اعلیٰ افسر نے سی آئی اے کے اعلیٰ افسر سے کہا۔ "مسٹر فرہاد نے فراخ دلی کا ثبوت دیتے ہوئے کوئی شرط پیش نہیں کی۔ آپ شرط پیش کررہے ہیں۔ اسے فراخ دلی نہیں کہتے۔ اسے کہتے ہیں۔ آبیل مجھے مار۔ ہم ایسا نہیں چاہتے لیکن مسٹر فرہاد ہمیں نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ لہٰذا ہم الگ رہ کر تماشا دیکھیں گے۔"

ریسلنگ اسٹیڈیم جاتے وقت جیرالڈ اپنے طور پر سنگریلا کو ہر حال میں دماغ ٹھنڈا رکھنے کے لیے طرح طرح سے سمجھانے میں مصروف تھا اور مجھے خیال خوانی کا موقع مل رہا تھا۔ میں نے سونیا کے پاس پہنچ کر اسے تفصیل سے بتایا کہ امریکی اکابرین اور امریکی سی آئی اے کے شعبے کے درمیان ہمارے سلسلے میں اختلافات پیدا ہوگئے ہیں۔ سی آئی اے کا اعلیٰ افسر اپنے تین اہم سراغ رسانوں کی ہلاکت کا انتقام ہم دونوں سے لینا چاہتا ہے۔

سونیا نے کہا "کیا تمہیں یقین ہے کہ اختلافات کے باوجود امریکی اکابرین درپردہ سی آئی اے والوں کی مدد نہیں کریں گے؟"

"ہم امریکا کو ٹھیک اسی طرح سمجھتے ہیں جیسے شیطان کی رگ رگ کو سمجھنا چاہیے۔ وہ اکابرین سی آئی اے والوں کو بے یارو مددگار نہیں چھوڑیں گے۔ انہوں نے مجھے ایک بچے کی طرح سمجھانا چاہا ہے کہ وہ ہمارے اور سی آئی اے والوں کے معاملات سے دور رہ کر محض تماشائی بنے رہیں گے۔"

"اب یہاں دو طرفہ خطرات ہیں۔ ایک طرف سنگریلا ہے اور دوسری طرف سی آئی اے کے درجنوں سراغ رساں ہیں۔"

"ان میں سے کئی سراغ رساں ابھی اسٹیڈیم میں جگہ جگہ ہوں گے۔ میرا مشورہ مان لو۔ تم اسٹیڈیم میں نہ آؤ۔ میں وہاں جارہا ہوں۔"

"میں تمہارے مشورے سے پہلے ہی پلان کرچکی ہوں اسی لیے تمہارے ذریعے سلمان کو بلایا تھا۔"

"تم سلمان سے کیا کام لے رہی ہو؟"

"ثانی کئی معاملات میں مصروف ہے۔ میں نے سلمان سے کہا ہے کہ وہ اپنی بیٹی ثانی کی مصروفیات کو اچھی طرح سمجھ

کر وہاں پارس، پورس اور ثنا کے پاس رہے اور ثانی کو میرے پاس بھیج دے۔ اس منصوبے کے مطابق ثانی میرے پاس ہے اور ابھی خیال خوانی کے ذریعے وہاں سونیا بن کر پہنچنے والی ہے۔"

"ثانی سے کہو۔ سونیا بن کر وہاں خود کو ظاہر نہ کرے۔ پہلے سی آئی اے کے سراغ رسانوں کو لاکھوں تماشائیوں کے درمیان پہچاننے کی کوشش کرے۔ ریسلنگ صبح تک جاری رہ سکتی ہے۔ پہلے ہمیں سراغ رسانوں سے نمٹنا چاہیے۔"

"تم سی آئی اے کے اعلیٰ افسر کی باتیں سن چکے ہو مگر اس کے دماغ میں نہیں گئے۔ اس کا مطلب ہے' وہ پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرلیتا ہے۔"

"ہاں۔ وہ یوگا کا ماہر ہے اسی لیے ہمارے مقابلے پر ڈٹا ہوا ہے۔ بہرحال میں یہاں کے سراغ رسانوں تک پہنچنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ ثانی سے کہو۔ میرے دماغ میں آئے۔"

ثانی میرے پاس آئی۔ میں امریکی سفیر جان ڈولسن کے دماغ میں پہنچ گیا۔ وہ ہم سے خوف زدہ ہو کر ائرپورٹ سے اپنی فیملی کے ساتھ بنگلے میں واپس آگیا تھا۔ وہ میری اور ثانی کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کر سکتا تھا۔ ہم نے خود کو اس پر ظاہر نہیں کیا۔ وہ میری مرضی کے مطابق سوچنے لگا "میرے بنگلے کے باہر صرف ایک سیکیورٹی گارڈ ہے۔ وہ اکیلا کیا کر سکے گا۔ مجھے سی آئی اے والوں سے بھی سیکیورٹی کا مطالبہ کرنا چاہیے۔"

سفیر جان ڈولسن کی بیوی اور بچے سہمے ہوئے تھے۔ اس کی بیوی کئی بار اس سے کہہ چکی تھی کہ بنگلے کے چاروں طرف مسلح محافظوں کو ہونا چاہیے۔ ایسا نہ ہوا تو وہ بچوں کو لے کر کسی دوسری جگہ چلی جائے گی۔

ہر ملک میں امریکی سفیروں کا تعلق سی آئی اے اور انٹرپول سے ہوتا ہے۔ ان دونوں اداروں کے زونل افسران ہر ملک میں اپنے اپنے سراغ رسانوں کی ٹیم کے ساتھ موجود رہتے ہیں۔ سفیر جان ڈولسن نے قاہرہ میں سی آئی اے کے زونل افسر سے فون پر رابطہ کیا پھر اس سے کہا "تمہیں معلوم ہو چکا ہے کہ فرہاد نے مجھے یہ شہر چھوڑنے سے روک دیا ہے۔ میں اپنی فیملی کے ساتھ بنگلے میں ہوں اور ہماری حفاظت کے لیے یہاں صرف ایک سیکیورٹی گارڈ ہے۔ مجھے کم از کم چھ مسلح گارڈز کی ضرورت ہے۔ وہ سب بنگلے کے چاروں طرف رہیں گے۔"

زونل افسر نے کہا "ابھی ابھی ہیڈ آفس سے ہدایات ملی ہیں کہ ہم آپ سے کوئی تعلق نہ رکھیں۔ ہمیں فون پر باتیں کرنے سے بھی منع کیا گیا ہے۔ لہٰذا آئندہ آپ فون نہ کریں۔ اپنا پرابلم وزارتِ خارجہ کے سیکریٹری کے سامنے پیش کریں۔"

دوسری طرف سے فون بند کر دیا گیا۔ میں نے ثانی سے کہا "زونل افسر کے دماغ میں جاؤ۔ معلوم کرو کہ اس نے اپنے کتنے سراغ رسانوں کو اسٹیڈیم کے اندر اور باہر سونیا کو تلاش کرنے کا حکم دیا ہے اور وہ تلاش کرنے والے کہاں کہاں ہیں؟"

میں پھر سفیر جان ڈولسن کے پاس آیا۔ وہ پریشان ہو کر سوچ رہا تھا "کیا سی آئی اے والے بھی سونیا اور فرہاد سے خوف زدہ ہیں؟ کیا اسی لیے وہ اپنے مسلح گارڈز میری حفاظت کے لیے نہیں بھیج رہے ہیں؟ مجھے وزارتِ خارجہ کے سیکریٹری سے پوچھنا چاہیے۔"

اس نے ریسیور اٹھایا مگر میں نے اسے انٹرپول کے زونل افسر سے رابطہ کرنے کی طرف مائل کیا۔ رابطہ ہونے پر اس نے کہا "میں جان ڈولسن بول رہا ہوں۔"

"میں انٹرپول کا زونل افسر ہوں۔ مجھے معلوم ہو چکا ہے کہ فرہاد نے آپ کو قاہرہ جانے سے روک دیا ہے اور یہ بھی معلوم ہو چکا ہے کہ سی آئی اے والے آپ سے کوئی رابطہ نہیں رکھیں گے۔ ہیڈ آفس سے ہمیں یقین دلایا گیا ہے کہ فرہاد اور ہمارے ملک کے اکابرین سے کوئی سمجھوتا ہو چکا ہے۔ سونیا اور فرہاد آپ کو اور آپ کی فیملی کو نقصان نہیں پہنچائیں گے۔"

"پھر بھی میرے بیوی بچے سہمے ہوئے ہیں۔ ان کی تسلی کے لیے کم سے کم یہاں چھ مسلح گارڈز کا پہرا رکھیں۔"

"بے شک آپ کی فیملی سہمی ہوئی ہوگی۔ میں ابھی مسلح گارڈ بھیج رہا ہوں۔"

اس زونل افسر نے فون بند کر کے اپنے ماتحت افسر کو حکم دیا کہ سفیر جان ڈولسن کے بنگلے میں چھ مسلح محافظوں کا اضافہ کر دیا جائے۔

میں اس کے چور خیالات پڑھنے لگا۔ امریکی اکابرین نے اسے ہدایات دی تھیں کہ انٹرپول والے بظاہر سی آئی اے سے کوئی تعلق نہ رکھیں لیکن درپردہ سی آئی اے کے سراغ رسانوں کی مدد کرتے رہیں۔

امریکی اکابرین کے ایک اعلیٰ فوجی افسر نے انٹرپول کے زونل افسر کو اس اعتماد سے یہ سب کچھ کہا تھا کہ وہ زونل افسر یوگا کا ماہر تھا۔ کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا اس کے دماغ میں پہنچ نہیں سکتا تھا۔

لیکن فوج کے اعلیٰ افسر کا اعتماد غلط تھا۔ اسے یہ نہیں معلوم تھا کہ وہ زونل افسر کئی ہفتوں پہلے ایک مصری حسینہ کی محبت میں گرفتار ہو گیا تھا۔ پہلے تو وہ اس کی طرف مائل نہیں ہو رہی تھی۔ اس کا دل جیتنے کے لیے وہ حسینہ کی باتیں ماننے لگا۔ وہ پینے کی عادی تھی۔ اس نے بھی پہلی رات اس کے ساتھ بڑی مشکل سے پی پھر جب بھی اس کے ساتھ راتیں گزارنے کے معاملے طے ہوتے رہے تو وہ اس کے ساتھ پیتا رہا۔ اس رات بھی اس نے ریسلنگ اسٹیڈیم میں اپنے چار سراغ رسانوں کو وہاں بھیج دیا تھا۔ ان سے کہا تھا کہ اس کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں ہے اس لیے وہ سونے جا رہا ہے۔

اس نے اپنے ماتحتوں سے اس لیے ایسا کہا تھا کہ وہ صبح تک کسی ضرورت سے فون نہ کریں۔ یہ خیال تھا کہ وہ نشے کی حالت میں ماتحتوں سے باتیں کرے گا تو ہیڈ آفس تک اس کے نشہ کرنے والی بات پہنچ جائے گی۔

میں اس کے ذریعے اس کے ان چار سراغ رسانوں کے دماغوں میں پہنچ گیا تھا جو اسٹیڈیم میں موجود تھے۔ جو سراغ رساں رات کو سونے گئے تھے' میں احتیاطاً ان میں سے بھی دو کے دماغوں میں پہنچ گیا تاکہ وہ آئندہ کام آسکیں۔ دوسری طرف ثانی کے بعد دیگرے سی آئی اے کے سراغ رسانوں تک پہنچ رہی تھی۔ مجھے اس سے رابطہ کرنے کا موقع نہیں ملا کیونکہ ہماری کار اسٹیڈیم میں جیرالڈ کے دفتر کے سامنے پہنچ گئی تھی۔

ہم سب گاڑیوں سے اتر کر آئے۔ جیرالڈ کے دفتر کے اندر سے اسٹیڈیم میں پہنچنے کا راستہ تھا۔ تمام پہلوان اپنے باس کو دیکھ کر خوش ہوئے۔ جیرالڈ نے ان سب سے مصافحہ کر کے ان کے شانوں کو تھپکتے ہوئے کہا "مجھے خوشی ہے کہ میرے لیٹ ہونے کے باوجود تم سب ریسلنگ کے لیے مستعد اور چاق و چوبند ہو۔"

پہلوانوں کو وہاں سے باری باری ریسلنگ رنگ میں بھیجنے کی ذمے داری پروموٹر پر تھی اس لیے میں سنگریلا اور جیرالڈ کے ساتھ اسٹیڈیم میں آیا' جہاں تقریباً ایک لاکھ تماشائی موجود تھے۔ ہمارے لیے خاص سیٹیں ریزرو تھیں۔ ہم وہاں آکر بیٹھ گئے۔

اس وقت چاروں طرف لگے ہوئے لاؤڈ اسپیکرز سے دو ٹیموں کے ان پہلوانوں کے نام تماشائیوں کو سنائے جا رہے تھے' جو مقابلے میں حصہ لینے والے تھے۔ پچھلی رات سنگریلا نے جب جیرالڈ کا تعارف ہو رہا تھا تو اس وقت سنگریلا نے جیرالڈ کے دو پہلوانوں کو زخمی کر دیا تھا۔ وہ مقابلے کے قابل نہیں رہے تھے۔ یہ واقعہ پچھلے باب میں بیان کیا جا چکا ہے۔

اب اسی حوالے سے اسٹیڈیم میں اناؤنسر کہہ رہا تھا کہ مسٹر تھامس جیرالڈ کے دو پہلوان زخمی ہو چکے ہیں۔ لہٰذا انہوں نے انتظامیہ کو تحریری طور پر اطلاع دی تھی کہ وہ آج یا دوسری رات کی ریسلنگ میں دو نئے پہلوان رنگ میں لائیں گے۔ ان کے جواب میں مخالف ٹیم کے پروموٹر اور مالک نے بھی تحریری اطلاع دی ہے کہ وہ بھی ایک نئی لیڈی ریسلر کو پیش کر رہے ہیں' جس کا نام سونیا فرہاد ہے۔

سونیا کا نام سنتے ہی سنگریلا اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ وہ میرے اور جیرالڈ کے درمیان تھا۔ ہم دونوں نے اسے دبوچ لیا۔ جیرالڈ نے کہا "دیکھو سنگریلا تم نے وعدہ کیا تھا کہ تم جوش اور جنون میں نہیں آؤ گے۔"

سنگریلا نے کہا "میں تمہاری ہر بات مانتا رہوں گا۔ تم میری صرف ایک بات مان لو۔ ابھی میرا نام اناؤنس کراؤ کہ تمہاری طرف سے سنگریلا نامی ریسلر رنگ میں آنے والا ہے۔"

"تم آرام سے بیٹھو۔ میں ابھی اناؤنس کراؤں گا۔"

ہم نے اسے جبراً پکڑ کر بٹھایا۔ جیرالڈ اس کی تسلی کے لیے وہاں سے اٹھ کر پروموٹر کے پاس چلا گیا۔ سنگریلا بڑی بے چینی سے زیرِ لب قسمیں کھا رہا تھا کہ سونیا رنگ میں آئے گی تو وہ اس کی ہڈیاں پسلیاں توڑ دے گا۔

ثانی میرے دماغ میں آکر کہنے لگی "پاپا! میں نے ایک سی آئی اے کے سراغ رساں کے دماغ پر قبضہ جمایا تھا۔ اس نے اپنے تین ساتھی سراغ رسانوں کو بلا کر کہا' ابھی ان کے زونل افسر نے موبائل پر حکم دیا ہے کہ وہ چاروں فوراً آفس میں آئیں۔ فرہاد علی تیمور کا سراغ لگایا گیا ہے۔ ابھی اس پر اچانک حملے کیے جائیں گے۔ وہ چاروں ایک کار میں بیٹھ کر اسٹیڈیم سے بہت دور گئے پھر میرے آلۂ کار سراغ رساں نے کار روک لی۔ اس کے بعد آپ سمجھ سکتے ہیں۔ میں ان چاروں کے اندر پہنچی ہوئی تھی۔ انہوں نے ایک دوسرے کو گولی ماری۔ آخری سراغ رساں نے خودکشی کر لی۔"

میں نے پوچھا "کیا وہاں صرف چار سراغ رساں تھے؟"

"نہیں دس تھے۔ چار ختم ہو گئے۔ چھ باقی ہیں۔ وہ مما (سونیا) کو ہلاک کرنے خاصی تعداد میں آئے ہیں۔"

"تم باقی چھ سے نمٹ لو پھر میں تمہیں انٹرپول کے سراغ رسانوں تک پہنچاؤں گا۔"

"پاپا! اب میرا مما کے پاس رہنا ضروری ہے۔ پلیز آپ ان سراغ رسانوں سے نمٹ لیں۔"

"یہ تمہاری مما کیا حرکتیں کر رہی ہیں؟"

"یہ تو آپ مجھ سے زیادہ سمجھ سکتے ہیں۔ میں تو وہی کرتی جاتی ہوں' جو وہ کہتی ہیں..... پلیز آپ میرے پاس آ کر ان چھ سراغ رسانوں کے دماغوں میں پہنچیں۔"

میں ثانی کے ذریعے ان چھ افراد کے اندر پہنچ گیا۔ اسی وقت جیرالڈ نے آ کر سنگریلا سے کہا "ابھی تمہارا نام اناؤنس کیا جائے گا لیکن سنگریلا! یہ کیوں بھول رہے ہو کہ فرہاد بھی یہاں پہنچا ہوا ہے۔ وہ سونیا کی حفاظت کرے گا۔"

"مسٹر جیرالڈ! تم نے میری فائٹ کا انداز نہیں دیکھا ہے۔ میں بیک وقت سونیا اور فرہاد دونوں کی گردنیں توڑ سکتا ہوں۔"

"میں تو تمہیں سمجھاتے سمجھاتے تھک گیا ہوں۔ تم جو چاہو کرو۔ تمہاری وجہ سے میں یہ نہیں معلوم کر پا رہا ہوں کہ سٹے کا بازار گرم ہے یا نہیں؟"

جیرالڈ نے موبائل آن کر کے اپنے سیکریٹری سے رابطہ کیا۔ اسٹیڈیم کے ایک پرائیویٹ آفس میں سٹہ چل رہا تھا۔ دونوں ٹیموں کے مالک اور ان کے سیکریٹری وہاں موجود تھے اور یہ حساب ہو رہا تھا کہ پہلے دو پہلوانوں کی ریسلنگ پر ہار جیت کا اندازہ کر کے کتنے لوگ کتنی رقمیں لگا رہے ہیں۔

سیکریٹری نے بتایا "دونوں ٹیموں کے ایسے پہلوان رنگ میں جا رہے ہیں جو بہت زیادہ معروف نہیں ہیں۔ اسی لیے صرف شوقین رئیسوں نے مشغلے کے طور پر تھوڑی رقم لگائی ہے۔"

جیرالڈ نے کہا "ان دو پہلوانوں کے بعد مسٹر سنگریلا کے نام کا اعلان کرو۔ ایک ہڈی کے ڈھانچے کو دیکھ کر سب ہنسیں گے۔ کوئی اس پر رقم نہیں لگائے گا۔ تم میری طرف سے ایک لاکھ ڈالر لگاؤ۔ جب سونیا مقابلے پر آئے گی تو ہم دوسری پالیسی اختیار کریں گے۔"

اسی وقت اناؤنسر اسپیکرز کے ذریعے کہہ رہا تھا کہ مسٹر تھامس جیرالڈ کی طرف سے ایک نیا ریسلر آنے والا ہے جس کا نام سنگریلا ہے۔ وہ کوئی باڈی بلڈر نہیں ہے۔ اسے دیکھ کر سب ہی اسے مچھر پہلوان کہتے ہیں۔ مخالف پہلوان اس سے مقابلہ کرنے میں اپنی توہین محسوس کریں گے لیکن ریسلنگ کے اصولوں کے مطابق مخالف ٹیم کے پہلوانوں کو اس سے مقابلہ کرنا ہی پڑے گا۔

سنگریلا اپنے بارے میں وہ باتیں سن کر مسکرا رہا تھا۔ جیرالڈ نے مجھ سے کہا "مسٹر درانی! تم یہیں بیٹھو۔ میں سنگریلا کو پروموٹر کے پاس پہنچا کر اپنے سیکریٹری کے پاس جاؤں گا۔"

وہ سنگریلا کے ساتھ چلا گیا۔ میں سمجھ گیا کہ جیرالڈ کھیلنے گیا ہے۔ ان دونوں کے جانے سے مجھے خیال خوانی کرنے کا موقع مل گیا۔ میں سی آئی اے کے زونل ڈائریکٹر کے دماغ میں پہنچا۔ پتا چلا' وہ بھی اسٹیڈیم میں موجود ہے۔ وہاں ریسلنگ دیکھنے کے دوران میں وہ اپنے ماتحت سراغ رسانوں کی کارکردگی بھی دیکھنا چاہتا تھا۔ اسپیکروں کے ذریعے جب سونیا کے نام کا اعلان ہوا تو اس کی دلچسپی بڑھ گئی تھی۔

میں نے اس کے دماغ پر قبضہ جما کر اسے اپنے ایک سراغ رساں سے رابطہ کرنے پر مائل کیا۔ اس نے موبائل پر کہا "مجھے فرہاد کا سراغ مل گیا ہے۔ تم چھ ساتھیوں کو لے کر اسٹیڈیم کے باہر پارکنگ ایریا کے پاس آؤ۔ باقی چار ساتھیوں کو یہاں رہنے دو۔"

اسے تو چھ ماتحت سراغ رساں ہی ملنے والے تھے۔ باہر کو ثانی ختم کر چکی تھی۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر اسٹیڈیم کے باہر آیا۔ پارکنگ ایریا سے باہر آیا۔ تھوڑی دیر میں اس کے چھ ماتحت آ کر گاڑی میں بیٹھ گئے۔ وہ اسے تیزی سے ڈرائیو کرتے ہوئے ایک طرف جاتے ہوئے بولا "ہمیں جلد از جلد پرل ہوٹل میں پہنچنا ہے۔ وہ روم نمبر چھ سو چھ میں ہے۔ ہم وہاں پہنچ کر پہلے تصدیق کریں گے کیونکہ کئی بار اس کی ہلاکت کی خبر عام ہوئی ہے۔ بعد میں پتا چلتا ہے کہ وہ زندہ ہے۔ ہم پوری طرح یقین کر لینے کے بعد اسے موت کے گھاٹ اتاریں گے۔"

وہ میری مرضی کے مطابق بولتا جا رہا تھا اور گاڑی کی رفتار خطرناک حد تک بڑھاتا جا رہا تھا۔ ایک ماتحت نے کہا "سر! آپ کبھی اتنی تیز رفتاری سے ڈرائیو نہیں کرتے ہیں۔ جب فرہاد اس ہوٹل میں ہے تو پھر۔"

وہ اپنی بات پوری نہ کر سکا۔ میرے آلۂ کار زونل ڈائریکٹر نے یک بارگی بائیں طرف گاڑی کو موڑا۔ ادھر ایک پیٹرول پمپ تھا۔ گاڑی پوری تیز رفتاری سے مڑ کر پیٹرول بھرے ہوئے پمپ سے ٹکرائی۔ ایک زوردار دھماکا ہوا۔ اس کے ساتھ ہی آگ بھڑک گئی۔ ماتحتوں کی چیخیں سنائی دیں۔ انہیں دروازہ کھول کر باہر چھلانگیں لگانے کا موقع نہیں ملا۔ آگ بہت بڑے دائرے میں پھیلتی ہوئی بلندی کی طرف جاتی ہوئی دھواں دھواں سی ہونے لگی۔ گاڑی کے اندر بیٹھنے والے زندہ جل رہے تھے۔ آخری دشمن کے مرنے تک میں وہاں کا منظر دیکھتا رہا پھر میری خیال خوانی کی لہریں واپس آ گئیں' ان لہروں کو کسی کے بھی مردہ دماغ میں جگہ نہیں مل سکتی تھی۔

اسٹیڈیم میں کشتی شروع ہو چکی تھی۔ رنگ کے اندر دو پہلوان اپنی اپنی جسمانی قوت اور داؤ پیچ کا مظاہرہ کر رہے تھے۔ ان کی ہار جیت کا فیصلہ ہونے کے بعد سنگریلا' سونیا کو للکارنے کے لیے رنگ میں آنے والا تھا۔ اس دوران میں میں نے پھر خیال خوانی کی۔ امریکی فوج کے اعلیٰ افسر کے پاس پہنچ کر بولا "ابھی دو گھنٹے پہلے تمہارے پاس آیا تھا۔ تم گواہ ہو کہ تمہاری سی آئی اے کے شعبے کے اعلیٰ افسر نے دعویٰ کیا تھا کہ وہ اپنے سراغ رسانوں کی ہلاکت کا انتقام مجھ سے اور سونیا سے لے گا۔ قاہرہ میں سی آئی اے کا جو عملہ ہے' وہ زونل ڈائریکٹر کو ملا کر تعداد میں چودہ ہے۔ سونیا نے پچھلی رات تین کو ہلاک کیا۔ باقی گیارہ کو میں نے ابھی جہنم میں پہنچا رہا ہے۔ یہ خوش خبری سی آئی اے کے اعلیٰ افسر کو سنا دو۔"

میں دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہو گیا۔ پہلی کشتی کا فیصلہ بہت جلد ہو گیا تھا۔ جیرالڈ کے پہلوان کو شکست ہوئی تھی۔ مخالف ٹیم کا پہلوان جیت گیا تھا۔ ویسے جیرالڈ بہت تجربے کار تھا۔ اس نے مخالف ٹیم کے پہلوان پر رقم لگائی تھی۔ اسے بڑی حد تک یقین تھا کہ اس کا اپنا پہلوان ہار جائے گا۔ اس طرح ہارنے کے باوجود اس نے اسی ہزار ڈالرز جیت لیے تھے۔

مخالف ٹیم کے مالک ڈونر جیک نے کہا "مسٹر جیرالڈ! بہت چالاکی دکھا رہے ہو۔ میرے پہلوان پر رقم لگا کر اپنے پہلوان کو پہلے ہی سمجھا دیا تھا کہ وہ ہار جائے۔ تم نے مالی منافع حاصل کرنے کے لیے اپنے پہلوان کی انسلٹ کی ہے۔"

جیرالڈ نے کہا "تمہیں اعتراض ہے تو اس بار تمہارے پہلوان پر رقم نہیں لگاؤں گا۔ یہ ایک لاکھ ڈالرز کا ٹوکن لو۔ میں اپنے پہلوان سنگریلا پر یہ رقم لگا رہا ہوں۔"

اسٹیڈیم میں اناؤنس کیا جا رہا تھا کہ مسٹر ڈونر جیک کے ریسلر چیمپئن دی بوچر مقابلے کے لیے آ رہا ہے۔ اس کمرے میں لگی ہوئی... بڑی بڑی ٹی وی اسکرینوں پر ایک قیم شخیم پہلوان نظر آ رہا تھا۔ اس باڈی بلڈر قد آور پہلوان کو دیکھ کر اکثر تماشائی یہی اندازہ کر رہے تھے کہ وہ اپنے مقابل پہلوان کو کچل کر رکھ دے گا۔

جب اناؤنسر نے سنگریلا کا نام لیا اور وہ تماشائیوں کے درمیان سے گزر کر جانے لگا تو کوئی یہ سمجھ نہ سکا کہ نیکر اور بنیان پہننے والا وہ ہڈیوں کا ڈھانچا ہی پہلوان ہے۔ وہ سیڑھی چڑھ کر ریسلنگ رنگ کے اندر آیا تو اسپیکروں سے آواز ابھرنے لگی "یہ ہے آپ کے سامنے دی ریسلر سنگریلا۔ اسے آپ مچھر پہلوان بھی کہہ سکتے ہیں۔"

یہ سنتے ہی تمام تماشائی قہقہے لگانے لگے۔ پورا اسٹیڈیم قہقہوں سے گونج رہا تھا۔ سٹے بازی کے دفتر میں کھڑے ہوئے ڈونر جیک نے ناگواری سے کہا "مسٹر جیرالڈ! یہ کیا مذاق ہے۔ جو پھونک مارنے سے اڑ جائے گا' اسے ریسلنگ کے لیے لائے ہو۔"

جیرالڈ نے کہا "صرف لایا نہیں ہوں۔ میں نے ابھی سنگریلا پہلوان پر ایک لاکھ ڈالرز لگائے ہیں۔ جس طرح میں نے تمہارے پہلوان پر رقم لگائی تھی' تم بھی میرے پہلوان پر لگاؤ۔ میں اعتراض نہیں کروں گا۔"

ڈونر جیک نے کہا "میں پاگل نہیں ہوں کہ ایک مچھر پر ایک ڈالر بھی خرچ کروں۔"

رنگ میں کھڑا ہوا قد آور باڈی بلڈر اپنے ہاتھ میں مائیک لے کر چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا "میں چیمپئن ہوں۔ یہ دیکھو چیمپئن شپ کی بیلٹ۔ کیا ایک چیمپئن کا مذاق اڑانے کے لیے ہڈیوں کے اس ڈھانچے کو میرے مقابلے پر بھیجا گیا ہے؟"

تماشائی ہنس رہے تھے۔ سنگریلا پر کچھ نہ کچھ پھینک رہے تھے۔ کچرے پر کچرا پھینکو۔ یہ تو جھاڑوں دینے سے گز

میں چلا جائے گا۔

سنگریلا سنجیدگی سے چاروں طرف گھوم گھوم کر ہنسنے والوں اور کچھ نہ کچھ کہہ کر مذاق اڑانے والوں کو دیکھ رہا تھا پھر اس نے ریفری سے کہا "مجھے بھی کچھ کہنے کے لیے مائیک دو۔"

ریفری نے باڈی بلڈر سے درخواست کی "پلیز مائیک دو۔ اس مچھر کو بھی کچھ کہنے دو۔"

اس نے مائیک لے کر سنگریلا کو دیا۔ اس نے چاروں طرف گھوم کر تماشائیوں کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ شور کچھ کم ہو گیا پھر اس نے کہا "میری صرف ایک بات سنو۔ میں مچھر ہوں مگر دنیا کے تمام طاقت ور پہلوانوں پر لعنت ہے کہ وہ فولادی قوت رکھنے کے باوجود ایک ہاتھ سے مچھر کو نہیں مار سکتے۔ وہ بے انتہا طاقت ور ہونے کے باوجود ایک کمزور سے مچھر کو دو ہاتھوں سے مارنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ یہ باڈی بلڈر پہلوان جو چیمپئن کہلاتا ہے اس سے پوچھو کیا یہ ایک ہاتھ سے مچھر کو مار سکتا ہے؟ اگر نہیں تو پھر یہ یہاں سے ایک مچھر سے مات کھا کر جائے گا۔"

سٹہ کھیلنے والوں کو یقین ہو گیا تھا کہ اسی مچھر سے باڈی بلڈر کا مقابلہ ہو گا۔ اس لیے سب ہی اس باڈی بلڈر پر رقم لگا رہے تھے۔ کوئی یقین ہی نہیں کر سکتا تھا کہ سنگریلا جیت سکے گا۔ سب یہی کہہ رہے تھے کہ وہ ہڈیوں کا ڈھانچا ٹوٹ پھوٹ کر رنگ سے باہر جائے گا بلکہ جانے کے قابل بھی نہیں رہے گا۔ اسے اسٹریچر پر لے جایا جائے گا۔

صرف بیس منٹ کے اندر اس باڈی بلڈر پر اٹھائیس لاکھ روپے لگائے جا چکے تھے۔ ڈونر جیک نے اپنے آدمی کے ذریعے باڈی بلڈر تک یہ بات پہنچا دی کہ وہ ریسلنگ شروع کرنے میں ذرا دیر کرے اور تماشائیوں کے سامنے سنگریلا کا مذاق اڑاتا رہے۔ ایسا کرنے سے باڈی بلڈر کو اس کے معاوضے کے علاوہ بونس بھی دیا جائے گا۔

باڈی بلڈر اپنے باس ڈونر جیک کی ہدایت کے مطابق رنگ کے رسوں پر کبھی اِدھر، کبھی اُدھر چڑھ کر کہہ رہا تھا۔ "مچھر یہ نہیں جانتا کہ اسے مارنے کے لیے ایک ہاتھ کی بھی ضرورت نہیں پڑتی۔ وہ ایک پھونک مارنے سے ہوا ہو جاتا ہے۔"

لوگ اس بات پر قہقہے لگانے لگے۔ سنگریلا رنگ کے رسے سے لگا اس کی باتیں سنتا رہا۔ وہ جانتا تھا کہ مقابلہ شروع کرنے میں دیر کیوں کی جا رہی ہے۔ سٹہ کھیلنے والے اندھا دھند اس باڈی بلڈر پر رقم لگا رہے ہوں گے۔ جیرالڈ نے اسے سمجھا دیا تھا کہ مقابلہ شروع ہو تو وہ زیادہ دیر مقابلہ نہ کرے کیونکہ وہ دیر کرے گا تو سٹہ کھیلنے والوں کو اندازہ ہو گا پھر یقین ہو گا کہ جسے وہ مچھر سمجھ رہے ہیں، وہی مقابلہ جیتنے والا ہے پھر وہ مچھر پر ہی رقم لگانے لگیں گے۔ جیرالڈ نہیں چاہتا تھا کہ اس کی جیت میں کوئی دوسرا سٹے باز حصے دار بنے۔

آخر مقابلہ شروع ہوا۔ باڈی بلڈر پہلوان نے کہا "میں نے کہا تھا کہ مچھر ایک پھونک مارنے سے اڑ جاتا ہے۔ دیکھو۔"

وہ پھونک مارنے کے لیے اس پر جھکا تو ایک الٹا ہاتھ پڑا۔ باڈی بلڈر تکلیف کی شدت سے کراہتے ہوئے لڑکھڑاتے ہوئے رسے سے جا کر لگ گیا۔ اسے محسوس ہو رہا تھا جیسے ہاتھ سے نہیں ہتھوڑے سے منہ پر مارا گیا ہو۔ اس کی آنکھوں کے سامنے قمقمے سے جلنے بجھنے لگے تھے۔ کئی سیکنڈ تک اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھایا رہا۔

پورے اسٹیڈیم میں خاموشی چھا گئی۔ سب ہی گم صم رہ کر حیرانی سے دیکھ رہے تھے۔ آنکھوں سے دیکھ کر یقین نہیں آیا۔ جبکہ یقین آنا چاہیے کیونکہ مچھر طاقت ور پہلوانوں کو بھی کاٹتا ہے۔

سنگریلا اپنے مقابل سے دور جا کر کھڑا ہو گیا تھا۔ جب باڈی بلڈر نے سنبھل کر اسے دیکھا تو اپنی تکلیف بھول گیا۔ اسے اپنی توہین کا احساس ہوا۔ اس بار وہ محتاط ہو کر آگے بڑھا۔ ایسے وقت سنگریلا فضا میں اچھل کر پنکھے کی طرح گھومتا ہوا اس کے منہ پر کئی لاتیں مارتا ہوا الٹی قلابازی کھا کر رنگ کے فرش پر کھڑا ہو گیا۔ باڈی بلڈر کے منہ پر صرف ایک لات نہیں پڑی تھی بلکہ لوہے کی کئی سلاخیں پڑی تھیں۔ وہ چکرا کر گر پڑا۔ سنگریلا نے آ کر اس کے سینے پر ایک پیر رکھا۔ ریفری نے جھک کر تین بار فرش پر ہاتھ مارا۔ وہ باڈی بلڈر اٹھ نہ سکا۔ جیرالڈ کی ہدایت کے مطابق سنگریلا صرف دو منٹ میں مقابلہ جیت گیا تھا۔ ریفری نے اس کا ایک ہاتھ پکڑ کر اٹھاتے ہوئے اس کی جیت کا اعلان کیا۔

سنگریلا نے ہاتھ جھٹک کر مائیک اٹھا کر کہا "میں جیتنے کے بعد بھی رنگ سے باہر نہیں جاؤں گا۔ یہاں ایک ایک ریسلر آتا جائے اور مقابلہ کرتا جائے۔ میں صرف ایک مقابلے کے لیے آیا ہوں۔ یہاں اعلان کیا گیا تھا کہ ایک لیڈی ریسلر سونیا فرہاد مقابلے کے لیے آئی ہے۔ میں سب کے سامنے اسے چیلنج کرتا ہوں، وہ آئی ہے تو ابھی آ جائے۔ اور اگر نہ آئے گی تو فرہاد علی تیمور کو شرم سے ڈوب مرنا چاہیے۔ کہاں ہے؟ آ جا! تو میرے ہاتھوں سے مرنے کے لیے اور فرہاد کے ہاتھوں سے کفن پہننے کے لیے پیدا ہوئی تھی۔ آ جا۔"

ریسلنگ رنگ کے اندر سنگریلا ہاتھ میں مائیک لئے چاروں طرف گھوم گھوم کر سونیا کو چیلنج کر رہا تھا۔ ریسنگ کی انتظامیہ سے کہہ رہا تھا، جس لیڈی ریسلر سونیا کے بارے میں اعلان کیا گیا تھا اسے مقابلے پر بھیجا جائے۔

میں اپنی جگہ بیٹھا اس کا چیلنج سن رہا تھا۔ اسٹیڈیم میں لاکھوں تماشائیوں کے درمیان وہ میری مردانگی کو چیلنج کر رہا تھا کہ اگر سونیا مقابلے پر نہ آئے تو مجھ جیسے مرد کو ڈوب مرنا چاہیے۔

اکثر مخالفین اپنے مقابلے پر آنے کے لئے گالیاں دے دے کر للکارتے ہیں۔ ایسی انتہا کر دیتے ہیں کہ غیرت کے مارے میدان میں آنا ہی پڑتا ہے۔ وہ کمبخت میری غیرت کو للکار رہا تھا۔ لیکن میں برداشت کر رہا تھا۔ اس کی کئی وجوہات تھیں۔ ایک یہ کہ پچھلی رات سے اب تک اسے الو بنا رہا تھا۔ سونیا اسے کم از کم تین گھنٹوں سے دوڑا رہی تھی۔ اسے سونے بھی نہیں دیا۔ اسے اعصابی کمزوریوں میں مبتلا کیا گیا تھا۔ وہ جیرالڈ اور اس کے تمام پہلوانوں کے تعاون کے باوجود مات کھا رہا تھا۔ وہ صرف ایک بات کہہ رہا تھا کہ سونیا اس کے روبرو آئے۔

سونیا اپنی زندگی میں بے شمار انوکھے مجرموں اور شہ زوروں سے مقابلے کر چکی تھی۔ اب بھی وہ سنگریلا کے روبرو آ سکتی تھی لیکن فی الحال نہ آنے کی ایک اور خاص وجہ تھی۔ امریکی حکام عجیب سی حرکتیں کر رہے تھے۔ ایک طرف انہوں نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ سنگریلا کی پشت پناہی نہیں کریں گے۔ دوسری طرف امریکی سی آئی اے اور انٹرپول کے سراغ رسانوں کو درپردہ حکم دیا تھا کہ میں اور سونیا جہاں نظر آئیں، ہمیں گولیوں سے بھون ڈالا جائے۔

میں اور ثانی ان سراغ رسانوں کے دماغوں میں پہنچ کر انہیں ہلاک کر چکے تھے۔ ہمارے حساب سے سی آئی اے اور انٹرپول کے تمام سراغ رساں ہلاک ہو چکے تھے لیکن ہمارا حساب غلط ہو سکتا تھا۔ ہمارے کچھ ایسے دشمن ہو سکتے تھے، جو ہمارے علم میں نہیں تھے۔ اگر سونیا ریسلنگ رنگ میں جاتی تو سنگریلا سے مقابلہ کرنے سے پہلے ہی اسے گولیوں سے چھلنی کر دیا جاتا۔

پہلوانوں کی ایک ٹیم کا باس جیرالڈ تھا اور دوسری ٹیم کا باس ڈونر جیک تھا۔ ڈونر جیک کے پہلوانوں کو اس بات پر غصہ آ رہا تھا کہ ان کے ایک پہلوان کو سنگریلا نے دو منٹوں کے اندر شکست دی تھی۔ یہ توہین ان سے برداشت نہیں ہو سکی۔ مخالف ڈونر جیک کے چار پہلوان غصے میں دوڑتے ہوئے رنگ کے اندر آ گئے۔ ایک نے کہا۔ "مچھر کاٹنے آئے اور اسے پہلے ایک دو بار مارنے کی کوشش کرو تو وہ بچ جاتا ہے لیکن دو ہتھیلیوں کے درمیان آ رہیں تو اب تو یہاں سے زندہ نہیں جائے گا۔"

سنگریلا نے کہا۔ "میں تم سب سے مقابلہ کروں گا مگر میری ایک بات مان لو۔ پہلے لیڈی ریسلر سونیا کو میرے مقابلے پر بھیج دو۔"

ایک اور پہلوان نے کہا۔ "ایک شرط پر وہ لیڈی ریسلر ضرور آئے گی مگر شرط یہ ہے کہ پہلے تم ہم سے مقابلہ کرو۔"

"ٹھیک ہے۔ میں تمہاری یہ شرط پوری کرتا ہوں۔"

وہ رنگ کے کارنر سے آگے بڑھ کر ایک پہلوان کے پاس آیا۔ دوسرے پہلوان نے اس کے منہ پر ایک گھونسا مارا۔ وہ اچانک گھونسا کھا کر پیچھے ایک رسے سے ٹکرا کر واپس آیا۔ چاروں پہلوانوں نے اسے اٹھا کر دوسرے رسے پر پھینکا۔ وہ رسے سے ٹکرا کر اچھلا۔ چاروں نے اسے پکڑ کر نیچے پٹخ دیا۔

سٹہ کھیلنے والے ایک کمرے میں بیٹھے ٹی وی دیکھ رہے تھے۔ اب یقین سے سمجھ رہے تھے کہ چاروں پہلوان اس مچھر کو بری طرح توڑ پھوڑ کر رکھ دیں گے۔ اس لئے وہ سب ڈونر جیک کے چاروں پہلوانوں پر ۲۵ ہزار، ۵۰ ہزار اور ایک لاکھ تک داؤ لگا رہے تھے۔ ڈونر جیک نے مسکرا کر کہا۔ "کیوں مسٹر جیرالڈ! اب اپنے مچھر پر رقم نہیں لگاؤ گے۔"

جیرالڈ نے پہلی بار سنگریلا پر ایک لاکھ ڈالر لگائے تھے اور ایک کروڑ ڈالر تک جیت چکا تھا۔ اس بار اس نے سنگریلا پر دس لاکھ ڈالر لگائے۔ کتنے ہی گھاگ سٹے بازوں نے حیرانی سے کہا۔ "مسٹر جیرالڈ! ذرا ٹی وی اسکرین دیکھو۔ وہ مچھر بری طرح مار کھا رہا ہے اور تم دس لاکھ ڈالر لگا رہے ہو۔"

جیرالڈ نے کاؤنٹر سے دس لاکھ کا ٹوکن لے کر کہا۔ "یہ اِدھر میں نے دس لاکھ کا ٹوکن لیا ہے۔ اب اُدھر اسکرین پر تماشا دیکھو۔"

سب نے اسکرین پر دیکھا ایک پہلوان رنگ کے باہر گر کر بے ہوش ہو گیا تھا۔ دوسرا پہلوان دو رسوں کے درمیان پھنسا ہوا تھا۔ باقی دو پہلوانوں کی گردنیں سنگریلا کے دونوں بازوؤں کے شکنجے میں جکڑی ہوئی تھیں۔

جب اس نے گردنیں چھوڑیں تو دونوں بے دم ہو کر فرش پر گر پڑے۔ ریفری رسے کے درمیان پھنسے ہوئے پہلوانوں کو نکالنے کی کوششیں کر رہا تھا۔ سنگریلا نے اس پہلوان کی پسلیوں میں لگاتار لاتیں ماریں پھر دونوں رسوں کو کھینچا۔ وہ چوتھا پہلوان بھی رسوں سے نجات پا کر رنگ کے اندر گر کر چاروں شانے چت ہو گیا پھر وہاں سے اٹھ نہ سکا۔ سنگریلا نے اس کے سینے پر ایک پیر رکھا۔ ریفری نے تین بار فرش پر ہاتھ مارا مگر وہ اٹھ نہ سکا۔ ریفری نے سنگریلا کا ہاتھ اٹھا کر اس کی جیت کا اعلان کیا۔

سنگریلا نے اس بار بھی ریفری سے ہاتھ چھڑا کر اس کا مائیک لے کر کہا۔ "کہاں ہے وہ لیڈی ریسلر جس کے نام کا اعلان کیا گیا تھا۔ میں اس سے مقابلہ کرنے یہاں آیا تو ایک پہلوان کو بھیجا گیا۔ اس کے بعد ان چار پہلوانوں نے آ کر وعدہ کیا کہ ان سے مقابلے کے بعد وہ آئے گی۔ سب نے مقابلہ دیکھ لیا۔ اب اسے آنا چاہیے۔"

پورے اسٹیڈیم میں جیسے سناٹا چھا گیا تھا۔ تماشائیوں کو آنکھوں سے دیکھ کر یقین نہیں آرہا تھا کہ ایک مچھر نے چار پہلوانوں کو مار گرایا ہے۔ ان پہلوانوں کو چار اسٹریچروں پر ڈال کر لے جایا جارہا تھا۔ ایسے میں اعلان ہوا۔ "آرہی ہے..... وہ خطرناک لیڈی ریسلر، جس سے مقابلہ کرنے کے لئے یہ سنگریلا بے چین ہے۔ وہی لیڈی ریسلر سونیا آرہی ہے....."

ایک بڑے آرائشی گیٹ کے پاس آتش بازی ہوئی۔ رنگ برنگی آتش بازیوں کے درمیان ایک قد آور صحت مند حسینہ نظر آئی۔ جس قدر زور شور سے اس کی آمد کا اعلان کیا گیا، تماشائیوں نے اتنے ہی زور شور سے تالیاں بجا کر اس کا استقبال نہیں کیا۔ کسی کو یقین نہیں تھا کہ سونیا اپنے پیروں سے چل کر واپس جائے گی۔ جس مچھر کے مقابلے میں پانچ مرد پہلوان ٹوٹ پھوٹ گئے تھے وہاں ایک عورت کی کیا اہمیت ہو سکتی تھی۔

وہ چست پتلون اور بنیان پہنے ہوئے تھی۔ رنگ کے اندر آکر ریفری سے مائیک لے کر بولی۔ "کتا بہت دیر سے بھونک رہا ہے۔ اس کے کاٹنے کے باعث پانچ پہلوان چودہ چودہ انجکشن لگوانے گئے ہیں۔ آپ سب خاموش ہیں، یہ سمجھ رہے ہیں کہ میں ایک عورت ہوں۔ اس کا ایک ہاتھ کھاتے ہی بھاگ جاؤں گی..... لیکن نہیں ابھی یہ ایک منٹ کے اندر بھاگنے والا ہے۔ آپ تماشا دیکھیں۔"

سنگریلا ایک کارنر پر کھڑا اس کی باتیں سن کر مسکرا رہا تھا۔ میں نے اس کے دماغ میں پہنچ کر کہا۔ "اب دانت اندر کر۔ گدھے اس طرح نہیں مسکراتے۔"

وہ بولا۔ "اچھا تو دونوں میاں بیوی میرے مقابلے پر آئے ہیں؟"

"نہیں۔ پانچ پہلوانوں سے مقابلہ کرتے وقت تیری بنیان پھٹ گئی۔ صرف نیکر رہ گئی ہے۔ میں یہ کہنے آیا ہوں، اپنی نیکر بچانے کی فکر کر۔ میں جارہا ہوں۔"

اس نے مائیک واپس کردیا پھر اسے ایک کتے کی طرح پچکارتے ہوئے بولی۔ "آ..... تو تو تو..... آ..... آ..... آ....."

وہ جوگنگ کے انداز میں اچھلنے لگا۔ اب ہم اس کے اسٹائل کو سمجھ گئے تھے۔ یوں جوگنگ کرتے کرتے وہ فضا میں قد آدم کی بلندی تک اچھل کر پنکھے کی طرح گردش کرتا تھا اور مقابل کے چہرے پر اتنی ٹھوکریں مارتا تھا کہ چہرہ لہو لہان ہو جاتا تھا۔ آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا جاتا تھا پھر وہ مقابل اپنے پیروں پر کھڑے رہنے کے قابل نہیں رہتا تھا۔

اس نے یہی کیا۔ اچانک فضا میں اچھل کر پنکھے کی طرح گردش کرتا ہوا آیا۔ اسی لمحے میں وہ فرش پر پھسلتی ہوئی اس کے نیچے سے نکل کر ایک ننھی شیشی سے کچھ اسپرے کرتی ہوئی دوسری طرف جا کر کھڑی ہو گئی۔

سنگریلا چیخیں مارتا ہوا دھم سے نیچے گر پڑا پھر تکلیف سے کراہتے اور اٹھتے ہوئے دیکھا۔ اس کی نیکر نیچے سے اور پیچھے پھٹتی جارہی تھی۔ اس حصے کا گوشت اور کھال تھوڑی سی جلتی ہو[ئی] یوں گل گئی تھی کہ اندرونی گوشت اور خون نظر آرہا تھا۔ اس [کے] مقابل نے ننھی شیشی کے ذریعے تھوڑا سا تیزاب اسپرے کیا تھ[ا]۔ وہ شیشی اتنی چھوٹی سی تھی کہ اسے گھنی زلفوں کے اندر چھپا کر ر[کھا] گیا تھا۔

سنگریلا دونوں پیر ملا کر کھڑا نہیں رہ سکتا تھا۔ ادھر کا تھوڑا گوشت اور کھال جلنے کے باعث وہ ٹانگیں پھیلا کر اچھلتے ہو[ئے] کراہ رہا تھا۔ اس کی نیکر اس حد تک جل گئی تھی کہ وہ ننگا ہوگیا تھا۔ صرف نیکر کی بیلٹ کے نیچے کچھ کپڑا جھولتا رہ گیا تھا۔

اسٹیڈیم میں جتنی عورتیں تھیں، وہ ہنستی ہوئی منہ پھیر [رہی] تھیں۔ وہ چٹکی بجاتے ہوئے بولی۔ "آ..... کتے! تو تو تو تو..... آ..... آ....."

وہ فضا میں قلابازی کھا کر رنگ کے باہر گیا پھر دونوں ہاتھ پھیلا کر دوڑتا ہوا چیخنے لگا۔ "جیرالڈ! مسٹر جیرالڈ! مجھے فوراً اسپتال لے چلو۔ میں واپس آکر اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

وہ رنگ میں اکیلی تھی۔ ریفری ذرا دور تھا۔ اسی وقت تماشائیوں کے ہجوم سے چھ افراد ریوالور لئے دوڑتے ہوئے رنگ کے چاروں طرف آئے پھر ریوالوروں سے چلنے والی گولیاں [اس] کے جسم کے مختلف حصوں میں پیوست ہونے لگیں۔ وہ چیختی ہوئی فرش پر گر کر ہمیشہ کے لئے ساکت ہو گئی۔

فائرنگ کے باعث بھگدڑ شروع ہو گئی تھی۔ وہ سب ان ریوالوروں کے مقابلے میں نہتے نہیں رہ سکتے تھے۔ اسٹیڈیم میں موجود پولیس والوں نے بھی اپنا اسلحہ نہیں نکالا۔ وہ چھ فائر کرنے والے اطمینان سے جا رہے تھے۔ وہ ایسے وقت ایک دوسرے کے لئے ڈھال بنے ہوئے تھے تاکہ کوئی فائر کرے تو وہ بھی جوابی [فائرنگ] کرتے ہوئے وہاں سے باہر چلے جائیں۔

میں اور ثانی اسٹیڈیم کے دو مسلح سپاہیوں کے دماغوں میں [تھے]۔ انہوں نے سر اٹھا کر اسٹیڈیم کی بلندی پر بھاری بھرکم ٹاپ لائٹس دیکھا۔ وہ لائٹس جن تاروں سے بندھی ہوئی تھیں، ان پر فائر کرکے تاروں کو توڑ دیا۔ ایسے وقت نشانہ لے کر توڑا جب فائر کرنے والے اس کے نیچے سے گزر رہے تھے۔ اس بلندی سے بھاری بھرکم لائٹس آکر ان پر گریں تو وہ چیخیں مارتے ہوئے [ایسے] گرے کہ دوبارہ فرش سے نہ اٹھ سکے۔

ان میں سے ایک ذرا زخمی ہوا تھا اور لنگڑاتے ہوئے بھاگنا چاہتا تھا لیکن سونیا اپنی موت کا تماشا دیکھنے کے لیے اس بھیڑ میں موجود تھی۔ اس نے ایک مرنے والے کا ریوالور اٹھا کر بھاگنے والے کو گولی مار دی۔ میں نے اور ثانی نے اپنے آلۂ کار ... کے ذریعے دوسرے سپاہیوں سے پوچھا۔ "وہ چھ قاتل آرام سے جارہے تھے۔ انہیں گرفتار کیوں نہیں کیا گیا؟"

ایک افسر نے کہا۔ "تم دونوں پاگل کے بچے ہو۔ تم سب کو [بتا]یا گیا تھا کہ وہ سی آئی اے والے سونیا کو ہلاک کرکے جائیں [گے] تو انہیں روکا نہ جائے لیکن تم دونوں نے انہیں ہلاک کردیا۔"

ہمارے ایک آلۂ کار نے کہا۔ "ہمیں پاگل کے بچے کہہ رہے [ہو]، دیکھو پاگل ایسے ہوتے ہیں۔"

یہ کہتے ہی دونوں نے تڑا تڑ فائر کرتے ہوئے کئی سپاہیوں کو [ہلاک] کیا۔ دوسری طرف سے جوابی فائرنگ کے باعث وہ دونوں بھی [ہلا]ک ہوگئے۔ میں افسر کے دماغ میں پہنچ گیا۔ وہ موبائل فون کے [ذر]یعے رابطہ کرکے کہہ رہا تھا۔ "سر! اچھی خبر بھی ہے اور بری بھی [ہے]۔ سونیا کو رنگ کے اندر گولیوں سے چھلنی کردیا گیا ہے لیکن ٹیلی [پیتھ]ی جاننے والوں نے آپ کے چھ ماتحتوں اور ہمارے کئی سپاہیوں [کو] مار ڈالا ہے۔"

"کیا پورے یقین سے کہہ رہے ہو کہ سونیا کو ہلاک کردیا گیا ہے؟"

"یس سر! آپ نے کہا تھا کہ وہ میک اپ میں ہوگی، پہچانی [نہ]یں جائے گی۔ صرف اپنی چالبازی اور فائٹنگ کے اسٹائل سے [پہچ]انی جاسکتی ہے اور ہم سب نے دیکھا کہ سنگریلا جیسا فائٹر اسے [ہاتھ] تو بھی نہیں لگا پایا تھا۔ اس نے ایک منٹ کے اندر سنگریلا کو [زخ]می کرکے بھاگنے پر مجبور کردیا تھا۔ ایسی چالباز عورت ہم نے پہلے [کب]ھی نہیں دیکھی۔ آپ کے ماتحتوں نے بھی پوری طرح اطمینان [کر]لنے کے بعد اسے گولیوں سے چھلنی کیا تھا مگر افسوس وہ بھی [م]ارے گئے اور ہمارے کئی سپاہی بھی۔"

دوسری طرف سے کہا گیا۔ "سپاہی اور جاسوس مرنے کے لئے [ہ]ی ہوتے ہیں۔ یہ بہت بڑی اور اہم خبر ہے کہ سونیا ماری گئی ہے۔ [ہم]ارے حکام اور فوج کے اعلیٰ افسران سونیا اور فرہاد سے شکست [کھا ک]ر مجھے ان کے خلاف کارروائی سے روک رہے تھے لیکن میں [ا]نا ماہر ہوں۔ میں نے کہا تھا کہ میں تنہا اپنے ماتحتوں کے ذریعے [ا]سے نمٹ لوں گا۔ آج میرا سر اونچا ہوگیا ہے۔ میں نے جو کہا [و]ہ کر دکھایا۔"

"سر! واقعی آپ نے بہت بڑا کارنامہ انجام دیا ہے لیکن فرہاد [ا]بھی انتقامی کارروائی کررہا ہے۔ اسے کس طرح قابو میں کیا [جائے]؟"

"تم سونیا کی لاش کے قریب رہو۔ اسے پوسٹ مارٹم کے لئے [لے] جایا جائے گا۔ وہ فرہاد کی جان ہے۔ لہٰذا وہ کسی بہروپ میں [اس] کے قریب رہے گا۔ بابا صاحب کے ادارے سے بھی اس لاش [کا م]طالبہ کیا جائے گا۔ پوسٹ مارٹم اور تفتیشی کارروائی کے بعد بابا [صاح]ب کے ادارے سے تعلق رکھنے والوں کو سونیا کی لاش دے [دی] جائے گی۔ اس کی لاش لے جانے والوں میں فرہاد ضرور ہوگا۔"

"وہ تو ابھی اسٹیڈیم میں کہیں ہے اور ایک سونیا کے بدلے [ہمارے ک]ئی سراغ رسانوں اور پولیس والوں کو موت کے گھاٹ اتار [چکا ہے]۔"

"وہ جوش اور جنون میں ایسا کررہا ہے لیکن سونیا کی لاش کو لے جاتے وقت وہ بھی بابا صاحب کے ادارے والوں کے درمیان ضرور رہے گا۔ تم وہاں انتظامیہ کے ایک کارکن افسر کی حیثیت سے ہو۔ میں جو کہتا ہوں، وہ کرو۔ لاش کے ساتھ اسپتال جاؤ۔"

میں نے اس افسر کے دماغ سے سی آئی اے کے یوگا جاننے والے افسر کا پتا معلوم کرکے سونیا کو بتایا پھر بابا صاحب کے ادارے کے انچارج سے کہا۔ "اللہ تعالیٰ سونیا کو لمبی عمر دے۔ وہ بخیریت ہے لیکن یہاں ایک ڈمی سونیا کو ہلاک کیا گیا ہے۔ آپ امریکی حکام کو دھمکیاں دیں اور سونیا کی لاش کا مطالبہ کریں۔ ابھی اس ڈمی کا پوسٹ مارٹم کیا جائے گا۔ اس کے چہرے کا اچھی طرح معائنہ کیا جائے گا۔ یہ یقین کیا جائے گا کہ وہ سونیا ہے یا نہیں۔"

انچارج نے کہا۔ "آج کل پلاسٹک سرجری اتنی ایڈوانس ہو چکی ہے کہ انسانی گوشت اور پلاسٹک کے ذرات کے مرکب سے چہرہ تبدیل کیا جاتا ہے۔ ہم دعویٰ کریں گے کہ ہلاک ہونے والی سونیا ہے اور کسی بھی تیکنیک سے اس کے اصلی سابقہ چہرے کو نہیں دیکھا جاسکے گا۔"

"بس ٹھیک ہے۔ آپ امریکی اکابرین کو دباؤ میں رکھیں، میں بھی یہاں کے معاملات سے نمٹ کر آن سے رابطہ کروں گا۔"

سی آئی اے کے اعلیٰ افسر نے امریکی فوج کے ایک اعلیٰ افسر سے فون پر رابطہ کرکے کہا۔ "مجھ سے کہا گیا تھا کہ میں سونیا اور فرہاد سے نہ ٹکراؤں۔ سنگریلا کو قاہرہ سے واپس جانے کا حکم دوں لیکن میں نے کہا تھا کہ میرے علاقے میں سونیا اور فرہاد ہیں۔ میں انہیں ٹھکانے لگاؤں گا۔ خواہ اس کے لئے میری ملازمت چلی جائے۔ اب آپ تمام اکابرین کو خوش خبری سنا دیں کہ سونیا کو لاکھوں تماشائیوں کے درمیان ہلاک کردیا گیا ہے اور صبح تک میں فرہاد کی زندگی کا بھی THE END لگا دوں گا۔"

فوج کے اعلیٰ افسر نے بے یقینی سے کہا۔ "یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ کیا سونیا اتنی احمق تھی کہ وہ لاکھوں تماشائیوں کے درمیان تمہاری گولیاں کھا کر مر گئی۔ کیا یہاں کے اکابرین اس احمقانہ خوش خبری پر یقین کریں گے؟"

"اس کی لاش کو پوسٹ مارٹم کے لئے اسپتال لے جایا جائے گا۔ وہیں ہمارے ایکسپرٹ سراغ رساں اس لاش کے چہرے سے میک اپ اتاریں گے۔ خواہ اس نے عارضی میک اپ کیا ہو، ماسک میک اپ یا چہرے کی سرجری کرائی ہو۔ ہمارے اکابرین کل صبح تک اس کی موت کا یقین کرلیں گے۔"

دوسرے فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ فوج کے اعلیٰ افسر نے وہ ریسیور رکھ کر دوسرا ریسیور اٹھایا۔ بابا صاحب کے ادارے کے انچارج نے کہا۔ "جب تم لوگوں کو یہ معلوم ہوگیا کہ فرہاد مارا نہیں گیا تھا، وہ زندہ ہے تو تم لوگوں نے سونیا کو قتل کردیا۔ ابھی قاہرہ

سے اطلاع ملی ہے کہ ریسلنگ اسٹیڈیم میں سونیا کو گولیوں سے چھلنی کردیا گیا ہے۔ اگر اس خبر کی تصدیق ہوجائے گی تو پھر ہماری طرف سے جوابی کارروائی میں دیر نہیں لگے گی۔ ہماری اگلی کال کا انتظار کرو۔"

اس اعلیٰ افسر کو کچھ کہنے کا موقع نہیں ملا۔ فون بند ہوگیا۔ وہ فون کے ذریعے تمام اعلیٰ حکام اور فوج کے اعلیٰ افسران کو قاہرہ میں بدلتی ہوئی صورتِ حال کے بارے میں بتانے لگا۔

دوسری طرف سی آئی اے کا اعلیٰ افسر اپنے ڈرائنگ روم میں بیٹھا ہوا اس خبر کا منتظر تھا کہ لاش کے چہرے کا میک اپ اتارا گیا ہے یا نہیں؟ اسی وقت کال بیل کی آواز سنائی دی۔ اس نے دروازے پر لگے ہوئے اسپیکر کے ذریعے پوچھا۔ "کون ہے؟"

آواز آئی۔ "سر! میں انسپکٹر جوزف بول رہا ہوں۔ سونیا کی لاش کے فوٹوگرافس لایا ہوں۔"

سی آئی اے کے افسر نے ریموٹ کنٹرولر کے ذریعے دروازے کا لاک کھول کر کہا۔ "آجاؤ۔"

دروازہ کھلا۔ پہلے اس کا ماتحت انسپکٹر جوزف آیا پھر اس کے پیچھے سونیا کو دیکھتے ہی وہ اچھل کر کھڑا ہوگیا۔ جوزف کے ہاتھ میں ریوالور تھا۔ وہ بولا "سوری سر!..... باہر جو سیکیورٹی گارڈز تھے' وہ آرام سے سو رہے ہیں۔ اپنے ریوالور کی طرف ہاتھ نہ لے جائیں' ورنہ آپ بھی سو جائیں گے۔ آخر میں کتنوں کو لوری دیتا پھروں گا۔"

اعلیٰ افسر نے پریشان ہوکر کہا۔ "سونیا کے پاس کوئی ہتھیار نہیں ہے اور تم اپنے ہتھیار سے میرے ماتحت ہوکر مجھے مار ڈالنے کی دھمکی دے رہے ہو؟"

"سر! یہ جو میڈم سونیا ہیں' ان کے پاس نہ اسلحہ ہے نہ یہ بول سکتی ہیں۔ کیونکہ آپ کے حسنِ کارکردگی سے مرچکی ہیں۔ ابھی اسپتال میں ان کا پوسٹ مارٹم ہورہا ہے۔ رہی میری بات تو میں آپ کا وفادار ہوں لیکن میرے دماغ کے اندر جو موجود ہے وہ مجھے یہاں لے کر آئی ہے تاکہ آپ کی یوگا میں مہارت حاصل کرنے کی خوش فہمی ختم ہوجائے۔"

یہ کہتے ہی اس نے اپنے اعلیٰ افسر کے ایک بازو اور ایک ٹانگ پر گولیاں ماریں۔ ریوالور میں سائلنسر لگا ہوا تھا۔ صرف اعلیٰ افسر کی چیخیں سنائی دیں۔ جوزف نے کہا۔ "منہ بند کرو ورنہ تیسری گولی تمہیں ہلاک کردے گی۔"

وہ دونوں ہونٹوں کو سختی سے بند کرکے تکلیف کی شدت برداشت کرنے لگا۔ جوزف نے ریوالور سونیا کو دے کر کہا۔ "آپ اسے رکھیں۔ میرے دماغ میں جو ہستی ہے' وہ میرے اعلیٰ افسر کی کھوپڑی میں جارہی ہے۔"

ثانی نے اعلیٰ افسر کے اندر آکر کہا۔ "تم یوگا کے ماہر ہو۔ مجھے اپنے دماغ سے نکالو۔"

وہ بولا۔ "میں بہت تکلیف برداشت کررہا ہوں۔ میں نے اپنے انجام کو سامنے رکھ کر چیلنج کیا تھا کہ مجھے سونیا اور فرہاد کو مار ڈالنا ہے یا مرجانا ہے۔ مجھے مار ڈالو۔"

"اتنی آسانی سے کیسے مرو گے؟ کیا تم نے کوئی معمولی چیلنج کیا تھا؟ جتنا بڑا چیلنج اتنی ہی اذیت ناک موت۔ تمہارے بازو سے ایک گولی پار ہوگئی ہے۔ دوسری گولی ران میں دھنس گئی ہے۔ جب تک اسے نکالا نہیں جائے گا' جسم میں آہستہ آہستہ زہر پھیلتا جائے گا۔ تم آہستہ آہستہ مرتے رہو گے۔"

ثانی نے سونیا کے پاس آکر پوچھا "... اسے تڑپ تڑپ کر مرنے کے لئے چھوڑا جائے؟"

"اس کی سزا تو بڑی عبرت ناک ہونی چاہیے لیکن تم کب تک اس کے دماغ میں رہو گی۔ یہ موقع ملتے ہی اپنے اعلیٰ افسران کو بتا دے گا کہ میں زندہ ہوں جبکہ مجھے اپنی نمائشی موت سے فائدہ اٹھانا ہے۔"

یہ کہہ کر اس نے سی آئی اے کے افسر اور اس کے ماتحت جوزف پر فائر کئے۔ ان کی موت کا یقین کیا پھر ریموٹ کنٹرولر سے دروازہ کھول کر چلی گئی۔ سائنس کتنی ترقی کرچکی ہے؟ ریموٹ کنٹرولر کے بغیر دشمن دروازے کو کھول کر نہیں آسکتا لیکن سائنس موت کو آنے سے نہیں روک پاتی۔

اسپتال کے ایک بیڈ پر سنگریلا اوندھا اور ننگا پڑا ہوا تھا۔ ... سے تیزاب نے اس کی نیکر کے ساتھ اندر کے کچھ گوشت کو بھی ... دیا تھا۔ وہ ایسا زخم تھا' جس پر دوائیں تو لگائی جاسکتی تھیں لیکن پٹی نہیں باندھی جاسکتی تھی اور نہ ہی اس پر کپڑا ڈالا جاسکتا تھا۔ اس زخم کو کھلا رکھنا لازمی تھا اس لئے وہ اوندھے منہ ننگا پڑا ہوا تھا۔

جیرالڈ نے اپنے دونوں پہلوانوں سے کہا تھا۔ "سنگریلا کو یا رو مددگار چھوڑ دو۔ وہ مرتا ہے تو مرنے دو۔ کمبخت ایسا ضدی جنونی ہے کہ اس نے خود بھی نقصان اٹھایا اور ہمیں بھی نقصان پہنچایا۔"

جیرالڈ نے اس کے ذریعے سٹہ کھیل کر گھنٹوں میں تقریباً کروڑ ڈالر جیت لئے تھے۔ ریسلنگ جاری رہتی اور سنگریلا ... ہدایات پر عمل کرتا رہتا تو وہ دو راتوں میں ارب پتی بن جاتا ... اب سنگریلا کی بدحالی بتا رہی تھی کہ وہ لڑنے کے قابل نہیں ... پھر یہ کہ سونیا نے مرنے سے پہلے اسے نیم مردہ کیا تھا۔ فرہاد ... میں پہنچا دیتا۔

جیرالڈ نے اسے چھوڑ دینے کا فیصلہ کیا تھا لیکن تقدیر کو ... نہیں تھا۔ اسٹیڈیم میں جو گولیاں چل رہی تھیں ان میں ... گولی جیرالڈ کو آکر لگی تھی۔ وہ بھی زخمی ہوکر اسپتال ... پرائیویٹ وارڈ کوئی خالی نہیں تھا۔ لہٰذا اسے بھی سنگریلا کے ... میں پہنچا دیا گیا تھا۔

ڈاکٹر اس کی مرہم پٹی کرکے چلا گیا تو میں ان دونوں کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ جیرالڈ غصے میں مجھ سے بولا۔

فیصل درانی! یہ ذلیل کمینہ ہمارے بار بار سمجھانے کے باوجود سونیا سے مقابلہ کرنے کی ضد کرتا رہا۔ ایک عورت نے اسے اسپتال کے بستر پر پہنچا دیا۔ اسے تو شرم سے ڈوب مرنا چاہیے۔"

سنگریلا نے کہا۔ "مسٹر جیرالڈ! مجھے ذلیل اور کمینہ کہو گے تو ابھی ایک ہی ہاتھ مار کر تمہیں جہنم میں پہنچا دوں گا۔"

"ابے تو کیا بستر سے اٹھنے کے قابل رہ گیا ہے۔ چل آ..... آ میرے پاس۔"

اس نے غصے سے اٹھنا چاہا لیکن کمر سے نیچے کے حصے میں درد کی ایسی ٹیسیں اٹھ رہی تھیں کہ وہ پھر اوندھا گر پڑا۔ تکلیف سے کراہتے ہوئے بولا۔ "میں فولاد ہوں۔ چند گھنٹوں میں اٹھنے کے قابل ہوجاؤں گا۔"

"لیکن بیٹھنے کی جگہ کا گوشت گل گیا ہے۔ اٹھے گا تو بیٹھے گا کیسے؟ انسان تو صرف اس وقت ننگا ہوتا ہے جب ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے۔ تجھے دیکھ کر ایسا لگتا ہے' ابھی تیری ماں تجھے پیدا کرکے باہر ٹہلنے گئی ہے۔"

"خبردار! میری ماں کی بات نہ کرنا ورنہ.....!"

"ورنہ کیا کرے گا۔ ابھی تجھ پر تھوک دوں گا۔ تب بھی کچھ نہیں کرسکے گا۔"

میں نے کہا۔ "نہیں مسٹر جیرالڈ! اپنا تھوک ضائع نہ کرنا۔ سنگریلا میرا دوست ہے۔ میں پرسوں رات سے اس کے ساتھ ہوں اور پرسوں رات سے فرہاد بھی اس کے اور تمہارے ساتھ ہے مگر تم دونوں گدھے کے بچے اسے پہچان نہیں پا رہے ہو۔"

جیرالڈ نے غصے سے اٹھ کر بیٹھنا چاہا پھر زخم کی تکلیف سے کراہتے ہوئے بستر پر لیٹ کر بولا۔ "تم..... تم سنگریلا کے ساتھ مجھے بھی گدھے کا بچہ کہہ رہے ہو؟ کیا تمہارے بھی پر نکل آئے ہیں۔"

"اگر پر نکالنا چاہتا تو پرسوں ہی تم دونوں کو ختم کردیتا۔"

وہ دونوں غور سے اور سوالیہ نظروں سے مجھے دیکھنے لگے۔ اسی وقت سونیا نے کمرے میں آکر کہا۔ "ہائے فرہاد! تم یہاں کتوں کے درمیان بیٹھے ہوئے ہو۔"

"میری جان سونیا! میں تمہاری لاش کے پوسٹ مارٹم کی رپورٹ کا انتظار کررہا تھا۔ اب یہ دونوں اپنی آنکھوں سے زندہ رپورٹ دیکھ رہے ہیں۔"

دونوں کے منہ حیرت سے کھل گئے تھے۔ وہ سونیا کو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہے تھے۔ سونیا نے کہا۔ "یہ کتا ریسلنگ رنگ میں بھونک بھونک کر مجھے پکار رہا تھا۔ میں نے سچ مچ کا کتا بنا دیا ہے..... دیکھو ننگا پڑا ہے۔ کتے لنگوٹ بھی نہیں پہنتے۔"

میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "یہ تم نے بڑا ظلم کیا ہے۔ بے چارہ ٹائلٹ کیسے جایا کرے گا۔"

وہ اٹھ نہیں سکتا تھا مگر گالیاں دینا چاہتا تھا۔ میں نے اس کے دماغ میں ہلکا سا زلزلہ پیدا کیا۔ وہ چیخیں مار کر تڑپنے لگا۔ میں نے

کہا۔ "ایک بار ازبکستان میں تجھے اسپتال بھیجا تھا۔ دوسری بار سونیا نے تجھے اسپتال پہنچا دیا۔ جا ہم نے تجھے زندگی دی۔ زخم بھر جائے تو پھر کہیں ٹکرانے کے لئے چلے آنا۔"

میں سونیا کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اس کمرے سے باہر چلا گیا۔

O☆O

اس بات پر سب حیران تھے کہ تبریزی صاحب نے ثنا اور اس کے باپ جلال پاشا کے علاوہ پورس کو بھی بابا صاحب کے ادارے میں آنے کی اجازت دی تھی۔ اس ادارے کی ابتدا سے اب تک کسی ہندو اور یہودی کو وہاں قدم رکھنے کی اجازت نہیں تھی۔ تبریزی صاحب ایسے محترم اور پہنچے ہوئے بزرگ تھے کہ پورس کے سلسلے میں ان سے کوئی سوال نہیں کرسکتا تھا اور نہ ہی ان کے فیصلے پر کوئی اعتراض کرسکتا تھا۔

آمنہ بھی روحانی علوم کی حامل تھی۔ دن رات عبادت کرکے روحانیت کے کئی مرحلے طے کرچکی تھی۔ یہ جانتی تھی کہ علمِ روحانیت سے ماضی اور مستقبل کے اہم اور خفیہ راز معلوم ہوں تو ایسے راز عام لوگوں کو اس وقت تک بتائے نہیں جاسکتے' جب تک رضائے خداوندی نہ ہو۔ خود آمنہ روحانیت کی اس منزل کو ابھی تک پہنچ نہیں پائی تھی' جہاں تبریزی صاحب پہنچے ہوئے تھے۔

وہ بھی جاننا چاہتی تھی کہ انہوں نے خلافِ توقع پورس کو ادارے میں آنے کی اجازت کیوں دی ہے لیکن وہ بھی ان سے اس سلسلے میں پوچھ نہیں سکتی تھی۔ یہ یقین تھا کہ جب وہ مناسب سمجھیں گے تو اسے ضرور بتائیں گے۔

پورس خود کو بہت خوش نصیب سمجھ رہا تھا۔ جلد سے جلد لندن سے پیرس جاکر تبریزی صاحب کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا تھا۔ پارس اور ثانی نے وعدہ کیا تھا کہ الپا اور تھارن آوین سے نمٹ کر جلد ہی بابا صاحب کے ادارے میں جائیں گے۔ الپا اور تھارن آوین کے ساتھ شیڈو بھی تھا۔

جب علی نے شیڈو کو جزیرے میں قید کیا تو ثانی نے اس کے خیالات پڑھ کر معلوم کیا تھا کہ شیڈو اندر سے ایک اچھا انسان ہے اور مجرمانہ زندگی سے باز آنا چاہتا ہے۔ اس نے ثانی سے وعدہ کیا تھا۔ شراب کی بوتل توڑ دی تھی اور کبھی شراب نہ پینے کی قسم کھائی تھی۔ بعد میں الپا نے تھارن آوین کی معمولہ اور داشتہ بن کر شیڈو پر بھی تنویمی عمل کرکے اسے اپنا اور تھارن کا معمول بنا لیا تھا۔

پچھلی بار لندن کے ائرپورٹ پر پارس اور پورس کی ملاقات ہوئی تھی۔ وہاں پتا چلا کہ تھارن نے اپنی مقناطیسی آنکھوں کے ذریعے الپا پر تنویمی عمل کرکے اسے اپنی معمولہ اور داشتہ بنایا ہے اور تھارن کے حکم پر شیڈو کو بھی اپنا تابع بنا لیا ہے۔

انہوں نے لندن کے جس ہوٹل میں قیام کیا تھا' وہاں ثانی' ثنا' پارس اور پورس بھی تھے۔ وہ چاہتے تو الپا کو تھارن کے تنویمی

عمل کے شکنجے سے نکال سکتے تھے لیکن یہ طے پایا کہ الپا کو اس کے غرور کی سزا ملتی رہے اور اسرائیلی اکابرین اپنی سب سے زبردست ٹیلی پیتھی جاننے والی سے محروم ہو کر اس کی تلاش میں بھٹکتے رہیں۔ البتہ تھارن آوین پر تنویمی عمل کیا گیا تاکہ وہ جہاں بھی جائے' الپا کو جو بھی حکم دے' اس کے بارے میں ہمیں معلوم ہوتا رہے۔

اس طرح الپا کو معمولہ اور تابع نہ بنانے کے باوجود وہ تھارن کی گرفت میں رہے گی اور تھارن ہمارے شکنجے میں رہے گا۔ شیڈو کو الپا کے تنویمی عمل سے نجات دلائی گئی۔ اس سے کہا گیا کہ وہ آزاد ہے اور کہیں بھی جا کر شریفانہ زندگی گزار کر اپنے پچھلے جرائم کی تلافی کر سکتا ہے۔ شیڈو صبح ہوتے ہی اس ہوٹل سے چلا گیا اور ثانی سے کہہ دیا کہ وہ علی اور فہمی کے ساتھ رہنے کے لئے پیرس جا رہا ہے۔

الپا نے صبح بیدار ہونے کے بعد تھارن آوین کو دیکھا۔ وہ گہری نیند میں خراٹے لے رہا تھا۔ اگر وہ تنویمی عمل کے اثر میں نہ رہتی تو تھارن کو گہری نیند کی حالت میں ہی قتل کر دیتی لیکن وہ معمولہ تھی۔ اپنے عامل کے خلاف کچھ نہیں کر سکتی تھی۔ اس نے واش روم سے آ کر شیڈو کے دماغ میں پہنچنا چاہا تو شیڈو نے سانس روک لی۔ الپا دوسری بار اس کے دماغ میں گئی تو وہ بولا۔ "الپا! تمہارا طلسم ٹوٹ چکا ہے۔ تھارن بھی مجھ پر حاوی نہیں ہو سکے گا اور نہ ہی اپنی مقناطیسی آنکھوں سے مجھے زیر کر سکے گا۔"

اس نے حیرانی سے پوچھا۔ "تم میرے عمل سے کیسے آزاد ہو گئے؟"

"میں جیسے بھی آزاد ہوا' تم اپنی فکر کرو۔ ساری زندگی اپنے ملک اسرائیل اور یہودی قوم کی خدمت کرتی رہیں۔ اب تھارن تمہاری عزت سے کھیل رہا ہے۔ کیا اب تمہارے دل میں اپنے وطن اور قوم کے لئے جذبہ نہیں رہا؟"

"میں عجیب کشمکش میں رہتی ہوں۔ میرے اندر وطن اور یہودی قوم کی بہتری کے لئے جذبہ رہتا ہے اور مجھے اندر سے بے چین کرتا ہے لیکن میں کچھ سمجھ نہیں پاتی ہوں۔ کیا تم میرے لئے کچھ کر سکتے ہو؟"

"افسوس میں اپنے لئے کچھ نہیں کر پا رہا تھا لیکن گاڈ نے میری نیک نیتی کا انعام مجھے آزادی کی صورت میں دیا ہے۔ اب تم جاؤ۔"

اس نے سانس روک لی۔ الپا نے دماغی طور پر حاضر ہو کر تھارن کو بستر پر دیکھا۔ وہ ایسی تابع بن چکی تھی کہ اس سے پوچھے بغیر کمرے سے باہر نہیں جا سکتی تھی۔ اس نے بستر کے پاس آ کر اسے نیند سے جگایا۔ وہ جماہی لیتے ہوئے بولا۔ "کیوں جگا رہی ہو؟ بھاگو یہاں سے۔"

"ضروری بات سنو۔ شیڈو میرے عمل سے آزاد ہو گیا ہے اور ہمیں چھوڑ کر کہیں چلا گیا ہے۔"

"جانے دو۔ شیڈو کی ایسی کی...." وہ بولتے بولتے چونک گیا۔ ہڑبڑا کر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "کیا کہا تم نے؟"

"کسی دشمن نے شیڈو کو میرے تنویمی عمل سے آزاد کرا دیا ہے۔"

"کیسے آزاد کرا دیا ہے؟ تم شیڈو سے غافل کیوں رہیں؟"

"تمہاری نیند کے دوران میں کسی دشمن نے یہ چال چلی ہے۔"

"ایسا دشمن کون ہے؟ اس نے تمہاری جیسی ٹیلی پیتھی جاننے والی پر عمل کیوں نہیں کیا۔ اس نے مجھے ٹریپ کیوں نہیں کیا؟"

"یہی غور کرنے کی بات ہے۔ ہو سکتا ہے اسے موقع نہ ملا ہو۔ وہ آئندہ ہماری نیند کے وقت ہم پر بھی عمل کر سکتا ہے۔ ہمیں یہ جگہ فوراً چھوڑ کر دوسری جگہ جانا چاہیے۔ اس طرح یہ معلوم ہو سکے گا کہ کوئی ہمیں ٹریپ کر رہا ہے یا نہیں؟"

اس نے الپا کی زلفوں کو مٹھی میں جکڑ کر کہا۔ "تیرا یہ مشورہ دوست ہے۔ ہمیں ابھی یہاں سے جانا چاہیے لیکن یاد رکھ! تو میری معمولہ ہے۔ مجھے دھوکا دینے کی کوشش کرے گی تو تجھے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

وہ دونوں جلدی جلدی اپنا سامان پیک کر کے وہاں سے جانے لگے۔ پچھلی رات ثانی' تھارن آوین پر تنویمی عمل کر کے اسے اپنا اور ثنا کا معمول اور تابع بنا کر خیال خوانی کے ذریعے سونیا کے پاس قاہرہ چلی گئی تھی۔ اس کی جگہ سلمان آ گیا تھا۔ پارس نے سلمان کا تعارف پورس اور ثنا سے کرایا اور انہیں بتایا کہ سلمان' ثانی کے والد اور اس کے سسر ہیں پھر سلمان کو بتایا کہ لندن میں الپا اور تھارن کے ساتھ کیسا رویہ اختیار کیا جا رہا ہے۔

سلمان نے پوچھا۔ "اب الپا اور تھارن کے ساتھ کیا کرنا چاہتے ہو؟"

پورس نے کہا۔ "انکل! اسرائیلی اکابرین الپا کی ٹیلی پیتھی پر تکیہ کرتے تھے۔ خود کو ناقابل شکست سمجھتے تھے۔ ہم چاہتے ہیں اب وہ اس کی تلاش میں بھٹکتے رہیں اور تھارن آوین بھی الپا کو اپنی ملکیت بنائے رکھنے کے لئے ان یہودیوں سے بھاگتا پھرے۔ اسے بھی کہیں سکون سے رہنا نصیب نہ ہو۔"

سلمان نے پوچھا۔ "کیا وہ دونوں اسی ہوٹل میں ہیں؟"

ثنا نے کہا "وہ پندرہ منٹ پہلے ہوٹل چھوڑ چکے ہیں۔ تھارن کے چور خیالات سے پتا چلا ہے کہ وہ ایک ٹیکسی میں الپا کے ساتھ لندن ایسٹ بورن کے علاقے میں جائے گا۔ وہاں سے کسی موٹر بوٹ یا لانچ کے ذریعے جرمنی یا فرانس کے کسی شہر میں پہنچے گا۔"

سلمان نے کہا "اسرائیلی انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل برین آدم کا فون نمبر بتاؤ؟"

ثنا نے کہا۔ "تھارن نے الپا سے برین آدم کے موبائل فون کا نمبر پوچھا تھا۔ وہی مجھے یاد ہے۔"

اس نے نمبر بتائے۔ سلمان نے اس نمبر کے ذریعے برین آدم سے رابطہ کیا پھر کہا۔ "میں انٹیلی جنس کے ڈی جی برین آدم سے بات کرنا چاہتا ہوں۔"

دوسری طرف سے آواز آئی۔ "میں ہی برین آدم ہوں۔ فرمایئے؟"

"تمہاری حکومت نے ایک معتبر اطلاع کے مطابق دو سو ایٹم بموں کا ذخیرہ کیا ہے۔ اتنی بڑی طاقت رکھنے کے باوجود الپا کے بغیر کس حد تک خود کو کمزور سمجھ رہے ہو؟"

برین آدم نے چونک کر پوچھا۔ "کون ہو تم؟"

"ایک اجنبی ہوں۔ نام پوچھ کر کیا کرو گے؟ کام پوچھو؟"

"تم الپا کے بارے میں کیا جانتے ہو؟"

"یہی کہ وہ ابھی تھارن آوین کے ساتھ لندن چھوڑ کر جرمنی یا فرانس کی طرف جا رہی ہے۔ میرا اندازہ ہے' تھارن اسے فرانس نہیں لے جائے گا۔ کیونکہ وہاں کے بڑے شہروں میں بابا صاحب کے ادارے کے اہم افراد آتے جاتے رہتے ہیں۔"

"اگر تمہاری یہ اطلاع درست ہوئی تو میں ہمیشہ تمہارا احسان مند رہوں گا۔ اگر تم اپنا تعارف نہیں کرانا چاہتے تو نہ کراؤ لیکن میری التجا ہے کہ جب بھی تمہیں الپا کے متعلق نئی اطلاع ملے' مجھے ضرور اطلاع دو۔ اس کے عوض میں بڑی سے بڑی خدمات تمہارے لئے انجام دے سکتا ہوں۔"

"بات ختم کرو۔ وہ دونوں ایسٹ بورن پہنچنے والے ہوں گے۔"

سلمان نے رابطہ ختم کر دیا۔ برین آدم نے ان سراغرسانوں سے فون پر رابطہ کیا جو الپا' تھارن اور شیڈو کو لندن میں تلاش کر رہے تھے۔ اس نے ان سے کہا۔ "فوراً ایسٹ بورن کے اپنے سراغرسانوں سے رابطہ کرو۔ انہیں بتاؤ کہ تھارن ہماری الپا کو بحری راستے سے جرمنی یا فرانس کی طرف لے جانے والا ہے۔ انہیں موٹر بوٹ حاصل کرنے یا لانچ وغیرہ پر جانے سے روکو۔ مجھ سے ہر دس پندرہ منٹ میں رابطہ کر کے وہاں کے حالات بتاتے رہو۔ میں جرمنی اور فرانس میں اپنے سراغرسانوں کو الرٹ کر رہا ہوں۔"

اس وقت پارس اور پورس اپنی پلاننگ کے مطابق ثنا کو سکھا رہے تھے کہ اسے الپا کی آواز اور لہجے میں برین آدم کے پاس جا کر کیا کہنا چاہیے۔

برین آدم جرمنی کے یہودی سراغرسانوں سے باتیں کر رہا تھا کہ اسے اپنے دماغ میں الپا کی آواز سنائی دی۔ "ہیلو بگ برادر! میں الپا بول رہی ہوں۔"

وہ فوراً ہی ریسیور رکھ کر بولا۔ "الپا! تم کہاں ہو؟ مجھے اپنا بڑا بھائی سمجھتی رہی ہو' ہمیشہ بگ برادر کہتی ہو اور مجھ سے دور چلی گئی ہو۔"

"میں کیا کروں بگ برادر! آپ سمجھ سکتے ہیں کہ تنویمی عمل نے مجھے کس قدر بے بس اور مجبور کر دیا ہے۔ میں اپنی مرضی سے کچھ نہیں کر سکتی۔ اس وقت بھی تھارن کے حکم کے مطابق آپ سے رابطہ کر رہی ہوں۔"

"اس نے مجھ سے رابطہ کرنے کی اجازت کیوں دی ہے؟"

"وہ کہتا ہے' آپ اپنے سراغ رسانوں کو تعاقب سے روک دیں' اگر ان سے کہیں سامنا ہو گا اور انہوں نے تھارن کو گولی مار دی تب بھی مجھے زندہ آپ تک نہیں پہنچا سکیں گے۔"

"کیا اس کی موت کے بعد تم تنویمی عمل سے آزاد نہیں ہو سکو گی؟"

"نہیں۔ اس نے مجھے ایک کیپسول دیا ہے۔ میرے ذہن میں یہ بات نقش کر دی ہے کہ جیسے ہی وہ دم توڑنے لگے' میں وہ کیپسول نگل لوں۔ وہ بہت زود اثر زہریلا کیپسول ہے۔ حلق سے اترتے ہی مجھے ہلاک کر دے گا۔"

"اوہ گاڈ! وہ بہت چالاکی دکھا رہا ہے۔ ابھی تم کہاں ہو؟"

"یہ مجھے ایسٹ بورن لے جا رہا تھا پھر بحری راستے سے جرمنی جانے والا تھا لیکن میں نے اس کے حکم کے مطابق آپ کے ایک سراغ رساں کے خیالات پڑھے تو پتا چلا کہ آپ نے لندن سے جرمنی اور فرانس تک ناکا بندی کی ہے۔ آپ کے جاسوس اسے گرفتار کر لیں گے یا مار ڈالیں گے۔ اس کے ساتھ کیپسول کے ذریعے میں بھی مر جاؤں گی۔ کیا آپ میری موت چاہیں گے؟"

"نہیں الپا! تم ہمارے ملک اور قوم کا سرمایہ ہو۔ تمہاری زندگی ہمارے لئے بہت قیمتی ہے۔"

"میں بھی مرنا نہیں چاہتی۔ میں نے ایک تابع کی حیثیت سے تھارن کو بتا دیا ہے کہ ہمارے راستوں کی کہاں کہاں ناکا بندی کی گئی ہے۔ اب تھارن نے راستہ بدل دیا ہے۔ ہم جرمنی یا فرانس نہیں جائیں گے۔ میں اپنے عامل کی مرضی کے خلاف یہ نہیں بتا سکتی کہ اب ہم کہاں جا رہے ہیں۔"

"الپا! آئندہ کوئی سراغ رساں تمہارا اور تھارن کا تعاقب نہیں کرے گا لیکن تھارن سے کہو' ہم سے فون کے ذریعے رابطہ رکھے۔ ہم تمہیں اسی کے پاس رہنے دیں گے لیکن وہ ہم سے دوستانہ رویہ رکھے۔"

پورس نے تھارن کی آواز اور لہجے میں ثنا سے کہا۔ "بس کرو۔ تم کتنی دیر سے خیال خوانی کر رہی ہو۔ میرے خلاف ضرور کوئی منصوبہ بنا رہی ہو۔ بتاؤ وہ تمہارا بگ برادر کیا بکواس کر رہا ہے۔"

ثنا نے کہا۔ "آہ! میرے بالوں کو مٹھی میں جکڑ کر یوں نہ کھینچو۔ مجھے تکلیف ہو رہی ہے۔ میں تمہاری تابع ہوں۔ تمہارے خلاف ایک لفظ نہیں بول سکتی۔ بگ برادر کو میرا اور تمہارا ساتھ منظور ہے۔ کوئی سراغ رساں آئندہ ہمارا تعاقب نہیں کرے گا۔ وہ تم سے دوستی کرنا چاہتا ہے۔"

پورس نے غصے سے کہا۔ "میں نے بغل میں چھری رکھ کر

دوستی کرنے والے بہت دیکھے ہیں۔ بس خیال خوانی ختم کرو۔"

ثنا' برین آدم کے دماغ سے واپس آگئی۔ وہ اسے پکارتا رہا۔ "الپا! الپا! ابھی نہ جاؤ۔ میری ایک بات سن لو۔"

لیکن اس نے محسوس کیا کہ اس کے دماغ میں الپا کی خیال خوانی کی لہریں موجود نہیں ہیں۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر پریشانی سے ٹہلنے لگا۔ ایک تو پورے ملک کو سنبھالنے والی اغوا کی گئی تھی۔ اس پر وہ ظالم تھارن اس کے ساتھ ظلم کر رہا تھا۔

وہ فون کے ذریعے جرمنی اور فرانس کے سراغ رسانوں سے کہنے لگا کہ وہ دونوں ادھر نہیں آئیں گے۔ انہوں نے رستہ بدل دیا ہے پھر باری باری تمام ممالک کے یہودی سراغ رسانوں سے کہنے لگا کہ تھارن نظر آئے تو نہ اسے گرفتار کیا جائے اور نہ اسے گولی ماری جائے۔ کوشش یہ کی جائے کہ پہلے الپا کو گرفت میں لے کر اس کے پرس یا لباس میں سے کیپسول تلاش کرکے اپنے قبضے میں لیا جائے پھر تھارن کو گولی ماری جائے۔

ادھر وہ الپا کی حفاظت کے لئے مصروف رہا۔ ادھر سلمان نے امریکی اکابرین کو بھی فون کے ذریعے بتا دیا کہ ٹیلی پیتھی جاننے والی الپا کو اغوا کیا گیا ہے۔ اسرائیلی حکام اس بات کو دنیا والوں سے چھپا رہے ہیں۔ سلمان نے اغوا کی تفصیلات بتا کر فون بند کر دیا۔

اس وقت امریکی اکابرین اس مسئلے میں الجھے ہوئے تھے کہ سنگریلا اور سی آئی اے کے یوگا جاننے والے کی حماقتوں سے ہم آئندہ سونیا کی ہلاکت کا الزام امریکا کو دیں گے اور اپنا کوئی مفاد حاصل کریں گے۔

میک اپ کے عالمی ماہرین قاہرہ پہنچ گئے تھے اور یہ رپورٹ دے رہے تھے کہ سونیا کی لاش کا چہرہ بظاہر میک اپ زدہ نہیں ہے لیکن اس نے جدید تکنیک کے مطابق پلاسٹک سرجری کرائی تھی تو اس کا اصلی چہرہ کبھی نہیں دیکھا جاسکے گا اور یہی بات بابا صاحب کے ادارے کا انچارج کہہ رہا تھا۔ اس نے کہا تھا۔ "ابھی مسٹر فرہاد قاہرہ میں مصروف ہیں۔ وہاں سے فرصت ملتے ہی وہ آپ لوگوں کا محاسبہ کریں گے۔"

اسی دوران میں سلمان نے ان امریکی اکابرین کو الپا کے اغوا ہونے کی خبر سنائی۔ یہ ان کے لئے خوش خبری تھی کہ اب اسرائیل میں کوئی خیال خوانی کرنے والی ہستی نہیں رہی ہے۔ اگرچہ وہ اسرائیل کو سیاسی معاملات میں خوش رکھتے تھے اور اسے اسلامی ممالک کے مقابلے میں طاقتور بناتے رہتے تھے لیکن اسرائیلی حکام ضدی اور گستاخ بچے کی طرح اپنے باپ امریکا کو بھی نقصان پہنچاتے تھے۔ کسی نہ کسی سیاسی معاملے میں اور خصوصاً اسلامی ممالک کے مقابلے میں امریکا کو بلیک میل کرکے زیادہ سے زیادہ مالی امداد' جدید اسلحہ اور دیگر سیاسی سہولتیں حاصل کرتے رہتے تھے۔

اب انہیں اطمینان ہوا کہ اسرائیل میں الپا نہیں ہے تو پھر امریکی اہم رازوں تک خیال خوانی کے ذریعے پہنچنے والا کوئی نہیں رہے گا۔ ایک حاکم نے اسرائیلی حاکم سے رابطہ کرکے کہا۔ "ہم الپا سے ایک اہم معاملے میں گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔ پلیز ہم سے بات کرائیں۔"

اسرائیلی حاکم نے کہا۔ "الپا ایک ٹاپ سیکرٹ معاملے میں مصروف ہے۔ آپ اپنے اہم معاملے پر ہم سے بات کریں۔"

"جب الپا ہمارے دماغوں میں آئے گی تو آپ کو وہ اہم معاملہ معلوم ہو جائے گا۔ ابھی وہ بہت مصروف ہے تو اتنا ہی ہمارے دماغوں میں آکر کہہ دے کہ وہ آئندہ کس وقت رابطہ کرے گی۔"

"میں بتا دیتا ہوں جب بھی الپا کو فرصت......"

"سوری! میں بات کاٹ رہا ہوں۔ یہی بات الپا ہم سے کہہ دے۔"

"آخر آپ الپا سے ہی کیوں بات کرنا چاہتے ہیں؟"

"آپ کے اس سوال کا جواب بھی الپا دے دے گی۔"

"سوری ابھی وہ کسی سے بات نہیں کرے گی۔"

"ٹھیک ہے۔ آپ یہ تو جانتے ہیں کہ مہاراج اور نیشا ہمارے شکنجے میں ہیں۔ وہ خیال خوانی کے ذریعے معلوم کرلیں گے کہ الپا کس حال میں ہے۔"

"بات سمجھ میں آگئی ہے۔ آپ کو الپا کے اغوا کئے جانے کا علم ہو چکا ہے۔ ہم چاہتے تھے کہ ابھی یہ بات کسی کو معلوم نہ ہو۔ اب آپ جان گئے ہیں تو کیا ہماری کچھ مدد کرسکیں گے؟"

"امریکا نے قدم قدم پر تمہارا ساتھ دیا ہے لیکن تم ہی لوگ ضرورت سے زیادہ سر چڑھتے رہے ہو۔"

"پلیز مہاراج اور نیشا سے کہو' وہ کسی طرح الپا کا سراغ لگائیں۔"

"وہ ٹیلی پیتھی جاننے والے باپ بیٹے ایسی جگہ ہیں' جہاں صرف ہمارے چند یوگا کے ماہر فوجی افسران پہنچ سکتے ہیں۔ ہم ابھی مصلحتاً ان سے کوئی کام نہیں لے رہے ہیں۔ سو سوری۔"

فون کا رابطہ ختم کر دیا گیا۔ اس حاکم نے دوسرے اکابرین سے کہا۔ "یہ اطلاع درست ہے اب اسرائیل میں کوئی خیال خوانی کرنے والی ہستی نہیں رہی ہے۔ آئندہ یہ معلوم کیا جائے گا کہ اسے کس نے اغوا کیا ہے۔"

"فرہاد اور اس کی فیملی کے افراد ایسا نہیں کریں گے۔ برسوں سے ان کا ریکارڈ رہا ہے کہ وہ کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے کو اپنا تابع نہیں بناتے ہیں۔ الپا پارس سے شادی کرنے کے بعد بھی اسرائیل سے دور جا کر اپنے ملک اور قوم کے لئے خدمات انجام دیتی رہی تھی۔"

دوسرے نے کہا۔ "الپا جیسی چالاک ٹیلی پیتھی جاننے والی کو پورس جیسا مکار ہی اغوا کرسکتا ہے۔ موجودہ معلومات کے مطابق اس کے پاس دو یا تین ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی ہیں۔"

ایک فوجی افسر نے کہا۔ "آپ پچھلی میٹنگ میں نہیں تھے ہمیں مہاراج کے ذریعے معلوم ہوا ہے کہ پورس کی ٹیلی پیتھی جاننے والی محبوبہ ناصرہ کے اندر نیلماں کی روح سمائی ہوئی ہے۔ ہو سکتا ہے' نیلماں نے الپا کو اغوا کیا ہو۔"

وہ تمام اکابرین اپنی اپنی رہائش گاہ کے ٹی وی اسکرین پر ایک دوسرے کو دیکھتے ہوئے اس معاملے پر یوں بحث کر رہے تھے جیسے ایک جگہ کسی ہال میں بیٹھے ایک اجلاس میں شریک ہوں۔ وہ اپنے ٹی وی اسکرین کے ذریعے جس حاکم یا جس فوجی اعلیٰ افسر کو دیکھنا چاہتے تھے اسے دیکھ کر جیسے روبرو گفتگو کر رہے تھے۔

ایسے وقت ایک افسر نے کہا۔ "مسٹر فرہاد علی تیمور اس وقت میرے دماغ میں ہیں اور میرے ذریعے آپ سے مخاطب ہیں۔"

یہ سنتے ہی سب اپنی اپنی جگہ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔ میں نے کہا۔ "تم لوگوں نے اپنے ماہرین کے ذریعے یہ رپورٹ سن لی ہوگی کہ جدید ٹیکنالوجی کے ذریعے مقتول سونیا کے چہرے پر پلاسٹک سرجری کی گئی تھی۔ تمہارے خفیہ قاتلوں نے پوری طرح یقین کرلینے کے بعد کہ وہ سونیا ہے' اس پر گولیوں کی بارش کی تھی۔ قاہرہ اسٹیڈیم کے لاکھوں تماشائی اور وہاں کے منتظمین گواہ ہیں کہ لیڈی ریسلر سونیا فرہاد کو گولیوں سے چھلنی کیا گیا ہے۔"

فوج کے ایک اعلیٰ افسر نے کہا۔ "ایسا ضرور ہوا ہے لیکن آپ انصاف سے کہیں' اس قتل کے ذمے دار ہم نہیں ہیں۔"

"میں بہت پہلے کہہ چکا تھا' سونیا پر کوئی بھی گولی چلائے گا اسے امریکن بلٹ سمجھا جائے گا۔ تم لوگوں نے مجھے مطمئن کرنے کے لئے سی آئی اے کو اسٹیڈیم جانے سے منع کیا لیکن سی آئی اے کے یوگا جاننے والے افسر نے اپنی من مانی کی اور تم لوگوں نے انٹرپول والوں سے کہہ دیا کہ وہ درپردہ سی آئی اے والوں کی مدد کریں۔"

"ہم نے ایسا نہیں کیا اور آپ ہمیں الزام دے رہے ہیں۔"

"خفیہ احکامات کو کوئی غیر ضروری شخص نہیں سن سکتا لیکن ٹیلی پیتھی جاننے والے سن لیتے ہیں۔ عدالت میں ٹیلی پیتھی کے ذریعے کی جانے والی باتوں کی گواہی تسلیم نہیں کی جائے گی۔ لہٰذا ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی اپنی ایک عدالت ہے۔ اس عدالت میں جو فیصلہ ہوتا ہے اسی کے مطابق مجرموں کو سزا دی جاتی ہے۔"

"کیا آپ سچائی سے تسلیم کریں گے کہ ٹیلی پیتھی کی عدالت نے آپ کو مقتول کہا تھا جبکہ آپ زندہ ہیں۔"

"تم بھی سچائی سے تسلیم کرو۔ تم لوگوں نے مجھے قتل کرنے والوں کی فوج بھیجی تھی جس کے گواہ تھارن آدین' شیڈو اور ان لوگوں تین عالمی سطح کے پُراسرار مجرم ہماری کسٹڈی میں زندہ ہیں۔ تم لوگوں نے بھی تسلیم کیا تھا کہ وہ تینوں عالمی سطح کے خطرناک قاتلوں کے سپلائر ہیں۔"

"بے شک ہم یہ تسلیم کرتے ہیں اور آپ بھی مقتول نہیں' زندہ ہیں ٹھیک اسی طرح میڈم سونیا بھی زندہ ہیں۔ جس طرح آپ کئی مرتبہ اپنی موت کا یقین دوسروں کو دلاتے رہے اسی طرح اب میڈم سونیا کی ہلاکت کا یقین دلا رہے ہیں۔"

میں نے کہا۔ "درست کہہ رہے ہو۔ اگر سونیا کو ایک گولی چھو کر بھی گزرتی تو تم سب یہاں بیٹھے بیٹھے الٹ کر اپنی قبروں میں پہنچ چکے ہوتے لیکن یہ تو ہماری خفیہ بات ہے۔ لاکھوں تماشائیوں کی گواہیوں کے مطابق سونیا تمہاری سازشوں سے ہلاک ہو چکی ہے۔ خواہ وہ سونیا کی ڈمی کیوں نہ ہو' آخر تمہارے بھیجے ہوئے قاتلوں نے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ کیوں؟ تم نے کیا پایا؟ بازی جیت کر بھی ہار گئے۔ ہم کیا پانے والے ہیں؟ بازی ہار کر بھی جیت چکے ہیں۔"

"جیتنے والا اپنی شرائط تسلیم کراتا ہے۔ آپ کیا چاہتے ہیں؟"

"تم عالمی میڈیا کے ذریعے جن مسلمان مجاہدین کو دہشت گرد کے طور پر مشہور کر رہے ہو' اس جھوٹ اور مکاری کو ختم کرو۔ جن مجاہدین کو گرفتار کرکے تم نے حبس بے جا میں رکھا ہے اور دنیا والوں کو اس سے بے خبر رکھا ہے' انہیں دو گھنٹے کے اندر رہا کرو اور عالمی نشریاتی اداروں سے ان کی باعزت رہائی کا اعلان کرو۔"

"لیکن فرہاد صاحب! ٹھوس ثبوت اور معتبر گواہوں کے پیشِ نظر ان کی دہشت گردی ثابت ہو چکی ہے۔"

"تم لوگوں نے جس طرح اپنے قاتلوں کے ذریعے مجھے اور سونیا کو ہلاک کرنا چاہا اس طرح اپنے دہشت گردوں کے ذریعے مختلف ممالک میں تخریبی کارروائیاں کرائیں پھر جھوٹے گواہ پیش کرکے مسلمان مجاہدین کو دہشت گرد قرار دیا ہے۔ ہم جیسے ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے تم سچ نہیں چھپا سکو گے۔ وہ سب دو گھنٹے کے اندر رہا نہ کئے گئے تو سونیا کی ہلاکت کے الزام میں تم جیسے تمام اکابرین ہر دس منٹ کے بعد ٹیلی پیتھی کے ذریعے جہنم میں پہنچتے رہیں گے۔"

"ٹھیک ہے جتنے مسلمان حبسِ بے جا میں رکھے گئے ہیں ابھی انہیں آزاد کیا جائے گا۔"

میں نے کہا۔ "اور تم لوگوں نے جن مجاہدین کی موت اور گمشدگی ظاہر کی ہے' ان سب کو اسرائیل کے خفیہ قید خانوں میں چھپا کر رکھا گیا ہے۔ ان کے برین واش کئے جا رہے ہیں تاکہ وہ اپنے ہی اسلامی ملک میں پہنچ کر تمہارے مفادات کے لئے کام کریں۔ ہمارے پاس جو فہرست ہے اس میں ایک ایک مجاہد کی روداد موجود ہے۔ میں انہیں خفیہ قید خانوں سے نکال لاؤں گا۔"

وہ سب خاموشی سے سن رہے تھے۔ میری معلومات کا ذریعہ خیال خوانی تھی' اس سے وہ انکار نہیں کرسکتے تھے۔ اگر انکار کرتے تو میں خود ہی ان مجاہدین کو خفیہ قید خانوں سے نکال لاتا لیکن ان کے چور خیالات کہہ رہے تھے کہ میرے سامنے کوئی جھوٹ اور فریب نہیں چلے گا۔ دو گھنٹے کے اندر میرے مطالبات پورے کرنے ہوں گے۔

O☆O

ثانی جسمانی طور پر پارس، پورس اور ثنا کے ساتھ موجود تھی۔ صرف دماغی طور پر غائب رہ کر سونیا کے لئے قاہرہ میں کام کر رہی تھی۔ اس کی عدم موجودگی میں سلمان لندن میں پارس، پورس اور ثنا کے کام آتا رہا۔ دوسری صبح ثانی نے دماغی طور پر حاضر ہو کر کہا۔ "میرا کام قاہرہ میں ختم ہو چکا ہے۔ اب وہاں مما اور پاپا رہ گئے ہیں۔"

پھر اس نے سلمان سے کہا۔ "ڈیڈی! آپ چاہیں تو جا سکتے ہیں۔"

پارس نے کہا۔ "انکل تو پیرس میں رہتے ہیں۔ ہم سب ساتھ چلیں گے۔ شیندو دہیں علی اور فہمی کے پاس گیا ہے۔"

"اور الپا اور تھارن کہاں ہیں؟"

ثنا نے کہا۔ "پیرس اور جرمنی کی طرف گئے ہیں۔ برین آدم اور اسرائیلی اکابرین الپا کے اغوا کئے جانے سے پریشان ہیں۔ ہم نے انہیں تلاش کرنے والے سراغ رسانوں کو بھٹکا دیا ہے۔"

پورس نے کہا۔ "آئندہ بھی وہ اکابرین الپا کے لئے بھٹکتے اور پریشان ہوتے رہیں گے۔ ہم پیرس پہنچتے ہی بابا صاحب کے ادارے میں جائیں گے۔ میں، ثنا اور انکل پاشا جناب تبریزی کے قدموں میں حاضری دیں گے۔ میں وہاں پہنچنے کے لئے بے چین ہوں۔ میرا دل کہتا ہے کہ ان کی روحانی قوتوں سے میری ناصرہ مجھے مل جائے گی اور نیلماں کی ناپاک آتما پاکیزگی کی طرف مائل ہو کر شیطانی حرکات سے باز آجائے گی۔"

پارس نے اس کے شانے پر ہاتھ مار کر کہا۔ "تم تو ناصرہ کے ایسے دیوانے ہو گئے ہو کہ لیلیٰ مجنوں اور ہیر رانجھا کی طرح تمہاری بھی محبت کی ایک لازوال داستان لکھی جائے گی۔"

پورس نے کہا۔ "وہ سب ناکام عاشق تھے۔ آخر میں اپنی محبوبہ کو نہ پاسکے۔ کیا تم مجھے ناکام عاشقوں کی فہرست میں شامل کر رہے ہو۔"

پارس نے کہا۔ "شادی سے پہلے جو عشق ہوتا ہے اس میں ناکامی کے چانس زیادہ ہوتے ہیں۔ مجھے دیکھو، میں ثانی کا ناکام عاشق نہیں رہا۔ ثانی کے ساتھ کامیاب عاشق کی زندگی گزار رہا ہوں۔ ویسے ایک بات کان میں سنو۔"

وہ پورس کے کان میں بولا۔ "سچ تو یہ ہے کہ عشق کی تکمیل نہ ہو تو عاشق ہائے ہائے کرتا ہے۔ شادی کے بعد میاں بن کر میاؤں میاؤں کرتا رہ جاتا ہے۔ مجھ جیسے دانشور کا قول ہے کہ عشق کی موت ہمیشہ رات کو ہوتی ہے۔ پہلی سہاگ رات کو۔"

پورس نے تائید میں سر ہلا کر اونچی آواز میں کہا۔ "بے شک جو محبوبہ ساری زندگی نہ ملے، وہ محبوب کے لئے آخری سانس تک انمول اور دنیا کی حسین ترین چیز بن کر رہتی ہے۔ اگر حاصل ہو جائے اور بیوی بن جائے تو اپنی قدر کھو دیتی ہے۔"

ثانی نے پارس کے سامنے آکر تن کر کہا۔ "اچھا تو جناب کے خیال سے میں اپنی قدر کھو چکی ہوں۔ اب میں بتاؤں گی کہ میری قدر و قیمت کیا ہے۔"

پارس نے پورس کو گھونسا دکھا کر کہا۔ "ابے آستین کے سانپ! دوستی کر کے دشمنی کر رہا ہے۔ میں کان میں بول رہا ہوں اور تو لاؤڈ اسپیکر بن رہا ہے؟"

پورس نے معصومیت سے کہا۔ "تو نے یہ تو نہیں کہا تھا کہ میں بھی کان میں جواب دوں۔"

"ابے! میں تیری بدمعاشی جانتا ہوں۔ تو میاں بیوی کے درمیان آگ لگا کر تماشا دیکھے گا۔ میری ثانی تیری چال میں نہیں آئے گی۔ یہ مجھ سے سچی محبت کرتی ہے۔ میں تیرے کان میں بیوی کی خوبیاں بیان کر رہا تھا اور تو ہمیں لڑانے کے لئے......"

ثانی نے کہا۔ "بس... بس... میرے پیارے مجازی خدا! جب تم کان میں بول رہے تھے تو پورس نے مجھے اپنے دماغ میں آنے کی اجازت دی تھی۔"

پارس نے پیچھے ہٹ کر کہا۔ "پھنس گیا۔ پہلی بار اس مکار نے مجھے پھنسایا ہے۔ اچھا بیٹے! میں نے بھی تجھے خون کے آنسو نہ رلایا تو میرا نام پارس نہیں۔"

پورس نے سینہ ٹھونک کر کہا "اب تیری نہیں چلے گی۔ میری حمایت اور مدد کرنے کے لئے ٹیلی پیتھی جاننے والی ثنا بہن اور ثانی بھابی ہیں۔"

ثانی نے کہا۔ "میں ایسے مکار شوہر کو تگنی کا ناچ نچا دوں گی۔"

اسی وقت میز پر رکھے ہوئے موبائل فون کا بزر بولنے لگا۔ پارس نے اسے اٹھا کر آن کیا، پھر کان سے لگا کر بولا۔ "ہیلو کون؟"

اس کے دماغ میں ثانی آئی۔ وہ سانس روک کر اسے دماغ سے نکالتے ہوئے بولا۔ "خبردار! میں کبھی تمہیں دماغ میں نہیں آنے دوں گا۔"

ثانی کی خیال خوانی کی لہریں باہر آگئی تھیں۔ وہ غصے سے اسے دیکھ رہی تھی۔ وہ دوبارہ فون کو کان سے لگا کر بولا۔ "سوری۔ میں دوسرے معاملے میں مصروف تھا۔ آپ کون ہیں؟ اچھا خلیل بن مکرم ہیں۔ آپ کچھ کہنے سے پہلے سن لیں کہ الپا نے ثانی کا لب و لہجہ اختیار کیا ہے لیکن ہمیں فریب دینے میں ناکام رہی ہے۔ اگر آپ کے پاس آئے تو آپ کوئی بات سنے بغیر اسے دماغ سے نکال دیں۔"

بابا صاحب کے ادارے کے انچارج کا نام خلیل بن مکرم تھا۔

بابا صاحب کے ادارے کے انچارج کا نام خلیل بن مکرم تھا۔ ثانی نے اہمیت نہیں دی۔ کیونکہ ادارے کی کوئی اہم بات اسے بعد میں معلوم ہو سکتی تھی۔ ادھر سے انچارج خلیل بن مکرم نے کہا۔ "آپ کل تک ثنا، جلال پاشا اور پورس کو ادارے میں لانے والے تھے لیکن تبریزی صاحب تین دنوں تک مسلسل عبادت میں مصروف

رہیں گے۔ لہٰذا آپ انہیں تین دنوں کے بعد یہاں لا سکتے ہیں۔"

پارس نے کہا۔ "ٹھیک ہے، میں سمجھ گیا۔"

دوسری طرف سے فون بند ہو گیا لیکن پارس نے بکواس شروع کی۔ "دیکھئے چالیس دنوں کی کوئی بات نہیں ہے۔ انہوں نے خود پورس کو ادارے میں آنے کی اجازت دی تھی۔ ہماری طرف سے ان سے صرف اتنا کہہ دیں کہ وہ چلے میں بیٹھنے سے پہلے صرف ایک چھوٹا سا کام کر دیں۔ وہ روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے معلوم کر چکے ہوں گے کہ پورس اپنی ناصرہ کے لئے کس قدر بے چین ہے۔ وہ صرف اتنی سی تسلی دے دیں کہ اس کے اندر کی ناپاک نیلماں کی روح کو وہ پاکیزگی میں بدل دیں گے۔ ہمیں اتنا اطمینان ہو جائے تو پورس چالیس دنوں تو کیا چالیس برس تک انتظار کرلے گا۔ جی... جی ہاں... او اچھا... پھر تو مجبوری ہے... ہیلو... ہیلو... ہاں آواز آرہی ہے۔ آپ کے فون میں کچھ گڑبڑ ہو گئی ہوگی۔ ہاں، دوسری بات کیا ہے؟"

پورس تو مایوس ہو رہا تھا۔ ثانی اور ثنا بھی پورس کو دیکھ کر اداس ہو رہی تھیں۔ ادھر پارس کہہ رہا تھا۔ "اچھا اب آواز صاف آرہی ہے۔ جی... اچھا اچھا ہماری ماما (آمنہ) بھی ان کے ساتھ چلے میں بیٹھی ہیں... اوہ میں تو ان کی روحانی ٹیلی پیتھی سے کام لینے والا تھا۔ نہیں... ایسی مایوسی کی کوئی بات نہیں ہے۔ انتظار تو کرنا ہی ہوگا... اچھا... اللہ حافظ۔"

پارس نے بڑی مایوسی ظاہر کرتے ہوئے فون کو بند کیا۔ "ہم ابھی دل کھول کر ہنسی مذاق کر رہے تھے مگر خوشی کے ساتھ دنیا میں ہزاروں غم بھی ہوتے ہیں۔ ویسے مایوسی کی بات نہیں ہے۔ جو کام آج نہ ہو سکا، وہ چالیس دنوں کے بعد ہو سکتا ہے۔"

ثانی نے کہا۔ "ایسا اکثر ہوتا ہے۔ تبریزی صاحب اچانک عبادت کے لئے گوشہ نشینی اختیار کر لیتے ہیں۔"

پارس نے کہا۔ "میں سمجھ رہا تھا۔ وہ چلہ شروع کرنے والے ہیں۔ اس سے پہلے ناصرہ کے سلسلے میں وہ صرف ایک اطمینان بخش تھوکہ دیں گے لیکن وہ تو چلے میں بیٹھ گئے ہیں۔ میں نے سوچا، ماما بھی روحانی ٹیلی پیتھی جانتی ہیں ان سے کچھ تسلی حاصل کی جا سکتی ہے لیکن وہ گوشہ نشینی اختیار کر چکی ہیں۔"

پورس نے اٹھ کر کہا۔ "میں معذرت چاہتا ہوں۔ دوسرے کمرے میں ذرا تنہا رہوں گا۔"

پارس نے اس کے سامنے دیوار بن کر کہا۔ "کیوں تنہا رہے گا۔ یعنی ہنسی خوشی میں ساتھ دے گا، کوئی دکھ ہو تو تنہا کمرے میں جا کر روئے گا۔ ہائے ناصرہ! ہائے ناصرہ!"

"یار! تو جانتا ہے۔ میں پتھر ہوں اور پتھر نہیں روتے۔ میں حالات کا تجزیہ کرنے جا رہا ہوں۔ تبریزی صاحب چالیس دنوں تک عبادت میں مصروف رہیں گے۔ اتنے دنوں میں نیلماں بڑی حد تک آتما شکتی حاصل کرلے گی۔ یہ معلوم کرلے گی کہ تبریزی صاحب

اس پر روحانیت کے ذریعے غالب آنے والے ہیں۔ وہ چالیس دنوں میں شکتی حاصل کر کے ناصرہ کے جسم کو چھوڑ کر کسی دوسری دوشیزہ کے جسم میں چلی جائے گی اور ناصرہ ایک لاش بن کر رہ جائے گی۔"

یہ سنتے ہی ثنا رونے لگی۔ ثانی نے ڈانٹ کر کہا۔ "ثنا! کتنی بار سمجھایا ہے، خود کو فولاد بناؤ۔ تلخ تجربات کے زہر پیتی رہو مگر آنکھ میں آنسو نہ آنے دو۔"

وہ روتے ہوئے بولی۔ "اس تصور سے ہی دل کانپ جاتا ہے کہ میری ناصرہ بھابی کا جسم بے جان ہو جائے گا۔ میرے بھائی جان ٹوٹ کر رہ جائیں گے۔"

پورس نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "کیا میں ٹوٹتا ہوا نظر آرہا ہوں۔ کیا میری آنکھ میں ایک بھی آنسو ہے۔ تمہارے لئے یہ صحیح فیصلہ کیا گیا ہے کہ آئندہ تم بابا صاحب کے ادارے میں رہ کر تربیت حاصل کرو گی۔ ایک آدھ سال میں وہاں فولاد بن جاؤ گی۔"

پارس نے کہا۔ "تم اس کے فولاد بننے کی اور ایک ڈیڑھ سال کی بات کیا کر رہے ہو۔ پہلے جو ناصرہ کا مسئلہ ہے اس کے لئے کوئی تدبیر سوچو۔"

وہ سنجیدہ ہو کر اپنے اپنے طور پر سوچنے لگے۔ پارس نے کہا۔ "ایک تدبیر ہے۔ یہ معلوم کیا جا سکتا ہے کہ نیلماں تمہاری ناصرہ کو کہاں لے گئی ہے۔"

پورس نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر پوچھا۔ "کیا تدبیر ہے؟"

پارس نے اپنے شانے سے اس کے ہاتھ کو جھٹک کر کہا۔ "کیا میں تجھے بتاؤں گا۔ بدمعاش! لفنگا! میری عورت کو میرے خلاف بھڑکاتا ہے اور مجھ سے دوستی اور ہمدردی کی توقع رکھتا ہے۔"

پورس نے کہا۔ "ابے! اکڑ کیا دکھاتا ہے؟ جو دماغ تیرے پاس ہے! وہ میرے پاس بھی ہے۔ جیسا تو سوچتا ہے، ویسا ہی میں سوچتا ہوں۔ انتظار کر، میں ابھی تدبیر سوچ کرتا تا ہوں۔"

ثنا نے پارس کے پاس آکر اس کے سینے پر سر رکھ کر کہا۔ "کیا آپ میرے بھائی جان نہیں ہیں۔ کیا آپ میرے آنسو دیکھنا چاہتے ہیں؟"

ثانی نے ثنا کو اپنی طرف کھینچ کر کہا۔ "کیوں دو شیطانوں کے چکر میں پڑ رہی ہو۔ پہلے پورس نے میرے صاحب کی ٹانگ کھینچی تھی اب یہ صاحب اس کی ٹانگ کھینچ رہے ہیں۔"

"ثانی! میں سنجیدگی سے کہہ رہا ہوں۔ ایسی تدبیر دماغ میں آئی ہے کہ ہم چار چھ دنوں میں ناصرہ تک پہنچ جائیں گے۔"

پورس نے کہا۔ "میری طرف دیکھ کر بول رہا ہے مکار! باتوں میں الجھا رہا ہے تاکہ میں تیری طرح تدبیر نہ سوچ سکوں۔"

ثانی نے کہا۔ "تو یہ ہے پارس! یہ پورس ٹھیک کہہ رہا ہے۔ تم پکے شیطان ہو۔ ہم سب کو الجھا رہے ہو۔ خاص طور پر یہ چاہتے ہو

کہ پورس کو اپنی ذہانت سے سوچنے کا موقع نہ ملے۔ ثنا! تم ذرا دور جاؤ۔ پورس! تم میرا ساتھ دو۔ ابھی میں اس کی بیوی نہیں' ایک فائٹر ہوں۔ ہم دونوں مل کر اس کی پٹائی کریں گے تو یہ شیطان انسان بنے گا۔"

ثانی اور پورس پینترے بدل کر اس پر حملے کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ وہ بولا۔ "دیکھو ثانی! دیکھو پورس! ہاتھا پائی کی بات نہیں ہے۔ تم دونوں کو شرم سے ڈوب مرجانا چاہیے۔ جب ذہانت کام نہیں آ رہی ہے تو مار پیٹ پر اتر آئے ہو۔"

"ابے شیطان! تو ہمیں سوچنے کا موقع دے گا تو ہم اپنی ذہانت سے تجھے مات دیں گے۔"

ثانی نے کہا۔ "میں آخری بار پوچھ رہی ہوں۔ اگر تم نے تدبیر نہیں بتائی یا ہمیں ذہانت سے کام لینے کا موقع نہ دیا تو میں سچ مچ حملہ کروں گی اور پورس بھی میرا ساتھ دے گا۔"

پارس نے اپنے دونوں کان پکڑ کر کہا۔ "ابھی بتاتا ہوں لیکن پہلے تم وعدہ کرو' پورس نے میرے خلاف تمہیں بھڑکایا تو تم مجھ سے ناراض نہیں رہو گی۔"

"جاؤ تمہیں معاف کیا۔ میں ناراض نہیں رہوں گی۔"

"خدا کا شکر ہے۔ کڑی مان گئی۔ میں ابھی تدبیر بتاؤں گا لیکن اس سے پہلے یہ بتا دوں کہ میں کسی کا قرض اپنے سر پر نہیں رکھتا۔ فوراً اتار دیتا ہوں۔ پورس نے میری بیوی کو میرے خلاف بھڑکایا۔ میں نے اس کی محبوبہ کو چالیس دنوں کے لئے دور کر دیا جبکہ جناب تبریزی نے صرف تین دنوں کے لئے گوشہ نشینی اختیار کی ہے۔"

پورس نے اطمینان کی گہری سانس لے کر کہا۔ "میرے باپ! تو نے تو میری جان نکال دی تھی۔ باپ کہنے سے خوش نہ ہونا۔ مجبوراً گدھے کو بھی باپ کہنا پڑتا ہے۔"

سب ہنسنے لگے۔ ثانی نے پوچھا۔ "تدبیر کیا ہے؟"

وہ بولا۔ "یہ ہم جانتے ہیں کہ جناب تبریزی روحانیت کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی رضا سے جو کچھ معلوم ہوتا ہے وہی بتاتے ہیں ورنہ مستقبل کے بارے میں کوئی نہیں جان سکتا۔ ہو سکتا ہے' وہ ناصرہ کے بارے میں خاموشی اختیار کرلیں۔ ہو سکتا ہے' لب کشائی کریں۔ لہٰذا ہمیں اپنے طور پر بھی ناصرہ تک پہنچنے کی کوشش کرنا چاہیے۔"

ثانی نے کہا۔ "پورس! یہ درست ہے۔ تمہاری مراد پوری ہو یا نہ ہو' وہ تمہارے اندر اتنا حوصلہ پیدا کردیں گے کہ تم مقدر کے فیصلے کو جوانمردی سے برداشت کرلو گے۔ اب ان سے چوتھے دن ملاقات ہوگی۔ تب تک ہم اپنے طور پر کچھ کریں گے۔"

پارس نے کہا۔ "تدبیر یہ ہے کہ تم اور ثنا بیک وقت ناصرہ کے دماغ میں جاؤ۔ وہ یقیناً سانس روک کر تم دونوں کو دماغ سے باہر کردے گی لیکن یہ ٹیلی پیتھی کا تجربہ ہے کہ پرائی سوچ کی لہروں کو دماغ سے فوراً ہی نہیں نکالا جا سکتا۔ پہلے سوچ کی لہریں محسوس ہوتی ہیں۔ انہیں محسوس کرنے اور نکالنے میں کم از کم دو سیکنڈ ضرور لگتے ہیں۔"

وہ سب پارس کی باتوں کو توجہ سے سن رہے تھے۔ وہ بولا۔ "نیلماں بہت چالاک ہے۔ وہ پرائی سوچ سے یہ نہیں پوچھے گی کہ وہ کون ہے؟ اگر پوچھنے کی حماقت کرے تو ناصرہ کے دماغ میں اور چند سیکنڈ رہنے کا موقع مل جائے گا۔"

پورس نے کہا۔ "وہ مسلمان ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے بہت خوفزدہ ہے۔ کوئی بات نہیں کرے گی' فوراً سانس روک لے گی۔"

"کوئی بات نہیں۔ ہم صرف دو سیکنڈ کا حساب رکھتے ہیں۔ اتنی سی دیر میں ثانی صرف یہ معلوم کرے کہ وہ کہاں ہے؟ اس کے آس پاس یاد رکھنے والی کوئی خاص بات ہے؟ مثلاً وہ مکان میں ہے' آبادی میں یا ویرانے میں ہے۔"

"بھلا دو سیکنڈ میں کیا معلوم ہو سکے گا؟"

"ہم میں سے کوئی مایوسی کی بات نہ کرے۔ جو کہہ رہا ہوں' وہ کرو۔ دوسری تدبیر یہ ہے کہ عبادت کرنی ہو' تپیا کرنی ہو یا پھر کسی طرح کا جنتر منتر پڑھنا ہو تو ان اعمال کے لئے تسلسل قائم رکھنا پڑتا ہے۔ یہ تسلسل تنہائی میں یا کسی ویرانے میں قائم رکھا جا سکتا ہے۔ ثانی اور ثنا تم دونوں کسی ویرانے کو ذہن میں رکھ کر جاؤ۔"

وہ دونوں خیال خوانی کرنا چاہتی تھیں۔ پارس نے کہا۔ "ایک منٹ ٹھہرو اور یہ بات ذہن میں رکھو کہ پہلی تدبیر ناکام ہو تو ہر پندرہ بیس منٹ کے بعد باری باری اس کے دماغ میں جاتی رہو۔ وہ سانس روکے گی تو اس کے شیطانی عمل کا تسلسل ٹوٹتا رہے گا اور وہ آتما شکتی کے آخری مرحلے تک کبھی نہیں پہنچ پائے گی۔"

ثانی نے بڑی محبت سے پارس کو دیکھا پھر ثنا سے کہا۔ "کم آن ثنا!"

دونوں نے بیک وقت خیال خوانی کی پرواز کی۔ ایک ساتھ ناصرہ کے دماغ میں پہنچیں۔ ایک مرد کی آواز سنائی دی۔ "دیوی ماں....."

اسی لمحے میں دونوں دماغ سے باہر آگئیں۔ اس نے سانس روک لی۔ ثانی نے ثنا سے کہا۔ "میرے دماغ میں آؤ۔"

ثنا اس کے دماغ میں پہنچی تو ثانی ایک مرد کے دماغ میں پہنچی ہوئی تھی۔ ناصرہ اپنے سامنے بیٹھے ہوئے شخص سے بولی۔ "میں تپیا میں گم تھی۔ کوئی میری تپیا بھنگ کرنا چاہتا ہے۔ میں اسے بھگا رہی تھی۔ تم نے ایسے وقت کچھ کہا تو نہیں تھا؟"

وہ کہنا چاہتا تھا کہ اس نے دیوی ماں کہہ کر اسے مخاطب کیا تھا لیکن ثانی اس کے دماغ پر حاوی ہوگئی تھی۔ وہ ثانی کی مرضی کے مطابق بولا۔ "میں آپ کو آواز دینے والا تھا۔ اس سے پہلے ہی آپ نے آنکھیں کھول دیں۔"

تپیا کی گہرائی یہ ہے کہ اس میں گم ہو جانے والے کو دنیا کی آوازیں سنائی نہیں دیتیں لیکن دماغ میں کسی کی آمد سے تپیا بھنگ

ہو جاتی ہے۔ نیلماں نے کہا۔ "تم تھوڑی دیر یہیں خاموش بیٹھے رہو۔"

ثانی سمجھ گئی کہ وہ اس شخص کے چور خیالات پڑھ رہی ہے۔ اس سے پہلے ہی ثانی چور خیالات کے خانے میں پہنچ گئی۔ اب جو وہ کہہ رہی تھی اس شخص کے خیالات بھی وہی کہہ رہے تھے۔ نیلماں نے کہا۔ "ٹھیک ہے۔ کھانا یہاں رکھ دو اور جاؤ۔"

وہ دونوں ہاتھ جوڑ کے سر جھکاتے ہوئے الٹے قدموں جانے لگے۔ ثانی اس کے اندر موجود تھی اور محسوس کر رہی تھی کہ اس شخص کو رخصت کرنے کے باوجود نیلماں موجود ہے اور مختلف انداز سے سوالات کر رہی ہے اور وہ شخص ثانی کی مرضی کے مطابق جواب دے رہا تھا۔ وہ سمجھ رہی تھی کہ نیلماں آسانی سے مطمئن نہیں ہوگی۔

ثنا کو اچانک چھینکیں آنے لگیں۔ وہ فوراً ہی دماغی طور پر پارس اور پورس کے سامنے حاضر ہو کر چھینکنے لگی پھر پارس سے بولی۔ "بھائی جان! آپ نے تو کمال کر دیا۔ آپ کی تدبیر ایسی کامیاب ہو رہی ہے جس کی ہم توقع نہیں کر سکتے تھے۔"

پارس نے پوچھا۔ "کیا ثانی' ناصرہ کے دماغ میں ابھی تک ہے۔"

"نہیں' وہ چڑیل نیلماں کبھی ہماری موجودگی برداشت نہیں کرے گی۔ اس نے تو سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روک لی تھی لیکن یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ان لمحات میں کوئی شخص اسے دیوی ماں کہہ رہا تھا۔ بس اسی وقت ثانی مجھے اپنے دماغ میں بلا کر اس شخص کے دماغ میں پہنچ گئی۔ نیلماں کو شبہ ہو رہا ہے کہ اس شخص نے اسے مخاطب کیا تھا تو ہم اس کی آواز سن کر اس کے دماغ میں پہنچے ہوئے ہیں۔ اس شخص کا نام جگت نارائن ہے۔ ثانی اس کے دماغ کے چور خانے پر بھی قبضہ جمائے ہوئے ہے۔ نیلماں تپیا میں گم تھی۔ ہماری آمد سے وہ چونک پڑی تھی اس لئے یہ معلوم نہ کر سکی کہ جگت نارائن نے اسے دیوی ماں کہہ کر مخاطب کیا تھا۔"

پورس نے پوچھا۔ "یہ جگت نارائن کون ہے؟"

"اس علاقے میں اس کی بہت بڑی پرچون کی دکان ہے۔ دکان اور گاؤں کی آبادی سے تین کلو میٹر دور نیلماں ایک کھنڈر میں تپیا بھی کرتی ہے اور جادو ٹونے کے لئے کالی مائی کی پوجا کرتی ہے۔ اس کھنڈر میں صرف جگت نارائن چوبیس گھنٹے میں ایک بار اس کے لئے کھانا لاتا ہے۔ وہاں سیکڑوں کلو میٹر کے رقبے کا مالک جاگیردار دھنی رام بیج دھاری ہے۔ نیلماں ٹیلی پیتھی کے ذریعے اس ظالم جاگیردار کو خوفزدہ کر کے اپنے سیوک جگت نارائن کو خوب مالی فائدہ پہنچا رہی ہے۔"

پورس نے پوچھا۔ "وہ علاقہ بھارت میں کہاں ہے؟"

"میں اچانک چھینکنے کے لئے واپس آگئی تھی۔ ابھی جا کر معلوم کرتی ہوں۔"

وہ جگت نارائن کے دماغ میں پہنچی۔ اس کے اندر نیلماں کہہ رہی تھی۔ "مجھے یقین ہے تم نے مجھے مخاطب کیا تھا؟"

وہ اپنے گاؤں کی طرف جاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ "دیوی ماں! آپ کی کرپا سے میں لکھ پتی بن گیا ہوں۔ بھلا آپ سے جھوٹ کیوں بولوں گا۔ میں روز شام کو روٹی یا چاول' ساگ سبزی لا کر آپ کو مخاطب کرتا تھا۔ آج بھی مخاطب کرنے والا تھا لیکن اس سے پہلے ہی آپ نے آنکھیں کھول دیں۔"

وہ مسلسل جھوٹ بول کر اپنی ایک ہی بات پر قائم تھا۔ اس طرح ثنا نے سمجھ لیا کہ ثانی نے اب تک اس کے دماغ پر قبضہ جمایا ہوا ہے اور اسے سچ اگلنے کا موقع نہیں دے رہی ہے۔

ثنا واپس آکر پارس اور پورس سے بولی۔ "بھارت کے انتہائی جنوب مغرب میں واقع بندرگاہ کالی کٹ سے پانچ سو کلو میٹر دور وہ گاؤں بیج دھاری نگر کے نام سے جانا جاتا ہے لیکن نیلماں نے اب تک جگت نارائن کا پیچھا نہیں چھوڑا ہے۔ اس سے برابر پوچھتی جا رہی ہے کہ اس نے ہماری آمد کے وقت اسے مخاطب کیا تھا یا نہیں؟ ثانی اس کے دماغ پر قبضہ جمائے ہوئے ہے اس لئے وہ مسلسل یہی جواب دے رہا ہے کہ اس نے اسے مخاطب نہیں کیا تھا۔"

پورس نے کہا۔ "نیلماں شبہے کی بنا پر ناصرہ کو وہاں سے کسی دوسری جگہ لے جائے گی۔ تم انکل پاشا کو فوراً بلاؤ۔"

پارس دوسرے کمرے میں جا کر سلمان کو بلا لایا۔ ادھر جلال پاشا آگیا۔ انہوں نے ان دونوں کو ناصرہ کے حالات بتائے پھر پارس نے کہا۔ "بہتر ہے آپ تھوڑی دیر کے لئے ثنا کے ساتھ جگت نارائن کے دماغ میں رہ کر ضروری معلومات حاصل کر کے آئیں۔"

وہ دونوں ثنا کے دماغ میں رہ کر چلے گئے۔ پورس نے کہا۔ "پارس! وہ چڑیل مطمئن نہیں ہوگی۔ میں یقین سے کہتا ہوں کہ وہ ناصرہ کو لے کر کسی دوسری جگہ چلی جائے گی۔ اس سے پہلے ہی ہمیں اس کے راستے میں رکاوٹ پیدا کرنا چاہیے۔"

"بے شک ہم ابھی سے اس کے پیروں میں زنجیریں ڈالیں گے۔ ایک ذرا صبر کرو۔ ہمارے بزرگوں کو آنے دو۔"

پندرہ منٹ بعد سلمان اور جلال پاشا دماغی طور پر حاضر ہو گئے۔ سلمان نے کہا۔ "ثانی مسلسل جگت نارائن کے دماغ میں ہے لیکن وہ کب تک رہے گی۔ نیلماں کسی دوسرے موقع پر جگت نارائن سے سچ اگلوا لے گی۔ ہمارے وہاں پہنچنے سے پہلے ناصرہ کو کسی دوسری جگہ لے جائے گی۔"

جلال پاشا نے کہا۔ "اب ہم وہاں کے جاگیردار دھنی رام بیج دھاری کو اپنا آلۂ کار بنا کر نیلماں کو اسی کھنڈر میں قیدی بنا کر رکھیں گے۔"

پارس نے سلمان سے کہا۔ "انکل! کوئی قدم اٹھانے سے پہلے ثانی سے معلوم کیا جائے کہ وہ اب تک وہاں رہ کر حالات کو کس طرح سمجھ رہی ہے۔ آپ جگت نارائن کے دماغ میں جاکر ثانی کو یہاں بھیج دیں۔"

تھوڑی دیر بعد ثانی دماغی طور پر ہمارے درمیان حاضر ہوگئی۔ اس نے کہا۔ "نیلماں بہت ضدی اور چالاک ہے۔ بار بار جگت نارائن کے دماغ میں جاکر پوچھتی رہی اور میں جگت نارائن کو یہی کہنے پر مجبور کرتی رہی کہ اس نے دیوی ماں کہہ کر اسے مخاطب نہیں کیا تھا لیکن نیلماں شبے میں مبتلا ہے کہ اس نے شاید جگت نارائن کی آواز سنی تھی۔ ایک بار اس نے غصے میں آکر جگت نارائن کے دماغ میں زلزلہ پیدا کیا۔ میں زلزلے سے اس کے دماغ کو محفوظ رکھ سکتی تھی لیکن اس کا شبہ یقین میں بدل جاتا۔ میں نے اسے یقین نہیں کرنے دیا۔ جگت نارائن زلزلے کی تکلیف سے اپنے گھر کے آنگن میں گر کر تڑپنے لگا۔

"ایسے وقت چور خیالات اپنے قابو میں نہیں رہتے۔ تکلیف کی شدت سے نکلتے چلے جاتے ہیں مگر وہ چور خیالات سے جو پوچھتی گئی وہ تکلیف کے باوجود میری مرضی کے مطابق انکار کرتا رہا کہ اس نے دیوی ماں کہہ کر اسے مخاطب نہیں کیا تھا۔

"وہ آنگن میں چیخ مار کر گر پڑا تھا اور تڑپ رہا تھا۔ اس کے بیوی بچے دوڑتے ہوئے سنبھالنے آگئے تھے۔ اس کی بیوی اپنے پتی کی حالت دیکھ کر رونے لگی تھی۔ اس کے نوجوان لڑکے نے کہا 'میں ابھی وید جی کو بلا کر لاتا ہوں۔' اسی وقت ڈیڈی میرے پاس آئے۔ میں انہیں جگت نارائن کے دماغ میں چھوڑ کر آئی ہوں۔ ثنا تم میرے دماغ میں آؤ۔ ایسی افراتفری میں شاید نیلماں نے جگت نارائن کے بیٹے پر دھیان نہیں دیا ہوگا۔ وہ وید جی کو بلانے کا کہتا ہوا گیا تھا۔ اب ثنا اس لڑکے کے اندر رہے گی۔"

ثانی نے ثنا کو اس لڑکے کے اندر پہنچا دیا۔ وہ لڑکا اتنی دیر میں وید کو بلا کر لے آیا تھا۔ وہ جگت نارائن کی نبض دیکھ کر کہہ رہا تھا۔ "پریشانی کی بات نہیں ہے۔ شاید ان کو دماغی صدمہ پہنچا ہے۔ میری دو تین پڑیاں کھا کر ٹھیک ہو جائیں گے۔"

محلے پڑوس والے بھی آگئے تھے۔ کچھ لوگ کہہ رہے تھے کہ وہ روز شام کو کھنڈر کی طرف جاتا تھا۔ اس پر کوئی بھوت یا چڑیل سوار ہے۔ کسی نے کہا 'اندھیرا ہو چکا ہے' انہیں لاٹھیاں اور لالٹینیں لے کر ادھر جانا چاہیے۔ اگر کوئی بھوت یا چڑیل ہے تو وہ اپنے منتر سے قابو میں کرے گا۔

ثنا نے ایک نوجوان کے دماغ پر قبضہ جما کر اسے کھنڈر کی طرف چپکے سے دوڑایا۔ وہ سمجھ گئی تھی کہ گاؤں والے کھنڈر کی طرف آئیں گے۔ وہ تمام لوگوں کے دماغوں میں بیک وقت تنہا جاکر انہیں نہ سزا دے سکے گی اور نہ مرعوب کر سکے گی۔ لہٰذا وہ کھنڈر چھوڑ کر کسی دوسری جگہ چلی جائے گی۔

ادھر وہ جوان لال بہادر دوڑتا ہوا گیا۔ ادھر نیلماں نے گاؤں والوں کو اپنی طرف آنے سے روکنے کے لئے اس شخص کے دماغ میں زلزلہ پیدا کیا جو منتروں کے ذریعے اسے قابو میں کرنے کا دعویٰ کر رہا تھا۔ وہ بے چارہ بھی چیخیں مار کر زمین پر گر کر تڑپنے لگا۔ اس کی حالت دیکھ کر سب ہی سہم گئے۔ کسی میں پھر اتنی جرأت نہ ہوئی کہ وہ کھنڈر کی طرف جانے کی بات کرتا۔

ثانی نے ثنا کے پاس آکر دیکھا۔ وہ ایک دیہاتی جوان لال بہادر کو دوڑاتی ہوئی کھنڈر کے قریب لے آئی تھی۔ نیلماں وہاں سے ناصرہ کو دوسری جگہ لے جانے کے لئے اپنے کپڑے، لوٹے اور کھانے کا سامان اٹھا کر اس کی گٹھڑی بنا کر جا رہی تھی۔

ثانی نے کہا۔ "ثنا! اس لال بہادر کو منہ سے آواز نہ نکالنے دینا۔ اس کے دماغ پر پوری طرح قبضہ جمائے رکھو اور بڑی احتیاط سے چھپ کر اس کے ذریعے نیلماں کا پیچھا کرتی رہو۔ میں ابھی آتی ہوں۔"

وہ سلمان کے پاس آکر بولی۔ "ڈیڈی! جگت نارائن کے دماغ سے چلیں۔ نیلماں بھاگ رہی ہے اور ثنا ایک جوان لال بہادر کے دماغ میں رہ کر اس کا پیچھا کر رہی ہے۔"

ثانی نے اپنے باپ سلمان کو لال بہادر کے دماغ میں پہنچایا، پھر پارس اور پورس کے پاس آکر وہاں کے حالات بتانے لگی۔ تمام باتیں سن کر پورس نے کہا۔ "وہ چڑیل میری ناصرہ کو نہ جانے کہاں کہاں بھٹکائے گی۔ اسے صرف خیال خوانی کے ذریعے کنٹرول کرنا ممکن نہیں ہوگا۔"

پارس نے کہا۔ "وہاں جسمانی طور پر صرف ایک گنوار دیہاتی لال بہادر نیلماں کا تعاقب کر رہا ہے۔ نیلماں کسی وقت بھی اس کی نظروں سے کہیں گم ہو سکتی ہے۔ ثانی! تم جاؤ۔ لال بہادر کے علاوہ بھی کسی تعلیم یافتہ جوان کو آلۂ کار بنا کر اسے نیلماں کے پیچھے لگاؤ۔ ہم لوگ پارس انڈیا جانے والی پہلی فلائٹ سے کالی کٹ کی بندرگاہ جائیں گے۔ اس دوران میں تم نیلماں کی نشاندہی کرتی رہو۔"

"ثنا کو بھی بابا صاحب کے ادارے میں چھوڑ دو۔ ڈیڈی اسے ادارے میں پہنچا دیں گے۔ انکل جلال پاشا دماغی طور پر تم دونوں کے ساتھ رہیں گے۔ میں نیلماں کا تعاقب کرتی رہوں گی۔"

ثانی نے لال بہادر کے دماغ میں پہنچ کر ثنا اور سلمان کو جانے کے لیے کہا۔ وہ دونوں چلے گئے۔ رات کی تاریکی میں نیلماں ایک جنگل سے گزر رہی تھی اور بار بار رک کر چاروں طرف اندھیرے میں دیکھنے کی ناکام کوششیں کر رہی تھی۔ اسے شبہ تھا کہ اس کا تعاقب کیا جا رہا ہے۔ درختوں کے سوکھے پتے زمین پر بکھرے ہوئے تھے۔ ان پر پاؤں رکھتے ہوئے آگے جانا ضروری تھا۔ وہ پتے قدموں تلے آکر چرچراہٹ کی آوازیں پیدا کرتے تھے۔

جب نیلماں رکتی تھی تو ثانی لال بہادر کو بھی روک دیتی تھی۔ اس کے باوجود وہ جانتی تھی کہ چلتے وقت صرف اس کے قدموں ہی

نہیں بلکہ پیچھے یا آس پاس بھی ایسی آوازیں آتی ہیں پھر اس کے رکتے ہی دوسری طرف کی آوازیں بھی رک جاتی ہیں۔

ایسے تاریک جنگل میں نیلماں کو دبوچ لینا آسان تھا۔ لال بہادر مجھوا جوان تھا۔ نیلماں اس کی مردانہ قوت کے آگے بے بس ہو جاتی لیکن دوسرے پہلو سے دیکھا جائے تو لال بہادر کے ذریعے ناصرہ کو جسمانی طور پر نقصان پہنچتا اور جب نیلماں دیکھتی کہ ناصرہ جسمانی طور پر جکڑی گئی ہے اور جکڑنے والے مسلمان اسے مقدس آیات کے ذریعے زیر کریں گے تو وہ اپنی شیطانی فطرت کے باعث ناصرہ کے جسم سے نکل کر اسے مردہ بنا دیتی۔

وہ پہلے بھی دھمکی دے چکی تھی کہ ناصرہ کے جسم کو جبراً اس سے چھینا گیا تو اس کا آخری راستہ یہی ہوگا کہ اس کی آتما ناصرہ کو مردہ بنا کر کہیں بھٹکتی رہنا منظور کرے گی لیکن مقدس آیات پڑھنے والوں کے قابو میں نہیں آئے گی۔

اسے قابو میں کرنے کے لئے بڑی حکمتِ عملی کی ضرورت تھی۔ پارس اور پورس وہاں جسمانی طور پر موجود رہتے تو کوئی مکاری دکھا سکتے تھے۔ ابھی وہ دونوں لندن میں تھے اور دوسرے دن سے پہلے انڈیا جانے والی کوئی فلائٹ نہیں تھی۔ پورس نے کہا۔ "پارس! فرض کرو، میں نیلماں کی بات مان لوں اور ناصرہ کو حاصل کرلوں تو تم مجھے کس طرح نیلماں سے نجات دلا کر ناصرہ کو ہمیشہ میرے پاس رہنے دو گے؟"

پارس نے کہا۔ "میں ابھی ایسی ہی ایک الٹی چال سوچ رہا تھا کہ نیلماں کو خوش کرنے کے لئے تمہیں پہلے اس کے زیر اثر پہنچایا جائے۔ اس کی پہلی کوشش یہی ہوگی کہ وہ تنویمی عمل کے ذریعے تمہیں اپنا تابع بنائے۔ اس دوران میں ثانی اور انکل پاشا وغیرہ تمہارے دماغ میں موجود رہیں گے۔ اسے پتا نہیں چلے گا کہ اس کا عمل ناکام ہو رہا ہے۔ اور تم اس کے معمول اور تابع ہونے کی ایکٹنگ کامیابی سے کرتے رہو گے۔ وہ تمہارے اصل چور خیالات پڑھنے میں بھی ناکام رہے گی۔ ہمارے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے تمہاری ایکٹنگ کو کامیاب بناتے رہیں گے۔"

"کوشش یہ ہونی چاہیے کہ اسے کسی طرح کا شبہ نہ ہو اور وہ ناصرہ کا جسم چھوڑ کر نہ جائے۔"

"یار! ہم دو مکار ملے ہیں تو پھر نیلماں ہمارے درمیان ایک کٹھ پتلی بن کر رہ جائے گی۔"

ثنا نے کہا۔ "میں نیلماں سے پھر ایک بار رابطہ کرنے کی کوشش کرتی ہوں۔ وہ بات کرنے پر آمادہ ہو گئی تو اس سے کہوں گی کہ میرے بھائی جان ناصرہ بھابی کے بغیر نہیں رہ سکیں گے۔ بھائی جان نے پارس اور ثانی سے جھگڑا کر لیا ہے۔ ان سے علیحدہ ہو کر اس کے پاس آکر ناصرہ بھابی کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں۔"

اس میں شبہ نہیں تھا کہ پارس اور پورس ناممکن کو ممکن بنا دیتے لیکن قدرت کچھ اور چاہے تو ذہانت اور مکاری کام نہیں

آتی۔ ثنا ثانی کے پاس پہنچ کر اسے یہ تدبیر بتانا چاہتی تھی لیکن وہاں حالات اچانک بدل گئے تھے۔ جنگل کے درمیان سے گزرنے والے ایک راستے پر ایک بڑی سی ویگن آرہی تھی۔ ناصرہ نے نیلماں کی مرضی کے مطابق اسے رکنے کا اشارہ کیا۔ بھلا ایک حسین اور جوان عورت کو دیکھ کر کون گاڑی نہ روکتا؟ اس کے رکتے ہی ناصرہ اس میں بیٹھی پھر وہ گاڑی تیزی سے آگے بڑھ گئی۔

ثانی، لال بہادر کو دوڑاتی ہوئی اس سڑک تک آئی تو وہ گاڑی بہت دور نکل چکی تھی۔ ثنا نے آکر یہ سب کچھ دیکھتے ہوئے کہا۔ "ابھی میرے دونوں بھائیوں نے نیلماں کو قابو میں کرنے کی بہت اچھی تدبیر سوچی تھی مگر وہ تو اب نہ جانے کہاں جا رہی ہوگی؟ کیا ہم اس کے دماغ میں چلیں؟"

ثانی نے کہا۔ "ہم کسی وقت بھی اس کے دماغ میں جا سکتے ہیں لیکن ضروری نہیں ہے کہ جو سنہری موقع پہلے ہاتھ آیا تھا، وہ موقع پھر مل سکے۔ وہ دیکھو ایک گاڑی کی ہیڈ لائٹس نظر آرہی ہیں۔"

ثانی نے لال بہادر کو سڑک پر لا کر کھڑا کر دیا۔ وہ دونوں ہاتھ اٹھا کر گاڑی کو رکنے کا اشارہ کرنے لگا۔ وہ پولیس فورس کی ایک بڑی سی گاڑی تھی۔ اس کے قریب آکر رک گئی۔ لال بہادر نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔ "صاب! آپ یقین نہیں کریں گے۔ ہمرے گاؤں میں ایک بلا آئی تھی۔ وہ ابھی اگلی گاڑی میں بیٹھ کر بھاگ رہی ہے۔ حجور مائی باپ ہم کو ادھر لے چلو۔"

ایک انسپکٹر نے کہا۔ "تعجب ہے۔ ہم بھی اس گاڑی کا پیچھا کر رہے ہیں۔ چلو پیچھے بیٹھ جاؤ۔"

لال بہادر پیچھے مسلح سپاہیوں کے قدموں میں آکر بیٹھ گیا۔ گاڑی تیز رفتاری سے جانے لگی۔ اس کی رفتار سے اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ اگلی گاڑی تک پہنچ جائیں گے۔ تقریباً ایک گھنٹے بعد ہیڈ لائٹس کی روشنی میں دور ایک عورت سڑک پر پڑی ہوئی نظر آئی۔ ڈرائیور نے قریب پہنچ کر گاڑی روک دی۔ ثانی اور ثنا نے لال بہادر کے ذریعے دیکھا۔ سڑک پر ناصرہ کا مردہ جسم پڑا ہوا تھا۔ اگلی گاڑی والے اس کی لاش پھینک کر چلے گئے تھے۔

لال بہادر نے پہلے کبھی کھنڈر میں رہنے والی ناصرہ کو نہیں دیکھا تھا۔ انسپکٹر نے پوچھا۔ "کیا یہ وہی بلا ہے؟"

"ہم نہیں جانتے مائی باپ! وہ ہم کو دوڑاتے ہوئے اپنے پیچھے لا رہی تھی۔ ہم نے اس کی صورت نہیں دیکھی تھی۔"

ایک پولیس افسر نے کہا۔ "لاش کو جلدی سے گاڑی میں رکھو۔ اس کالے جلوہ کرنے والے گرو گھنٹال کو ہم بچ کر جانے نہیں دیں گے۔"

ثانی اور ثنا اس افسر کی بات پر چونک گئیں پھر دماغی طور پر پارس، پورس اور سلمان کے پاس آکر بتایا۔ ثانی اپنی جگہ سے اٹھ کر پورس کے پاس بیٹھ گئی۔ اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر بولی۔ "حوصلہ تو کرنا ہی پڑے گا۔ ناصرہ کو بھول جاؤ۔ وہ اب اس دنیا میں

نہیں رہی۔ ہم سب کو چھوڑ گئی ہے۔"

پورس نے سر جھکا کر آنکھیں بند کر لیں۔ اس کمرے میں سب کو چپ لگ گئی تھی۔ کمرے کا ماحول سوگوار ہو گیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد پورس نے کہا۔ "میں اس کے لئے کچھ نہ کر سکا۔ کیا اس کا آخری دیدار بھی نہیں کر سکوں گا؟"

ثانی نے کہا۔ "میں ابھی معلوم کرتی ہوں کہ اسے کس شہر کے کس اسپتال کے مردہ خانے میں رکھا جائے گا پھر ہم وہاں چلیں گے۔"

ثانی نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ اس پولیس افسر کے دماغ میں پہنچی تو اس کے خیالات پڑھ کر حیران رہ گئی۔ ناصرہ کی لاش کو گاڑی کے پچھلے حصے کے فرش پر رکھا گیا تھا۔ دو طرفہ سیٹوں پر مسلح سپاہی بیٹھے ہوئے تھے۔ اچانک انہیں بدبو کا احساس ہوا۔ انہوں نے گاڑی کی اندرونی لائٹ جلا کر دیکھا تو اس لاش کی کھال اور گوشت گل رہا تھا۔ لیس دار پانی بہتا جا رہا تھا۔ سب نے اپنے منہ اور ناک پر کپڑا باندھ لیا۔ آگے بیٹھے ہوئے افسران نے بھی بُو محسوس کی۔ انہیں بتایا گیا کہ لاش گل رہی ہے۔ لیس دار پانی بہہ رہا ہے مگر خون کی سرخی نظر نہیں آ رہی ہے۔

وہ کالی کٹ کے اسپتال پہنچے تو کچھ لیس دار پانی رہ گیا تھا۔ باقی گاڑی سے نیچے گر تا گیا تھا۔ اب وہاں لاش کی جگہ ہڈیوں کا ڈھانچا رہ گیا تھا۔ اسپتال کا عملہ بھی منہ اور ناک پر کپڑا باندھ کر اس ڈھانچے کو ایک کمرے میں لے گیا۔ وہاں ہڈیوں کا ایک اسپیشلسٹ تھا۔ اس نے ڈھانچے کا معائنہ کیا پھر پولیس افسران کو حیرانی سے دیکھ کر کہا۔ "مجھے یقین نہیں آ رہا ہے۔ میں بھارت کے دوسرے بون اسپیشلسٹس کو بھی بلاؤں گا مگر میرا تجربہ کہہ رہا ہے کہ یہ جس عورت کا ڈھانچا ہے' وہ دو برس پہلے مر چکی تھی۔ یہ بات سمجھ سے باہر ہے کہ یہ دو برس تک گوشت اور پوست کے جسم میں کیسے رہی؟"

ثانی نے دماغی طور پر حاضر ہو کر پوچھا۔ "پورس! تمہیں ناصرہ کب ملی تھی' یعنی اس سے پہلی ملاقات سے اب تک کتنا عرصہ گزر چکا ہے؟"

"یہی کوئی دو یا ڈھائی برس مگر تم یہ کیوں پوچھ رہی ہو؟"

"سوری پورس! اب دل پر پتھر رکھ لو۔ اس کا آخری دیدار بھی نہیں کر سکو گے۔ وہ اپنی موت کے بعد ہڈیوں کا ڈھانچا بن چکی ہے۔"

"یہ تم کیا کہہ رہی ہو؟"

"یہ کالی کٹ اسپتال کا ایک بون اسپیشلسٹ کہہ رہا ہے کہ وہ دو برس پہلے وفات پا چکی تھی۔ بھارت کے دوسرے بون اسپیشلسٹس بھی اس ڈھانچے کا معائنہ کرنے والے ہیں۔ مگر ہم حقیقت جانتے ہیں۔ ناصرہ کی موت دو برس پہلے واقع ہو چکی تھی۔ اس کے جسم کو نیلماں کی آتما نے سنبھالا ہوا تھا۔ چونکہ روح اندر تھی اس لئے جسم گلنے سے محفوظ رہا تھا۔"

پارس نے ایک سرد آہ بھر کر پورس سے کہا۔ "میرے دوست! ہم قدرتی حالات کو بھول گئے تھے کہ انسان مرنے کے بعد گوشت پوست سے محروم ہو جاتا ہے۔ تقدیر تمہیں گوشت پوست کا ایک کھلونا دے کر دو برس سے بہلا رہی تھی۔"

ناصرہ کی موت پر ثنا کی آنکھوں میں آنسو آ رہے تھے اور وہ سب سے چھپ کر آنکھیں پونچھ رہی تھی پھر اس نے کہا۔ "لعنت ہو نیلماں پر۔ اللہ کرے وہ بھی فنا ہو گئی ہو۔"

اس کی بات پر سب ہی چونک گئے۔ جب وہ ناصرہ کے جسم کے ساتھ کامیابی سے فرار ہو چکی تھی تو پھر اس نے ناصرہ کا جسم کیوں چھوڑ دیا تھا؟ جبکہ اس نے آتما شکتی پوری طرح حاصل نہیں کی تھی اور نہ ہی وہ ناصرہ کو خود کسی شکتی کے بغیر چھوڑ سکتی تھی اور نہ اپنی آتما کو بھٹکانا چاہتی تھی؟

کیا اسے ایسا کوئی ذریعہ حاصل ہو گیا تھا کہ اس کی آتما جسم بدلنے میں کامیاب ہو گئی؟ اور اس طرح نیلماں کیا ابھی زندہ ہے؟

سلمان' ثانی اور ثنا نے بیک وقت خیال خوانی کی پرواز کی۔ نیلماں تک پہنچنا چاہا مگر ناکام ہو کر دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہو گئے۔ نیلماں کا سراغ نہیں ملا۔

ثانی نے کہا۔ "وہ دنیا میں موجود ہے۔ جب تک ناصرہ کے جسم میں رہی' ناصرہ کی آواز اور لب و لہجے میں بولتی رہی۔ اب وہ جس عورت کے جسم میں بھی گئی ہو گی تو اسی عورت کے لب و لہجے میں بولے گی اور ہم اس نئے لب و لہجے کو نہیں جانتے ہیں۔ اسی لئے نیلماں تک پہنچنے میں ناکام ہو رہے ہیں۔"

وہ سب اپنے اپنے طور پر سوچنے لگے کہ پوری طرح آتما شکتی حاصل نہ کرنے کے باوجود نیلماں نے جسم کیسے تبدیل کیا ہے؟

میں نے بابا صاحب کے ادارے کے انچارج خلیل بن مکرم سے کہہ دیا کہ امریکی اکابرین دو گھنٹے کے اندر ان تمام مسلمان مجاہدین کو رہا کرنے والے ہیں جنہیں خفیہ قید خانوں میں رکھا گیا تھا۔ اسرائیل میں بھی ایک انڈر گراؤنڈ قید خانے میں ایسے مجاہدین کو رکھا گیا تھا جو امریکا اور یورپ والوں کے لیے بہت ہی خطرناک تھے۔ ایسے فولادی دماغوں کے حامل تھے کہ ان پر تنویمی عمل عارضی طور پر اثر کرتا تھا پھر وہ دو چار گھنٹوں میں نارمل ہو کر تنویمی عمل سے نجات حاصل کر لیتے تھے۔

ان میں سے تین مجاہدین سے مغربی ممالک بہت خوف زدہ تھے۔ ایک مجاہد کا نام قاسم بن حشام' دوسرے کا نام مرحبا توصیف اور تیسرے کا نام فرہاد گیلانی تھا یعنی وہ میرا ہم نام تھا اور اس کا تعلق ایران سے تھا۔

بابا صاحب کے ادارے میں تمام قیدی مجاہدین کی فہرست اور ان کا مکمل ریکارڈ موجود تھا۔ ان میں سے مرحبا توصیف کا تعلق سعودی عرب کے شہر جدہ سے تھا۔ وہ نہایت ذہین اور سیاسی چالوں

کو سمجھنے والا تھا اور بڑی زبردست چالیں چل کر انڈر گراؤنڈ قید خانے سے فرار ہو گیا تھا۔ اب ایک اسلامی ملک میں پناہ لیے ہوئے تھا۔ امریکی ہر حال میں اسے گرفتار کرنے اور مار ڈالنے پر تلے ہوئے تھے۔

ان مجاہدین کی رہائی کے وقت ثانی' ثنا' جلال پاشا اور سلمان کو بلایا گیا۔ میں بھی موجود رہا۔ ہم سب ایک بہت بڑے ٹی وی اسکرین پر ان کے ریکارڈ کے مطابق ان کی تصدیق کرتے رہے۔ ان سب کو ان کے ملکوں تک پہنچانے کے لیے خصوصی طیاروں کے انتظامات کیے گئے تھے۔

ہم سب نے ایک ایک بات ایک ایک نکتے کو اہمیت دے کر اطمینان حاصل کیا کہ تمام مطلوبہ مجاہدین کو رہا کر دیا گیا ہے۔ ویسے اتنی احتیاط کے باوجود ہم کہیں کہیں دھوکا کھا گئے۔ جب ٹارچر سیلوں میں یہ دیکھا گیا کہ قاسم بن حشام اور فرہاد گیلانی فولادی دماغ کے حامل ہیں اور ان کا برین واش نہیں کیا جا سکے گا تو ان دونوں کو بڑی رازداری سے موت کے گھاٹ اتار دیا گیا تھا اور پلاسٹک سرجری کے ذریعے ان کی ڈمی تیار کی گئی تھی۔ ان کی آواز اور لب و لہجے کی کامیاب نقل کرائی گئی تھی اور ان کے ماضی کے بارے میں بہت کچھ بتا کر دوسرے قاسم بن حشام اور فرہاد گیلانی تیار کیے گئے تھے۔ ہم ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی دھوکا کھا گئے تھے۔ ان پر تنویمی عمل کیا گیا تھا۔ لہٰذا ان کے چور خیالات بھی یہی ثابت کرتے رہے کہ وہی ہمارے مطلوبہ قاسم بن حشام اور فرہاد گیلانی ہیں اور چند ایسے مجاہدین تھے جن کے برین واش کر دیے گئے تھے' تنویمی عمل کے باعث بظاہر مسلمان جان نثار تھے لیکن درپردہ امریکی ایجنٹ بن چکے تھے۔

صرف ایک مرحبا توصیف اصلی تھا جسے امریکی مار ڈالنے کے لیے پاگل ہو رہے تھے۔ اس کے لیے ہم نے امریکی اکابرین سے کہہ دیا تھا کہ وہ مرحبا کو ہلاک کرنے کے لیے جتنے خفیہ ہتھکنڈے استعمال کریں گے' ان کے جواب میں ہماری طرف سے بھی کارروائیاں ہوتی رہیں گی۔

ایک طرح سے دیکھا جائے تو ہم ان تمام مجاہدین کو رہائی دلا کر کسی حد تک امریکی فریب میں آ چکے تھے۔ مجاہدین کے درمیان چھپے ہوئے امریکی ایجنٹوں کو پہچاننا ممکن نہیں تھا۔ خاص طور پر قاسم بن حشام اور فرہاد گیلانی ایسے زبردست امریکی ایجنٹ تھے جن کی رہائی کے بعد ان کے ممالک کے اکابرین اور عوام انہیں پھولوں کے ہار پہنانے والے تھے۔ کوئی انہیں نقال اور جعلی مجاہدین تسلیم کرنے کو تیار نہ ہوتا۔

ثانی' پارس' پورس' ثنا' جلال پاشا اور سلمان پیرس آ گئے تھے۔ علی نے بڑی گرم جوشی سے پورس کو گلے لگا کر استقبال کیا پھر کہا "تمہارے ساتھ جو ٹریجڈی ہوئی' اس کا مجھے بہت افسوس ہے۔ ویسے نیلماں اگر زندہ ہے تو ہم اسے سکون سے رہنے نہیں دیں گے۔"

فہمی نے کہا "پورس! تم پارس کی کاربن کاپی ہو۔ بدترین حالات سے نمٹنے یا کوئی صدمہ اٹھانے کے بعد جلد ہی دوسرے معاملات میں مصروف ہو کر گزری ہوئی باتوں کو بھول جاتے ہو۔ ایم آئی رائٹ؟"

پورس نے مسکرا کر کہا "میں دیکھ رہا ہوں کہ میں اپنے بارے میں اتنا نہیں جانتا' جتنا تم سب میرے بارے میں جانتے ہو۔"

وہ سب قہقہے لگانے لگے۔ شیڈو بھی ان کے ساتھ تھا۔ علی نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا "ہماری ٹیم میں شیڈو جیسے ذہین ساتھی کا اضافہ ہوا ہے۔ کیوں شیڈو! ہم نے سنا ہے کہ تم زبردست پلان میکر ہو؟"

"میں اپنے بارے میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ یہ میری خوش قسمتی ہے کہ ایک گھنٹا پہلے میڈم سونیا اور فرہاد صاحب نے مجھ سے مجاہدین کی رہائی کے سلسلے میں میری رائے طلب کی تھی۔ میں نے شبہ ظاہر کیا ہے کہ ان مجاہدین میں آٹے میں نمک کے برابر ہی سہی' امریکی ایجنٹ ضرور ہوں گے۔"

علی نے کہا "پھر تو تمہیں ایسے خفیہ ایجنٹوں کو ڈھونڈ نکالنا چاہیے۔ ہم تمہارے ساتھ رہیں گے۔"

شیڈو نے کہا "میں نے آپ کے پاپا سے کہا ہے کہ سب سے پہلے ایسے دو اہم مجاہدین پر توجہ دی جائے جو امریکی دماغ کے چھوڑے ہیں۔ میرا ذہن نہیں مانتا کہ ہمارے سامنے زہریلا سانپ آئے اور ہم اسے مارے بغیر چھوڑ دیں۔ لہٰذا قاسم بن حشام اور فرہاد گیلانی اگر چھوڑے گئے ہیں تو اب وہ امریکا کے لیے زہریلے

نہیں رہیں گے۔ ان دونوں پر گہری نظر رکھنی چاہیے۔"
"بابا تم سے متفق ضرور ہوں گے۔"
"ایسے متفق ہوئے ہیں کہ آپ کی مما (سونیا) اور پاپا دونوں لیبیا گئے ہیں کیونکہ قاسم بن حشام لیبیا کے شہر طرابلس کا باشندہ ہے۔"

بے شک شیڈو غیر معمولی ذہانت کا حامل تھا۔ اس کی یہ بات میرے اور سونیا کے دل کو لگی تھی کہ امریکا کی نظروں میں تین زہریلے مجاہد تھے جن میں سے مرحبا توصیف بہت پہلے ہی فرار ہوگیا تھا۔ باقی دو میں قاسم بن حشام اور فرہاد گیلانی تھے جنہیں امریکا کسی حال میں زندہ نہیں چھوڑ سکتا تھا۔ ہم ٹیلی پیتھی اور تنویمی عمل کی ایک ایک تکنیک کو سمجھنے کے باوجود دھوکا کھا سکتے تھے۔

ہم اس میں سے قاسم بن حشام کی اصلیت معلوم کرنے اور اگر وہ اصلی نہیں ہے تو اسے بے نقاب کرنے کے لیے طرابلس پہنچ گئے تھے۔ اسے امریکا کے ایک خصوصی طیارے سے پہنچایا گیا تھا۔ وہاں کے حکام کو بتایا گیا تھا کہ فرہاد علی تیمور کے مطالبے کے مطابق اسے رہا کیا جا رہا ہے۔ لیبیا کے حکام نے بابا صاحب کے ادارے سے تصدیق کی تھی پھر عام اعلان کیا تھا کہ مجاہد اعظم قاسم بن حشام رہائی پاکر وطن واپس آرہا ہے۔

ائرپورٹ سے ایک کھلے میدان تک عوام کا ہجوم تھا۔ اس میدان میں ایک اونچا شاندار اسٹیج بنایا گیا تھا۔ قاسم بن حشام کو پھولوں کے ہاروں سے لاد کر زندہ باد کے نعرے لگاتے ہوئے اسٹیج پر لایا گیا تھا۔ وہاں اس نے وطن کے لیے اپنا خون نچوڑنے، عوام کے لیے جان کی بازی لگانے کے علاوہ اسلامی حوالوں سے بڑی ایمان افروز تقریر کی تھی۔ عوام کا جوش و جنون قابلِ دید تھا۔ ایک نہیں کئی اسلامی ممالک میں کٹھ پتلی بن کر رہنے والے سیاست داں ایسی ہی جوش دلانے والی تقریروں کے ماہر ہوتے ہیں۔

وہ صبح دس بجے وہاں پہنچا تھا اور شام تک اپنے لیے زندہ باد کے نعرے لگواتا رہا تھا۔ اس شہر میں بڑی چہل پہل رہی۔ لوگ اس کی رہائی سے بہت خوش تھے۔ اسی دوران میں اور سونیا ایک فلائٹ کے ذریعے طرابلس جا رہے تھے۔ سفر کے دوران میں سونیا ایک بار واش روم میں گئی۔ تھوڑی دیر بعد واپس آکر میرے پاس بیٹھ کر ایک انگلی سے اپنے سر کی طرف اشارہ کیا۔ میں نے اس کے دماغ میں پہنچ کر پوچھا "کوئی خاص بات؟"

"ہاں۔ یہاں سے دو قطار آگے ایک شخص بیٹھا ہوا ہے۔ میری نظریں اچانک اس سے ملیں تو میں نظریں چراتی ہوئی آگئی۔ اس کی آنکھیں مقناطیسی ہیں۔ فوراً میرے دماغ میں بات آئی کہ تھارن آوین کی آنکھیں بھی ایسی ہی ہیں۔"

"تم تو بڑی قوتِ ارادی کی مالک ہو۔ تمہاری بہت ساری خوبیوں میں سے ایک خوبی یہ ہے کہ پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرکے انجان بن جاتی ہو۔ ان لہروں کو خیالات پڑھنے دیتی ہو اور ان خیالات کو بھٹکاتی رہتی ہو پھر تم نے اس کی مقناطیسی آنکھیں دیکھ کر نظریں کیوں پھیر لیں؟"

"بھئی تم مرد ہو۔ سچ بولوں گی تو حسد اور رقابت سے جلنے لگو گے۔"

میں نے مسکرا کر کہا "تم نے اسے پھانسنے کے لیے نظریں پھیر لیں۔ مرد ادھر جاتا ہے، جدھر عورت نہیں پھنستی۔ تم نے نظریں پھیر کر یہ تاثر دیا ہے کہ اس کی مقناطیسی آنکھوں سے متاثر ہوگئی ہو مگر نظریں چرا رہی ہو۔"

"ہاں اب تو بڑھاپا آگیا ہے۔ اب کیا رقابت سے جلوگے؟"

"کیا میں بوڑھا دکھائی دیتا ہوں؟"

"تمہاری طرح میں بھی بوڑھی دکھائی نہیں دیتی لیکن یہ بھی نہیں بھولتی کہ ہم دادا دادی بن چکے ہیں۔"

"میری جان! جوانی کے احساس کو باقی رہنے دو۔ کام کی بات کرو۔"

"اس کے ساتھ جوان عورت بیٹھی ہوئی ہے۔ کیا وہ الپا ہوسکتی ہے؟"

"ہمارے بچوں نے بتایا تھا کہ تھارن، الپا کو لے کر جرمنی سے فرانس گیا ہے۔"

"اور یہ روسی طیارہ ہے۔ پیرس سے ہو کر طرابلس جا رہا ہے۔"

"پھر تو وہ الپا اور تھارن ہوسکتے ہیں۔ شیڈو تھارن اور مسٹر ڈان نون کے ساتھ مجرمانہ زندگی گزار چکا ہے۔ وہ ہمیں گائیڈ کرسکتا ہے۔"

میں نے خیال خوانی کی پرواز کی پھر شیڈو سے پوچھا "تھارن کے بارے میں تمہارا کیا کہنا ہے؟ وہ الپا کے ساتھ آزادی سے رہنے کے لیے کن ممالک میں جاسکتا ہے۔"

وہ ذرا سوچ کر بولا "امریکا اور اسرائیل جن ممالک سے دشمنی رکھتے ہیں اور جن سے سفارتی تعلقات بھی نہیں رکھتے، وہاں جاسکتا ہے۔"

"درست کہہ رہے ہو۔ لیبیا میں تو کوئی امریکی اور اسرائیلی ائرویز کمپنیاں بھی نہیں ہیں۔ ہم لیبیا جانے والے طیارے میں ایک مقناطیسی آنکھوں والے شخص کو دیکھ رہے ہیں۔"

"سر! اس کے ساتھ الپا ہوگی مگر دونوں چہرے سے پہچانے نہیں جائیں گے۔ ان کی ظاہری پہچان یہ ہے کہ الپا ہمیشہ اپنے عامل تھارن سے سہمی رہتی ہے اور تھارن فلائٹ میں ضرور پی رہا ہوگا۔"

میں نے اس کا شکریہ ادا کیا اور اس کی باتیں سونیا کو بتائیں۔ اسی وقت ایک ائرہوسٹس شراب کی ٹرالی لے جارہی تھی۔ تھارن نے اسے روک کر وہسکی کا ڈبل پیگ لیا۔ سونیا نے کہا "بابا ہوگیا۔ وہ پی رہا ہے تم اس کی کھوپڑی کے بارہ بجا سکتے ہو۔"

میں نے اس کے اندر پہنچ کر اس کے خیالات پڑھے۔ وہ دونوں واقعی الپا اور تھارن آوین تھے۔ وہ اس لیے طرابلس جا رہے

کہ وہاں امریکی اور اسرائیلی سراغ رسانوں سے زیادہ خطرہ نہیں وہاں کئی بار دشمن سراغ رساں پکڑے گئے تھے اور انہیں گولی ی گئی تھی۔

سونیا نے کہا "پارس چاہتا ہے کہ الپا زندہ رہے مگر نگر نگر ی اور ذلیل و خوار ہوتی پھرے۔"

"ہاں اس نے ہمارے بیٹے کو کئی بار فریب دیا ہے۔ اس کی بیٹی ماں بن کر بھی اسے چھوڑ کر چلی گئی۔ اب اپنی بیٹی کو بھی بھول گئی ہے۔"

"انسان ایسے بھی ہوتے ہیں۔ ذلیل و خوار ہونے کے باوجود سمجھ نہیں پاتے کہ اپنی کرنی کا پھل پا رہے ہیں۔ خود کو یہ کہہ کر تسلیاں دیتے ہیں کہ تقدیر میں یہی لکھا تھا۔ وہ ذلیل عورت تھارن سے مجرم شرابی کی داشتہ بنی ہوئی ہے۔ مجھے یہ اچھا نہیں لگتا۔"

"کیا اچھا نہیں لگتا؟"

"یہی کہ دھوکے سے ہی سہی، جو کچھ عرصہ ہماری بہو رہ چکی ہے وہ اس طرح داشتہ بنی رہی۔ اسے تھارن سے الگ کردو۔"

"ٹھیک ہے۔ طرابلس پہنچنے کے بعد دونوں الگ ہو جائیں گے۔"

"اور میری شاگرد اور میری بہو ثانی کہہ رہی تھی کہ اسرائیلی ابرین کو اس ٹیلی پیتھی جاننے والی سے محروم رہنا چاہیے۔"

"ہماری بہو کی بھی خواہش پوری ہو جائے گی۔"

ہم رات کے آٹھ بجے طرابلس پہنچ گئے۔ امیگریشن کاؤنٹر پر قطار میں کھڑے تھے۔ اسی قطار میں الپا اور تھارن تھے۔ وہ اپنے سامنے کھڑی ہوئی الپا کو زیرِ لب گالیاں دے رہا تھا۔ میں نے سونیا سے خیال خوانی کے ذریعے کہا "تھارن خر دماغ ہے۔ الپا جیسی ٹیلی پیتھی جاننے والی پر قبضہ کرکے خود کو بہت محفوظ اور طاقت ور سمجھنے لگا ہے۔ ذرا سا غصہ آئے تو اسے گالیاں دینے لگتا ہے۔"

ہم امیگریشن کاؤنٹر سے لگیج ہال میں آئے۔ ہمارے پاس زیادہ سامان نہیں تھا۔ صرف سفری بیگ تھے۔ لگیج ہال سے باہر آکر ہم بوتل پینے کے لیے رک گئے۔ ان کا بھی انتظار تھا۔ وہ دونوں سامان کی ٹرالی لے کر ہماری طرف آئے۔ الپا نے ایک بوتل لی پھر ... کر بولی "یہ لو۔ تم پیو گے؟"

وہ بولا "کتے کی بچی۔ میں نے وہسکی پی ہے۔ لیمن اسکواش پلا کر نشہ اتارنا چاہتی ہے؟"

الپا نے شرمندہ سی ہو کر ہمیں اور آس پاس کے لوگوں کو دیکھا پھر کہا "سب کے سامنے گالیاں تو نہ دیا کرو۔"

"تو گالیوں کی بات کرتی ہے۔ میں تو سب کے سامنے....."

اس نے مارنے کے لیے ہاتھ اٹھایا۔ سونیا نے اس کی کلائی پکڑلی پھر بولی "کتے کے بچے! مرد ہے تو کلائی چھڑا لے۔"

اس نے کلائی چھڑانے کی کوشش کی۔ سونیا نے ایک جھٹکے سے اس کے ہاتھ کو گھمایا تو پورے کا پورا دوسری طرف گھوم گیا۔

سونیا نے اس کے بیٹھنے کی جگہ ایک لات ماری۔ وہ لڑکھڑاتا ہوا آگے جا کر ڈسٹ بن کے پاس ایسے گرا کہ منہ کچرے کے اندر چلا گیا۔

الپا نے سونیا کے سامنے آکر کہا "پلیز ایسا نہ کرو۔ یہ میرا ماسٹر، میرا مطلب ہے، میرا شوہر ہے۔"

وہ رومال سے اپنا منہ پونچھتے ہوئے الپا سے بولا "یہاں مناسب نہیں ہے۔ میں تھوڑی دیر بعد حکم دوں گا پھر تم اس عورت کے دماغ میں زلزلہ پیدا کرو گی۔"

الپا خیال خوانی کے ذریعے بولی "ہوش میں رہو۔ دماغ اور زلزلے والی بات نہ کرو۔ کوئی بھی ہم پر شبہ کرسکتا ہے۔ پلیز یہاں سے چلو۔"

الپا بوتل لیے بغیر بل ادا کرکے اسے لے گئی۔ میں نے خیال خوانی کے ذریعے کہا "ثانی! تم نے اور ثنا نے تھارن آوین کو اپنا معمول اور تابع بنایا ہے۔ تم میں سے کوئی اس کے دماغ میں رہے۔ اسے حکم دے کہ وہ الپا پر کوئی ظلم نہ کرے۔ اپنی رہائش گاہ میں پہنچ کر پہلے الپا کو سونے کا حکم دے اور یہ کہہ دے کہ الپا اپنے دماغ میں پرائی سوچ کی لہروں کو آنے دے۔ اس کے بعد تھارن کو سونے کا حکم دیا جائے۔"

میں دماغی طور پر حاضر ہوا۔ سونیا نے کہا "اس کم بخت کے ساتھ چلو۔ یہ اپنی ذلت کا غصہ الپا پر اتارے گا۔"

"ایسا کچھ نہیں کرے گا۔ میں نے ابھی ثانی سے کہہ دیا۔ وہ الپا پر دوبارہ تنویمی عمل کرنے کی خاطر میرے لیے راستہ ہموار کرے گی۔"

ہم نے باہر آکر ٹیکسی لی۔ میں نے ڈرائیور کو فائیو اسٹار ہوٹل چلنے کے لیے کہا۔ تھارن کے خیالات کہہ رہے تھے کہ اسی ہوٹل میں جا رہا ہے۔ ہوٹل پہنچ کر کاؤنٹر پر اس نے سونیا کو غراتے ہوئے دیکھا۔ اس کی آنکھیں واقعی بہت خطرناک تھیں مگر خطرات سے کھیلنے والی سونیا کے لیے کچھ بھی نہیں تھیں۔ سونیا نے کہا "ذرا اور خوں خوار نظروں سے دیکھو۔ شاید میں ڈر کے مارے ماں کی گود میں چھپ جاؤں۔"

وہ الپا سے بولا "یہاں سے چلو۔ ہم دوسرے ہوٹل میں جائیں گے۔"

سونیا نے مجھ سے کہا "ڈیئر! ہم بھی اسی ہوٹل میں جائیں گے۔"

اس نے غصے میں الپا کو حکم دیا کہ سونیا کے دماغ میں زلزلہ پیدا کرے۔ وہ حکم کی بندی تھی۔ سونیا کے دماغ میں آکر زلزلہ پیدا کرنے کی کوششیں کیں پھر بولی "اس پر اثر نہیں ہو رہا ہے۔"

وہ الپا کو گالیاں دینا چاہتا تھا۔ اسی وقت ثانی نے اس کے دماغ میں آکر کہا "اسٹاپ یو ڈاگ! ہوٹل کا کرایہ لے کر جاؤ۔ الپا کو حکم دو کہ فوراً سو جائے اور پرائی سوچ کی لہروں کو دماغ میں آنے

دے۔"

وہ بولا "جو حکم مگر یہ...... یہ مناسب نہیں....."

"ہوشت اپ! حکم کی تعمیل کرو۔ جیسے ہی الپا سو جائے' تم بھی صبح تک گہری نیند سوتے رہو۔"

اس نے حکم کی تعمیل کی۔ ایک کمرا کرائے پر لے کر الپا کے ساتھ چلا گیا۔ ہم نے اس کے ساتھ والا کمرا لے لیا۔ سونیا نے کہا۔ "آدھے گھنٹے بعد جانا۔ کیا چائے پیو گے؟"

"ابھی نہیں۔ پہلے کام کریں گے پھر رات کا کھانا ہوگا۔ اس کے بعد چائے پی جائے گی۔"

"مجاہدین کی رہائی پر اسلامی ممالک کا ردِ عمل کیا ہے؟"

"عوامی جوش و خروش کل کے اخبارات سے معلوم ہوگا لیکن کئی اسلامی ممالک کے سربراہ ناخوش ہیں۔ امریکی اکابرین سے شکایات کر رہے ہیں۔ کہہ رہے ہیں 'اسلامی انقلابی مہم چلتی رہے گی تو ان کی بادشاہت خطرے میں پڑ جائے گی۔ امریکی اکابرین انہیں تسلی دے رہے ہیں کہ پتنگ کو اونچا اڑانے کے لیے ذرا ڈھیل دینی چاہیے۔ ڈھیل دے کر ڈور کھینچنے سے ان کی بادشاہت کی اڑان اور اونچی ہوگی۔"

"بڑے افسوس کی بات ہے۔ مسلم ممالک کے حکمرانوں کو اسلامی نظام حکومت منظور نہیں ہے۔ وہ اپنی بادشاہت اور برتری قائم رکھنے کے لیے امریکا کے سائے میں رہ کر پڑوسی اسلامی ممالک کے ہی دشمن بنے رہتے ہیں۔"

"یہ پوری صدی تو مسلمانوں کے بکھرنے اور ٹوٹنے میں ہی گزر رہی ہے بلکہ گزر چکی سمجھو۔ آثار بتا رہے ہیں کہ غلامی مسلمانوں کی دین و ایمان بن جائے گی۔"

میں نے تھارن کے دماغ میں پہنچ کر دیکھا۔ وہ گہری نیند میں تھا۔ الپا بھی گہری نیند میں تھی۔ اس نے ثانی کے حکم کے مطابق میری سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کیا۔ میں نے اس کے دماغ سے تھارن آوین کے تنویمی عمل کو مٹایا پھر اپنے طور پر عمل کرنے لگا۔ میں نے اسے اپنی معمولہ بنا کر اس سے پوچھا "کیا تم ثانی اور ثنا کے لب و لہجے کو یاد رکھتی ہو؟"

"ہاں انہیں یاد رکھتی ہوں۔"

"اب انہیں بھول جاؤ اور ایک مردانہ اور ایک زنانہ لہجوں کو یاد رکھو۔ جب یہ لہجے اور آوازیں سنائی دیں تو انہیں اپنے دماغ میں آنے دینا۔ بلکہ انہیں محسوس نہ کرنا۔ باقی کسی بھی پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روک کر بھگا دینا۔"

میں نے پہلے ایک مردانہ آواز اور لب و لہجہ سنایا پھر ایک زنانہ آواز اور لب و لہجہ سنا کر حکم دیا کہ انہیں ذہن نشین کر لو۔ اس کے بعد میں نے پوچھا "کیا تمہیں مملکتِ اسرائیل اور یہودیوں سے لگاؤ ہے؟"

"ہاں مجھے ان سے لگاؤ ہے۔"

"میں حکم دیتا ہوں' تم اسرائیل اور یہودی قوم کے مفادات کی خاطر کبھی کوئی کام نہ کرو۔"

وہ بولی "میں اسرائیل اور یہودیوں کے مفادات کے لیے کوئی کام نہیں کروں گی۔"

"تم ان اسرائیلی اکابرین کے دماغوں میں جا کر معلوم کرو گی کہ وہاں اور کتنے خفیہ قید خانے ہیں جہاں مسلمانوں کو قیدی بنا کر رکھا جاتا ہے۔"

اس نے میرے حکم کی تعمیل کا وعدہ کیا۔ میں نے کچھ اور ایسی باتیں اس کے دماغ میں نقش کرنے کے بعد کہا "تم دو گھنٹے تک تنویمی نیند پوری کرو گی' پھر جاگنے کے بعد تھارن آوین پر تنویمی عمل کر کے اسے اپنا کتا بناؤ گی۔ اس کے دماغ میں یہ نقش کرو گی کہ وہ اپنی آنکھوں کی مقناطیسیت سے کسی کو زیر نہیں کرے گا اور نہ تنویمی عمل کرے گا۔"

وہ تنویمی نیند سونے لگی۔ میں نے ثانی سے کہا "الپا پر تنویمی عمل کر چکا ہوں۔ وہ ایک مردانہ اور ایک زنانہ آوازوں اور لہجوں کو اپنے دماغ میں محسوس نہیں کرے گی۔ باقی سوچ کی لہروں کو دماغ میں نہیں آنے دے گی۔"

میں نے وہ مردانہ اور زنانہ آواز اور لہجے سنائے تو وہ ہنستے ہوئے بولی "پاپا! آپ اتنی کامیابی سے زنانہ آواز کیسے نکال لیتے ہیں؟"

"پریکٹس کرنے سے بہت کچھ سیکھا جا سکتا ہے۔ تمہیں بھی سیکھنا چاہیے۔ فی الحال ان دو آوازوں کی پریکٹس کرو۔"

میں دماغی طور پر حاضر ہوا۔ سونیا نے کہا "تھینکس گاڈ! انہیں فرصت ملی۔ مجھے بھوک لگ رہی ہے۔"

ہم دونوں ڈائننگ ہال میں جانے کے لیے تیار ہو کر باہر نکلے۔ میں نے اپنے کمرے سے "ڈونٹ ڈسٹرب" کا کارڈ نکال کر الپا اور تھارن کے کمرے کے دروازے پر لٹکا دیا تاکہ ہوٹل کا کوئی ملازم آکر دستک نہ دے اور ان کی تنویمی نیند میں خلل نہ پڑے پھر ہم نے اپنے دروازے کو لاک کر دیا۔

اس رات شہر میں چراغاں کیا گیا تھا۔ ان کا مجاہدِ اعظم قاسم بن حشام رہائی پا کر آیا تھا اس لیے جشن منایا جا رہا تھا۔ میں نے ڈائننگ ہال میں پہنچ کر سونیا سے کہا "یہاں کے لوگ قاسم کی رہائی کی خوشی میں رات تک جشن منائیں گے۔ ہم کھانے کے بعد تفریحاً کے لیے جائیں گے۔ اس طرح شہر بھی دیکھ لیں گے اور اس وقت تک الپا کے بارے میں معلوم کرتے رہیں گے کہ اس پر تنویمی عمل کس حد تک کامیاب رہا ہے اور الپا نے تھارن کو اپنا غلام بنایا ہے یا نہیں؟"

وہ بولی "اس شہر کو اچھی طرح دیکھ لینا اور اہم مقامات کو دیکھ لینا ضروری ہے۔ پتا نہیں ہمیں یہاں کتنے دنوں تک رکنا پڑے۔"

"شیڈو بہت ذہین ہے۔ اس کی یہ بات ذہن میں چبھ رہی کہ قاسم بن حشام اور فرہاد گیلانی امریکا کے دماغ کے پھوڑے تھے۔ انہیں اتنی آسانی سے کیسے رہا کر دیا گیا۔ ان کی رہائی کے پیچھے ضرور کوئی امریکی چال ہے۔"

"تم قاسم بن حشام کے دماغ میں جا کر دیکھو۔ اس کی رہائی کے وقت تم اس کے اندر جا چکے ہو۔"

"رہائی کے وقت اس نے مجھ سے کہا تھا۔ فرہاد صاحب! آپ ہماری رہائی کے لیے اچھی طرح چھان بین کر رہے ہیں اس لیے میں نے آپ کو اپنے دماغ میں آنے دیا ہے۔ بے شک آپ میرے چور خیالات بھی پڑھ لیں۔ ویسے میں کبھی کوئی نشہ نہیں کرتا ہوں۔ اپنی جوانی سے عبادت اور ریاضت میں مصروف رہا ہوں اس لیے پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کر لیتا ہوں۔"

سونیا نے کہا "اس کا مطلب ہے۔ تم جاؤ گے تو وہ سانس روک لے گا۔ اگر کوئی امریکی چال ہے تو کسی ماہر کے ذریعے اس پر تنویمی عمل کر کے اس کے دماغ کو حساس بنا دیا گیا ہے اور اس کے چور خیالات کے خانے کو لاک کر دیا گیا ہے۔"

"ہو سکتا ہے' ایسی چالیں چلی گئی ہوں۔ قاسم نے اب تک شادی نہیں کی۔ جہاد میں مصروف رہا۔ اس کے بیوی بچے ہوتے تو ان کے دماغوں میں جا کر......"

میں کہتے کہتے رک گیا پھر بولا "اس کی ماں موجود ہے۔ اس کے دماغ میں پہنچ کر معلوم کیا جا سکتا ہے کہ رہائی کے بعد وہ اپنے بیٹے قاسم میں کوئی چھوٹی بڑی تبدیلی محسوس کر رہی ہے۔"

"بے شک مائیں ایسی بھی ہوتی ہیں کہ ایک ہلکی آہٹ سے پہچان لیتی ہیں کہ ان کی اولاد آ رہی ہے۔ ان کے بدن کی مہک سے اور ان کے رویے سے فرق کو بھی محسوس کر لیتی ہیں۔"

ہم کھانے کے دوران میں ہی باتیں کر رہے تھے۔ سونیا نے کہا۔ "قاسم کی ماں کے دماغ تک اس طرح پہنچو کہ قاسم کو اس کا علم نہ ہو۔"

"میں یہی کروں گا۔ ہم کھانے کے بعد قاسم کی رہائش گاہ کی طرف جائیں گے۔"

ہم نے کھانے کے بعد چائے پی پھر ہوٹل کے باہر آئے تو دور تک روشنی دیکھی۔ میں نے کاؤنٹر کلرک کے پاس آکر پوچھا "ہم نے سنا تھا یہاں جشن منایا جائے گا۔ جلتے بجھتے قمقموں سے عمارتوں کو سجایا گیا تھا مگر باہر تاریکی ہے۔"

کاؤنٹر کلرک نے کہا "سوگ منایا جا رہا ہے۔ آج شام چھ بجے مجاہدِ اعظم قاسم بن حشام کی والدہ فوت ہو گئی ہیں۔"

"کیا وہ بیمار تھیں؟"

"پتا نہیں۔ وہ یہاں سے سیکڑوں میل دور صباح نامی ایک شہر میں رہتی تھیں۔ شاید بیمار ہوں۔"

میں نے فوراً ہی قاسم کے دماغ میں پہنچ کر کہا "سانس نہ روکو۔ میں فرہاد علی تیمور ہوں۔ یہ الم ناک خبر سن کر بھی یقین نہیں آ رہا ہے کہ آپ کی والدہ اللہ کو پیاری ہو گئی ہیں۔ میرے بھائی! میں بہت دور ہوں اس کے باوجود جنازے کو کاندھا دینے آ سکتا ہوں۔ لیکن آپ جانتے ہیں میرے بے شمار انجانے دشمن میری تاک میں رہتے ہیں۔"

اس نے کہا "فرہاد صاحب! آپ میرے محسن ہیں۔ آپ آنا چاہیں گے تب بھی آپ کو خطرات سے کھیلنے کے لیے یہاں آنے سے منع کروں گا۔ ہماری اور آپ کی زندگی کانٹوں پر چلتے ہوئے گزر رہی ہے۔ پلیز آپ نہ آئیں۔"

"کیا وہ بیمار تھیں؟"

"جی ہاں۔ صباح نامی شہر میں تھیں۔ انہیں میرے آنے کی اطلاع نہیں دی گئی کیونکہ وہ دل کی مریضہ تھیں۔ میں نے کہا تھا' میں رفتہ رفتہ پہلے فون پر ان سے کہوں گا کہ مجھے رہائی ملنے والی ہے۔ اگر اچانک رہائی پانے کی بات معلوم ہوتی تو ان کا کمزور دل اتنی بڑی خوشی برداشت نہیں کر سکتا تھا۔"

"اللہ تعالیٰ آپ کو صبر کی توفیق عطا فرمائے اور مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔ کیا انہیں صباح سے یہاں لایا گیا ہے؟"

"جی ہاں۔ یہاں کے قذافی اسپتال میں ان کا پوسٹ مارٹم ہو رہا ہے۔ صبح آخری رسوم ادا کی جائیں گی۔"

میں پھر دلی ہمدردی ظاہر کر کے دماغی طور پر حاضر ہو گیا۔ سونیا سے کہا "یہاں کے قذافی اسپتال میں مرحومہ کا پوسٹ مارٹم ہو رہا ہے۔ تم ایک عام شہری کی طرح اسپتال فون کر کے کسی کا بھی نام لے کر ایسی بات کرو کہ ادھر سے کوئی بول پڑے پھر رانگ نمبر کہہ کر فون رکھ دو۔"

سونیا نے کاؤنٹر کے ایک فون کا ریسیور اٹھا کر کاؤنٹر کلرک سے اسپتال کا نمبر پوچھا پھر ڈائل کرنے لگی۔ میں اس کے دماغ میں تھا۔ اس نے رابطہ ہونے پر پوچھا "ہیلو۔ میں رازق الخیری سے بات کرنا چاہتی ہوں۔"

دوسری طرف سے پوچھا گیا "کیا وہ یہاں کے مریض ہیں؟ ان کا روم نمبر بتائیں۔"

سونیا نے ریسیور رکھ دیا۔ میں بولنے والے کے اندر پہنچ چکا تھا۔ وہ جوان اسپتال کے کاؤنٹر پر تھا۔ اسے بھی اس بات کا صدمہ تھا کہ ایک مجاہدِ اعظم کی والدہ کا انتقال ہو گیا ہے۔ میں نے اسی کی سوچ میں سوال کیا "جب وہ دل کی مریضہ ہیں تو پوسٹ مارٹم کیوں کیا جا رہا ہے؟ کیا ہارٹ فیل ہونے پر بھی پوسٹ مارٹم کیا جاتا ہے؟"

اس کی سوچ نے کہا "پتا نہیں۔ یہ تو ڈاکٹر حشمت کبریا بہتر جانتے ہوں گے۔"

اس وقت ایک نرس فون پر کسی سے باتیں کر رہی تھی۔ اس نے ریسیور رکھا۔ میں اس کے دماغ پر قبضہ جما کر اسے ڈاکٹر حشمت کبریا کے چیمبر میں لے گیا۔ وہاں بھیڑ لگی ہوئی تھی۔ چیمبر کے اندر ڈاکٹر کے سامنے قاسم بن حشام اور اس کے دو باڈی گارڈز موجود

تھے۔ میں نے نرس کو اندر جانے نہیں دیا۔ دروازے سے ہی ڈاکٹر حشمت کبریا کی آواز صاف سنائی دے رہی تھی۔ میں نے نرس کے دماغ کو آزاد چھوڑ دیا۔
میں ڈاکٹر کے دماغ میں پہنچ گیا۔ وہ پوسٹ مارٹم کی رپورٹ لکھ کر اس کی ایک کاپی قاسم بن حسّام کو دے چکا تھا۔ اس کے چور خیالات نے بتایا کہ وہ امریکی ایجنٹ ہے۔ قاسم کی رہائی سے پہلے ہی اسے خفیہ طور سے اطلاع دی گئی تھی کہ ان کا ایک ایجنٹ قاسم بن کر آرہا ہے۔ اسے صرف قاسم کی والدہ سے خطرہ ہے کہ ایک ماں اپنے بیٹے میں ہونے والی تبدیلیاں پہچان لے گی۔ لہٰذا ڈی قاسم کے پہنچنے تک اسے ختم کردیا جائے اور شادیِ مرگ کا بہانہ کیا جائے۔ میڈیکل رپورٹ میں یہی لکھا جائے کہ وہ دل کی مریضہ تھی، بیٹے کی رہائی کی خوشی برداشت نہ کرسکی۔
ڈاکٹر حشمت نے صباح شہر کے امریکی ایجنٹ سے کہا "قاسم کی ماں کو دل کمزور کرنے والی دوا زیادہ مقدار میں کھلا دو۔"
میں نے سونیا کو یہ باتیں بتائیں۔ ہم دونوں ہوٹل کے باہر گارڈن میں آئے۔ سونیا کو میں نے ڈاکٹر حشمت کا ذاتی فون نمبر بتایا۔ اس نے موبائل فون کے ذریعے کہا "ہیلو حشمت! میڈیکل رپورٹ مکمل نہیں ہے۔ تم ابھی اپنے ہاتھ سے لکھو کہ موت سے پہلے دل کمزور کردینے والی دوا زیادہ مقدار میں کھلائی گئی تھی۔"
وہ پریشان ہو کر بولا "کون ہو تم؟ یہ کیا بکواس کررہی ہو؟"
"جب میں حاکمِ وقت کے پرسنل ڈاکٹر کو یہاں بھیجوں گی تو میری بکواس حقیقت بن جائے گی۔"
قاسم بن حسّام نے پوچھا "کس کا فون ہے؟ آپ پریشان ہورہے ہیں؟"
"پریشانی کی بات ہے۔ کسی عورت کو ہماری سازش معلوم ہوگئی ہے۔ وہ دھمکی دے رہی ہے کہ میں نے مکمل رپورٹ اور سازش والی بات اپنے ہاتھ سے نہ لکھی تو وہ دوبارہ پوسٹ مارٹم کے لیے حاکمِ وقت کے پرسنل ڈاکٹر کو یہاں بھیج دے گی۔"
قاسم نے اس سے ریسیور لے کر پوچھا "کون ہو تم؟ اور کیا چاہتی ہو؟"
"مجھے بلیک میلر کہہ سکتے ہو۔ ڈاکٹر حشمت اور تمہارے بھی ہاتھ کی تحریر کے ساتھ پانچ لاکھ ڈالر مل جائیں تو میری زبان بند رہے گی۔"
"دیکھو۔ کسی نے تمہیں غلط اطلاع دی ہے۔ ذرا موٹی عقل سے سوچو۔ میں اپنی محبت کرنے والی ماں کی موت کا سبب کیوں بنوں گا۔ میں تو اپنی ماں سے ملنے کے لیے تڑپ رہا تھا۔"
"زیادہ ڈائیلاگ بول کر وقت ضائع نہ کرو۔ صرف ایک بات میری سمجھ میں نہیں آئی کہ بیٹا اپنی ماں کا دشمن کیوں بنے گا۔ ہوسکتا ہے تمہیں بھی اس سازش کا علم نہ ہو لیکن ایسا لگتا ہے کہ ڈاکٹر حشمت نے سازش کی ہے۔ اگر تم سچے بیٹے ہو تو اس کی مکمل رپورٹ حاصل کرو۔ یہ ضرور اس سے لکھوایا جائے کہ تمہاری والدہ کو دل کمزور کرنے والی دوا زیادہ مقدار میں دی گئی تھی اور وہی دوا ان کی موت کا سبب بن گئی۔"
"اچھا ٹھیک ہے۔ اگر یہ سازش ہوگی تو میں تمہارا احسان مند رہوں گا۔ میں ابھی ڈاکٹر سے بات کرتا ہوں۔ تم پندرہ منٹ بعد فون کرو۔"
وہ ریسیور رکھ کر ڈاکٹر حشمت سے بولا "مجھے یہ اطمینان ہے کہ اسے مجھ پر شبہ نہیں ہے۔ وہ سمجھ رہی ہے کہ میں تمہاری سازش سے بے خبر ہوں۔ تم مکمل رپورٹ لکھ دو۔ سازش کا بھی اعتراف کرو۔"
"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ ہوش میں تو ہیں؟"
"میں یہاں بہت بڑے مشن پر آیا ہوں۔ ابھی خفیہ رابطہ کرکے یہاں کے حالات بتاؤں گا تو تمہیں وہاں سے کہیں گم کردیا جائے گا۔ میری بات مان لو اور تمام سازشوں کے ساتھ مکمل رپورٹ لکھو۔ تم پر الزام نہیں آئے گا۔ تم تو محض ایک ڈاکٹر ہو اور قاسم کی ماں کی موت صباح شہر میں ہوئی ہے۔ تم وہاں نہیں تھے۔ میں کہہ سکوں گا کہ میری رہائی کا انتقام لینے کے لیے دشمنوں نے میری والدہ کو ہلاک کیا ہے۔"
"ہاں اس طرح اس سازش میں مجھے ملوث نہیں کیا جائے گا۔ میری وہ پہلی رپورٹ مجھے دیں۔"
قاسم نے وہ رپورٹ دی۔ میں اس کے دماغ میں تھا۔ وہ ڈاکٹر رپورٹ کو فائلوں کے نیچے دبا کر رکھتے ہوئے بولا "میں اسے بعد میں ضائع کردوں گا۔"
وہ دوسری رپورٹ لکھنے لگا۔ سونیا نے پھر فون کیا۔ قاسم نے ریسیور اٹھا کر کہا "ہیلو میں قاسم بن حسّام بول رہا ہوں۔"
سونیا نے کہا "جب تک میرا مطالبہ پورا نہیں ہوگا، لاش کی تجہیز و تکفین نہیں ہوگی۔ مجھے پڑھ کر سناؤ۔ رپورٹ کس طرح لکھی گئی ہے؟"
قاسم نے دوسری لکھی ہوئی رپورٹ سنائی۔ وہ بولی "اس رپورٹ سے ظاہر ہوتا ہے، قتل صباح شہر میں ہوا تھا اور تمہارا طرح ڈاکٹر حشمت بھی بے قصور ہے۔ اس ڈاکٹر کو بچا رہے ہو۔ صاف ظاہر ہوچکا ہے کہ تم بھی کمینے ہو۔ یا تو اپنی ماں کی موت کی سازش میں شریک ہو یا پھر تم اس ماں کے بیٹے قاسم بن حسّام نہیں ہو۔"
"تم غلط رائے قائم کررہی ہو۔ سچ یہی ہے کہ میری ماں کی ہلاکت کے وقت نہ تو میں وہاں موجود تھا اور نہ ڈاکٹر حشمت۔"
وہ بولی "ہزاروں کلومیٹر دور بیٹھ کر بھی سازشیں کی جاتی ہیں۔ باتیں نہ بناؤ۔ اب میں اپنے پہلے مطالبے پر آتی ہوں۔ ڈاکٹر حشمت کے علاوہ تم بھی اپنے ہاتھ سے اعتراف نامہ لکھو کہ قاسم بن حسّام کی والدہ کی موت تم دونوں کی سازشوں کے نتیجے میں ہوئی۔ سازش کی تفصیل لکھو۔ لاش کو سرد خانے میں رکھو۔ آدھے گھنٹے بعد میں فون کروں گی۔ تم دونوں اپنی مطلوبہ تحریر نہیں دو گے تو۔۔۔"
"کیا تم یہ تحریر لینے آؤ گی؟"
"کیا تم نے مجھے پاگل سمجھا ہے؟ آدھے گھنٹے بعد ڈاکٹر حشمت وہ دونوں تحریریں لے کر اپنی کار میں تنہا بیٹھ کر شہر کی چھوٹی بڑی سڑکوں پر ڈرائیو کرتا رہے گا۔ میں جہاں مناسب سمجھوں گی وہاں اس کا راستہ روک کر وہ تحریریں لے لوں گی۔ اگر کوئی چالاکی دکھائی گئی یا مجھے تنہا سمجھ کر فریب دیا گیا تو پتا چلے گا کہ میری پشت پر کتنی بڑی طاقت ہے۔ فریب دہی کی صورت میں صرف پندرہ منٹ کے اندر چند سرکاری ڈاکٹر پوسٹ مارٹم کے لیے آئیں گے اور انٹیلی جنس والے یہ فون آڈیو ٹیپ لے کر تمہیں گرفتار کرنے چلے آئیں گے۔"
اس نے حیرانی سے پوچھا "کیا تم یہ تمام گفتگو ریکارڈ کررہی ہو؟"
"نہیں۔ تم اسے دھمکی سمجھو اور اپنی مکاری دیکھو۔ انجام تمہارے سامنے آجائے گا۔"
"پلیز فون بند نہ کرنا۔ ایک درخواست ہے۔ دوست بن جاؤ۔ بہت فائدے میں رہو گی۔"
"میں نے پانچ لاکھ ڈالر کا مطالبہ کیا پھر بھی تمہاری سمجھ میں نہیں آیا کہ میرا تعلق کسی سرکاری ایجنسی سے نہیں ہے۔ میں صرف رقم حاصل کرتے رہنے کے لیے تم دونوں کے ہاتھوں کی تحریر چاہتی ہوں۔"
"تمہیں کیسے یقین ہوگا کہ وہ تحریریں ہمارے ہاتھ کی ہیں۔"
"بہت بڑے گدھے ہو۔ ڈاکٹر حشمت کی ایک ہفتے پہلے کی ایک میڈیکل رپورٹ میرے پاس ہے اور تمہاری تحریر ائرپورٹ کی امیگریشن کاؤنٹر پر تمہارے دستخط کے ساتھ ہے۔ اس کی نقل میرے پاس موجود ہے پھر یہ ریکارڈ کس دن کام آئے گا جس میں ہماری گفتگو کی ریکارڈنگ جاری ہے۔"
"او گاڈ! تم بڑے انتظامات کے ساتھ بلیک میل کررہی ہو لیکن فوری طور پر ہم پانچ لاکھ ڈالر کا انتظام نہیں کرسکیں گے۔ کل تک کی مہلت دو۔"
"مہلت دی۔ اس وقت گھڑی میں گیارہ بجنے میں پندرہ منٹ ہیں۔ ٹھیک سوا گیارہ بجے ڈاکٹر کو تحریریں ایک لفافے میں بند کرکے اسپتال سے روانہ ہوجانا چاہیے۔"
فون بند ہوگیا۔ میں ڈاکٹر کے دماغ میں رہ کر دیکھ رہا تھا۔ دونوں نے ایک ایک کاغذ لے کر لکھنا شروع کیا۔ ڈاکٹر میری مرضی کے مطابق قاسم کی ماں کی موت کی سازش کے سلسلے میں ہر بات تفصیل سے لکھنے لگا۔ پندرہ منٹ بعد ڈی قاسم نے پوچھا "کب تک لکھتے رہو گے۔ میں تو لکھ بھی چکا ہوں۔"
وہ ڈاکٹر کی تحریر لے کر پڑھنے لگا پھر بولا "تم نے اتنی تفصیل سے لکھا ہے۔ میری تحریر پڑھو۔ میں نے اپنے بچاؤ کی گنجائش رکھتے ہوئے لکھا ہے۔"
ڈاکٹر نے اس کی تحریر پڑھ کر کہا "آپ اس بلیک میلر سے باتیں کرکے بھی نہ سمجھ سکے کہ وہ کتنی چالاکی سے ہمیں گھیر چکی ہے۔ آپ اسے نادان بچی سمجھ کر یہ تحریر دے رہے ہیں۔"
"میں اپنے خاص آدمیوں کے ساتھ راستے میں اسے کہیں ٹریپ کروں گا۔"
"آپ اپنے ساتھ مجھے بھی پھنسانا چاہتے ہیں لیکن یہ نہ بھولیں کہ میری اس تفصیلی تحریر کے بعد آپ کسی طرح بھی اپنا بچاؤ نہیں کرپائیں گے۔"
ڈی قاسم نے مجبور ہو کر دوسری تفصیلی تحریر لکھی۔ سازش میں شریک ہونے کا اعتراف کیا۔ ڈاکٹر دونوں تحریروں کو ایک لفافے میں بند کرکے جانے لگا۔ قاسم اس کے ساتھ اسپتال کے باہر تک آتے ہوئے بولا "اسے لفافہ دے کر اور زیادہ لالچ دینا۔ اس سے کہنا، ہم پانچ لاکھ ڈالر سے بھی زیادہ دیں گے۔"
ڈاکٹر اپنی کار میں تنہا بیٹھ کر وہاں سے روانہ ہوا۔ میں نے اور سونیا نے ہوٹل سے رینٹڈ کار لی۔ وہ ڈرائیو کرنے لگی۔ میں خیال خوانی کے ذریعے معلوم کرتا رہا کہ وہ کہاں کہاں سے گزر رہا ہے؟ ایک میوزیم کے قریب میں نے اس کے دماغ پر قبضہ جمایا۔ اس نے جیب سے لفافہ نکال کر کھڑکی کے باہر سڑک کے کنارے پھینک دیا پھر رکے بغیر آگے بڑھتا چلا گیا۔ میں نے سونیا کو بتایا کہ اس نے لفافہ میوزیم کے پچھلے حصے والی سڑک پر پھینکا ہے۔ سونیا نے کار ڈرائیو کرتے ہوئے یونہی پندرہ منٹ گزارے۔ اس میوزیم کے پچھلے حصے سے گزری۔ کوئی تعاقب کرنے والا پہلے بھی نظر نہیں آیا تھا۔ اب بھی نظر نہیں آیا۔ وہ ایک چکر کاٹ کر پھر اسی جگہ آکر رک گئی۔ میں نے کار سے اتر کر تیزی سے آگے بڑھ کر اس لفافے کو اٹھایا پھر کار میں آکر بیٹھ گیا۔
بابا صاحب کے ادارے کی جانب سے لیبیا کی حکومت کو یہ اطلاع دی گئی تھی کہ ادارے کی جانب سے ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا شخص ایک عورت کے ساتھ آئے گا اور غیر ملکی چھپے ہوئے دشمن سراغ رسانوں کا پتا ٹھکانا معلوم کرکے انہیں لیبیا کی انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل کے حوالے کرے گا۔ اس وقت تک ہمارے ذہن میں یہ بات نہیں تھی کہ امریکی اکابرین قاسم بن حسّام اور فرہاد گیلانی کے سلسلے میں اتنا بڑا فراڈ کریں گے۔
اتنے بڑے فراڈ کے بارے میں اس لیے نہیں سوچا کہ امریکی اور اسرائیلی اکابرین کو بڑی زبردست کارروائی کی دھمکی دی گئی تھی۔ انہیں خوف زدہ رہنا چاہیے تھا کہ اتنا بڑا فراڈ ظاہر ہوگا تو فرہاد اصلی قاسم بن حسّام اور اصلی فرہاد گیلانی کا مطالبہ کرے گا۔ اگر ان دونوں کو مار ڈالا گیا ہوگا تو ان اکابرین کی موت بھی لازمی

ہو جائے گی۔

ہم ایک بنگلے میں پہنچے۔ وہ انٹیلی جنس کے ڈی جی کی رہائش گاہ تھی۔ وہ ڈرائنگ روم میں ہمارا منتظر تھا۔ اس نے ہم سے مصافحہ کیا اور بیٹھنے کے لیے کہا۔ میں نے وہ لفافہ اسے دیتے ہوئے کہا "ہم سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ یہاں کے مجاہدِ اعظم قاسم بن حشام کے سلسلے میں بھی فراڈ کیا جائے گا اور ایک بے چاری بوڑھی عورت کو ہلاک کر دیا جائے گا۔"

ڈی جی نے وہ دونوں تحریریں پڑھ کر کہا "آپ لوگوں نے ہماری حکومت کو بہت بڑے فریب سے بچایا ہے۔ یہاں آنے سے پہلے ٹیلی پیتھی کے ذریعے ہمارے انٹیلی جنس ڈپارٹمنٹ میں چھپے ہوئے جن امریکی مگر مقامی سراغ رسانوں کی نشان دہی کی تھی ان سب کو گرفتار کر لیا ہے۔"

سونیا نے کہا "میں نے ایک بلیک میلر کی حیثیت سے ڈی قاسم اور ڈاکٹر حشمت کو بے نقاب کیا ہے۔ آپ ابھی اس معاملے کو راز میں رکھیں۔ یہاں حکومت کے کئی شعبوں میں امریکا اور اسرائیل کے مقامی زر خرید غدار موجود ہیں۔ ہم ان سب کو بڑی راز داری سے بے نقاب کریں گے۔"

میں نے کہا "یہ ڈی قاسم رہا ہو کر آیا ہے۔ آپ اپنا ایک جاسوس اس کے پیچھے لگائے رکھیں۔ وہ کسی طرح اس ڈی قاسم کو اعصابی کمزوری میں مبتلا کرے۔ میں اس کے دماغ میں پہنچ کر اور بہت کچھ معلوم کروں گا۔"

ڈائریکٹر جنرل نے ہمارے لیے کھانے کا انتظام کیا تھا لیکن ہم ہوٹل میں کھا چکے تھے لہٰذا صرف چائے پی۔ میں نے کہا "قاسم بن حشام کے بارے میں یقین ہو چکا ہے کہ اسے اسرائیلی انڈر گراؤنڈ قید خانے میں رکھا گیا ہے یا اسے ہلاک کر دیا گیا۔ ایران کے فرہاد گیلانی کو بھی اسرائیلی قید خانے میں رکھا گیا تھا۔ ہم فرہاد گیلانی کے سلسلے میں بھی تصدیق کریں گے۔ اب ان سے انتقام لینے کی صورت یہ ہے کہ ان کی واحد ٹیلی پیتھی جاننے والی الپا ہمارے قبضے میں ہے۔ آپ سراغ رسانی کے لیے الپا کو اپنی دستِ راست بنا لیں۔ وہ دن رات آپ کے ساتھ رہے گی اور ٹیلی پیتھی کے ذریعے آپ کے بہت کام آتی رہے گی۔"

ڈی جی نے خوش ہو کر کہا "ہماری حکومت آپ اور بابا صاحب کے ادارے کی ہمیشہ احسان مند رہے گی۔"

"یہ کبھی کسی پر ظاہر نہ ہو کہ الپا یہاں ہے ورنہ امریکا اور اسرائیل الپا کے اغوا کا بہانہ لے کر جارحانہ فوجی کارروائی کریں گے۔"

"وہ اور اس کی ٹیلی پیتھی کسی پر ظاہر نہیں ہو گی۔ میں بہت احتیاط کے ساتھ الپا سے کام لوں گا۔"

ہم اس سے رخصت ہو کر جانے لگے تو اس نے کہا "آپ دونوں ہوٹل میں قیام کر رہے ہیں۔ یہ نامناسب سی بات ہے۔"

میں نے کہا "یہی مناسب ہے۔ ہمارا ایک دوسرے سے تعلق ظاہر نہیں ہونا چاہیے۔"

"میں ایسی رہائش گاہ کا انتظام کر دوں گا کہ وہاں بھی آپ ہمارے لیے اجنبی رہیں گے۔"

ہم اس سے مصافحہ کرکے ہوٹل کی طرف جانے لگے۔ ابھی تک ان معاملات میں مصروف رہنے کے باعث میں نے الپا اور تھارن آوین کی خبر نہیں لی تھی۔ اب الپا کے دماغ میں پہنچا تو معلوم ہوا، وہ میرے تنویمی عمل کے مطابق دو گھنٹے کے بعد بیدار ہو گئی تھی پھر اس نے تھارن آوین کے دماغ میں جا کر اپنے عمل کے ذریعے اسے اپنا معمول اور تابع بنا لیا تھا۔

وہ تنویمی عمل سے آزاد ہونے کے بعد تھارن کو دیکھ کر غصے سے اس پر تھوکنا چاہتی تھی، اپنی ذلتوں کا انتقام لینے کے لیے اس کے دماغ میں وقفے وقفے سے زلزلے پیدا کرنا چاہتی تھی لیکن ایسا نہیں کر سکتی تھی۔ میرے تنویمی عمل میں جکڑی ہوئی تھی۔ اس کے دماغ میں یہ نقش تھا کہ وہ تھارن پر تنویمی عمل کرکے اسے اپنا تابع کر رکھے گی لہٰذا اس نے یہی کیا تھا۔

میں نے ایک اجنبی عامل کی آواز اور لہجے میں اس سے کہا "تم چاہو تو تھارن کو سزائیں دے کر دل کی بھڑاس نکال کر اسے ختم کر سکتی ہو۔ اس کے بعد کل یہاں کی انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل کے پاس جا کر اس کی دستِ راست بن کر رہو گی۔ اس کے تمام احکامات کی تعمیل کرو گی اور ٹیلی پیتھی کے ذریعے بھی اس کے کام آتی رہو گی۔"

میرے حکم کے مطابق اس نے تھارن کو تنویمی نیند سوتے دیکھا۔ وہ منہ کھول کر سو رہا تھا۔ الپا نے اس کے منہ میں ایک رومال ٹھونس کر اوپر سے کپڑا باندھ دیا پھر اس کے دماغ میں جا کر ہلکا سا جھٹکا پہنچایا، وہ چیخ مار کر اٹھنا چاہتا تھا۔ وہ اٹھ تو گیا لیکن منہ سے چیخ نہ نکل سکی۔ وہ منہ پر سے کپڑا ہٹانا چاہتا تھا۔ الپا نے کہا "تیرا منہ بند رہے گا۔ کپڑا نہ ہٹانا۔ ذلیل! کتے! تو مجھے گالیاں دیتا رہا۔ مجھے سب کے سامنے مارتا رہا۔"

وہ اس پر تھوک کر بولی "اب تجھے کون بچائے گا۔ تو کتا ہے اور کتے کی موت مرے گا۔"

وہ اٹھ کر اس پر حملہ کرنا چاہتا تھا لیکن دماغ میں زلزلہ پیدا ہوتے ہی تکلیف کی شدت سے گر کر تڑپنے لگا۔ تکلیف میں چیخنے سے کچھ کمی سی محسوس ہوتی ہے لیکن کپڑا اس طرح ٹھنسا ہوا تھا کہ حلق سے چیخیں نہیں نکل سکتی تھیں۔ وہ فرش پر تڑپ تڑپ کر ہاتھ جوڑ رہا تھا۔

"تو مجھے کنیز بنا کر بھول گیا تھا کہ کبھی میں تجھ پر بھاری پڑ سکتی ہوں۔ سؤر کے بچے! پارس کے سوا کوئی میرے بدن کو ہاتھ نہ لگا سکا اور تو نے مجھے کچرا بنا دیا۔ اب اٹھ کر کھڑا ہو جا۔"

اس کی تکلیف میں کچھ کمی ہو رہی تھی۔ وہ ہاتھ جوڑ کر اسے

بے بسی سے دیکھنے لگا۔ وہ بولی "منہ سے کپڑا نکال۔ اپنا لباس ٹھیک کر اور جتنی دور جا سکتا ہے، چلا جا۔"

وہ سمجھ رہا تھا نجات مل رہی ہے۔ اس نے منہ سے کپڑا نکال کر اپنا حلیہ درست کیا پھر تیزی سے چلتا ہوا کمرے سے چلا گیا۔ لفٹ کے ذریعے نیچے پہنچا پھر ہوٹل کے باہر نکلتے ہی دوڑتے ہوئے جانے لگا۔ اسے الپا کی سوچ سنائی دی "کیا میرا جسم اتنا سستا ہے کہ تجھے موت سے نجات مل جائے گی۔"

وہ دوڑتے ہوئے بولا "مجھے معاف کر دو۔ ایک بار معاف کر دو۔ میں تمام زندگی تمہارا غلام بن کر رہوں گا۔"

"مجھے غلام کی نہیں، تمہاری لاش کی ضرورت ہے۔ میں نہیں چاہتی کہ تمہارا مردہ ہوٹل میں ہو۔ تمہیں کہیں سڑک پر کتے کی طرح مرنا چاہیے۔ دوڑتے رہو اور دیکھتے رہو کہ موت سے زیادہ تیز نہیں دوڑ سکو گے۔"

"نہیں الپا! مجھے اپنا کتا بنا لو۔ میرے گلے میں پٹا ڈالو۔ میری زنجیر اپنے ہاتھ میں رکھو، مجھے بتاؤ، میں کس طرح تمہیں اپنی وفاداری کا یقین دلاؤں۔"

"اپنے لباس میں سے ریوالور نکالو۔"

الپا نے اس کے دماغ پر قبضہ جما رکھا تھا۔ وہ انکار نہ کر سکا۔ ریوالور نکال کر بولا "میں .... میں ریوالور پکڑنا نہیں چاہتا، کیا اسے پھینک دوں؟"

"ریوالور تمہارے دائیں ہاتھ میں ہے۔ تم اپنے بائیں بازو پر گولی مارو۔"

وہ ایسا نہیں کرنا چاہتا تھا مگر مجبور تھا۔ اپنے بائیں بازو پر گولی مارتے ہی وہ تکلیف سے لڑکھڑا کر فٹ پاتھ پر گر پڑا۔ رات کے وقت زیادہ لوگ نہیں تھے۔ وہاں جتنے بھی تھے، وہ سہم کر اِدھر اُدھر بھاگنے لگے۔

وہ بولی "بازو میں گولی لگنے سے کوئی نہیں مرتا، چلو اٹھو اور دوڑنا شروع کرو۔"

وہ اٹھ کر دوڑنے لگا۔ وہ بولی "اپنی بائیں پسلیوں کی طرف اس طرح گولی مارو کہ وہ گولی پسلیوں کے آر پار چلی جائے۔ اس طرح تم نہیں مرو گے۔ ابھی زندہ رہو گے۔"

اس نے دوڑتے دوڑتے حکم کی تعمیل کی۔ گولی ایک آدھ پسلی کو توڑتی ہوئی نکل گئی۔ وہ پھر گر پڑا۔ تکلیف سے کراہنے لگا۔ دوڑتے رہنے کے باعث ہانپنے لگا۔ اسی وقت پولیس کی موبائل گاڑی اس سے دور آ کر رکی۔ پولیس والے گاڑی سے اتر کر اس کی طرف رائفلیں تانے کھڑے ہو گئے۔ ایک افسر نے پوچھا "اے تم کون ہو؟ ہم نے گولی چلنے کی آواز سنی ہے۔ کیا تم کسی سے فائرنگ کا تبادلہ کر رہے ہو؟"

وہ الپا کی مرضی کے مطابق زمین سے اٹھتے ہوئے بولا "ہاں شراب میرے دماغ میں چڑھ گئی ہے۔ میں تمہارے سامنے کاؤنٹر فائرنگ کے لیے آیا ہوں۔"

یہ کہتے ہی اس نے پولیس افسر پر گولی چلائی۔ افسر چیخ مار کر لڑکھڑاتا ہوا اپنی گاڑی سے ٹکرایا۔ تمام سپاہیوں نے اپنی رائفلوں سے کئی گولیاں چلائیں۔ جسم کے کتنے ہی حصوں میں گولیاں پیوست ہو گئیں پھر وہ زمین پر گر کر بے دم ہو گیا۔

اسی وقت ہماری کار وہاں آ کر رکی۔ ہم نے تھارن آوین کی لاش دیکھی پھر سونیا راستہ بدل کر ڈرائیو کرتے ہوئے ہوٹل کی طرف جانے لگی۔

O☆O

پونم نے آنکھیں کھول کر دیکھا۔ وہ اپنے خوب صورت بیڈ روم میں تھی لیکن آرام دہ فوم کے بستر پر نہیں قالین پر لیٹی ہوئی تھی۔ کھلی ہوئی آنکھوں نے پہلے چھت کو دیکھا۔ کمرا ائر کنڈیشنڈ تھا۔ چھت کا پنکھا گردش نہیں کر رہا تھا پھر اس نے سامنے دیکھا۔ اس کے پیروں کے پاس گرو بجرنگ تلک دھاری قالین پر پالتھی مارے بیٹھا ہوا تھا..... گرو بجرنگ تلک دھاری کے پیچھے پونم کے ماں باپ، چچا اور چچا زاد بھائی نظر آئے۔ اسے آنکھیں کھولتے دیکھ کر ان سب نے خوش ہو کر بیک آواز کہا "جے ہو گرو بجرنگ مہاراج کی، جے ہو گرو بجرنگ مہاراج کی۔ آپ بڑے شکتی مان ہیں۔ آپ ناممکن کو بھی ممکن بنا دیتے ہیں۔"

باپ نے اٹھ کر کہا "بیٹی پونم، اٹھو اور گرو مہاراج کے چرنوں پر سر رکھ دو۔ تم مر چکی تھیں۔ انہوں نے نئی زندگی دی ہے۔"

وہ اٹھ کر بیٹھ گئی پھر دو زانو ہو کر گرو مہاراج کے سامنے جھکتے ہوئے اپنا سر اس کے قدموں میں رکھ دیا۔ گرو بجرنگ تلک دھاری نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا "اٹھو اور میری طرح پالتھی مار کر میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دل ہی دل میں ان منتروں کا جاپ کرتی رہو، جنہیں اپنی موت سے پہلے پڑھا کرتی تھیں۔ میں بھی تمہارے ساتھ پڑھتا رہوں گا۔ باقی لوگوں نے پونم کے نئے جیون کا یقین کر لیا ہے۔ وہ کمرے سے باہر جا کر دروازہ بند کر دیں۔ جب تک بلایا نہ جائے، کوئی اِدھر نہ آئے۔"

پونم کے ماں باپ اور دوسرے رشتے دار وہاں سے اٹھ کر ہاتھ جوڑتے ہوئے کمرے سے باہر آ گئے اور دروازے کو بند کر دیا۔ بجرنگ تلک دھاری نے پونم کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر پوچھا۔ "تیرا نام کیا ہے؟"

وہ سحر زدہ سی آواز میں بولی "پونم وشواناتھ اور میرے ڈیڈی کا نام وشواناتھ ہے۔ میری ممی آپ کے گیان دھیان کو مانتی تھیں اور آپ کی سیوا کرتی تھیں۔ آپ جو کہتے تھے، وہ ہو جایا کرتا تھا۔ میرے ڈیڈی آپ کی بات مان کر جس کاروبار میں رقم لگاتے تھے، لاکھوں کروڑوں روپے کا منافع حاصل کرتے تھے۔ آپ جو پیش گوئی کرتے تھے، وہ درست ہوا کرتی تھی۔"

"تو ہمیشہ بیمار رہا کرتی تھی۔ تیرے ڈیڈی تجھے یورپ اور امریکا

لے جاکر تیرا علاج کراتے تھے اور میں کہتا تھا' وہ بڑے بڑے ڈاکٹر تیرا علاج نہیں کرسکیں گے۔"

"ہاں ان کے علاج سے کچھ دنوں کے لیے بیماری سے نجات حاصل کرتی تھی پھر بیمار ہوجایا کرتی تھی۔"

"میں نے گیان شکتی سے معلوم کیا تھا کہ تیری آتما تیرے جسم کا ساتھ چھوڑنے والی ہے۔ تیری تقدیر کہتی تھی کہ تیری آتما کو جتنے عرصے تک تیرے جسم کے اندر رہنا تھا' وہ عرصہ پورا ہو رہا ہے اور روی وار کی شام کو آتما تیرا ساتھ چھوڑ دے گی اور تو مرجائے گی۔"

"ہاں' آپ نے مجھ سے اور میرے ڈیڈی ممی سے بھی کہا تھا پھر یہ بھی کہا تھا کہ آپ مجھے موت سے چھین کر دوسرا جیون دے سکتے ہیں۔"

"میں نے اپنی گیان شکتی سے معلوم کیا تھا کہ بیج دھاری نگر کے قریب ایک کھنڈر میں ایک سندر ناری آتما شکتی حاصل کرنے کے لیے گیان دھیان میں مصروف رہتی ہے۔ اپنے موجودہ جسم کو چھوڑ کر کسی دوسرے جسم میں جانا چاہتی ہے۔ اگر میں اپنی آتما شکتی سے کام لے کر اس کی مدد کروں تو اسے موجودہ جسم سے نکال کر تیرے مردہ جسم میں پہنچا سکتا ہوں۔"

"کیا آپ کسی دوسری لڑکی کے جسم سے آتما نکال کر میرے مردہ جسم میں نہیں پہنچا سکتے تھے؟"

"نہیں میرے پاس وہ شکتی نہیں ہے کہ کسی کی آتما کو اس کے جسم سے زبردستی نکال سکوں لیکن اتنی شکتی ہے کہ جو آتما خود جسم بدلنا چاہے اور شکتی کی کمی کے باعث نہ نکل سکے تو میں اس آتما کی مرضی سے اسے ایک جسم سے نکال کر دوسرے مردہ جسم میں پہنچا سکتا ہوں اور تو دیکھ رہی ہے کہ میں ایسا کرچکا ہوں۔"

"کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ میرے اندر کس کی آتما ہے؟"

"اس کی آتما کے بارے میں مجھے اتنا ہی معلوم ہوسکا ہے کہ وہ بھی شکتی مان تھی اور اب پھر شکتی حاصل کرنے کے لیے اس کھنڈر میں بیٹھ کر تپسیا کر رہی تھی۔ مجھے اپنے گیان سے پتا چلا کہ میں تیرا مردہ جسم لے کر ادھر سے گزروں گا تو وہ کسی مجبوری سے کھنڈر چھوڑ کر دوڑتی ہوئی ہمیں راستے میں ملے گی۔ میں خاص منتر پڑھ کر جسم بدلنے کے لیے اس کی مدد کروں گا تو وہ راضی خوشی تیرے جسم میں آجائے گی۔"

"میں تو اس وقت مرچکی تھی۔ کیا وہ خود ہماری گاڑی میں آگئی تھی؟"

"ہاں وہ کہیں سے بھاگتی ہوئی آئی تھی۔ ہم نے گاڑی روکی تو وہ گاڑی میں سوار ہوگئی۔ اس نے بتایا کہ کچھ مسلمان اس کے دشمن بن گئے ہیں اور اسے گھیر کر مقدس آیتیں پڑھتے ہیں تاکہ اس کی رہی سہی آتما شکتی ہمیشہ کے لیے ختم ہوجائے۔ اس نے مجھ سے ہاتھ جوڑ کر التجا کی۔ میں نے گاڑی کی پچھلی سیٹ پر اسے تیرے مردہ جسم کے اوپر لیٹنے کو کہا۔ وہ میرے ہر حکم کی تعمیل کرتی گئی۔ میرے بتائے ہوئے منتر پڑھتی گئی۔ اس کے بعد مردہ ہوکر تیرے اوپر سے ڈھلک کر سیٹ کے نیچے گر پڑی۔ میں نے تیری نبض دیکھی۔ دل کی دھڑکنوں نے بھی کہا کہ تو زندہ ہوچکی ہے مگر ابھی بے ہوش رہے گی۔"

پونم نے پوچھا "وہ مردہ جسم کہاں ہے؟"

"اسے ہم نے چلتی گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر پھینک دیا تھا۔"

"گرو دیو! آپ مہا گیانی ہیں۔ اپنے گیان سے آئندہ ہونے والی باتیں معلوم کرلیتے ہیں۔ پہلے آپ نے معلوم کیا' کس کاروبار سے ڈیڈی کو منافع ہوگا۔ اب ڈیڈی کروڑ پتی سے ارب پتی بن رہے ہیں۔ آپ نے میری موت کا وقت معلوم کیا اور یہ بھی معلوم کیا کہ کس بے چین آتما کو میرے اندر پہنچا کر مجھے نئی زندگی دے سکیں گے پھر تو آپ اس آتما کے بارے میں بھی جانتے ہوں گے کہ وہ کون ہے؟ پہلے وہ کس کے جسم میں تھی اور کیا کرتی رہی تھی؟"

گرو دیو بجرنگ تلک دھاری تھوڑی دیر تک سر جھکائے سوچتا رہا پھر بولا "قدرت کی طرف سے آئندہ ہونے والی باتوں کے اشارے ملتے ہیں۔ جو ذہین لوگ ہوتے ہیں اور جو تش ودیا جانتے ہیں' وہ ان اشاروں کو سمجھ کر پیش گوئی کرتے ہیں اور آئندہ ہونے والی بات کو بدلنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس کوشش میں وہ کبھی کامیاب ہوتے ہیں اور کبھی ناکام لیکن آتما شکتی حاصل کرنے والے پوری معلومات رکھتے ہیں اور بعض اوقات انہونی کو ہونی بنادیتے ہیں۔"

پھر وہ ذرا توقف سے بولا "لیکن پوری دنیا اور پوری کائنات پر قدرت رکھنے والا وہ مالک جسے مسلمان اللہ اور ہم ہندو پرمیشور (بھگوان) کہتے ہیں' وہ کائنات کا مالک اجازت نہیں دیتا کہ ہم آتما شکتی یا روحانیت کی معراج تک پہنچ کر عام انسانوں کے سامنے زبان کھولیں۔ انہیں آئندہ کے بھید بتائیں اور کاتب تقدیر کی مرضی سے جو ہونے والا ہے' اسے نہ ہونے دیں اور جو نہیں کرنا چاہیے' وہ کریں۔"

پونم نے کہا "میں مرچکی تھی' کیا مجھے زندہ نہیں کرنا چاہیے تھا؟"

"ہاں' یہ بھگوان کی اچھا کے خلاف ہے اور جو اس کی مرضی کے خلاف ہوتا ہے' اس کے برے نتائج سامنے آتے رہتے ہیں۔"

"کیا میرا انجام برا ہوگا؟"

"انجام میرا برا ہوگا کیونکہ بھگوان کی مرضی تھی کہ کل شام تیری زندگی پوری ہوجائے' تو مرجائے لیکن میں نے آتما شکتی سے تجھے مرتے ہی دوبارہ زندہ کردیا۔ کئی بار تیرے ڈیڈی کو کاروبار میں نقصان پہنچنا تھا مگر میں نے انہیں نقصان پہنچنے سے پہلے فائدہ پہنچادیا۔ ایسا کرنے سے میرا نقصان ہوتا رہتا ہے۔"

"آپ کو کیا نقصان پہنچ رہا ہے؟"

"میں چالیس برس سے آتما شکتی کی انتہا کو پہنچنے کی تپسیا کر رہا ہوں۔ پوجا پاٹ اور گیان دھیان میں ڈوبا رہتا ہوں لیکن جسے روحانیت کی معراج اور آتما شکتی کی آخری منزل کہتے ہیں' اس منزل تک نہیں پہنچ پایا ہوں۔"

"کیا آپ قدرت کے خلاف ایسا کرتے ہیں اس لیے پوری آتما شکتی حاصل نہیں کرپاتے ہیں؟"

"ہاں' میں سندرتا کا پجاری ہوں۔ حسن و شباب میں کشش ہو تو میں کھنچا چلا جاتا ہوں۔ اسے حاصل کرنے کے لیے قدرت کے خلاف کام کرتا ہوں تو میری آتما شکتی کم ہونے لگتی ہے۔ اب کی بار میں نے سوچا ہے کہ تجھ جیسی سندر لڑکی کو حاصل کرنے کے بعد اب کبھی نہیں بھٹکوں گا اور اب باقی زندگی آتما شکتی کی آخری منزل تک پہنچنے میں گزاروں گا تو پھر مجھے کبھی موت نہیں آئے گی۔ میں اپنی آتما کو ایک جسم سے دوسرے جسم میں لے جاکر نئی زندگی حاصل کرتا رہوں گا۔"

"آپ نے مجھے نیا جیون دیا ہے۔ کیا آپ محسوس کرتے ہیں کہ آپ کی آتما شکتی کچھ کمزور ہوگئی ہے؟"

"ہاں میں نے اپنے گیان سے معلوم کیا تھا کہ جس آتما کو تیرے اندر پہنچاؤں گا' وہ بھی آتما شکتی حاصل کرنے کی تپسیا کرتی ہے اور موجودہ جسم سے چھٹکارا پانا چاہتی ہے۔ میں اسے تیرے جسم میں پہنچاؤں گا اور تیری نئی آتما سے معلوم کروں گا کہ وہ کون ہے؟ کن مسلمانوں سے خوف زدہ ہوکر بھاگتی ہوئی آرہی تھی؟ میری آتما اور گیان کی شکتی اتنی کمزور ہوگئی ہے کہ میں ابھی تیرے اندر کی آتما کے بارے میں کچھ زیادہ نہیں جان سکتا ہوں۔ اب تیری موجودہ آتما سے تیرے دماغ کو زندگی کی شکتی مل رہی ہے اور تیرے دماغ سے تیری پوری زندگی کو شکتی حاصل ہوتی رہے گی۔ تو نئی آتما کی مرضی کے مطابق سوچے گی اور اسی کی مرضی کے مطابق عمل کرتے ہوئے زندگی گزار دے گی۔ اس طرح مجھے اپنے بارے میں بتائے گی پھر ہم دونوں کسی ویرانے میں جاکر زندگی کے مزے بھی اڑائیں گے اور دن رات تپسیا میں ڈوب کر آتما شکتی حاصل کرتے رہیں گے۔"

"میں اٹھارہ برس کی کنواری ہوں اور تم پچپن برس کے بوڑھے ہو۔ میں تمہاری بیٹی جیسی ہوں۔"

"ایسی فضول باتیں نہ کر۔ جسم کا بچپن' جوانی اور بڑھاپا ہوتا ہے۔ آتما کی کوئی عمر نہیں ہوتی۔ پتا نہیں تیری آتما کب سے اس دنیا میں ہے۔"

"ڈیڑھ سو سال سے زیادہ ہوگئے۔ میں اس دنیا میں مرنے سے پہلے دوسرا جسم حاصل کرلیتی ہوں۔"

وہ بے یقینی سے چونک کر بولا "ڈیڑھ سو سال؟ کیا تو مذاق کررہی ہے؟"

"تو اسے مذاق ہی سمجھے گا۔ آخری بار میں مسلمانوں کے شکنجے میں آکر اپنی آتما کے ساتھ ختم ہونے والی تھی مگر تو نے مجھے پونم کے جسم میں پہنچا کر ایک نئی شکتی دی ہے۔ میں اس شکتی کے ذریعے کھوئی ہوئی آتما شکتی کی آخری منزل تک پہنچ جاؤں گی۔"

"یہ میرے لیے بڑی خوشی کی بات ہے۔ تو ڈیڑھ سو برس کے تجربات رکھتی ہے۔ میں تیرے تجربات سے فائدے اٹھاؤں گا اور ایک مرد کی طرح تیری حفاظت کرتا رہوں گا۔"

"کیا تو چاہتا ہے کہ میں اپنے ماں باپ اور رشتے داروں کو چھوڑ کر کسی ویرانے میں چلی جاؤں؟"

"اب وہ تیرے ماں باپ کہاں رہے؟ تو ان کے لیے مرچکی ہے۔ میں نے اپنے لیے تجھے زندہ کیا ہے۔ یہ جسم صرف پونم کا ہے جسے وہ اپنی بیٹی سمجھ کر دھوکا کھا رہے ہیں۔ اصل تو آتما ہے جو میرے ساتھ رہے گی۔"

"لیکن میں تو یہاں رہ کر ایک بہت بڑی رئیس زادی کی طرح زندگی گزارنا چاہتی ہوں۔"

"ہم آتما شکتی کی آخری منزل پر پہنچ کر دنیا کے سب سے زیادہ دولت مند پتی پتنی کہلائیں گے۔"

"میرے اس خوب صورت بدن کو اب تک کسی نے ہاتھ نہیں لگایا پھر تمہارے جیسے بوڑھے کو کیسے ہاتھ لگانے دوں؟"

"یہ بدن ہیرے سے زیادہ قیمتی ہے۔ تجھے حاصل کرنے کے لیے میں نے اس بات کی پروا نہیں کی کہ میری آتما شکتی میں کمی آجائے گی۔ تجھے میری قدر کرنا چاہیے اور میری خواہش پوری کرنے کے لیے میرے ساتھ چلنا چاہیے۔"

"مجھے تیری بات ماننی ہوگی۔ نہیں مانوں گی تو نقصان اٹھاؤں گی۔ تو بڑا گیانی اور شکتی مان ہے۔"

اس کی بات ختم ہونے کے بعد بجرنگ تلک دھاری نے اپنے دماغ میں بے چینی محسوس کی پھر سانس روک لی۔ پونم نے پوچھا "کیا ہوا؟"

"کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا میرے دماغ میں آنا چاہتا ہے۔"

"میں تیرے دماغ میں آکر ایک راز کی بات کہنا چاہتی ہوں۔ وہ بات زبان سے نہیں کروں گی۔ دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں۔"

وہ بولا "یہ جان کر خوشی ہو رہی ہے کہ تو ٹیلی پیتھی بھی جانتی ہے۔ واہ بھگوان واہ! اب تو ہم ساری دنیا میں راج کریں گے۔ آ میرے دماغ میں آجا۔"

وہ اس کے دماغ میں پہنچ کر بولی "کیا مجھے محسوس کر رہے ہو؟"

"ہاں تمہاری بات سن رہا ہوں۔"

یکبارگی اس کے دماغ میں زلزلہ پیدا ہوا۔ وہ شدید دماغی اذیت سے چیخیں مار کر فرش پر تڑپنے لگا۔ پونم اٹھ کر کھڑی ہوگئی' پیچھے ہٹ گئی۔ اس کی چیخیں سن کر پونم کے ماں باپ اور رشتے دار

دوڑتے ہوئے دروازہ کھول کر اندر آئے۔

پونم بہت زیادہ خوف زدہ ہونے کی ایکٹنگ کرتی ہوئی دوڑتے ہوئے آکر ماں باپ سے لپٹ کر بولی "دیکھو ممی! گرو مہاراج کو کیا ہوگیا ہے؟ بے چارے کسی تکلیف میں ہیں۔"

یہ کہتے ہی اس نے دماغ میں پہنچ کر دوسری بار زلزلہ پیدا کیا۔ بجرنگ تلک دھاری پھر حلق پھاڑ کر چیخنے لگا۔ اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا تھا۔ دماغ کی چولیں اس طرح ہل کر رہ گئی تھیں جیسے کھوپڑی کے اندر دماغ نام کی کوئی چیز نہ رہی ہو۔

پونم کا باپ وشوا ناتھ اور پونم کے چچا کا جوان بیٹا پرکاش آگے بڑھ کر فرش پر جھک کر بجرنگ تلک دھاری کو سنبھالنے اور پوچھنے لگے کہ اسے کیا ہو رہا ہے؟ کیا کسی ڈاکٹر کو بلایا جائے یا وہ اپنے جنتر منتر سے سنبھل سکتا ہے۔

پونم نہیں چاہتی تھی کہ وہ منہ سے کچھ بولے اور یہ ظاہر کردے کہ وہ ٹیلی پیتھی جانتی ہے اور اس کے جسم کے اندر ایک خطرناک آتما سما گئی ہے۔ دوبارہ زبردست زلزلے کے باعث گیان حاصل کرنے والے بجرنگ کی دماغی قوت کمزور پڑ گئی تھی۔ اس کے دیدے ایسے پھیل گئے تھے جیسے اسے کچھ نظر نہ آرہا ہو اور وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اس دنیا کو دیکھنے کی کوشش کر رہا ہو۔ جب دماغ ناکارہ ہوجائے تو آنکھیں دیکھنے، کان سننے اور جسم حرکت کرنے کے قابل نہیں رہتا۔

وہ بڑی مشکلوں سے گہری گہری سانسیں لے رہا تھا۔ پونم نے کہا "ڈیڈی! تھوڑی دیر پہلے گرو مہاراج نے کہا تھا کہ وہ اگر کسی مصیبت میں پڑ جائیں تو میں اپنے کمرے میں اکیلی بیٹھ کر ان کے لیے منتر پڑھتی رہوں۔ پھر وہ یہاں سے باہر جاکر ٹھیک ہوجائیں گے۔"

اس کے باپ وشوا ناتھ نے کہا "بیٹی! ہم دوسرے کمرے میں جارہے ہیں۔ تم گرو مہاراج کے بتائے ہوئے منتر پڑھتی رہو۔ انہوں نے ہم پر بہت احسانات کیے ہیں۔"

وہ سب کمرے سے چلے گئے۔ پونم نے بجرنگ کے دماغ میں پہنچ کر کہا "تیری دماغی تکلیف دور ہو رہی ہے۔ تو نے دیکھا، یہ ماں باپ نہیں جانتے کہ تو ان کی بیٹی کی عزت سے کھیلنے کے لیے مجھے ان سے دور لے جانا چاہتا ہے۔ یہ تیرے احسانات مان رہے ہیں۔ اب یہاں سے اپنا جنتر منتر کا تمام سامان اٹھا کر تیزی سے یہ بنگلا چھوڑ کر چلا جا۔"

وہ پونم کی ٹیلی پیتھی سے بچنے کے لیے اپنا مختصر سا سامان اٹھا کر بھاگتا ہوا، دروازہ کھول کر جانے لگا۔ وشوا ناتھ، اس کی پتنی اور پرکاش نے اس کے پیچھے دوڑتے ہوئے پوچھا "گرو مہاراج! آپ اس طرح کیوں بھاگ رہے ہیں؟"

وہ پونم کی مرضی کے مطابق بولا "رک جاؤ۔ سب اپنی جگہ رک جاؤ۔ میرے پیچھے آؤ گے تو میں تمہاری بیٹی کے جسم سے آتما کو نکال دوں گا۔ وہ پھر مرجائے گی۔"

وہ سب سہم کر رک گئے۔ بجرنگ بھاگتا ہوا بنگلے سے باہر آ
تیزی سے ایک گلی میں دوڑتا ہوا ایک شاہراہ پر پہنچا۔ وہ بڑ
معروف شاہراہ تھی۔ تیزی سے مختلف گاڑیاں گزر رہی تھیں۔
پاگلوں کی طرح دوڑتا ہوا تیز رفتار گاڑیوں کی پروا کیے بغیر ا
شاہراہ کو پار کرنے لگا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ ایک گاڑی سے ٹ
کر فضا میں اچھل کر پھر سڑک پر آیا۔ پونم نے اسے اٹھنے نہیں د
ایک بھاری ٹرک اسے کچلتا ہوا گزر گیا۔ پونم کی سوچ کی لہریں واپ
آگئیں۔ بجرنگ کے مردہ دماغ میں سوچ کی لہروں کے لیے جگہ نہ
رہی تھی۔

وہ اپنے کمرے کا دروازہ کھول کر ایک کاریڈور سے گزر
ڈرائنگ روم میں آئی۔ وہاں وشوا ناتھ نے پوچھا "بیٹی! گر
مہاراج کیا ناراض ہو کر گئے ہیں؟"

"ڈیڈی! مجھے تو ایسا نہیں لگتا۔ وہ جاتے وقت کہہ رہے تھے
میری بھلائی کے لیے ابھی انہیں جانا ہے۔ میں نے انہیں جا
سے روکا تو کہنے لگے انہیں جانے دیا جائے ورنہ پھر میرے اندر سے
آتما نکال کر مجھے مردہ بنادیں گے۔ میں نے ڈر کے مارے انہی
جانے دیا۔"

ماں نے کہا "ہاں، ہم نے انہیں روکا تو انہوں نے ہمیں
دھمکی دی۔ ہم نے تمہیں زندہ رکھنے کی خاطر انہیں جانے
نہیں روکا۔"

پرکاش نے کہا "وہ مہاگیانی ہیں۔ کچھ سوچ سمجھ کر ہی گئے ہو
گے۔"

وہ بولی "ان کی بات چھوڑیں۔ مجھے بھوک لگی ہے، مجھے
کھلایئے اور میرے بیڈ روم کی صفائی کرایئے۔ میں تھوڑی دیر یہا
خاموش بیٹھنا چاہتی ہوں۔"

وہ سب چلے گئے۔ وہ اپنی ممی شانتی اور ڈیڈی کے خیالا
پڑھنے لگی۔ اپنے اور ان کے بارے میں اہم معلومات حاصل کرنے
لگی۔ اس گھر کے ملازموں سے یہ چھپایا گیا تھا کہ وہ پچھلی شام کالی
کٹ شہر سے کوئی آٹھ سو کلو میٹر دور مرچکی تھی۔ اسے ایک بڑی
وین میں لایا جارہا تھا۔ اس وین کو پرکاش ڈرائیو کر رہا تھا۔ پیچھے
سیٹوں پر بجرنگ، شانتی دیوی اور وشوا ناتھ تھے۔ اس کے پیچھے سیٹ
پر پونم کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ گرو مہاراج بجرنگ کے حکم کے
مطابق اسے لے جایا جارہا تھا۔

ایک چیک پوسٹ پر چیکنگ کے دوران میں پولیس والوں کو
شبہ ہوا کہ اس طرح لاش کو لے جانے کے پیچھے کوئی راز ہے۔
بجرنگ تلک دھاری کو پولیس والے اچھی نظروں سے نہیں دیکھتے
تھے۔ وہ ان اطراف میں جادو ٹونے کے سلسلے میں سب کو دہشت
زدہ کرتا رہا تھا۔ اس نے پرکاش سے کہا "یہاں بات بگڑ جائے گی،
گاڑی کو بھگاتے چلو۔ وہ ہمارا تعاقب کریں گے لیکن میں جانتا
ہوں، وہ ہماری گاڑی تک نہیں پہنچ سکیں گے۔"

وین میں یہاں لائی گئی ہے؟ وہ کس کی لاش تھی؟"

وشوا ناتھ نے کہا "ہم کسی لاش کے بارے میں نہیں جانتے۔ ہماری تو ایک ہی جوان بیٹی ہے۔"

"کالی کٹ سے آنے والی پولیس ٹیم اور افسران ان سب کو چہرے سے پہچانتے ہیں جو کل رات اس وین میں تھے۔"

پونم سوچنے لگی "یہ راز تو ایسے پھیل رہا ہے جیسے جنگل کی آگ پھیلتی ہے۔ اگر ایک دو رازدار ہوتے تو میں انہیں ٹھکانے لگا دیتی مگر اپنے گھر والوں کو، پرکاش کو اور پولیس والوں کو کب تک ٹھکانے لگا کر اپنا وقت ضائع کرتی رہوں گی؟"

پرکاش نے ایک شاپنگ پلازا کے قریب کار روکی۔ وہ دونوں کار سے اتر کر پلازا کی سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اوپر آئے۔ بے شمار دکانیں گراؤنڈ سے ٹاپ فلور تک تھیں۔ وہ لفٹ کے ذریعے چھٹے اور آخری فلور پر گئے۔ پرکاش نے کہا "آج میں تمہیں نئی زندگی کا تحفہ دینے کے لیے قیمتی زیورات کا سیٹ خریدنا چاہتا ہوں۔ تم ایک سیٹ پسند کرو۔"

وہ بولی "میں تمہارا پسند کیا ہوا سیٹ پہنوں گی۔ ایسا کرو، تم جیولر کی دکان میں جاؤ۔ میں اپنی ضرورت کے کچھ کپڑے خرید کر آتی ہوں۔"

"ہرگز نہیں۔ آج تمام شاپنگ میں کراؤں گا۔ کپڑے خریدنے میں تمہارے ساتھ جاؤں گا۔"

"تم ساری دنیا کی شاپنگ کرادو لیکن میں تمہارے ساتھ وہ کپڑے خریدنے نہیں جاؤں گی۔ سمجھا کرو، مجھے شرم آئے گی۔"

وہ ہنستے ہوئے بولا "او۔ اچھا اب سمجھا۔ پھر تو تم جاؤ۔ مگر کہاں ملوگی؟"

"سیکنڈ فلور پر۔"

یہ کہہ کر وہ لفٹ کے پاس آئی۔ اسے مسکرا کر دیکھا پھر لفٹ کے اندر جاکر نظروں سے گم ہوگئی۔ بے چارہ ایک جیولر کی دکان میں چلا گیا۔ وہ لفٹ کے ذریعے گراؤنڈ فلور پر آئی۔ شاپنگ پلازا کے باہر ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر بولی "شیواجی اسپتال چلو۔"

اس نے اسپتال پہنچ کر کاؤنٹر پر پوچھا "سرجن بلدیو سنگھ کس چیمبر میں ہیں؟"

کاؤنٹر گرل نے کہا "آج وہ اسپتال نہیں آئیں گے۔"

پونم نے اس کے دماغ میں پہنچ کر اسے ڈاکٹر کو فون کرنے پر مائل کیا۔ رابطہ ہونے پر کاؤنٹر گرل نے کہا "سر! میں اسپتال سے بول رہی ہوں۔ ایک مس آپ سے ملنا چاہتی ہیں۔"

ڈاکٹر نے پوچھا "کیسی ہے؟ کتنی عمر ہوگی؟"

"سر! میں فون پر کیسے بتاؤں؟ آپ کو ضرور ملنا چاہیے۔"

کاؤنٹر گرل نے ریسیور رکھ کر اسے ڈاکٹر کے بنگلے کا پتا بتایا۔ وہ نہ بھی بتاتی تو پونم اس کے دماغ میں پہنچ گئی تھی۔ اس نے سب سے پہلے یہ معلوم کیا کہ اس کے گھر میں پلاسٹک سرجری کے آلات وغیرہ موجود ہیں یا نہیں؟ مطمئن ہوکر وہ ایک ٹیکسی کے ذریعے اس کے بنگلے میں پہنچ گئی۔

ڈاکٹر شوقین تھا۔ حسن وشباب کو دیکھ کر رال ٹپکنے لگتی تھی۔ پونم کو دیکھا تو دیکھتا ہی رہ گیا۔ اس نے کہا "آؤ۔ اندر آؤ۔ اسے اپنا ہی گھر سمجھو۔ میں نے آج تک تمہاری جیسی سندر لڑکی نہیں دیکھی۔ دل کہتا ہے تم سامنے بیٹھی رہو اور میں تمہیں دیکھتا رہوں۔"

"مجھے سہارا دوگے تو میں ساری زندگی تمہارے سامنے بیٹھی رہوں گی۔"

وہ خوش ہوکر بولا "میں ساری زندگی سہارا دوں گا لیکن اس بنگلے میں نہیں، میں ایک مشہور عزت دار ڈاکٹر ہوں۔ بدنام نہیں ہونا چاہتا۔ ایک الگ اپارٹمنٹ تمہارے لیے کرائے پر لے سکتا ہوں۔"

"میں اپارٹمنٹ نہیں چاہتی۔ میرا اپنا بنگلا ہے۔ میں وہاں اکیلی رہتی ہوں۔"

"اکیلی رہتی ہو؟ پھر تو کیا بات ہے۔ مگر تم مجھ سے ابھی کس بات کا سہارا مانگ رہی تھیں؟"

"میں پلاسٹک سرجری کے ذریعے اپنا چہرہ بدلنا چاہتی ہوں۔"

"تم تو بے حد حسین ہو پھر چہرہ کیوں بدلنا چاہتی ہو؟"

"میری کچھ مجبوریاں ہیں۔ تم میرا چہرہ اور زیادہ خوب صورت بناؤ گے تو میں تمہارا دل خوش کردوں گی۔"

"تم اس کمرے میں دیکھ لو، سرجری کا تمام سامان موجود ہے۔ زیادہ سے زیادہ دو گھنٹے میں چہرہ ایسے تبدیل کروں گا کہ تمہیں کوئی پہچان نہیں سکے گا۔ میرے پاس عام طور پر مجرم یا ایسے بے قصور لوگ آتے ہیں جو پولیس یا اپنے دشمنوں سے ہمیشہ چھپ کر رہنا چاہتے ہیں۔ میں سمجھ چکا ہوں، تم بھی ان میں سے ایک ہو۔"

"زیادہ نہ سمجھو صرف یہ دیکھو کہ میرا یہ حسن وشباب تمہیں نصیب ہونے والا ہے۔ میں منہ مانگی فیس دوں گی۔"

"امیر ترین ڈاکٹروں میں میرا شمار ہوتا ہے۔ فیس کے طور پر صرف تمہارا حسن وشباب لوں گا۔"

"منظور ہے۔ پہلے چہرہ تبدیل کرو۔"

"نہیں پہلے فیس ادا کرو۔"

وہ بولی "دنیا کے ہر بازار میں پہلے اپنی پسند کی چیز خریدی جاتی ہے... پھر بل ادا کیا جاتا ہے۔ پہلے چہرہ تبدیل کرو، پھر اپنا مطالبہ کرو۔ خوائف اور وکیل کی طرح پہلے فیس نہ مانگو۔"

وہ کچھ کہنا چاہتا تھا۔ پونم نے اس کے دماغ پر قبضہ جما کر کہا۔ "مجھے حسین ترین عورتوں کا البم دکھاؤ۔"

وہ البم لاکر اسے دکھانے لگا۔ اس میں حسین ترین عورتوں کی تصویریں تھیں۔ ڈاکٹر اسے بتانے لگا کہ ان میں سے کون سی مرچکی ہے، کون زندہ ہے اور کون اب بوڑھی ہوچکی ہے۔

پونم کو ایک نہایت ہی حسین وجمیل لڑکی کی تصویر پسند آئی۔

پھر پرکاش اس گاڑی کو تیزی سے ڈرائیو کرتا ہوا لے آیا تھا۔ گھر کے ملازموں کو بتایا گیا کہ پونم بے ہوش ہوگئی تھی' اسے ایک اسپتال سے لائے ہیں۔ تھوڑی دیر بعد ہوش میں آئے گی تو گرو مہاراج اسے اپنی دواؤں سے بالکل ٹھیک کردیں گے۔

انہوں نے ملازموں کو اس روز چھٹی دے دی تھی۔ انہیں دوسرے دن کام پر آنے کے لیے کہا تھا۔ اس طرح پونم کی نئی زندگی پانے والی بات صرف اس کی ممی' ڈیڈی اور پرکاش کو معلوم تھی اور کوئی چوتھا رازدار نہیں تھا۔ پونم نہیں چاہتی تھی کہ یہ راز گھر سے باہر جائے ورنہ یہ ہوا کی طرح باہر سیکنڈوں' ہزاروں کلومیٹر دور پورس' ثنا' جلال پاشا' ثانی اور پارس کو معلوم ہوسکتی تھی اور وہ اتنے چالاک تھے کہ ایک گھر میں ہونے والی کوئی غیر معمولی بات معلوم ہوتی تو وہ کڑی سے کڑی ملاتے ہوئے پونم کے اندر چھپی ہوئی نیلماں کو ڈھونڈ نکالتے۔

پونم نے پرکاش کے خیالات پڑھے۔ وہ اس کے چچا کا بیٹا تھا۔ اس کے ماں باپ دہلی میں تھے۔ پرکاش کو یہ سوچ کر وہاں چھوڑا تھا کہ پونم کروڑپتی بلکہ ارب پتی باپ کی اکلوتی بیٹی ہے۔ اگر پرکاش سے اس کی شادی ہوجائے گی تو ان کا بیٹا گھر بیٹھے ارب پتی بن جائے گا۔ پرکاش بھی پونم کا دل جیتنے کے لیے اس کے باپ وشواناتھ کا ہر کام ایک پرسنل سیکریٹری کی طرح کرتا تھا۔ گھر کے اس راز میں بھی شریک تھا کہ پونم نے کس طرح آتما کے تبادلے سے نئی زندگی پائی ہے۔

وہ اس راز میں شریک رہ کر بہت خوش تھا۔ سوچ رہا تھا' اپنے ماں باپ کو دہلی فون کرکے بتائے کہ وہ پونم کے ایک اہم راز میں شریک ہوکر ان کا معتمدِ خاص ہوگیا ہے۔ اب وشواناتھ اسے راز دار بنائے رکھنے کے لیے ضرور اپنا داماد بنائے گا۔

پونم نے پرکاش کے دماغ میں جاکر اس کی سوچ میں کہا "آج آدھی رات کے بعد جب سب ہی گہری نیند میں ہوں گے تو وہ اپنا کمرا بند کرکے اپنے ماں باپ کو فون پر کہے گا کہ وہ جلد ممبئی آجائیں اور پونم سے اس کی شادی کی بات کریں۔ وہ وشواناتھ اور پونم کے ایسے عجیب و غریب راز سے واقف ہے کہ وہ رشتہ کرنے سے انکار نہیں کریں گے۔"

پرکاش کے خیالات نے کہا "ٹھیک ہے' آدھی رات کے بعد دہلی فون کروں گا۔ ابھی کسی شاپنگ سینٹر میں جاکر پونم کے لیے بہت ہی قیمتی زیورات' ساڑی اور پرفیوم خرید کر لاؤں گا اور اسے نئی زندگی کا تحفہ دوں گا۔"

وہ باہر جانے کے لیے تیار ہونے لگا تو پونم بھی اچھی سی ساڑی پہن کر ذرا بناؤ سنگھار کرکے ڈرائنگ روم میں آئی۔ اپنے ماں باپ سے کہنے لگی "میں ذرا گھوم پھر کر آنا چاہتی ہوں۔ جب سے گرو مہاراج کچھ نیم پاگل سے ہوکر گئے ہیں' میرا دل ان کے لیے بہت پریشان ہے۔"

اسی وقت پرکاش وہاں آیا۔ باپ نے کہا "ٹھیک ہے بیٹی! ڈرائیور سے کہتا ہوں۔ وہ تمہیں تفریح کے لیے لے جائے گا۔"

وہ پرکاش کو دیکھ کر مسکرا کر بولی "ڈرائیور کے ساتھ نہیں' پرکاش کے ساتھ جانا چاہتی ہوں۔"

ماں نے کہا "تعجب ہے' تم تو پرکاش سے دور دور رہا کرتی تھیں۔ آج اس کے ساتھ جانا چاہتی ہو؟"

"ممی! یہ نئی زندگی پانے کے بعد میں نے پرکاش کو آزمایا ہے۔ اگر یہ ہمارا ساتھ نہ دیتا تو میں آپ دونوں کے ساتھ زندہ نہ آتی۔ میں پرکاش کے ساتھ جاؤں گی۔"

پرکاش خوشی سے کھل گیا۔ اس کے ساتھ ہی باہر آیا۔ دو... کار کی اگلی سیٹ پر بیٹھ گئے۔ وہ کار اسٹارٹ کرکے آگے بڑھاتے ہوئے بولا "آج میں بہت خوش ہوں۔ آج مجھے دو دو خوشیاں مل رہی ہیں۔"

"وہ کون سی دو دو خوشیاں ہیں؟"

"سب سے پہلی خوشی تو یہ کہ تمہیں نیا جیون ملا ہے۔ اس سے بڑی خوشی تو ہو نہیں سکتی اور میرے اپنے لیے دوسری خوشی یہ کہ تم مجھے آزمانے کے بعد مجھ پر بھروسا کررہی ہو۔ آئندہ بھی آزماؤ گی تو میں زندگی کی کٹھن گھڑیوں میں تمہارے لیے جان کی بازی لگا کروں گا۔"

پونم نے اس کے بولنے کے دوران میں اپنے باپ ماں کے دماغ میں جھانک کر دیکھا۔ معلوم ہوا' وہاں بنگلے کے احاطے میں پولیس کی دو گاڑیاں آئی ہیں۔ ایک سب انسپکٹر اس کے باپ سے کہہ رہا تھا "ایک پاکھنڈی گرو مہاراج بن کر رہنے والے بجرنگ تلک دھاری کی لاش سڑک پر پائی گئی ہے۔ ہمیں کالی کٹ پولیس اسٹیشن سے اطلاع دی گئی تھی کہ کل رات بجرنگ تلک دھاری ایک جوان لڑکی کی لاش لے کر پولیس کو دھوکا دے کر بھاگ رہا تھا۔"

پونم کی خیال خوانی کا سلسلہ ٹوٹ گیا۔ پرکاش پوچھ رہا تھا "تم اچانک سر جھکا کر خاموش کیوں ہوگئی ہو۔"

وہ شرما کر بولی "میں نہیں بتا سکتی کہ تمہارے بارے میں کیا سوچ رہی ہوں۔"

وہ خوش ہوکر بولا "اچھا سمجھ رہا ہوں۔ پھر تو میں ڈسٹرب نہیں کروں گا۔ تم سوچتی رہو۔"

وہ پھر خیال خوانی کے ذریعے وشواناتھ کے دماغ میں پہنچی۔ پولیس والے بنگلے میں گھس کر تلاشی لے رہے تھے۔ ایک حوالدار نے دوڑتے ہوئے آکر اپنے افسر سے کہا "سر! ادھر گیراج میں ایک بڑی سی وین ہے۔ اس کا نمبر وہی ہے جو ہمیں کل رات بتایا گیا تھا۔"

افسر تیزی سے چلتا ہوا گیراج کی طرف جانے لگا۔ دوسرے افسر نے وشواناتھ سے کہا "اچھا تو اس جوان لڑکی کی لاش آپ کی

ڈاکٹر نے کہا "میرے بڑے بھائی بھی پلاسٹک سرجری کے ماہر تھے۔ وہ مرچکے ہیں۔ ان کے پاس ۲۵ برس پہلے یہ لڑکی سرجری کے لیے آئی تھی۔ ان دنوں پلاسٹک سرجری اتنی ایڈوانس نہیں تھی۔ بڑے مسائل پیش آتے تھے۔ بہرحال اگر وہ بیس برس کی عمر میں بھائی کے پاس سرجری کے لیے آئی ہوگی تو اب اس کی عمر ۴۵ برس کی ہوگی۔"

پونم نے کہا "اس کے چہرے پر مشرقی اور مغربی حسن کا امتزاج ہے۔ کچھ ہندوستانی بھی لگتی ہے اور کچھ انگریز بھی۔"

"اس کی ماں انگریز تھی اور باپ ہندوستانی تھا۔"

وہ آئینے کے سامنے آکر بیٹھ گئی۔ ڈاکٹر سرجری کی تیاری کرنے لگا۔ وہ احتیاطاً اس کے خیالات پڑھتی رہی تاکہ ڈاکٹر کوئی مکاری نہ کرے۔ اس کے چور خیالات نے بتایا کہ وہ حسن و شباب کا رسیا ہے۔ اس کے ساتھ دن رات رنگین کرنا چاہتا ہے اس لیے اسے دھوکا نہیں دے گا۔

اس سے مطمئن ہوکر وہ وشواناتھ کے دماغ میں پہنچی۔ پولیس والے وشواناتھ کو تھانے لے گئے تھے۔ وہاں حراست میں رکھا تھا اور کہا تھا کہ پچھلی رات چیک پوسٹ پر جو افسران اور پولیس والے پونم کی لاش کے ساتھ گاڑی میں بیٹھنے والوں کو دیکھ چکے تھے' وہ سب وشواناتھ' شانتی دیوی' پونم اور پرکاش کی شناخت کے لیے آرہے ہیں۔

بنگلے میں شانتی دیوی تنہا پریشان تھی۔ بنگلے کے چاروں طرف پولیس کا پہرا تھا۔ شانتی دیوی کے خیالات بتا رہے تھے کہ پولیس والوں کو پونم اور پرکاش کا بھی انتظار ہے۔ انہیں کہا گیا تھا کہ وہ کسی کی لاش نہیں لا رہے تھے۔ ان کی بیٹی پونم زندہ ہے۔ وہ پرکاش کے ساتھ کہیں گھومنے گئی ہے۔ دوپہر تک واپس آجائے گی۔

پونم نے ماں کی سوچ میں سوال پیدا کیا "پولیس والے کیا پونم کی کوئی تصویر لے گئے ہیں؟"

ماں کی سوچ نے کہا "دیوار پر کوئی تصویر دیکھتے تو شاید لے جاتے۔ تمام تصویریں البم میں ہیں۔"

اس نے ماں کے دماغ پر قبضہ جما کر البم میں سے اپنی تمام تصویریں نکالیں۔ کسی بھی تقریب کے موقع پر عورتوں اور مردوں کے ہجوم میں جو دھندلی سی تصویریں تھیں' انہیں بھی نکال لیا۔ اپنی الماری اور وشواناتھ کے سیف اور میز کی درازیں چیک کیں پھر جتنی تصویریں تھیں' جلا ڈالیں۔

اب بھی کوئی بات اسے کھٹک رہی تھی۔ اسی وقت فون کی گھنٹی بجی۔ ماں نے ریسیور اٹھا کر ہیلو کہا۔ دوسری طرف سے پرکاش نے کہا "ماں جی' میں پرکاش بول رہا ہوں۔ کیا وہاں پونم آئی ہے؟"

"وہ تو تمہارے ساتھ گئی تھی۔ تم مجھ سے پوچھ رہے ہو؟"

"میں یہاں پورے شاپنگ پلازا میں اسے ڈھونڈ رہا ہوں۔ پتا نہیں' وہ مجھے بتائے بغیر کہاں چلی گئی ہے۔ میں اپنی کار کے پاس ہوں۔ شاید وہ ادھر آجائے۔"

"پرکاش! ہم پر اچانک مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹ رہے ہیں۔ پولیس والے تمہارے تایا کو تھانے لے گئے ہیں۔ ہماری کل رات والی وین پکڑی گئی ہے۔ چیک پوسٹ پر ہمیں پہچاننے والے پولیس والے آئیں گے۔ وہ پونم کو زندہ دیکھ لیں گے تو انہیں یقین ہوجائے گا کہ وہ لاش نہیں تھی بلکہ پچھلی سیٹ پر پونم سو رہی تھی۔ صرف پونم کے زندہ مل جانے سے وہ سب اپنا بچاؤ کرسکتے ہیں۔"

لیکن ایک گھنٹے کے اندر پونم کا چہرہ بڑی حد تک تبدیل ہوتا جارہا تھا۔ دو گھنٹے بعد وہ بالکل تبدیل ہوگئی۔ آئینے کے سامنے خود کو ایک نہایت حسین و جمیل دوشیزہ کے روپ میں دیکھنے لگی۔ اس کے چہرے پر مشرقی حسن بھی تھا اور ہالینڈ کے دودھ مکھن والی چکناہٹ بھی تھی۔

ڈاکٹر نے فخر سے کہا "دیکھا میرا کمال' کوئی کاغذ پر حسین تصویر بناتا ہے۔ کوئی پتھر تراش کر اجنتا کی مورت بناتا ہے۔ میں نے جیتی جاگتی' چلتی پھرتی ایک زندہ حسن کی دیوی بنائی ہے۔"

"مانتی ہوں' تم باکمال ہو مگر پوری طرح اطمینان کرنے دو۔ اس چہرے کا فنشنگ ٹچ FINISHING TOUCH پوری توجہ سے کرو۔ مجھے حاصل کرنے کی جلدی کروگے تو میں ہاتھ نہیں آؤں گی۔"

"یہ دونوں ہاتھ دیکھ رہی ہو' کتنے مضبوط ہیں۔ جکڑلوں گا تو نکل نہیں سکوگی۔"

"میں چیخنے چلانے لگوں گی تو تمہاری عزت خاک میں مل جائے گی۔"

"بہت چالاک ہو۔"

"بہت نادان ہو۔ جب محبت سے ملنے والی ہوں تو زبردستی والی بات کیوں کرتے ہو؟"

"ہاں' میں جلد بازی میں نادانی کررہا تھا۔ اب دیکھو' ایک گھنٹا اور صرف کرکے اسی حسن کو چار چاند لگادوں گا۔"

وہ پھر اپنے کام میں مصروف ہوگیا۔ پونم پرکاش کے دماغ میں پہنچی۔ وہ اسے تلاش کررہا تھا اور سوچ رہا تھا' جب تک پونم گھر نہیں پہنچے گی تب تک وہ بھی نہیں جائے گا۔ ورنہ پولیس والے اسے بھی گرفتار کرکے پوچھیں گے کہ وہ پچھلی رات پونم کی لاش کو وین میں کہاں سے لا رہا تھا۔ اب اسے زندہ ثابت کرنے کے لیے پونم کو ڈھونڈ کر گھر لانا ضروری تھا۔

وہ کار میں بیٹھ کر اسے تلاش کرنے کے لیے آگے بڑھا۔ پونم نے اس کے دماغ پر قبضہ جما کر اسے اور آگے بڑھاتے بڑھاتے پولیس اسٹیشن پہنچا دیا۔ وہ تھانے کے اندر آیا۔ وشواناتھ نے پوچھا۔ "پرکاش! ہماری پونم کہاں ہے؟"

پونم نے اس کے دماغ کو آزاد چھوڑ دیا۔ وہ چونک کر وشواناتھ اور تھانے کو دیکھتے ہوئے بولا "میں..... میں یہاں کیسے آگیا؟"

پولیس افسر نے کہا "آنا ہی پڑتا ہے۔ مجرموں کا پہلا گھر حوالات اور آخری گھر پھانسی گھاٹ ہوتا ہے۔"

"ہم مجرم نہیں ہیں۔ میں ابھی پونم کو تلاش کررہا تھا۔ مجھے ایسا لگتا ہے' اسے کسی نے اغوا کرلیا ہے۔"

"لاش کو کل رات تم لوگوں نے اغوا کیا پھر دوسرے اغوا کرنے والوں کے لیے کیا بچا ہوگا؟"

پونم دماغی طور پر حاضر ہوگئی۔ وہ وشواناتھ' شانتی دیوی اور پرکاش کے معاملات میں پڑ کر اپنے لیے کوئی مصیبت مول لینا نہیں چاہتی تھی۔ وہ آئینے میں اپنے حسن وجمال کی چکاچوند دیکھ کر خوش ہوگئی۔ اس سے بولی "واقعی تم باکمال ہو۔ البم والی اس حسین لڑکی کا نام اور اس کے ماں باپ کا نام کیا تھا؟"

"اس کا نام رجنی تھا لیکن ان ناموں سے تمہیں کیا لینا ہے۔ وہ حسین رجنی ۲۵ برس پہلے آئی تھی' اب بوڑھی ہوچکی ہوگی۔ چہرہ بھی خاصا بدل گیا ہوگا۔ تم اس چمکتے دمکتے حسن وشباب کے مطابق کوئی خوب صورت سا نام رکھ لو۔"

"ٹھیک کہتے ہو۔ کوئی اچھا سا نام سوچ کر رکھوں گی۔ اب تم میری کرسی پر بیٹھو۔"

وہ کرسی سے اٹھ کر ایک طرف کھڑی ہوگئی۔ ڈاکٹر نے مسکرا کر کہا "اس کرسی پر بیٹھنے کے لیے نہیں' بیڈ روم میں چلنے کے لیے کہو۔"

"کہوں گی' پہلے کرسی پر بیٹھو۔ تمہاری طرح میں بھی آئینے کے سامنے تمہاری سرجری کروں گی۔"

وہ اس کی طرف بڑھ کر اپنی آغوش میں اسے لینا چاہتا تھا مگر آپ ہی آپ گھوم کر آئینے کے سامنے آکر بیٹھ گیا۔ وہاں سرجری کے تیز دھار والے آلات رکھے ہوئے تھے۔ نیلماں نے ایک آلہ اٹھایا۔ اب وہ پونم نہیں رہی تھی۔ ناصرہ تو پہلے ختم ہوچکی تھی۔ اس نے ڈاکٹر کو دماغی طور پر غائب کردیا۔ اس آلے سے اس کے چہرے کو کاٹنے لگی۔ وہ ساکت بیٹھا رہا۔ تیز آلے سے کٹنے کی تکلیف کا احساس نہیں ہورہا تھا۔ غائب دماغ ہونے کا مطلب یہ تھا کہ دماغ بے حس ہوچکا تھا۔ نہ سن سکتا تھا' نہ دیکھ سکتا تھا اور نہ کوئی تکلیف محسوس کرسکتا تھا۔ وہ جیسے مریض کو بے ہوش کرکے آپریشن کررہی تھی۔ پھر اس نے حلق پر آلہ پھیر کر سانس کی نالی کاٹ دی۔ اس کی گردن ایک طرف ڈھلک گئی۔

شکار نے شور نہیں مچایا۔ آہ تک نہ کی۔ بڑی خاموشی سے حسن وشباب کے ہاتھوں سے کھیلتے کھیلتے جہنم تک پہنچ گیا۔

نیلماں نے اپنے ہاتھ صاف کیے۔ ساڑی سے خون کے چھینٹے دھوئے۔ پھر خیال آیا۔ مرنے والا حسن پرست تھا۔ پتا نہیں وہاں کتنی حسینائیں آتی جاتی ہوں گی۔ اس نے ایک کمرے میں آکر الماری کھولی تو اس میں زنانہ کپڑے تھے۔ یہ ملبوسات نیلماں کے لیے لازمی تھے۔ اس نے اپنا لباس اتار کر نیا لباس پہن لیا اور بڑے اطمینان سے چلتے ہوئے باہر آگئی۔ ہاتھ اٹھا کر ایک ٹیکسی والے کو روکا پھر اس کی پچھلی سیٹ پر بیٹھ کر جانے لگی۔

○☆○

بابا صاحب کے ادارے سے کال آئی تھی۔ مجھ سے اور سونیا سے کہا گیا تھا کہ طرابلس میں ہمارا کام کس حد تک ہوچکا ہے۔ ڈ[illegible] قاسم بن حشام جیسے فراڈ مجاہد اور دوسرے امریکی سیکرٹ ایجنٹوں کے اطراف جال بچھایا جارہا تھا۔ لیبیا کی حکومت ان سب سے جان بوجھ کر انجان بن رہی تھی۔ تمام دشمن سراغ رسانوں تک رسائی حاصل کرنے کے بعد ان کے خلاف کارروائی کی جانے والی تھی تاکہ ٹھوس ثبوت کے ساتھ دنیا والوں کو بتایا جاسکے کہ امریکی اور اسرائیلی' اسلامی ممالک کے خلاف کس طرح تخریبی کارروائیاں کرتے رہتے ہیں۔

الپا میری تابع تھی۔ میرے حکم کے مطابق وہاں کی انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل کی پرسنل اسسٹنٹ بن گئی تھی اور اس کے ساتھ دن رات رہ کر اپنی ٹیلی پیتھی کے ذریعے ڈائریکٹر جنرل کے [illegible] آنے والی تھی۔

مجھ سے اور سونیا سے بابا صاحب کے ادارے میں حاضر ہونے کے لیے کہا گیا تھا۔ سونیا ایک دن ادارے میں قیام کرکے ایران جانے والی تھی تاکہ مجاہد فرہاد گیلانی کے بارے میں بھی تصدیق کرسکے کہ وہ اصلی ہے یا قاسم بن حشام کی طرح نقلی ہے۔ سونیا پہلے بھی ایران میں کچھ عرصہ رہ چکی تھی۔ وہاں کے چھوٹے بڑے شہروں کے اہم علاقوں سے اچھی طرح واقف تھی اور فارسی روانی سے بولتی تھی۔

ہم صبح چھ بجے ائرپورٹ پہنچے۔ جب ہم پیرس جانے کے لیے بورڈنگ کارڈز لے رہے تھے' ہمارے پیچھے ایک بوڑھی افغانی عورت کھڑی ہوئی تھی۔ ہم نے قطار میں اسے آگے کردیا۔ وہ ٹوٹی پھوٹی انگریزی میں بولی "تھینک یو۔ تمہارے جیسا میرا ایک بیٹا تھا۔ ایک راکٹ لانچر نے ماں کا کلیجا پھاڑ کر بیٹے کو مار ڈالا۔ معلوم نہیں میرے وطن میں کتنے بیٹے کب تک مرتے رہیں گے۔"

سونیا نے پوچھا "افغانستان میں اور کتنے عزیز رشتے دار ہیں؟"

"سب شہید ہوگئے۔ کوئی نہیں رہا.... مگر ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو ہلاک کرے تو کیا مارنے والا غازی اور مرنے والا شہید کہلا سکتا ہے؟ میرے وطن میں تو مسلمان' مسلمان کو مار رہا ہے۔ یہ لوگ اپنی الگ الگ جماعتیں بنا کر یہ کیوں بھول جاتے ہیں کہ اپنی اپنی جماعت سے زیادہ دینِ اسلام اہم ہے۔ اس کے باوجود ایک جماعت کا مسلمان' دوسری جماعت کے مسلمان کو مارتا ہے۔ کوئی فتویٰ کیوں نہیں دیتا کہ وہ غازی ہیں نہ شہید' صرف سیاسی کافر ہیں۔"

وہ اپنے آنسو پونچھنے لگی جبکہ آنسو نہیں تھے۔ آنکھیں خشک ہوچکی تھیں۔ ایک ماں کے اندر آنسوؤں کا جو سمندر ہوتا ہے' وہ سمندر بہہ چکا تھا۔ سونیا نے پوچھا "تمہارا وہاں کوئی نہیں ہے۔ پھر ایسے ملک میں کیوں جارہی ہو جو برسوں سے میدانِ جنگ بنا ہوا ہے۔ جہاں آگ' دھواں' لاشیں اور کھنڈرات نظر آتے ہیں؟"

بوڑھی خاتون نے کہا "میرا وطن قبرستان بن جائے گا تب بھی وہاں جاؤں گی۔ میری عمر بھی قبرستان جانے کی ہوچکی ہے۔ میں اپنے وطن کی مٹی میں ملنا چاہتی ہوں۔"

میں نے اسے سہارا دے کر طیارے کی سیڑھی پر چڑھایا۔ اگرچہ وہ بوڑھی تھی لیکن سہارا دیتے وقت پکڑنے سے خاصی صحت مند لگ رہی تھی۔ بعض بُرے حالات میں انسان ٹوٹتا نہیں ہے اور بھی پتھر بن جاتا ہے۔ اسی بات پر کہا گیا ہے۔ مشکلیں اتنی پڑیں مجھ پر کہ آساں ہوگئیں

اندر پہنچ کر سونیا نے اس کی سیٹ پر اسے بٹھاتے ہوئے کہا۔ "ہو آر لائک مائی مدر۔ آپ کی عمر کیا ہوگی؟"

"بیٹی! لاشیں گنتے گنتے عمر کی گنتی بھول گئی ہوں۔"

ہماری سیٹیں پیچھے تھیں۔ سونیا اسے بٹھا کر میرے ساتھ والی سیٹ پر آگئی۔ میں نے کہا "افغانستان کی حالت پر افسوس ہوتا ہے۔ وہ خاتون دل پر اثر کرنے والی باتیں کررہی تھی۔ کیسا حوصلہ ہے' اس بڑھاپے میں گولیاں کھا کر شہید ہونے جارہی ہے۔"

سونیا نے کہا "یہ شہید نہیں ہوگی۔ حرام موت مرے گی۔"

"یہ کیا کہہ رہی ہو؟"

"تم نے اسے ایک طرف سے سہارا دیا تھا۔ دوسری طرف سے میں نے سہارا دیا تھا۔ میرا ہاتھ اس کے سینے سے ٹکراتا رہا۔ وہ ۲۵ برس کی بھرپور اور رس بھری جوان عورت ہے۔ بڑی مہارت سے میک اپ کیا ہے اور بڑی زبردست ایکٹنگ کررہی ہے۔"

یہ سنتے ہی میں اس بوڑھی خاتون کے اندر پہنچ گیا۔ اس کے خیالات نے بتایا کہ وہ افغانستان میں رہتی تھی۔ امریکا جن سیاسی جماعتوں کو خرید رہا تھا ان جماعتوں کے کچھ کارندے جاسوسی کی تربیت حاصل کرنے کے لیے امریکا یا کسی دوسرے یورپی ملک کے خفیہ کیمپوں میں بھیجے جاتے تھے۔ دلیر اور چالاک افغانی عورتیں بھی جاتی تھیں۔ ان میں ایک وہ بوڑھی بن کر جانے والی جوان عورت بھی تھی۔ اس کا نام مہروز تھا۔ اس نے دو برس تک اٹلی کے ایک کیمپ میں جاسوسی کی تربیت حاصل کرنے کے علاوہ تمام جدید ہتھیاروں کو بھی استعمال کرنا سیکھا تھا۔

میں سونیا کو بوڑھی نظر آنے والی جوان مہروز کے بارے میں بتانے لگا۔ وہ بولی "اب یہ بھی معلوم کرو کہ یہ وہاں کیوں جارہی ہے؟"

میں نے کہا "امریکا کو اپنے سراغ رسانوں سے یہ معتبر اطلاع ملی ہے کہ مجاہد اعظم مرحبا توصیف افغانستان میں پناہ لے رہا ہے۔ یہ مہروز خالص افغانی ہے۔ یہ سوچا گیا کہ جوان مہروز کے رشتے دار اگر وہاں زندہ ہوں گے تو اسے پہچان لیں گے اور اس کے دو برس تک کہیں لاپتا رہنے کے سلسلے میں درجنوں سوال بھی کریں گے اور اس پر شبہ بھی کریں گے لہٰذا پلاسٹک سرجری کے ذریعے اسے ایک بوڑھی خاتون بنادیا گیا ہے۔ افغانستان کی جس اسلامی جماعت نے مجاہد اعظم مرحبا توصیف کو پناہ دی ہے' اس جماعت کے مفتوحہ علاقوں میں کوئی مہروز پر شبہ نہیں کرسکے گا۔"

"ہوں' زبردست چال ہے۔ جوان بیٹے کا ماتم کرنے والی ایک بدنصیب مظلوم خاتون کا سب ہی احترام کریں گے۔ اسے کسی علاقے میں جانے سے نہیں روکا جائے گا۔ وہ کسی ایسے قصبے یا کیمپ تک بھی جاسکے گی جہاں مجاہد اعظم کو مہمان بنا کر عزت سے رکھا گیا ہوگا۔ وہاں پہنچتے ہی اس معزز مہمان مرحبا توصیف کو گولی ماردینا کوئی مشکل کام نہیں ہوگا۔"

"اس کے افغانستان پہنچنے تک اس کی خاص نگرانی کرنی ہوگی۔ یہ معلوم کرنے کا موقع ہمیں ملے گا کہ مہروز کے ذریعے اور کیسی کیسی چالیں چلی جارہی ہیں۔"

میں نے ثانی' ثنا' جلال پاشا اور سلمان کو اپنے دماغ میں بلایا۔ انہیں مہروز کے بارے میں تفصیل سے بتا کر کہا "تم سب وقت مقرر کرلو اور اس وقت کے مطابق مہروز کے دماغ میں جاکر اس کے چور خیالات پڑھتے رہو۔ ایک بات کا خاص خیال رکھو۔ اس کے پاس اپنوں سے رابطہ رکھنے کا کوئی جدید آلہ نہیں ہے۔ اس کا مطلب ہے' مہاراج یا مہیش اس کے دماغ میں جاکر معلومات حاصل کرکے امریکی متعلقہ افسران کو بہت کچھ بتاتے ہوں گے۔ لہٰذا مہروز کے دماغ میں جاکر ہمیشہ خاموش رہا کرو۔ میں بھی اس کے دماغ میں جاتا رہوں گا اور تم سب مجھے رپورٹ دیتے رہوگے۔"

یہ تمام باتیں سمجھا کر میں نے انہیں مہروز کے دماغ میں پہنچادیا۔ ثانی نے کہا "پاپا! ہم سب پورس کو لے کر ادارے میں پہنچ گئے ہیں۔ آپ کا انتظار ہورہا ہے۔"

"بیٹی! ہم سیٹ بیلٹ باندھ رہے ہیں۔ پیرس پہنچ چکے ہیں۔ ابھی ادارے کے ذاتی ہیلی کاپٹر سے وہاں پہنچ جائیں گے۔"

پیرس کی ایک پرائیویٹ فلائنگ کمپنی کے ہیلی پیڈ پر ہمارے لیے ایک ہیلی کاپٹر موجود تھا۔ ہم پیرس کے ائرپورٹ سے اتر کر ایک کار میں وہاں گئے۔ بابا صاحب کے ادارے کے دو ماہرین نے اس ہیلی کاپٹر کو اچھی طرح چیک کرلیا تھا۔ ہم اس میں سوار ہوگئے۔ سونیا نے پائلٹ کی سیٹ سنبھال لی تاکہ میں اطمینان سے خیال خوانی کرسکوں۔

اس بار میری اور سونیا کی جان کو قدم قدم پر خطرہ تھا۔ پتا نہیں دشمنوں تک یہ خبر کیسے پہنچ گئی تھی کہ پہلی بار ایک ہندو پورس کو بابا صاحب کے ادارے میں داخل ہونے کی اجازت دی گئی۔ پورس کے ساتھ دو ٹیلی پیتھی جاننے والوں' جلال پاشا اور ثنا کا اضافہ ہوچکا ہے۔ ان کے استقبال کے لیے ادارے کے تمام افراد کو وہاں بلایا گیا ہے لہٰذا سونیا اور فرہاد بھی وہاں جارہے ہیں۔

دنیا کے بڑے ممالک خاص طور پر امریکا نے سیٹلائٹ کے ذریعے بابا صاحب کے ادارے کے اندرونی مناظر اور وہاں کے حالات کے متعلق جاسوسی کرنے اور وہاں کی تصاویر اتارنے کی کوششیں کی تھیں مگر جناب تبریزی کی روحانیت آڑے آتی رہی تھی۔ وہ کبھی ہمارے ادارے کی ایک تصویر بھی نہ اتار پائے تھے۔

اس بار بھی یہ عجیب و غریب معاملہ تھا کہ ایک ہندو بابا فرید واسطی کے ادارے میں داخل ہو چکا تھا۔ اسے خصوصی اجازت کیوں دی گئی؟ اس خصوصی اجازت کے پیچھے مسلمانوں کی کیا حکمتِ عملی ہے‘ یہ جاننے کے لیے سب بے چین تھے۔

دنیا کے تمام بڑے ممالک کے سربراہوں نے ادارے کے انچارج خلیل بن مکرم سے کہا تھا کہ وہ جناب تبریزی سے مختصری گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔ خلیل بن مکرم نے تمام ممالک سے کہا تھا۔ "ایسے وائرلیس اور جدید آلات لگائے گئے ہیں جن کے ذریعے تمام ممالک جناب تبریزی کی اہم گفتگو سن سکیں گے۔ ہمارے ادارے کے کانفرنس ہال میں کئی وڈیو کیمرے ہیں۔ اس کانفرنس ہال کی تقریب کی وڈیو فلمیں تمام ممالک کے سربراہوں کو بھیج دی جائیں گی۔ پروگرام کا آغاز پیرس کے وقت کے مطابق ٹھیک گیارہ بجے ہوگا۔"

میں اور سونیا ساڑھے دس بجے ہیلی کاپٹر کے ذریعے ادارے کے اندر ہیلی پیڈ پر پہنچ گئے۔ وہاں ثانی‘ پارس‘ پورس‘ ثنا‘ جلال پاشا‘ سلمان اور ادارے کے اہم ماہرین نے ہمارا استقبال کیا۔ میں نے اور سونیا نے پورس‘ ثنا اور جلال پاشا کو پہلی بار ادارے میں آنے کی مبارک باد دی۔ پھر ہم سب چھوٹی چھوٹی ٹوسیٹر موٹر ٹرالی میں بیٹھ کر کانفرنس ہال تک پہنچے۔

ہال کے اندر بھی ادارے کے اہم افراد اور مختلف شعبوں کے ماہرین تشریف رکھتے تھے۔ ہم بھی اپنی اپنی سیٹوں پر بیٹھ گئے۔ گیارہ بجنے میں پانچ منٹ رہ گئے تو آمنہ اور جناب تبریزی تشریف لائے۔ سب نے کھڑے ہو کر ان کا استقبال کیا۔ وہ دونوں چلتے ہوئے اسٹیج پر آئے پھر اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

گیارہ بجنے سے پہلے خلیل بن مکرم نے تمام مائیکروفون آن کر دیے۔ مختلف زاویوں پر رکھے ہوئے وڈیو کیمرے بھی آن ہو گئے۔ خلیل بن مکرم نے سلام کرنے کے بعد کہا "معزز حاضرین اور تمام دنیا کے سامعین حضرات! اب آپ جناب بابا فرید واسطی کے ادارے کے موجودہ معتمدِ اعلیٰ بزرگ جناب علی اسداللہ تبریزی کی گفتگو سننے کی سعادت حاصل کریں گے..."

جناب تبریزی اٹھ کر مائیک کے سامنے آئے۔ پھر کلام پاک کی تلاوت کرنے کے بعد کہا "معزز حاضرین و سامعینِ کرام السلام علیکم! جیسا کہ دنیا جانتی ہے کہ اس ادارے کی ابتدا مرحوم بابا فرید واسطی نے کی تھی۔ وہ چاہتے تھے کہ جس طرح قاہرہ کی الازہر یونیورسٹی دنیائے اسلام میں منفرد و مستند ہے اسی طرح ان کا یہ ادارہ مذہب کے علاوہ سیاست کے اعتبار سے بھی منفرد ہو‘ مستند ہو۔

امریکا کے وائٹ ہاؤس میں کسی ملک کا سربراہ بھی اجازت کے بغ
قدم نہیں رکھ سکتا لیکن ہماری مسجدوں میں غیر مسلم فوجی جوتے پ
گھس جاتے ہیں۔ اس لیے کہ امریکا کی ہیبت طاری ہے اور ہم ا
مقدس عبادت گاہ کی حفاظت کرنے سے قاصر ہیں۔ اللہ تعالیٰ
فضل و کرم سے آپ دیکھ رہے ہیں کہ آج بابا فرید واسطی فردو
نشیں کے اس ادارے میں امریکا جیسا سپرپاور بھی قدم نہیں ر
سکتا اور قدم رکھنا چاہے تو اسے قدم رکھنے کی اجازت بھی نہیں د
جاتی۔"

"تمام دنیا کے اسلامی ممالک کے مسلمان سربراہ پہلے ا
مملکت کی برتری پر فخر کرتے ہیں بعد میں دینِ اسلام کی برتری کو ز
طور پر مانتے ہیں اس لیے کبھی اسلام کے نام پر متحد نہیں ہو پا
ہمارے ادارے میں داخل ہونے کے بعد یہاں کوئی سنی ہوتا ہ
نہ شیعہ‘ نہ دیوبندی اور نہ بریلوی۔ اگر کوئی بھولے سے بھی خو
سنی یا شیعہ کہے‘ خود کو کبھی عربی یا افریقی مسلمان کہہ دے تو ا
ادارے سے نکال دیا جاتا ہے۔

"ایسے نکالے ہوئے مسلمان غیر مسلم دشمنوں کے جاسوس بن
سکتے ہیں اور یہاں کے اندرونی اہم معاملات بتا سکتے ہیں۔ اس
خرابی کو ختم کرنے کے لیے بابا فرید واسطی نے کامل روحانیت کا
سہارا لیا۔ وہ اس ادارے کے پہلے بزرگ تھے جنہوں نے روحانی
ٹیلی پیتھی کا علم حاصل کیا اور سونیا‘ فرہاد‘ سائی‘ منجالی‘ اعلیٰ بی بی اور
اپنے داماد سلمان کی بھی تربیت کی تاکہ یہ سب اس ادارے کو قائم
دائم رکھیں۔ انہوں نے یہ وصیت کی کہ ان کے بعد اس ادارے
کا معتمدِ اعلیٰ بزرگ وہی ہوگا‘ جو دن رات عبادت کے ذریعے
روحانیت میں کمال حاصل کرلے۔ یہ روحانیت کی قوت ہے کہ
عظیم سائنسی ترقی کے باوجود سیٹلائٹ کے ذریعے بھی اس ادارے
کے اندرونی حالات کی جاسوسی نہیں کی جاسکتی۔ اس ادارے میں
رہنے والے کسی عام فرد کے دل میں ذرا سی بے ایمانی آجائے یا وہ
یہاں کے اصولوں کے خلاف کوئی قدم اٹھائے تو یہاں جتنے
روحانیت کے حامل ہیں‘ انہیں چشم زدن میں معلوم ہو جاتا ہے کہ
کس بندے کے دل میں میل پیدا ہو رہا ہے۔ اس ادارے کے
احاطے کے باہر والی چار دیواری کے قریب دنیا کا کوئی جاسوس
سائنس کا اعلیٰ ترین آلہ لے آئے‘ تب بھی ہمیں خبر ہو جاتی ہے۔
روحانیت کا حامل صرف میں نہیں ہوں‘ آمنہ بھی ہے اور ہمارے
علاوہ دس افراد ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی میرے بعد یہاں کا معتمدِ
اعلیٰ بزرگ کہلائے گا۔

"اب میں اس موضوع پر آتا ہوں کہ پورس ایک ہندو ہے۔
اسے یہاں آنے کی اجازت کیوں دی گئی ہے؟"

کئی حاضرین سوالیہ نظروں سے کبھی جناب تبریزی اور کبھی
پورس کو دیکھنے لگے۔ انہوں نے کہا "ان لمحات میں دنیا کے بڑے
بڑے ممالک کے سربراہان اور دوسرے تمام اکابرین میرا جواب
سننے کے لیے بے قرار ہوں گے۔

"جواب دینے سے پہلے میں ان سے پوچھتا ہوں‘ جب کئی برس تک سونیا‘ آمنہ‘ منجالی‘ اعلیٰ بی بی اور تمام افراد کو یہاں آنے اور رہنے کی اجازت ملتی رہی تو فرہاد علی تیمور کو یہاں قدم رکھنے کی اجازت کیوں نہیں دی گئی تھی؟ فرہاد کی پوری فیملی یہاں آتی تھی۔ اس فیملی کے سربراہ فرہاد علی تیمور کے لیے بابا فرید واسطی فردوس نشین نے حکم دیا تھا کہ جب تک یہ گمراہی سے نہ نکلے‘ تب تک اس ادارے میں اسے قدم رکھنے کی اجازت نہ دی جائے۔ جب فرہاد نے شراب اور سگریٹ چھوڑ دی‘ ہمارے ادارے کے نیک مقاصد کو تسلیم کرتے ہوئے رفتہ رفتہ راہِ راست پر آنے لگا تو اسے یہاں آنے کی اجازت دے دی گئی۔ اس مثال سے یہ واضح ہو جانا چاہیے کہ ہمارے ادارے کے کام آنے والوں کے سربراہ فرہاد سے رعایت نہیں کی گئی تو یہاں آئندہ کسی سے بھی رعایت نہیں کی جائے گی۔ یہ بھی واضح ہو جانا چاہیے کہ ہم کسی کی ٹیلی پیتھی جیسی غیر معمولی صلاحیتوں کو نہیں‘ اس کی نیت کو دیکھتے ہیں۔ ہم نے بھی پورس کی کسی غیر معمولی صلاحیت کو نہیں‘ روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے اس کی نیت کو سمجھا ہے۔

"پورس کے سلسلے میں کچھ کہنے سے پہلے یہ کہتا چلوں کہ بابا صاحب کا یہ ادارہ تنگ نظر مسلمانوں کو کچھ ماڈرن نظر آتا ہوگا۔ کیونکہ یہاں روحانیت کا درس دینے اور عام دینی تعلیمات دینے کے علاوہ سائنس اور ٹیکنالوجی‘ یوگا‘ ٹیلی پیتھی‘ باڈی بلڈنگ‘ اسلحے اور اسلحے کے بغیر اپنے دفاع کی تربیت دی جاتی ہے۔ یہاں جو کچھ بھی ہوتا ہے‘ کلام پاک کے احکامات اور آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات کے مطابق ہوتا ہے۔ یہاں موسیقی اور رقص و سرود کی محفلیں نہیں ہوتیں۔ گرل فرینڈز اور بوائے فرینڈز تو دور کی بات ہے۔ یہاں میاں بیوی کو بھی کسی چار دیواری میں تنہا رہنے کی اجازت نہیں ہے۔"

انہوں نے کانفرنس ہال کے دروازے کی طرف دیکھ کر کہا "لیڈی ڈاکٹر روزا کو یہاں لے آؤ۔"

یہ نام سن کر آمنہ چونک گئی۔ میرے ذہن نے بھی کہا کہ یہ نام سنا ہوا ہے۔

ایک آیا ایک بہت ہی بوڑھی انگریز خاتون کو وھیل چیئر پر بٹھا کر ہال میں لائی۔ آمنہ اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کے پاس آئی پھر اس کے ایک ہاتھ کو چومنا چاہتی تھی‘ وہ خاتون جلدی سے ہاتھ چھڑا کر بولی۔ "نہیں‘ میں اس قابل نہیں ہوں‘ آپ کی مجرم ہوں۔"

جناب تبریزی نے کہا "ڈاکٹر روزا! آمنہ اور ہم نے تمہاری غلطی معاف کر دی ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی غفور الرحیم ہے۔ وہ بھی تمہیں معاف کرے گا۔"

تب مجھے یاد آگیا۔ میں نے اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کا ہاتھ تھام کر کہا "تم نے اسے (آمنہ) پہچان لیا؟ کیا مجھے پہچان رہی ہو؟"

ڈاکٹر روزا نے آنسو بھری آنکھوں سے ہم دونوں کو دیکھا پھر اثبات میں سر ہلایا۔ آمنہ نے اس کے ہاتھ کو چوما۔ میں اسے دونوں بازوؤں میں اٹھا کر اسٹیج پر آیا اور ایک کرسی پر بٹھایا۔

جناب تبریزی نے مائیک پر کہا "آپ حضرات یہ جاننے کے لیے بے تاب ہوں گے کہ یہ خاتون کون ہیں؟ یہ ایک لیڈی ڈاکٹر اور نرسنگ مدر ہیں۔ یعنی پارس کی دائی ماں ہیں۔"

پارس خوشی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ تیزی سے چلتا ہوا اسٹیج پر آیا پھر جھک کر ڈاکٹر روزا کے گھٹنوں پر ہاتھ رکھے۔ میں نے کہا۔ "ڈاکٹر! یہ وہی بچہ ہے جس نے تمہارے ہاتھوں سے جنم لیا ہے۔"

روزا نے ایک چیخ ماری "نہیں۔ نہیں.... تمہارے ایک بیٹے نے نہیں‘ دو بیٹوں نے میرے ہاتھوں جنم لیا تھا۔ تمہارا دوسرا بیٹا وہ ہے..."

ڈاکٹر روزا نے پورس کی طرف انگلی اٹھائی۔

پورس شدید حیرانی سے اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ ڈاکٹر روزا رو رو کر کہہ رہی تھی "دوسرے بیٹے پر میں نے ظلم کیا تھا۔ اسے چھپا کر ایک بہت ہی دولت مند شخص کے ہاتھوں فروخت کر دیا تھا۔"

میرے ذہن کو ایک جھٹکا لگا۔ جہاں آمنہ کی زچگی ہوئی تھی‘ وہ جگہ یاد آئی۔ جزیرہ الدیرا کی ایک عمارت۔ وہاں آمنہ دردِ زہ میں مبتلا تھی۔ خیال خوانی نہیں کر سکتی تھی۔ میں نے باپ بننے کی خوشی میں بڑی دیر تک خیال خوانی نہیں کی تھی۔ ہم دونوں ٹیلی پیتھی جاننے والے کبھی یہ معلوم نہیں کر سکتے تھے کہ ہمیں ایک بیٹے کے سلسلے میں دھوکا دیا جا رہا ہے۔ ہم نے تو ایک ہی بیٹے کو پا لینے کی خوشی میں ڈاکٹر روزا کو بھلا دیا تھا۔

پورس پر جیسے سکتہ طاری ہو گیا تھا۔ وہ کبھی جناب تبریزی کو‘ کبھی ڈاکٹر روزا کو اور کبھی مجھے اور آمنہ کو دیکھ رہا تھا۔

"میں فرہاد علی تیمور کا بیٹا؟

میں روحانی ٹیلی پیتھی جاننے والی آمنہ کا بیٹا؟

میں پارس کا بھائی؟"

وہ چکرا کر ثنا اور جلال پاشا کے درمیان کرسی پر بیٹھ گیا۔

بابا صاحب کے ادارے میں بیٹھے ہوئے سیکڑوں افراد دنگ رہ گئے تھے۔ وہاں ایک ایسے راز کا انکشاف ہوا تھا جس کی توقع کوئی نہیں کرسکتا تھا۔ حتیٰ کہ مجھ جیسا ٹیلی پیتھی جاننے والا اور آمنہ جیسی روحانی ٹیلی پیتھی جاننے والی نہیں جانتی تھی کہ ہم میاں بیوی کا تقریباً پچیس برس پرانا راز جو صرف ہماری ذات سے وابستہ تھا، اس سے ہم اتنے عرصے تک بے خبر رہیں گے جتنے عرصے تک قدرت کو ہماری بے خبری منظور رہے گی۔

اس انکشاف سے پورس تو گم صم رہ گیا تھا۔ دماغ ایسا سن ہوگیا تھا جیسے سوچنے سمجھنے کے قابل نہ رہا ہو۔ وہ بے اختیار دھپ سے جلال پاشا اور ثنا کے درمیان بیٹھ گیا تھا۔ روحانیت کے مراحل سے گزرنے سے پہلے آدمی کو دنیاوی معاملات اور رشتے داریوں سے تعلق رکھنے والے جذبات سے پرہیز کرنا پڑتا ہے۔ دین اسلام میں اس بات کی اجازت نہیں ہے کہ مسلمان دنیا داری ترک کرکے گوشہ نشینی اختیار کرلے۔

روحانیت کے حامل بھی دنیا داری ترک نہیں کرتے لیکن دنیا والوں اور احباب و اقارب سے ایک محدود تعلق رکھتے ہیں۔

آمنہ نے بھی مجھ سے دوری اختیار کی تھی۔ وہ اب بھی میری شریک حیات تھی لیکن ہمارا ازدواجی رشتہ نہیں تھا۔ بیٹوں سے بھی گہرا رشتہ تھا لیکن اس قدر جذباتی نہیں تھا جو روحانیت کے منافی ہوتا ہے۔ پارس اور علی پر بڑی سے بڑی مصیبت آئے تو وہ ممتا کی شدت سے تڑپتی نہیں تھی۔ اسے روحانیت سے معلوم ہوجاتا تھا کہ بیٹے راستے میں آئے ہوئے پہاڑوں کو چیر کر نکل جائیں گے۔

(قارئین کرام! علی تیمور کے سلسلے میں بھی ایک اہم انکشاف ہونے والا ہے۔ آپ نہایت صبر و اطمینان سے میری داستان پڑھیں)

روحانیت کے مراحل سے گزرنے والی آمنہ نہایت عزم و استقلال سے عبادت و ریاضت میں مصروف رہا کرتی تھی۔ کبھی کسی معاملے میں جذباتی نہیں ہوتی تھی لیکن یہ نہایت چونکا دینے اور ممتا کا کلیجا لرزا دینے والی بات تھی کہ اس نے ایک نہیں، دو بیٹوں کو جنم دیا تھا اور پارس کا دوسرا ہم شکل پورس ذرا دور اس کی نگاہوں کے سامنے موجود ہے۔

اس نے حیران ہو کر ڈاکٹر روزا کو دیکھا پھر پورس کو دیکھا۔ اپنے پیٹ میں نو ماہ تک پلنے والا بیٹا پیدا ہوتے ہی دربدر ہوتا رہا تھا۔ وہ اندر سے تڑپ گئی۔ قریب بیٹھے ہوئے جناب تبریزی کو دیکھا جن کی ہمیشہ سے یہ ہدایات رہی تھیں کہ اسے کبھی جوش اور جذبے میں نہیں آنا چاہیے۔

ثنا نے آہستگی سے پورس کی طرف جھک کر کہا "بھائی جان! آپ کی ممی آپ کو بڑی بے چینی سے دیکھ رہی ہیں۔"

پورس نے سر اٹھا کر آمنہ کو دیکھا پھر یک بارگی کھڑا ہوگیا۔ تیزی سے چلتے ہوئے اسٹیج پر آنے لگا۔ بیٹے کو قریب آتے دیکھ کر اس سے رہا نہ گیا۔ وہ اٹھ کر دونوں بانہیں پھیلاتی ہوئی پورس سے لپٹ گئی۔ اس کا سر سہلانے لگی۔ دونوں ہاتھوں میں اس کے چہرے کو لے کر چومنے لگی۔ ایک بار چومنے کے دوران میں پارس اپنا چہرہ ان کے درمیان لے آیا۔ پورس کے حصے کا پیار لیا تو ماں نے دونوں کو گلے سے لگالیا۔

پھر پورس نے مجھے دیکھا۔ آمنہ کے پاس سے دوڑتا ہوا آکر مجھ سے لپٹ گیا، کہنے لگا "پاپا! کتنی ہی بار میرے اور پارس کے درمیان جان لیوا دشمنی رہی لیکن آپ نے پارس کی حمایت میں میرے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی۔ ایسا لگتا ہے جیسے آپ مجھے اپنے بیٹے کی حیثیت سے جانتے تھے۔"

میں نے کہا "نہیں بیٹے! میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ تم میرے اپنے بیٹے ہو۔ پارس کے سگے بھائی ہو۔ جناب تبریزی نے پہلے ہی دن سے مجھے یہ تاکید کی تھی کہ مجھے دونوں کے درمیان کسی بھی معاملے میں مداخلت نہیں کرنی چاہیے۔"

ایسا کہتے وقت میں لیڈی ڈاکٹر روزا کو دیکھ رہا تھا پھر پہچانتے ہی میں نے پورس سے الگ ہو کر کہا "ڈاکٹر روزا! اب مجھے یاد آرہا ہے۔ والٹر نامی ایک دشمن نے تمہیں گولی ماردی تھی اور تم مرچکی تھیں۔"

لیڈی ڈاکٹر روزا نے کہا "اس ہال میں آتے ہی میں نے ایک اہم راز کا انکشاف کیا۔ اس کے بعد میں اپنی مختصر ہسٹری بیان کرنا چاہتی تھی لیکن تم سب جذبات کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر میں ڈوب رہے تھے اس لیے میں خاموش رہی۔"

وہ مائیک کے سامنے آکر بولی "میں کوئی مستند ڈاکٹر نہیں ہوں۔ مجھے دائی ماں کہا جاسکتا تھا مگر میں وچ ڈاکٹر رہ چکی ہوں۔ ایک نیگرو وچ ڈاکٹر (جادوگر) کی پجارن رہ چکی ہوں۔ پہلی بار جب میں نے فرہاد علی تیمور کو دیکھا تو اسے اپنا بوائے فرینڈ بنانے کے لیے پھانسنا چاہا۔ یہ اپنی ٹیلی پیتھی کے باعث میرے دام میں نہ آسکا۔ اس نے ایک ڈمی فرہاد کے ذریعے مجھے بے وقوف بنایا۔ بعد میں پتا چلا کہ مجھے کھلونا دے کے بہلائی گئی ہوں۔ تب مجھے غصہ آیا۔ میں نے عہد کرلیا کہ اس سے ضرور انتقام لوں گی۔

"دیر سویر موقع تو مل ہی جاتا ہے۔ اس جزیرہ الدیرا میں ایک ہندو میاں بیوی آئے ہوئے تھے۔ ان کی شادی کو آٹھ برس ہوئے تھے اور وہ اولاد سے محروم تھے۔ ایک بچے کی خاطر وہ دنیا کے ہر ملک اور علاقے میں جایا کرتے تھے۔ انہوں نے نیگرو وچ ڈاکٹر کا بھی بڑا نام سنا تھا۔ وہ دونوں اس کے قدموں میں جاکر جھک گئے، گڑگڑا کر اس سے ایک بچے کی بھیک مانگنے لگے۔

وہ کسی یتیم خانے یا بچوں کے دھرم شالہ سے بھی ایک بچہ حاصل کرسکتے تھے لیکن وہ کہتے تھے، ایسی جگہ بچے جائز بھی ہوتے ہیں اور ناجائز بھی اور وہ دھوکے میں آکر کسی ناجائز بچے کو گود لینا نہیں چاہتے تھے۔ نیگرو وچ ڈاکٹر نے مجھ سے کہا "ڈاکٹر روزا! یہ ایک بچے کے لیے تڑپنے والے جس عمارت میں ہیں، وہاں فرہاد بھی ہے، جس نے تم سے فریب کیا تھا۔ کل اس کی بیوی دو بچوں کو جنم دے گی۔ ان میں سے ایک بچہ لے کر تم اس ماں کی ویران گود بھر دو۔"

میں نے کہا "دونوں میاں بیوی ٹیلی پیتھی جانتے ہیں۔ کوئی گڑبڑ ہوسکتی ہے۔"

"وہ ماں بننے والی دردِ زہ میں مبتلا رہے گی۔ خیال خوانی نہیں کرسکے گی۔ اپنے ہوش و حواس میں بھی نہیں رہے گی۔ اس کے ساتھ فرہاد اور منجالی ہیں۔ میں اپنے عمل سے اس زہریلی منجالی کو اس طرح کنٹرول کروں گا کہ وہ زچگی کے وقت فرہاد کا دھیان بٹائے رکھے گی۔ اس طرح باتوں میں الجھائے گی کہ وہ خیال خوانی کے ذریعے اپنی بیوی کے دماغ میں نہیں جائے گا۔ ویسے بھی فرہاد کی عادت ہے، وہ بیوی ہو یا کوئی دوسری عورت، وہ کسی کی تنہائی میں نہیں جاتا ہے۔ ماں بنتے وقت، غسل کرتے وقت یا لباس تبدیل کرتے وقت کبھی خیال خوانی کے ذریعے کسی کی تنہائی میں جانا تہذیب کے خلاف سمجھتا ہے۔"

"میں نے اپنے ماسٹر نیگرو وچ ڈاکٹر کی مدد سے یہ مرحلہ طے کیا۔ ایک بچے کو اس کی ماں کے پاس رہنے دیا۔ دوسرے بچے کو لے کر اس کمرے کے دوسرے دروازے سے کوریڈور میں آئی۔ وہ بانجھ ماں باپ میرے منتظر تھے۔ میں نے اس دوسرے بچے کو ان کے حوالے کردیا۔ ڈالروں سے بھرا ہوا بریف کیس ان سے لے کر ایک جگہ چھپا دیا۔ وہ دونوں بچے کو لے کر ایسے گئے کہ پھر میں نے انہیں نہیں دیکھا۔ آج اس دوسرے بچے کو دیکھ کر اس لیے پہچان رہی ہوں کہ دونوں چند سیکنڈ کے وقفے سے پیدا ہوئے تھے اور ایک دوسرے کے ہم شکل تھے بلکہ ہیں۔"

میں نے پوچھا "اس واقعے کے کچھ دنوں بعد والٹر نے تمہیں گولی ماری تھی اور تم مرچکی تھیں پھر زندہ کیسے ہو؟"

وہ بولی "نیگرو وچ ڈاکٹر جسم میں پیوست ہونے والی کوئی بھی چیز اپنے عمل سے نکال دیتا ہے۔ اس نے ہدایت کی تھی۔ کبھی مجھے گولی لگے تو میں فوراً سانس روک کر اس طرح زور لگاؤں جیسے جسم سے کوئی بھی چیز خارج کررہی ہوں۔ میں نے یہی کیا تھا۔ گولی لگتے ہی اوندھے منہ فرش پر گرتے ہی سانس روک کر باہر کی طرف زور لگایا۔ وہ گولی میرے بائیں شانے کے نیچے سے نکلی۔ میں نے اس گولی کو فوراً اٹھا کر اپنے گریبان میں چھپالیا پھر چاروں شانے چت ہو کر ایک لاش بن گئی۔ ایسے وقت نیگرو وچ ڈاکٹر اپنے عمل سے میرے اندر توانائیاں پیدا کررہا تھا۔"

وہ چند لمحوں تک خاموش رہی پھر بولی "میں بہت بیمار رہتی ہوں۔ شاید یہ بیماریاں مجھے مار ڈالتیں۔ شاید اس لیے زندہ ہوں کہ ایک چشم دید گواہ کی حیثیت سے مجھے ایک بڑے اہم راز کی سچائی کی گواہی دینی تھی۔ میں جناب تبریزی کی ممنون و مشکور ہوں، انہوں نے مجھے اس ادارے میں آنے کی اجازت دی۔ اب میں رخصتی کی اجازت چاہوں گی۔"

جناب تبریزی نے اجازت دی۔ میں نے ڈاکٹر روزا کو دونوں بازوؤں میں اٹھا کر اسٹیج سے اتر کر اسے وہیل چیئر پر بٹھایا پھر ایک عورت اسے وہیل چیئر دھکیل کر وہاں سے لے گئی۔ جناب تبریزی نے کہا "معزز حاضرین! یہ نہایت مسرت کا مقام ہے کہ آمنہ اور فرہاد کو ان کا ایک بچھڑا ہوا بیٹا مل گیا ہے لیکن یہ بات ابھی یہیں ختم نہیں ہوئی ہے۔ آمنہ اور فرہاد کے پہلے بھی دو بیٹے تھے۔ پارس اور علی تیمور۔ لہٰذا یہ سوال سب ہی کے ذہن میں پیدا ہوگا کہ اب علی تیمور کون ہے؟ کس کا بیٹا ہے؟ کہاں سے اس ادارے میں آیا ہے؟"

وہ ایک ذرا توقف کے بعد بولے "اس ادارے میں کبھی کوئی غیر اہم شخص نہیں آیا ہے اور نہ کبھی آئے گا۔ اگر علی تیمور آیا ہے تو پھر یہ بہت ہی اہم شخصیت کا حامل ہے۔"

اسی وقت ظہر کی اذان ہونے لگی۔ سب نے اپنے سر جھکا لیے پھر جناب تبریزی نے کہا "میں اس اجلاس کو عارضی طور پر ملتوی کرتا ہوں۔ ہم نماز ادا کرنے کے بعد یہاں یک جا ہوں گے پھر اہم معاملات پر بات ہوگی۔"

کانفرنس ہال کے تمام اہم افراد اٹھ کر نماز کے لیے جانے لگے۔ علی اپنی جگہ سے اٹھ کر آہستہ آہستہ چلتا ہوا اسٹیج پر آیا۔ اس نے بڑی حسرت سے پہلے آمنہ کو پھر مجھے دیکھا۔ میں نے اسے کھینچ کر سینے سے لگا کر دبوچ لیا۔ آمنہ پیچھے سے آکر اس سے لپٹ گئی۔ علی تڑپ کر مجھ سے الگ ہوا پھر آمنہ سے لپٹ گیا۔

میں، پارس اور پورس علی کو چاروں طرف سے گھیر کر اس سے لپٹ گئے۔ آمنہ نے اس سے کہا "میرے بیٹے! تمہیں یاد نہیں ہے۔ مجھے یاد ہے۔ میں نے تمہیں اپنا دودھ بھی پلایا تھا اور اپنی گود میں بھی کھلایا تھا۔ کیا ایک ماں کے تین بیٹے نہیں ہوسکتے؟"

علی نے کہا "ہاں ماما! بچپن کی کچھ اہم باتیں مجھے بتائی گئی تھیں۔ ان اہم باتوں کے پیشِ نظر کہتا ہوں کہ پارس اور پورس نے کبھی آپ کا دودھ نہیں پیا۔ یہ دونوں آپ کی کوکھ میں پلنے والے بیٹے ہیں تو میں آپ کا دودھ پینے والا بیٹا ہوں۔"

آمنہ نے اس کا سر جھکا کر اس کی پیشانی چوم لی۔ میں اسے دیکھ رہا تھا۔ یہ سوال مجھے بھی چبھ رہا تھا کہ وہ کون ہے؟ اور کہاں سے آیا ہے؟

○☆○

دو گھنٹے کے لیے اجلاس ملتوی ہوا تھا۔ اس کے بعد تمام حضرات کانفرنس ہال میں یک جا ہونے والے تھے لیکن نماز پڑھنے کے بعد دعا مانگنے سے پہلے جناب تبریزی نے فرمایا "آپ حضرات یہاں سے اپنی اپنی ڈیوٹی پر جائیں گے۔ ہنگامی حالات کے باعث آج کا اجلاس ملتوی کیا جاتا ہے۔ ابھی علی تیمور اور نبی کو فوراً بیلی

کاپٹر کے ذریعے پیرس جانا ہے۔ وہاں سے یہ دونوں افغانستان جائیں گے۔ عظیم مجاہد مرحبا توصیف نے افغانستان میں پناہ لی ہے۔ دشمنوں کو اس کے خفیہ اڈے کا سراغ مل گیا ہے۔ یہ پلاننگ کی جارہی ہے کہ کس طرح اس خفیہ اڈے تک پہنچ کر مرحبا توصیف کا کام تمام کیا جائے۔ لہٰذا شام ہونے سے پہلے علی تیمور کو افغانستان میں طالبان کا مہمان بن کر پہنچنا ہوگا۔"

پھر انہوں نے ایک ذرا توقف سے کہا "حالات تیزی سے بدل رہے ہیں۔ ان لمحات میں بڑے بڑے ممالک کے فوجی اکابرین کی ایک خفیہ میٹنگ سوئٹزر لینڈ میں ہو رہی ہے۔ ان کے اجلاس کا متن یہ ہے کہ جب وہ طاقت ور ممالک اقوام متحدہ کے قوانین کے خلاف کئی اسلامی ممالک پر بمباری کراتے ہیں۔ میزائلوں کے ذریعے آباد شہروں کو تباہ و برباد کرکے مسلمانوں کو ان کے ملکوں سے نکال کر دربدر کرسکتے ہیں تو بابا صاحب کا ادارہ بھی ایک چھوٹی سی اسلامی ریاست کی طرح ہے۔ تمام مخالف ممالک بیک وقت ہمارے ادارے پر فضائی اور زمینی حملے کریں گے تو خدا نہ کرے، یہ ادارہ بھی ایک ہی بھرپور حملے سے نیست و نابود ہو جائے گا۔

"وہ اس اجلاس کو ہر ممکن طریقے سے خفیہ رکھنے کی کوشش کررہے ہیں۔ اس طرح خفیہ تیاریوں کے بعد اچانک حملہ کرنا چاہتے ہیں کہ ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی ان کی اس جارحانہ کارروائی سے بے خبر رہیں اور وہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہو جائیں۔ خدانخواستہ یہ ادارہ تباہ ہو جائے گا تو جو چند ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے باقی بچیں گے وہ دربدر ہو جائیں گے۔"

انہوں نے تمام نمازیوں کے ساتھ دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔ سب نے بیک آواز اپنے رب العزت سے بابا صاحب کے ادارے کی سلامتی کے لیے دعا مانگی۔ جب تمام نمازی رخصت ہونے لگے تو انہوں نے مجھے، جلال پاشا کو، سلمان، پارس، پورس اور علی تیمور کے علاوہ چند ذہین سراغ رسانوں کو روک لیا۔ ہم سب بیٹھ گئے۔ انہوں نے فرمایا "ہم چاہتے تھے، ہماری دنیا سے رفتہ رفتہ ٹیلی پیتھی ختم ہو جائے کیونکہ ٹیلی پیتھی سے جتنے فائدے پہنچے ہیں، اس سے زیادہ لوگ ایک دوسرے کو نقصانات پہنچاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے امریکا کی ٹرانسفارمر مشین کو ناکارہ بنا دیا ہے۔ ایک ٹرانسفارمر مشین ہمارے ادارے میں ہے جسے ہم نے انڈر گراؤنڈ محفوظ رکھا ہے۔ جب سے دوسروں پر پابندیاں عائد کی گئی ہیں، ہم نے بھی اپنی ٹرانسفارمر مشین کے ذریعے کسی فرد کو ٹیلی پیتھی کا علم نہیں سکھایا ہے۔ حتیٰ کہ اینٹی ٹیلی پیتھی دوا کے ذریعے ہم نے پارس اور علی کو بھی خیال خوانی کے علم سے محروم کردیا لیکن اب دشمن اوچھے ہتھکنڈوں پر اتر آئے ہیں۔ انہوں نے چند اسلامی ممالک میں جارحانہ حملے کرکے مسلمانوں پر مظالم ڈھائے ہیں۔ ان کے شہر اور بستیاں اجاڑ دی ہیں۔ لاکھوں مسلمانوں کو شہید کرچکے ہیں۔ ایسا کام وہ بڑی سیاست سے قسطوں میں کرتے ہیں۔ کبھی کشمیر میں، کبھی لیبیا اور ایران میں اور کبھی کوسوو اور الجزائر میں مسلمانوں کا قتل عام جاری رکھتے ہیں۔ انہیں ان کے ملکوں سے نکال کر دنیا کو دکھاتے ہیں کہ کس طرح مسلمانوں کو کیڑے مکوڑوں کی طرح کچلنا چاہیے اور انہیں ان کے ہی ملکوں سے ٹھوکریں مار کر نکالنا چاہیے۔

"یہ تماشا صرف غیر مسلم ہی نہیں، کروڑوں اور اربوں مسلمان بھی دیکھتے ہیں اور اسلامی ممالک کے سربراہ رسمی احتجاج کرتے ہیں یا بے غیرتی سے خاموشی اختیار کرلیتے ہیں۔ خدانخواستہ دشمن ہمارے بابا فرید واسطی کے ادارے پر کسی طرح حملے کرنے میں کامیاب ہوں گے تو ہماری مسلم دنیا اسی طرح بے حسی اور بے غیرتی سے تماشا دیکھ کر رہ جائے گی۔ دشمن جدید ترین اسلحے اور الیکٹرونک آلات ہمارے خلاف استعمال کریں گے۔ خدا کا فضل و کرم ہے کہ ہم دشمنوں سے کم تر نہیں ہیں۔ اس کے باوجود ہمیں اپنی بقا کی جنگ لڑنے کے لیے ٹیلی پیتھی جیسے ہتھیار کی سخت ضرورت ہے اور اب ضرورت سے مجبور ہو کر ہمیں اپنی ٹرانسفارمر مشین کو محدود پیمانے پر استعمال کرنا ہی ہوگا۔

"محدود پیمانے سے مراد یہ ہے کہ پارس، پورس، علی، فہمی اور یہ تمام ذہین سراغ رساں جو یہاں موجود ہیں، ان سب کو باری باری ٹرانسفارمر مشین سے گزار کر ٹیلی پیتھی کا حامل بنایا جائے گا۔ علی کے لیے وقت نہیں ہے۔ یہ ابھی افغانستان کے لیے روانہ ہو جائے گا۔ فہمی ٹرانسفارمر مشین سے گزرنے کے بعد آج آدھی رات تک صبح تک علی کے پاس پہنچ جائے گی۔"

پھر انہوں نے بابا صاحب کے ادارے کے انچارج سے کہا "جناب خلیل بن مکرم آپ فوراً انہیں اس مشین سے گزاریں۔ اس کے بعد جو منصوبے بنائے جائیں گے، ان کے مطابق جلال پاشا، ثنا اور ثانی وغیرہ بھی اس مشن میں شامل ہو جائیں گے۔"

میری اور سلمان کی، جلال پاشا، ثنا اور ثانی کی ٹیلی پیتھی کی صلاحیت بحال تھی۔ لہٰذا ہم نے ایک دوسرے سے مشورے کیے اور بڑے بڑے ممالک کے فوجی سربراہوں کے دماغوں میں جا کر ان کے خیالات پڑھنے لگے۔ ان میں سے کئی ایسے تھے جو مسلمانانِ عالم کے خلاف ہونے والی خفیہ میٹنگ میں شریک نہیں تھے اور نہ ہی اس سلسلے میں کچھ جانتے تھے مگر ہم سب خیالات پڑھتے پڑھتے اصل ٹارگٹ تک پہنچ گئے۔ امریکا، روس، جرمنی اور فرانس کی فوج کے جو اعلیٰ افسران اس خفیہ میٹنگ میں شریک تھے ان کے خیالات نے بتایا کہ ان کے منصوبے بے ترتیب ہیں۔ انہیں ترتیب دینے کے لیے دو دنوں کے بعد پھر ایک خفیہ میٹنگ دوبارہ سوئٹزر لینڈ میں ہوگی۔

میں نے ثنا اور جلال پاشا سے کہا "ہم نے آپ دونوں کو اس دشمن کے دماغ میں پہنچایا تھا جو جعلی مجاہد اعظم فرہاد گیلانی بن کر ایران پہنچا ہوا تھا۔ اب آپ اس کے اندر رہ کر معلومات حاصل کرتے رہیں کہ وہ حکومتِ ایران کے خلاف کیسے اقدامات کرنے والا ہے۔"

وہ باپ بیٹی جعلی فرہاد گیلانی کی طرف چلے گئے۔ علی ابھی سفر کررہا تھا۔ جلد ہی افغانستان پہنچنے والا تھا۔ اس کے پہنچنے تک ثانی خیال خوانی کے ذریعے اصل مجاہد اعظم مرحبا توصیف کے دماغ میں پہنچی ہوئی تھی۔ مرحبا توصیف سے ملاقات کرنے والوں اور اس کی میزبانی کرنے والوں کے خیالات بھی پڑھ رہی تھی۔ جب فہمی ٹرانسفارمر مشین کے ذریعے ٹیلی پیتھی سیکھ کر علی کے پاس پہنچ جاتی تو ثانی وہاں سے چلی آتی۔

سونیا ٹیلی پیتھی کا علم سیکھنے کے حق میں نہیں تھی۔ اس نے کبھی اس علم کو اہمیت نہیں دی لیکن اس بار جناب تبریزی نے اسے ہدایت کی کہ وہ عارضی طور پر یہ علم سیکھ لے۔ آئندہ دشمن کئی محاذوں سے حملے کرتے رہیں گے۔ ان کے مقابلے میں ٹیلی پیتھی کا ہتھیار لازمی ہے۔ بہرحال وہ جناب تبریزی کی ہدایت سے انکار نہیں کرسکتی تھی اس لیے ٹرانسفارمر مشین سے گزرنے کے لیے بابا صاحب کے ادارے میں رہ گئی تھی۔

میں وہاں سے پیرس آکر خیال خوانی کے ذریعے لیبیا کے شہر طرابلس پہنچا ہوا تھا۔ پچھلی بار الپا کو اپنی معمول بنا کر اسے وہاں کی انٹیلی جنس کے ڈی جی کی ماتحت اور تابع بنا دیا تھا۔

پچھلی بار جو اہم واقعہ ہوا تھا وہ یہ تھا کہ اصلی مجاہد اعظم قاسم بن حشام کی والدہ کو دواؤں کے ذریعے ہلاک کردیا گیا تھا تاکہ وہ ماں جب اپنے بیٹے سے ملنے آئے تو اپنی ممتا کے قدرتی احساسات سے جعلی قاسم بن حشام کو نہ پہچان سکے لیکن سونیا نے بلیک میلر بن کر جعلی قاسم بن حشام اور پوسٹ مارٹم کرنے والے ڈاکٹر کو یہ تحریری بیان دینے پر مجبور کیا تھا کہ انہوں نے اور ان کے ماتحتوں نے مجاہد اعظم قاسم بن حشام کی والدہ کو ہلاک کیا ہے۔

ہم نے وہ تحریری بیان انٹیلی جنس کے ڈی جی کو دے کر کہا تھا کہ ابھی جعلی قاسم بن حشام کو بے نقاب نہ کیا جائے۔ لیبیا کے کئی شہروں اور خاص شعبوں میں امریکی اور اسرائیلی جاسوس مقامی باشندے بن کر رہتے ہیں۔ پہلے انہیں بے نقاب کیا جائے گا۔

لیکن ہمارے منصوبے کے مطابق یہ بات چھپی نہ رہ سکی۔ جعلی قاسم بن حشام نے پوسٹ مارٹم کرنے والے ڈاکٹر حشمت سے پوچھا "کیا تم نے وہ تحریری بیان اس بلیک میلر عورت کو دے دیا ہے؟"

وہ پریشان ہو کر بولا "میں وہ بیان ایک لفافے میں لے کر گیا تھا اور شہر کی سڑکوں پر کار چلاتا رہا تھا۔ مجھے انتظار تھا کہ وہ بلیک میل کرنے والی کہیں راستہ روک کر ہمارا تحریری بیان حاصل کرنا چاہے گی لیکن کسی نے میرا راستہ نہیں روکا۔ میں ابھی تمہارے پاس آیا ہوں لیکن وہ تحریری بیان والا لفافہ میرے پاس نہیں ہے۔"

قاسم نے کہا "یہ کیا بکواس ہے۔ وہ لفافہ تم سے کسی نے نہیں لیا پھر وہ تمہارے پاس کیوں نہیں ہے؟"

"میری تو سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ میری جیب سے غائب کیسے ہوگیا؟"

قاسم بڑی تشویش سے سوچنے لگا پھر بولا "ایسا تو جادو سے ہوسکتا ہے یا ٹیلی پیتھی کے ذریعے....."

دونوں نے گھبرا کر ایک دوسرے کو دیکھا۔ اسی دوران میں بھی سونیا کے ساتھ بابا صاحب کے ادارے کی طرف روانہ ہوچکا تھا اور تحریری بیان حاصل کرنے کے بعد انہیں وقتی طور پر نظر انداز کرچکا تھا۔ اگر ان کے دماغوں میں موجود رہتا تو انہیں ٹیلی پیتھی کے بارے میں سوچنے کا موقع نہ دیتا۔

قاسم نے خوف زدہ ہو کر فوراً ہی امریکی فوج کے ایک اعلیٰ افسر سے رابطہ کیا پھر کہا "سر! یہاں ایک ایسی بات ہوگئی ہے جو ٹیلی پیتھی کے ذریعے ہی ہوسکتی ہے۔"

اس نے تفصیل سے بتایا کہ ایک اجنبی عورت نے اسے اور ڈاکٹر حشمت کو بلیک میل کرکے تحریری بیان لیا تھا۔ اس بیان سے ثابت ہوتا ہے کہ انہوں نے قاسم بن حشام کی والدہ کو ہلاک کیا ہے۔ ڈاکٹر حشمت وہ تحریری بیان والا لفافہ اس بلیک میلر عورت کو دینے گیا تھا لیکن وہ لفافہ اس کی جیب سے غائب ہوگیا۔ وہ کہاں گیا؟ کس نے اس کی جیب سے کب نکالا؟ اس کی خبر اسے نہ ہوئی۔

اعلیٰ افسر نے پوچھا "اس واقعے کو کتنی دیر ہوئی ہے؟"

"ڈاکٹر حشمت ابھی واپس آیا ہے۔ لفافے کو گم ہوئے کم از کم آدھا گھنٹا گزرا ہوگا۔"

"جتنی جلدی ہوسکے اس مجاہد قاسم کی ماں کی لاش کو اس طرح ٹھکانے لگا دو کہ دوبارہ پوسٹ مارٹم نہ ہوسکے۔ بہتر ہے اس لاش کو جلا دیا جائے۔ میں وہاں دوسرے ماتحتوں کو ایسا کرنے کا حکم دیتا ہوں۔ تم پوسٹ مارٹم کی رپورٹ لکھنے والے ڈاکٹر حشمت کو گولی مار دو۔"

"میں نے جو تحریری بیان دیا ہے، اس کا کیا بنے گا؟"

"اس بیان کے لیے ہم ابھی کچھ کررہے ہیں۔ ابھی جو کہا جارہا ہے، وہ کرو۔"

رابطہ ختم ہونے پر قاسم نے کہا "مجھ سے کہا گیا ہے کہ میں آج کی رات تمہاری رہائش گاہ میں گزاروں۔ صبح تک ہماری غلطیوں پر پردہ ڈال دیا جائے گا۔"

وہ دونوں کار میں بیٹھ کر جانے لگے۔ اچانک کار میں کوئی خرابی پیدا ہوگئی۔ ڈاکٹر حشمت نے قریب ہی ایک موٹر مکینک کو کار درست کرنے کو کہا پھر وہ ایک ریستوران میں چائے پینے چلے گئے۔ اس وقت تک ہم الپا کو وہاں کی انٹیلی جنس کے ڈی جی کے پاس پہنچا چکے تھے۔ اسے کچھ دیر بعد رپورٹ ملی کہ ایک شخص شاید پاگل

تھا۔ اپنے بازو وغیرہ پر خود ہی گولیاں مارتا ہوا راستے سے گزر رہا تھا۔ پولیس کی ایک گشتی ٹیم نے اسے ایسی حرکتوں سے باز رکھنا چاہا تو اس نے ایک پولیس افسر پر گولی چلائی جس کے جواب میں اس پاگل کو گولیوں سے چھلنی کردیا گیا۔

وہ پاگل نہیں تھا۔ الپا کو داشتہ بنا کر رکھنے والا تھارن آوین تھا۔ الپا نے اس کے تنویمی عمل سے نجات حاصل کرنے کے بعد اسے پاگلوں جیسی حرکتیں کرتے ہوئے مرنے پر مجبور کیا تھا۔ اب پولیس والے معلوم کرنے کی کوششیں کررہے تھے کہ وہ پاگل کون تھا؟

انٹیلی جنس کے ڈی جی کو الپا کا نام نہیں بتایا گیا تھا۔ اس سے کہا گیا کہ وہ ڈی جی کی پرسنل اسسٹنٹ بن کر رہے گی۔ لہٰذا اسے پی اے کہہ کر مخاطب کرے۔ ہم نے لیبیا کے اکابرین کو بھی الپا کا نام نہیں بتایا تھا۔ یہ اندیشہ تھا کہ امریکا کی غلامی کرنے والے مہاراج اور مہیش وہاں کسی کے دماغ میں پہنچ کر معلوم کرلیں گے کہ وہ اغوا کی جانے والی الپا ہے اور اب امریکا کے دشمن ملک لیبیا کے لیے کام کررہی ہے۔

ڈی جی نے جعلی مجاہد قاسم اور ڈاکٹر حشمت کے تحریری بیان کو پڑھنے کے بعد الپا سے کہا "یہ بیانات دینے کے بعد وہ دونوں سہمے ہوئے ہوں گے اور خود کو بے قصور ثابت کرنے کے لیے کوئی چال چل رہے ہوں گے۔ میں ڈاکٹر حشمت کا موبائل نمبر پنچ کررہا ہوں' تم اس کی آواز سن کر اس کے خیالات پڑھو۔"

ڈی جی نے اس سے رابطہ کیا۔ اس وقت قاسم اور ڈاکٹر رہائش گاہ میں پہنچے ہوئے تھے۔ ڈاکٹر نے موبائل پر پوچھا "ہیلو کون؟"

"میں انٹیلی جنس کا ڈی جی بول رہا ہوں۔ آپ سے کچھ ضروری گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔"

"اتنی رات کو؟"

"ہاں رات زیادہ ہوچکی ہے۔ آپ کل صبح دس بجے آجائیں۔"

"آل رائٹ۔ ضرور حاضر ہوجاؤں گا۔"

اس نے فون بند کرکے قاسم سے کہا "انٹیلی جنس کا ڈی جی مجھ سے ملنا چاہتا ہے۔ اس نے کل صبح دس بجے بلایا ہے۔ میرا دل گھبرا رہا ہے۔ یہ ڈی جی اچانک مجھے کیوں بلا رہا ہے؟"

قاسم نے ریوالور نکال کر کہا "کل صبح دس بجنے میں بہت دیر ہے۔ تم وہاں نہیں جاؤ گے۔ وہ تمہاری لاش دیکھنے یہاں آئے گا۔"

وہ خوف سے پیچھے ہٹ کر بولا "نہیں۔ یہ کیا کررہے ہو؟ ماسٹر کو معلوم ہوگا تو وہ تمہیں زندہ نہیں چھوڑے گا۔"

"میں ماسٹر کے حکم کے مطابق تمہیں گولی مار رہا ہوں تاکہ تم کسی کے سامنے کچھ بولنے کے قابل نہ رہو۔"

یہ کہتے ہی اس نے فائر کیا۔ ڈاکٹر کے حلق سے چیخ نکلی۔ وہ فرش پر گر کر ایک ذرا تڑپ کر ختم ہوگیا۔ اسی وقت دو افراد ڈرائنگ روم میں آئے۔ ان میں سے ایک نے کہا "تمہیں مجاہد اعظم قاسم بن حشام اس لیے بنایا گیا تھا کہ تم ہماری طرح یوگا کے ماہر ہو۔ سانس روک کر پرائی سوچ کی لہروں کو دماغ میں نہیں آنے دیتے لیکن تم یہاں آکر نشہ کرنے لگے۔"

"یہ غلط ہے۔ میں نشہ نہیں کرتا ہوں۔"

"پھر دشمن خیال خوانی کرنے والے تمہارے دماغ میں کیسے پہنچ جاتے ہیں۔ انہوں نے کیسے تم سے وہ بیان لکھوایا تھا؟"

"اس اجنبی عورت نے ٹیلی فون کے ذریعے مجھے مجبور کیا تھا۔"

"اور تم مجبور ہوگئے تھے جبکہ قاسم کی ماں کی ہلاکت کا کوئی ثبوت تمہارے خلاف نہیں تھا۔"

"وہ جان گئی تھی کہ میں اصلی قاسم بن حشام نہیں ہوں۔"

"تم زندہ رہو گے تو پتا نہیں کتنے لوگ تمہاری اصلیت جانتے رہیں گے۔ مرجاؤ گے تو تمہیں مجاہد اعظم سمجھ کر دھوم دھام سے دفن کیا جائے گا۔"

اس کی بات ختم ہوتے ہی قاسم نے فائر کیا۔ گولی اس کے بازو پر لگی۔ الپا نے فوراً ہی زخمی ہونے والے کے دماغ پر قبضہ جماکر اس کے ہاتھ سے اس کے ساتھی پر گولی چلائی۔ وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اپنا ہی ساتھی اسے زخمی کرے گا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ تمام یوگا کی مہارت کا دعویٰ کرنے والے الپا کے زیرِ اثر آگئے۔

وہ قاسم کے دماغ میں آکر بولی "تم بھی خود کو زخمی کرلو۔ میں نہیں چاہتی کہ بعد میں تم دماغی توانائی حاصل کرو۔"

وہ "نہیں نہیں" کہہ کر انکار کرنے لگا لیکن الپا نے اسے خود کو زخمی کرنے پر مجبور کردیا۔ دماغی طور پر حاضر ہوکر ڈی جی کو تمام واقعات بتائے۔ ڈی جی نے کہا "یہ اچھا ہوا۔ اب ہم کل صبح جعلی قاسم کا جلوس نکالیں گے' وہ لاؤڈ اسپیکر کے ذریعے اپنی اصلیت اور مجاہد اعظم کی والدہ کی ہلاکت کی تمام روداد خود اپنی زبان سے سناتا پھرے گا۔"

میں دوسرے دن دوپہر کو الپا کے دماغ میں پہنچا تو جعلی مجاہد اعظم کا جلوس نکل چکا تھا۔ تمام لوگ اسے پتھر مارتے رہے۔ دوپہر تک وہ پتھر کھاتے کھاتے مرگیا۔ وہاں کے عوام امریکا کے خلاف نعرے لگا رہے تھے جس نے ایک جعلی قاسم بن حشام کو دھوکا دینے کے لیے وہاں بھیجا تھا۔ میں نے امریکی افسر کے خیالات پڑھے۔ یہ وہی افسر تھا جس نے مجھے دھوکا دے کر ڈی قاسم بن کر حشام کو لیبیا بھیجا تھا اور وہی افسر اس خفیہ میٹنگ میں بھی شریک تھا' جہاں مسلمانانِ عالم کے خلاف تباہ کن منصوبے بنائے جارہے تھے۔

میں نے اسے خیال خوانی کے ذریعے مخاطب کیا تو وہ چونک کر بولا "آ..... آپ؟ فرہاد صاحب؟"

"ہاں لیبیا کے عوام تمہارے ملک کے خلاف نعرے لگا رہے ہیں کیا ان نعروں کی گونج تمہیں سنائی دے رہی ہے؟"

"آپ تو جانتے ہیں' وہ ملک ہمیشہ سے ہمارے خلاف رہا ہے۔ جبکہ ہم نے آپ کے حکم کے مطابق مجاہد اعظم قاسم بن حشام کو لیبیا روانہ کردیا تھا۔"

"کتنی ڈھٹائی سے جھوٹ بول رہے ہو۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ ہماری ایک خیال خوانی کرنے والی پچھلی رات سے اسے اور ڈاکٹر حشمت کو ٹریپ کررہی ہے۔"

"آپ یقین کریں' یہ لیبیا حکّام کی سیاسی پالیسی ہے۔ انہوں نے امریکا کے خلاف بے انتہا نفرت پیدا کرنے کے لیے اپنے مجاہد اعظم کو مار ڈالا ہے۔ ہم پر یہ الزام لگا رہے ہیں کہ ہم نے مجاہد اعظم کی ڈمی بھیجی تھی۔ آپ گواہ ہیں۔ اس مجاہد قاسم بن حشام کی رہائی کے وقت آپ نے اس کے خیالات پڑھ کر اطمینان ظاہر کیا تھا؟"

"ہم جیسے جہاں دیدہ ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی دھوکا کھا جاتے ہیں۔ تمہارے کسی ہپناٹائز کرنے والے نے اس ڈمی قاسم کا برین واش کردیا تھا اس لیے وہ ماضی بھولا ہوا تھا۔ اس لیے اس کے چور خیالات مشکوک نہیں تھے لیکن لیبیا پہنچتے ہی مجاہد اعظم کی والدہ کی ہلاکت کے سلسلے میں اس نے ڈاکٹر حشمت سے ملاقات کی تو سارا بھانڈا پھوٹ گیا۔ ایک ماں نے اپنی جان دے کر تمہاری تمام سازشوں کو اس طرح بے نقاب کیا ہے کہ اب لیبیا میں تمہارے روپوش رہنے والے تمام جاسوس پکڑے جارہے ہیں۔ وہ تمہارے تمام عداوتی منصوبے بیان کررہے ہیں۔"

اب اس کے پاس اپنی صفائی پیش کرنے کا جواز تھا اور نہ کوئی بہانہ۔ وہ بے بسی سے بولا "آپ تو سمجھتے ہیں۔ تمام ممالک کے درمیان ہمیشہ سیاسی سرد جنگ جاری رہتی ہے اور یہ ممالک کبھی ایک دوسرے کو نقصان پہنچاتے ہیں' کبھی فائدے اٹھاتے ہیں۔"

"مجھے تم لوگوں کی سیاسی سرد جنگ سے کوئی لگاؤ نہیں ہے۔ میں اس جنگ کی بات کررہا ہوں جو قاہرہ میں سونیا کے خلاف کی گئی تھی۔ ایک طرف سنگریلا دشمن بنا ہوا تھا اور دوسری طرف تمہاری سی آئی اے پھر اس کا نتیجہ تمہارے سامنے آگیا۔ میں نے کہا تھا کہ سونیا کو ہلاک کرنے کی سازش کی سزا تم سب کو ملے گی۔ کیا میں نے ایسا کہا تھا؟"

"جی ہاں۔ آپ ہمیں سزا دینا چاہتے تھے لیکن سزا کا انداز بدل دیا تھا اور یہ شرائط رکھی تھیں کہ تمام قیدی مسلمان مجاہدین کو فرہاد گیلانی اور قاسم بن حشام سمیت رہا کیا جائے۔"

"اور تمام امریکی اکابرین نے اپنی جان کی سلامتی کے لیے میری شرائط تسلیم کرلی تھیں۔"

"جی ہاں اور ہم نے تمام مسلمان قیدی مجاہدین کو رہا کردیا تھا۔"

"میں تمہارے دماغ میں بھی گھسا ہوا ہوں۔ چور خیالات بھی پڑھ رہا ہوں۔ کوئی بات بنائے بغیر صاف لفظوں میں بتاؤ۔ دو بڑے مجاہدینِ اعظم فرہاد گیلانی اور قاسم بن حشام کہاں ہیں؟"

"دیکھیے آپ میرے چور خیالات سے یہ بھی معلوم کرسکتے ہیں کہ بڑے اور خطرناک مجاہدین کہلانے والے ہماری معلومات کے دائرے سے باہر رکھے جاتے ہیں۔ ہماری آرمی کے پانچ یوگا جاننے والے اعلیٰ افسران ایسے مجاہدین کو ٹاپ سیکرٹ کسٹڈی میں رکھتے ہیں۔ ہمارے اعلیٰ حکمران بھی ان مجاہدین کے متعلق کچھ نہیں جانتے ہیں۔"

میں تھوڑی دیر خاموش رہا۔ اس کے چور خیالات سے ان یوگا جاننے والے پانچ افسران کے نام پتے اور فون نمبر وغیرہ معلوم کرتا رہا۔ اس نے پوچھا "کیا..... کیا آپ جاچکے ہیں یا میرے خیالات پڑھ رہے ہیں؟"

"سوچ رہا ہوں' سونیا کو ہلاک کرنے کی سازش کے سلسلے میں امریکی اکابرین کو سزا دینا چاہتا تھا لیکن انہیں زندہ چھوڑنے کے لیے مسلمان مجاہدین کی شرط رکھی تھی۔ شاید یہ اکابرین زندہ رہنا نہیں چاہتے۔"

"چاہتے ہیں۔ زندہ رہنا چاہتے ہیں۔ زندگی سب کو عزیز ہوتی ہے مگر آپ یہ مجبوری سمجھیں کہ آرمی کے صرف پانچ یوگا جاننے والے افسران ان مجاہدین کے ذمے دار ہیں۔"

"ان ذمے داروں کا تعلق حکومتِ امریکا سے ہے۔ لہٰذا دو گھنٹے بعد وہاں کے اکابرین میں سے ایک ایک مارا جائے گا۔ ہر ایک کی موت ایک ایک گھنٹے بعد ہوگی۔"

"یہ..... یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟"

"میری آخری وارننگ کے وقت کچھ نہ بولو۔ ایک گھنٹے بعد مجاہدینِ اعظم فرہاد گیلانی اور قاسم بن حشام کو رہا نہ کیا گیا تو یہی سمجھا جائے گا کہ جو بزدل سپر پاور سونیا جیسی ایک عورت کو ہلاک نہ کرسکا' وہ ان دونوں مجاہدینِ اعظم کو ہلاک کرچکا ہے۔ میں ایک گھنٹے بعد آؤں گا۔ تم تمام اکابرین کی آخری فریادیں سنوں گا۔ اس کے ایک گھنٹے کے بعد سزائے موت کا سلسلہ شروع ہوگا۔ ڈیٹس آل۔"

میں دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہوگیا۔ پیرس میں ایک خوب صورت جھیل کے کنارے ہمارے کئی کاٹیجز تھے۔ ان میں سے ایک کاٹیج میں میں وقت گزار رہا تھا۔ ایک کھڑکی کے پاس بیٹھا دور تک جھیل کا نظارہ بھی کررہا تھا۔ وہاں ساحل کی طرف مردوں' عورتوں اور بچوں کی چہل پہل تھی۔ میں انہیں دیکھتا رہا پھر کچھ سوچ کر خیال خوانی کے ذریعے اسرائیل کی آرمی انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل برین آدم کے دماغ میں پہنچا۔ اس نے سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی جلدی سے پوچھا "کون؟ الپا؟"

میں نے کہا "وہ تو تمہارے لیے خواب ہوگئی۔"

"اوہ۔ آپ فرہاد صاحب ہیں۔ آپ ہمارے تعاون سے خوش

ہوں گے۔ ہم نے آپ کے حکم کے مطابق فرہاد گیلانی اور قاسم بن حشام کو رہا کردیا تھا۔"

"تم نے میرے حکم سے نہیں' امریکی اکابرین سے گٹھ جوڑ کرکے مسلمان ڈمی مجاہدین کو رہا کیا تھا۔ جو دھوکا امریکی اکابرین نے ہمیں دیا' وہی تم نے بھی دیا۔ اب انہیں دو گھنٹے بعد جو سزائیں میری طرف سے دی گئی تھیں' وہی سزائیں تمہیں بھی دی جائیں گی۔"

"پلیز مجھے غلط نہ سمجھیں۔ میں پہلے ہی الپا کی گمشدگی سے پریشان ہوں۔ آپ میرے چور خیالات پڑھ سکتے ہیں۔"

"ہاں۔ میں پڑھ رہا ہوں۔ امریکی سیکرٹ ایجنسی نے فرہاد گیلانی اور قاسم بن حشام کو تمہارے خفیہ انڈر گراؤنڈ سیل میں چھپانے کے لیے دیا تھا' تم نے انہی دونوں کو رہائی دی تھی۔ اس کا مطلب ہے امریکیوں نے تمہیں بھی ڈمی مجاہدین دے کر دھوکا دیا تھا۔"

"تھینکس گاڈ! تم نے میری سچائی معلوم کرلی۔"

"یہ بھی معلوم کرلیا کہ ان مجاہدین کو چھپا کر رکھنے میں تم نے امریکیوں کا ساتھ دیا ہے۔ میں مانتا ہوں وہ دونوں ڈمی تھے لیکن تم نہیں جانتے تھے۔ تمہارے لیے تو اتنا ہی جاننا کافی تھا کہ وہ مسلمان قیدی ہیں اور مسلمانوں سے دشمنی یہودیوں کی گھٹی میں پڑی ہے۔"

"آں..... نن..... نہیں۔ یہ بات نہیں ہے۔ امریکی حکومت سے ہمارا معاہدہ ہے' خواہ کسی بھی مذہب یا قوم کے قیدی ہوں' ہم انہیں ایک دوسرے کے ملک ٹرانسفر کرکے انہیں چھپا کر رکھیں گے۔"

"ناک ادھر سے پکڑو یا ادھر سے بات ایک ہی ہے کہ تم نے دو مسلمان قیدیوں کو انڈر گراؤنڈ سیل میں رکھا تھا۔ جبکہ کسی مسلمان نے تمہارے ملک کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا تھا۔ اس کے برعکس ایک امریکی باشندہ تھارن آوین تمہاری ٹیلی پیتھی جاننے والی الپا کو لے بھاگا۔ تم سے کتنی بڑی دشمنی کی جارہی ہے اور تم گدھے کے بچے مسلمانوں کے خلاف ان کا ساتھ دے رہے ہو۔"

وہ دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر بولا "آپ میری غلطی کی کوئی بھی سزا دیں۔ میں موت سے نہیں ڈرتا۔ صرف میں ہی نہیں' میری پوری قوم الپا کو تلاش کرنے اور اسے واپس لانے کے لیے پریشان ہے۔"

"وہ تو نہیں ملے گی۔ البتہ طرابلس کے ایک اسپتال کے مردہ خانے میں اس تھارن آوین کی لاش ملے گی' جو الپا کو لے گیا تھا۔"

وہ اچھل کر کھڑا ہوگیا پھر بولا "پھر تو الپا طرابلس میں ملے گی۔"

"وہ کہاں ملے گی' یہ تھارن آوین کی لاش نہیں بتاسکے گی۔ اپنی خفیہ ایجنسیوں سے کہو' اپنی الپا کو طرابلس میں تلاش کریں۔"

وہ گڑگڑا کر بولا "مسٹر فرہاد! آپ ہمیں بتاسکتے ہیں۔"

"کس خوشی میں بتاؤں؟"

"دیکھیے ہمارے درمیان دشمنی رہتی ہے لیکن حالات کے مطابق سمجھوتے بھی ہوتے رہتے ہیں۔ ہم آپ کے کام آئیں گے۔ پلیز آپ ہمارے کام آئیں۔"

"تو پہلے تم ہمارے کام آؤ۔ اصل مجاہدین فرہاد گیلانی اور قاسم بن حشام کا مطالبہ امریکی حکام سے کرو۔ تم جب بھی ان مجاہدین کو ہمارے حوالے کروگے' اسی وقت الپا تمہیں مل جائے گی۔"

"آ..... آپ سچ کہہ رہے ہیں؟ ہاں ہمیں یقین ہے۔ آپ زبان کے دھنی ہیں۔ جو کہتے ہیں' وہ کر دکھاتے ہیں۔ ہم الپا کو حاصل کرنے کے لیے امریکی حکام سے ٹکرا جائیں گے۔"

"اور ایک بات سن لو۔ الپا جیسی ٹیلی پیتھی جاننے والی کے بغیر تمہاری قوت آدھی رہ گئی ہے۔ تمہارے پاس صرف ایٹم بم اور میزائل وغیرہ رہ گئے ہیں۔ ان سے تم کسی بھی ملک پر ظاہری حملے کرسکتے ہو۔ آئن دیکھے اور اندرونی حملے صرف ٹیلی پیتھی کے ذریعے کیے جاسکتے ہیں۔ میری ان باتوں کے پیش نظر سمجھو کہ امریکی تمہاری دھونس میں نہیں آئیں گے۔"

"آپ درست فرماتے ہیں۔ ہم الپا کے بغیر انہیں اپنے دباؤ میں نہیں رکھ سکیں گے۔ پلیز ایسے برے وقت میں آپ ہی ہمارے کام آسکتے ہیں۔"

"بے شک میں کام آؤں گا۔ عارضی طور پر میری بہو ثانی تمہارے کام آئے گی۔ تم اعلان کردو کہ الپا واپس آگئی ہے۔ ثانی تمہاری طرف سے الپا کا رول ادا کرے گی۔"

"کیا ایسا نہیں ہوسکتا کہ آپ ہماری الپا کو ہی واپس کردیں۔"

"بالکل ہوسکتا ہے۔ ہمارے دو مجاہدین اعظم پہلے واپس کرو۔"

"وہ ہمارے پاس نہیں تھے۔"

"رہائی کے وقت وہ دونوں تمہارے انڈر گراؤنڈ سیل سے نکالے گئے تھے۔ اب وہ ڈمی کیوں تھے؟ یہ سوال امریکا سے کرو۔ میرا وقت ضائع کروگے تو میں تم سے کوئی سمجھوتا نہیں کروں گا۔"

"آپ سمجھوتا کریں۔ پلیز اپنی بہو کو بھیج دیں۔ ہم الپا کی واپسی کا اعلان کرتے ہی امریکی حکام سے نمٹنا شروع کردیں گے۔"

جلال پاشا اور ثنا ایران میں تھے۔ میں نے انہیں لیبیا' امریکا اور اسرائیل کے حالات بتائے۔ انہیں فی الحال آرام کرنے کو کہا۔ ثانی کو ہدایت کی کہ وہ ابھی افغانستان میں خیال خوانی نہ کرے۔ وہ برین آدم کے پاس جاکر الپا کا رول ادا کرے۔ میں ایران میں ڈمی فرہاد گیلانی کے معاملات سنبھال لوں گا۔ ثانی دراصل جسمانی طور پر بابا صاحب کے ادارے میں تھی کیونکہ اس کا پارس اپنے بھائی پورس کے ساتھ ٹرانسفارمر مشین سے گزرنے والا تھا۔ وہ خیال خوانی کے ذریعے افغانستان میں ڈی مرحبا توصیف کے سلسلے میں معلومات حاصل کرتی رہتی تھی۔

اس نے مجھے مرحبا توصیف کی موجودہ مصروفیات کے بارے میں کچھ باتیں بتائیں پھر خیال خوانی کے ذریعے اسرائیل میں برین آدم کے پاس چلی آئی۔ اسے مخاطب کیا "ہیلو بگ برادر!"

وہ چونک کر بولا "تم؟ الپا تم آگئیں؟"

ثانی نے الپا کے انداز میں ہنستے ہوئے کہا "کیا یہ ہنسی بھی الپا جیسی نہیں؟ اگر ہے تو میرا لب و لہجہ اور آواز الپا جیسی کیوں نہیں ہوگی؟"

وہ ذرا مایوس ہوکر بولا "اوہ! تم ثانی ہو۔"

"میں کوئی بھی ہوسکتی ہوں۔ تم وہی کرو' جو پاپا کہہ چکے ہیں۔"

میں نے ڈمی فرہاد گیلانی کے خیالات پڑھے۔ وہ تہران میں تھا۔ اسے خفیہ طور سے اطلاع پہنچا دی گئی تھی کہ ڈمی قاسم بن حشام طرابلس میں مارا گیا ہے۔ یہ بھید کھل چکا ہے کہ تہران پہنچنے والا فرہاد گیلانی بھی اصلی نہیں ہے۔ لہٰذا وہ ڈمی ایک جگہ روپوش ہوگیا تھا۔ میں نے ایرانی اکابرین کو بتایا کہ وہ کہاں چھپا ہوا ہے لیکن اسے گرفتار نہ کیا جائے تو بہتر ہے۔

مجھ سے پوچھا گیا "آپ کیا چاہتے ہیں؟"

"اسے دوڑایا جائے۔ کہیں ایک جگہ چھپنے نہ دیا جائے۔ وہ مجبور ہوکر ایران سے باہر عاجز و پریشان ہوکر عالمی میڈیا کے ذریعے بتائے کہ نقلی مجاہد بن کر ایران میں تخریبی کارروائی کرنے آیا تھا لیکن اب اسے کہیں پناہ نہیں مل رہی ہے۔"

"یہ امریکی چال بازیوں کو بے نقاب کرنے کا بہترین طریقہ ہے لیکن ایران کے باہر کسی بھی ملک میں خفیہ امریکن ایجنسی والے اسے کچھ کہنے کا موقع نہیں دیں گے۔ اس سے پہلے ہی اسے گولی مار دیں گے۔"

"میں اپنے دشمن ڈمی فرہاد کی حفاظت کروں گا۔ اس طرح امریکن خفیہ ایجنسی والے میری نظروں میں آتے رہیں گے۔"

ایرانی اکابرین نے مجھ سے متفق ہوکر میرے منصوبے کے مطابق اس جگہ کا محاصرہ شروع کرایا جہاں وہ چھپا ہوا تھا۔ میں نے اس کے دماغ میں پہنچ کر کہا "فرہاد گیلانی! فرہاد علی تیمور تم سے باتیں کر رہا ہے۔"

اسے پہلے ہی خفیہ طور سے معلوم ہوچکا تھا کہ بھید کھل گیا ہے۔ وہ ایران چھوڑ کر جانے کی تیاریاں کر رہا تھا۔ رات ہی رات رازداری سے ایک کار کے ذریعے سرحد پار کرکے پاکستان جانا چاہتا تھا۔ اپنے دماغ میں میری سوچ کی لہروں کو محسوس کرکے خوف زدہ ہوکر بولا "آپ؟"

"صرف میں نہیں ہوں۔ ایرانی پولیس تمہاری اس رہائش گاہ کا محاصرہ کرچکی ہے۔"

اس نے فوراً ہی ریوالور نکال لیا۔ میں نے کہا "تمہارے خیالات بتا رہے ہیں کہ تم محاصرہ کرنے والوں سے مقابلہ نہیں کروگے بلکہ ان کے ہاتھ آنے سے پہلے خودکشی کرلوگے۔"

"ہاں۔ ہاں میں یہی کروں گا۔ میری موت کے بعد مسلمانوں پر ہی الزام آئے گا کہ انہوں نے اپنے ایک مجاہد فرہاد گیلانی کی جدوجہد اور قربانیوں کی قدر نہیں کی۔ اسے ایک سیاسی پالیسی کے مطابق مار ڈالا۔ میں مرتے مرتے بھی ان ایرانی مسلمانوں کو بدنام کرجاؤں گا۔"

"بڑے زبردست امریکی چمچے ہو۔ چلو خودکشی کرو اور ایرانی مسلمانوں کو بدنام کرو۔ کم آن۔ شوٹ یور سلف۔"

اس نے ریوالور کی نال کو اپنے سینے پر دل کی جگہ رکھا پھر ٹریگر کو دبایا۔ کھٹ کی آواز آئی لیکن گولی نہیں چلی۔ میں نے کہا "میں نے تمہاری گفتگو کے دوران میں تمہیں غائب دماغ رکھ کر ریوالور خالی کرا دیا تھا۔ تمام گولیوں کو تم نے خود ہی کھڑکی کے باہر پھینک دیا تھا۔ چلو پھر سے اسے لوڈ کرو۔"

وہ پریشان ہوکر خلا میں تکتے ہوئے بولا "تم پھر غائب دماغ بنا کر میرا ریوالور خالی کرادوگے۔"

"میں ایک کھیل دوبارہ نہیں کھیلتا۔ تمہارے پاس ریوالور ہوگا تو اسے لوڈ کروگے۔"

اس نے چونک کر اپنے دونوں ہاتھوں کو دیکھا۔ اسے پتا ہی نہ چلا کہ کب اس نے غائب دماغ ہوکر ریوالور کو دور کھڑکی کے باہر پھینک دیا تھا۔ باہر سے ایک پولیس افسر وارننگ دے رہا تھا کہ فرہاد گیلانی ہتھیار پھینک کر دونوں ہاتھ اٹھا کر باہر چلا آئے۔ میں نے کہا "کیسی مجبوری ہے۔ آدمی مرنا بھی چاہے تو خودکشی نہیں کرسکتا۔ اب تو تمہیں باہر جانا ہی ہوگا۔"

وہ دونوں ہاتھ اٹھا کر جانے لگا۔ میں نے پولیس افسر سے کہا۔ "اپنی پوری ٹیم کو یہ بتا دو کہ یہ امریکا کے خلاف کچھ اگلنے سے پہلے خودکشی کرنا چاہتا ہے۔ لہٰذا اسے مرنے کا موقع نہ دیا جائے۔ اسے ابھی ٹی وی اسٹوڈیو لے چلو۔"

میں نے وہاں کے اکابرین سے کہا "وہ مجرم کسی وقت بھی موقع پاکر اپنی جان دے دے گا۔ لہٰذا یہیں سے سیٹلائٹ کے ذریعے اسے دنیا کے سامنے پیش کیا جائے اور اس کی وڈیو فلم تیار کی جائے۔"

میرے اس مشورے پر فوراً عمل کیا گیا۔ وہ ڈمی فرہاد گیلانی کیمروں کے درمیان مائیک کے سامنے کبھی اصل بات نہ کہتا۔ میں نے اس کے دماغ پر قبضہ جمایا تو وہ تمام سچائیاں اگلنے لگا۔

اس سلسلے میں جو وڈیو فلمیں تیار کی گئیں' انہیں امریکا اور اسرائیل کے اکابرین کے پاس بھیجا گیا۔ اس سے پہلے اسرائیلی وزیر خارجہ اور انفارمیشن سروس کے ذریعے یہ اعلان کردیا گیا کہ الپا اسرائیل واپس آگئی ہے۔

الپا نے تمام امریکی اکابرین سے رابطہ کیا۔ ان میں سے ایک نے کہا "تم اچانک گئی تھیں پھر واپس کیسے آگئیں؟"

"اگر اچانک گئی تھی تو اچانک آگئی ہوں۔ اگر دشمنوں نے

اغوا کیا تھا تو پھر دشمنوں سے اچھی طرح نمٹ کر آئی ہوں۔"

"ہمیں خوشی ہے کہ ہمارے حمایتی اسرائیل کی طاقت لوٹ آئی ہے۔"

الپا نے کہا "یہ طاقت آپ حضرات سے اصل مجاہدینِ اعظم فرہاد گیلانی اور قاسم بن حشام کا مطالبہ کررہی ہے۔"

"تم ان کا مطالبہ کیوں کررہی ہو؟"

"اس لیے کہ انہیں اصلی کہہ کر آپ لوگوں نے دونوں مجاہدین کو ہمارے حوالے کیا تھا پھر آپ کی ہدایت کے مطابق انہیں اسرائیل کے انڈر گراؤنڈ سیل سے رہا کیا گیا۔ لیکن دونوں نقلی ثابت ہوچکے ہیں۔ فرہاد نے وارننگ دی ہے۔ وہ نقلی اسرائیل سے بھیجے گئے تھے اسی لیے اصلی بھی ہم سے طلب کیے جارہے ہیں۔ ورنہ دو گھنٹوں کے بعد بھیانک انتقامی انجام سامنے آئے گا۔ ہم آپ کے حمایتی ہیں۔ ہمیں مصیبت میں نہ ڈالیں۔ دونوں مجاہدین کو ہمارے حوالے کردیں۔"

اسی وقت میں نے متعلقہ امریکی فوج کے اعلیٰ افسر کو مخاطب کیا "میں ہوں فرہاد۔ ایک گھنٹا گزر چکا ہے۔ اگلے ایک گھنٹے کے بعد سزاؤں کا سلسلہ شروع ہوگا۔"

ایک حاکم نے کہا "مسٹر فرہاد! ہم تمام اکابرین انٹر کنکشن کے ذریعے آپ کی باتیں اس فوجی افسر کی زبان سے سن رہے ہیں۔ آپ یقین کریں۔ بلکہ ہم سب کے چور خیالات پڑھ لیں۔ ہماری آرمی کے وہ پانچ اعلیٰ افسران جو یوگا کے ماہر ہیں اور جنہوں نے دونوں مجاہدین کو کہیں قید کر رکھا ہے' وہ پانچوں افسران بھی اچانک روپوش ہوگئے ہیں۔ ہم فون کے ذریعے مسلسل رابطہ کرنے کی کوششیں کررہے ہیں۔ جیسے ہی رابطہ ہوگا' ہم انہیں حکم دیں گے کہ دونوں مجاہدین کو آپ کے حوالے کردیا جائے۔"

میں نے کہا "اوہو۔ ان پانچ یوگا جاننے والے افسروں نے تو تمام اکابرین کو زندہ رکھنے کے لیے بڑی چالاکی دکھائی ہے۔ جب تک انہیں تلاش کیا جائے گا اور وہ مجاہدین میرے حوالے کیے جائیں گے اس وقت تک تم تمام اکابرین زندہ رہو گے۔ کیوں رہو گے نا؟"

"دیکھیے جناب! صورتِ حال آپ کے سامنے ہے۔ وہ مجاہدین ہماری کسٹڈی میں ہوتے تو ابھی آپ کے پاس پہنچا دیتے۔"

"ہاں یہ مجبوری ہے۔ پہلے ان پانچ افسروں کو تلاش کرنا ہوگا۔ وہ ایک دن میں بھی ہاتھ آسکتے ہیں۔ ایک برس میں بھی۔ دس برس میں بھی اور سو برس میں بھی تلاش کیے جاسکتے ہیں۔ اس وقت تک آپ سب عیش و عشرت سے زندہ رہیں گے۔"

"آپ ایسی باتیں نہ کریں۔ ان پانچوں کو تلاش کرنے میں برسوں نہیں لگیں گے۔"

"میرے پاس ایسا نسخہ ہے کہ وہ چند گھنٹوں میں سامنے آجائیں گے۔"

وہ سب پریشان ہوگئے۔ ایک نے پوچھا "وہ خود سامنے کیسے آئیں گے؟"

"میں نے دو گھنٹے کی مہلت دی تھی۔ ڈیڑھ گھنٹا گزر چکا ہے۔ اب آدھے گھنٹے میں تم سب اپنے ناموں کی پرچی نکالو کہ پہلے کون مرے گا؟ ویسے تو سب ہی اکابرین کو دو دو گھنٹے کے وقفے سے مرنا ہے لیکن آگے پیچھے کی بات ہے۔ پہلے کون؟ بعد میں کون؟ اور اس کے بعد کون؟ اپنی قرعہ اندازی کرلو۔ یا ان پانچوں سے پوچھ لو کہ کیا وہ تمہاری موت چاہتے ہیں۔"

"لیکن ان پانچوں سے رابطہ....."

"شٹ اپ۔ رابطہ تمہاری زندگی میں نہیں تو موت کے بعد ہوجائے گا۔ تمہارے مرنے کے بعد دوسرے اکابرین عہدے سنبھالنے آئیں گے۔ وہ بھی اسی طرح مرتے رہیں گے۔ دیٹس آل۔"

وہ مجھے پکارنے لگے۔ میں خاموشی سے سنتا رہا پھر انہوں نے سمجھ لیا کہ میں جاچکا ہوں۔ ایک نے کہا "وہ چلا گیا ہے۔ آدھے گھنٹے بعد آئے گا۔"

دوسرے نے پوچھا "کیا ہم ان دو مجاہدین کی خاطر اپنی موت کی پرچیاں نکالیں؟"

"میں تو نہیں مروں گا۔ اس سرکاری عہدے سے استعفا دے دوں گا۔"

"ہم سب ہی موت کے خوف سے استعفے دے دیں گے تو امریکی حکومت کہاں رہے گی؟ حکومت کی داخلہ پالیسی سب ختم ہوجائے گی۔ دنیا کے تمام ممالک سے ٹیلی فون اور فیکس آتے رہیں گے اور جواب دینے والا یہاں کوئی نہیں رہے گا۔"

"نہیں۔ دنیا کے سامنے سپر پاور کی کمزوری ظاہر ہوجائے گی۔"

انہوں نے انٹر کنکشن سے ثانی کی باتیں سنیں "میں بڑی دیر سے فرہاد علی تیمور اور تم سب کی باتیں سن رہی ہوں۔ پہلے ہی کہہ چکی تھی کہ وہ لوگ ہم یہودیوں سے ان دو مجاہدین کا مطالبہ کررہے ہیں۔ اب سمجھ میں آیا کہ جان کے لالے پڑگئے ہیں۔"

"پلیز الپا! کچھ کرو۔ اب تو آدھا گھنٹا بھی نہیں رہا۔ صرف بیس منٹ رہ گئے ہیں۔"

"زندہ سلامت رہ سکتے ہو۔ ان پانچوں یوگا جاننے والے افسران کو بلاؤ۔"

"بائی گاڈ! فرہاد بھی ہمارے چور خیالات پڑھ چکا ہے' تم بھی پڑھ چکی ہوگی۔ ہم واقعی نہیں جانتے کہ وہ پانچوں افسران کہاں روپوش ہوچکے ہیں۔ ہم ان سے کیسے رابطہ کریں؟"

"تم صرف انہیں مخاطب کرو۔ جس طرح میں ابھی تمہارے درمیان چھپی ہوئی تھی اس طرح ان پانچوں کے زیرِ تربیت رہنے والے مہاراج اور مہیش ابھی تم سب کے درمیان ہیں اور تمہاری

تمام باتیں ان پانچوں تک پہنچا رہے ہیں۔"

ایک اعلیٰ افسر نے کہا "بے شک وہ پانچوں ہماری باتیں سن کر بھی خاموش ہیں۔ ہم ان سے درخواست کرتے ہیں کہ صرف دو مسلمان مجاہدین کی خاطر امریکا کے تمام اکابرین کو موت کے حوالے نہ کریں۔"

تھوڑی دیر بعد موبائل فون کا بزر سنائی دیا۔ ایک حاکم نے اسے آن کرکے پوچھا "ہیلو کون؟"

ان پانچوں میں سے ایک کی آواز سنائی دی "میں بول رہا ہوں۔ ہم آپ لوگوں کو موت کے حوالے نہیں کریں گے۔ فرہاد آئے تو اس سے تھوڑی سی مہلت لیں۔ ہم پہنچ رہے ہیں۔"

تمام اکابرین نے خوش ہوکر اطمینان کا سانس لیا۔ میں نے سلمان' جلال پاشا' ثنا کو بلالیا۔ ثانی کو بھی سمجھا دیا کہ ہمارا اگلا قدم کیا ہوگا؟ انہیں سمجھانے کے بعد میں ایک اعلیٰ افسر کے ذریعے پھر ان سے مخاطب ہوا۔ انہوں نے کہا "ان پانچوں سے رابطہ ہوچکا ہے۔ وہ آرہے ہیں۔ پلیز آپ تھوڑی سی مہلت دے دیں۔"

"تم تمام اکابرین ایک دوسرے سے دور رہو۔ انٹر کنکشن کے ذریعے ٹی وی اسکرین پر ایک دوسرے کو دیکھ کر باتیں کررہے ہو۔ میں اسی شرط پر مہلت دیتا ہوں کہ تم سب ابھی آرمی ہیڈ کوارٹر میں چلے آؤ۔ وہ آرمی کے پانچوں یوگا جاننے والے بھی وہیں آئیں گے۔"

ان سے گفتگو کرنے کے دوران میں میں نے سلمان' جلال پاشا اور ثنا کو چار فوجی اعلیٰ افسران کے دماغ میں پہنچا دیا تھا۔ ثانی تو پہلے ہی سب کے دماغوں میں پہنچی ہوئی تھی۔

وہ تمام اکابرین اپنی اپنی رہائش گاہ سے نکل کر آرمی ہیڈ کوارٹر کی طرف روانہ ہوچکے تھے۔ ہم نے ان کا انتظار کیا۔ جب وہ پہنچ گئے اور وہ پانچوں افسران بھی آگئے تو میں نے ایک جونیئر افسر کی زبان سے کہا "میں فرہاد علی تیمور موجود ہوں۔ مجھے یقین ہوچکا ہے کہ یہاں کے اکابرین زندہ نہیں رہنا چاہتے اس لیے پھر دھوکا دے رہے ہیں۔"

ان پانچوں میں سے ایک اعلیٰ افسر نے کہا "کیسا دھوکا؟ میں یوگا کا ماہر ہوں۔ آپ میرے دماغ میں آکر دیکھ لیں۔ میں سانس روک کر سوچ کی لہروں کو باہر کردوں گا۔"

میں نے کہا "تمہارے ساتھ آنے والے باقی چار افسران نقلی ہیں۔ سانس نہیں روک سکیں گے۔ یہاں صرف پانچ کی گنتی پوری کرنے آئے ہیں۔ یہ جتنے اکابرین ہیں ان کے چور خیالات سے پتا چل گیا ہے کہ پانچوں میں سے ایک اصلی ہے۔ باقی مجھے بہلانے کے لیے ہیں۔"

ایک حاکم نے یوگا جاننے والے افسر سے کہا "یہ کیا مذاق ہے؟ ہماری زندگی ایک کھلونا ہے؟ تم اپنے ساتھ چار ڈمی افسران کو لاتے وقت یہ کیوں بھول گئے کہ مسٹر فرہاد خیالات پڑھ کر تمہارے فراڈ کو سمجھ لیں گے۔"

میں نے کہا "اس یوگا جاننے والے کو ابھی تک یقین نہیں آیا۔ میں یہاں کے اکابرین کو ایک ایک کرکے موت کی سزا دے سکتا ہوں۔ دو گھنٹے پورے ہوچکے ہیں۔ یہ سزا کا وقت ہے۔ لہٰذا ایک مرجائے اور یقین دلائے کہ میری بات پتھر کی لکیر ہوتی ہے۔"

سلمان نے ایک سرکاری اعلیٰ عہدے دار کے دماغ پر قبضہ جمایا۔ وہ فوراً اٹھ کر کھڑا ہوا۔ اپنے لباس میں سے ریوالور نکال کر بولا "تم میں سے کون مرے گا؟ کسی کو تو میرے ہاتھ سے مرنا ہی ہوگا۔ تم لوگوں نے اپنی موت کی پرچیاں کیوں نہیں نکالیں؟ کیا اس طرح موت سے بچ جاؤ گے؟"

وہ سرکاری عہدے دار ریوالور لیے چاروں طرف گھوم گھوم کر تمام اکابرین کو نشانے پر رکھتے ہوئے بولتا جارہا تھا۔ فوج کے دوسرے مسلح سپاہی اپنی اپنی گن سیدھی کرکے اس عہدے دار سے کہہ رہے تھے کہ وہ ریوالور پھینک دے۔ عہدے دار نے جواباً ایک سپاہی کی طرف اس طرح گولی چلائی کہ وہ مر نہ سکے۔ اس کے گولی چلاتے ہی کئی طرف سے گولیاں چلنے لگیں۔ وہ عہدے دار زمین پر گرتے گرتے گولیوں سے چھلنی ہوگیا۔

اس کے دم توڑتے ہی خاموشی چھاگئی۔ میں جونیئر افسر کی زبان سے بولا "تمام اکابرین میں سے ایک بے چارہ تمہاری ہی گولیوں سے چھلنی ہوگیا۔ اب میں اپنے منصوبے کے مطابق دو گھنٹے بعد آکر دوسرے کی موت بن جاؤں گا۔ ویسے وعدہ کرتا ہوں۔ پانچوں یوگا جاننے والے یہاں آرمی ہیڈ کوارٹر میں آجائیں گے تو اکابرین میں سے دوسرا کوئی ہلاک نہیں ہوگا۔ جسٹ آفٹر ٹو آورز۔ دیٹس آل۔"

آرمی ہیڈ کوارٹر میں ایک سرکاری عہدے دار مارا گیا اور پوری آرمی تماشا دیکھتی رہی۔ باقی اکابرین کے دلوں میں ایسی وحشت پیدا ہوگئی تھی کہ وہ اپنی جگہ سے ہل نہیں پارہے تھے۔ بار بار گھڑی دیکھ رہے تھے اور یوگا جاننے والے افسر سے غصے سے کہہ رہے تھے "تمہاری وجہ سے ہمارے ملک کا ایک اہم عہدے دار مرگیا۔ تم اس کی ہلاکت کے ذمے دار ہو۔ تم نے خود کو بہت زیادہ ذہین سمجھ کر خیال خوانی کرنے والے کو دھوکا دینے کی حماقت کی ہے۔"

فضائی' بحری اور بری افواج کے سربراہان نے اس یوگا جاننے والے افسر سے کہا "تم نے بہت ہی غیر ذمے داری کا ثبوت دیا ہے۔ ہم حکم دیتے ہیں کہ تمہیں حراست میں رکھا جائے۔ تم یہاں سے فون کے ذریعے یا مہاراج اور مہیش کے ذریعے اپنے چار یوگا جاننے والے ساتھی افسران کو ابھی یہاں بلاؤ۔"

یہ حکم سنتے ہی دو اعلیٰ افسران نے یوگا جاننے والے سے ہتھیار اور گولیاں لے لیں۔ اس کے لباس کی تلاشی لی گئی۔ جو چیزیں برآمد ہوئیں' انہیں تحویل میں لے لیا۔ پھر ایک افسر نے

اسے موبائل فون دے کر کہا "تم ان چار ساتھی افسران سے رابطہ کرو۔"

اس نے کہا "فون کی ضرورت نہیں ہے۔ مہاراج میرا پیغام لے کر گیا ہے۔"

"تم ان چاروں کے پتے اور فون نمبر بتاؤ۔"

"سوری سر! اپنے پیغام کا جواب آنے کے بعد بتاؤں گا۔"

پھر اس نے تھوڑی دیر بعد آکر کہا "مجھے پیغام کا جواب مل چکا ہے۔ وہ چاروں کہہ رہے ہیں کہ آپ تینوں سپرپاور کہلانے والے ملک کی فضائی، بحری اور بری افواج کے سربراہ ہیں اور ایک فرہاد کے سامنے ہتھیار ڈال رہے ہیں لیکن وہ نہیں جھکیں گے۔ آپ فرہاد سے کہہ سکتے ہیں کہ اس کے مجرم ہم ہیں۔ وہ اصولاً ہم سے انتقام لے۔ امریکی اکابرین کو مار ڈالنے سے نہ ہم اس کے ہاتھ لگیں گے اور نہ اس کے دونوں مطلوبہ مجاہدین ملیں گے۔ وہ مرد کا بچہ ہے تو بے گناہ امریکی اکابرین کو ہلاک نہ کرے۔ ہمیں ہلاک کرنے آئے اور اپنے مجاہدین کو لے جائے۔"

میں نے سلمان، جلال پاشا، ثنا اور ثانی کو اس لیے بلایا تھا کہ وہ پانچوں آرمی ہیڈ کوارٹر میں آئیں گے تو میرے یہ تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے دوسرے اکابرین کو آلۂ کار بنا کر ان پانچوں پر گولیاں چلا کر انہیں زخمی کرتے ہی ان کے دماغوں میں پہنچ جائیں گے۔ لیکن وہ بڑی چالاکی دکھا رہے تھے۔ انہوں نے صرف ایک یوگا جاننے والے ساتھی کو وہاں بھیجا۔

اب صورتِ حال یہ تھی کہ دوسرے اکابرین کو ہلاک کرنا سراسر ناانصافی تھی۔ وہ چاروں اپنے ملک کی تینوں افواج کے سربراہان سے بغاوت کر رہے تھے۔ ذاتی طور پر اپنی جنگ مجھ سے لڑنا چاہتے تھے۔ میں نے اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے کہا "ابھی اس یوگا جاننے والے کو زخمی کرتے ہی ہم سب بیک وقت اس کے دماغ میں پہنچ کر اس کے چاروں ساتھیوں کے موجودہ پتے معلوم کریں گے۔ ثانی اور سلمان اس کے دماغ سے مہاراج اور مہیش کے بارے میں معلومات حاصل کرتے رہیں گے۔"

یہ پلان کرتے ہی ایک فوجی افسر کے ذریعے یوگا جاننے والے کو گولی مار کر زخمی کیا۔ اس کے ساتھ ہی ہم سب اس کے خیالات پڑھنے کے لیے دماغ میں پہنچ گئے۔

وہاں کے اعلیٰ افسران اس گولی مارنے والے افسر کو حراست میں لے کر پوچھ رہے تھے کہ اس نے گولی کیوں چلائی؟ اس نے کہا۔ "میں نے غائب دماغ رہ کر ایسا کیا ہے۔ ٹیلی پیتھی جاننے والے ہمارے درمیان موجود ہیں۔"

میں نے ایک جونیئر افسر کی زبان سے کہا "ہاں ہم موجود ہیں۔ اگر آپ فوجی سربراہان اپنے اکابرین کو زندہ رکھنا چاہتے ہیں تو فوراً ایکشن میں آئیں۔ وہ چاروں یوگا جاننے والے واشنگٹن میں موجود ہیں۔"

میں نے ان چاروں کے پتے بتا کر کہا "فوراً فون سے رابطہ کر کے واشنگٹن آرمی اور پولیس کو حکم دیں کہ ان کا محاصرہ کیا جائے اور واشنگٹن سے باہر جانے والے تمام راستوں کی ناکا بندی کی جائے۔ پلیز ہری اپ۔"

فوج کے وہ تینوں سربراہان فون کے ذریعے میری ہدایات پر عمل کرنے لگے۔ ہم ٹیلی پیتھی جاننے والے دوسری طرف سے فون پر بات کرنے والے انٹیلی جنس اور پولیس والوں کے دماغوں میں پہنچ گئے۔ ہمیں یہ معلوم تھا کہ مہاراج اور مہیش نے ان چاروں کو یہ بتا دیا ہوگا کہ ایک یوگا جاننے والے افسر کو زخمی کر کے اس کے خیالات پڑھے جا رہے ہیں اور فرہاد کسی وقت بھی وہاں پہنچ سکتا ہے۔

ادھر تمام اکابرین بھی اپنی سلامتی چاہتے تھے اس لیے وہ بھی فون وغیرہ کے ذریعے پولیس اور سراغ رسانوں کا جال بچھا رہے تھے۔ ہم سب نے وہاں کے ایک پولیس افسر کو آلۂ کار بنا کر انہیں ان چاروں کی خفیہ رہائش گاہ تک دوڑایا۔ وہ دو گاڑیوں میں بیٹھ کر وہاں پہنچے لیکن اتنی جلد بازی کے باوجود دیر ہو گئی۔ آس پاس کے بنگلوز میں رہنے والوں نے بتایا کہ تھوڑی دیر پہلے سامنے والے پلے گراؤنڈ میں ایک ہیلی کاپٹر آیا تھا۔ اس میں چھ افراد بیٹھ کر گئے ہیں۔

چھ کا مطلب یہی ہو سکتا تھا کہ چار یوگا جاننے والے افسران تھے اور باقی دو مہاراج اور مہیش تھے۔ پولیس افسران وائرلیس اور فون وغیرہ کے ذریعے تمام فلائنگ کمپنیز سے رابطہ کر کے معلوم کرنا چاہتے تھے کہ فلاں وقت فلاں جگہ کس فلائنگ کلب سے ہیلی کاپٹر وہاں آیا تھا اور وہ کہاں گیا ہے؟

جواب میں تمام فلائنگ کلبس والے لاعلمی ظاہر کر رہے تھے۔ مہاراج اور مہیش نے کسی فلائنگ کلب والوں کو پہلے سے ٹریپ کیا ہوگا اور وہ ان کے تنویمی عمل سے مجبور ہو گئے ہوں گے۔

ویسے پورے امریکا کی پولیس کو الرٹ کر دیا گیا تھا کہ جہاں بھی کوئی ہیلی کاپٹر اترے، وہاں گونگے بن کر چھ افراد کو حراست میں لے کر فوراً اطلاع دیں۔ تھوڑی دیر بعد فلاڈلفیا کی پولیس نے اطلاع دی کہ وہاں ہائی وے سے دور ایک میدانی علاقے میں ایک ہیلی کاپٹر ہے مگر اس میں کوئی نہیں ہے۔ تین کاروں کے پہیوں کے نشانات پائے گئے ہیں۔ وہ نشانات ہائی وے تک پہنچ کر ناقابلِ شناخت ہو گئے کیونکہ ہائی وے پر بے شمار گاڑیاں چلتی رہتی ہیں۔ آگے ہائی وے تین مختلف سمتوں میں جاتا ہے۔ نیویارک، ٹورنٹو اور شکاگو کی طرف پھر یہ کہ تین کاریں گئی تھیں۔ یعنی اب وہ دو دو کی ٹیم بنا کر ایک ایک کار لے گئے تھے تاکہ چھ کی تعداد میں پہچانے نہ جا سکیں۔

میں نے اپنے آلۂ کار افسر کو مجبور کیا کہ اس خفیہ بنگلے کے آس پاس رہنے والوں سے ان چھ افراد کا حلیہ معلوم کرے۔ وہ

میری مرضی کے مطابق ان سے معلومات حاصل کرنے لگا۔ تقریباً سب ہی نے کہا، ان میں سے چار امریکن تھے اور دو غیر ملکی تھے۔

افسر نے پوچھا "کیا وہ دونوں ایشیائی تھے؟"

جواب ملا "وہ ایشیائی سے زیادہ مڈل ایسٹ کے رہنے والے لگتے تھے۔ ان کی داڑھی مونچھیں تھیں۔ وہ دونوں کبھی بنگلے میں نظر نہیں آئے۔ جب ہیلی کاپٹر آیا تب وہ امریکیوں کے ساتھ نظر آئے تھے۔"

مہاراج اور مہیش کی داڑھی مونچھیں نہیں تھیں اور وہ اپنے ...مگ اور چہرے وغیرہ سے مڈل ایسٹ کے نہیں لگتے تھے۔ میرا دل کہنے لگا کہ وہ ہمارے مطلوبہ مجاہدین فرہاد گیلانی اور قاسم بن حسام ...وں گے۔ ان چاروں نے انہیں خفیہ بنگلے میں قید کر رکھا ہوگا۔ ...ماراج اور مہیش کے ذریعے ان پر تنویمی عمل کر دیا ہوگا اسی لیے وہ ...نوں تابع کی طرح ان چاروں کے ساتھ چلے گئے تھے۔

تمام اکابرین اور فوجی افسران آرمی ہیڈ کوارٹر میں بیٹھے ان ...روں کی گرفتاری کی اطلاع سننے کے منتظر تھے۔ میں نے جونیئر افسر ...ی زبان سے کہا "میں فرہاد بول رہا ہوں۔ تینوں افواج کے ...ربراہان کو میرا مشورہ ہے کہ ان چاروں کو گرفتار نہ کیا جائے۔ ...لیس اور سراغ رسانوں کو اس زحمت سے باز رکھا جائے۔ وہ ...روں اب میرا شکار ہیں۔ میں ان سے نمٹ لوں گا اور یہاں کے ...اکابرین کو اب میری طرف سے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ میں نے ...ان کی سزا ختم کر دی ہے۔"

تمام اکابرین خوش ہو کر میرا شکریہ ادا کرنے لگے۔ سلمان نے ...سے کہا "آپ نے ان کی پولیس اور سراغ رسانوں کو چاروں کی ...ش کرنے سے باز کیوں رکھا ہے؟"

"بھئی سلمان! تمہاری بیٹی یعنی میری بہو ثانی تم سے زیادہ ذہین ...ہے کیوں ثانی! میں ٹھیک کہہ رہا ہوں تو اپنے باپ کو جواب دو۔"

ثانی نے کہا "ان چاروں کے ساتھ ہمارے مطلوبہ مجاہدین ...ہ وہ پولیس اور سراغ رسانوں کو دھمکی دینے کے لیے ان ...برین کو کسی طرح کا نقصان پہنچا سکتے ہیں۔"

سلمان نے تائید میں سر ہلا کر کہا "بے شک انہیں تلاش نہیں ...جائے گا تو وہ ہمارے مطلوبہ مجاہدین کو زندہ سلامت رکھیں ...گے۔"

جلال پاشا نے کہا "ماشاء اللہ ثانی بہت ذہین ہے۔ مجھے آپ ...سب کے ساتھ رہ کر بے حد خوشی ہو رہی ہے۔ انشاء اللہ میری بیٹی ...ثنا بھی آپ حضرات سے ذہانت اور تجربات حاصل کرتی رہے گی۔"

سلمان نے پوچھا "ان چاروں کو کیسے ٹریپ کیا جائے گا؟"

میں نے کہا "ہم ان چاروں کو بھول جائیں تو بہتر ہے۔"

جلال پاشا نے حیرانی سے پوچھا "ان چاروں کو بھول جائیں؟ ...اس میں تمہاری کوئی مصلحت ہے۔"

"جی ہاں۔ ان چاروں کو ڈھونڈ نکالنے کے لیے بڑی مکاری کی ...نا

ضرورت ہے اور یہ کھیل زمانے بھر کی مکار عورت سونیا ہی کھیلے گی۔"

O☆O

پارس اور پورس کے بارے میں سیدھی زبان سے کہا جائے تو وہ چاند تھے۔ ٹرانسفارمر مشین سے گزر کر ٹیلی پیتھی کا علم حاصل کرنے کے بعد ان میں چار چاند لگ گئے تھے۔ لیکن وہ دونوں کون سے سیدھے اور شریف تھے کہ ان کے لیے چاند کی مثال دی جاتی۔ وہ پکے بدمعاش تھے۔ پہلے جلیبی کی طرح پیچ دار تھے، اب امرتی کی طرح پیچیدہ تر ہو گئے۔ شیطان تھے، شیطان کے باپ بن چکے تھے۔

وہ دوبارہ یہ علم حاصل کرنے کے بعد سونیا کو سلام کرنے اس کے کوارٹر میں آئے۔ اس نے دونوں کو گلے لگا کر پیار کیا پھر کہا۔ "مجھے تھوڑی دیر پہلے اطلاع ملی ہے کہ شیطان استعفا دے کر اس دنیا سے جا چکا ہے۔"

وہ دونوں ہنستے ہوئے بیٹھ گئے۔ سونیا کی بیٹی اعلیٰ بی بی نے پورس کے پاس آکر اس کی گردن میں بانہیں ڈال کر اسے پیار کیا۔ پورس نے بھی اسے پیار کر کے سینے سے لگاتے ہوئے کہا "مجھے پتا ہے۔ میری بہن نے چھوٹی سی عمر میں کیسے زبردست کارنامے انجام دیے ہیں۔ کیا اب ادارے سے باہر نہیں جاتی ہو؟"

"اب تو تعلیم و تربیت سے فرصت نہیں مل رہی ہے۔ یہاں بہت کچھ سیکھ رہی ہوں لیکن ایک بات کسی نے نہیں بتائی؟"

پورس نے پوچھا "کون سی بات؟"

اعلیٰ بی بی نے اسے آنکھ مار کر کہا "اگر میرے دونوں بھائی شیطان ہیں تو ان کی ماں کو کیا کہا جائے گا؟"

سونیا نے گھور کر بیٹی کو دیکھا۔ دونوں نے زوردار قہقہہ لگایا۔ پارس نے کہا "مما! بچے اپنا حق استعمال کرتے ہوئے ہر طرح کا سوال کر سکتے ہیں۔ بڑوں کو ان کا جواب دینا چاہیے۔"

سونیا نے اعلیٰ بی بی کا کان پکڑ کر کہا "یہ بچی ہوتی تو جواب دیتی۔ جناب تبریزی اسے دادی اماں کہتے ہیں۔ چل بھاگ یہاں سے....."

پارس نے مسکرا کر کہا "آخر بہن کس کی ہے؟"

پورس نے کہا "دو شیطانوں کی۔"

سونیا نے کہا "پورس تھپڑ کھاؤ گے۔ مجھے شیطانوں کی ماں بننا منظور نہیں ہے۔"

پورس نے اٹھ کر اس کے سامنے آکر کہا "میں نے آج تک ماں کے ہاتھ کا تھپڑ نہیں کھایا۔ جو مجھے پیدا ہوتے ہی اپنی گود میں کھلانے اور اپنی ممتا کے ارمان پورے کرنے لے گئی تھی، وہ دو برس کے بعد ہی اپنے بھگوان کے پاس چلی گئی۔ زندگی نے مجھے بہت سی ٹھوکریں ماری ہیں لیکن ماں کا ایک تھپڑ نہیں مارا۔ پلیز مما! میری یہ حسرت پوری کر دیں۔ مجھے ایک زور کا تھپڑ ماریں۔"

پارس نے کہا "اے بھائی! تیری شامت آئی ہے؟ مما کا ہاتھ

پڑے گا تو چودہ طبق روشن ہو جائیں گے۔"

سونیا نے کہا "ماں اپنے بیٹے کی حسرت دشمن بن کر پوری نہیں کرتی' وہ مارتی بھی ہے تو پیار سے لیکن پورس! ایک شرط پر ماروں گی۔"

"شرط کیا ہے؟"

"جیسے ہی مارنے کے لیے ہاتھ چلاؤں' تم میرا ہاتھ پکڑ لینا۔"

"جب ہاتھ پکڑ لوں گا تو حسرت کیسے پوری ہوگی۔"

"ہو جائے گی بیٹے! تم ہاتھ پکڑنے کے باوجود تھپڑ کھاؤ گے۔ اپنی مما کے پاس آئے ہو تو مکاری سیکھتے جاؤ۔"

وہ ہنستے ہوئے بولا "مکاری سمجھتا ہوں۔ مارنے کے لیے ایک ہاتھ بڑھائیں گی لیکن دوسرے ہاتھ سے ماریں گی۔"

سونیا نے اپنا دایاں ہاتھ بڑھا کر کہا "میں اس ہاتھ سے ماروں گی دوسرا استعمال نہیں کروں گی۔ بس تم اس ہاتھ کو پکڑ لو۔ آر یو ریڈی؟"

پورس نے "یس" کہہ کر اس کا ہاتھ پکڑنا چاہا لیکن اس کی مٹھی خالی رہ گئی۔ سونیا کا ہاتھ بڑی پھرتی سے اس کی خالی مٹھی کے اوپر آ گیا۔ ایسے وقت وہ آسانی سے طمانچہ مار سکتی تھی لیکن اس نے کہا "تم بہترین فائٹر ہو مگر تمہیں یہ نہیں سکھایا گیا ہوگا کہ ایک ایک پل کی رفتار کا کس طرح حساب رکھتے ہوئے مقابل کی گرفت سے بچا جا سکتا ہے۔ لو پھر پکڑو۔ بار بار پکڑو۔ ناکام رہو گے تو سزا کے طور پر طمانچہ کھاؤ گے۔"

اس بار پورس نے محتاط ہو کر مکاری سے نظریں ملائیں تاکہ نظریں ملتے ہی ایک پل میں اس کا ہاتھ پکڑ لے مگر یہ مکاری بھی نہیں چلی۔ سونیا کے ہاتھ کو گرفت میں لینے والی مٹھی پھر خالی رہ گئی۔

پارس نے کہا "پورس! فائٹ کے وقت مما سے نظریں ملانے کی حماقت نہ کرنا۔ یہ مما کا بنیادی داؤ ہے۔ اوّل تو یہ لڑتی نہیں ہیں۔ ذہانت سے مات دیتی ہیں اور انہیں لڑنے پر مجبور کر دیا جائے تو وہ مقابل کی نظروں سے نظریں نہیں ہٹاتیں۔ اس کی آنکھوں سے اس کے ارادوں کو بھانپتی ہیں۔"

پورس اس کی باتیں سن رہا تھا اور سونیا کا ہاتھ پکڑنے کے لیے مختلف ہتھکنڈے استعمال کر رہا تھا۔ جب ایک ہاتھ سے پکڑنے میں ناکام ہونے لگا تو اس نے دونوں ہاتھوں سے پکڑنا چاہا۔ دوسرے ہی لمحے میں اس کے حلق سے ہلکی سی کراہ نکلی۔ سونیا نے اس کے پیٹ میں گھٹنا مارا تھا۔ وہ پیٹ کی تکلیف سے جھکا تو ایک گال پر زوردار طمانچہ مارا۔ وہ دوسری طرف گھوم گیا۔

وہ بولی "ہمارے درمیان صرف ایک ہاتھ کا کھیل تھا۔ میں کھیلتی رہتی' تمہیں تھکا ڈالتی مگر تم نے دونوں ہاتھوں سے پکڑنے کی کوشش کی اس لیے میں نے بھی دوسرا داؤ استعمال کیا۔ بولو کیا حسرت پوری ہو گئی۔"

وہ تیزی سے پلٹ کر مسکراتے ہوئے سونیا سے لپٹ کر بولا۔

"مما! آپ کیا چیز ہیں؟ آج تک آپ کے متعلق سنتا ہی آیا تھا۔ آج ایک ہی طمانچے میں بہت کچھ سیکھ گیا ہوں۔"

سونیا نے اسے الگ کیا پھر جہاں طمانچہ مارا تھا اس حصے کو چوم کر کہا "میں کہہ چکی ہوں تم اچھے فائٹر ہو مگر گزرتے ہوئے لمحات کی تیز رفتاری کی کاؤنٹنگ نہیں سمجھ پاتے ہو۔"

وہ میز کے پاس آ کر انٹرکام کا بٹن دبا کر ذرا انتظار کر کے بولی۔ "مسٹر خلیل! ٹائم مشین کے انسٹرکٹر سے کہیں کہ پورس کو وہاں کی مشینیں ہینڈل کرنا سکھائے۔ یہ ذہین ہے۔ ایک دو روز میں مشینوں کی مار کھاتے کھاتے ایک ایک لمحے اور ایک ایک پل کی کاؤنٹنگ سیکھ لے گا۔"

پارس نے مسکراتے ہوئے پورس سے کہا "آ گئی شامت' یا تو ذہانت سے سیکھ لو گے یا ادارے کے اسپتال میں پہنچا دیے جاؤ گے۔ میں نے' ثانی' علی اور فہمی نے ایسے مرحلوں میں بڑی مار کھائی ہے۔"

پورس نے کہا "آرٹس آف ایکشن کتنا ہی جان لیوا ہو' میں سیکھوں گا لیکن مما! ایک گزارش ہے۔ کیا ایک آدھ ہفتے بعد میں ٹائم مشینوں کو ہینڈل کرنے جاؤں تو کوئی حرج ہے؟"

"سوری۔ میں حکم دے چکی ہوں۔ یہاں میرے حکم کو صرف جناب تبریزی اور آمنہ بیگم بدل سکتے ہیں۔ تم آمنہ بیگم سے گزارش کرو۔"

وہ دونوں سونیا سے رخصت ہو کر آمنہ کے کوارٹر میں آئے۔ اسے سلام کیا۔ ماں نے دونوں بیٹوں کو گلے لگا کر پیار کیا پھر کہا۔ "کھانے کا وقت ہو چکا ہے۔ یہاں سے کھا کر جاؤ۔"

پورس نے کہا "ماما! میرے تو مار کھانے کا وقت ہو چکا ہے۔ مما نے مجھے ٹائم مشینوں کے مرحلے سے گزرنے کا حکم دیا ہے۔"

"کوئی بات نہیں بیٹے! میرے ساتھ لنچ کرو۔ شام سے ٹائم مشینوں کو ہینڈل کرنے جاؤ۔"

"کیا یہ کام ایک ہفتے بعد نہیں ہو سکتا ہے؟"

"تمہاری مما بہت عظیم ہے۔ میرا بہت احترام کرتی ہے۔ کبھی کوئی غلط فیصلہ نہیں کرتی ہے۔ ثانی' فہمی' پارس اور علی کے مقابلے میں تمہارے اندر جو کمی رہ گئی ہے' پہلے اسے پورا کرو۔"

پورس نے سر جھکا لیا۔ آمنہ نے انٹرکام کے ذریعے کھانے کا آرڈر دیا پھر پورس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر بولی "میرا بیٹا برسوں کے بعد مجھے ملا ہے۔ میں تمہاری ہر خواہش پوری کروں گی لیکن ابھی نیلماں سے انتقام لینے کی اجازت نہیں دوں گی۔"

پورس نے چونک کر ماں کو دیکھا پھر کہا "اوہ میں بھول گیا تھا کہ آپ روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے اندر کی بہت سی باتیں معلوم کر لیتی ہیں۔ ہم جیسے یوگا جاننے والے آپ کو اپنے دماغ میں محسوس نہیں کر سکتے۔"

"بیٹے! تم ناصرہ کو بہت چاہتے تھے۔ اب وہ اس دنیا میں نہیں

رہی لیکن نیلماں رہے گی۔ اس کی آتما کو ایک جسم کا سہارا مل چکا ہے۔ لہٰذا جلدی نہ کرو۔ جو کام پہلے کرنے کا ہے' اسے کرو۔"

"آپ جو حکم دیں گی' وہی کروں گا لیکن نیلماں کو جتنی ڈھیل دی جائے گی' جیسے جیسے دن گزرتے جائیں گے' وہ تپسیا کرتی رہے گی اور پہلے کی طرح آتما شکتی حاصل کرتی رہے گی۔"

آمنہ نے کہا "ہم سب قدرت کے تابع ہیں۔ ہم اپنی کوششوں سے تقدیر بدل سکتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی رضا کو نہیں بدل سکتے۔ قدرت کو منظور ہوگا تو وہ پہلے کی طرح آتما شکتی حاصل کر لے گی۔ ایسا ہوگا تو ہونے دو۔ اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی کوئی مصلحت ہوگی۔ یہ اطمینان رکھو کہ وقت آنے پر تمہیں جو کرنا ہے' وہ کر گزرو گے۔ اس سے آگے میں کچھ نہیں کہوں گی۔"

قدرت کے کارخانے میں اچھے اعمال اچھے نتائج پیدا کرتے ہیں اور برے اعمال برے اور بھیانک نتائج کے حامل ہوتے ہیں۔ اسی بات کو مختصر انداز میں یوں کہا جاتا ہے کہ جیسا کرو گے' ویسا بھرو گے۔

کسی بھی بات کا کسی... بھی کام کا ردِعمل ضروری ہوتا ہے۔ یہ ردِعمل اپنی ذات سے اور اپنے آس پاس رہنے والوں سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔ مثلاً نیلماں' ناصرہ کے جسم کو چھوڑنا چاہتی تھی۔ دوسری طرف پونم کی موت کا وقت آ گیا تھا۔ ایک گرو دیو بجرنگ تلک دھاری نے پونم کے ماں باپ سے کہا تھا کہ وہ ایک عورت (ناصرہ) کے جسم سے آتما نکال کر پونم کو ایک نئی زندگی دے گا۔ اس کے ماں باپ اپنی بیٹی کی زندگی چاہتے تھے۔ یہ خود غرضی تھی کہ کسی کے جسم کی آتما نکال کر ان کی بیٹی پونم کو نئی زندگی دی جائے۔ خود غرضی ایک برا عمل ہے۔ اس کے برے نتائج سامنے آئے۔ نیلماں کو ایک آتما شکتی جاننے والے گرو کی مدد سے ناصرہ کا جسم چھوڑ کر پونم کے جسم میں آنے کا موقع ملا تو اس چڑیل خصلت نیلماں نے سب سے پہلے اس ادھوری آتما شکتی جاننے والے گرو دیو بجرنگ تلک دھاری کو مار ڈالا۔ پونم کے گھر سے بھاگ کر پلاسٹک سرجری کے ذریعے اپنا چہرہ بدل لیا۔ خود غرضی دکھانے والے ماں باپ اور پونم سے شادی کرنے کی خواہش کرنے والا پرکاش سب ہی کو پولیس گرفتار کر کے تھانے لے آئی۔

یہاں تک کی داستان پہلے بیان کی جا چکی ہے۔ اب آگے پولیس کے لیے کچھ مسائل پیدا ہو گئے تھے۔ انہوں نے اپنی آنکھوں سے ناصرہ کے مردہ جسم کو سڑتے گلتے اور ہڈیوں کا ڈھانچا بنتے دیکھا تھا۔ وہ نہیں جانتے تھے کہ ناصرہ دو سال پہلے مر چکی تھی۔ اس کے گوشت پوست کے جسم کو نیلماں کی آتما نے متحرک رکھا تھا۔ اس آتما کے جاتے ہی قدرت کے قانون کے مطابق ناصرہ ہڈیوں کا ڈھانچا بن گئی تھی۔

اگرچہ پولیس والے اس سائنسی ترقی کے دور میں یہ تسلیم کرتے تھے کہ جادو ہزاروں سال سے ہے اور ہر دور میں رہے گا۔

اس کے باوجود یہ کہتے ہیں کہ جادوگروں کو گرفتار کر کے ان کے جادو کو خاک میں ملایا جا سکتا ہے۔ ناصرہ کے ڈھانچے کے متعلق یہ بات سمجھ میں آ رہی تھی کہ اسی گرو دیو نے اس بے چاری کو جادو سے ڈھانچا بنایا ہے۔

گرو دیو ان کی گرفت میں آنے سے پہلے ہی نیلماں کے ہاتھوں مارا گیا تھا۔ پولیس والوں کو ایک شاہراہ پر اس کی لاش ملی تھی جو کسی بھاری ٹرک سے کچلی ہوئی تھی۔

پولیس افسر کے سامنے تھانے میں پونم کی ماں شانتی دیوی' باپ وشوا ناتھ اور پونم کا عاشق پرکاش بیٹھا ہوا تھا۔ افسر نے ان سے کہا "دو باتیں عجیب ہیں۔ ایک تو جس عورت کی لاش کو ہم لا رہے تھے' وہ ہڈیوں کا ڈھانچا بن گئی اور جو جادوگر ایسا کر رہا تھا' وہ بھی سڑک پر مردہ پایا گیا ہے۔"

وشوا ناتھ نے کہا "سر! یہ بھی سمجھ میں آنے والی بات ہے کہ میری بیٹی پونم اچانک کہاں غائب ہو گئی ہے؟"

پرکاش نے کہا "میں بیان دے چکا ہوں کہ وہ میرے ساتھ شاپنگ پلازا گئی تھی پھر نجی استعمال کی چیزیں خریدنے تنہا تیسری منزل پر گئی تھی۔ ابھی ہماری شادی نہیں ہوئی ہے۔ اس لیے میں اس کے ساتھ نہیں جا سکتا تھا لیکن وہ ایسے گئی کہ اپنے پیچھے کوئی سراغ نہیں چھوڑا ہے۔"

"ہم پولیس والے سراغ لگانا اچھی طرح جانتے ہیں۔ کیوں مسٹر وشوا ناتھ! کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ آپ کے اس ہونے والے داماد نے کوئی بہت بڑا مقصد حاصل کرنے کے لیے پونم کو کہیں ٹھکانے لگا دیا ہو؟"

"نو سر! میری بیٹی سے شادی کے بعد یہی میرے کاروبار کا' دولت اور جائیداد کا رکھوالا بننے والا تھا۔ میری بیٹی کے گم ہونے سے تو اسے نقصان پہنچ رہا ہے۔ یہ ایسی غلطی کیوں کرے گا؟"

اسی دوران میں ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ افسر نے ریسیور اٹھایا۔ دوسری طرف سے آواز آئی "میں باندرہ پولیس اسٹیشن سے انسپکٹر کشن بول رہا ہوں۔ یہ خبر ہمیں مل چکی ہے کہ آپ دو مرڈر کیسز میں الجھے ہوئے ہیں۔ میرے علاقے میں پلاسٹک سرجری کے مشہور ماہر کا مرڈر ہو چکا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کیس کا تعلق بھی

آپ کے ان دو کیمسٹر سے ہو سکتا ہے۔"
"کیا آپ کو ایسا کوئی سراغ ملا ہے؟"
"یہاں ڈاکٹر کے ایک کمرے میں ایک الماری ہے جس میں زنانہ کپڑے ہیں۔ کسی نے لباس تبدیل کیا ہے اور اپنا لباس وہاں چھوڑ گئی ہے۔"
"پلیز جسٹ اے منٹ۔"
افسر نے شانتی اور وشواناتھ سے پوچھا "آپ کی بیٹی کون سا لباس پہن کر گئی تھی؟"
پرکاش نے کہا "سر! وہ میرے ساتھ یلو کلر کی بنارسی ساڑی پہن کر گئی تھی۔ ساڑی کا آنچل براؤن اور گولڈن کلر کا تھا۔"
دوسری طرف سے انسپکٹر نے کہا "میں آپ کے فون سے سن رہا ہوں۔ وہ درست کہہ رہا ہے۔ یہی ساڑی یہاں فرش پر پڑی ہے۔"
"تھینک یو انسپکٹر! میں ابھی آرہا ہوں۔"
اس نے ریسیور رکھ کر پونم کے ماں باپ اور پرکاش سے کہا۔ "میرے ساتھ چلیں۔ آپ کی بیٹی کا سراغ مل سکتا ہے۔"
وہ سب پولیس پارٹی کے ساتھ مختلف گاڑیوں میں پلاسٹک سرجری کے ماہر کے بنگلے میں پہنچے۔ انسپکٹر انہیں ایک کمرے میں لے گیا۔ وہاں ایک کھلی ہوئی الماری کے پاس ساڑی' بلاؤز اور پیٹی کوٹ پڑا ہوا تھا۔ پرکاش اور پونم کے ماں باپ نے لباس پہچان لیا۔ پونم نے یہی ساڑی پہنی ہوئی تھی۔
انسپکٹر ان سب کو اس کمرے میں لایا' جہاں ڈاکٹر کی لاش تھی۔ اس کے چہرے کو ایک تیز دھار آلے سے بڑی بے دردی کے ساتھ کاٹنے کے بعد اس کے گلے کو کاٹ دیا گیا تھا۔ شانتی دیوی نے دونوں ہاتھوں سے منہ ڈھانپ کر کہا "یہ میری بیٹی کے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟ کوئی قاتل اس ڈاکٹر کو قتل کر کے پونم کو ڈرا دھمکا کر لے گیا ہے۔"
انسپکٹر نے کہا "اور اسے لے جانے سے پہلے اس نے ساڑی سے خون پونچھنے اور اسے لباس تبدیل کرنے کا موقع دیا ہے۔ یعنی آپ کی بیٹی بڑے آرام سے کسی قاتل کے ساتھ گئی ہے؟"
وشواناتھ نے کہا "انسپکٹر! ہماری بیٹی تو مہاتما بدھ کو مانتی تھی کبھی ایک چیونٹی کو بھی نہیں مارتی تھی۔ آپ تو ایسا کہہ رہے ہیں جیسے اس نے یہ بھیانک جرم کرنے کے لیے کسی قاتل کا ساتھ دیا ہے۔"
انسپکٹر نے کہا "ابھی یہ لاش پوسٹ مارٹم کی رپورٹ کے لیے لے جائی جا رہی ہے۔ فنگر پرنٹس کے ماہرین کی رپورٹ دو گھنٹے کے اندر آجائے گی۔ ابھی ہم آپ کے گھر چلیں گے۔ پونم کے بیڈ روم کے کئی حصوں کی تصاویر لی جائیں گی۔ آپ فیملی کے ساتھ دیس سے باہر جاتے ہوں گے۔"
"جی ہاں۔ جاتا رہتا ہوں۔"

"پاسپورٹ میں دستخط کے علاوہ انگوٹھے کے نشانات بھی لیے جاتے ہیں۔ آپ ہمیں پونم کا پاسپورٹ دیں گے پھر ہمیں معلوم ہو جائے گا کہ آلۂ قتل پر کس کی انگلیوں کے نشانات ہیں۔"
تفتیش کرنے والی ٹیم وشواناتھ کے بنگلے میں آئی۔ وہاں اپنے طور پر تفتیشی کارروائیوں میں مصروف رہی۔ پونم کا پاسپورٹ اور اس کے بیڈ روم کی مختلف چیزوں پر سے اس کی انگلیوں کے نشانات فنگر پرنٹ ایکسپرٹ کو بھیج دیے گئے۔ شام تک رپورٹ آگئی۔ آلۂ قتل پر پونم کی انگلیوں کے نشانات تھے۔
اس کے بعد پولیس والے تمام واردات کی بکھری ہوئی کڑیاں جوڑنے لگے اور اس نتیجے پر پہنچے کہ وہ پلاسٹک سرجری کے ذریعے اپنا چہرہ اپنی شناخت تبدیل کرنے گئی تھی۔ اس تبدیلی کا گواہ وہی ایک ڈاکٹر تھا اس لیے اس نے بڑی بے دردی سے ڈاکٹر کو ہلاک کردیا اور لباس تبدیل کر کے وہاں سے کہیں چلی گئی ہے۔ اب اسے پہچاننا دشوار ہوگا۔
شانتی دیوی روتے ہوئے بولی "ہم نے اس پاکھنڈی گرو دیو کی باتوں میں آکر اپنی بیٹی کو کیا سے کیا بنا دیا ہے۔"
وشواناتھ نے کہا "میں بھی یہی سوچ رہا ہوں۔ اس گرو بجرنگ تلک دھاری نے ہمارے ساتھ چھل کپٹ کیا ہے۔ ہماری بیٹی کے اندر کسی پریت آتما کو پہنچا دیا ہے۔ وہ پریتنی ہماری پونم سے بھیانک جرم کرا رہی ہے۔"
افسر نے کہا "بات کچھ سمجھ میں آتی ہے۔ ایک اٹھارہ برس کی لڑکی چالیس برس کے صحت مند ڈاکٹر کو کیسے قتل کر سکتی ہے؟ جبکہ اس کی مدد کے لیے وہاں کوئی نہیں تھا۔ کسی تیسرے کی انگلیوں کے نشانات وہاں نہیں ہیں۔"
دوسرے افسر نے کہا "یہ تمام باتیں اپنی جگہ درست ہو سکتی ہیں لیکن قانوناً عدالت میں یہ باتیں تسلیم نہیں کی جائیں گی۔ ہمیں کسی نہ کسی طرح پونم کو تلاش کرنا چاہیے۔"
ایک افسر نے کہا "میں نے پونم کی گمشدگی کی اطلاع ملنے کے بعد ہی ائرپورٹ' بندرگاہ اور ہائی وے وغیرہ جیسے اہم مقامات کی ناکا بندی کرا دی ہے لیکن کوئی اسے کیسے پہچانے گا؟ وہ تو اپنا روپ بدل چکی ہے۔ جسم پر کوئی پیدائشی نشان ہوگا تو اسے بھی پلاسٹک سرجری کے ذریعے مٹا چکی ہوگی۔ اس کی چالاکیوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے پیچھے کوئی سراغ نہیں چھوڑے گی۔"
ایک عمر رسیدہ افسر نے کہا "ہم نے اپنی سروس میں ایسے مجرموں کو بھی نہیں چھوڑا' جو اپنے قدموں کے نشان بھی نہیں چھوڑتے۔ اگر واقعی وہ ایک پریت آتما ہے تو اس سے بھی کوئی بھول ہوئی ہوگی۔ انسان کے جسم میں آنے کے بعد آتما بھی انسانوں کی طرح کوئی نہ کوئی غلطی کرتی ہے۔"
پونم نے یعنی نیلماں نے اپنا نام اوما رکھا تھا۔ وہ بڑی خاموشی سے خیال خوانی کے ذریعے معلوم کر رہی تھی کہ اسے گھیرنے اور

پکڑنے کے لیے کیا کچھ کیا جا رہا ہے۔ وہ تمام تفتیشی کارروائیاں دیکھ رہی تھی۔ کئی افسران کی باتیں سن رہی تھی۔ جب عمر رسیدہ افسر نے کہا کہ وہ آتما انسانی جسم میں آکر بحیثیت انسان ضرور کوئی غلطی کر چکی ہوگی یا آئندہ غلطی کرے گی تو یہ بات اوما (نیلماں) کے دل کو لگی۔ وہ پہلے بھی' کئی جسم بدل کر کوئی نہ کوئی غلطی کرتی رہی تھی۔ اسے اب تک صرف یہی خطرہ تھا کہ پونم کی کوئی تصویر کسی دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والے کے ہاتھ نہ لگے۔ ورنہ وہ تصویر کی آنکھوں میں جھانک کر اس کے دماغ تک پہنچے گا۔ ویسے تو وہ سانس روک لیتی ہے لیکن اتفاقاً کبھی زخمی ہو جائے یا بیمار پڑ جائے تو دماغ میں آنے والے کو روک نہیں سکے گی۔
اس لیے اس نے پونم کی ماں شانتی دیوی کے ذریعے گھر کی دیواروں کی اور البم کی تمام تصویریں ... ضائع کروی تھیں۔ پاسپورٹ کی تصویر بھی نہیں رہنے دی۔ انگلیوں کے نشانات سے کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا اس کے سائے تک بھی نہیں پہنچ سکتا تھا۔ لیکن اس عمر رسیدہ افسر کی بات سن کر خیال آیا کہ اپنی انگلیوں کے نشانات کو مٹا دینا بہتر ہوتا۔ شاید یہ غلطی اس افسر کو اس کے قریب پہنچا دے۔
دوسرے افسران کے دماغوں میں جا کر معلوم ہوا تھا کہ اس عمر رسیدہ افسر کا نام عباس مہدی ہے۔ دماغ نے کہا' عباس مہدی کے اندر پہنچ کر معلوم کرنا چاہیے کہ وہ کس طرح اس کی کسی غلطی تک پہنچ سکتا ہے۔ اگر وہ توقع سے زیادہ چالاک ہوگا تو اس پر تنویمی عمل کر کے اسے اپنے زیر اثر رکھے گی۔
یہ سوچتے ہی اس نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ اس کے دماغ میں پہنچی۔ وہ فوراً ہی سانس روک کر کھڑا ہوگیا۔ وہ سینئر افسر تھا۔ اس کے ساتھ دوسرے افسران بھی کھڑے ہو گئے۔ اس نے خلا میں تکتے ہوئے پوچھا "کون ہے؟ اب میں سانس نہیں روکوں گا۔ دماغ میں آتے ہی اپنا تعارف کراؤ۔"
ایک افسر نے پوچھا "سر! کیا بات ہے؟"
"یہی معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ شاید وہ ٹیلی پیتھی بھی جانتی ہے۔"
اوما نے کہا "ہاں جانتی ہوں۔ اس وقت تمہارے چاروں طرف موت ہے۔ میں کسی بھی افسر یا سپاہی کے دماغ میں گھس کر اس کے ذریعے تمہیں گولیوں سے چھلنی کر سکتی ہوں۔"
"ایسا کرنے سے پہلے سن لو۔ میں کلام پاک کا حافظ ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے توفیق دی ہے کہ میں پانچوں وقت عبادت بھی کروں اور اپنے سرکاری فرائض بھی ادا کرتا رہوں۔ لو سنو اور جتنی دور بھاگ سکتی ہو' بھاگو۔"
عباس مہدی قرآن مجید کی آیات کی تلاوت کرنے لگا۔ وہ تو اللہ کے الفاظ سنتے ہی وہاں سے بھاگی اور دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہوگئی۔ وہ ایک فیملی کو ٹریپ کر کے ان کی فیملی ممبر بن کر گوا

پہنچی ہوئی تھی اور کرائے کے ایک کاٹیج کے ایک کمرے میں تنہا بیٹھی ہوئی تھی۔ اس فیملی کے دوسرے ممبران دوسرے کمروں میں تھے۔
وہ سوچنے لگی "میں نے یہ جانتے ہوئے بھی کہ عباس مہدی مسلمان ہے' اس کے دماغ میں راستہ بنانا چاہا۔ آخر ایک غلطی ہو ہی گئی لیکن نادانستہ ہوئی۔ یہ ضروری تو نہیں ہے کہ تمام مسلمان عبادت گزار اور کلام پاک کی تلاوت کرتے ہوں۔ مجھے اس واقعے سے سبق سیکھنا چاہیے۔ آئندہ کوئی بھی مسلمان ہو' مجھے اس سے دور رہنا چاہیے۔"
پھر وہ سوچنے لگی "یہ مسلمان پاکی اور ناپاکی کی باتیں کرتے ہیں۔ کہتے ہیں آسمانی کتاب کی باتیں سن کر ناپاک آتما بھاگ جاتی ہے لیکن میں تو روز غسل کرتی ہوں۔ مجھے گندگی پسند نہیں ہے۔ سر سے پاؤں تک صاف ستھری رہتی ہوں اور دھلا ہوا یا نیا لباس پہنتی ہوں پھر مجھ سے آسمانی کتاب کے الفاظ برداشت کیوں نہیں ہوتے؟"
وہ غور کرنے لگی۔ یہ بات اس کی سمجھ میں نہیں آرہی تھی کہ پاکیزگی صرف جسم اور لباس کی نہیں ہوتی۔ اصل پاکیزگی دل کی اور اپنے اعمال کی ہوتی ہے اور کالے جادو کا عمل نہایت ہی ناپاک ہوا کرتا ہے۔ اس نے یہ طے کیا کہ آئندہ بہت محتاط رہ کر کسی ایسے مولوی کو ٹریپ کرے گی جو اپنے دماغ میں پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کر کے سانس نہ روکتا ہو پھر اس کے خیالات پڑھ کر معلوم کرے گی کہ اس کے پاک وصاف رہنے میں کیا کمی رہ گئی ہے یا وہ مقدس آسمانی کتاب کے اثرات کا توڑ کیسے کر سکتی ہے؟
اس کی اصل پریشانی یہ تھی کہ اس کی ٹیلی پیتھی عباس مہدی کے ذریعے ظاہر ہو گئی تھی۔ آئندہ یہ بات چھپنے والی نہیں تھی کہ ایک ایسی لڑکی جو مرنے والی تھی' اس کے جسم میں دوسری آتما سما گئی ہے' اسے پھر ایک نئی زندگی مل گئی ہے اور وہ نئی زندگی حاصل کرنے والی ٹیلی پیتھی بھی جانتی ہے۔ یہ بات پورس' جلال پاشا اور ثنا کو معلوم ہوگی تو وہ سمجھ لیں گے کہ وہی لڑکی نیلماں ہے پھر تو پورس اس سے ناصرہ کی موت کا انتقام لینے کے لیے ایک چالاک شکاری کی طرح اسے تلاش کرتا ہوا اس کی شہ رگ تک پہنچ جائے گا۔
اب اس کی بھلائی اسی میں تھی کہ جلد از جلد کسی سنسان اور ویران علاقے میں پہنچ کر پوری طرح آتما شکتی حاصل کرنے کے لیے تپسیا شروع کردے۔ جتنی دیر ہوگی' اتنا ہی پولیس اور پورس وغیرہ کا گھیرا اس کے اطراف تنگ ہوتا جائے گا۔
اس نے اپنی جگہ سے اٹھ کر بیگ میں اپنا کچھ ضروری سامان رکھا پھر دوسرا دروازہ کھول کر کاٹیج سے باہر آگئی۔ گوا ایک ایسا سمندری ساحلی علاقہ ہے جہاں دنیا بھر کے ٹورسٹ تفریح کے لیے آیا کرتے ہیں۔ گلیوں' سڑکوں اور بازاروں میں بڑی رونق رہتی

ہے۔ سمندر کے ساحل پر۔ حسن و شباب کی رونق قابلِ دید ہوتی ہے۔ کبھی سمندر اور کبھی ساحل پر مختصر سے مختصر لباس میں جل پریاں تھرکتی نظر آتی ہیں۔ اوما (نیلماں) اتنی عورتوں اور مردوں میں اپنے لیے ایک نیا شکار ڈھونڈتی پھر رہی تھی۔

یوں گھومتے پھرتے اسے ایک شخص نظر آیا۔ وہ صرف انڈرویئر پہنے ہوئے تھا۔ ایسا خوب صورت قد آور باڈی بلڈر تھا کہ اس کے کسرتی بدن کو دیکھنے والیاں للچاتی ہوں گی۔ وہ ساحل پر ایک ٹھیلے کے پاس کھڑا ناریل پانی پی رہا تھا۔ اس نے دور سے آتی ہوئی اوما کو دیکھا۔ دور دور تک حسینوں کا میلہ لگا ہوا تھا۔ ان ہزاروں حسیناؤں میں اوما سب سے الگ اور پُرکشش لگ رہی تھی۔

وہ قریب آ کر ناریل والے سے بولی "مجھے بھی ایک ناریل پانی دو۔"

ٹھیلے والے نے ناریل کے اوپری کٹے ہوئے حصے میں ایک اسٹرا (STRAW) ڈال کر اسے دیا۔ وہ خوب رو جوان سے بظاہر بے نیاز رہ کر پینے لگی۔ وہ جیسے سحر زدہ سا ہو کر اسے دیکھ رہا تھا۔ اس نے پلاسٹک سرجری کے ذریعے خود کو اس قدر حسین اور پُرکشش بنایا تھا کہ دیکھنے والے اسے دیکھتے ہی رہ جاتے تھے۔

وہ بولا "ہائے بیوٹی! میرا نام شیوا جی سادھرن ہے۔"

اوما نے پوچھا "کیا وہی شیوا جی جو اپنی فوج کے ساتھ پہاڑوں میں چھپ کر رہتا تھا اور اچانک مغل فوجوں پر حملے کیا کرتا تھا۔"

"ہاں۔ وہ ہمارا ہیرو تھا۔ میرے ڈیڈی اس کے عقیدت مند تھے۔ اسی کے نام پر میرا نام رکھا ہے۔"

"لیکن پہاڑوں میں چھپ کر حملے کرنا بزدلی ہے۔ مسلمان اس شیوا جی کو پہاڑی چوہا کہتے ہیں۔"

"جو مسلمان فوجی ہیں وہ ایسا نہیں کہتے۔ کیونکہ اس زمانے میں شیوا جی جس فوج کے کمانڈر تھے آج اسے ہم گوریلا جنگ کہتے ہیں۔ دنیا کے ہر ملک میں ہمارے شیوا جی کے انداز کی جنگ لڑی جاتی ہے۔"

"مانتی ہوں۔ دنیا کی ہر فوج میں گوریلا اور کمانڈوز ضرور ہوتے ہیں۔"

"حسن ہے۔ شباب ہے۔ رنگین ماحول ہے اور ہم خشک باتیں کر رہے ہیں۔ تمہارا نام کیا ہے؟"

"اوما! میرا نام اوما جادیو ہے۔"

شیوا جی نے اچانک ہی چونک کر خلا میں دیکھا پھر اوما سے کہا "سوری میں ابھی آتا ہوں۔ کیا انتظار کرو گی؟"

"کوئی بات نہیں، تم جا سکتے ہو۔"

وہ خالی ناریل کو ایک طرف پھینک کر جیب سے رقم نکالنے لگا۔ اوما نے کہا "بل ادا کرنے کا مطلب ہے واپس نہیں آؤ گے۔"

"اوہ نو۔ میں ابھی واپس آؤں گا۔"

ناریل والے نے کہا "کوئی بات نہیں شاب۔ بعد میں دے دو۔"

شیوا جی نے اسے مسکرا کر دیکھا پھر پلٹ کر بہت آہستہ آہستہ قدم بڑھاتا ہوا جانے لگا۔ جیسے سوچتا ہوا چل رہا ہو یا کسی کی بات غور سے سنتا جا رہا ہو۔ اوما فوراً ہی اس کے دماغ میں پہنچ گئی پھر اس نے حیرانی سے مہاراج کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا "میں کیا بتاؤں کہ ہم باپ بیٹے کس طرح پھنس گئے ہیں؟ بتانے میں بہت وقت لگے گا۔ جس نے ہم پر تنویمی عمل کیا ہے، وہ کسی وقت بھی آ سکتا ہے چونکہ اس کے تنویمی عمل کے اثرات کی مدت ختم ہو گئی ہے۔ اسی لیے میں نے تمہیں سب سے پہلے مخاطب کیا ہے۔ ہم پانچ [illegible] جاننے والے فوجی افسران کے لب و لہجے کے غلام ہیں۔ اب چار رہ گئے ہیں۔ پتا نہیں ایک کہاں چلا گیا ہے۔"

"آپ اور میش کہاں ہیں؟"

"ہم میکسیکو کے کسی پہاڑی علاقے میں ایک بہت بڑے بنگلے میں قید کیے گئے ہیں۔ کھڑکیاں باہر سے بند کی گئی ہیں۔ باہر کا منظر دکھائی نہیں دیتا ہے۔ تمام اندرونی دروازے کھلے ہیں۔ ہم بنگلے کے اندر آزادی سے ہیں۔ ہماری تمام ضروریات پوری کی جاتی ہیں۔ شیوا جی! تم میرے چیلے ہو۔ میں تم سے گرو دکشنا مانگتا ہوں۔ کسی بھی طرح ہم باپ بیٹے کو یہاں سے نکالو۔"

اسی وقت اوما نے کہا "وہ امریکا ہے۔ بچوں کے کھیلنے کا پلے گراؤنڈ نہیں ہے۔ صرف میں ہی تمہیں وہاں سے نکال سکتی ہوں۔"

وہ دونوں حیرانی سے اس کی باتیں سن رہے تھے۔ مہاراج نے پوچھا "کون ہو تم؟ میں تمہارے لب و لہجے سے نہیں پہچان پایا ہوں۔"

"میں کوئی بھی ہوں۔ دشمن نہیں ہوں۔ آزادی حاصل کر کے اپنے دیس میں آ کر رہنا چاہتے ہو تو مجھ پر بھروسا کرو۔ ورنہ ان امریکیوں کے شکنجے میں غلامی کی زندگی گزارتے رہو۔"

شیوا جی نے کہا "اگر ہم تم پر بھروسا کریں تو تم مہاراج اور میش کو کیسے بچاؤ گی؟"

"بہت آسانی سے میں اب مہاراج کے دماغ میں آتی جاتی رہوں گی۔ جب وہ تنویمی عمل کرنے والا آئے گا تو مہاراج اس کے احکامات کی تعمیل کرتے ہوئے اس کے معمول اور چار فوجیوں کے تابع ۔۔ بنتے رہیں گے۔ یہ سب کچھ انہیں دھوکا دینے کے لیے ہو گا۔ حقیقتاً میں مہاراج کے دماغ پر اس طرح حاوی رہوں گی کہ اس کا تنویمی عمل بے اثر رہے گا۔ اس کے بعد بھی جب تک میں ان باپ بیٹوں کو وہاں سے نہیں نکالیں گے، تب تک وہ دونوں دکھاوے کے طور پر ان کے تابع بنے ..... رہیں گے۔"

شیوا جی نے کہا "بہت زبردست پلان ہے۔ مہاراج آپ کیا کہتے ہیں؟"

"پلان زبردست ہے مگر ہماری ہمدرد اور دوست بننے والی کو ہم سے اپنی اصلیت نہیں چھپانا چاہیے۔ کیا ہم یہ بھول جائیں کہ دوست کے بھیس میں دشمن بھی ہو سکتی ہے؟"

"تمہیں اندیشہ کرنا چاہیے لیکن ایک طرح سے ہماری دوستی مضبوط ہو سکتی ہے۔ میں شیوا جی پر دل و جان سے فدا ہوں۔ اگر یہ مجھے اپنی دھرم پتنی بنا لے تو پھر دشمنی کا سوال ہی پیدا نہیں ہو گا پھر تو میں پتی دیو سے اپنا کوئی راز نہیں چھپاؤں گی۔"

شیوا جی نے خوش ہو کر کہا "مہاراج! اس سے زیادہ بھروسے والی بات کیا ہو سکتی ہے؟"

"یہ سچ مچ بھروسے والی بات ہے مگر تم اچھی طرح سوچ لو۔ اگر وہ تمہیں پسند نہیں آئے گی۔ تمہارے درمیان لڑائی ہو گی تو ہم باپ بیٹے کو بھی نقصان پہنچے گا۔"

وہ ہنستے ہوئے بولی "اس کی فکر نہ کرو۔ شیوا جی کی نظروں سے میں نے پہچان لیا ہے کہ یہ مجھے چاہتا ہے۔ مجھے دیکھ چکا ہے۔ مجھ سے باتیں کر چکا ہے اور ابھی میرے ساتھ ناریل پانی پی چکا ہے۔"

شیوا جی نے حیرت اور مسرت سے پلٹ کر دور کھڑی ہوئی اوما کو دیکھا "تم؟ اوما! تم میرے دماغ میں بول رہی ہو؟"

وہ دور سے ہاتھ ہلا کر دماغ میں بولی "کیا میں اچھی لگتی ہوں؟"

"میں کیا کہوں تم کیسی لگتی ہو۔ مجھے تو جیسے حسن کا خزانہ مل گیا ہے اور تمہاری مدد سے میں گرو دکشنا بھی دے سکتا ہوں۔"

اوما نے کہا "تو پھر جائیں مہاراج! میرا لب و لہجہ یاد رکھیں۔ مجھے کبھی دماغ میں آنے سے نہ روکیں۔ میں آپ کو اور میش کو تنویمی عمل سے بچاؤں گی۔"

مہاراج چلا گیا۔ شیوا جی دوڑتا ہوا آیا۔ اس نے جیب سے ایک ہزار روپے کا نوٹ نکال کر ناریل والے کو دیتے ہوئے کہا "یہ نوٹ تمہارا ہے۔ رکھو اور موج کرو۔"

پھر وہ اوما کا ہاتھ تھام کر تیزی سے جانے لگا۔ ناریل والا ایک ہزار کا نوٹ لے کر شدید حیرانی سے ریت پر گر پڑا تھا۔ شیوا جی نے کہا "بھگوان کی سوگند! میں تو پہلی بار تم پر نظر پڑتے ہی تمہارا دیوانہ ہو گیا تھا۔ پلیز پھر ایک بار میرے دماغ میں آ کر بولو۔"

وہ اس کے اندر آ کر بولی "اچھی طرح تسلی کر لو کہ میں اوما تمہارے ساتھ چلتے ہوئے بول رہی ہوں۔"

"او گاڈ! آج تو میرے جیسا خوش نصیب کوئی نہیں ہے۔"

"لیکن پوری خوش قسمتی تب حاصل ہو گی، جب مجھ سے بیاہ کرو گے۔ میں نے آج تک اپنا بدن کسی کو چھونے نہیں دیا۔ یہ بدن صرف میرے ہونے والے پتی دیو کے لیے ہے۔ ویسے تم کہاں رہتے ہو؟"

"یہاں ایک ہوٹل میں ہوں۔ دہلی میں میرا بنگلا ہے۔ اکثر گرمی کے موسم میں تفریح کے لیے ساحلی علاقوں میں جاتا ہوں۔ اس بار یہاں آنے کے لیے سوچا۔ ویسے میری خوش قسمتی مجھے یہاں لے آئی ہے۔"

وہ مکار اپنی حقیقت نہیں بتانا چاہتی تھی۔ اس نے پوچھا "کیا مہاراج کو بھول گئے؟ انہیں گرو دکشنا نہیں دو گے؟ مجھے تھوڑی تھوڑی دیر میں ان کے پاس جا کر ان کے حالات معلوم کرنے ہوں گے۔"

"کبھی خیال خوانی کرنے وہاں جاتی رہو اور کبھی یہاں مجھ سے بولتی رہو۔"

"خیال خوانی کے وقت چلنا پھرنا مناسب نہیں ہے۔ پہلے ہوٹل چلو، وہاں کچھ ٹھنڈا پئیں گے اور باتیں کریں گے۔ ویسے میں تمہارے گرو کے پاس جا کر ابھی آتی ہوں۔"

وہ مہاراج کے دماغ میں پہنچی پھر بولی "میں ہوں اوما، شیوا جی کی ہونے والی پتنی۔"

"خوش رہو بٹی۔ اپنے سہاگ کے ساتھ سلامت رہو۔"

اسی وقت بنگلے کا دروازہ کھلا۔ ایک گن مین نے آ کر کہا "پنا ٹائز کرنے والے جان کا فون آیا تھا۔ انہوں نے کہا ہے۔ دو گھنٹے کے بعد یہاں آنے والے ہیں۔ انہوں نے تمہاری دماغی کیفیت پوچھی ہے۔"

اوما نے سوچا۔ ادھر مہاراج کو اور ادھر شیوا جی کو سنبھالنا مشکل ہو گا۔ لہٰذا ایک سے وقتی طور پر نجات حاصل کی جائے۔

مہاراج اس گن مین سے کہہ رہا تھا "ہم جیسے قیدیوں کی دماغی حالت کیا ہو گی۔ جی چاہتا ہے اس قید خانے سے اڑ کر چلا جاؤں۔"

اوما نے گن مین کے دماغ پر قبضہ جما کر اس کے رائفل کے دستے سے مہاراج کے سر پر ایک زوردار ضرب لگائی۔ وہ مار کھاتے ہی چکرا کر فرش پر گر پڑا۔ گن مین بڑبڑایا "اونہہ بڑا آیا اڑ کر جانے والا۔"

وہ پلٹ کر باہر آ کر دروازے کو لاک کرنے لگا۔ اوما نے دماغی طور پر حاضر ہو کر کہا "مہاراج کہہ رہے ہیں، وہ پنا ٹائز کرنے والا ایک گھنٹے کے اندر کسی وقت بھی پہنچے گا۔ مجھے پانچ دس منٹ کے وقفے سے ان کے دماغ میں جاتے رہنا چاہیے۔"

وہ قائل ہو کر بولا "ہاں یہ کام پہلے ہونا چاہیے۔"

وہ ہوٹل میں آ گئے۔ لاؤنج میں بیٹھ کر دو اورنج جوس کا آرڈر دیا۔ آرڈر لینے والا ویٹر شیوا جی کے سامنے کھڑا ہوا تھا۔ اوما نے ایک چھوٹی سی پڑیا ویٹر کی جیب میں ڈال دی۔ وہ جوس لانے چلا گیا۔ شیوا جی نے کہا "تمہیں پھر مہاراج کی خبر لینا چاہیے۔"

وہ بولی "ہاں میں جا رہی ہوں۔"

وہ ویٹر کے دماغ میں پہنچ گئی۔ اس کے ذریعے ایک جوس کے گلاس میں اس پڑیا کا سفوف ڈال دیا۔ وہ دو گلاس بھر کر ایک ٹرے میں رکھ کر ان کے سامنے گیا ایک گلاس لیڈیز فرسٹ کے طور پر اوما کو دیا۔ دوسرا گلاس شیوا جی کے سامنے رکھا پھر چلا گیا۔

وہ ایک ایک گھونٹ پی کر یوں سوچ میں گم رہی جیسے مہاراج

کے حالات معلوم کر رہی ہو۔ شیوا جی اس کی خاموشی کی وجہ سے جوس پیتا چلا گیا۔ اوما نے پوچھا "تمہارا روم نمبر کیا ہے؟"

"چار سو چار۔ یہ ادھر دائیں طرف لفٹ۔ لفٹ۔۔۔"

اس نے سر کو تھام لیا۔ اوما نے انجان بن کر پوچھا "کیا ہوا؟"

"طبیعت کچھ عجیب سی ہو رہی ہے۔ ہمیں کمرے میں چلنا چاہیے۔"

وہ لفٹ تک اس کے ساتھ آیا پھر چوتھے فلور پر پہنچا۔ اوما نے چابی سے دروازہ کھولا۔ وہ نڈھال ہوتا جا رہا تھا۔ کمرے کے اندر پہنچتے ہی بستر پر گر پڑا۔ اس نے اس کے جوتے اتارے۔ اس بھاری بھرکم باڈی بلڈر کو کھینچ کر سیدھی طرح لٹایا پھر دروازے کو اندر سے بند کر کے ایک صوفے پر بیٹھ گئی۔ وہ اعصابی کمزوری میں مبتلا تھا۔ کسی طرح سکون اور آرام چاہتا تھا۔ وہ اس کے دماغ میں پہنچ کر اسے تھپک تھپک کر سلانے لگی۔ وہ ایک منٹ کے اندر سو گیا۔

اس پر تنویمی عمل کرنے سے پہلے اس نے مہاراج کی خبر لی۔ یہ اندیشہ تھا کہ وہ ہوش میں آنے کے بعد اگر خیال خوانی کے قابل رہا تو شیوا جی کے دماغ میں پہنچ کر اوما کو تنویمی عمل کرنے نہیں دے گا۔

مہاراج اب تک بے ہوش پڑا تھا۔ وہ کافی عمر رسیدہ ہو چکا تھا۔ گن مین کے زوردار حملے کے بعد جلدی ہوش میں نہیں آسکتا تھا۔ ہوش میں آنے کے بعد بھی زخمی ہونے کے باعث خیال خوانی نہیں کر سکتا تھا۔ اُدھر گن مین نے رپورٹ دی تھی کہ مہاراج تنویمی عمل کے اثر سے نکل چکا تھا۔ دروازہ کھولتے ہی فرار ہونے کے لیے گن مین سے الجھ پڑا تھا۔ اس نے قابو میں کرنے کے لیے رائفل کے دستے سے اسے مارا تو وہ بے ہوش ہو گیا۔

اوما نے مطمئن ہو کر شیوا جی پر تنویمی عمل کیا۔ اس کے دماغ میں یہ نقش کیا کہ وہ اس کی پچھلی زندگی کے بارے میں نہ کبھی سوچے گا اور نہ پوچھے گا کہ وہ کون ہے؟ اور کہاں سے آئی ہے۔

اس نے برسوں پہلے والی نیلماں کی آواز اور لب و لہجے کو اس کے دماغ میں نقش کر کے حکم دیا کہ اس آواز اور لب و لہجے کے بغیر جو بھی سوچ کی لہر آئے اسے فوراً دماغ سے نکال دیا کرے۔

اس کے بعد وہ مہاراج کے دماغ میں پہنچی تو پتا چلا۔ رائفل کے دستے سے مار کھانے کے بعد اس کے دماغ پر برا اثر پڑا تھا۔ ایک تو نیم بے ہوشی کی حالت میں تھا۔ دوسرا یہ کہ وہ اپنی پچھلی زندگی بھول گیا تھا کہ وہ کون ہے اور کہاں زندگی گزار رہا ہے؟ اوما کو ان باپ بیٹے سے کوئی خاص دلچسپی نہیں تھی۔ وہ بعد میں اس کی دماغی حالت معلوم کرنے کے خیال سے واپس چلی گئی۔

○☆○

جناب تبریزی نے سب ہی خیال خوانی کرنے والوں کو ہدایات دی تھیں کہ سوئٹزرلینڈ میں بڑے ممالک کے فوجی افسران کا جو خفیہ اجلاس ہو چکا ہے اور دو دنوں کے بعد جو آخری اجلاس ہونے والا ہے اس کی مکمل رپورٹ ہم حاصل کریں۔ میں پیرس میں تھا۔ اپنے بستر پر آرام سے لیٹا ہوا اس خفیہ اجلاس کے افسران کے چور خیالات پڑھ رہا تھا۔

اس اجلاس میں صرف مسلم ممالک کے خلاف سازشیں ہو رہی تھیں اور یہ طے کیا جا رہا تھا کہ ان کی سازشوں کی تکمیل میں صرف بابا صاحب کا ادارہ رکاوٹ بنا ہوا ہے۔ اگر بڑے ممالک متحد ہو کر اچانک بابا صاحب کے ادارے پر بھرپور حملے کرتے رہیں گے . تو وہ ادارہ ہمیشہ کے لیے نیست و نابود ہو جائے گا۔

اس سازش کی اہم بات یہ تھی کہ بھرپور حملے ایسے وقت کیے جائیں جب تمام مسلمان ٹیلی پیتھی جاننے والے وہاں موجود ہوں اور اچانک حملوں کے باعث انہیں بھی ادارے سے فرار ہونے کا موقع نہ ملے۔ یوں تو دین اسلام کے آغاز سے عیسائیوں اور یہودیوں نے مسلمانوں کے خلاف محاذ آرائی شروع کر دی تھی۔ ہر صدی میں، ہر دور میں مسلمانوں کے خلاف بے پناہ طاقت کے مظاہرے کیے گئے۔ صدیوں کے تجربات نے دشمنان اسلام کو یہ سمجھا دیا کہ مسلمانوں کے اتحاد کو بکھیر دینے کے بعد ہی انہیں کمزور کر کے اپنا تابع اور محتاج بنا کر رکھا جا سکتا ہے۔

بیسویں صدی کے اختتام تک یہی ہو رہا ہے۔ کئی مسلم ممالک امریکا اور روس وغیرہ کے زیرِ اثر رہ کر صرف اپنے تخت و تاج کی سلامتی کے لیے کوشاں ہیں۔ لبنان اور بوسنیا اور کوسوو جیسے ملکوں میں لاکھوں مسلمانوں کے قتلِ عام پر مسلم ممالک کے سربراہ رسمی طور پر احتجاج کر کے خاموشی سے تماشا دیکھ رہے ہیں۔

بابا فرید واسطی کے قائم کردہ مستحکم اور ناقابلِ شکست ادارے پر بھی حملے ہوں گے تو کسی سے صرف ہمدردی کی توقع کی جائے گی لیکن عملی کارروائیوں کی کبھی توقع نہیں کی جا سکے گی۔ ہمیں اپنا دفاع خود کرنا تھا۔ اس لیے ہم تیاریاں شروع کر چکے تھے۔

خیال خوانی کرنے کے دوران میں نے پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کیا پھر پوچھا "کون؟"

جواب میں ایک نسوانی سرد آہ سنائی دی۔ وہ آہ کرے۔۔۔ یا آہا کہے۔ میں اسے لاکھوں کروڑوں میں پہچان سکتا تھا۔ میں نے خوشی سے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے کہا "سونیا! میری جان! تم پہلی بار خیال خوانی کر رہی ہو۔ تم میرے خیالات سے خوشی کا اندازہ کر سکتی ہو۔"

"ہاں تم سے زیادہ خوشی اور بھلا کسے ہو سکتی ہے؟ میں یہ علم سیکھنے سے ہمیشہ انکار کرتی رہی۔ وہ دو چار چار دشمن سامنے آئیں تو ان سے تنہا نمٹ لیتی ہوں لیکن اب تو دشمنوں کے ارادے تباہ کن ہو گئے ہیں۔ وہ سب متحد ہو کر میرے بابا صاحب کے ادارے کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ بابا فرید واسطی نے اپنے آخری لمحات میں کہا تھا کہ اس ادارے کو قائم رکھنے کے لیے اپنے مزاج کے خلاف بھی

کچھ کرنا پڑے تو کبھی گریز نہ کرنا۔"

"اسی لیے تم نے ٹیلی پیتھی سیکھ لی۔"

"ہاں۔ اب بتاؤ۔ بنیادی معلومات کیا ہیں؟"

"وہ ادارے پر حملے کریں گے لیکن صحیح وقت کے انتظار میں ہیں۔ انہوں نے یہ معلوم کرنے کے لیے کئی سراغ رساں چھوڑ رکھے ہیں کہ کسی خاص دن یا کسی خاص تقریب میں ہم تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے اس ادارے میں یکجا ہوں تو ایسے ہی وقت منظم حملے کیے جائیں گے۔"

"پچھلے تین دنوں سے تمام خیال خوانی کرنے والے ادارے میں موجود تھے اور اب خیال خوانی کرنے والوں کا اضافہ ہو چکا ہے اور ان کے فرشتوں کو پتا نہیں ہے کہ ہم کہاں ہیں اور کیا کر رہے ہیں؟"

"ان کے پاس چار دن پہلے کی رپورٹ ہے کہ علی اور فہمی پیرس میں ہیں۔ جلال پاشا، ثانی، پارس اور پورس لندن میں کہیں ہیں۔ میں اور تم قاہرہ میں سنگریلا کو اسپتال پہنچا کر امریکن سی آئی اے کی پوری ٹیم کو تباہ کر چکے ہیں۔ وہ نہیں جانتے کہ چار دنوں میں وہ تمام رپورٹ پرانی ہو چکی ہے۔"

"اب تمہارے کیا ارادے ہیں؟"

"انہیں ادارے پر حملے کرنے کے خواب دیکھنے دو۔ ہم انہیں مختلف معاملات میں شاک پہنچاتے رہیں گے۔ میں نے دو مجاہدینِ اعظم کا مطالبہ کیا ہے۔ وہ مجاہدین چار ایسے فوجی افسران کی قید میں ہیں جو یوگا جانتے ہیں اور انہوں نے اپنی حکومت کے اس حکم سے انکار کیا ہے کہ مجاہدین کو رہا کریں گے۔"

"فرہاد! یہ امریکن ڈراما ہے۔"

"ڈراما ہونے دو۔ ان چار روپوش افسران کو ڈھونڈ کر نکالنا ہے۔ انہوں نے دو مجاہدین کے علاوہ مہاراج اور مہیش کو بھی کہیں چھپا کر رکھا ہے۔"

"یعنی وہ تعداد میں آٹھ ہیں۔"

"ہاں لیکن ایک خفیہ اڈے سے فرار ہوتے وقت وہ تعداد میں چھ تھے۔ ان چار افسران کے ساتھ یا تو مہاراج اور مہیش تھے یا پھر وہ دو مجاہدین ہوں گے۔ میں نے امریکی اکابرین کو سختی سے منع کیا ہے کہ وہ انہیں تلاش نہ کریں۔ ورنہ وہ گرفتار ہونے سے پہلے دونوں مجاہدین کو ہلاک کر دیں گے۔"

"یعنی ہم خاموشی سے انہیں تلاش کریں گے؟"

"ہاں کوئی ایسی چال چلو کہ انہیں خبر نہ ہو اور ہم ان کی شہ رگ تک پہنچ جائیں۔"

"مجھے ذرا غور کرنے دو۔ یا تو ہم ان کے خفیہ اڈے تک پہنچیں گے یا پھر انہیں ظاہر ہونے پر مجبور کریں گے۔"

وہ چلی گئی۔ آدھے گھنٹے بعد واپس آکر بولی "پردیس میں رہنے والوں کو اپنے دیس کی کوئی چیز مل جائے تو وہ بہت خوش ہوتے ہیں، ایک بنگالی کو امریکا میں رس گلا مل جائے تو وہ اسے ایک نعمت سمجھ کر کھائے گا۔ ایک پنجابی ریڈیو سے پنجابی موسیقی سن لے تو مست ہو کر بھنگڑا ڈالنے لگتا ہے۔ اسی طرح مہاراج اور مہیش کو بھی بھارت کی کسی چیز سے لگاؤ ہوگا۔"

"درست کہتی ہو۔ ان ٹیلی پیتھی جاننے والے باپ بیٹے کی ہر ضرورت پوری کی جاتی ہے۔ ان میں ایسی ضرورت کی چیز کیا ہوگی جو بھارت سے منگوا کر انہیں دی جاتی ہوگی؟"

"سیدھی سی بات ہے۔ دنیا کے ہر ملک میں منسٹری آف انفارمیشن اور پریس اینڈ پبلی کیشنز والے تمام ممالک کے اخبارات منگواتے ہیں تاکہ ان ممالک کے اندرونی سیاسی حالات معلوم ہو سکیں اور ان کے اداریوں سے دوسرے ملکوں کے متعلق اپنے طور پر اپنی رائے قائم کر سکیں۔ امریکا کے تمام بڑے شہروں میں ہر ملک اور ہر زبان کے اخبارات آتے ہیں۔ کیا وہ باپ بیٹے ہندی اخبارات پڑھنے کا مطالبہ نہیں کرتے ہوں گے؟"

"بے شک وہ چاروں افسران بھی یہ چاہتے ہوں گے کہ ان کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ہندی اخبارات کے ذریعے وہاں کے سیاست دانوں کے بیانات پڑھ کر ان کے اندر چھپی ہوئی دوغلی پالیسیوں کے متعلق معلومات حاصل ہوتی رہیں۔ واہ میری جان! تم نے کیا نکتہ نکالا ہے۔"

"پہنچنے کا راستہ تو مل رہا ہے لیکن امریکی ریاست کی منسٹری آف انفارمیشن پہنچ کر معلوم کرنا ہوگا کہ مختلف زبانوں کے اخبارات کے تقسیم کنندہ کون کون ہیں اور ان کے ہاکر ہندی اخبارات کہاں کہاں پہنچاتے ہیں؟"

"ہمارے پاس اب ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی کمی نہیں رہی ہے۔ ابھی ان سب سے کہتے ہیں کہ وہ امریکا کی ایک ایک اسٹیٹ میں جائیں اور معلومات حاصل کریں۔"

ہم دونوں اپنے مختلف ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے پاس جا کر انہیں ہدایات دینے لگے کہ وہ امریکا کی ہر ریاست میں جا کر ہندی اخبارات کے تقسیم کنندگان کے خیالات پڑھیں اور جہاں جہاں ہندی اخبارات پہنچتے ہوں، وہاں کے نام پتے اور فون نمبر معلوم کریں۔

میں، سونیا، سلمان، جلال پاشا، ثنا، ثانی، پارس اور ادارے سے تعلق رکھنے والے کئی ٹیلی پیتھی سیکھنے والے سراغ رساں اس کام میں لگ گئے۔ صرف فہمی کو چھوڑ دیا گیا۔ وہ افغانستان میں علی کے ساتھ مصروف تھی۔ اس ایک کی کمی سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔ ہمارے پاس تو جیسے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی فوج تھی۔ شام سے پہلے ہی کئی مشکوک نام، پتے اور فون نمبر معلوم ہوئے۔ ان مشکوک پتوں میں سے ایک بنگلا میکسیکو کے ایک پہاڑی علاقے میں تھا۔ وہاں ریٹائرڈ فوجی افسران نے زیادہ تعداد میں رہائش اختیار کی ہوئی تھی۔ ثانی نے آکر کہا "پاپا! میں مہاراج کے دماغ میں پہنچ گئی

ہوں۔ ایک گن مین نے اس کے سر پر رائفل کے دستے سے ضرب لگائی تھی۔ وہ بے ہوش ہو گیا تھا۔ ہوش میں آنے کے بعد اپنی یادداشت کھو بیٹھا ہے۔ اپنی پچھلی زندگی بھول گیا ہے۔"

"جب وہ پچھلے واقعات بھول چکا ہے تو تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ کسی گن مین نے اسے بے ہوش کیا تھا؟"

"وہاں مہاراج کے بیڈ کے پاس سیکیورٹی افسر گارڈز اور ایک پیناٹائز کرنے والا موجود ہے۔ وہ آپس میں مہاراج کی موجودہ حالت کے بارے میں باتیں کررہے ہیں۔ آپ ان سب کے دماغوں میں جاسکتے ہیں۔"

میں، سونیا اور کئی خیال خوانی کرنے والے ثانی کے ذریعے وہاں موجود رہنے والوں کے دماغوں میں پہنچ گئے پھر ان کے ذریعے بنگلے کے باہر ڈیوٹی پر رہنے والے گارڈز کے اندر پہنچے۔ اس بنگلے کے دوسرے حصے میں میش تھا۔ اسے اپنے باپ کے بارے میں خیال خوانی کے ذریعے معلوم ہوا تھا۔ وہ چیخ چیخ کر احتجاج کررہا تھا کہ اس کے باپ کو کیوں زخمی کیا گیا تھا اور اس کی بے ہوشی کے بارے میں بیٹے کو کیوں نہیں بتایا گیا تھا؟

میں مستقل مہاراج کے دماغ میں تھا۔ اس کے چور خیالات بھی الجھے ہوئے تھے۔ اسی وقت پیناٹائز کرنے والے نے کہا۔ "میرے پچھلے تنویمی عمل کے اثرات کی مدت ختم ہوگئی ہے۔ میش پر فوراً عمل کرنا ضروری ہے۔ اس پر عمل کیے جانے تک کسی تجربہ کار ڈاکٹر کو بلا کر مہاراج کا معائنہ کرایا جائے۔"

میں نے ادارے کے ایک سراغ رساں سے کہا "تم پیناٹائز کرنے والے کے دماغ پر قبضہ جمائے رکھو گے اور میش کے دماغ میں اپنی آواز اور لب و لہجہ نقش کرو گے۔ میں اور سونیا اس پیناٹائز کرنے والے اور میش کے دماغ میں رہیں گے۔ سونیا جیسا کہے گی، تم ویسا ہی کرو گے۔"

میں ابھی میش کے دماغ میں نہیں پہنچ سکتا تھا۔ وہ سانس روک لیتا اور یہ ظاہر ہو جاتا کہ وہاں دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی موجود ہیں۔ سونیا نے کہا "اے ٹیلی پیتھی کے شہنشاہ! میرے پیارے سرتاج! کچھ میرے دماغ سے بھی کام کرو۔"

"تم پھر دور کی کوڑی لائی ہو؟"

اس نے مجھے دور کی کوڑی سمجھائی۔ حالانکہ یہ بات میں خود سوچ سکتا تھا مگر اس کا ذہن بیک وقت کئی معاملات پر توجہ دیتا رہتا تھا۔ بہرحال میں نے مہاراج کا لب و لہجہ اختیار کیا اور میش کے دماغ میں آکر بولا "بیٹے! میں ہوں۔"

میش نے سانس روک کر میری سوچ کی لہروں کو نہیں بھگایا۔ حیرانی سے بولا "یہ لوگ کہہ رہے تھے اور میں بھی تھوڑی دیر کے لیے آپ کے پاس گیا تھا مگر آپ سب کچھ بھولے ہوئے تھے۔ آپ نے مجھے بھی نہیں پہچانا۔"

"بیٹے! اس لئے نہیں پہچانا کہ اس وقت وہ لوگ میرے قریب تھے، میری کسی غلطی سے سمجھ لیتے کہ میں خیال خوانی کررہا ہوں۔"

"آپ پچھلی زندگی بھول جانے کی ایکٹنگ کیوں کررہے ہیں؟"

"میں یہ چال اس لئے چل رہا ہوں کہ یہ پیناٹائز کرنے والا تم پر عمل کرتا رہے گا تو میں تمہارے دماغ میں رہ کر اس کے عمل کو ناکام بناتا رہوں گا اور تم یوں ظاہر کرنا جیسے سچ مچ تنویمی عمل کے زیر اثر آگئے ہو؟"

"واہ ڈیڈی! آپ کیا زبردست چال چل رہے ہیں۔ جب یہ کمبخت آپ پر عمل کرے گا تو میں آپ کے دماغ میں چھپ کر اس کے تنویمی عمل کو ناکام بناؤں گا۔ اس طرح ہم آئندہ کسی کے تابع نہیں رہیں گے۔"

اسی وقت پیناٹائز کرنے والے نے میش کے پاس آکر کہا۔ "اٹھو اور اپنے بیڈ پر لیٹ جاؤ۔"

میش نے حکم سے انکار نہیں کیا۔ وہ مطمئن تھا کہ اسے تنویمی عمل سے بچانے والا اس کا باپ دماغ میں موجود ہے۔ وہ بستر پر آکر چاروں شانے چت لیٹ گیا۔ پیناٹائز کرنے والے کا دماغ ہمارے سراغ رساں جبار ہاشمی کے قبضے میں تھا۔ وہ سونیا کی ہدایات کے مطابق عمل کرنے لگا۔

اس عمل کے وقت میں میش کے چور خیالات پڑھنے لگا۔ وہ باپ بیٹے ان چاروں یوگا جاننے والے افسران کی رہائش گاہ سے واقف نہیں تھے۔ ان کے تابع تھے۔ اس لئے پوچھ بھی نہیں سکتے تھے کہ ان کی خفیہ رہائش گاہ کہاں ہے؟ البتہ ایک ایسی بات معلوم ہوگئی جس کی ہم توقع نہیں کرسکتے تھے۔

دو یا تین گھنٹے پہلے مہاراج نے خیال خوانی کے ذریعے میش سے کہا تھا کہ اس کا ایک چیلا شیواجی سادھرن گوا میں ہے۔ اس کی ہونے والی پتنی اوما ٹیلی پیتھی جانتی ہے۔ جب وہ پیناٹائز کرنے والا آئے گا تو اوما مہاراج کے دماغ میں رہ کر اس کے عمل کو ناکام بنا دے گی۔ اس طرح اس کے بیٹے پر بھی پیناٹائز کرنے والے کا عمل کامیاب نہیں ہوسکے گا اور وہ چاروں یوگا جاننے والے افسران دھوکا کھاتے رہیں گے کہ وہ باپ بیٹے ان کے تابع ہیں۔

ہمارے لئے یہ سوال اہم تھا کہ اوما کون ہے؟ ٹیلی پیتھی کی دنیا میں یہ نام پہلے کبھی نہیں سنا گیا تھا۔ اس سوال کا جواب معلوم کرنے کے لئے زیادہ سر کھپانے کی ضرورت نہیں تھی۔ یہ خیال سیدھا نیلماں کی طرف جاتا تھا۔ وہ ناصرہ کا جسم چھوڑ چکی تھی۔ اب اسے اوما نامی کسی عورت کا جسم مل گیا ہوگا۔

اب یہ معلوم کرنا تھا کہ ادھوری آتما شکتی کے باوجود اس نے جسم کیسے تبدیل کیا؟ یہ کوئی بڑی بات نہیں تھی۔ جب پورس اس کے پیچھے پڑے گا تو اسے پاتال سے اور سمندر کی تہہ سے بھی نکال لائے گا۔

میں اس بنگلے کے سیکیورٹی افسر کے دماغ میں پہنچا۔ وہ موبائل فون پر یوگا جاننے والے ایک افسر کو مہاراج کی حالت بتا رہا تھا۔

افسر کہہ رہا تھا۔ "اس کی یادداشت گم ہونے سے کیا ہوتا ہے؟ اس پر پھر تنویمی عمل کراؤ۔"

"سر! یہ مہاراج فی الحال آپ کے کام کا نہیں ہے کیونکہ اپنی پچھلی زندگی کے ساتھ ساتھ ٹیلی پیتھی کا علم بھی بھول گیا ہے۔ پہلے اس کی یادداشت واپس لانی ہوگی۔"

افسر نے ناگواری سے "شٹ" کہہ کر فون بند کردیا۔ جب میش پر تنویمی عمل ہماری مرضی کے مطابق مکمل ہوگیا اور وہ تنویمی نیند سو گیا تو سونیا نے مجھ سے کہا۔ "عمل ہمارا سراغ رساں جبار ہاشمی کررہا تھا۔ میں بھی کبھی ضروری ہدایات دے رہی تھی اور پیناٹائز کرنے والے کے چور خیالات پڑھ رہی تھی۔ پتا چلا اس نے سیکیورٹی افسر پر بھی ایک مختصر سا تنویمی عمل کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ یوں تو وہ سیکیورٹی افسر عام حالات میں نارمل رہے گا لیکن جب چاروں یوگا جاننے والے افسران میں سے کوئی فون پر یہ کوڈ ورڈز ادا کرے گا۔ "کم بلائنڈلی ٹو مائی ڈور (میرے دروازے پر ایک اندھے کی طرح آؤ) یہ سن کر سیکیورٹی افسر کو یاد آجائے گا کہ وہ چاروں افسر کس بنگلے میں رہتے ہیں۔ وہ ان کے پاس حاضری دے کر ضروری معاملات طے کرکے واپس آجائے گا۔ اسے پھر موبائل پر کہا جائے گا۔ "آئی ڈونٹ ریمیمبر اینی تھنگ اباؤٹ مائی ماسٹرز۔" (مجھے اپنے مالکان کے بارے میں کچھ یاد نہیں ہے) یہ کوڈ ورڈز سنتے ہی اپنے چاروں افسر آقاؤں کی رہائش گاہ بھول جائے گا۔"

ہمیں رفتہ رفتہ اپنی منزل مل رہی تھی۔ میں نے سونیا کو بتایا کہ بھارت میں ایک نئی ٹیلی پیتھی جاننے والی ہے جو خود کو اوما کہتی ہے۔ ایک بھرپور اندازے سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ نیلماں ہے اور ناصرہ کا جسم چھوڑ کر کسی اوما کے جسم میں سماگئی ہے۔ آئندہ پورس معلوم کرے گا کہ وہ کون ہے؟ اور کہاں اس کی گرفت میں آسکتی ہے؟

ثانی نے مسکرا کر کہا۔ "پاپا! آپ کا بیٹا پورس زخمی ہے۔ وہ بڑی ذہانت کے ساتھ ٹائم مشین سے گزر رہا تھا اور سو فیصد مارکس حاصل کرتا جارہا تھا لیکن آخری مرحلے میں ٹائم مشین سے مار کھا گیا۔"

سونیا نے کہا۔ "میں نے پہلے ہی اسے سمجھا دیا تھا کہ آخری مرحلہ بہت ہی دشوار ہے۔ وہاں سے گزرتے وقت ایک سیکنڈ کے سوویں حصے کا حساب رکھنا پڑتا ہے۔ یقیناً اس کا ذہن بھٹک گیا ہوگا۔"

میں نے بیٹے کے زخمی ہونے کی بات سنی تو دل مچل گیا۔ فوراً اس کے دماغ میں پہنچ کر پوچھا۔ "بیٹے! کیا بہت زیادہ زخمی ہو؟"

وہ کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اٹھ کر جوگنگ کرتے ہوئے بولا۔ "نو پاپا! دیکھ لیں۔ تمام زخم بھر چکے ہیں۔"

"اچھا! تو آمنہ بھی تمہارے زخم دیکھ نہ سکی۔ روحانی عمل سے علاج و جو بند بنا دیا ہے۔"

"یس پاپا! مجھے ماں باپ کا ایسا پیار مل رہا ہے کہ یہی جگہ میرے لئے جنت بن گئی ہے۔"

"بیٹے! تم تو غیر معمولی ذہانت رکھتے ہو پھر آخری مرحلے میں مشین سے مار کیسے کھا گئے؟"

"مار نہیں کھائی۔ دھوکا کھا گیا۔ ٹھیک آخری مرحلے پر میں نے اپنے دماغ میں نیلماں کی آواز سنی۔ بس اسی وقت ذہن بھٹک گیا۔ میں اس بری طرح زخمی ہوا تھا کہ نیلماں مجھ پر تنویمی عمل کرسکتی تھی لیکن ماما نے کہا۔ وہ کچھ نہیں کرسکتی تھی کیونکہ جیسے ہی میرے دماغ میں آکر اسے معلوم ہوا کہ میں بابا صاحب کے ادارے میں ہوں وہ فوراً بھاگ گئی۔"

میں نے ہنستے ہوئے کہا۔ "ٹھیک ہے۔ آخری مرحلے سے گزر کر اپنے مارکس پورے کرو پھر نیلماں تک پہنچنے کا راستہ مل جائے گا۔"

ادھر میش تنویمی نیند پوری کرچکا تھا۔ پارس سراغ رساں جبار ہاشمی کی آواز اور اس کے لب و لہجے میں بولا۔ "اس عورت اوما کا لب و لہجہ یاد کرو اور اسے زبان سے ادا کرو۔"

میش نے کہا۔ "اوما میرے دماغ میں نہیں ڈیڈی کے دماغ میں آئی تھی۔ ڈیڈی نے کہا تھا کہ وہ میرے پاس بھی آئے گی لیکن پتا نہیں کیوں وہ ابھی تک نہیں آئی۔"

پارس نے کہا۔ "کیا مصیبت ہے۔ تیرے بڈھے باپ کی کھوپڑی الٹ گئی ہے۔ پتا نہیں وہ کب نارمل ہوگا۔ مجھے اپنے بھائی کو کسی طرح بھی اوما تک پہنچانا ہے۔"

پھر وہ مہاراج کے دماغ میں آیا۔ اس کے بیڈ کے پاس وہی پیناٹائز کرنے والا کھڑا ہوا تھا۔ اس کے دماغ میں جلال پاشا اسے یاد دلا رہا تھا۔ "مہاراج! یاد کرو۔ پرانی دلی، وہاں سے تین میل کے بعد تمہاری ایک پرانی حویلی ہے۔ میں جو کہہ رہا ہوں اسے تصور میں دیکھتے جاؤ جیسے فلم دیکھ رہے ہو۔ سمندر کا ساحلی شہر پوری، وہاں فرہاد نے تمہاری جان بچائی تھی۔ تم اس کے فرماں بردار بن گئے تھے لیکن اپنی عادت کے مطابق کچھ عرصے بعد اپنے محسن فرہاد سے عداوت شروع کردی تھی۔"

جلال پاشا اسے ایک ایک بات یاد دلا رہا تھا۔ وہ تصور میں دیکھ رہا تھا کہ امریکا میں بھی اس نے کس طرح پارس اور ثانی وغیرہ کو دھوکا دیا تھا پھر اپنے بیٹے میش کے ساتھ حکومت امریکا کا غلام بن گیا تھا۔

مہاراج تصور میں دیکھ رہا تھا۔ اسے کچھ کچھ یاد آرہا تھا۔ پارس نے جلال پاشا سے کہا۔ "انکل! آپ اس پیناٹائز کرنے والے کو یہاں سے لے جائیں۔ میں اس بڈھے کو ماضی کی فلم دکھا رہا ہوں۔"

جلال پاشا پیناٹائز کرنے والے کے دماغ میں پہنچ کر اسے وہاں سے لے گیا۔ پارس نے مہاراج سے کہا۔ "ابے او بڈھے! تجھے

اس عمر میں تیری گزری ہوئی جوانی کی فلم کیسے دکھاؤں۔ ذرا حساب کر کے بتا تو نے کہاں کہاں اپنا منہ کالا کیا ہے۔ تیری کتنی بیویاں تھیں؟ اگر میں ایک بولوں تو تو ایک انگلی اٹھانا... ایک۔"

مہاراج نے ایک انگلی اٹھائی۔ پارس نے کہا۔ "دو۔"

مہاراج نے کہا۔ "ہمارے دھرم میں دو بیویاں نہیں رکھتے ہیں۔"

"اپنے شراب خانوں میں دو سو بیویاں تو رکھتے ہیں۔"

"نہیں وہ بیویاں نہیں ہوتیں۔ آنی جانی چیزیں ہوتی ہیں۔"

"تیری بیوی نے کتنے آنے جانے والے رکھے ہیں۔"

"خبردار! میری بیوی ستی ساوتری ہے۔ اس کے دامن میں دھبا نہ لگانا۔"

"اس کا مطلب ہے، تجھے پچھلی باتیں یاد آگئی ہیں؟"

"کیا میں پچھلی باتیں بھول گیا تھا؟"

"بالکل نہیں۔ تجھے تو یہ بھی یاد ہے کہ شیوا جی کی ہونے والی بیوی کس آواز اور لب و لہجے میں بولتی تھی۔"

"ہاں۔ وہ آنے والی تھی۔ پتا نہیں کہاں رہ گئی ہے؟"

"وہ شادی کر رہی ہے۔ مجھے تیرے پاس یہ معلوم کرنے کے لئے بھیجا ہے کہ تو نے اس کا لب و لہجہ یاد رکھا ہے یا نہیں؟ چل جلدی سے سنا۔"

مہاراج چند لمحوں تک سوچنے کے بعد اوما کے لب و لہجے میں بولنے لگا۔ پارس نے اسے توجہ سے سن کر کہا۔ "اسے ذرا اور اچھی طرح یاد کر کے بول۔"

وہ اچھی طرح یاد کر کے بولنے لگا لیکن پہلے کی طرح بول رہا تھا۔ پارس کو اطمینان ہو گیا کہ وہ درست کہہ رہا ہے۔ اس نے جلال پاشا کے پاس آکر کہا۔ "آپ ثنا کے ساتھ اسے سنبھالیں اور مہاراج پر تنویمی عمل کرائیں۔ میں جا رہا ہوں۔"

وہ پورس کے پاس آکر اوما کے لب و لہجے میں بولا۔ "ارے ہرجائی! کب آ رہا ہے میرے پاس؟"

پورس نے پوچھا۔ "یہ تیری جنس کیسے بدل گئی؟"

"ہم دونوں کا مقدر ایک ہے۔ اب تیری بھی جنس بدلنے والی ہے۔ تجھے بھی اسی طرح بولنا ہو گا۔"

"میں کبھی نہیں بولوں گا۔"

"چل قسم کھا لے کہ نہیں بولے گا۔"

پورس نے اسے گھور کر دیکھا۔ "ابے او چکرباز! تو آدمی نہیں بنے گا؟"

"اپنی منزل تک پہنچنے کے لئے کبھی کبھی عورت بھی بننا پڑتا ہے۔"

"او گاڈ! اب سمجھا۔ کیا تو نے میری منزل کا پتا معلوم کر لیا ہے؟"

"معلوم کرنے کا فائدہ کیا ہے؟ تو اپنی جنس نہیں بدلے گا۔"

"یار! تو میرا بھائی ہے۔ تیرے لئے جان دے سکتا ہوں تو کیا جنس نہیں بدل سکتا۔ ویسے میں سمجھ گیا ہوں، تو اس کی آواز اور لب و لہجے میں بول رہا تھا جس کے اندر میری دشمن چھپی ہوئی ہے۔"

"اپنے مطلب کی بات سمجھ گیا ہے۔ اب تو عورت بن کر ناچے گا۔ اب غور سے سن۔ میں پھر اسی لب و لہجے میں بول رہا ہوں۔"

وہ دو تین بار اوما کی آواز اور لب و لہجے میں بولنے لگا۔ پورس نے توجہ سے سننے کے بعد اس لب و لہجے کو دہرایا۔ پارس نے کہا۔ "اس عورت کا نام اوما ہے۔ اس نے اب تک صرف مہاراج سے خیال خوانی کے ذریعے گفتگو کی ہے۔ مہیش کے خیالات کہہ رہے تھے کہ اس کے پاس بھی آنے والی تھی لیکن اب تک نہیں آئی۔ بعد میں پتا چلے گا کہ وہ ان کے پاس دوبارہ کیوں نہیں آئی؟"

"بعد میں کیوں پتا چلے گا؟ ہم ابھی اوما کے دماغ میں چلتے ہیں۔"

"ابھی نہیں جا سکتے۔ جلال انکل مہاراج پر تنویمی عمل کر رہے ہیں۔ تم مہاراج کی سوچ کی لہروں میں اوما کے پاس جاؤ گے تو وہ مہاراج کے دماغ میں آئے گی۔ اس طرح اسے معلوم ہو جائے گا کہ انکل اس پر عمل کر رہے ہیں۔"

"کیا مشکل ہے؟ ابھی تنویمی عمل ہو رہا ہے پھر وہ دو گھنٹے تک تنویمی نیند سوئے گا۔ اس کے بعد ہم کچھ کر سکیں گے۔"

"اس کے بعد بھی کچھ نہیں کریں گے۔ آج کا دن اور رات یہیں رہ کر صبر کرو کیونکہ پہلے تمہیں ٹائم مشین کے آخری مرحلے سے گزرنا ہے اور مطلوبہ مارکس حاصل کرنے ہیں۔ اس کے بعد ہمیں ادارے سے جانے کی اجازت ملے گی۔"

"ہاں۔ یہ تو ضروری ہے۔ میں جب تک یہاں مصروف رہوں، تمہیں یہ معلوم کرتے رہنا چاہیے کہ اوما کہاں ہے اور کیا کرتی پھر رہی ہے؟"

"میں پوری کوشش کروں گا۔ ویسے اوما کے ساتھ بھی کوئی گڑبڑ ہے۔ وہ اب تک مہاراج کو ہپناٹائز والے سے محفوظ رکھنے نہیں آئی ہے۔ یا تو وہ کسی دوسرے مسئلے میں پھنس گئی ہے یا پھر مہاراج اور شیوا جی وغیرہ کو اُلّو بنا رہی ہے۔"

پورس نے قائل ہو کر سر ہلایا۔ وہ دونوں اوما کے معاملے میں غور کرنے لگے۔

میں اور سونیا پلان کر رہے تھے کہ ان چاروں یوگا جاننے والے افسران تک کیسے پہنچیں۔ بظاہر پہنچنا آسان ہو گیا تھا۔ میں سیکیورٹی افسر کے موبائل فون پر کوڈ ورڈز ادا کرتا تو وہ تنویمی عمل کے زیرِ اثر ان چاروں کی رہائش گاہ تک پہنچ جاتا اور اس کا تعاقب کرتے ہوئے ہم پہنچ جاتے لیکن وہ چاروں اسے دور سے دیکھ کر محتاط ہو جاتے کہ انہوں نے کوڈ ورڈز ادا نہیں کئے پھر وہ سیکیورٹی

افسر کیوں آ رہا ہے؟ انہیں فرار ہونے کا موقع مل جائے گا۔

سونیا میری بات توجہ سے سنتی رہی پھر بولی۔ "جب سیکیورٹی افسر کوڈ ورڈز کے ذریعے سحرزدہ ہو جائے گا تو کیا ہم اس کے دماغ میں رہ سکیں گے؟"

"یقین سے نہیں کہا جا سکتا۔ کوڈ ورڈز کے ذریعے اسے زیرِ اثر رکھنے کے دوران میں شاید اس کا دماغ لاک ہو جاتا ہو۔"

وہ بولی۔ "آزمانے میں کیا حرج ہے۔"

میں نے آزمائش کے طور پر اس کے موبائل نمبر پنچ کئے۔ رابطہ ہونے پر اس نے اپنے فون کو کان سے لگایا۔ میں نے آواز بدل کر کہا۔ "گم بلائنڈلی ٹو مائی ڈور۔"

یہ سنتے ہی وہ تنویمی عمل کے زیرِ اثر آ گیا۔ فون بند کر کے مہاراج کے بنگلے سے نکل کر ایک سمت پیدل جانے لگا۔ میرے فون کرتے وقت سونیا اس کے دماغ میں تھی۔ میں بھی چلا آیا۔ یعنی اس کا دماغ لاک نہیں ہوا تھا۔ سونیا نے اس کے چور خیالات سے معلوم کیا، وہ کہاں جا رہا ہے؟ اس کے خیالات نے بتایا کہ وہاں سے دو کلو میٹر دور اس پہاڑی ٹاؤن میں ایک بنگلا ہے۔ وہ چاروں افسران وہاں رہتے ہیں۔ اس نے بنگلے کا نمبر اور پتا بتایا۔

سونیا نے پوچھا۔ "کیا اس بنگلے میں دو مجاہدین کو قیدی بنا کر رکھا گیا ہے؟"

اس نے جواب دیا۔ "میں نے چاروں کے سوا کسی پانچویں کو اس بنگلے میں نہیں دیکھا ہے۔"

ہمارے لئے اتنی معلومات کافی تھیں۔ میں نے پھر اس کے موبائل فون پر رابطہ کیا اور کہا۔ "آئی ڈونٹ ریمیمبر اینی تھنگ اباؤٹ مائی ماسٹرز۔"

یہ سنتے ہی وہ چلتے چلتے رک گیا۔ اپنے موبائل فون کو بند کر کے مہاراج کے بنگلے کی طرف واپس جانے لگا۔ وہ ہمیں اپنے آقاؤں کا پتا بتانے کے بعد خود بھول گیا تھا۔

بابا صاحب کے ادارے کے دو سراغ رساں جسمانی طور پر میکسیکو میں موجود تھے۔ میں نے ان چار افسروں کے بارے میں انہیں تفصیل سے بتایا پھر سمجھایا۔ "پہلے دور ہی دور سے اس بنگلے کا جائزہ لیتے رہو۔ صبح کے وقت ان کے دروازے پر دودھ کی بوتلیں سپلائی کرنے والا آتا ہو گا۔ یا ان چاروں میں سے کوئی کھانے پینے کی ضروریات کا سامان لینے مارکیٹ جاتا ہو گا۔ وہ قیدی مجاہدین کی ضروریات پوری کرنے کے لیے بھی کہیں جاتے ہوں گے۔ اگر نہیں جاتے ہیں تو اس کا مطلب ہے وہ مجاہدین انہی چاروں کے بنگلے میں کہیں چھپا کر رکھے گئے ہیں۔"

میں نے اپنے سراغ رسانوں کو تفصیل سے ہر بات سمجھا دی پھر ایک سیکیورٹی گارڈ کے ذریعے میں اور سونیا اس پہاڑی ٹاؤن کے ایک مرد اور عورت کے دماغ میں پہنچ گئے۔ انہیں آلۂ کار بنا کر اس خفیہ بنگلے کا جائزہ لینے لگے جو ہمارے لئے اب خفیہ نہیں رہا تھا۔

رات کے آٹھ بجے اس بنگلے سے ایک افسر اپنی کار میں بیٹھ کر کہیں جانا چاہتا تھا۔ اس وقت اس نے تھوڑی سی پی ہوئی تھی۔ جب ہم نے اپنے آلۂ کار کے ذریعے اسے ایک ذرا لڑکھڑاتے ہوئے دیکھا تو ہمارا سارا مسئلہ ہی حل ہو گیا۔ میں اور سونیا اس کی آواز سنتے ہی دماغ میں پہنچ گئے۔

وہ کہیں جانے کے لئے کار میں بیٹھ گیا تھا۔ سونیا کی مرضی سے پھر کار سے باہر آ گیا۔ میں اس کے خیالات پڑھ رہا تھا۔ پتا چلا دونوں مجاہدین اسی بنگلے میں قید کئے گئے ہیں لیکن دوستانہ انداز میں ان کے ساتھ رہتے ہیں کیونکہ ہپناٹائز کرنے والے نے اپنے عمل کے ذریعے ان کے برین واش کئے تھے اور ان کی پچھلی زندگی بھلا دی تھی۔ میں نے میکسیکو کے دونوں سراغ رسانوں سے کہا۔ "بنگلے کے احاطے میں آ جاؤ۔ تمہیں کسی وقت بھی اندر جانے کے لئے کہا جائے گا۔"

وہ افسر سونیا کی مرضی کے مطابق بنگلے کے اندر آیا۔ تین افسران ڈرائنگ روم میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک نے کہا۔ "مسٹر والٹن! تم پینے سے باز نہیں آتے ہو۔ کسی دن ہمیں پھنسواؤ گے۔ ابھی تم دوسری بوتل لانے جا رہے تھے پھر واپس کیوں آ گئے؟"

والٹن نے کہا۔ "ایسا بھی کیا ڈرنا؟ یہاں کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے کا باپ بھی نہیں آ سکے گا۔ میں یہ سوچ کر واپس آیا ہوں کہ تمہارے جیسے ساتھیوں کو چھوڑ سکتا ہوں... مگر پینا نہیں چھوڑ سکتا۔"

یہ کہتے ہوئے اس نے ریوالور نکال لیا۔ ایک نے سہم کر کہا۔ "یہ کیا حرکت ہے۔ کیا تم دو پیگ پی کر ہی آؤٹ ہو گئے ہو؟"

اس نے جواب میں گولی چلائی۔ ایک ساتھی کو زخمی کیا۔ دوسرے کے پاس ہتھیار تھا۔ وہ اسے اپنے لباس سے نہ نکال سکا۔ سونیا نے بڑی پھرتی سے فائرنگ کرائی تھی اور تینوں کو زخمی کرنے کے بعد والٹن کو بھی مجبور کیا کہ وہ خود کو زخمی کرے تاکہ پھر کوئی ہماری خیال خوانی کی لہروں کو اپنے دماغوں میں نہ روک سکے۔

میں نے اپنے دونوں سراغ رسانوں سے کہا۔ "اندر جاؤ۔ وہاں دو مجاہدین ہیں۔ ان کے برین واش کئے گئے ہیں۔ انہیں جبراً اپنے اڈے پر لے جاؤ۔"

پھر میں نے سونیا سے کہا "اس ہپناٹائز کرنے والے کو اپنے سراغ رسانوں کے اڈے پر لے جاؤ۔ وہ پھر ان پر تنویمی عمل کر کے ان مجاہدین کی یادداشت واپس لائے گا۔"

سونیا خیال خوانی کے ذریعے چلی گئی۔ ہمارے سراغ رساں ان مجاہدین کو جبراً پکڑ کر اپنی گاڑی میں لے گئے۔ فائرنگ کے باعث آس پاس کے بنگلوں سے کچھ لوگ نکل آئے تھے مگر ہمارا کام اتنی پھرتی سے ہوا تھا کہ کوئی ہمارے سراغ رسانوں کا راستہ بھی نہ روک سکا۔ کئی ریٹائرڈ فوجی افسران اپنے ہتھیاروں کے ساتھ اس بنگلے میں آئے۔ ان چار زخمی افسران سے پوچھنے لگے۔ وہ کون تھے؟

ہے۔"

"یہ تم باتیں بنا رہی ہو۔"

"آپ اپنے طور پر کچھ بھی سوچ سکتے ہیں۔"

"کیا تم نہیں چاہتیں کہ ہم سب ٹیلی پیتھی جاننے والے ایک رہیں گے تو دشمنوں پر بھاری پڑیں گے۔"

"میں یہ ضرور چاہتی ہوں لیکن آپ مجھ پر بھروسا نہیں کر رہے ہیں۔ آپ میری بات سمجھیں۔ میں بھی آپ کے اور مہیش کے دماغوں میں آنا چاہوں تو میرا راستہ روک دیا کریں۔ جب کوئی اہم معاملہ ہو تو ہم خیال خوانی کے ذریعے باتیں کریں۔ کیا یہ اصولی باتیں نہیں ہیں؟"

مہاراج کو تو اپنے چیلے سے دور ہو جانے پر غصہ آرہا تھا لیکن پارس نے اسے قابو میں رکھا۔ وہ بولا۔ "ہاں تم اصولاً درست کہہ رہی ہو۔ ہم باپ بیٹے تمہاری مرضی کے مطابق بھارت آرہے ہیں۔ تم کہاں ملو گی۔"

"آپ دہلی پہنچتے ہی مجھ سے دماغی رابطہ کریں۔ میں اور شیوا جی آپ کو ریسیو کرنے ائرپورٹ آئیں گے۔"

اوما نے سانس روک لی۔ مہاراج نے بیٹے سے کہا۔ "تم میرے اندر رہ کر اس کی باتیں سن رہے تھے۔ ویسے تو وہ اصولی باتیں کر رہی ہے۔ ہمارا بھی فائدہ ہے کہ وہ وقت بے وقت ہمارے دماغوں میں آکر باتیں کرنے کے بہانے چور خیالات نہیں پڑھ سکے گی۔ ضروری بات کہہ کر چلی جایا کرے گی مگر وہ ہے چالباز۔"

مہیش نے کہا۔ "یہ کھلی چالبازی ہے کہ اس نے شیوا جی کو کسی طرح کمزور بنا کر اس پر تنویمی عمل کیا۔ آپ گرو ہیں۔ اس نے شیوا جی کو آپ کا تابع نہیں رہنے دیا۔ اپنا تابع بنا لیا ہے۔"

پارس نے دونوں باپ بیٹے اور اوما اور شیوا جی سے تمام معلومات حاصل کرنے کے بعد پورس کا انتظار کیا۔ جب وہ ٹائم مشین کے آخری مرحلے سے کامیاب ہو کر آیا تو اسے یہ تمام باتیں بتائیں۔ وہ بولا۔ "نیلماں کی سب سے پہلی کوشش یہی ہو گی کہ کسی ویرانے میں جا کر یا کسی خفیہ مکان میں رہ کر اپنی ادھوری آتما شکتی کو مکمل کرے۔ جبکہ اس نے مہاراج اور مہیش کو دہلی آنے کے لئے کہا ہے۔ وہ فراڈ کر رہی ہے۔ بھارت میں انہیں ادھر سے اُدھر دوڑاتی رہے گی۔"

پورس نے کہا۔ "وہ ٹیلی پیتھی جاننے والے باپ بیٹے کو دشمن نہیں بنائے گی۔ دوستی کا جھانسا دیتی رہے گی اور ان کی ٹیلی پیتھی سے بھی کام لیتی رہے گی۔ یہ اچھی بات ہے۔ ان سے رابطہ رکھنے کے دوران میں اس سے کوئی غلطی ہو سکتی ہے۔ ہمیں بھی بھارت جانا ہو گا۔"

ثانی نے پارس سے کہا۔ "یہ پورس کہہ رہا ہے۔ ہمیں بھی بھارت جانا ہو گا۔ بائی دا وے ہماری تعداد کیا ہو گی؟"

پارس نے کہا۔ "بھئی تم تو میرا سایہ ہو۔ آدمیوں کی گنتی ہوتی ہے۔ سائے کی گنتی نہیں ہوتی۔"

وہ بولی۔ "مگر ایسے سائے کی گنتی ہوتی ہے جو سورج ڈوبنے کے بعد بجلی کی لوڈشیڈنگ کے باوجود ساتھ رہتا ہے۔ پورس تم بھی کچھ بولو؟"

"کیا بولوں؟ تم میری بھابی ہو اور میں تمہاری انسلٹ نہیں کرنا چاہتا۔ دیکھو نا' شیطان کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ سائے کی طرح پیچھے پڑا رہتا ہے۔ اندھیرے میں تو اور پیچھے پڑ جاتا ہے۔ میں اپنی پیاری بھابی جان کو سایہ نہیں کہوں گا۔"

ثانی اور پورس نے ہنستے ہوئے ایک دوسرے کے ہاتھ پر ہاتھ مارا۔ پارس نے کہا۔ "بچو! بہت ہنس رہے ہو۔ میں تمہارے لئے بھی ایسی ہی ایک مذاق اڑانے والی کا بندوبست کروں گا۔"

ثانی نے کہا۔ "افسوس جناب تبریزی نے میرے صاحب کو میرا مجازی خدا بنا کر ساری آزادی ختم کر دی ہے۔"

پورس نے پارس سے کہا۔ "تم میرا کچھ نہیں بگاڑ سکو گے۔ میں تم سے عمر میں چند سیکنڈ چھوٹا ہوں۔ ابھی میری شادی کی عمر نہیں ہوئی ہے۔"

"تو پھر چند سیکنڈ کے بعد بالغ ہو جاؤ گے۔"

ثانی نے کہا۔ "یہ کیا تم دونوں نے فضول باتیں شروع کر دی ہیں؟ کام کی بات کرو۔ مہاراج اور مہیش اتنے ذہین نہیں ہیں کہ کسی چالبازی سے بھارت پہنچ جائیں۔ انہیں ہم ہی امریکا سے نکال سکتے ہیں۔"

پورس نے تائید کی۔ "وہ کوئی حماقت کریں گے تو پھر دشمنوں کے ہتھے چڑھ جائیں گے۔"

انہوں نے اس سلسلے میں مجھ سے مشورہ کیا۔ میں نے کہا۔ "ہم تینوں بھارت جاؤ۔ میں ان باپ بیٹے کو دہلی پہنچا دوں گا۔"

میں نے ان سے وعدہ کر کے ایک امریکی فوج کے اعلیٰ افسر سے کہا۔ "تم اکابرین سے انٹرکنکشن کے ذریعے رابطہ کرو۔ میں پندرہ منٹ کے بعد آؤں گا۔"

وہ کچھ کہنا چاہتا تھا۔ میں اس کے دماغ سے چلا آیا۔ سونیا نے میرے دماغ میں آکر کہا۔ "ثانی اب اسرائیل میں الپا کا رول ادا نہیں کر رہی ہے۔ ہمارے دونوں مجاہدین ہمیں مل چکے ہیں۔ الپا جیسی بے وفا اور دوغلی ٹیلی پیتھی جاننے والی کو کسی اسلامی ملک میں نہیں رہنا چاہیے۔ اگر ہماری توقع کے خلاف وہ کسی وجہ سے تنویمی عمل کے اثر سے نکل جائے گی تو لیبیا میں تخریبی کارروائیاں ضرور کرے گی۔ اسے اسرائیل واپس بھیج دو۔"

"ٹھیک ہے۔ تم الپا کے لب و لہجے میں برین آدم سے رابطہ کر کے کہہ دو کہ وہ کل تل ابیب پہنچنے والی ہے۔ لیبیا کے اکابرین سے بھی کہہ دو کہ وہ الپا کو وہاں سے جانے کی اجازت دے دیں۔"

سونیا چلی گئی۔ میں نے فوج کے اعلیٰ افسر کے پاس آکر اس کے

خیالات پڑھے پھر اس کی زبان سے کہا۔ "میں فرہاد علی تیمور بول رہا ہوں۔ تم لوگوں نے یہ خوش خبری سن لی ہو گی کہ وہ چاروں چالباز یوگا جاننے والے افسران کیسے عذاب میں مبتلا ہیں۔ وہ اپنے زخموں کی خود مرہم پٹی کر سکتے ہیں اور نہ کسی ڈاکٹر سے کرا سکتے ہیں۔"

ایک حاکم نے کہا۔ "ہم جانتے تھے کہ وہ آپ سے نہ خود چھپ سکیں گے اور نہ مجاہدین کو چھپا سکیں گے لیکن انہیں اپنی یوگا کی صلاحیتوں اور ٹیلی پیتھی جاننے والے باپ بیٹے پر بڑا بھروسا تھا۔"

"مسٹر فرہاد! کیا آپ نے ان مجاہدین کے علاوہ ان باپ بیٹے کو بھی ڈھونڈ نکالا ہے؟"

میں نے پوچھا۔ "کیوں پوچھ رہے ہو؟ کیا اب تمہارے ملک میں کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا نہیں رہا؟"

"آپ ہم سے زیادہ سمجھتے ہیں۔ ان باپ بیٹوں کے دماغوں میں بھوسا بھرا ہوا ہے۔ آپ ان گدھوں کو قیدی بنا کر کیا کریں گے۔ انہیں بھیک کے طور پر ہمیں دے دیجئے۔"

"تم لوگوں نے یہ کہاوت سنی ہو گی نا؟ کھوٹا سکہ بھی کسی وقت کام آجاتا ہے۔"

"جی ہاں۔ کھوٹا سکہ اندھوں کو خیرات دینے کے کام آتا ہے اور ٹیلی پیتھی کی دنیا میں ہم بالکل اندھے ہیں۔"

"فریب اور مکاری کو تم لوگوں سے زیادہ کون جانتا ہے؟ ثواب کمانے اور خیرات دینے میں دھوکا کرتے ہو۔ میں نے یہ اعتراف نہیں کیا ہے کہ ان باپ بیٹوں پر قابو پا چکا ہوں لیکن یہ جانتا ہوں کہ وہ کہاں ہیں اور اب بھارت جانے والے ہیں۔"

"پلیز آپ ان کی نشاندہی کریں؟"

"کیوں کروں؟ تم لوگوں نے کبھی کوئی نیکی کی ہے؟ مجھ سے توقع نہ رکھو۔ خدا کا شکر ادا کرو کہ مجاہدین کے سلسلے میں ہمیں دھوکا دینے کی سزا تمہیں نہیں دی گئی۔ وہ صرف چار افسران عبرت ناک سزا پاتے رہیں گے۔ میں نے انہیں غائب دماغ رکھ کر ان کے ہی ہاتھوں سے زخموں پر ایسی دوا لگوا دی ہے کہ اب ان کے زخم بڑھتے اور پھیلتے ہوئے پورے جسم کو سڑاتے اور گلاتے رہیں گے۔"

میری باتیں سن کر وہ سہم گئے تھے اور سوچ رہے تھے۔ وہی سزا انہیں ملتی تو وہ سب ان چار افسروں کی طرح اپنے بنگلے میں بے یارومددگار پڑے رہتے۔ میں پہلے ہی دھمکی دے چکا تھا کہ ان چاروں کے قریب جانے والا زندہ واپس نہیں آئے گا۔

میں نے کہا۔ "مجھے ٹیلی پیتھی جاننے والے باپ بیٹوں سے کوئی دلچسپی نہیں ہے لیکن یہ بتا دوں کہ وہ تینوں افواج کے سربراہوں کے دماغوں میں ہیں۔ اگر امریکا سے باہر جاتے ہوئے انہیں گرفتار کرنے کی حماقت کی جائے گی تو وہ ان تینوں کے دماغوں تک پہنچ کر انہیں خودکشی کرنے پر مجبور کر دیں گے۔"

ثانی' پارس اور پورس کو میں نے بتایا کہ اب انہیں کیا کرنا ہے؟ انہوں نے ان باپ بیٹوں کو نیویارک جانے پر مائل کیا۔ ادھر میں نے' سلمان اور جلال پاشا نے تینوں افواج کے سربراہان کے دماغوں پر غالب آکر انہیں اپنے ملک کے تمام اکابرین سے رابطہ کرنے پر مجبور کیا۔ ان تینوں نے ان سے کہا۔ "آپ حضرات ہمارے یوگا جاننے والے افسران کا انجام دیکھ رہے ہیں۔ اب وہ مہاراج اور مہیش ہمارے دماغوں میں آکر دھمکیاں دے رہے ہیں کہ نیویارک سے ایشیائی ممالک کو جانے والی کسی بھی فلائٹ کے مسافر کی تصویر اینٹی میک اپ کیمروں سے نہ لی جائے اور نہ انہیں یہاں سے جانے سے روکا جائے ورنہ ہم مجبور ہو کر اپنے ہی ہتھیاروں سے خودکشی کر لیں گے۔"

وہ اکابرین بھی یہ نہیں چاہتے تھے کہ تینوں افواج کے سربراہان کو خوامخواہ سزائے موت ملے۔ انہوں نے نیویارک کی پولیس اور انٹیلی جنس کو سمجھا دیا کہ ایشیائی ممالک کی طرف جانے والے کسی بھی مسافر کو نہ روکا جائے۔ اس طرح ان باپ بیٹوں کے علاوہ مجاہدین اعظم فرہاد گیلانی اور قاسم بن حشام بھی بہ آسانی ملک سے باہر چلے گئے۔

○☆○

میں پچھلے باب میں یہ بیان کر چکا ہوں کہ جب میں سونیا کے ساتھ لیبیا سے پیرس جا رہا تھا تو ہمیں ایک بوڑھی افغانی عورت ملی تھی۔ اس نے ہمیں بتایا تھا کہ افغانستان کی خانہ جنگی میں اس کا جوان بیٹا اور خاندان کے کئی عزیز و اقارب ہلاک کر دیے گئے ہیں۔ ان کے مکانات کو بمباری کے ذریعے کھنڈر بنا دیا گیا ہے۔

اب وہ بھی اپنی آخری سانسیں پوری کرنے اور اپنے وطن کی مٹی میں دفن ہونے جا رہی تھی۔ میں نے اور سونیا نے اسے سہارا دے کر طیارے کی سیڑھی پر چڑھایا تھا پھر اس کی سیٹ پر اسے آرام سے بٹھا کر ہم اپنی سیٹوں پر آکر بیٹھ گئے تھے۔ تب سونیا نے مجھ سے کہا تھا کہ وہ مظلوم افغانی عورت بوڑھی نہیں بلکہ بھرپور جوان ہے۔ اس نے اتنی مہارت سے میک اَپ اور گیٹ اَپ کیا تھا کہ سچ مچ بوڑھی لگتی تھی۔

میں نے اس کے خیالات پڑھے تو معلوم ہوا کہ وہ اٹلی کے ایک کیمپ میں سراغ رسانی اور جدید ترین ہتھیار استعمال کرنے کی تربیت حاصل کر چکی تھی۔ اس کی طرح اور کئی افغانی عورتیں اور مرد بڑی بڑی رقم حاصل کرنے کے لالچ میں غیر ملکی دشمنوں کے آلۂ کار بنے ہوئے تھے جو بوڑھی بنی ہوئی تھی اس کا نام مہروز تھا۔ وہ کیمپ میں تربیت مکمل کر چکی تھی اور اب مجاہدِ اعظم مرحبا توصیف کو قتل کرنے یا کرانے کے لئے افغانستان جا رہی تھی۔

میں نے ثانی' ثنا اور جلال پاشا وغیرہ کو مہروز کے دماغ میں پہنچا دیا تھا پھر میرا اور سونیا کا سفر پیرس پہنچ کر ختم ہو گیا تھا لیکن خیال خوانی کے ذریعے مہروز کے بارے میں معلومات حاصل کی جا رہی تھیں۔ اسی دن ظہر کی نماز کے بعد جناب تبریزی نے کہا تھا کہ

عارضی طور پر کانفرنس ملتوی کی جارہی ہے کیونکہ دشمنانِ اسلام بابا صاحب کے ادارے کو تباہ کرنے کی ناپاک سازشیں کررہے ہیں۔ انہوں نے علی کو ہدایت دی تھی کہ وہ فوراً افغانستان چلا جائے۔ فہمی ٹرانسفارمر مشین سے گزر کر ٹیلی پیتھی کا علم حاصل کر کے آدھی رات یا دوسری صبح تک علی کے پاس پہنچ جائے گی۔

ثانی اور ثنا نے علی سے کہا تھا جب تک فہمی اس کے پاس نہیں پہنچے گی' وہ دونوں خیال خوانی کے ذریعے علی کے پاس جاتی آتی رہیں گی اور افغانستان میں اسے بتائیں گی کہ مہروز کس علاقے میں کن لوگوں کے ساتھ ہے۔

اگرچہ مہروز ایک بوڑھی بن کر تنہا گئی تھی لیکن افغانستان میں اس کے کئی ایسے ساتھی تھے جو مخالف کیمپ میں ٹریننگ حاصل کرچکے تھے۔ ان میں سے پانچ ساتھیوں نے مہروز کا استقبال کیا پھر اسے اپنے ساتھ فرح کے علاقے میں لے آئے۔ یہ علاقہ مشرقی ایران کے قریب ہے۔ طالبان اور ایران کے درمیان کچھ اسی قسم کی کشیدگی تھی جیساکہ عام مسلم ممالک کے درمیان ہے۔ ایران کی یہ بنیادی پالیسی ہے کہ وہ اپنے اطراف ایشیائی ممالک سے دوستی رکھے تاکہ یورپ اور امریکا کی برتری قائم نہ رہ سکے۔ اس کے برعکس طالبان' مجاہدین کی ایک ایسی جماعت تھی جو کم سے کم عرصے میں اچانک فوجی قوت بن کر افغانستان کے بیشتر علاقوں میں فتوحات حاصل کررہی تھی۔ یہ ایک راز تھا کہ اس جماعت کو مہنگے اور جدید ترین ہتھیار اور جنگی طیارے کہاں سے حاصل ہورہے ہیں اور مدرسوں میں پڑھنے والے طالبان کو جدید ہتھیار کا استعمال اور جنگی حکمتِ عملی کون سکھارہا ہے؟

ویسے طالبان مذہبی اعتبار سے اور محبانِ وطن کی حیثیت سے کوئی منفی کارروائیاں نہیں کررہے تھے۔ ہم جیسے ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی کچھ جاننے کے باوجود ان کے بارے میں بہت کچھ جاننے سے قاصر رہے تھے۔

مہروز نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ "پورے افغانستان کا نقشہ میرے ذہن میں ہے۔ تم لوگ اس علاقے فرح میں اس لئے آئے ہو کہ یہاں طالبان کا قبضہ ہے اور سرحد پار ایران ہے۔ ہمارا دشمن مرحبا توصیف یا تو طالبان کی پناہ میں رہے گا یا پھر پناہ لینے ایران چلا جائے گا۔"

ایک ساتھی نے کہا۔ "درست سمجھ رہی ہو۔ مرحبا کے لئے پاکستان یہاں سے دور اور ایران نزدیک ہے۔ مرحبا کو یہاں خطرہ محسوس ہوگا تو وہ ایران جائے گا۔"

دوسرے ساتھی نے کہا۔ "طالبان کے کیمپ میں بڑا سخت پہرا ہے۔ انہوں نے ہمیں افغانی تسلیم کر کے یہاں قیام کرنے کی اجازت دی ہے لیکن کیمپ کے اندر جانے کی اجازت نہیں دیتے۔"

تیسرے ساتھی نے کہا۔ "یہاں کسی طرح مرحبا کے لئے خطرہ پیدا کیا جائے تو وہ ایرانی سرحد کی طرف بھاگے گا۔ ایسے وقت ہم اسے گولیوں سے چھلنی کردیں گے۔"

مہروز نے کہا۔ "ہم سب افغانی ہیں لیکن افغانی روایات کو بھول رہے ہیں۔ یہاں مرحبا کے لئے خطرہ پیدا کیا جائے گا تو طالبان اسے سخت پہرے میں رکھ کر کسی دوسرے علاقے کے کیمپ میں چلے جائیں گے لیکن اسے ایران نہیں جانے دیں گے کیونکہ افغانی اپنے مہمانوں کی خود حفاظت کرتے ہیں۔ مہمان پناہ کے لئے دوسرے قبیلے میں چلا جائے تو اپنی توہین سمجھتے ہیں۔ میں یقین سے کہتی ہوں کہ وہ مرحبا توصیف کو ایران نہیں جانے دیں گے۔"

چوتھے ساتھی نے ہنستے ہوئے کہا۔ "ہم خوامخواہ بحث کررہے ہیں۔ ابھی تک یہ تصدیق نہیں ہوسکی ہے کہ مرحبا توصیف یہاں طالبان کے کیمپ میں ہے یا نہیں؟ پھر ہم میں سے کسی نے مرحبا توصیف کو دیکھا نہیں ہے۔ صرف اس کی تصویریں دیکھی ہیں۔ بہتر ہے پہلے اس کی یہاں موجودگی کی تصدیق کی جائے۔"

شام سے پہلے علی کوئٹہ پہنچ گیا۔ وہاں سے ایک پجیرو خرید کر افغانستان کی سرحد میں داخل ہوگیا۔ کوئٹہ میں پجیرو اور لینڈ کروزر جیسی چوری کی ہوئی گاڑیاں سستے داموں مل جاتی تھیں۔ علی کے پاس پاکستان کا پاسپورٹ اور دیگر اہم شناختی کاغذات تھے۔ وہ پہلے بھی ایک طویل عرصے تک لاہور میں رہ چکا تھا۔ اس نے افغانستان کی چیک پوسٹ پر اپنے کاغذات دکھائے۔ خود کو ایک صحافی ثابت کیا اور کہا کہ وہ ایسے علاقوں سے گزرے گا' جہاں طالبان غالب آچکے ہیں۔ دوسری کسی سیاسی جہاد کرنے والی پارٹیوں کے علاقوں سے نہیں جائے گا۔

ثانی اور ثنا نے خیال خوانی کے ذریعے اسے بتا دیا تھا کہ مہروز اپنے پانچ ساتھیوں کے ساتھ فرح کے علاقے میں ہے اور جو بھی مختلف تربیتی کیمپوں سے آتے ہیں اور اتفاقاً کہیں ملتے ہیں تو ایک خاص کوڈ ورڈز سے پہچانے جاتے ہیں۔ مہروز کے چور خیالات نے بتایا تھا کہ کوڈ ورڈز کے طور پر پہلا شخص کہتا ہے۔ "وی آران دی تھارن وے (ہم کانٹوں کی راہ پر ہیں)"

دوسرا شخص جواباً کہتا ہے۔ "وی ہیو ٹو ڈو اور ڈائی (ہمیں مر جانا ہے یا کر جانا ہے)"

علی نے ایک افغانی گائیڈ کو اچھی خاصی رقم دے کر اس سے کہا تھا۔ "نمروز کے علاقے سے گزرنے والے راستے سے فرح چلو۔ آج رات وہیں قیام کریں گے۔"

ثنا نے خیال خوانی کے ذریعے پوچھا۔ "بھائی جان! آپ اتنی روانی سے پشتو کیسے بول لیتے ہیں؟"

"میں نے اور فہمی نے بہت عرصے تک لاہور میں رہ کر افغانی زبان سیکھی ہے۔ افغانستان میں پشتو کے علاوہ دوسری فارسی ملی جلی زبان اور شمالی حصے میں ازبکستان کی ملی ہوئی زبانیں بولی جاتی ہیں۔ جناب تبریزی نے اسی لئے افغانستان جانے کے لئے میرا اور فہمی کا انتخاب کیا ہے۔"

"کیا ضروری ہے کہ فہمی آپ کے پاس افغانستان آئے؟ وہاں ہمیشہ گولیاں چلتی رہتی ہیں۔ بموں کے دھماکے ہوتے رہتے ہیں۔"

"میں نہیں چاہتا۔ وہ ادارے میں ہی رہ کر خیال خوانی کے ذریعے میرے کام آسکتی ہے۔ یہ بات تم اسے سمجھاؤ۔"

"فہمی ٹرانسفارمر مشین سے گزرنے کے بعد نیم بے ہوشی کی حالت میں ہے۔ وہ ہوش میں آئے گی تو اسے سمجھاؤں گی۔"

گاڑی آگے بڑھتے بڑھتے اچانک رک گئی۔ بیچ سڑک پر ایک عورت اوندھے منہ پڑی ہوئی تھی۔ علی نے کہا۔ "ثنا! تم ابھی میرے پاس موجود رہو۔"

ثانی نے کہا۔ "میں بھی موجود ہوں۔ ضرورت پڑی تو اور آجائیں گے۔"

گائیڈ بن کر ڈرائیو کرنے والا... دروازہ کھول کر باہر آیا۔ آہستہ آہستہ چلتا ہوا سڑک پر پڑی ہوئی عورت کے قریب پہنچا۔ مسافروں کو لوٹنے والوں نے پرانا طریقہ اختیار کیا تھا۔ ڈرائیور نے جیسے ہی جھک کر اس عورت کو سیدھا کیا تو وہ زندہ تھی بلکہ زندہ تھا۔ وہ ریوالور اس کے سینے پر رکھ کر بولا۔ "گاڑی میں مال کیا ہے؟"

سڑک کے دونوں کناروں والی جھاڑیوں سے چھ افغانی کلاشن کوف لئے نمودار ہوئے۔ اتنی دیر میں ثانی مجھے اور سلمان کو بلالائی تھی کیونکہ اس کے علاوہ ہم بھی وہاں کی زبانیں جانتے تھے۔

جھاڑیوں سے نکلنے والے ڈاکوؤں کے لیڈر نے اونچی آواز میں کہا۔ "جتنے مسافر گاڑی کے اندر ہیں وہ خالی ہاتھ باہر آجائیں۔"

میں نے اس کے ذریعے دوسرے ڈاکو ساتھیوں کو مخاطب کرنے پر مائل کیا۔ وہ ایک دوسرے سے محتاط رہنے کے لئے بولتے رہے۔ یہ بھی کہتے رہے کہ یہ طالبان میں سے کسی کی گاڑی ہوگی تو اس میں ہتھیار اور بم بلاسٹنگ کا سامان بھی ہوگا۔

لیڈر نے پھر للکار کر کہا۔ "باہر آؤ۔ ورنہ ہم گرنیڈ کے ذریعے تمہاری گاڑی کے پرخچے اڑادیں گے۔"

اندھیرے میں صرف دو ہیڈ لائٹس روشن تھیں۔ گاڑی کے اندر کچھ نظر نہیں آرہا تھا۔ علی نے کہا۔ "میں باہر نہیں آسکتا۔ مجبور ہوں۔ مجھے یہاں رسیوں سے باندھا گیا ہے۔ میری مدد کرو۔"

لیڈر نے دو آدمیوں کو حکم دیا کہ وہ گاڑی کے دونوں طرف جاکر گاڑی کے اندر دیکھیں۔ عورت بن کر سڑک پر رہنے والے نے اپنا ریوالور علی کے گائیڈ کو دے کر کہا۔ "اس کی ضرورت مجھے ہے کیونکہ اب گولیاں چلنے والی ہیں۔"

میں نے اسے مجبور کیا تھا کہ وہ اپنا ریوالور گائیڈ کو دے۔ ادھر گاڑی کے قریب آنے والوں کو علی نے نشانے پر رکھ کر گولیاں چلائیں۔ قریب آنے والے وہیں ڈھیر ہوگئے۔ دونوں طرف جھاڑیوں کے پاس بھی مسلسل فائرنگ ہورہی تھی۔ ثانی' سلمان اور میں مختلف دماغوں میں جاکر دشمنوں کے ہتھیاروں سے دشمنوں کو ہی ہلاک کررہے تھے۔

چند منٹ کے بعد ہی خاموشی چھا گئی۔ ان دشمنوں میں سے کوئی ایک دوسرے پر گولیاں چلانے والا نہیں رہا تھا۔ صرف وہ عورت کا لباس پہننے والا زندہ رہ گیا تھا۔ گائیڈ اسے پکڑ کر علی کے پاس لایا۔ علی نے پوچھا۔ "تم لوگ مسافروں کو لوٹتے ہو اور خود کو مجاہدین کہتے ہو۔"

وہ سہم کر بولا۔ "میں قسم کھا کر کہتا ہوں۔ ہم مجاہدین ہیں اور مسافروں سے مال لوٹ کر اس رقم سے اسلحہ خریدتے ہیں۔"

"یہ جہاد نہیں ڈکیتی ہے اور تم لوگ ایسی حرکتیں کر کے طالبان جیسے مجاہدین کو بدنام کرتے ہو۔"

یہ کہہ کر اس نے اسے بھی گولی ماردی۔ گائیڈ ڈرائیور نے اسٹیئرنگ سیٹ پر آکر گاڑی اسٹارٹ کی پھر وہ آگے چل پڑے۔ ہم سب واپس چلے گئے۔ صرف ثنا علی کے پاس رہ گئی۔

مہروز اور اس کے پانچ ساتھی فرح کے ایک مکان میں تھے۔ طالبان کے کمانڈر کو بتایا گیا تھا کہ وہ سب پیدائشی افغانی ہیں۔ روزگار کے لئے پاکستان کے شہر کوئٹہ گئے تھے۔ ان پانچوں کے ساتھ ایک ضعیف خاتون ہے جس کا جوان بیٹا اور کئی رشتے دار اس ملک میں خانہ جنگی کے باعث ہلاک ہوچکے ہیں۔

ان کے بارے میں مطمئن ہوکر کمانڈر نے انہیں ایک رات اور ایک دن قیام کرنے کی اجازت دی اور رات کو اپنے ساتھ کھانے کی دعوت بھی دی۔ مہروز نے کہا۔ "یہی موقع ہے اپنے میزبان کمانڈر کو تحفہ دیا جائے۔ ملکی حالات کے پیشِ نظر یہاں سب سے قیمتی تحفہ اسلحہ ہوتا ہے۔ کمانڈر کو جدید طرز کی شاٹ گن دی جائے جس کے بلٹ کیسٹ میں ننھا سا جاسوس آلہ چھپا ہوا ہے۔"

سب نے تائید کی۔ وہ سب دعوت سے واپس آکر اس جاسوس آلے کے ذریعے ہیڈ فون سے کمانڈر وغیرہ کی باتیں سن سکتے تھے۔ وہ جدید طرز کی شاٹ گن ایک چھوٹے سے خوبصورت بریف کیس میں رکھی ہوئی تھی۔ ثانی نے ایک شخص کے دماغ پر قبضہ جمایا۔ جب وہ کمرے میں تنہا تھا' تب اس نے بلٹ کیسٹ میں سے اس آلے کو نکال کر کھڑکی کے باہر دور پھینک دیا تھا۔

وہاں رات کا کھانا نمازِ عشاء کے بعد ہوا کرتا تھا۔ اس وقت تک علی وہاں پہنچ گیا۔ کئی طالبان نے اس کی اور گاڑی کی تلاشی لی۔ علی کے پاس سے صرف ایک ریوالور برآمد ہوا۔ اس نے پشتو زبان میں کہا۔ "میں کراچی میں پھلوں کا تاجر ہوں۔ افغانستان کی طرح کراچی میں بھی گولیاں اور گولے برستے ہیں۔ میں نے سوچا جب مرنا ہی ہے تو پھر میں اپنے وطن میں جاکر جان دوں گا۔ میرے رشتے دار اور عزیز کابل سے سو کلو میٹر دور پرویز آباد میں رہتے ہیں۔"

انہوں نے اس کے کاغذات وغیرہ بھی دیکھے پھر مطمئن ہو کر کمانڈر کو اطلاع دی کہ ایک ہی مسافر ہے اور وہ آباؤ اجداد کے زمانے سے افغانی ہے۔ اس نے صرف اپنی حفاظت کے لئے ایک ریوالور رکھا ہے۔ وہ ریوالور ضبط کرلیا گیا ہے۔ دوسری صبح وہ کابل کی طرف جائے گا تو اس کا ریوالور اسے واپس کردیا جائے۔

علی کو بھی اس بڑے مکان میں قیام کے لئے ایک کمرا دیا گیا' جہاں مہروز اپنے پانچ ساتھیوں کے ساتھ تھی۔ وہ سب اسے ٹٹولتی ہوئی نظروں سے دیکھتے رہے اور طرح طرح کے سوالات کرتے رہے۔ علی انہیں جوابات دے کر مطمئن کرتا رہا۔ ثنا نے اس سے کہا۔ "بھائی جان! میں باری باری ان کے دماغوں میں جارہی ہوں۔ پہلے یہ آپ پر شبہ کررہے تھے کہ آپ مجاہد اعظم مرحبا توصیف کے جاسوس ہوسکتے ہیں لیکن اب یہ کسی حد تک مطمئن ہوگئے ہیں۔"

"یہ کبھی شبہ نہیں کرسکیں گے۔ میں انہیں جھانسا دیتا رہوں گا۔"

طالبان کے کمانڈر کی طرف سے رات کے کھانے میں علی کو بھی شریک کیا گیا۔ وہ پانچوں بھی تھے۔ مہروز کو خواتین کے پاس بھیج دیا گیا تھا۔ ان پانچوں میں سے ایک نے کمانڈر سے کہا "میں اس شاٹ گن کو تحفے کے طور پر خود اپنے ہاتھوں سے پیش کرنا چاہتا تھا لیکن طالبان نے ہم سے تمام ہتھیار لے لیے تھے۔"

کمانڈر نے کہا "کوئی بات نہیں۔ آپ کا وہ تحفہ مجھے مل گیا ہے اور مجھے بے حد پسند آیا ہے۔ آپ کے تحفے کا بہت بہت شکریہ۔"

کھانے کے دوران میں کمانڈر اور اس کے مشیر ہم سے طرح طرح کے سوالات کرتے رہے۔ ہم بھی ان سے افغانستان کے حالات حاضرہ پر گفتگو کرتے رہے پھر کھانے کے بعد ان سے رخصت ہو کر اپنی قیام گاہ پر واپس آگئے۔ مہروز اپنے بڑھاپے اور بیماری کا بہانہ کرکے پہلے ہی چلی آئی تھی اور ایک کمرے میں کانوں سے ہیڈ فون لگائے' کمانڈر وغیرہ کی باتیں سننے کی کوشش کررہی تھی۔

ہماری آمد پر اس نے دروازہ کھولا۔ میں نے کہا "آپ تو ہم جواں مردوں سے زیادہ پھرتیلی ہیں۔ ہم سے پہلے ہی واپس آگئیں۔ ویسے آپ کچھ پریشان نظر آرہی ہیں۔"

وہ بولی "میں کچھ بیمار ہوں۔ یہ سب میری دیکھ بھال کرنے والے ہیں۔ آپ پریشان نہ ہو۔ اپنے کمرے میں جاکر آرام کریں۔"

میں اپنے کمرے میں آگیا۔ مہروز نے اپنے کمرے کے دروازے کو بند کرکے دھیمی آواز میں ساتھیوں سے کہا "اس آلے سے کسی کی آواز سنائی نہیں دے رہی ہے۔ تم لوگوں نے اس شاٹ گن کو چیک کیا تھا؟ کیا اس میں جاسوس آلہ تھا؟"

ایک نے کہا "بالکل تھا۔ میں نے اپنے ہاتھ سے اس آلے کو سیٹ کیا تھا۔ ان تینوں نے دیکھا ہے پھر ہم نے سفر کے دوران میں آزمایا تھا۔ ہمیں اس کے ذریعے اپنے ایک ساتھی کی آوازیں سنائی دی تھیں۔"

مہروز نے پوچھا "کیا وہ آلہ کسی وجہ سے الگ ہو کر کہیں گر سکتا ہے؟"

"سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ آلے کو گلیو سے چپکایا گیا تھا' وہ کبھی نکل نہیں سکتا تھا۔"

"پھر آواز کیوں نہیں آرہی ہے؟"

وہ سب باری باری ہیڈ فون کو کان سے لگا کر سننے کی ناکام کوششیں کرنے لگے اور حیران ہونے لگے کہ جاسوس آلہ کام کیوں نہیں کررہا ہے۔ ایک اندیشہ یہ تھا کہ کمانڈر چالاک ہوگا اور جدید سائنسی آلات کو سمجھتا ہوگا تو اس نے شاٹ گن میں لگے ہوئے آلے کو پہچان کر ناکارہ بنا دیا ہوگا اور ان پانچوں کی دشمنی اس پر ظاہر ہوگئی ہوگی۔ ہوسکتا ہے رات کی تاریکی میں طالبان نے اس مکان کو گھیر لیا ہو اور صبح انہیں گولی مارنے والے ہوں۔

وہ سب ایک کمرے میں پریشان تھے۔ علی اس مکان سے باہر آکر ایک کھڑکی سے ذرا دور اس ننھے سے جاسوس آلے کو اٹھا کر لے آیا۔ اس نے بیرونی دروازے کو اندر سے بند کیا پھر ان کے بڑے کمرے کے دروازے پر دستک دی۔ وہ لوگ اندر پریشان ہو کر باتیں کررہے تھے۔ دستک سن کر سہم گئے۔ علی نے پھر دستک دے کر کہا "دروازہ کھولو۔ میں فلک ناز خان ہوں۔"

دروازہ کھل گیا۔ کھولنے والے نے پیچھے ہٹ کر پوچھا "کیا بات ہے؟ کیوں آئے ہو؟"

علی نے کہا "میں ٹائلٹ جانا چاہتا ہوں مگر ٹائلٹ جانے کا راستہ اس بڑے کمرے سے جاتا ہے۔ میں نے سوچا شاید تم لوگ سو گئے ہو اس لیے میں باہر اندھیرے میں چلا گیا۔ جب واپس آنے لگا تو میں نے دو طالبان کو گن لیے ایک درخت کے پیچھے دیکھا۔ ان میں سے ایک کہہ رہا تھا۔ یہاں پہلے آنے والے وہ پانچوں جاسوس ہیں۔ انہوں نے شاٹ گن میں جاسوس آلہ لگا کر دیا تھا۔ یہ بات وہ کمانڈر سے کہنا چاہتے تھے لیکن کمانڈر کچھ ساتھیوں کے ساتھ کسی مورچے پر گیا ہے۔ صبح واپس آئے گا تو وہ جاسوسی آلہ اس کے سامنے پیش کیا جائے گا پھر تم پانچوں کو گولیوں سے چھلنی کردیا جائے گا۔"

وہ سہم کر ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ علی نے کہا "گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے ان دو طالبان کو بڑی خاموشی سے ہلاک کردیا ہے۔ یہ دیکھو۔ یہ وہی جاسوس آلہ ہے نا؟"

علی نے وہ آلہ دکھایا تو سب ہی تائید میں سر ہلانے لگے۔ علی نے کہا "مجھے یقین ہوگیا ہے کہ ہم سب ایک ہیں۔ غیر ملکی جاسوس ہیں۔ میں کوڈ ورڈز کہہ کر اور تمہارا جواب سن کر مطمئن ہونا چاہتا ہوں۔"

یہ کہہ کر اس نے کوڈ ورڈز ادا کیے "وی آر آن دی تھارن

وے۔"

وہ سب خوش ہوگئے۔ ایک نے جواباً کہا "وی ہیو ٹو ڈو اور ڈائی۔"

پھر وہ پانچوں خوشی سے مصافحہ کرنے لگے۔ علی نے کہا "وقت برباد نہ کرو۔ تم پانچوں کے خلاف دوسرے طالبان کو بھی یہ بات معلوم ہوگی۔ یہاں ان کی تعداد کم ہے اس لیے انہوں نے صرف دو طالبان کو یہاں تمہاری نگرانی کے لیے بھیجا تھا۔ میں نے انہیں ہلاک کرکے پہاڑی کے نیچے پھینک دیا ہے۔ ابھی راستہ صاف ہے۔ جتنی جلدی ہوسکے' یہاں سے بھاگ جاؤ۔"

مہروز نے پوچھا "اور تم؟"

"مجھ پر کسی کو شبہ نہیں ہوگا کیونکہ میں بعد میں آیا ہوں۔ میرے پاس پکے کاغذات اور پکے ثبوت ہیں۔ وہ مجھے پھلوں کا بیوپاری ہی سمجھیں گے۔"

وہ سب اپنا مختصر سا سامان سمیٹنے لگے۔ مہروز نے کہا "ہم گاڑی چلا کر جائیں گے تو اس کی آواز دوسرے طالبان تک پہنچے گی پھر وہ ہمیں فرار ہونے کا موقع نہیں دیں گے۔"

علی نے کہا "تم بوڑھی ہو مگر حالات سے مجبور ہو۔ یہاں سے دبے پاؤں جانا ہوگا۔ رات ہی رات جتنی دور یہاں سے جاسکو' اتنی ہی زندگی کی ضمانت مل سکے گی۔"

ایک نے کہا "ہم سب جائیں گے۔ تم یہاں تنہا رہ کر اپنے لیے جان کا خطرہ مول لوگے۔"

"میری تنہائی اور خطرے کی بات نہ کرو۔ کیا تم سب خطرات سے کھیلنے نہیں آئے ہو؟"

انہوں نے ہاں کے انداز میں سر ہلایا۔ علی نے کہا "ابھی تک یہ تصدیق نہیں ہوئی ہے کہ انہوں نے اپنے مجاہد مرحبا توصیف کو اسی کیمپ میں چھپا کر رکھا ہے۔ یا وہ کسی دوسرے کیمپ میں ہے۔ میں جان ہتھیلی پر لے کر آیا ہوں۔ تصدیق کیے بغیر یہاں سے نہیں جاؤں گا۔ اگر وہ مرحبا یہاں ہوگا تو اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ تم سب فوراً یہاں سے جاؤ۔"

علی کے کمرے کو چھوڑ کر تمام کمروں کی بتیاں بجھا دی گئیں۔ ایک نے بیرونی دروازے کو کھول کر باہر دور دور تک دیکھا۔ اندھیرے میں بھلا کیا دکھائی دیتا۔ ان سب نے کان لگا کر آہٹیں سننے کی کوششیں کیں پھر سب ہی دبے قدموں وہاں سے جانے لگے۔ ثنا نے کہا "بھائی جان آپ کے خیالات بتا رہے ہیں کہ آپ' پاپا سے باتیں کریں گے۔ میں ابھی بلاتی ہوں۔"

چند لمحوں کے بعد میں علی کے پاس پہنچ گیا۔ اس نے مجھے مختصر حالات بتائے۔ میں کمانڈر کے دماغ میں پہنچا۔ وہ سو رہا تھا۔ میں نے اسے جگا کر پوچھا "کیا تم نے فرہاد علی تیمور کا نام سنا ہے؟"

وہ بولا "یہ نام تمام طالبان اور تمام کمانڈرز جانتے ہیں اور ان کے احسانات مانتے ہیں۔"

"ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے کام آئے تو یہ احسان نہیں ہوتا' دینی فریضہ ہوتا ہے۔ اس وقت بھی اہم فرض ادا کرنے کے لیے آپ کو زحمت دی ہے۔ آج آپ نے چھ مہمانوں کی تواضع کی۔ ان میں سے صرف ایک مہمان فلک ناز خان سچا اور دیانت دار ہے۔ باقی پانچ مرد اور ایک بوڑھی عورت مہمان غیر ملکی جاسوس ہیں۔"

وہ بولا "یا خدا! میری آستین میں سانپ ہیں؟"

میں نے کہا "آگے سنیں۔ وہ دعوت کے بہانے آپ کے کیمپ میں آئے اور یہ معلوم کرلیا کہ مجاہد اعظم مرحبا توصیف آپ کے کیمپ میں نہیں ہے۔ کسی دوسرے کیمپ میں چھپا ہوا ہے۔ لہٰذا وہ پانچوں اس بوڑھی کے ساتھ ابھی آپ کا مہمان خانہ چھوڑ کر بھاگ رہے ہیں۔ رات کو گاڑیوں کا شور ہوگا اس لیے وہ پیدل فرار ہورہے ہیں۔ آپ فوراً طالبان کو ان کے تعاقب میں بھیجیں وہ زیادہ دور نہیں گئے ہوں گے۔"

وہ طالبان کو بلا کر ہدایات دینے لگا۔ انہیں بتایا کہ مہمان خانے سے ایک بوڑھی اور پانچ مرد فرار ہوگئے ہیں۔ وہ سب غیر ملکی جاسوس ہیں۔ فلک ناز خان نامی مہمان معزز ہے۔ اس کا محاسبہ نہ کیا جائے۔ وہ فرار ہونے والے پیدل جارہے ہیں۔ فوراً ان کا تعاقب کرو۔ اگر وہ گرفتاری پیش نہ کریں تو انہیں گولیاں مار دو۔

میں نے کہا "ان کے ساتھ وہ عورت دراصل بوڑھی نہیں ہے۔ وہ پچیس برس کی ایک جوان عورت ہے۔ چہرے پر' ہاتھوں اور پیروں پر ماسک میک اپ ہے۔ آپ میک اپ اتاریں۔ پردہ اٹھ جائے گا۔"

میں نے علی کے پاس آکر کہا "میں نے طالبان کو ان کے پیچھے دوڑا دیا ہے۔ تمہارے بارے میں یقین دلایا ہے کہ فلک ناز خان دشمن نہیں ہے۔ پھلوں کا بیوپاری ہے' وہ تمہارا محاسبہ نہیں کریں گے۔ اچھا میں مصروف ہوں۔ مجبوراً جارہا ہوں۔ ضرورت پڑتے ہی بلالینا۔ اب آرام سے سوجاؤ۔"

میں اس کے دماغ سے چلا گیا۔ علی نے کہا "ثنا! اب تم بھی آرام کرو۔ جاؤ سوجاؤ۔"

ثنا نے ہنستے ہوئے کہا "بھائی جان! کیا ہوگیا ہے آپ کو؟ افغانستان میں ابھی رات ہے۔ بابا صاحب (پیرس) کے ادارے میں تو ابھی شام ہوئی ہے اور آپ مجھے سونے کو کہہ رہے ہیں۔ آپ بہت تھکے ہوئے ہیں۔ چلیں بستر پر جائیں۔ میں آپ کو ٹیلی پیتھی کے ذریعے سلاؤں گی۔ آپ کے دماغ کو ہدایات دوں گی کہ آپ سونے کے دوران میں اپنے دماغ میں میری سوچ کی لہروں کو محسوس نہ کریں۔ ورنہ آپ دماغ میں کسی کو بھی محسوس کرتے ہی جاگ جائیں گے۔"

"تم نے پاپا کی باتیں نہیں سنیں کہ طالبان میرا محاسبہ نہیں کریں گے پھر کیوں خوا مخواہ میرے دماغ میں رہ کر پہرا دیتی رہو

گی۔ "پاپا نے بھی درست کہا۔ آپ بھی درست کہہ رہے ہیں لیکن مہروز ان پانچوں کے ساتھ فرار ہوتے وقت سوچ رہی تھی کہ رات کے اندھیرے میں فرار ہوتے وقت ان پانچوں سے چپ چاپ الگ ہو جائے گی۔ وہ افغانستان کے ایک ایک علاقے سے واقف ہے۔"

علی نے کہا "وہ حرام موت مرے گی۔ کھیتوں میں اور میدانی علاقوں میں پتا نہیں کہاں کہاں ہزاروں بارودی سرنگیں بچھائی گئی ہیں کسی بھی بارودی سرنگ پر پاؤں رکھے گی تو اس کے چیتھڑے اڑ جائیں گے۔"

"وہ بہت چالاک ہے۔ اس کے لباس کے اندر اسلحہ اور بارود چیک کرنے والا آلہ ہے۔ آلے سے ہلکا سا الارم سنائی دیتے ہی پتا چل جاتا ہے کہ دو چار قدم کے فاصلے پر بارودی سرنگ ہے۔"

"وہ جہنم میں جائے۔ مجھے تو کوئی خطرہ نہیں ہے۔"

"میں کہتی ہوں۔ آپ سو جائیں۔ بحث نہ کریں۔ جو بات کہنا نہیں چاہتی' اسے آپ اگلوانا چاہتے ہیں۔"

"اچھا تو مجھ سے کوئی بات چھپا رہی ہو۔ چلو بتاؤ کیا بات ہے۔ ورنہ بستر پر نہیں جاؤں گا۔"

"آپ اچھے بھائی جان نہیں ہیں۔ اپنی بہن کی ایک بات نہیں مانتے ہیں۔ میں آپ سے بات نہیں کروں گی۔"

"میں وعدہ کرتا ہوں۔ تمہاری بات مان لوں گا اور سو جاؤں گا لیکن یہ بتا دو کیا چھپا رہی ہو؟"

"آپ زبان کے سچے ہیں۔ سو جائیں گے نا؟"

"ہاں ہاں سو جاؤں گا۔"

"بھائی جان! بات یہ ہے کہ مہروز بہت چالاک ہے۔ وہ فرار ہونے اور تعاقب کرنے والوں کو فریب دینے کے ہتھکنڈے جانتی ہے۔ وہ سوچ رہی تھی۔ اگر فرار ہونے کی جگہ سے آگے نہ جائے۔ اسی فرار ہونے کی جگہ کہیں چھپ جائے تو دو فائدے ہوں گے' ایک تو طالبان تعاقب میں ان پانچوں کے پیچھے جائیں گے۔ دوسری اہم بات یہ کہ اس کیمپ کے قریب رہ کر وہ مرحبا توصیف کی موجودگی کی تصدیق کرتے ہی اسے گولی مار دے گی۔ کیا اس طرح وہ آپ کے لیے بھی خطرہ نہیں بنے گی۔ خوا مخواہ بحث کر رہے ہیں۔ میں یہاں آپ کے دماغ میں موجود رہوں گی۔ خدا کے لیے سو جائیں۔"

علی نے کہا "بہن کا پیار بھی کیا پیار ہوتا ہے۔ میں زبان ہار چکا ہوں' لو بستر پر آ گیا۔ آنکھیں بند کر چکا ہوں لیکن مجھے سلانے کے بعد مہروز والی بات پاپا' یا ثانی سے ضرور کہہ دینا۔"

وہ آنکھیں بند کر چکا تھا۔ ثنا ٹیلی پیتھی کے ذریعے اس کے دماغ کو ضروری ہدایات دے کر سلانے لگی۔ وہ تھوڑی دیر بعد گہری نیند سو گیا۔ ثنا اپنے وعدے کے مطابق مجھے اور ثانی کو مہروز کے متعلق ضروری باتیں بتا کر پھر علی کے خوابیدہ دماغ میں آ گئی۔ اس کی آمد کے باوجود اس کی ہدایات کے مطابق علی نے اس کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کیا۔ بڑے سکون سے سوتا رہا۔

باہر رات کی تاریکی میں واقعی مہروز نے ان پانچوں ساتھیوں کو چھوڑ دیا تھا۔ بھاگتے رہنے کے دوران میں وہ سب سے پیچھے تھی۔ راستہ بدل کر کب الگ ہو گئی' اس کے ساتھیوں کو پتا نہیں چلا۔ پہلے وہ ایک سڑک کے کنارے بھاگ رہے تھے۔ ایک گاڑی کو آتے دیکھ کر انہوں نے سڑک چھوڑ دی۔ ایک کھیت میں جا کر چھپ گئے۔ وہ طالبان کا علاقہ تھا۔ طالبان کی ہی گاڑیاں آتی جاتی رہتی تھیں۔ وہ کسی سے لفٹ لیتے تو پھر چوہے دان میں جا کر پھنس جاتے۔ ان میں سے ایک نے پوچھا "مہروز کہاں ہے؟"

وہ نظر نہیں آئی۔ سب کو اپنی جان کی پڑی تھی۔ وہ اسے تلاش کرنے میں وقت ضائع نہیں کر سکتے تھے۔ اس کھیت سے گزرنے لگے۔ کھیت بھی کیا تھے۔ کہیں کہیں تھوڑی سی فصل نظر آتی تھی۔ باقی فصل اگانے والے مارے جا چکے تھے۔ سوکھے کھیت پڑے ہوئے تھے۔ وہ بے تحاشا دوڑتے جا رہے تھے... اسی وقت ایک زوردار دھماکا ہوا۔ ان میں سے تین کے پیر بارودی سرنگ پر پڑے تھے۔ رات کے سناٹے میں ان کی چیخیں اور دھماکے سنائی دیے۔ بارودی سرنگیں مختلف طاقت کی ہوتی ہیں۔ وہاں کم طاقت کی بارود بچھی ہوئی تھی۔ ان تینوں میں سے کسی کے پیر اور کسی کے ہاتھ جسم سے الگ ہو گئے۔ وہ اپاہج ہو گئے۔ وہ اپاہج بن کر تکلیف کی شدت سے تڑپنے اور چیخنے لگے۔ باقی ساتھی بچ گئے تھے اور اپنے ساتھیوں کا انجام دیکھ کر سکتے میں رہ گئے تھے۔

ان کا تعاقب کرنے والے طالبان دھماکے کی آواز سن کر ادھر آئے۔ انہوں نے صحیح سلامت رہ جانے والے دو دشمنوں سے کہا۔ "موت سے کوئی نہیں بھاگ سکا۔ تم دونوں سلامت کیوں نظر آ رہے ہو۔"

ایک نے پوچھا "ہماری گولیوں سے مرو گے یا بارودی سرنگ پر پیر رکھو گے؟"

دوسرے نے کہا "ہماری گولیاں ضائع نہ ہونے دو۔ اپنے ساتھیوں کی طرح اپاہج بن کر آدھے زندہ رہو اور آدھے مر جاؤ۔"

اچانک ایک نے دشمن جاسوس کو لات ماری۔ وہ اپنا توازن قائم نہ رکھ سکا۔ لڑکھڑاتا ہوا بارودی سرنگ پر جا کر گرا۔ دھماکے کے ساتھ اس کے بدن کے چیتھڑے اڑ گئے۔ آخری جاسوس وہاں سے بھاگتے ہوئے بولا "نہیں۔ میں ایسی موت ... نہیں چاہتا۔" ٹھائیں کی آواز کے ساتھ ایک گولی چلی اور بھاگنے والا اچھل کر زمین پر گرا پھر ذرا تڑپ کر ہمیشہ کے لیے ٹھنڈا پڑ گیا۔ طالبان میں سے ایک نے اپاہج ہونے والوں سے پوچھا "ایک مسلمان مجاہد اعظم کو ہلاک کرنے آئے تھے۔ ہم سے پہلے قدرت نے تمہیں سزا دے دی۔"

ایک نے گڑگڑا کر کہا "تمہیں خدا کا واسطہ ہمیں گولی مار دو۔ یہ عذاب برداشت نہیں ہو رہا ہے۔"

"یہ عذاب قدرتی ہے۔ ہم مداخلت نہیں کریں گے۔ یہ بتاؤ۔ وہ بڑھیا کہاں ہے؟"

"ہم نہیں جانتے۔ وہ تاریکی میں ہم سے بچھڑ کر کسی دوسری طرف چلی گئی ہے۔"

وہ طالبان اپنے اسلحے کو شانوں سے لٹکا کر وہاں سے جانے لگے۔ اپاہج ہونے والے چیخ چیخ کر التجائیں کرنے لگے کہ انہیں گولی مار دی جائے لیکن اب انہیں آدھی زندگی اور آدھی موت مل رہی تھی۔ نہ وہ جی سکتے تھے اور نہ ہی مر سکتے تھے۔

میں اس وقت میکسیکو میں دونوں مجاہدین فرہاد گیلانی اور قاسم بن حشام اور ان جاریوگا جاننے والے افسران سے نمٹ رہا تھا۔ اسی وقت جناب تبریزی نے مجھے مخاطب کیا "فرہاد! مجاہد اعظم مرحبا توصیف فریاب کے علاقے میں تھا۔ وہاں اس کے لیے خطرہ ہے۔ وہ افغانستان کے وقت کے مطابق رات کے ایک بجے فرح کیمپ پہنچنے والا ہے۔ یہ بات فرح کا کمانڈر اور چند خاص طالبان جانتے ہیں۔ تم کمانڈر سے رابطہ کرو۔ صرف اتنا کہہ کر چلے آؤ کہ وہ اپنے مہمان فلک ناز خان (علی) کو اپنا معتمدِ خاص کے طور پر کیمپ میں بلائے اور اسے ہر جگہ جانے کی آزادی دے۔ تمہیں وہاں زیادہ مصروف رہنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔"

میں نے ثنا کے دماغ میں آ کر کہا "تم اپنے بھائی جان کو بڑے آرام اور سکون سے سلا رہی تھیں۔ اب اسے جگاؤ۔"

"پاپا! بھائی جان تھکے ہوئے ہیں۔ کیا جگانا ضروری ہے۔"

"ہماری خاندانی لغت میں تھکن نامی کوئی لفظ نہیں ہے۔ اسے اٹھاؤ۔ میں بات کروں گا۔"

ثنا نے اسے جگایا۔ وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ میں نے کہا "بیٹے! میں بول رہا ہوں' ہنگامی حالات ہیں۔ نیند کو بھول جاؤ۔ ابھی جا کر غسل کرو۔ لباس تبدیل کرو۔ میں دس پندرہ منٹ میں آ رہا ہوں۔"

پھر میں نے کمانڈر سے رابطہ کیا۔ اس سے پوچھا "کیا فرار ہونے والے گرفتار ہوئے؟"

"دو مارے گئے۔ تین اپاہج ہو گئے۔ وہ بوڑھی جسے آپ جوان کہتے ہیں' کہیں روپوش ہو گئی ہے۔"

"ہم اس سے بعد میں نمٹ لیں گے۔ ابھی رات کے ایک بجے تک مجاہد اعظم مرحبا توصیف آپ کے پاس پناہ لینے آ رہے ہیں۔"

"خدا کی قسم آپ باکمال ہیں۔ ہم نے ان کی آمد کو بہت راز میں رکھا ہے' لیکن کوئی راز آپ کے لیے راز نہیں رہتا۔ اگر آپ جیسا ناقابلِ شکست محافظ میرے دماغ میں رہے تو ہمارے مجاہد اعظم کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔"

"میں آپ کے پاس ایک نہایت ذہین' حاضر دماغ اور دلیر محافظ پیش کرنے آیا ہوں۔ اس کی موجودگی میں میری ضرورت نہیں ہوگی۔"

"آپ کو اس پر اتنا اعتماد ہے تو پھر ہم بھی اعتماد کریں گے۔ وہ کون ہے جناب؟" "میرا بیٹا علی تیمور۔"

"سبحان اللہ۔ اب تو شک و شبے کی گنجائش ہی نہیں رہی۔ کیا وہ ہمارے کیمپ میں آنے والا ہے؟"

"وہ آپ کا مہمان بن کر آپ کے مہمان خانے میں موجود ہے اور آپ کے ساتھ رات کا کھانا کھا چکا ہے۔"

"او میرے خدا! کیا آپ فلک ناز خان کی بات کر رہے ہیں؟"

"جی ہاں۔ وہ بھیس بدل کر خاص طور پر مرحبا توصیف کی حفاظت کے لیے وہاں پہنچا ہوا ہے۔"

"آپ کا بہت بہت شکریہ۔ میں ابھی خود مہمان خانے جاؤں گا۔ وہ میرا بھی بیٹا ہے۔"

"اچھا میں بہت مصروف ہوں۔ مجھے اجازت دیں۔ اللہ حافظ۔"

میں نے علی کے پاس آ کر کہا "میں نے کمانڈر کو بتا دیا ہے کہ تم میرے بیٹے علی تیمور ہو۔ وہ ابھی آ کر تمہیں اپنے ساتھ لے جائے گا اور ثنا اب تمہارا کام ختم ہو چکا ہے۔ چلو جاؤ اور آرام کرو۔ علی کے ساتھ کوئی دوسرا خیال خوانی کرنے والا رہے گا۔ تم کوئی بحث نہ کرنا۔ میں بہت مصروف ہوں۔ جا رہا ہوں۔ اللہ حافظ۔"

میں وہاں سے چلا گیا۔ کمانڈر مہمان خانے جانے کے لیے تیار ہو رہا تھا۔ ایک ماتحت نے آ کر اطلاع دی "آپ کی ہمشیرہ تشریف لائی ہیں۔"

کمانڈر نے حیرانی سے پوچھا "ہمشیرہ! کون سی ہمشیرہ؟"

"وہ آپ کی چچا زاد ہیں۔ ایک کار میں آئی ہیں۔"

کمانڈر نے باہر برآمدے میں آ کر دیکھا۔ ایک عمر رسیدہ خاتون کار سے باہر آ رہی تھی۔ اس کی عمر پینتالیس اور پچاس کے درمیان ہوگی۔ کمانڈر نے چھوٹے بھائی کے طور پر اسے سلام کیا پھر پوچھا "آپ اتنی رات کو تنہا کار ڈرائیو کرتی ہوئی آئی ہیں۔ خیریت تو ہے؟"

وہ اندر آتے ہوئے بولی "خیریت ہی ہے۔ وہ جو تمہاری چھوٹی ہمشیرہ ہے' وہ بات بات پر جھگڑنے لگتی ہے۔"

"ایسا بھی کیا جھگڑا ہے کہ آدھی رات کو آئی ہیں جبکہ آپ یہاں کے بدترین حالات سے اچھی طرح واقف ہیں۔"

"اس سے بدتر حالات اور کیا ہوں گے کہ اپنے سگے ہی مجھ سے لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں۔ کیا میں کسی پر بوجھ بنی ہوئی ہوں۔ یورپ کے بینکوں میں میری اتنی دولت ہے کہ یہاں تم لوگوں نے کبھی اتنے ڈالرز اور پاؤنڈز نہیں دیکھے ہوں گے۔ میں ذرا محبت سے ملنے چلی آئی ہوں تو سارے رشتے دار سمجھتے ہیں' میں ان کے منہ سے روٹیاں چھیننے آئی ہوں۔"

کمانڈر نے کہا "ہم جانتے ہیں۔ آپ ڈالرز کے حساب سے کروڑ پتی ہیں لیکن آپ کے بعد یہ دولت کس کے کام آئے گی؟"

"سب میرے بیٹے کے لیے ہے۔"

"بہت سنا ہے۔ آپ کے بیٹے کا ذکر مگر کبھی دیکھا نہیں ہے۔ آپ تو نیم پاگل ہیں۔ کیا آپ نے اپنے بیٹے کو دیکھا ہے۔"

"دیکھا۔ جب چاہتی ہوں' اسے چھپ چھپ کر دیکھ لیتی ہوں۔"

"ہمشیرہ! بس کریں۔ ہم بہت سن چکے ہیں۔ اس وقت میں بہت مصروف ہوں۔ میرے مہمان آنے والے ہیں۔ آپ اندر جائیں۔"

وہ اونہہ کہتے ہوئے مکان کے اندرونی حصے میں چلی گئی۔ ایک ماتحت نے آکر کہا "مہمان خانے سے پتا نہیں کیوں اتنی رات کو وہ مہمان ملنے آیا ہے۔"

یہ سنتے ہی کمانڈر تیزی سے چلتا ہوا برآمدے میں آیا پھر علی کو دیکھتے ہی گلے سے لگا کر کہا۔ "فرہاد صاحب کا بیٹا' ہمارا بیٹا ہے۔ آؤ اندر آؤ۔"

وہ دونوں اندر آئے۔ موبائل فون سے بزر کی آواز ابھری۔ کمانڈر نے اسے آن کر کے کان سے لگا کر کہا "ہیلو کیمپ نمبر سات۔"

پھر وہ دوسری طرف کی باتیں سن کر بولا "بسم اللہ۔ خوش آمدید یہاں تمام حفاظتی انتظامات مکمل ہیں۔"

اس نے فون کو بند کر کے علی سے کہا "میرے ساتھ آؤ اور ادھر کے تین کمرے اچھی طرح دیکھ لو۔ مجاہد اعظم کو ایک کمرا رہائش کے لیے دیا جائے گا اور اس کے ساتھ والے کمرے میں تم رہو گے۔ باقی کمروں میں مرحبا توصیف کے مجاہد ساتھی اور ہمارے مسلح محافظ رہیں گے۔"

علی نے ان تمام کمروں کو دیکھنے کے بعد کہا "اندرونی انتظامات مکمل ہیں۔ آپ آس پاس کے اور سامنے والے گھروں کے متعلق بتائیں۔"

"ان تمام گھروں میں مسلح طالبان رہتے ہیں۔ کوئی اجنبی یہاں کی ایک گلی سے بھی نہیں گزر سکتا۔"

زنان خانے سے ہمشیرہ کی آوازیں آنے لگیں۔ وہ غصے سے چیخ کر کسی خاتون سے بول رہی تھی۔ کمانڈر نے اندر جا کر کہا "ہمشیرہ! میری عزت کا کچھ خیال کریں۔ آپ میرے معزز مہمانوں کی موجودگی میں بلند آواز میں بولیں گی تو شرم سے میرا سر جھک جائے گا۔"

"میں آہستہ بھی بولوں تو زور سے سنائی دیتا ہے۔ میں تو یہاں آکر پچھتا رہی ہوں۔ کل صبح ہوتے ہی مجھے کوئٹہ پہنچا دو۔ میں کراچی جا کر کسی فلائٹ سے لندن چلی جاؤں گی۔"

باہر سے اطلاع آئی کہ مجاہد اعظم اور ان کے مجاہدین کی گاڑیاں آرہی ہیں۔ کمانڈر اور علی نے باہر آکر ان کا استقبال کیا پھر مجاہد اعظم مرحبا توصیف کو عزت و احترام کے ساتھ مکان کے اندر لائے۔ مرحبا توصیف نے اپنے کمرے میں پہنچ کر ادھر ادھر دیکھا پھر کہا "یہ دشمنانِ اسلام سمجھتے ہیں کہ ایک مرحبا توصیف کو مار ڈالنے سے خدانخواستہ مسلمان کمزور ہو جائیں گے اور مجاہد لیڈران سے محروم ہو جائیں گے۔ میں دیکھوں گا کہ وہ مجھے کہاں تک دوڑائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا سے میں انہیں اکیسویں صدی میں بھی دوڑا دوڑا کر ہلکان کرتا رہوں گا۔"

حفاظتی انتظامات کے مطابق مکان کے پہلے کمرے میں مسلح مجاہدین اور طالبان تھے۔ دوسرے کمرے میں خصوصی باڈی گارڈز تھے۔ تیسرے کمرے میں کمانڈر اور علی کے درمیان مرحبا توصیف کھڑا ہوا باتیں کر رہا تھا۔ ٹھیک اسی وقت ایسا واقعہ پیش آیا' جس کی توقع نہیں کی جاسکتی تھی۔ بے شمار مسلح گارڈز کے درمیان سے کوئی دشمن گزر کر نہیں آسکتا تھا اور مرحبا توصیف کے کمرے کا ایک ہی دروازہ تھا۔ کسی دشمن کے آنے کے لیے کوئی دوسرا دروازہ اور کھڑکی نہیں تھی۔ ہم نے پلنگ کے نیچے بھی دیکھا تھا۔ الماری کھول کر بھی دیکھی تھی۔ اس کے باوجود یہ نہیں سمجھ سکتے تھے کہ مرحبا توصیف کے استقبال کے لیے باہر جانے کے بعد کمرا چند منٹوں کے لیے خالی ہو گیا تھا اور گھر کا بھیدی لنکا ڈھانے چلا آرہا تھا۔ بلکہ چلی آئی تھی۔

یکبارگی پلنگ کے نیچے سے ہمشیرہ لڑھکتی ہوئی نکلی۔ نکلتے ہی ایک فائر کیا۔ گولی ٹارگٹ سے ہٹ کر کمانڈر کو لگی۔ اس سے پہلے کہ وہ دوسری گولی چلاتی' علی مرحبا توصیف کے سامنے آکر ڈھال بن گیا۔ پیچھے ہی پیچھے مرحبا توصیف کو دھکیل کر دروازے سے لگاتے ہوئے بولا "میں ریوالور کی ساری گولیاں اپنے سینے پر کھاؤں گا پھر تا۔ تیرے ناکام مشن کا اور تیرا انجام کیا ہوگا؟"

وہ بولی "ایک ماں کے انجام کی پروا بیٹے کو کرنا چاہیے۔ کیا تو چاہتا ہے کہ تیری ماں ناکام ہو اور یہ لوگ تجھ جیسے دلیر بیٹے کے ہوتے ہوئے تیری ماں کو حرام موت مار ڈالیں؟"

علی نے حیرانی سے پوچھا "کیا بکواس کر رہی ہو؟"

"یہ بکواس ہوتی تو میں اتنے اعتماد سے جان ہتھیلی پر رکھ کر نہ آتی۔ میں نے تجھے نو ماہ تک اپنے پیٹ میں رکھا ہے۔ تجھے اپنا دودھ پلایا ہے۔ تو میرا بیٹا ہے۔ ایسا بیٹا کہ تیرا زبردست' باکمال اور مشہور عالم باپ بھی نہیں جانتا کہ تو نے میری کوکھ سے جنم لیا ہے۔ میں کلمہ پڑھ کر خدا اور رسولؐ کی قسم کھا کر کہتی ہوں تو میرا بیٹا ہے۔"

علی حیران پریشان سا ہو کر اسے تک رہا تھا۔ اس کے ایک ہاتھ میں ریوالور تھا اور وہ دوسرا ہاتھ بھیک مانگنے کے انداز میں آگے بڑھا کر کہہ رہی تھی "دے۔ علی! میرے دودھ کا حق مجھے دے۔ میں نے تجھے دودھ دیا۔ تو اس مجاہد کہلانے والے کا خون دے۔ دے میرے دودھ کا حق دے۔"

اس دلچسپ ترین داستان کے بقیہ واقعات (39) ویں حصہ میں ملاحظہ فرمائیں جو کہ ساتھ ہی شائع ہو گیا ہے